



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ. (القرآن الحکیم)  
تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم ہو۔ (کنز الایمان)

# الدر المنثور فی الفتاویٰ الشریعہ

المعروفہ

## فتاویٰ سہارنپوری

جلد اول

تصنیف لطیف

شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ  
سابق صدر شعبہ افتا الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

ترتیب

مولانا مفتی محمد نسیم مصباحی استاذ و مفتی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

ناشر

دائرۃ البرکات، گھوسی، ضلع منو

المواہب الالہیہ فی الفتاویٰ الشریفیہ	کتاب:
المعروف بہ فتاویٰ شارح بخاری	
فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ	تصنیف:
سابق صدر شعبہ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ	
مفتی محمد نسیم مصباحی استاذ مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور	ترتیب و تحقیق، تصحیح:
مولانا محمد سلیم بریلوی، مولانا محمود علی مشاہدی	تخریج:
مولانا عبدالمبین نعمانی، مولانا عرش محمد خاں صاحب	پروف ریڈنگ:
مفتی کھنڈ الوریٰ مصباحی، مولوی محمد فاروق رضوی	
مہتاب پیامی، پیامی کمپیوٹر گرافکس، مبارک پور، اعظم گڑھ	کمپوزنگ:
باراول، محرم الحرام ۱۴۳۳ھ / دسمبر ۲۰۱۱ء	سن اشاعت:
۱۱۰۰	تعداد:
دارۃ البرکات، کریم الدین پور، گھوسی ضلع منو	ناشر:

### ملنے کے پتے

- ① دارۃ البرکات، کریم الدین پور، گھوسی، ضلع منو
- ② مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ
- ③ الجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ
- ④ حق اکیڈمی، مبارک پور، اعظم گڑھ
- ⑤ رضوی کتاب گھر ۴۲۳/۴، میا محل، جامع مسجد دہلی ۶
- ⑥ کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵/۴، میا محل، جامع مسجد دہلی ۶
- ⑦ فاروقیہ بک ڈپو ۷ / ۴۲۲، میا محل، جامع مسجد دہلی ۶
- ⑧ اسلامی پبلشر، گلی سروتہ والی میا محل جامع مسجد دہلی

انتساب

جلد اول

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد

# شرف انتساب

استاذ العلماء جلالة العلم حافظ ملت حضرت علامہ الشاہ ابو الفیض

عبدالعزیز محدث مراد آبادی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وصال: ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء

اور آپ کی شہرہ آفاق دینی و علمی یادگار

الجامعۃ الاشرفیہ کے نام

جس نے پیدا کیے کتنے لعل و گہر

حافظ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

عقیدت کیش: محمد محب الحق قادری

محمد حمید الحق برکاتی

محمد نسیم مصباحی



## تہدیہ

- (۱) سراج الامۃ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت  
(وصال ۸۰ھ)
- (۲) مجدد اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قادری بریلوی  
(وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)
- (۳) صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا الشاہ محمد امجد علی اعظمی رضوی (مصنف بہار شریعت)  
(وصال ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء)
- (۴) تاج دار اہل سنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری بریلوی  
(وصال ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء)
- (۵) سید العلماء حضرت علامہ مولانا الشاہ سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی مارہروی  
(وصال ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)
- (۶) احسن العلماء حضرت مولانا الشاہ سید مصطفیٰ حیدر حسن قادری برکاتی مارہروی  
(وصال ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء)
- (۷) محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد قادری لائل پوری  
(وصال ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۱ء)

علیہم الرحمۃ والرضوان  
کی خدمات عالیہ میں

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا بول بالے میری سرکاروں کے

نیاز کش  
محمد جمید الحق برکاتی  
محمد نسیم مصباحی



## عرض مرتب

برصغیر ہند و پاک میں ماضی قریب کے علمائے اہل سنت و جماعت کی فہرست میں کئی ایسے رجال علم و فن نظر آتے ہیں، جنہوں نے اپنی علمی و دینی بصیرت اور غیر معمولی محدثانہ و فقیہانہ صلاحیت کے جو گہرے نقوش صفحات دہر پر ثبت کیے، ان کی صداقت کا اعتراف ان کے ان معاصرین کو بھی ہے جو کسی بھی نکتے پر ان سے اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ ان سربر آوردہ شخصیات میں ایک ایسا نام بھی ملتا ہے جس نے بیسویں صدی کے نصف اخیر میں علما، فقہاء، اور دانشواران ملت کی فہرست میں نمایاں اور ممتاز مقام حاصل کر کے گلشن ملت کو گل سرسبز بنایا، جس کی ذات ستودہ صفات سے علوم و حقائق کے ایسے چشمے ابلے، جن سے فکر و آگہی کے پژمرده چمن لالہ زار بن گئے۔ جس نے تمام عمر اپنے کردار کی روشنی میں ایک ایک کرن سے سیکڑوں آفتاب پیدا کیے۔ جو علم و عمل کا سنگم اور علوم و معارف کا ایسا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا، جس کی تلاطم خیز موجوں سے علم و حکمت کے نانا جانے کتنے لعل و گہر نکلے، جس کو ارباب فن حدیث ”شارح بخاری“ ارباب فقہ و افتا ”فقیہ اعظم ہند“ خانوادہ مارہرہ مطہرہ ”برکاتی مفتی“ اور اہل تقویٰ ”نائب مفتی اعظم“ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ اور یہ اسلام کا وہ عظیم مفکر ہے، جس نے قوم و ملت کی تعمیر و ترقی کے لیے نہ صرف افکار و نظریات پیش کیے، بلکہ دور دراز کا سفر کر کے، ہچکولے کھاتی ملت کی کشتی کو ساحل مراد سے ہمکنار ہوا

آپ کی پوری زندگی اسلام و سنیت کی حفاظت کے لیے وقف تھی، جس پر آپ کے نوک قلم سے صادر ہونے والے ستر ہزار سے زائد فتاویٰ شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ بخاری شریف کی ضخیم شرح اور مختلف موضوعات پر تحقیقات کا گنج گراں مایہ آپ کی دینی لیاقت اور علمی صلاحیتوں کا گواہ ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ملک اور بیرون ملک کے اعلیٰ علمی حلقوں میں آپ کی تحریروں کو بے حد سراہا گیا۔ اور آپ نے اپنی فقہی بصیرت کے ذریعہ مسائل جدیدہ کی گتھیوں کو اس طرح سلجھایا کہ اس کی جھلکیاں فقہی و تحقیقی مذاق رکھنے والے جگہ جگہ محسوس کرتے ہیں۔ زیر نظر مجموعہ فتاویٰ اسی فقہی مہتاب کی ایک کرن ہے۔

قارئین ذوالاحترام! ہم کو نہایت مسرت و شادمانی ہو رہی ہے کہ ہم اپنے مدد و ح حضرت فقیہ اعظم ہند مفتی

محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ سابق صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور کی دینی فکر صائب اور قلم سیال کے شاہ کار ”فتاویٰ شارح بخاری“ کی پہلی جلد اکیسویں صدی کے دوسری دہائی کے بالکل آغاز میں منظر عام پر لانے میں کامیاب ہوئے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ جس کام کو اب سے چند سال قبل ہی منصبہ شہود پر آجانا چاہیے تھا، اس میں اتنی تاخیر ہو گئی حالاں کہ اس مجموعہ کی اشاعت کا فیصلہ حضرت شارح بخاری کی حیات مبارکہ ہی میں ہو چکا تھا۔ اس وقت عدم اشاعت کی دیگر وجوہات کے ساتھ ایک بڑی وجہ بخاری شریف کی شرح ”نزہۃ القاری“ کی تالیف، مختلف موضوعات پر تحقیقی مقالات و کتب نویسی، تبلیغی اسفار اور الجامعۃ الاشرفیہ جیسی عظیم دینی دانش گاہ میں دنیا بھر سے آنے والے سوالات کی جواب دہی وغیرہ اسباب نے ادھر پلٹنے کی مہلت نہ دی۔ نزہۃ القاری کی تکمیل کے بعد فتاویٰ مرتب کرنے کا ارادہ تھا مگر تکمیل کے بعد فتاویٰ کا کام شروع بھی نہ ہو پایا تھا کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ پھر حضرت کے وصال پر ملال کے بعد بھی فتاویٰ کا یہ کام ملتوی ہوتا رہا۔ مدوح کرم حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کے خلف اکبر ڈاکٹر محب الحق صاحب قادری اور صاحب زادہ والا تبار حضرت مولانا حافظ حمید الحق صاحب مصباحی کو اس کی فکر لاحق ہوئی اور ہونی بھی چاہیے تھی، چنانچہ انھوں نے ارباب علم و دانش کے مشورے کے بعد فتاویٰ کی ترتیب و تبویب کی عظیم ذمہ داری راقم کو تفویض کی۔ چوں کہ نزہۃ القاری کی بعض جلدوں کی ترتیبی اور تحریری خدمات کا شرف بھی مجھ کو حاصل ہے۔ اس حیثیت سے نگاہ انتخاب مجھ حقیر پر پڑی۔ حالاں کہ فتاویٰ کی ترتیب کا یہ کام اپنی نوعیت اور اہمیت کے اعتبار سے جتنا اہم اور گراں بار ہے، اپنے حجم کے لحاظ سے اسی قدر ضخیم اور محنت طلب بھی۔ اس کو کتابی شکل میں لانے کے لیے کس قدر دقت نظر، عرق ریزی اور جاں فشانی کی ضرورت ہے، اس کا صحیح اندازہ صرف انھیں کو ہو سکتا ہے، جنھوں نے اس پر خار وادی میں قدم رکھا ہو۔ جب کہ اپنی کم علمی کے صد بار اعتراف کے ساتھ ایک جماعتی کام کو تنہا انجام دینا بلاشبہ مشکل امر تھا۔ مزید جامعہ اشرفیہ میں تدریسی فرائض کی انجام دہی اور افتا کی بھی سخت ذمہ داری کے لیے شب و روز کے ۲۴ گھنٹے بھی ناکافی معلوم ہوتے ہیں۔ مگر مخدوم زادوں کا حکم تھا اگر ٹالتا بھی تو کس ہمت سے۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم، اس کی توفیق خاص اور شارح بخاری کے روحانی فیض پر بھروسہ کرتے ہوئے قبول تو کر لیا مگر کام شروع کیا تو اندازہ ہوا کہ ایک ٹھوس علمی و تحقیقی فتاویٰ کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا کام کتنا پر مشقت ہے۔ ذخیرہ فتاویٰ کو دقت نظر سے پڑھنا، نامکمل قرآنی آیات اور احادیث کے متوازن کو اصل مآخذ سے تکمیل، غیر مترجم فقہی عبارات کا ترجمہ، نقول کا اصل رجسٹر سے مقابلہ۔ اخیر میں ان کی باعتبار ابواب و فصول ترتیب اور ان کی عنوان بندی، بعض ناصاف عبارتوں کی مناسب و موزوں نشست، یہ سارا کام اتنا صبر آزما تھا کہ بار بار دامن ہمت تارتا رہا ہوجانے کا اندیشہ لاحق ہوتا رہا۔ مگر ایسے نازک حوصلہ شکن مواقع پر فضل ایزدی نے ڈھارس بندھائی اور کام

جاری رہا۔ مزید مخدوم زادے عالی جناب ڈاکٹر محب الحق صاحب زید مجدہ وقفے وقفے سے ملاقات کے وقت تاکید و انداز میں تیزی کا مطالبہ کرتے رہتے۔ ادھر دوسرے مخدوم زادے لائق صدا احترام مولانا حافظ حمید الحق صاحب مصباحی برکاتی مقیم حال زمبابوے، بذریعہ فون رسمی گفتگو کے بعد بلا توقف کام کا مواخذہ فرماتے رہتے۔ ان کے علاوہ دیگر احباب اہل علم حضرات کی مثبت آراء، کام کی تکمیل کے لیے حوصلہ بڑھاتی رہیں، بفضلہ تعالیٰ و بعون حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج اس کاوش اور سعی جدوجہد کا ثمرہ آپ کے سامنے ہے۔

### فتاویٰ شارح بخاری کی خصوصیات:

اس مجموعہ فتاویٰ میں بیشتر ایسی چیزیں موجود ہیں، جو اس مجموعہ کو دیگر کتب فتاویٰ سے ممتاز کرتی ہیں، مثلاً:

- یہ مجموعہ تمام ابواب فقہ پر مشتمل ہے۔
  - اس میں صرف کتاب العقائد تین جلدوں پر مشتمل ہے۔
  - اس میں بعض مسائل ایسے ہیں جن کے احکام کتب فقہ میں مصرح نہیں ہیں مگر شارح بخاری نے اپنی شان فقہ سے کتاب و سنت کی روشنی میں ان کا استنباط کیا ہے۔
  - بعض اختلافی مسائل کا فقیہانہ لب و لہجہ میں محققانہ فیصلہ کیا ہے؟
  - بعض مقامات پر جدید سائنسی مسائل کی ژولیدہ گتھیوں کو بھی سلجھایا ہے۔
  - غیر منقح و محقق مسائل کی تنقیح و تحقیق۔
- ان کے علاوہ بھی آپ اس میں کچھ ایسی خوبیاں پائیں گے جو شارح بخاری کا ہی حصہ تھیں۔

### ایک قابل وضاحت امر:

یہ ہے کہ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ نے فراغت کے بعد دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں گیارہ سال دو ماہ، بحیثیت مدرس و مفتی قیام کیا اس دوران وہاں آپ نے ۲۵ ہزار فتاویٰ تحریر فرمائے۔ جن میں بیشتر فتاویٰ پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تصدیقات ہیں اور الجامعۃ الاشرفیہ میں آنے سے قبل مختلف دینی دانش گاہوں میں افتا کی ذمہ داریاں انجام دیں، مگر ان درس گاہوں میں آپ کے تحریر کردہ فتاویٰ کی تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ لہذا ایک معلوم تعداد کے مطابق آپ کے فتاویٰ ستر ہزار سے زائد ضرور ہیں مگر اس مجموعہ میں صرف وہی فتاویٰ شامل ہیں، جو آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ، میں تحریر فرمائے۔ البتہ ڈاکٹر محب الحق صاحب نے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے چند فتاویٰ حاصل کر کے ہم تک پہنچائے۔ ہم نے ان کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے۔ اور ان کے اخیر میں ”رضوی دارالافتا بریلی شریف“ لکھ کر ممتاز کر دیا ہے۔ اگر بریلی شریف میں لکھے گئے تمام فتاویٰ دستیاب ہو جائے تو اس مجموعہ کی عظمت میں چار چاند لگ جاتا۔



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عرض مرتب

جب کہ اس سے قبل ہم بتا چکے ہیں کہ صرف کتاب العقائد تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے تو اس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

### جلد اول:

(۱) عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی جل جلالہ۔

(۲) عقائد متعلقہ نبوت۔

(۳) عقائد متعلقہ قرآن حکیم۔

(۴) عقائد متعلقہ ملائکہ

(۵) عقائد متعلقہ جنات و شیاطین۔

جلد اول میں کل ۵۰۴ فتاویٰ شامل ہیں۔

### جلد دوم:

(۱) عقائد متعلقہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۲) عقائد متعلقہ اولیائے عظام۔

(۳) عقائد متعلقہ علمائے کرام۔

(۴) عقائد متعلقہ تقلید۔

### جلد سوم:

(۱) بیعت و ارشاد۔

(۲) الفاظ کفر۔

(۳) باطل فرقے (قادیانی، رافضی، دیوبندی، وہابی، شیعہ نیازی وغیرہم)

(۴) رضویات۔

(۵) شخصیات۔

فی الوقت جلد اول شائع کی جا رہی ہے، جلد دوم، سوم کا کام تکمیل کے قریب ہے انشاء اللہ تعالیٰ بقیہ جلدوں کی فہرست انہی کے ساتھ منسلک کر دی جائے گی۔ ہم نے اس میں فتاویٰ کو ابواب بندی کے بعد، فصول اور مختلف عناوین کے تحت تقسیم کیا ہے۔ پھر بعض مقامات پر حسب ضرورت ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں تاکہ مطلوبہ مسائل کی تلاش آسان ہو جائے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر ہم اپنے واجب الاحترام بزرگوں میں سے خیر الاذکیا حضرت علامہ و

مولانا محمد احمد صاحب مصباحی صدر المدرسین الجامعة الاشرفیہ، محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب مصباحی صدر شعبہ افتاء الجامعة الاشرفیہ اور خلیفہ حضور شارح بخاری حضرت علامہ عبدالحق صاحب مصباحی استاذ الجامعة الاشرفیہ کو یاد نہ کریں جنہوں نے مشکل اوقات میں ہماری رہنمائی فرمائی۔

درج ذیل حضرات ہمارے اس کام میں معاون رہے جن کا ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں:

- حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ صدر المدرسین الجامعة الاشرفیہ، آپ نے ایک شان دار تقریب سے زینت بخشی اور تحقیق کے چند طلبہ کو رجسٹر سے صفحات علیحدہ کرنے اور تخریج کرنے میں ہماری معاونت کے لیے مقرر فرمایا۔

- حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب اور حضرت مولانا عرش محمد صاحب، صدر المدرسین مدرسہ ضیاء العلوم ادری، منو، جنہوں نے بعض اجزاء کی پروف ریڈنگ کی۔

- محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی نظام الدین صاحب مصباحی آپ نے حضور شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ کا تفصیلی تعارف پیش کیا اور مولانا نفیس احمد مصباحی استاذ الجامعة الاشرفیہ حضرت شارح بخاری کی تفصیلی سوانح تحریر کیا۔

- رفیق گرامی وقار حضرت مولانا صدر الوری مصباحی استاذ الجامعة الاشرفیہ نے شارح بخاری پر تحقیقی مقالہ تحریر کیا ہے جسے ہم انشاء اللہ جلد دوم میں شائع کریں گے۔

- حضرت مفتی احمد القادری مصباحی سابق استاذ الجامعة الاشرفیہ، حضرت مولانا نظام الدین مصباحی گجرات اور حکیم مولوی ثار احمد سلطان پوری، جنہوں نے کچھ مالی تعاون کیا۔

اس موقع پر مجھے بڑی قلبی مسرت محسوس ہو رہی ہے جب کہ میں خود کو اپنے رفیق گرامی مخلص و کرم فرما خطیب اہل سنت مبلغ امریکہ حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی استاذ جامعہ اشرفیہ کے ذکر سے خود کو سرشار کر رہا ہوں، جن کی ہمارے ساتھ ہمیشہ عنایتیں رہیں اور موقع بہ موقع مناسب مشورے دیتے رہے۔

- مولانا محمد سلیم بریلوی و مولانا محمود علی مشاہدی نے تخریج میں ہمارا ساتھ دیا۔

- حضرت مولانا مفتی کہف الوری مصباحی استاذ مفتی رضا دارالیتامی، ناگ پور، آپ ہمارے اس تحریری سفر میں خوب ساتھ رہے۔ تین سال تک مسلسل تعطیل کلاں کے موقع پر رمضان شریف میں جامعہ اشرفیہ آکر میرا ہاتھ بٹاتے رہے اس کے بعد جب تربیت تدریس کے دو سال جامعہ اشرفیہ میں رہے تب بھی نہایت تندہی کے ساتھ کام کو انجام دیا اور اپنی تدریسی مصروفیات سے وقت نکال کر بڑی فکر سے ذمہ دارانہ انداز میں مفوضہ کام کو انجام دیتے رہے۔

- مولوی محمد فاروق خاں رضوی ممبئی آپ نے فتاویٰ میں موجود قرآنی آیات کا قرآن کریم سے مقابلہ اور پروف ریڈنگ کے کام کو بحسن و خوبی انجام دیا۔
  - مولوی گلزار احمد شاہ کشمیری اور مولوی محمد افضل حسین ۳۶ گڑھ نے بھی آخری مرحلے میں ہمارا تعاون کیا۔
- مولا تعالیٰ ہمارے ان تمام معاونین اور محسنین کو جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے علم و عمل اور عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

بہر حال اللہ عز و جل خوب جانتا ہے کہ اس کارِ عظیم کے آغاز سے اب تک کس قدر محنت و مشقت اٹھائی اور اس کو اغلاط سے پاک رکھنے کے لیے انتھک کوشش کی گئی ہے، پھر بھی بہت ممکن ہے کہ اس میں غلطیاں ضرور ہو گئی ہوں گی مگر ان کوتاہیوں کے ذمہ دار ہم ہیں، ہمارے شیخ شارح بخاری کا دامن اس سے پاک ہے، لہذا اہل دانش و بینش سے گزارش ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو بجائے اس کو تنقیدی نشانہ بنانے کے ہم کو مطلع کر دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے۔ آپ ہماری طرف سے شکریہ کے مستحق ہوں گے۔

اختتام پر امید کرتا ہوں کہ راقم الحروف کی اس کاوش کو علمی حلقوں میں بنظر استحسان دیکھا جائے گا اور ارباب فقہ و افتا اپنی لائبریریوں میں جگہ دیں گے، انشاء اللہ عز و جل۔

رب العالمین اس حقیر کی کوشش کو قبول فرمائے اور اس کے ذریعہ اپنے فضل و کرم کے مطابق راقم الحروف اور تمام معاونین و محسنین اور بالخصوص شہزادگان شارح بخاری کو اپنی لازوال نعمتوں اور اجر عظیم سے نوازے، اور اس حقیر کو اپنے دین حنیف کے محافظوں اور شریعت مطہرہ کے حامیوں کی صف میں شامل فرمائے اور صحت و سلامتی عطا فرمائے تاکہ بقیہ جلدوں کو جلد سے جلد منظر عام پر لاسکے۔ آمین بجاہ طہ و یسین انہ سمیع و مجیب۔

گداے شارح بخاری

محمد نسیم مصباحی

خادم التدریس والافتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور

۱۷ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

۱۳ دسمبر ۲۰۱۱ء

## تقریب

خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی، صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور

بسم الله الرحمن الرحيم

حامداً ومصلیاً

فقہ اجل، شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ علوم وفنون کی جامعیت اور گونا گوں علمی و اخلاقی محاسن و کمالات کے ساتھ حسن استحضار، سرعت اخذ اور سرعت تحریر میں یکتا روزگار تھے۔ صدر الشریعہ علامہ امجدی اعظمی قدس سرہ کے آخری دور حیات میں ان سے فقہی استفادہ اور مشق افقا کی سعادت پائی اور باضابطہ فتویٰ نویسی کا کام دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے زمانہ تدریس میں سرکار مفتی اعظم مرشد انام علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہ کی سرپرستی و نگرانی میں شروع کیا اور وہاں تقریباً ۲۵ ہزار فتاویٰ آپ کے قلم سے صادر ہوئے پھر جب ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء کے اواخر میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور تشریف لائے تو یہاں تدریس آپ سے متعلق نہ تھی، صرف کار افتاد سپرد تھا جسے آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ انجام دیا، تادم اخیر یہ سلسلہ جاری رہا اور تقریباً ساٹھ ہزار فتاویٰ قید تحریر میں آئے۔

جوابات کو ٹالنا قطعاً پسند نہ تھا، وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگ جائز و ناجائز، حلال و حرام کا حکم اپنے عمل کے لیے پوچھتے ہیں، اگر بروقت انھیں حکم نہ بتایا جائے تو وہ عمل کیسے کریں گے؟ ہماری ذمہ داری ہوتی ہے کہ جتنی جلد ہو سکے مستفتی کو حکم مسئلہ سے باخبر کر دیں۔ سوالات اتنی کثرت سے آتے تھے کہ سب کو تنہا نپٹانا ممکن نہ تھا اس لیے متعدد حضرات نائب و معاون کی حیثیت سے مقرر ہوئے پھر بھی زیادہ فتاویٰ آپ ہی کے حصے میں آتے۔ سرعت عمل اور استحضار کا عالم یہ تھا کہ استفتا پڑھا گیا اور برجستہ جواب لکھنا شروع کر دیا، مختصر، جامع اور شافی جواب چوں کہ سوالات بہت زیادہ جمع ہو جاتے تھے اس لیے زیادہ جزئیات اور دلائل لکھانے سے گریز کرتے اور فرماتے کہ سائل کو جلد سے جلد حکم معلوم ہونا ضروری ہے تاکہ وہ عمل کر سکے، دلائل اس کے اطمینان و تشفی کے لیے ہوتے ہیں، اگر وہ مفتی پر اعتماد رکھتا ہے تو زیادہ دلائل کی جستجو میں بھی نہ پڑے گا اور حکم معلوم کر کے عمل شروع



کردے گا۔ تاہم غایت اختصار کے باوجود ایک دو جزئیہ یا مفہوم عبارت بتا کر کتاب کا حوالہ، یا حسب حال کوئی آیت یا حدیث پیش کر دینا معمول میں داخل تھا۔ ایسا بہت کم ہوتا کہ بس نفس حکم بیان ہو، کوئی حوالہ یا دلیل کی جانب اشارہ بالکل نہ ہو۔

حضرت کے بعض فتاویٰ کی اشاعت تو ان کے دور حیات ہی میں ہوتی رہتی تھی مگر باضابطہ سب کی ترتیب، کتابت، اصل سے مقابلہ، تصحیح وغیرہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ حضرت کے لائق فرزندوں کو برابر اس کی فکر دامن گیر رہی اور آج بھی ہے کہ والد ماجد کے رشحات قلم کو ضائع ہونے سے بچایا جائے اور سب کو ان سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا جائے، یہ فکر تو ہم تمام وابستگانِ دامن کو ہونی چاہیے اور ہے مگر پیش قدمی اور عملی حصہ لینا، کثیر مصروفیات اور موانع کے باعث اکثر کے بس سے باہر ہے۔ میں نے ایک زمانے میں تحقیق فقہ کے کچھ طلبہ کو اس پر مامور کیا کہ حضرت کے فتاویٰ کی فوٹو کاپی لے کر ان کو فقہی ابواب کے مطابق مرتب کریں اور حوالے کی عبارتیں اصل کتابوں سے ملائیں، بہت سارا کام انھوں نے کیا بھی، مگر وہ نہ مکمل ہو نہ زیادہ اطمینان بخش، اس سے دلچسپی مولانا مفتی محمد نسیم مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ کوزیادہ تھی، یہ برسوں حضرت کی تربیت میں رہے اور ان کے انداز و طریق کار سے بخوبی واقف بھی تھے، اس لیے وہ اس کام سے لگے رہے۔ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے فتاویٰ کی اصل یا نقل تو نہ مل سکی مگر جامعہ اشرفیہ کے فتاویٰ محفوظ تھے، وہی اتنے زیادہ معلوم ہو رہے ہیں کہ قابو میں لانا مشکل ہو گیا ہے۔

مفتی محمد نسیم صاحب نے یہاں حضرت کے فتاویٰ رجسٹروں سے صرف عقائد سے متعلق فتاویٰ کو الگ کیا تو تین جلدیں بن گئی، ہر جلد تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اندازہ ہے کہ بقیہ ابواب سے متعلق کم از کم دس جلدیں مزید ہوں گی۔ ان میں بھی بہت کچھ تخفیف کی گئی ہے۔

مولانا موصوف نے ایک بار مجھ سے ذکر کیا تھا کہ مکرر فتاویٰ بھی بہت ہیں مثلاً طلاق سے متعلق فتاویٰ واقعات الگ الگ ہیں مگر بنیادی سوال ایک ہی ہے اور جواب کا بنیادی مضمون بھی ایک ہی ہے بعض دیگر عنوانات بھی ایسے ہیں جن سے متعلق سوالات مختلف اوقات میں مختلف مقامات سے آئے اور سب کے جوابات دیے گئے، کبھی مفصل، کبھی مختصر، کبھی متوسط۔ میں نے یہ رائے دی کہ جو جوابات تقریباً ایک ہی مضمون پر مشتمل ہیں، ان میں سے کوئی ایک لے لیں، اور اگر چند جوابات لیے جائیں تو ایسے کہ ہر ایک میں کوئی نئی بات، کوئی نیا گوشہ یا نیا انداز ہو اور بعض عنوانات ایسے ہوں گے کہ ان کے تحت کوئی ایک تفصیلی جواب لے لیا جائے تو کافی ہوگا۔

یہ میری رائے تھی، اب معلوم نہیں کہ انھوں نے اس پر کہاں تک عمل کیا، مگر اندازہ ہے کہ کچھ نہ کچھ تخفیف ضرور کی ہوگی۔

بہر حال حضرت کے فرزند ان گرامی مولانا ڈاکٹر محب الحق رضوی، مولانا حافظ حمید الحق برکاتی، محترم وحید الحق برکاتی، جناب ظہیر الحق برکاتی اور دیگر اقارب و متعلقین کا یہ جذبہ قابل ستائش ہے کہ وہ حضرت کا علمی ورثہ ساری امت میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے حسبِ مقدور کوشش بھی کر رہے ہیں۔ خصوصاً ڈاکٹر صاحب اور مولانا حمید الحق صاحب اس سلسلے میں برابر فکر مند اور متحرک رہتے ہیں مگر اصل کاوش مرتب یعنی مفتی محمد نسیم صاحب کی ہے اگر ایسے چند افراد اس مہم میں شریک ہوتے تو نتیجہ جلد سامنے آتا۔ مگر کام خالص علمی، فقہی اور بہت محنت طلب ہے اس لیے زیادہ افراد کا ملنا بھی مشکل ہے۔ خدا کرے کہ مزید تیزی، اور عمدگی کی کوئی مناسب اور بہتر صورت نکل آئے۔

جن حضرات نے بھی اس علمی سرمائے کو منظر عام پر لانے کی کسی طرح کا کوئی حصہ لیا ہے وہ ہمارے اور سبھی قارئین کے شکریے کے مستحق ہیں، میں سب سے واقف نہیں، مگر رب کریم کے یہاں اچھی نیت اور نیک عمل کا صلہ بفضلہ و کرمہ تعالیٰ ضرور ملتا ہے۔ وہ علیم وخبیر ہے سب کو اپنے بے کراں فضل و انعام سے نوازے۔ اور اس بڑے کام کی جلد از جلد تکمیل کے لیے پردہ غیب سے، بہتر اسباب مہیا فرمائے۔ وما ذلک علیہ بعزیز۔

محمد احمد مصباحی

رکن الجمع الاسلامی

صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور

۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

۱۵ دسمبر ۲۰۱۱ء پنج شنبہ

## حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ ایک تعارف

حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، صدر شعبہ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً و مصلياً و مُسليماً۔ اما بعد!

شارح بخاری حضرت العلام مولانا مفتی الحاج الشاہ محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ بہت سے اوصاف اور خوبیوں کے مالک تھے۔ مثلاً:

(۱) محدث (۲) مفسر (۳) شارح (۴) متکلم (۵) مناظر (۶) مدرس (۷) مصنف (۸) اصولی (۹) محقق (۱۰) مرشد (۱۱) مقرر (۱۲) مدبر (۱۳) ناقد (۱۴) مورخ (۱۵) سیاح (۱۶) مفتی۔  
لیکن آپ کا سب سے نمایاں اور ممتاز وصف یہ تھا کہ آپ ایک ”عظیم مفتی“ تھے، جس کی تعبیر ”فقیہ عصر“، ”فقیہ الہند“، ”فقیہ النفس“ وغیرہ القاب سے علما نے کی، ان القاب میں زیادہ شہرت ”نائب مفتی اعظم ہند“ کے لقب کو حاصل ہے گو تمام تعبیرات بجائے خود صحیح و درست ہیں۔

فقہ و فتویٰ نگاری میں حضرت کا پایہ کتنا بلند تھا اس کا اندازہ دو طرح سے باسانی سے کیا جاسکتا ہے۔

(۱) فتویٰ نگاری میں آپ کے اساتذہ کون کون حضرات ہیں اور ان کا فقہی مقام کیا ہے؟

(۲) خود حضرت کے اپنے لکھے ہوئے فتاویٰ کا معیار علم و فقہ کیا ہے؟

ہم درج ذیل سطور میں دونوں امور کا ایک ہلکا سا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

فتویٰ نگاری میں آپ کے اساتذہ:

فتویٰ نگاری میں تین حضرات آپ کے اساتذہ ہیں اور تینوں ہی نابغہ روزگار ہیں:

(۱) صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت مولانا الحاج مفتی امجد علی اعظمی قادری رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتاویٰ

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

امجدیہ (۴ جلد) و بہار شریعت (۱۷ جلد) و شرح طحاوی شریف بزبان عربی۔  
(۲) جبر امت، مسند وقت، مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قادری، نوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتاویٰ مصطفویہ و الموت الاحمر وغیرہ۔

(۳) محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج شاہ سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔  
اول الذکر دو بزرگوں کا فقہی مقام اتنا بلند ہے کہ ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے، اس کا صحیح اندازہ تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان کو تھا، آپ حضرت صدر الشریعہ کے بارے میں فرماتے ہیں:  
”آپ یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پیئے گا وجہ یہی ہے کہ وہ استفتا سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں، طبیعت اخاذ ہے، طرز سے واقفیت ہو چلی ہے۔“  
(الملفوظ حصہ اول، ص: ۱۰۳ مطبوعہ)

اور حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہما کو آپ نے پورے ملک کا قاضی بنایا، چنانچہ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ایک بار مجمع عام میں تخت پر بیٹھا کر یہ اعلان فرمایا کہ:

”اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار مجھے عطا فرمایا اس کی بنا پر میں ان دونوں (مفتی اعظم و صدر الشریعہ) کو اس کام پر مامور کرتا ہوں۔ نہ صرف مفتی، بلکہ شرع کی جانب سے ان دونوں کو قاضی مقرر کرتا ہوں کہ ان کے فیصلے کی وہی حیثیت ہوگی جو ایک قاضی اسلام کی ہوتی ہے۔“

اس اعلان کے ساتھ تخت پر بٹھا کر اس کام کے لیے قلم اور دوات وغیرہ سپرد فرمایا (صدر الشریعہ کی املا فرمودہ سوانح عمری، المانولیس حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ)  
خود حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک فتوے میں سیدی و مرشدی حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے تاثرات ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

”حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بذات خود علم کے بحر ذخار تھے اور اپنے عہد میں تمام علما سے احکم، افقہ و ادرع تھے۔ میں نے گیارہ سال تک حضرت کی خدمت کی ہے۔ سفر و حضر، جلوت و خلوت میں حاضر رہا ہوں، ہزاروں مسائل حضرت کو سنائے ہیں اور حضرت مفتی اعظم کا فیض و کرم ہے کہ میں آج اس جگہ بیٹھا ہوں۔ اس لیے جو کچھ کہہ رہا ہوں انتہائی وثوق اور اپنے تجربہ کی روشنی میں کہہ رہا ہوں۔ جو شخص یہ کہے۔ وہ بھی آج، کہ میں مفتی اعظم سے علم میں افضل ہوں وہ جھوٹا، کذاب ہے، مفتی اعظم کے علم کے مقابلہ میں اس وقت کے سارے علما کے علم کی وہ نسبت بھی نہیں جو ایک قطرہ کو ساتوں سمندروں سے ہے۔ مفتی اعظم ہند حقیقی معنی میں ”مفتی اعظم عالم“ تھے۔ (رجسٹر فتاویٰ شریفیہ، ص ۱۳۵ نمبر ۷۵۳ الف)



اپنے ایک مقالہ میں رقم طراز ہیں کہ:

”علمائے حریمین طہیین نے متفقہ طور پر حضرت مفتی اعظم کو امام وقت، شیخ الہند والحریم تسلیم فرمایا اور بطور تبرک قرآن واحادیث وفقہ کی اجازتیں لیں اور اپنے آپ کو مفتی اعظم کے زمرہ تلامذہ میں داخل کرنے پر فخر فرمایا۔“  
(انوار مفتی اعظم، ص: ۲۵۶)

آپ کے تیسرے استاذ فتویٰ حضرت علامہ وفہامہ مولانا الحاج سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو بہترین مدرس، مضبوط علمی صلاحیت کے مالک، علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع، صاحب ذہن ثاقب، واستاذ العلماء الکبار ہیں۔ بالخصوص علم حدیث میں آپ کا پایہ بہت ہی بلند تھا، احادیث نبویہ کے نسخ، منسوخ، مطلق، مقید، ضعیف، قوی، مجمل، مؤل، وغیرہ کے علم پر کامل عبور تھا جو آپ کی فقہی مہارت کی دلیل ہے، آپ کا درس ان ساری خوبیوں کا جامع ہوتا تھا، حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے درس حدیث کا ایک چشم دید منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آپ کے درس حدیث کی شہرت سن کر پشاور کے کچھ دیوبندی طلبہ بھی آگئے، پشاور یوں میں ایک صاحب عبدالوہاب نام کے تھے جو دیوبندی مدرسوں میں پانچ جگہ سے دورہ پڑھ کر آئے تھے اور مسائل مختلف فیہا میں وہابیوں سے متفق تھے، آدمی ذہین اور سنجیدہ تھے۔“

حدیث جبریل کا سب سے اہم حصہ ”مما المسئول عنها بأعلم من السائل“ ہے جس سے دیوبندی وہابی یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام قیامت کے وقت کا علم نہیں۔ اس پر حضرت محدث اعظم نے دو گھنٹے تک تقریر کی جس کا کچھ حصہ میں نے شرح بخاری میں لکھ دیا ہے۔

اس حصہ پر تقریر کرتے وقت پشاوری طلبہ نے بہت سوالات کیے اور سب سے زیادہ سوالات مولوی عبد الوہاب نے کیے لیکن محدث اعظم پاکستان نے بلا تکان سب کے جوابات دیے اختتام کے بعد پشاوری طلبہ سے پوچھا کہ اب آپ لوگ بتائیے ”مسئلہ علم غیب پر آپ لوگوں کو کوئی شک وشبہ رہ گیا ہے؟ ان میں جو بولنے والے تھے، سب نے بالاتفاق یہی کہا کہ اب ہمیں کوئی شبہ نہیں، ہم لوگ اس مسئلے میں اب حضور کے ہم عقیدہ ہیں، دیوبندی علما نے ہمیں اندھیرے میں ڈال رکھا تھا۔“ انتھی کلامہ حوالہ؟

حضرت فرماتے ہیں کہ:

یہی رنگ رفع یدین، قرأت الامام، آمین بالجہر والسر، وغیرہ مسائل کے پڑھاتے وقت بھی ہوتا تھا، انتھی کلامہ حوالہ؟

حضرت ایک فتوے میں آپ کے ”محدث“ ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آپ کی عمر مبارک کا کثیر حصہ احادیث نبویہ کی نشر و اشاعت، تعلیم و تدریس میں بسر ہوا، جس کے نتیجے

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

میں پاکستان و ہندوستان کے علاوہ ممالک غیر میں حضور والا کے سیکڑوں تلامذہ موجود ہیں جنہوں نے آپ سے احادیث پڑھیں اور سندیں لیں، ہندوستان رہے تو یہاں کے حلقہ درس میں ہندوستان کے تمام سنی مدارس سے زیادہ آپ کے یہاں دورہ حدیث میں طلبہ رہا کرتے، پاکستان گئے تو تھوڑی مدت میں تشنگان علم حدیث کے مرجع اعظم بن گئے اس لیے آپ کی ذات یقیناً اس کی مستحق تھی کہ محدث اعظم کا لقب پاتی۔“

(ماہ نامہ، پاسبان الہ آباد ستمبر و جنوری، ص: ۷۵، ۷۶)

آپ عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم فقیہ بھی تھے، فقہ میں آپ کی نظر بہت دقیق تھی۔ مثال کے طور پر ایک شہادت ملاحظہ کیجیے:

محرم ۱۳۵۴ھ میں بریلی شریف کی سرزمین پر مولوی منظور سنبھلی سے آپ نے ایک کامیاب مناظرہ کیا تھا جس کی تفصیل ”روداد مناظرہ بریلی“ میں ہے۔ اس مناظرہ میں ایک روز مولوی منظور نے یہ کہا کہ:

حفظ الایمان کی عبارت:

”اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔“ کے ثبوت میں قرآن کی کئی آیتیں پیش کر سکتا ہوں، جب آپ ثبوت طلب کریں گے تو بہت سی آیات پیش کروں گا۔“ (روداد مناظرہ بریلی، ص: ۱۳۷)

نظر ظاہر کا تقاضہ یہ تھا کہ اس کا چیلنج قبول کر کے یہ مطالبہ کیا جاتا کہ وہ حفظ الایمان کی عبارت کے ثبوت میں قرآن حکیم کی آیات پیش کرے لیکن نظر دقیق اس سے اتفاق نہیں کرتی، اس لیے حضرت محدث اعظم پاکستان نے آیات پیش کرنے کا مطالبہ نہ کر کے اس کے جواب میں یہ فرمایا:

”آپ نے اس مرتبہ عاجز ہو کر مکر کی چال نکالی ہے اور بیان کیا ہے کہ حفظ الایمان کی ناپاک عبارت تو قرآن سے ثابت ہے۔“

خدا کی پناہ خدا کی پناہ! کیا وہابیہ کے ناپاک دھرم میں قرآن پاک سے حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ثابت ہے؟ والعیاذ باللہ من ذالک۔ آپ نے سبوح و قدوس کے مقدس کلام پر اس کے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا الزام رکھ کر تمام مسلمانوں کا دل زخمی کر دیا ہے آپ اس سنگین جرم سے جلدی تو بہ کریں، آپ مجھے گالی دے لیں، میرے عزیزوں کو برا کہہ لیں میں صبر کر سکتا ہوں مگر پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین قرآن پاک سے ثابت نہ بتائیے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلام پر عیب نہ لگائیے اس لیے کہ قرآن پاک پر عیب لگانا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گالی دینا ہر گز نہیں سن سکتا، تو بہ کیجیے جلدی تو بہ کیجیے۔“ (روداد مناظرہ بریلی، ص: ۱۴۰، ۱۴۱)

حضرت نے ثبوت میں آیات قرآنی کا مطالبہ نہ کر کے یہ جواب کیوں دیا میرے نزدیک اس کی دو وجہیں ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ مولوی منظور کا مکر تھا کہ مطالبہ کیجیے تو حفظ الایمان کی عبارت قرآن سے ثابت کر دوں۔ اس نے یہ کہہ کر سامعین کو یہ ذہن دیا کہ حفظ الایمان میں جو کچھ ہے وہ قرآن سے ثابت ہے جس کی وجہ سے عوام کا تذبذب ایک فطری امر ہے، اب اگر حضرت اس کے لیے ثبوت طلب کرتے تو عوام یہ باور کر سکتی تھی کہ واقعی قرآن شریف میں ثبوت ہے جب تو طلب کر رہے ہیں، قرآن شریف میں ثبوت ممکن نہ ہوتا تو رد کر دیتے، طلب نہیں کرتے اور اس طرح منظور کی چال کامیاب ہو جاتی اور وہ آپ کی طلب پر قرآن شریف کی کوئی بھی سورہ پڑھنا شروع کر دیتا، عوام کو کیا پتہ کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے، وہ تو بس یہ سمجھتے کہ قرآن پڑھے چلے جا رہے ہیں تو یہاں ”ثبوت کا مطالبہ“ ایک تو حفظ دین عوام کی مصلحت کے منافی تھا، دوسرے ایک بد مذہب کو اس کی چال میں کامیاب بنانا تھا اس لیے آپ نے دیوبندی مناظر کی قلعی کھولتے ہوئے یہ فرمایا کہ:

(الف) یہ آپ کا مکر ہے، چال ہے جو آپ کے عجز کا نتیجہ ہے۔

بحمدہ تعالیٰ یہی اتنی بات عوام کا ذہن صاف کرنے کے لیے کافی تھی۔

(ب) پھر آپ نے یہ دھماکہ خیز باطل سوز، ایراد قائم کیا کہ کیا آپ کے مذہب میں توہین رسالت قرآن پاک سے ثابت ہے؟

اس سے عوام کے دل باغ باغ ہو گئے اور مناظر دیوبندی مبہوت ہو گیا۔

(ج) مزید فرمایا:

قرآن پاک سے توہین رسالت کے اثبات کا دعویٰ کر کے آپ نے قرآن مقدس پر توہین کا الزام رکھا ہے۔

(د) اور اس کے باعث ہر مسلمان کا دل زخمی کر دیا ہے۔

یہ وہ بات تھی جو ہر مسلمان کے دل کی آواز تھی، مسلمان اچھل پڑے، اور بد باطن جل اٹھے اور ان کے سارے مکر برباد ہو گئے۔

دوسری وجہ یہ کہ ”توہین رسالت“ کے لیے قرآن پاک سے ثبوت طلب کرنا کفر ہے جیسا کہ حضرت امام

اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درج ذیل ارشاد سے عیاں ہے:

”ایک شخص نے امام صاحب کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا، اور کہا مجھے مہلت دو کہ میں نشانی لاؤں۔ آپ

نے فرمایا:

جو شخص اس سے نشانی طلب کرے گا کافر ہو جائے گا، کیوں کہ نشانی مانگنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے

ارشاد ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ کی تکذیب ہے۔“ (الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان، مترجم ص: ۱۲۹)

اس لیے حضرت محدث اعظم پاکستان نے اس کے دعویٰ اثبات کا رد فرمایا اور اس سے توبہ کا مطالبہ کیا۔

یہاں اس بات کا بھی امکان تھا کہ اگر حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مد مقابل سے ثبوت طلب

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

فرماتے تو وہ پلٹ کر یہ ایراد قائم کر دیتا کہ حفظ الایمان کی عبارت کفری ہے تو قرآن سے اس کے ثبوت کا مطالبہ کر کے آپ خود کافر ہو گئے۔

یہ دقت نظر، اور دور رس اور جودتِ طبع اور تبحر فقہی ہے حضرت محدث اعظم پاکستان کی جنہوں نے بروقت تمام شرعی و سیاسی خطرات اور دیوبندی مناظر کی عیاری کو بھانپ لیا پھر اس کا وہ ردِ قاہر فرمایا کہ باطل مبہوت ہو کر رہ گیا۔ فَبَهِتَ الَّذِي كَفَرَ۔

غرض یہ کہ حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ فتویٰ نویسی میں اتنے اونچے درجے کے اکابر تھے کہ جسے ان کا شرف تلمذ حاصل ہو گیا آج دنیا اس پر فخر کرتی ہے۔

حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مشق فتویٰ نویسی کی کل مدت اس طرح ہے۔

☆ ۶۲-۱۳۶۱ھ میں حضرت محدث اعظم پاکستان کی بارگاہ میں اپنی فراغت کے سال (تقریباً ۳۷ مہینے)

☆ ۱۱ شعبان ۱۳۶۲ھ تا ۱۹ شوال ۱۳۶۳ھ (ایک سال، ۲ ماہ، ۸ دن)

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اپنے وطن گھوسی میں قیام پذیر رہ کر۔

☆ ۲۴ شوال ۱۳۷۵ھ تا ۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ جون ۱۹۵۶ء تا ۸ اپریل ۱۹۶۷ء (۱۱ سال، ۲ ماہ، ۳ دن)

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں بریلی شریف میں۔

اس تفصیل کے مطابق آپ کی مشق فتویٰ نویسی کی مجموعی مدت بارہ سال سات ماہ گیارہ دن ہے۔

### مشق فتویٰ نویسی کا آغاز:

راقم الحروف نے اس سلسلے میں خود حضرت سے دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا:

۶۲-۱۳۶۱ھ میں بریلی شریف مدرسہ مظہر الاسلام، مسجد بی بی جی میں دورہ حدیث کے ساتھ حضرت

مولانا سردار احمد محدث پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ طلبہ کو (جن میں میں بھی تھا) بلا کر فرمایا کہ:

”یہ فتویٰ کی ڈاک رکھی ہوئی ہے، آپ لوگ اسے لے جائیں اور لکھیں۔“

مجھے دو ڈاک دی ایک میں ”رضاعت“ کا مسئلہ تھا، دوسرے میں محرم کے سپاہی بننے کا، اور انھیں میں سے

کسی ایک کے ساتھ استعانت باولیاء اللہ کے بارے میں بھی سوال تھا۔ پہلے پہلے میں نے یہی فتاویٰ لکھے، اس کے بعد اور بھی ڈاک دیتے رہے اور اسے میں لکھتا رہا۔

تصحیح کے لیے حضرت کی خدمت میں پہلا فتویٰ پیش کیا مگر اللہ کا فضل ہے تصحیح کی ضرورت پیش نہیں آئی،

چوں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے پہلا فتویٰ رضاعت کے بارے میں لکھا تھا اس لیے میں نے بھی پہلا فتویٰ



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

رضاعت ہی کے بارے میں لکھا۔

یہ سلسلہ تقریباً تین ماہ تک جاری رہا، اس مدت میں بمشکل ۸-۱۰ فتوے لکھے، بعد کے فتوؤں میں حضرت نے اصلاح بھی فرمائی۔ انتہی کلامہ۔

یہ مشق فتویٰ کی خشت اول تھی جو دو طالب علمی کے اختتام پر رکھی گئی۔ فراغت کے بعد مختلف مدرسوں میں رہے وہاں اپنے طور پر آپ تحقیق کر کے فتویٰ لکھتے رہے۔ پھر آپ مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں بحیثیت صدر مدرس تشریف لائے تو حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کا موقع ملا۔ اب اس کے بعد کا واقعہ خود حضرت کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

”گیا سے واپسی کے بعد تقریباً چھ سال تک مدرسہ شمس العلوم قصبہ گھوسی میں مدرس رہا، اس کے ابتدائی چودہ مہینوں میں حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر فتاویٰ لکھا کرتا تھا، اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ حضرت ارشاد فرماتے، میں املا کرتا۔ مگر کبھی کبھی جب حضرت موڈ میں ہوتے تو فرماتے ”بولو اس کا کیا جواب ہوگا؟“

معلوم ہوتا تو عرض کر دیتا ورنہ حکم دیتے کہ بہار شریعت نکالو، بہار شریعت میں وہ مسئلہ جس کتاب کے حوالہ سے ہوتا اس کو نکلواتے، اس کے بعد جواب ارشاد فرماتے اور میں لکھتا۔ اس طریق کار سے مجھے مسائل کا استنباط کے ملکہ پیدا ہو گیا۔

فتویٰ نویسی میں میری جو بھی حیثیت ہے وہ حضرت صدر الشریعہ کی اس خاص تربیت کا نتیجہ ہے۔ ۱۳/۱۴ ماہ تک میں حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کرتا رہا، اس کے بعد حضرت کا وصال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔“

۱۳۷۵ھ میں جب آپ کا تقرر بحیثیت مدرس مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف میں ہوا تو آپ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ آگئے اور یہاں ایک عرصہ تک حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کرتے رہے۔ مدرسہ ایک وقت کا تھا، درس کے اوقات میں تدریس کے فرائض انجام دیتے۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد قیلولہ کرتے، گرمیوں میں تقریباً ۲ بجے سے لے کر عصر تک فتویٰ نویسی میں مشغول رہتے، بعد فجر کے اوقات مطالعہ کے لیے مخصوص تھے۔

حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صد سالہ جشن ولادت حضور مفتی اعظم (منعقدہ ۱۱/۱۲/۱۳ رجب ۱۴۱۲ھ) میں ایک مقالہ ”مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں“ ترتیب دیا تھا، اس میں آپ نے اپنی مشق فتویٰ نویسی کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ اب آپ اسے ملاحظہ فرمائیں، رقم طراز ہیں:

”میں بریلی شریف حاضر ہوا، اور حضرت مفتی اعظم نے اپنے دارالافتا کی خدمت سپرد فرمائی، ہوتا یہ کہ

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

میں مسائل دن میں لکھ لیا کرتا اور بعد نماز عشا حضرت کو سناتا۔ یہ معمول مسلسل گیارہ سال تک رہا۔ میں اس میدان میں نووارد نہیں تھا۔ فتویٰ نویسی کا اچھا خاصہ تجربہ رکھتا تھا۔ میں نے زمانہ طالب علمی سے فتویٰ نویسی شروع کر دی تھی۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے یہاں آئے ہوئے مسائل دیتے، اور میں لکھا کرتا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ سب سے پہلا فتویٰ میں نے بھی رضاعت ہی کا لکھا تھا۔ فراغت کے بعد جب میں اپنے گھر گھوسی مقیم تھا تو یہ میری فیروز بختی تھی کہ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ ان دنوں ۶۷-۱۳۶۶ھ/۲۸-۱۹۴۷ء میں) اپنے دولت کدہ ہی پر تشریف رکھتے تھے، میں روزانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا، اور حضرت کے یہاں آئے ہوئے مسائل لکھا کرتا۔ اگرچہ اس کی صورت یہ ہوتی کہ حضرت املا فرماتے، چوں کہ ان دنوں حضرت کی بینائی کمزور تھی۔ اس لیے تائیدی عبارتیں میں ہی نکالا کرتا تھا اس طرح فتویٰ لکھنے کی اچھی خاصی مشق ہو گئی تھی۔

میں بغور سوال پڑھ کر مسائل کی منشا سمجھ کر پوری توانائی صرف کر کے دماغ حاضر کر کے جواب لکھتا تھا۔ میں اپنے اوپر جو وثوق اس وقت رکھتا تھا اس کی روشنی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت بھی میرے لکھے ہوئے مسائل پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا تھا۔“

دوسری طرف حضرت مفتی اعظم ہند کا حال یہ تھا کہ دن بھر تعویذ لکھنے میں مصروف رہتے۔ تعویذ لینے کے لیے آنے والے کوئی خوش کن، فرحت بخت خبر نہیں سناتے، بلکہ ہر تعویذ کا طلب گار اپنے دکھ، درد، تکلیف، مصیبت کی داستان سناتا تھا۔ مسلسل اذیت ناک خبریں سنتے سنتے مضبوط سے مضبوط انسان کا دل بیٹھ جاتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دن بھر صبر آزما اعصاب کو مفلوج کرنے والے ماحول کی بدولت حضرت مفتی اعظم ہند ایسے تھک جاتے کہ سوائے آرام و سکون کے کسی اور کام کی طرف توجہ نہ فرماتے، مگر ہوتا یہ کہ بلاناغہ بالالتزام روزانہ بعد نماز عشا کھانا تناول فرمانے کے بعد اپنی بیٹھک پر تشریف لاتے۔ اور اس طرح تشریف رکھتے گویا دن بھر آرام کیا ہے۔ بالکل تروتازہ چاق و چوبند، حاضر دماغ، اب میں اپنے لکھے ہوئے مسائل سناتا۔ حضرت مفتی اعظم ہند کی حاضر دماغی تيقظ قلبی کا عالم اس وقت بھی وہ ہوتا کہ جگہ جگہ اصلاح فرماتے۔ عمدہ سے عمدہ ترکی طرف رہنمائی فرماتے۔ زور بیان کو مؤثر سے مؤثر بناتے۔ استدلال کو قوی سے قوی تر فرماتے۔ عبارت کو شستہ سے شستہ تر فرماتے۔ اگر تائیدی عبارت میں کمی ہوتی تو دوسری زیادہ مناسب اور موزوں عبارت کی رہنمائی فرماتے۔ اگر عبارت میں کوئی بھول چوک ہوتی تو فوراً تنبیہ فرماتے اور اسے صحیح کرتے۔ چند نمونے ملاحظہ فرمائیے:

ایک دفعہ میں نے لکھا تھا تو ”فَبِهَا“ فرمایا ”فَبِهَا“ کے ساتھ ”تو“ کا کیا جوڑ؟

ایک دفعہ میں نے حدیث رفاعہ لکھی تھی صحیح مگر میں نے پڑھ دیا۔ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَكَ فرمایا کیا پڑھا؟ ہمارے اعظم گڑھ کے عرف میں مہر کو مونث استعمال کرتے ہیں۔ اس وجہ سے میں نے مہر کے لیے

تائیت کا صیغہ استعمال کر دیا۔ فوراً تنبیہ فرمائی۔

ایک دفعہ یہ سوال آیا..... ہندہ کی زید کے نابالغی میں شادی ہوئی۔ بالغ ہونے کے بعد ہندہ زید کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں۔ اس مسئلہ کی دس بارہ صورتیں ہیں: مثلاً نکاح کے وقت ہندہ کے باپ یا دادا زندہ تھے یا مر گئے تھے، موجود تھے تو نکاح ان کی اجازت سے ہوا یا خود انھوں نے پڑھایا تھا یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ، میں نے بڑی محنت سے دن بھر صرف کر کے اس کی تمام شقوں کی تفصیل لکھی تھی۔ اور خوش تھا کہ آج حضرت مجھے داد ضرور دیں گے، دعائے خیر سے نوازیں گے۔ مگر جب سنا نا شروع کیا تو فرمایا:

یہ جواب سائل کو کیا مفید ہوگا۔ یہ شق در شق، شق در شق طوفانی جواب کس کے پلے پڑے گا۔ جواب میں اپنا مبلغ علم ظاہر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ عام طور پر نکاح کفو میں مہر مثل کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور نابالغ بچوں کا نکاح باپ دادا ہی کرتے ہیں۔ اور باپ دادا انہیں تو سائل اس کو لکھا کرتے ہیں۔ اس لیے جواب میں صرف اتنا لکھیں کہ اگر یہ نکاح باپ دادا نے پڑھایا تھا یا ان کے اذن سے ہوا تھا، اور کفو میں، مہر میں غبن فاحش کے بغیر ہوا تو صحیح نافذ ہے۔ الخ اور اگر واقعہ کی صورت کوئی دوسری ہو تو دوبارہ اس صورت کو تفصیل کے ساتھ لکھ کر بھیجیں۔ اس اصلاح کا حاصل ہے کہ سائل حکم شرعی اس لیے معلوم کرتا ہے کہ اس پر عمل کرے۔ پیچ در پیچ شق در شق جوابات سے وہ الجھ جائے گا۔ اور صحیح حکم کو متعین نہ کر سکے گا۔ نیز خدا نارس لوگ ان سب شقوق میں اپنے پسند کی شق اختیار کر لیں گے۔ اگر واقعہ کے مطابق نہ ہو اس طرح وہ حرام میں مبتلا ہوں گے اور سہارا آپ کے فتویٰ کا لیں گے۔ اس لیے جواب اس پہلو پر دیا جائے جو ظاہر ہو، اور قیود بڑھا کر دوسرے شقوق کی نفی کر دی جائے۔ اس ہدایت سے حضرت نے رسم مفتی کے اہم قاعدے کی طرف رہنمائی فرمائی کہ مفتی کو اپنی طرف سے شقیں قائم کر کے جواب نہیں دینا چاہیے۔

میں نے بریلی شریف کے ایام قیام میں ۲۵ ہزار مسائل لکھے، جن میں ۲۰ ہزار کے لگ بھگ وہ مسائل ہیں جن پر حضرت کی اصلاح ہے۔ کاش! وہ سب محفوظ ہوتے تو ایک اہم خزانہ محفوظ ہوتا۔ پھر دنیا دیکھ لیتی کہ حضرت مفتی اعظم ہند کا تبحر علمی دقت نظر اور نکتہ رسی کس حد تک پہنچی ہوئی تھی۔

یہ مجلس عموماً دو تین گھنٹے کی ہوتی، کبھی چار گھنٹے کی بھی ہو جاتی۔ میں تھک جاتا اکتا جاتا، مگر مفتی اعظم ہند پر تکان یا اکتاہٹ کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ دن بھر کا تھکا ہوا انسان رات میں بھی اتنا حاضر دماغ ہو یہ انسانی قویٰ کے بس کی بات نہیں۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند ان منتخب روزگار نفوس قدسیہ سے تھے جن کا علم بھی لدنی ہوتا ہے اور قوائے بشری بھی لدنی، اور دل و دماغ بھی لدنی جن کا سب کچھ لدنی ہوتا ہے۔“

(انوار مفتی اعظم، ص: ۲۵۶ تا ۲۶۰)

مفتی ماہر و معتمد و مستند وہی ہوتا ہے جو کسی ماہر مفتی و نکتہ رس فقیہ کی بارگاہ میں رہ کر کسب فیض کرے۔ کوئی

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

شخص کتنا ہی بڑا عالم و فاضل ہو، دقیق النظر اور وسیع المطالعہ ہو مگر فقہائے کرام اسے فتویٰ نویسی کی اجازت اس وقت تک نہیں دیتے جب تک کہ وہ کسی ماہر، تجربہ کار مفتی کی خدمت میں رہ کر مشق فتویٰ نہ کرے۔ اسے یوں سمجھیے کہ ایک ڈاکٹر کئی اہم سے اہم ڈگری حاصل کر چکا ہے لیکن اسے آپریشن کرنے کی اجازت اس وقت تک نہیں ملتی جب تک کہ وہ کسی ماہر سرجن کے ساتھ رہ کر سرجری کی مشق کر کے کامل نہ بن جائے۔ یہی حال فتویٰ نویسی کا بھی ہے۔

بلکہ ڈاکٹر کو صرف تعلیم سے فراغت کے بعد مطب کرنے کی اجازت نہیں ملتی جب تک وہ ”ہاؤس جاب“ نہ کر لے۔ یعنی کسی اسپتال میں جا کر کہنہ مشق ڈاکٹروں کی نگرانی میں وہ ایک مدت تک امراض کی تشخیص اور نسخہ کی تجویز کی مشق نہ کر لے۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ ارشاد الملفوظ حصہ اول، ص: ۸۴ / مطبوعہ میں درج ہے کہ آپ نے فرمایا:

”رَدِّ وہابیہ اور افتاء یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے، ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے، میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔

میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش و جانفشانی سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں۔ مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انھوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گئے۔“

اب غور فرمائیے! حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ بجائے خود بہت ہی ذہین و فطین، اخاذ، وسیع المطالعہ، مضبوط علمی صلاحیت کے مالک، حالات زمانہ پر گہری نظر رکھنے والے روشن خیال عالم دین تھے، پھر آپ نے وقت کے اجلہ مفتیان کرام کی بارگاہ میں رہ کر عرصہ دراز تک مشق فرمائی، اور ان بزرگوں نے آپ کی شخصیت کو نکھارنے اور آپ کو کامل بنانے میں خصوصی نگہ عنایت مبذول فرمائی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ایک کامل و عظیم مفتی تھے اور بلاشبہ استاذ فن بھی تھے۔

### فتاویٰ شارح بخاری:

حضرت شارح بخاری کے فتاویٰ اور فقہی کارنامے کثیر بھی ہیں، عظیم بھی۔ نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری، منصفانہ جائزہ، مقالات شارح بخاری اور تحقیقات وغیرہ سے آپ کے فقہی کارناموں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اور فتاویٰ کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ عصر حاضر کے مفتیان کرام میں آپ کے فتاویٰ کی تعداد سب سے زیادہ



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

ہے ایک اندازہ کے مطابق اب تک آپ کے کل فتاویٰ کی تعداد تقریباً ستر ہزار سے زائد ہے۔ جو کتاب الطہارۃ سے کتاب الفرائض تک تمام فقہی ابواب پر مشتمل ہیں، اور ان فتاویٰ میں وہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں جو ایک استاذ فن، ماہر مفتی کے فتوؤں میں ہونی چاہئیں۔ مثلاً:

- (۱) کتاب اللہ سے استدلال۔
- (۲) حدیث رسول اللہ سے استدلال۔
- (۳) اجماع امت سے استدلال۔
- (۴) فتاویٰ کے ثبوت میں کتاب وسنت کے عموم واطلاقات سے استدلال۔
- (۵) فقہی جزئیات سے استدلال۔
- (۶) متعارض دلائل میں تطبیق۔
- (۷) نسخ، منسوخ، مطلق مقید کی تعیین، تشریح۔
- (۸) فتاویٰ میں تحقیق و تنقیح مناط کا لحاظ۔
- (۹) سائل کی الجھن کا ازالہ۔
- (۱۰) حالات زمانہ کی رعایت۔
- (۱۱) مسائل شرعیہ کے اسرار و حکم کی وضاحت۔
- (۱۲) بد مذہبوں کے دلائل کا جواب، اور ان کی گرفت۔
- (۱۳) نوپیدا مسائل کے احکام کی تخریج۔
- (۱۴) اختلافی مسائل میں اعتدال کی روش۔
- (۱۵) رسم المفتی پر نظر۔
- (۱۶) عناد پر مبنی مسائل کا مسکت والزامی جواب۔
- (۱۷) تحقیق بدلنے کی صورت میں حکم سابق سے رجوع۔
- (۱۸) جو مسئلہ منقطع نہ ہو سکے اس میں توقف، یا لادری کا اظہار۔
- (۱۹) مستفتی کی زبان کی رعایت۔
- (۲۰) جواب میں اختصار و جامعیت، وغیرہ وغیرہ۔

ہم یہاں اس کے چند نمونے اس بات کی وضاحت کے لیے ضرور پیش کریں گے۔

## حضرت شارح بخاری کے فتاویٰ کی چند خوبیاں

### ☆ جزئیات پر گہری نظر:

آپ کی نظر فقہی جزئیات پر بڑی وسیع اور گہری تھی کثیر جزئیات تو آپ کو زبانی یاد تھیں۔ جب سے آپ کی نگاہ کمزور ہو گئی تب سے آپ فتاویٰ املا کراتے اور سند میں جزئیات زیادہ تر بغیر کسی کتاب کی طرف مراجعت کیے ہوئے اپنی حفظ سے لکھوا دیتے۔ حضرت صدر الشریعہ اور حضرت مفتی اعظم ہند رحمہما اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مشفق فتویٰ نویسی سے پہلے بھی آپ فتاویٰ میں جزئیات لکھنے کا التزام فرماتے تھے، شاید یہ فیض تھا حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عنایت کا ہم یہاں ثبوت میں آپ کی نوعمری کا بس ایک فتویٰ پیش کرتے ہیں۔

### نوعمری کا ایک فتویٰ:

بالائے سرش زہوش مندی می تافت ستارہ سر بلندی

لگتا ہے کہ بچپن سے ہی حضرت کی طبیعت فقہ کی طرف زیادہ مائل تھی۔ اور آپ فقہ کا ایک سچا خادم بننا چاہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی برکت نوعمری سے ہی ظاہر ہونے لگی تھی۔ فراغت کے بعد آپ بحیثیت مدرس مدرسہ حنفیہ سنیہ، اسلام پورہ، مالگاوں تشریف لے گئے وہاں ربیع الاول ۱۳۶۴ھ تا ۹ شعبان ۱۳۶۴ھ آپ کا قیام رہا۔ اسی دوران وہاں ایک سوال یہ اٹھ کھڑا ہوا کہ ایک ساتھ کئی مؤذنوں کا اذان دینا جائز ہے یا نہیں اس بارے میں وہاں کے دیوبندی مفتی کے فتوے اور آپ کے فتوے میں تعارض ہو گیا۔ تو وہ فتوے دارالعلوم دیوبند بھیجے گئے آپ کی دلیل کی قوت کے پیش نظر مفتی دیوبند نے آپ کے مطابق جواب لکھا۔ اب یہ پورا واقعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے۔ آپ فرماتے ہیں:

### ایک ساتھ کئی اذان کا حکم:

مدرسہ حنفیہ سنیہ اسلام پورہ، مالگاوں میں چھ ماہ تک بحیثیت مدرس رہا وہاں فتویٰ نویسی بھی کرتا تھا، وہاں کے قیام کے دوران ایک روز مالگاوں کی ایک مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا کہ دو مناروں سے دو مؤذنوں نے ایک ہی مسجد میں اذان دے دی۔ اس پر دیوبندیوں نے فتویٰ دیا کہ یہ ناجائز ہے سنت کے خلاف ہے۔ میرے پاس سوال آیا تو میں نے اسے جائز کہا۔ دلیل میں حرمین شریفین کا تعامل، ہدایہ کی عبارت ”واذان المؤذنون“ اور مسئلہ اذان جو پیش کیا۔ یوں یہ مسئلہ دارالعلوم دیوبند گیا تو وہاں کے مفتیوں نے بھی جائز ہی لکھا۔ ہدایہ کی عبارت یہ ہے:

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

واذا اذن المودنون الاذان الاول ترك الناس البيع والشراء وتوجهوا الى الجمعة واذا صعد الامام المنبر جلس واذن المودنون بين يدي المنبر بذلك جرى التوارث ولم يكن على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم الا هذا الاذان. (ہدایہ ص: ۷۱، جلد اول) شامی میں ہے:

ذكر السيوطي ان اول من احدث اذان اثنين معاً بنو امية قال الرملي في حاشية البحر: ولم ارنصا صريحاً في جماعة الاذان المسمى في ديارنا باذان الجوق هل هو بدعة حسنة او سيئة؟ وذكر الشافعية بين يدي الخطيب واختلفوا في استحبابه وكرهيته. واما الاذان الاول فقد صرح في النهاية بانه المتوارث حيث قال في شرح قوله: ”واذا اذن المودنون الاذان الاول ترك الناس البيع“ وذكر المودنين بلفظ الجمع اخراجاً للكلام مخرج العادة لان المتوارث فيه اجتماعهم لتبلغ اصواتهم الى اطراف المصر الجامع. اهـ

ففيه دليل على انه غير مكروه لان المتوارث لا يكون مكروهاً وكذلك نقول في الاذان بين يدي الخطيب فيكون بدعة حسنة، اذ ما رآه المومنون حسناً فهو حسن اهـ ملخصاً. اقول: وذكر سيدى عبد الغنى المسئلة كذلك اخذاً من كلام النهاية المذكور فقد قال ولا خصوصية للجمعة اذ الفروض الخمسة تحتاج للاعلام. (شامی ص: ۵۴، ج: ۲)

### ☆ تحقیق و تنقیح:

حضرت نائب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے بیشتر فتاویٰ مختصر مگر جامع ہیں جن میں عموماً سوال کا صرف جواب ہوتا ہے اور دلیل میں کسی معتمد فقہی کتاب کا کوئی جزئیہ ہوتا ہے جس کی وجہ کثرت کا اور جواب تعجیل کی اہمیت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کوئی مسئلہ جاننا چاہتا ہے تاکہ اس کے مطابق زندگی گزارے تو اسے جلد از جلد حکم شرع سے آگاہ کر دینا چاہیے تاخیر کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی سمجھ سے درست جان کر کچھ کر بیٹھے اور وہ واقع میں شریعت کے خلاف ہو تو گناہ کا مرتکب ہوگا، اور ممکن ہے اسی دوران اس کا انتقال ہو جائے تو تو بہ بھی نہ کر سکے گا۔ اس لیے اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ نفس حکم جلد از جلد لکھ کر بھیج دیا جائے اس کے باوجود جہاں ضرورت محسوس کرتے تھے وہاں جواب تحقیقی لکھتے تھے اور تحقیق فرماتے ہیں تو تحقیق کا حق ادا کرتے تھے۔

### ☆ متعارض دلائل میں تطبیق:

بھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی مسئلے کے دلائل کے درمیان تعارض واقع ہو جاتا ہے مگر وہ تعارض محض بادی النظر

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

میں ہوتا ہے حقیقت کے لحاظ سے ان کے مابین کوئی منافات نہیں ہوتی کیوں کہ ہر ایک کا محمل الگ الگ ہوتا ہے اور ہر دلیل دوسرے کے مفہوم کی موید ہوتی ہے اسی کے بیان کو تطبیق کہا جاتا ہے مگر اس دقیق فرق کا ادراک نہایت مشکل اور اہم کام ہے اور اس کی حقیقت تک رسائی محض اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے ہوتی ہے۔

اس تعارض کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) آیات قرآنیہ کا تعارض آیات قرآنیہ سے۔

(۲) آیات قرآنیہ کا تعارض احادیث نبویہ سے۔

(۳) احادیث کا تعارض احادیث سے۔

(۴) فقہی اصول و فروع کا تعارض فقہی اصول و فروع سے۔

حضرت نائب مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے بفضلہ تعالیٰ تعارض کی ان ساری صورتوں میں تطبیق کے جواہر قوم کو عطا کیے ہیں جن کی تفصیل فتاویٰ شریفیہ اور نزہۃ القاری وغیرہ میں موجود ہے، ہم یہاں بطور نمونہ ایک دو مثالوں پر اکتفا کریں گے۔

### (۱) - تقلید ائمہ کیا تکمیل دین کے منافی ہے؟:

ایک صاحب نے حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کی خدمت میں یہ سوال کیا: ”جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام و تابعین کے زمانے میں نہ ہوا ہو، بعد کے لوگ اس کام کو دینی امر سمجھ کر کریں تو آیت: ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ“ الخ کے خلاف ہے کہ نہیں، جیسا کہ تقلید ائمہ اربعہ؟“ اس کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں:

”بہت سے ایسے کام ہیں جو قرون ثلاثہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین کے زمانے میں نہیں تھے، بعد میں ایجاد ہوئے لیکن وہ مستحسن اور باعث اجر و ثواب ہیں اور یہ خود حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ مسلم شریف میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا، وَ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْوَدِهِمْ شَيْءٌ.“ جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے گا اسے اس کا ثواب ملے گا، اور جتنے لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ (مسلم شریف، جلد اول، ص: ۳۲۷ و جلد ثانی، ص: ۳۲۱)

اس حدیث سے صراحتہ معلوم ہوا کہ (قیامت تک) اچھے طریقے کی ایجاد مستحسن و باعث اجر و ثواب ہے



اور تقلید ائمہ اربعہ بھی یقیناً اچھا طریقہ (سنت حسنہ) ہے کہ اس پر ساری دنیا کے مسلمانوں کا اجماع ہے۔“ اس حدیث کو پیش کر کے حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ نے یہ ذہن دیا کہ اگر تقلید ائمہ تکمیل دین کے منافی ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاف دین کام کی تعلیم و ترغیب دی ہے، اس طور پر تو حدیث اور قرآن کی آیہ مذکورہ میں تعارض لازم آئے گا۔ پھر حضرت نے تطبیق یوں فرمائی، رقم طراز ہیں:

”یہ ایجاد آیہ کریمہ: ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ“ کے منافی نہیں، اس لیے کہ اس سے مراد اصول اور قواعد کلیہ کی تکمیل ہے، رہ گئے جزئیات، ان کی تکمیل مراد نہیں ہزار ہا جزئیات ایسے ہیں کہ قرآن وحدیث میں کہیں مذکور نہیں، علمائے مجتہدین نے انھیں قیاس سے بیان فرمایا۔ اور یہ ایسا جرم ہے کہ اس میں خود غیر مقلدین بھی مبتلا ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَلَمْ يُفَسِّرْ هَالِنَا“ (مشکوٰۃ، ص: ۲۴۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور سود کی تفسیر نہیں فرمائی۔ یعنی سود حرام قطعی ہے لیکن کون لین دین سود ہے، کون نہیں اسے مفصل نہیں بیان فرمائی، صرف چھ چیزوں کے بارے میں فرمایا کہ ان میں سود ہے، سونا، چاندی، گھجور، جو، گیہوں، نمک۔ ان کے علاوہ سیکڑوں چیزوں جن کی خرید و فروخت ہوتی ہے ان میں سے کس میں سود ہے، کس میں نہیں یہ بیان نہیں فرمایا۔ (دیکھیں کتاب ہذا: ص: .....)

## (۲) - دار الحرب میں جمعہ صحیح ہے یا نہیں؟

نیپال کے سید مخدوم شاہ نقشبندی نے یہ استفتاء کیا:

”تین مسجدیں اس شہر میں موجود ہیں اور بلا خوف و خطر نماز جمعہ وعیدین ادا کی جاتی ہیں، عالم دین بیرون ملک کے آکر امامت بھی کرتے ہیں، امید تو نہیں کہ عالم دین ہو کر خلاف شرع کام کریں گے۔ ہمیں جو اشتباہ ہوا ہے وہ یہ کہ یہ ”اسلامی مصر“ نہیں، تو کیا یہ مسئلہ بہار شریعت کا۔“

”جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو تو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سنی صحیح العقیدہ ہو، احکام شرعیہ جاری کرنے میں سلطان اسلام کے قائم مقام ہے، لہذا وہی جمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہو سکتا۔“

(بہار شریعت، ص: ۹۵، ج: ۲)

جمعہ یہاں درست قرار دینے میں مدد نہیں پہنچا سکتا، جب کہ تعامل مسلمین کا بھی یہی تقاضا ہے تعامل مسلمین کے متعلق شامی کی عبارت بھی نقل کی ہے: ”وَكُلُّ مَصْرٍ وَالْ مِنْ جِهَتِهِمْ يَجُوزُ لَهُ إِقَامَةُ الْجُمُعَةِ وَيَصِيرُ الْقَاضِي قَاضِيًا بِتَرَاضِي الْمُسْلِمِينَ.“ (ص: ۵۴۰، ۵۴۱)

یہاں جمعہ وعیدین تو بہر حال مسلمین کے ساتھ عالم لوگ پڑھتے آئے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں، اب یہ جو

اشتباہ ہمیں ہوا ہے اس کو رفع کیسے کیا جائے، آیا احتیاطی ظہر پڑھ کے گناہ سے بچیں، یا شریک جمعہ نہ ہو کر؟“  
اس کے جواب میں حضرت نے اولاً نیپال وغیرہ ممالک کا حکم بیان فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ ذہن بھی دیا کہ بہار شریعت و شامی کی عبارتوں کا صحیح محمل تلاش کیا جانا چاہیے، آپ فرماتے ہیں:  
”اس مسئلے میں مسلسل غور و خوض کر رہا ہوں، یہ مسئلہ صرف نیپال ہی کا نہیں، اب تو عالم گیر مسئلہ بن چکا ہے، امریکہ، برطانیہ وغیرہ کثیر ممالک کے لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہاں جمعہ صحیح ہے یا نہیں؟

علمائے احناف اس پر متفق ہیں کہ دارالحرب میں جمعہ صحیح نہیں جمعہ خاص ہے دارالاسلام کے ساتھ وہ ممالک جہاں کبھی اسلامی حکومت قائم نہیں ہو سکی وہ دارالحرب ہیں اگرچہ وہاں شعائر اسلام کی ادائیگی کی مکمل آزادی ہو، اس تقدیر پر نیپال، برطانیہ، امریکہ وغیرہ دارالحرب ہیں۔“

جب علمائے حنفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ دارالحرب میں جمعہ صحیح نہیں تو یہ اس امر کا متقاضی ہے کہ شامی اور بہار شریعت کی عبارتوں کی کوئی مناسب توجیہ کی جائے ورنہ تعارض لازم آئے گا۔ اس لیے حضرت فرماتے ہیں:  
”آپ نے بہار شریعت کی جو عبارت نقل کی اس سے، اور شامی کی عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں کفار کا تسلط ہو وہاں بھی جمعہ صحیح ہے۔ بظاہر ان دونوں مسئلوں میں تعارض ہے۔

اس کے دفع کی یہ صورت میرے ذہن میں آئی کہ بہار شریعت اور شامی کی ان عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ جس ملک پر اسلامی حکومت تھی اور وہ ملک اب کفار کے قبضہ میں چلا گیا وہاں جمعہ صحیح ہے اس لیے کہ وہ دارالاسلام ہی ہے، میرا کام صرف یہ ہے کہ کتب مذہب میں جو کچھ لکھا ہے اسے صحیح طور پر نقل کروں، وہی خدمت انجام دے رہا ہوں۔“

اس کے بعد آپ نے بقیہ امور کا جواب دیا ہے۔ یہاں ہمارا مقصود صرف بتانا ہے کہ یہاں عبارتوں میں بظاہر تعارض تھا، حضرت نے ایک مناسب توجیہ فرما کر سب کے مابین تطبیق فرمادی۔

### ☆ نوپیدا مسائل:

آئے دن نئے مسائل ایسے پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کا حکم صریح کتب مذہب میں موجود نہیں اور اہل اسلام کو ان کے حکم شرعی کی ضرورت ہوتی ہے ایسے مسائل کے حل کے لیے مذہب کے اصول اور نظائر کا سہارا لیا جاتا ہے جو بجائے خود بہت ہی مشکل کام ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کا حکم کسی لفظ عام کے ضمن میں موجود ہوتا ہے تو فقیہ اسی لفظ عام سے استخراج حکم کرتا ہے اور یہ بھی بہت ہی دقیق امر ہے۔ حضرت نے فتاویٰ میں ایسے مسائل کی بھی خاصی تعداد موجود ہے ہم یہاں ان کا ایک انتخاب پیش کرتے ہیں۔

### (۱)۔ گھڑی کی چین کا مسئلہ:

گھڑی دھات کی چین کے ساتھ پہنی جائے یا نہیں؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔ سیدی حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کا فتویٰ یہ ہے کہ ناجائز ہے اور تقریباً یہی موقف عامہ علمائے اہل سنت کا بھی ہے لیکن اس کے برخلاف حضرت نائب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جواز کا موقف اختیار کرتے ہیں آپ کے مجموعہ فتاویٰ میں اس نوع کے کثیر فتاویٰ موجود ہیں، ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں، رقم طراز ہیں:

”دھات کی چین گھڑی کے ساتھ باندھنا علما کے مابین مختلف فیہ ہے بہت سے علمائے کرام اس کو ناجائز و حرام کہتے ہیں ایسی صورت میں اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہوگی۔ لیکن اس خادم نے بہت غور و فکر کیا، اور کافی تلاش کیا، مگر اب تک اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی اور اصل اشیا میں اباحت ہے اس لیے خادم یہ حکم دیتا ہے کہ اسے باندھنا جائز ہے اور اسے باندھ کر نماز پڑھنی بلا کراہت درست ہے۔

بعض لوگ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ انھوں نے اسے ناجائز فرمایا ہے جیسا کہ المملو ظ اور احکام شریعت میں ہے۔ لیکن الطیب الوجیز میں اعلیٰ حضرت نے یہ فرمایا: ”پس بچنا ہی بہتر ہے۔“ او کما قال۔

المملو ظ کا جو حال ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں، اس میں سیکڑوں غلطیاں اب تک مل چکی ہیں، احکام شریعت ایک میلاد خواں کی جمع کردہ ہے، یہ دونوں کتابیں اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد چھپی ہیں اس لیے اس میں غلطی کا امکان بعید نہیں ہے اسی وجہ سے خادم اسی پر فتویٰ دیتا ہے۔

علاوہ ازیں اسٹیل کی یہ چین جواب کلائی پر باندھی جاتی ہے، اعلیٰ حضرت کے زمانے میں نہیں تھی، اعلیٰ حضرت کے زمانے میں جیبی گھڑیوں میں چین لگائی جاتی تھی اسی کے بارے میں ان تینوں کتابوں میں حکم ہے، اسی کے بارے میں احکام شریعت میں بھی ہے۔ اس لیے اس کے ناجائز ہونے پر اعلیٰ حضرت کی کسی کتاب کا حوالہ دینا بے محل ہے۔

اب بات وہیں پہنچی کی اصل اشیا میں اباحت اور اس چین کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل شرعی نہیں، اس لیے یہ جائز ہے مگر چوں کہ اختلافِ علما سے بچنا اولیٰ ہے اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ اسے نہ استعمال کیا جائے۔ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

## (۲)۔ جی پی ایف کا حکم:

آپ فرماتے ہیں:

”جی پی ایف کے نام سے جمع شدہ رقم پر گورنمنٹ جو زائد رقم دیتی ہے اس کا لینا بلاشبہ جائز ہے۔ یہ سود نہیں گورنمنٹ یا فیکٹری کا عطیہ ہے جو حسن کارکردگی سے صلے میں دیتی ہے، یا از کار رفتہ ہو جانے کی وجہ سے از راہِ رحم دیتی ہے۔“ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

## (۳)۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا حکم:

اس سلسلے میں آپ سے یہ سوال ہوا:

”ہندہ کی سہیلی نے اپنے شوہر کی منی لے کر ٹیوب کے ذریعہ ہندہ کے رحم میں ڈلوا دیا اور اس کو بچہ پیدا ہو گیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(الف) ہندہ کا رحم میں غیر کی منی ڈلوانا اور اس کی سہیلی کا یہ تعاون کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(ب) جو اولاد ہوگی شرعاً اس کی حیثیت ولد الزنا کی ہے یا ولد الحرام کی؟

اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

”یہ انتہائی بے حیائی اور سخت حرام ہے کہ کسی مرد کی منی ٹیوب میں لے کر دوسری عورت کے رحم میں داخل کیا جائے۔

اولاً: بلا ضرورت شرعیہ عورت کا اپنی شرم گاہ میں سوائے اپنے شوہر کے آلہ تناسل کے کسی چیز کو داخل کرنا حرام و گناہ ہے۔

ثانیاً: کسی عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ کسی عورت کی شرم گاہ کو بلا ضرورت شرعیہ دیکھے، یا چھوئے، اور ٹیوب استعمال کرنے کا عام طریقہ یہی ہے کہ دوسرا کوئی مرد یا عورت استعمال کرتی ہے۔

اور اگر بالفرض عورت نے خود وہ ٹیوب استعمال کر لیا ہو تو بھی پہلی وجہ حرمت اپنی جگہ باقی ہے۔ یہ عورت، اس کی سہیلی اور سہیلی کا شوہر تینوں گنہگار ہوئے۔“

(الف-ب) یہ اولاد ثابت النسب ہوگی اور اس کی مانی جائے گی جس کی زوجیت میں یہ عورت ہے حدیث میں فرمایا گیا:

أَلَوْلِدُ لِلْفَرَّاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرِ. (قلمی فتاویٰ شارح بخاری، ماہنامہ اشرفیہ، ماہ جولائی ۱۹۹۱ء، ص: ۹-۱۰)

اس مسئلے میں نسب کا مسئلہ اہم ہے جس کا جواب آپ نے حدیث پاک سے دیا۔



### (۴) - مادہ جانوروں میں ٹیوب کے ذریعہ انتقال منی:

سوال یہ ہے کہ:

”ٹیوب کے ذریعہ مادہ جانوروں کے رحم میں مادہ منویہ ڈال کر اولاد پیدا کی جاتی ہے شرعاً یہ فعل کیسا ہے جب کہ سائنسی ترقی نے عملاً اس کو کر دکھلایا ہے؟  
آپ فرماتے ہیں:

یہ بھی غیر فطری فعل ہے اور نزول خلقی حق سے محروم کرنا ہے اس لیے اس کی بھی اجازت نہیں ہونی چاہیے، اس سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ مادہ کی نسل سے مانا جائے گا۔ حلت و حرمت کے وہی احکام ہوں گے جو اس کی ماں کے ہیں۔ درمختار میں ہے: **يَحِلُّ اَكْلُ ذَيْبٍ وَلَدَتْهُ شَاةٌ**. (حوالہ مذکورہ)

### (۵) - پندرہ اگست، اور ۲۶ جنوری منانا:

اس سلسلے کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”۱۵ اگست جائز طریقہ سے منانے میں کوئی حرج نہیں کہ اس کا مطلب ہوتا ہے ”انگریزوں سے آزادی ملنے کی خوشی“ فی نفسہ اس میں شرعاً کوئی خرابی نہیں۔ رہ گیا ۲۶ جنوری یہ منانا جائز نہیں یہ دن اس یادگار میں منایا جاتا ہے کہ کانگریس نے اپنا دستور بنا کر اسی تاریخ سے نافذ کیا ہے اس لیے اس دن کے منانے کا مطلب یہ ہے کہ کانگریس کے اس دستور کو ہم شرعی طور پر صحیح مانتے ہیں حالانکہ وہ شرعی طور پر صحیح نہیں۔“  
(قلمی فتاویٰ شارح بخاری،)

### (۶) - لاؤڈ اسپیکر کا مسئلہ:

ہندوستان میں لاؤڈ اسپیکر آتے ہی یہ مسئلہ علمائے کرام کے درمیان موضوع بحث بن گیا کہ ”نماز میں اس کا استعمال جائز ہے یا ناجائز۔ اور نماز فاسد ہوگی، یا صحیح؟ اس کی بنیاد اس بات پر رکھی گئی کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ جو آواز سنی جاتی ہے وہ امام کی اصلی آواز ہے یا نقلی۔ یہ مسئلہ طبعیات کا تھا، اس لیے علمائے ماہرین طبعیات کی طرف رجوع کیا ان کی تحقیقات میں بھی اختلاف ہو گیا، کوئی کہتا تھا کہ آواز تو اصلی ہے مگر پہلے سے بلند ہو کر سنائی دیتی ہے سائنس دانوں کے اس اختلاف کی وجہ سے علمائے کرام کے درمیان بھی اختلاف ہو گیا۔ کسی نے کہا لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز پر اقتداء درست ہے، نماز صحیح ہوگی جیسے مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العظیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کسی نے جائز خلاف اولیٰ کہا جیسے حضرت صدر العلماء مولانا غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کسی نے مکروہ کہا جیسے حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی نے فاسد بتایا جیسے حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ۔

فتاویٰ شاری بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

اس مسئلے کی نزاکت کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں فرمایا کہ ”آپ یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی میں زیادہ پائے گا۔“ اس سے حضرت کی شان تفقہ عیاں ہوتی ہے لیکن ایسے جلیل القدر فقیہ کو بھی اس مسئلے میں فکری انقلاب سے دو چار ہونا پڑا، آپ کے اس سلسلے میں دو متضاد فتوے ہیں ایک میں نماز کو جائز کہا ہے اور ایک میں فاسد۔ پھر ان دونوں میں کون مقدم ہے اور کون متاخر، یہ بھی مختلف فیہ ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ کا مقام یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے آپ کو پورے ہندوستان کا قاضی مقرر فرمایا تھا لیکن خود آپ کے فتوؤں میں بھی اختلاف تھا، ایک روایت کے مطابق آپ کا پہلا فتویٰ جواز کا تھا، دوسرا عدم جواز کا۔ اور ایک روایت کے مطابق آپ نے ابتداءً یہ صادر فرمایا تھا کہ لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز اگر بولنے والے کی ہے تو اس پر اقتدا صحیح ہے اور اس کی آواز نہیں تو اقتدا صحیح نہیں۔ حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فتوے میں تحریر فرمایا کہ مجھے اس کی تحقیق نہیں احتیاط احتراز میں ہے۔ نیز فرماتے ہیں:

”حدیث شریف میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ایسی چیز کو چھوڑ دو جس میں شک و شبہ ہو اور اسے اختیار کرو جس میں کوئی شبہ نہیں۔“ لہذا میری رائے میں یہی صورت زیادہ مناسب ہے کہ لاؤڈ اسپیکر نماز میں استعمال ہی نہ کیا جائے کہ نماز میں کسی قسم کا جھگڑا اور شبہ پیدا ہو۔

(ملفوظات حافظ ملت، ص: ۴۴، بروایت مولانا عبدالباقی نعمانی صاحب)

حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ نے تردد پر مبنی دلیل کے پیش نظر احتیاطاً ناجائز فرما کر یہ تمنا ظاہر کی لَعَلَّ اللہ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا۔

مزید اس کی نزاکت کا اندازہ کرنا ہو تو حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ پڑھیے۔ فرماتے ہیں:

”ہمارے اکابر علما نے نماز میں اس (لاؤڈ اسپیکر) کے لگانے کو پسند نہیں کیا۔ ● بلکہ بعض علما نے صراحۃً فرمایا کہ اس کا نماز میں لگانا درست نہیں۔ ● اور بعض نے فرمایا مفسد نماز ہے۔ ● بعض نے فرمایا ہرگز نہ لگایا جائے۔ ● بعض نے فرمایا اس کا نماز میں لگانا بدعت سیئہ ہے۔ ● اور بعض نے فرمایا کہ نماز تو نماز اذان و خطبہ میں بھی اس کا استعمال نہ کیا جائے۔ ان وجوہ کی بنا پر احتیاط اسی میں ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ پاکستان ص: ۱۲، شمارہ شعبان ۱۴۱۵ھ انوار شریعت مصنفہ مفتی جلال الدین امجدی)

ان حقائق سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ مسئلہ علمائے کرام کے لیے بڑا ہی غامض و دقیق مسئلہ بن گیا تھا، اسی لیے ان کے مابین اس کے حکم شرعی کے سلسلے میں طرح طرح سے اختلافات رونما ہوئے۔ ایسے مسئلے میں کوئی قول محقق و متبحر پیش کرنا یقیناً بڑی بات ہے۔ حضرت نائب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی اس مسئلے کی تحقیق و

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

تنقیح کے سلسلے میں کچھ دنوں تک پریشان رہے پھر بار بار غور و خوض کے نتیجے میں ایک محکمہ رائے پر جم گئے آپ کا یہ غور و خوض متعارض دلائل میں تطبیق اور حکم شرعی کے استنباط کا مظہر ہے۔ آپ اس مسئلہ میں غامضہ کی تحقیق کی راہ میں کن مراحل سے گزرے اسے خود آپ کی ہی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں:

”ابتدا میں بہت سے علما نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو صدائے بازگشت مان کر فساد کا حکم دیا تھا، دلیل یہ تھی کہ صدائے بازگشت سے آیت سجدہ سن کر تلاوت واجب نہیں ہوتا، جس کی علت غنیہ میں یہ بیان فرمائی: ”لَا نَهَا مَحَا كَاة لِيَسْتَبْقَاءَ“

لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ یہ صدائے بازگشت ہے اس سلسلے میں پاکستان کے کچھ حضرات نے بہت سے ماہرین صوتیات سے استفسار کیا تھا جس میں یورپ کے بھی بہت سے ماہرین تھے، ان لوگوں نے یہ بتایا تھا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی آواز نہیں، لاؤڈ اسپیکر کی مشین متکلم کی آواز سے دھکا کھا کر اسی کے مماثل دوسری آواز پیدا کرتی ہے مگر یہ بات بھی میری سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

پھر پاکستان کے کچھ لوگوں نے ایک کتابچہ شائع کیا جس میں بہت سے ماہرین صوتیات کی یہ تحقیق درج تھی کہ ”وہ عین آواز متکلم ہے جس کو ایمپلی فائر قوی کر کے باہر پھینکتا ہے۔“ یہ بات مجھے لگتی معلوم ہوتی تھی۔

اس وقت تک ”الکشف الشافیه“ کا مطالعہ میں نے نہیں کیا تھا، پھر جب الکشف شافیا کا مطالعہ کیا تو دوسرے قول کی تائید اس سے نکلی کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گراموفون کی آواز کو عین آواز متکلم مانا ہے اور صدائے بازگشت کو بھی۔

پھر میں متزدد رہا کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز صحیح ہے، یا نہیں؟ پاکستان کے بہت سے علما جواز کے قائل تھے۔ اور ہندوستان کے بھی کچھ علما خصوصاً مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کے کچھ مدرسین بھی جواز کے قائل تھے۔

ان کا استدلال یہ تھا کہ یہ صدائے بازگشت ہے اور صدائے بازگشت کو اعلیٰ حضرت نے عین آواز متکلم مانا ہے تو پھر نماز کے فاسد ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اس لیے کہ مقتدیوں کی تحریر صحیح ہے اور نماز ان کی صحیح طور پر شروع ہوئی ہے۔

بہت غور و خوض کے بعد ان سب کا حل میں نے یہ نکالا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز صدائے بازگشت ہرگز نہیں۔ صدائے بازگشت کے لیے ضروری ہے کہ آواز کسی چیز سے ٹکرا کر واپس ہو اور لاؤڈ اسپیکر میں آواز پلٹی نہیں بلکہ لاؤڈ اسپیکر آواز کو پورے طور پر اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور ایمپلی فائر اس میں اپنی پوری قوت سے اثر ڈال کر ہارن کی طرف پھینکتا ہے، لیکن صدائے بازگشت میں بر بنائے اختلاف اقوال دو صورتوں میں سے ایک ہوتی ہے۔

اول: یہ کہ متکلم کی آواز ٹکرا کر ختم ہو جاتی ہے اور ٹکرانے کے بعد نیا صوتی سلسلہ متوجہ پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے: یہ کہ آواز ٹکرا کر کچھ دیر ساکن ہو کر پلٹی ہے اور خارج کی قوت اس میں اثر انداز ہو جاتی ہے تو

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

اس کا حکم من کل الوجوه عین آواز متکلم کا نہیں اور حسب تصریح صاحب غنیۃ ودیگر فقہا محالات ہے، قرأت نہیں۔ توجب لاؤڈ اسپیکر میں بہ نسبت صدائے بازگشت کے خارج کا اثر کئی گنا زیادہ ہے۔ کیوں کہ متکلم کا سلسلہ تموج مانکرو فون پر جا کر ختم ہو گیا، اور آواز بجلی کے حوالہ ہو گئی بجلی نے ایمپلی فائر میں پہنچایا، ایمپلی فائر نے اپنی قوت بھرا اس میں اثر ڈالا، جس سے وہ قوی ہوئی، اس کے بعد اس کو ہارن تک پہنچایا، اور ہارن نے پھر اس کو ہوا میں پہنچا دیا۔

غرض یہ کہ صدائے بازگشت میں آواز کا محل ہوا ہی رہی اور یہاں محل تین درجے تک بدل گیا۔ تو اس کو بدرجہ اولیٰ محالات کا ہونا چاہیے، اور قرأت نہیں ہونا چاہیے، اور اس پر اقتدا سے فاسد ہونی چاہیے۔  
رہ گئی یہ بات کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تحقیق یہ ہے کہ عین آواز متکلم ہے۔ اور فقہا نے فرمایا کہ یہ محالات ہے، قرأت نہیں۔ ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ وہ حقیقہ عین آواز متکلم ہے اور حکماً محالات۔“ (ختم)  
اس تفصیل سے یہ عیاں ہو کر سامنے آیا کہ مسئلہ لاؤڈ اسپیکر بڑا دقیق و غامض مسئلہ ہے جس میں فقہاے کرام کے درمیان شدید اختلاف ہے اور یہ بھی اس طرح کے مسئلے میں تحقیق و تنقیح کیسے کی جانی چاہیے حضرت علیہ الرحمہ نے غور و فکر کے جو مراحل بیان کیے ہیں ان سے آپ کی دقت نظر، حسن تفحص اور قدرت استنباط کا اندازہ ہوتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ نو پیدا مسئلے میں کامل تحقیق کے بعد ہی حکم صادر کرنا چاہیے۔ اس تحقیق کے بعد حضرت نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدم جواز کے کثیر فتاویٰ صادر کیے البتہ رافضی الحروف کا موقف اس باب میں وہ ہے جو حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

## (۷)۔ انجکشن مفسد صوم ہے یا نہیں؟:

اس سلسلے میں خود فرماتے ہیں:  
بلرام پور میں زمانہ قیام کے دوران انجکشن کے مفسد صوم نہ ہونے کے بارے میں ایک فتویٰ لکھا تھا۔  
ہمارے علما کا یہ فتویٰ ہے کہ انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، البتہ روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانا مکروہ ہے مگر اس کی توجیہ و تفصیل کسی صاحب نے نہیں کی تھی، میں نے اس کو بہت تفصیل سے لکھا جو پہلے ”المیزان“ پھر ”پاسبان“ میں چھپا۔

اس کی بنیاد اس پر قائم ہے کہ مطلقاً دوا یا غذا یا پانی کا جسم میں جانا مفسد صوم نہیں، ہر شخص جانتا ہے کہ آدمی جب نہاتا ہے تو مسامات کے ذریعہ پانی جسم میں داخل ہوتا ہے۔ فقہا نے تصریح فرمائی ہے کہ: ”سر کے زخم میں دوا ڈالی اور وہ دماغ تک نہیں پہنچی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔“ مدار کا اس پر اس ہے کہ دوا کسی منفذ کے ذریعہ پیٹ یا دماغ تک پہنچے، اور جو دوا یا غذا مسامات کے ذریعہ پہنچے وہ مفسد نہیں۔



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

پھر علم تشریح کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ انجکشن خواہ گوشت کا ہو یا رگ کا۔ دماغ یا پیٹ تک منفذ کے ذریعہ نہیں پہنچتا، بلکہ درمیان میں مسامات حائل ہو جاتے ہیں۔ گوشت کے انجکشن میں تو ظاہر ہے کہ دو مسامات ہی میں داخل ہوتی ہے۔ رگ کے انجکشن میں بظاہر ایسا ضرور ہے کہ ابتداءً دو رگ میں داخل ہوئی جو یقیناً منفذ ہے لیکن پیٹ یا دماغ تک پہنچنے میں مسامات حائل ہو جاتے ہیں اور ذریعہ صرف مسامات ہی رہ جاتے ہیں اس لیے انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

کراہت کا سبب یہ ہے کہ انجکشن کی ہر دو میں اسپرٹ یا الکحل ہوتی ہے، جو شراب ہے روزہ کی حالت میں جسم کے اندر شراب داخل کرنا یقیناً مکروہ ہے۔

### (۸)۔ پھول کا سہرا پہننا جائز، یا ناجائز؟

ایک شادی کے سلسلے میں کسی سائل سے استفتا کیا زید کی لڑکی ہے اور عمر کا لڑکا، زید کہتا ہے کہ پھول کا سہرا و مقننہ سر پر باندھ کر نو شہ نہ آوے کیوں کہ یہ ناجائز و حرام ہے اور بدعت ہے البتہ اگر پھول کا سہرا ہاتھ میں ہو تو حرج نہیں۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ سر پر پھول کا سہرا باندھنا ناجائز و حرام اور بدعت ہے یا نہیں، مقننہ کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب: خالص پھول کا سہرا بلاشبہ جائز ہے خواہ سر پر باندھے یا گلے میں لٹکائے ہاتھ میں رکھیں، یہ رسوم دنیویہ میں سے ایک رسم ہے جس کی ممانعت شریعت مطہرہ سے ثابت نہیں تو مثل اور تمام عادات و رسوم مباح کے مباح رہے گا، شرع شریف کا قاعدہ کلیہ ہے کہ جس چیز کو مولیٰ عزوجل اور اس کے رسول اچھا بتائیں وہ اچھی چیز ہے اور جسے برا فرمائیں وہ بری ہے جس سے سکوت فرمائیں وہ اباحتِ اصلیہ پر ہے کہ اس کے فعل و ترک میں نہ ثواب نہ عقاب۔

حدیث میں ہے: ما سکت عنہ فہو معفو عنہ۔

ہدایہ میں ہے: الاباحۃ اصل۔

علامہ شامی نے تحریر سے نقل فرمایا المختار بان الاصل الاباحۃ۔

اس قاعدہ کلیہ کے تحت جو اسے ناجائز و حرام بتاتا ہے وہ اس کی دلیل لائے اس کو جائز کہنے والا اصل کے ساتھ متمسک ہے اگر چیزوں کے حلال ہونے کے لیے نص شرعی درکار ہے تو زمانہ حال کے بہت سے کھانے، پینے، کپڑے، سامان کے مباح ہونے پر کون سی نص ہے پھول کے سہرے کو ناجائز بتانے والے شیروانی، چوڑے پانچہ کے پائجامہ وغیرہ کے جواز پر دلیل لائیں یا اپنی عادت کے مطابق ان کو بھی ناجائز کہیں شادی کے موقع پر زیب و زینت زمانہ رسالت سے مروج ہے پھولوں کا سہرا بھی زینت ہی ہے اور ایسی زینت کو جو شارع

علیہ السلام کو بھی محبوب و مرغوب ہے۔

حدیث میں ہے: حبب الی من دنیا کم النساء والطیب وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ۔  
دوسری حدیث میں ہے: من عرض علیہ ریحان فلا یردہ فانہ خفیف المحمل وطیب الریح۔  
دوسری حدیث میں ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرد الطیب۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم کو خوشبو محبوب تھی۔ جس میں پھول بھی داخل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھول رد کرنے سے منع فرمایا ہے اور عادت کریمہ بھی یہی تھی کہ اگر کوئی پھول پیش کرتا تو رد نہ فرماتے اس اطلاق میں شادی کے موقع پر سہرے کا پھول بھی داخل ہے سہرے میں یہی بات تو زائد ہے کہ اسے دھاگے میں پرو لیا جاتا ہے دھاگے میں پرونے کی وجہ سے حرمت کہاں سے ٹپک پڑی ہاں وہ سہرا جس میں نلکی ہو، ناجائز ہے۔ کیوں نلکی کا سہرا اور پھول غیر مسلموں کا شعار ہے اس میں ان کے ساتھ تشبہ ہے اس لیے ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

### ☆ حالاتِ زمانہ کی رعایت:

شریعت کے بہت سے احکام ایسے ہیں جو حالاتِ زمانہ کے بدلنے سے بدلتے رہتے ہیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتاویٰ رضویہ جلد اول میں اس تبدیلی کے محرکات میں چھ اسباب کو شمار کیا ہے جو یہ ہیں: ضرورت، عرف، تعامل، حرج، دینی ضرورت مصلحت کی تحصیل، فساد موجود یا مظنون بظن غالب کا ازالہ۔ (رسالہ اجلی الاعلام)

”حرج کے عموم میں حاجت و عموم بلوی بھی داخل ہے۔“  
حضرت کے فتاویٰ میں ایسے کثیر فتاویٰ ہیں جن میں اسبابِ ستہ کی بنا پر احکام میں تبدیلی کی گئی ہے۔ چند نظائر ملاحظہ ہوں۔

### (۱)۔ مانع حمل تدابیر:

عام حالات میں حمل ضائع کرنا، کرانا ناجائز نہیں، لیکن آپ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ”ضرورت شرعیہ کے وقت حمل ضائع کرایا جاسکتا ہے۔ ضرورت شرعیہ کی تفصیل یہ ہے کہ حمل سے حاملہ کی جان جانے کا ظن غالب ہے، یا ایسا بیمار پڑ جانے کا اندیشہ ہے کہ ازالہ مرض دشوار ہو، وپس۔ چوں کہ اس پر تجربہ شاہد ہے کہ کسی جگہ کا تین بار سے زائد آپریشن نہیں ہو سکتا اس لیے اگر ایسی کوئی عورت ہو جسے بغیر آپریشن کے بچہ نہ پیدا ہوتا ہو تو وہ عورت یا اس کا شوہر مانع حمل تدابیر اختیار کر سکتا ہے حتیٰ کہ اگر حمل رہ جائے تو اسقاط بھی کر سکتا ہے۔“

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

اسی طرح جو عورتیں بہت کمزور ہوں کہ ایام حمل میں بالکل ہی ازکار رفتہ ہو جایا کرتی ہوں، یا فرائض و واجبات کی ادائیگی نہ کر پاتی ہوں تو ان کے لیے بھی اس کی اجازت ہے۔“ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

### (۲) - دیہات میں جمعہ کا قیام:

ظاہر الروایہ میں ہے کہ جمعہ صحیح ہونے کے لیے اسلامی شہر ہونا شرط ہے اور شہر سے مراد وہی آبادی ہے جو آج بھی عرف عام میں شہر سمجھی جاتی ہے۔ البتہ شرعی نقطہ نظر سے اس کے شہر ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہاں کوئی حاکم بھی رہتا ہو جو فصل مقدمات پر قادر ہو۔ اسی پر عرصہ دراز سے فقہائے کرام فتاویٰ صادر کرتے رہے اور ساتھ ہی اس پر عمل پیرا رہے حتیٰ کہ اعلیٰ حضرت کے کثیر فتاویٰ بھی اسی روایت پر مبنی ہیں لیکن آج کے زمانے میں دیہاتوں میں قیام جمعہ اور اس میں عوام و خواص کے ابتلائے عام کی وجہ سے آپ نے نادر الروایہ پر فتویٰ دیا جس کے مطابق ہمارے عرف کے لحاظ سے کثیر دیہاتوں میں جمعہ صحیح ہے، آپ کے ایسے فتاویٰ کثیر ہیں جو ایک زمانے سے جاری ہو رہے ہیں۔

### (۳) - انگریزی لباس میں نماز:

قاضی ریاض عالم نے گجرات سے یہ سوال بھیجا کہ: ”اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے انگریزی لباس میں نماز کو مکروہ کہا ہے آج کل عام طور پر یہاں گجرات میں پینٹ، شرٹ پہنا جاتا ہے پینٹ کے انگریزی لباس ہونے میں تو شک نہیں، لیکن اکثر آدمی پاجامہ یا لنگی کے ساتھ شرٹ پہن کر نماز پڑھتے ہیں اور مکروہ نہیں جانتے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مروجہ شرٹ انگریزی لباس ہے یا نہیں، اسے پہن کر نماز مکروہ ہوگی یا نہیں، اگر مکروہ ہوگی تو تحریمی یا تنزیہی۔“

اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں: ”مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے جب یہ فتویٰ دیا تھا اُس وقت انگریزی لباس کا حکم یہی تھا کہ اسے پہننا جائز نہیں تھا، اس لیے اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہوتی تھی، اس لیے کہ اس وقت وہ لباس انگریزوں کا شعار تھا، ہندوستان میں وہی لوگ اسے پہنتے تھے جو انگریزیت زدہ تھے۔ مسلمان اسے پہننا سخت معیوب جانتے تھے اور اب یہ بات نہیں، انگریز یہاں سے چلے گئے اور یہ لباس ہر طبقے کے ہندوستانی پہننے لگے، حتیٰ کہ چیراسی اور بھنگی تک، اب یہ انگریز یا کسی کا فرق کم کا شعار نہ رہا، سب کا لباس ہو گیا اس لیے اسے پہننا ناجائز و گناہ نہیں، اور اسے پہن کر نماز پڑھنا گناہ نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ مسلمانوں کو اس لباس سے احتراز کرنا چاہیے کہ اب بھی یہ صالحین کا لباس نہیں مگر اسے پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔“ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

فتاویٰ شاری بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

اس فتوے کی اہمیت کا اندازہ آپ کو یوں ہوگا کہ دو سال پہلے ایک مولانا صاحب نے مبارک پور اور گورکھپور وغیرہ میں فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے یہی مسئلہ بیان کر دیا اور لوگوں میں کھلبلی مچ گئی کہ کثیر مسلمان جو پینٹ شرٹ میں نماز پڑھتے ہیں ان سب کی نمازیں اب تک مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہوتی رہیں۔ حوالہ مولانا نے صحیح دیا تھا مگر مسئلہ غلط بتا دیا تھا کیوں کی جس علت کی بنیاد پر اعلیٰ حضرت نے وہ مسئلہ تحریر فرمایا تھا آج کے زمانے میں وہ علت مفقود ہو چکی ہے پھر وہ حکم دینا کیوں کر صحیح ہوگا، ایسی صورت میں مسلمانوں کا اضطراب ایک فطری امر تھا اس لیے رسم المفتی کے آداب سے فقہانے یہ بات بھی بیان فرمائی کہ مفتی کو اہل زمانہ کے حال اور عرف سے باخبر ہونا چاہیے اور جو عرف و حال سے بے خبر رہ کر فتوے دے وہ جاہل ہے ”مَنْ لَمْ يَعْرِفْ أَهْلَ زَمَانِهِ فَهُوَ جَاهِلٌ“ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کا یہ فتویٰ اہل زمانہ کے حال سے واقفیت کا کھلا آئینہ دار ہے۔

#### (۴)۔ الکحل آمیز دواؤں کا استعمال:

الکحل شراب ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں لیکن بوجہ عموم بلوئی آپ نے تقریباً ۲۴ رسال پہلے اس کے جواز کا فتویٰ دیا، پھر یہ مسئلہ مجلس شرعی میں زیر بحث آیا اور باتفاق یہی فیصلہ یہاں سے بھی صادر ہوا۔

#### ☆ بد مذہبوں کے دلائل پر گرفت:

بد مذہب اپنے موقف کے ثبوت میں جو دلائل پیش کرتے ہیں کبھی کبھی وہ انھیں بہت قوی اور لا جواب سمجھ کر اہل سنت و جماعت کے دارالافتا میں بھیجتے ہیں تاکہ دھونس جماسکیں۔ حضرت نائب مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھی ایسے بہت سے سوالات آئے، آپ نے ان کے دلائل پر جو گرفت فرمائی وہ قابل ستائش ہے، اس کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

#### (۱)۔ نماز تراویح اور قیام اللیل میں فرق:

”غیر مقلدین۔ مولوی محمد صادق سیال کوٹی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری اور اپنے دوسرے علما کے حوالے سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ”نماز تراویح“ اور ”قیام اللیل“ یعنی تہجد دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ تہجد مع وتر رمضان میں نماز تراویح بن گئی۔

قیام اللیل باجماعت مسجد میں منسوخ ہے سوائے تین دن کے۔“

اس کے جواب میں آپ ارقام فرماتے ہیں:

”یہ غیر مقلدین کی زبردستی ہے کہ نماز تراویح اور تہجد کو ایک ہی چیز بتاتے ہیں، تراویح کے لیے حدیث میں ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ“ کا لفظ آیا ہے ”مَنْ قَامَ اللَّيْلَ فِي رَمَضَانَ“ نہیں آیا ہے۔ یعنی یہ آیا ہے کہ:



”جو رمضان میں قیام کرے۔“ یہ نہیں آیا ہے کہ:  
”جو رمضان میں قیام لیل کرے۔“ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قیام رمضان (تراویح) الگ چیز ہے اور قیام لیل الگ چیز۔

اور یہ کہنا کہ اس کا باجماعت مسجد میں پڑھنا منسوخ ہے۔ پہلے سے بھی بڑی زبردستی ہے۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد جماعت کے ساتھ تراویح ترک کرنے کی وجہ خود ارشاد فرمائی  
”حَشِيتُ اَنْ يَنْفَرَضَ عَلَيْكُمْ“ میں باہر (جماعت تراویح کے لیے) اس اندیشے سے نہیں نکلا کہ کہیں تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ تو اس اندیشے سے ترک (جماعت) کہیں فرض نہ ہو جائے دلیل نسخ نہیں البتہ جماعت کی تاکید میں تخفیف کی دلیل ہے ورنہ لازم آئے گا کہ خلفائے ثلاثہ، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، اور تمام صحابہ کرام منسوخ کو رائج کر کے گمراہ ہوئے۔ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے قیام لیل اور تراویح کو ایک قرار دے کر اپنے عوام کے قلوب پر ”اجتہاد“ کا جو سکہ جمایا تھا اسے حضرت نائب مفتی اعظم نے ”قام لیل“ اور ”قام رمضان“ کے فرق کو واضح کر کے ہبائے منشوراً بنادیا جس سے غیر مقلدوں کے دعویٰ اجتہاد کی حیثیت بھی عیاں ہو گئی۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین روز تراویح کی جماعت قائم فرمائی، پھر اس کے فرض ہو جانے کے اندیشے سے ترک فرمادیا اس کو مجتہدان جدید نے دلیل نسخ قرار دیا، حضرت نائب مفتی اعظم نے اپنی مختصر سی گرفت سے یہاں بھی ان کے اجتہاد کی عمارت مسمار فرما دی۔ گرفت کا حاصل یہ ہے کہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور صحابہ کرام نے جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھی حالانکہ منسوخ پر عمل ناجائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ترک جماعت دلیل نسخ نہیں، بلکہ دلیل تخفیف ہے۔

## (۲) بیس رکعت تراویح کا ثبوت:

غیر مقلدین کے پاس ۸ رکعت نماز تراویح اس کو ثابت کرنے کے لیے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث چوٹی کی حیثیت رکھتی ہے جس کو وہ یوں پیش کرتے ہیں کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف اور غیر رمضان میں ۱۱ رکعت پڑھتے تھے۔ یعنی حضور نے یہی ۱۱ رکعتیں تہجد (جس میں تین رکعت وتر شامل ہیں)۔ تراویح کے نام سے رمضان میں صرف تین دن (جماعت سے) پڑھائی۔

دوسری حدیث میں یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ہم کو رمضان میں ۸ رکعت تراویح پڑھائی پھر وتر۔ (ابن خزیمہ وابن حبان)

اس کے بعد حضرت جابر کی ایک حدیث اور منقول ہے۔ (تلخیص از صلاة الرسول و اہل حدیث کا مذہب)

اس کے جواب میں حضرت نائب مفتی اعظم فرماتے ہیں:

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث تراویح کے بارے میں ہے، ہی نہیں، وہ تہجد کے بارے میں ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”ما كان يزيد في رمضان ولا في غيرها على إحدى عشرة ركعة“ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں ۱۱ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

کیا تراویح رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں بھی پڑھی جاتی ہے؟

علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر سونے کے بعد یہ نمازیں پڑھتے تھے، اسی حدیث کے اخیر میں ہے: اتناہم، قبل ان توتر؟ کیا وتر پڑھنے سے پہلے حضور سو جاتے ہیں؟ غیر مقلدین کو خود تسلیم ہے کہ سونے کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ تہجد ہے، یہ ان لوگوں کا عمل بالحدیث ہے کہ عبادت سے جان بچانے کے لیے احادیث میں تحریف معنوی کرتے ہیں۔

پھر غیر مقلدین سے پوچھیے کہ اس حدیث میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے: ”ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا“ پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

تو غیر مقلدین اگر اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں تو وتر ایک رکعت کیوں پڑھتے ہیں؟

پھر اگر حدیث نماز تراویح کے بارے میں ہے اور حضرت عمر نے آٹھ کے بجائے بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا تو ام المؤمنین نے اعتراض کیوں نہیں کیا، ان کے حجرہ مبارکہ کے متصل بیس رکعت تراویح ان کی زندگی بھر ہوتی رہی اور وہ خاموش رہیں، کیا یہ کسی مسلمان کی سمجھ میں آنے کی بات ہے؟ ان کا حال تو یہ تھا کہ ذرا بھی کوئی بات خلاف دیکھتیں تو تنبیہ فرماتیں، احادیث میں اس کے متعدد قصے موجود ہیں۔

غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ تراویح میں جماعت منسوخ ہے۔ اور حضرت ام المؤمنین باجماعت تراویح پڑھا کرتی تھیں، مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ ام المؤمنین نے ایک غلام کو مدبر بنایا، رمضان میں وہ ان کی امامت کرتا، یہ بخاری میں بھی ہے۔

کتاب الآثار میں حضرت امام محمد نے روایت کیا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کی امامت فرماتیں اور ان کے بیچ میں کھڑی ہوتیں۔

رہ گئیں حضرت جابر کی دونوں حدیثیں ان دونوں حدیثوں پر ہمیں یہی کہنا ہے کہ اگر یہ دونوں حدیثیں تراویح ہی کے بارے میں ہیں تو حضرت جابر نے اس وقت اعتراض کیوں نہیں کیا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس رکعت تراویح پڑھنے کا حکم دیا، کتنے حیرت کی بات ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں ہی رہتے تھے، ان کی موجودگی میں برسہا برس بیس رکعت تراویح پڑھی گئی اور انھوں نے کبھی کوئی اعتراض

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

نہیں کیا، یہ قرینہ ہے کہ یہ رکعتیں تراویح کے بارے میں نہیں۔

پھر سب سے حیرت ناک معاملہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے کہ اس روایت کے بموجب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آٹھ رکعت تراویح پڑھائی، اور خود انھیں کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا، وہ چپ چاپ زندگی بھر بیس رکعت تراویح پڑھاتے رہے، ایک بار بھی یہ نہیں کہا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آٹھ رکعت پڑھایا کرتا تھا۔ کیا کسی عاقل کی سمجھ میں یہ بات آسکتی ہے کہ صحابہ رسول ایسی مد اہنت کریں گے۔ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کی ان تنقیدات و مواخذات سے یہ بات عیاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ غیر مقلدین حدیث پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں، پھر بھی ہیں مجتہد۔

### (۳) - حدیث میں بددیانتی کرنے والے کا حکم:

شاستری نگر جے پور کے ایک صاحب نے یہ سوال کیا:

”عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بلا لکان یرقب خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاؤل ما یراہ یشرع فی الإقامة قبل أن یراہ غالب الناس ثم إذار أؤہ قاموا فلا یقوم فی مقامہ حتی تعتدل صفوفہم قلت ویشهد لہ مارواہ عبد الرزاق عن ابن جریح عن ابن شہاب ان الناس کانوا ساعة یقول المؤمنون الی الصلوۃ فلا یتا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقامہ حتی تعتدل الصفوف ۵۱ (بذل المجہود شرح ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۳۰۷)

(ترجمہ) بے شک بلال انتظار کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کا لہذا جیسے ہی حضور کو دیکھتے اقامت شروع کر دیتے اس سے پہلے کہ اکثر لوگ آپ کو دیکھتے، جب لوگ حضور کو دیکھ لیتے تو کھڑے ہو جاتے، حضور اپنے مقام (مصلیٰ) پر نہیں کھڑے ہوتے یہاں تک کہ ان کی صفیں سیدھی کر دی جاتیں اور اس کی شہادت اس سے بھی ہوتی ہے جیسے عبد الرزاق نے ابن جریح سے انھوں نے ابن شہاب سے نقل کی ہے کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب مؤذن اللہ اکبر کہتا تھا نماز کے لیے پس نہیں آتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام پر (مصلیٰ) یہاں تک کہ صفیں سیدھی کر دی جاتی تھیں۔“

حضرت انس ابن مالک نے روایت بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس نے میرے حکم سے اور فرمان سے انکار کیا وہ میرا نہیں۔“ (میر امتی نہیں) (بخاری شریف، ج: ۲، ص: ۷۷۷)

### اس کا جواب آپ نے تحریر فرمایا:

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث نقل کرنے میں فحش غلطی کی ہے آپ نے لکھا

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

ہے: عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بلالا كان يرقب (الحديث) یہ حدیث مسلم شریف کی ہے اس میں بھی ”قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم“ نہیں۔ اور بذل المجہود میں بھی نہیں۔ اس میں معنوی سقم یہ ہوا کہ اَن بلالا کان یرقب پوری حدیث حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ کا قول ہے آپ نے قال قال رسول الله کہہ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بنا دیا جس سے حدیث کا پورا مضمون خبط ہو گیا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ آپ میں بددیانتی بھی ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں ہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بنا دیا جس کی وجہ سے آپ نے اپنا ٹھکانا جہنم بنا لیا جیسا کہ حدیث متواتر میں ہے۔

”من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار.“ یہ بددیانتی اور جہالت اس کے باوجود مجتہد بن کر حدیث سے حکم شرعی نکالنے بیٹھ گئے۔

### (۴) قیامت کے دن زمین سے آفتاب کی دوری:

المملووظ حصہ چہارم، ص: ۷۵ / میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد منقول ہے:

”آفتاب قیامت کے دن سو میل پر آجائے گا۔“

اس پر مغربی بنگال کے ایک دیوبندی عالم نے یہ اعتراض کیا کہ حدیث میں ”ایک میل“ ہے پھر اعلیٰ حضرت نے ”سو میل“ کیوں تحریر کیا؟

مولانا غلام صدیقی، مرشد آباد، بنگال نے یہ اعتراض نقل کر کے حضرت کی خدمت میں بھیجا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اس دیوبندی عالم نے اسے چیلنج کیا ہے۔ حضرت نائب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے جواب میں پہلے یہ بتایا کہ اس باب میں روایات مختلف ہیں، پھر میل کی تشریح میں کثیر اختلاف ہے اس کے بعد آپ نے دیوبندی مولوی کی اس دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا جہاں سے اس کے دماغ میں اعتراض کا یہ سودا سما یا تھا، آپ یہ بحث اب حضرت کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

”اس بارے میں روایات مختلف ہیں، مسلم شریف اور مسند امام احمد بن حنبل جلد پنجم میں ”قدر میل“ ہے اور ترمذی و مسند امام احمد جلد ششم میں ”قدر میل، او میلین“ ہے، اخیر کی دونوں کتابوں کی روایتوں میں بلا شک ”قدر میل“ فرمایا، یادو میل اور پہلی روایتوں میں بلا شک ”قدر میل“ ہے کہ سورج قیامت کے دن ایک میل کی مقدار پر ہوگا۔ حدیث میں اس ”میل“ سے مراد وہ میل ہے جو اس عہد میں رائج تھا، یہ میل کتنا بڑا تھا اس میں روایات مختلف آئی ہیں۔“

اس کے بعد حضرت نے میل کی مقدار کے سلسلے میں علمائے اسلام کے آٹھ اقوال نقل فرمائے ہیں، پھر



نواں قول جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا مختار ہے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

”امام ابن الہمام نے فتح القدیر میں فرمایا کہ میل چار ہزار (۴۰۰۰) ہاتھ کا ہے اور ہر ہاتھ ۲۴ انگلیں، اور ہر انگلی چھ جو کے برابر، اور ہر جو خنجر کے چھ بال کے برابر۔ یہ مقدار چھتیس انچ کے انگریزی گز سے نصف گز ہے، اس کا حاصل یہ ہوا کہ شرعی میل انگریزی گز سے دو ہزار گز ہوا، اور یہ میل جواب رائج ہے سترہ سو ساٹھ ۱۷۶۰ گز کا ہوتا ہے اس کے مطابق شرعی میل موجودہ میل سے تقریباً سوا میل کا ہوگا، الملفوظ میں میل سے مراد اس وقت کا رائج میل ہے، اس میل سے شرعی میل سوا میل کے لگ بھگ ہوا، اس لیے فرمایا کہ ”سوا میل کے فاصلہ پر ہوگا۔“ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

اس کے بعد حضرت نے اس پر دوسری حیثیت سے بحث کی ہے اور دیوبندی مولوی کی اچھی طرح خبر لی ہے۔ اس فتوے کا حاصل یہ ہوا کہ عہد رسالت کے رائج میل کو دیوبندی مولوی نے اس زمانے کا رائج میل سمجھ لیا، کھلی ہوئی بات یہ ہے کہ شرعی میل جب اس زمانے کے میل سے تقریباً سوا میل ہے تو اس کا ترجمہ اردو زبان میں آج ایک میل کے لفظ سے غلط ہوگا لیکن دیوبندی سمجھ کا کیا علاج۔

#### (۵) مسجد نبوی میں ذکر بالجہر:

ایک وہابی مولوی نے ایک رسالہ میں فتاویٰ شامی حصہ پنجم ص: ۳۵۰ کا حوالہ دے کر ایک حدیث نقل کی ہے وہ یہ ہے: ”انہ حرام لما صح عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ انہ اخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم جهرًا وقال لهم ما أراكم الا مبتدعين“ اس حدیث سے وہ مسجد میں صلوٰۃ و سلام بلند آواز سے پڑھنے کو ناجائز لکھتے ہیں، لہذا عرض یہ ہے کہ اس حدیث کا جواب شارحین حدیث کیا دیتے ہیں وضاحت سے بیان فرمادیں۔

حضرت شارح بخاری نے اس کا یہ جواب، یہ لکھوایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی میں بلند آواز سے ذکر کرنے والوں کو نکالا ہے مسجد نبوی ہی کے ایک گوشے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ میں آواز بلند کرنا مطلقاً منع ہے۔ ارشاد ہے: لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا بالقلوب کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ نبی کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔ اور ان سے بلند آواز میں بات مت کرو۔ جیسے تم آپس میں بلند آواز سے بات کرتے ہو۔ ورنہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے۔ اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی۔ علما نے فرمایا کہ جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ میں آواز بلند کرنا منع ہے۔ اسی طرح بعد وصال بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہہ میں آواز بلند کرنا منع ہے۔ علما نے لکھا ہے حیات ظاہری اور بعد وصال

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

میں کوئی فرق نہیں۔ چوں کہ یہ لوگ مسجد نبوی کے اندر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ اقدس میں بلند آواز سے تہلیل اور درود و سلام پڑھ رہے تھے اس لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسجد اقدس سے نکلوا یا۔ اس اندھے وہابی کو یہ تو نظر آیا کہ یہ لوگ درود و سلام پڑھ رہے تھے مگر پہلے کا جملہ نظر نہ آیا کہ اسی حدیث میں ہے: یہللون یعنی لا الہ الا اللہ پڑھ رہے تھے درود و سلام پڑھنا تو وہابیوں کے نزدیک موت کے برابر ہے کیا کسی وہابی میں یہ ہمت ہے کہ وہ یہ کہہ دے کہ کلمہ طیبہ بھی مسجد میں بلند آواز سے پڑھنا ممنوع ہے جب کہ علما نے فرمایا ہے کہ مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے۔

### ☆ مسکت اور الزامی جواب:

عصر حاضر کے فرق باطلہ علمائے اہل سنت کے باطل شکن دلائل کی تاب نہ لا کر مسلک حق پر نئے نئے طرز سے اعتراضات کرنے اور حق کی حقانیت کو مشکوک کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے خیال میں اپنے اعتراضات کو لا جواب تصور کرتے ہیں۔ اس طرح کے بہت سے اعتراضات استغنا کی شکل میں غیر مقلدوں، دیوبندیوں اور دوسرے باطل پرستوں نے حضرت نائب مفتی اعظم ہند کی خدمت میں ارسال کیے۔ ان کے اعتراضات بظاہر بہت اہم محسوس ہوتے ہیں لیکن حضرت کا جواب پڑھ کر عیاں ہو جاتا ہے کہ وہ اعتراضات نہایت لچر اور بے محل ہیں، اس کے چند نظائر پیش کیے جاتے ہیں۔

ایک غیر مقلد نے آپ سے یہ سوالات کیے:

(۱) ”ائمہ اربعہ کا ذکر یا ان کے نام قرآن کی کسی آیت، یا کسی حدیث میں ہے کہ نہیں، اگر ہے تو وہ آیت شریفہ یا وہ حدیث شریف لکھ دیجیے۔“

غیر مقلد کی منشا اس سوال سے یہ ہے کہ جواب یقیناً نفی میں ہوگا، تو عوام اہل سنت کو وہی فتویٰ دکھا کر یوں بہکانا ممکن ہوگا کہ جب ان اماموں کا ذکر قرآن شریف میں نہیں تو ان کی تقلید کیوں کی جاتی ہے اس حیثیت سے یہ سوال بہت خطرناک ہے۔

پھر وہ پوچھتا ہے:

(۲) چاروں خلفاء افضل ہیں، یا ائمہ اربعہ؟ اگر چاروں خلفاء افضل ہیں تو ان کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی، اور چاروں ائمہ کی کیوں کی جاتی ہے؟

اس میں غیر مقلد کی چال یہ ہے کہ جواب یقیناً یہی ہوگا کہ چاروں خلفاء افضل ہیں پھر عوام کو یہ باور کرانا آسان ہوگا کہ جب ایسے افضل حضرات قابل تقلید نہیں ہیں تو ائمہ اربعہ کو قابل تقلید ماننا کیوں کر جائز ہوگا کیا اس سے ان کا مقام خلفاء کے مقام سے اونچا نہیں ہو جائے گا؟ عوام کو گمراہ کرنے کے لیے یہ حربہ بھی خطرناک ہے۔

پھر وہ یہ سوال قائم کرتا ہے:

(۳) چاروں خلفاء کی تقلید منع ہے کہ نہیں؟ اگر چاروں خلفاء کی تقلید منع ہے تو اماموں کو بھی تقلید منع ہونی چاہیے اور خلفاء کی تقلید منع نہیں ہے تو پھر ائمہ کی تقلید کیسے کی گئی؟

یہ اعتراضات صرف عوام کے لیے پریشان کن نہیں، بلکہ دیوبند کے مدعیان علم و دانش کے لیے بھی پریشان کن ہیں۔ چنانچہ سائل آیہ کریمہ ”لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَانْتُمْ تَعْلَمُونَ“ کے ذریعہ ہدایت کر کے لکھتا ہے کہ:

علمائے دین بلغوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً کے تحت اپنا فریضہ انجام دیں اور لکھ دینا کہ فلاں فلاں کتاب منگا کر دیکھ لو مناسب نہیں ہے جیسا کہ دیوبند کے مفتی صاحب نے یہی لکھ کر دامن بچا لیا ہے۔ کسی بھی شرعی سوال پر عالم دین کا خاموش رہنا عوام کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے۔

غیر مقلد کے اس نوٹ سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوا کہ مفتی دیوبند کے لیے یہ سوالات پریشان کن تھے، ساتھ ہی یہ بھی اندازہ ہوا کہ غیر مقلدان سوالات کو لایخل سمجھتے تھے، لیکن حضرت شارح بخاری ان سوالات سے قطعاً پریشان نہ ہوئے بلکہ ان کا تشفی بخش و مسکت جواب دیا، جواب گو مختصر ہے لیکن اس سے غیر مقلدیت کی فتنہ گری کی رگ کٹ جاتی ہے اب جواب ملاحظہ فرمائیں، آپ رقم طراز ہیں:

”قرآن مجید میں جس طرح چاروں ائمہ کا نام بنام ذکر نہیں اسی طرح چاروں خلفاء میں سے بھی کسی کا نام مذکور نہیں۔“

رہ گئیں احادیث، تو احادیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ میرے بعد آنے والے ابوبکر و عمر کی اقتدا کرو۔ حضرت عثمان حضرت علی اور حضرت امام حسین کی اقتدا کا حکم کسی حدیث میں نہیں۔

ہاں ایک حدیث میں یہ ہے کہ ”خلفائے راشدین کی سنت کی پابندی کرو۔“ لیکن یہ خلفائے راشدین کون کون ہیں ان کا نام کسی حدیث میں مذکور نہیں، الاحوالہ اس سلسلے میں علما کے قول پر اعتماد ہوگا اور وہ غیر مقلدین کے نزدیک حرام، تو پھر اس کا فیصلہ کیسے ہوگا کہ خلفائے راشدین کون کون ہیں؟

پھر خلفائے راشدین چار پانچ ہیں، ان کے مابین خود بہت سے مسائل میں اختلاف ہے اب ان میں سے کس کی تقلید کی جائے گی؟

اگر غیر مقلدین یہ کہیں کہ ان میں جو سب سے افضل ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق ان کی تقلید کی جائے۔ تو ان سے پوچھیے کہ شریعت کے سارے احکام تو جانے دیجیے کیا نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج ان چاروں فرائض کے سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ، ارشادات اتنے مکمل ہیں کہ ان کے مطابق ان چاروں فرائض کو مکما حقہ ادا کیا جاسکے۔

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

صرف انھیں ایک کی بات نہیں چاروں پانچوں خلفائے راشدین سے مجموعی طور پر ان کے فتاویٰ ارشادات مکمل طور پر آج موجود نہیں کہ ان کے مطابق کوئی عمل کر سکے۔

پھر اگر یہ ضروری کہ افضل کی تقلید کی جائے تو سوال یہ ہے کہ ائمہ اربعہ افضل ہیں یا آج کل کے غیر مقلد مولوی؟ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

یہ جوابات اس قدر مسکت ہیں کہ غیر مقلد دوبارہ پھر کچھ نہ بول سکا۔ اب اس کے بعد اسی غیر مقلد کے چند سوالات پھر ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) پہلی صدی کے لوگ مقلد تھے یا غیر مقلد؟

اس سوال سے غیر مقلد کا مقصود یہ ہے کہ جب خیر القرون کے لوگ تقلید نہیں کرتے تو ہمیں انھیں کی پیروی کرنی چاہیے۔

حضرت اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

”پہلی صدی میں مجتہدین بکثرت تھے، اس صدی میں صحابہ کرام بھی بکثرت باحیات تھے، مجتہدین اپنے اجتہاد پر عمل کرتے تھے، مجتہد کو تقلید جائز نہیں۔ اور اس صدی میں جو لوگ مجتہد نہیں تھے وہ مجتہدین کی تقلید کرتے تھے۔“ غیر مقلد کی آرزو خاک میں مل گئی۔

(۵) کوئی ایسی کتاب دنیا میں ہے جو امام ابوحنیفہ نے خود لکھا ہو؟

اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا:

”یہ سوال کوئی مشرک، یہودی، عیسائی کر سکتا ہے کہ کیا دنیا میں ایسی کوئی کتاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لکھی ہے؟ اس کا جواب نفی میں ہوگا۔ جو جواب اس کا ہر کلمہ پڑھنے والا دے گا وہی جواب ہم حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے دیں گے۔“

ویسے سچ یہ ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں ہم اس پر سردست بحث نہیں کرتے۔

(۶) چاروں خلیفہ مجتہد تھے یا نہیں؟ اگر مجتہد تھے تو ان کی تقلید کیوں چھوڑی جاتی ہے؟ جواب یہ ہے:

”چاروں خلفائے راشدین مجتہد تھے مگر چوں کہ ان کے تمام فتاویٰ و ارشادات محفوظ نہیں رہے، چند ارشادات و فتاویٰ محفوظ رہ سکے اس لیے ان کی تقلید نہیں کی جاتی۔ کیوں کہ اس صورت میں مثلاً نماز پڑھنی ہے تو نماز ہی کے کچھ حصہ پر کسی ایک خلیفہ کے قول پر عمل ہوگا، اور جس حصہ میں ان سے کچھ مروی نہیں تو دوسرے خلیفہ کے قول پر عمل ہوگا، بلکہ ایسا بھی کرنا پڑے گا کہ نماز ہی میں کچھ باتیں ہیں کہ خلفائے راشدین میں سے کسی سے مروی نہیں تو لامحالہ اس میں ان چاروں خلفاء کے علاوہ کسی اور صحابی یا تابعی وغیرہ کے قول پر عمل کرنا پڑے گا تو یہ



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

خلفائے راشدین کی تقلید نہ ہوئی۔ پھر خلفائے راشدین کے مابین جن مسائل میں اختلاف ہے وہاں ایک بے پڑھا لکھا انسان کوئی فیصلہ نہ کر پائے گا۔“ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

فتویٰ سوال کے مطابق ہونا چاہیے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس میں اس بات کا لحاظ بھی ضروری ہے کہ مسائل اگر اپنی چال بازی کے ذریعہ اس سے کوئی ناجائز فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ ایسا کوئی ناجائز فائدہ نہ حاصل کر سکے۔ الحمد للہ! حضرت نائب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے یہ فتاویٰ اس اصول کے عین مطابق ہیں کہ مسائل حضرت کے جواب سے مقلدین کو راہِ حق سے بھٹکا نہیں سکتا اور ساتھ ہی ساتھ خاموش بھی ہو گیا۔

### ☆ احکام شرعیہ کے اسرار و حکم:

شریعت کے احکام اسرار و حکم سے بھرے پڑے ہیں یہ الگ بات ہے کہ ہماری عقل ان کا ادراک نہ کر سکے اس موضوع پر خاتم المحققین حضرت علامہ مولانا نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان) کی ایک اہم تصنیف ہے ”جواہر البیان فی اسرار الارکان“ حضرت نائب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے پہلے بہت سے فتاویٰ میں اسرار و حکم پر روشنی ڈالی ہے مثال کے طور پر چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

### (۱)۔ فضیلت رمضان:

جواہر نگر کشمیر کے خورشید خان نے آپ سے دریافت کیا:

”رمضان شریف میں ایک مسلمان دن بھر کھانا، پینا اور دنیاوی عیش و عشرت سب کچھ چھوڑ دیتا ہے اور عبادت میں اور مہینوں سے زیادہ مصروف رہتا ہے، اس مہینے میں دن بھر اتنی محنت و مشاقہ اور نفسانی خواہشات کو چھوڑنے کے بعد شریعت نے اس پر پنج گانہ نماز کے بعد مزید تراویح پڑھنے کا حکم دیا ہے جس سے وہ راحت کے بجائے رات گئے تک جسمانی مشقت میں پڑتا ہے حالاں کہ انصاف کا تقاضا ہے کہ دن بھر روزہ رکھنے کے بعد ایک روزہ دار کو کچھ آرام ملنا چاہیے، شریعت کی روشنی اس کا کیا فلسفہ ہے؟“

اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا:

”جس طرح دنیا میں دنیوی کاروبار کرنے کے کچھ خاص موسم ہیں کہ اس موسم میں جتنی زیادہ محنت کی جائے اتنا ہی زیادہ نفع ہوتا ہے اسی طرح مذہبی کاموں کے لیے بھی اللہ عز و جل نے کچھ ایام، کچھ مہینے ایسے مقرر کیے ہیں کہ ان میں جتنی زیادہ محنت و مشقت کی جائے ثواب زیادہ ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ ایسا ہی ہے حدیث صحیح میں فرمایا کہ اس مہینے میں ایک فرض کا ثواب دوسرے دنوں کے ستر فرضوں کے برابر ہے اور اس مہینے میں نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر۔ اس لیے اللہ عز و جل نے تراویح مشروع فرمائی کہ نفس پر تھوڑی سی مشقت کے بعد بندہ اجر عظیم کا مستحق ہو۔“

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

رہ گیا روزہ کی وجہ سے تھکان کا عذر۔ یہ نفس کا دھوکہ ہے کیا ایک تاجر افطار کے بعد دوکان بند کر کے سوتا ہے، کیا انسان اپنا کاروبار بند کر دیتا ہے؟ نفس کو جتنا ہی آرام دو انسان کو کابل بناتا جائے گا، اور جتنا ہی کام میں لگائے رکھو انسان چاق و چوبند رہے گا، پھر تراویح فرض نہیں سنت مؤکدہ ہے جس کے ترک کا وبال فرض سے کم ہے۔“ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

## (۲) قاتل قصور وار کیوں کر ہے؟

تقدیر کا مسئلہ فی الواقع قدرت کا ایک سرخفی ہے جس کی حقیقت تک رسائی عقول انسانی کی دسترس سے باہر ہے تاہم حضرت نائب مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے مثالوں کے ذریعہ اسے فہم سے قریب کر دیا ہے۔  
مبارک پور کے ایک صاحب محمد یسین اشرفی نے آپ سے دریافت کیا:  
”کیا ایک انسان دوسرے انسان کی جان لے سکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیسے ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کر دیتا ہے، گولی مار دیتا ہے۔ اور اگر یہی مرضی الہی ہوتی ہے تو خون کرنے والا کیوں مجرم قرار پاتا ہے؟“  
اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

”اس کا تعلق مسئلہ تقدیر سے ہے اور یہ مسئلہ اتنا دقیق ہے کہ ماوشما کیا، حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس میں بحث کرنے اور غور و خوض کرنے سے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔  
ایک انسان اکثر اپنے سے زیادہ ذہین اور جالاک انسانوں کی بات کو سمجھ نہیں پاتا۔ جواہر لال نہرو نے اپنی خود نوشت کہانی میں لکھا ہے کہ گاندھی جی کی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتی تھیں، پہلے ہم لوگ بحث کرتے تھے مگر وہ جو کچھ کہتے وہی صحیح نکلتا، اس لیے بعد میں ہم لوگ بلاچون و چرا ان کی باتوں کو ماننے لگے اگرچہ وہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔

خود آپ اپنے وجود پر غور کیجیے، کیا آپ کی سمجھ میں سب کچھ آ رہا ہے؟ غذاؤں کا ہضم ہونا، ہضم ہو کر جزو بدن بننا، بیماری، صحت، موت، زیست، غربت و افلاس، کاروبار کی ترقی و تنزلی کا سارا نظام عقلوں سے باہر ہے ان سب کو آپ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، اور مسئلہ تقدیر پر جو قدرت کے رازوں میں سے ایک سر بستہ راز ہے اس کو سمجھنے کے لیے کوشاں ہیں۔ اس معاملے میں عوام کے لیے صرف یہی حکم ہے کہ وہ ایمان رکھیں کہ تقدیر حق ہے۔“ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

اس وضاحت سے مسئلہ تقدیر کے اسرار و غوامض تو نہیں منکشف ہوئے تاہم ایک دوسری حیثیت سے فہم کے قریب ہو جاتا ہے اور وہ عقل کے نزدیک بالکل نامانوس نہیں رہ جاتا۔ پھر آپ نے مسئلہ تقدیر کی شرعی حیثیت کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

”تھوڑی سی توضیح اس مسئلے کی یہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنے علم ازلی، قدیم سے یہ جانتا تھا کہ فلاں شخص کی موت کا یہ ذریعہ ہے، اسی کے مطابق لوح محفوظ میں لکھوا دیا، اس میں رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قاتل کو حکم دیا ہے کہ ایسا کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ فلاں کے قتل کرنے سے مرے گا اسی کے مطابق لکھا، اور اسی کے مطابق ہوا۔ دنیوی سزا کا دار و مدار ظاہر پر ہے ظاہر میں چوں کہ قاتل نے جرم کیا ہے اس لیے اس کی سزا اسے ملنی چاہیے ورنہ لوگوں کی عافیت تنگ ہو جائے اور فساد و خوں ریزی عام ہو جائے۔“ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

### (۳)۔ پوتے کی وراثت:

راہچی کے این ایس ایڈوکیٹ صاحب نے آپ کی خدمت میں یہ استفتا کیا: ”اسلامی رو سے بیٹے کی موجودگی میں پوتے میراث سے محروم رہتے ہیں اگرچہ وہ دوسرے بیٹے کے بطن سے ہوں، اور اگرچہ وہ چھوٹے کام کاج کر کے کمانے کے لائق نہ ہوں، عقل کا تقاضا یہ ہے کہ ان بے سہارے بچوں کو جو یتیم، لاوارث ہوں، ضرور میراث ملے، بلکہ زائد ملے تاکہ وہ برباد نہ ہوں، خلاف عقل اسلام کا قانون کیوں ہے، اس کی وجہ بتائیے۔“ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

”میراث کے جملہ جزئیات کی ایک بنیاد ہے جو عین تقاضائے عقل کے مطابق ہے، وہ بنیاد۔ ضرورت، احتیاج، یتیمی، تنگدستی، مجبوری نہیں وہ بنیاد ”رشتہ“ ہے اور مختلف درجوں کے رشتوں کی موجودگی میں ”قریب سے قریب تر“ ہے۔

اگر وراثت کی بنیاد محتاجی، یتیمی، تنگ دستی، مجبوری مانی جائے تو لازم کہ فارغ البال بیٹے کی موجودگی میں تنگ دست، اپاہج، یا یتیم پڑوسی ترکہ پائے، بیٹا نہ پائے۔ اور اگر دونوں کو مخلوط بنیاد ٹھہرائیں تو لازم کہ فارغ البال کی موجودگی میں تنگ دست، اپاہج، یا یتیم بھائی میراث پائے، بیٹا نہ پائے۔

اگر صرف ”رشتہ“ کو بنیاد قرار دیں، ضرورت اور مجبوری نہ شامل کریں جب بھی تو چاہیے کہ بیٹا بھی پائے، بھائی بھی پائے اور چچا بھی پائے، وغیرہ وغیرہ۔ حالاں کہ تمام دنیا کے عقلا اور لطف یہ کہ یہی عقلا جو بیٹے کی موجودگی میں پوتے کو میراث دینے پر مصر ہیں۔ بیٹے کی موجودگی میں بھائی اور چچا کو میراث نہیں دیتے حالاں کہ رشتہ تینوں جگہ ہے، بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں بھائی، اور بھائی کی موجودگی میں چچا میراث سے کچھ حصہ نہیں پائے گا۔

تو معلوم ہوا کہ وراثت کی بنیاد صرف رشتہ نہیں، بلکہ ”رشتہ الأقرب فلاقرب“ کی ترتیب ہے یہاں تک کہ سارے عقلا متفق ہیں۔

تو جب وراثت کی بنیاد ”رشتہ الأقرب فلاقرب“ ہے، یعنی قریب تر رشتہ دار ہوتے ہوئے اس کی بہ

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

نسبت دور کا رشتہ دار خواہ وہ کتنا ہی ضرورت مند ہو، خواہ وہ کتنا ہی مجبور ہو، اگرچہ دودھ پیتا یتیم ہو میراث کا حق دار نہیں اور یہی عقل کا تقاضا ہے تو اب فیصلہ آسان ہے کہ بیٹے کی بہ نسبت پوتا رشتہ میں ضرور دور ہے، اور بیٹا بہ نسبت پوتے کے ضرور قریب تر ہے، اس لیے بیٹے کی موجودگی میں پوتا محروم رہتا ہے اگرچہ وہ کتنا ہی کم سن ہو، اگرچہ وہ یتیم ہو، اگرچہ وہ مجبور ہو، اس لیے کہ بنیاد یتیمی نہیں، رشتہ ہے، وہ بھی قریب سے قریب ترکی ترتیب کے ساتھ ہے۔ غور کیجیے! بھائی اور پوتے ایک درجہ کے ہیں، پوتا بیٹے کی اولاد ہے، اور بھائی باپ کی۔ دونوں کے درمیان یہ بات مشترک ہے کہ بیچ میں ایک پیڑھی حائل ہے، پھر کیوں بھائی کی میراث بھائی نہ پائے اور دادا کی میراث پوتا پائے؟ وجہ فرق بتانا پڑے گا۔

اور اگر یہ کہیں کہ پوتا اس کا جز ہے، بھائی اس کا جز نہیں، بلکہ یہ جس کا جز ہے وہ اس کا جز ہے۔ تو بتائیے کہ نواسا اور نواسی تو اس کے جز کے جز ہیں اور بقیہ وہی صورت ہے جو پوتے میں ہے پھر چاہیے کہ نواسے اور نواسی کو بھی میراث ملے مگر اس کو نہ تو کوئی کہتا ہے، اور نہ کوئی قانون ہے، آخر کیوں؟ گھوم پھر کرو ہیں آپنا پڑے گا کہ چوں کہ وراثت کی بنیاد ”رشتہ الأقرب فلا قرب“ کی ترتیب ہے اس لیے نواسہ اور نواسی میراث نہیں پائیں گے پھر یہی قاعدہ پوتے اور پوتی میں کیوں ازکار رفتہ ہے؟

اس تفصیل سے یہ امر واضح ہو کر سامنے آ گیا کہ مرحوم بیٹے کی اولاد دادا کے ترکے کی حق دار کیوں نہیں ہے، اور اس میں کیا حکمت ہے۔ تاہم پوتوں کو بھی زندگی گزارنے کا حق ہے، اسلام نے ان کا کیا انتظام کیا ہے؟ اس سلسلے میں اسی فتویٰ کے اخیر میں حضرت ممدوح رقم طراز ہیں:

”یتیمی، بے چارگی، ضرورت احتیاج کا علاج وراثت کے استحقاق کے علاوہ شریعت نے کچھ اور رکھا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دادا اپنے پوتوں کو اپنی زندگی میں جو چاہے دیدے، یا وصیت کر جائے۔ تہائی ترکے تک وصیت کا اس کو حق ہے۔ دادا جب جانتا ہے کہ میرے ترکے میں سے پوتوں کو کچھ نہیں ملے گا اور وہ چاہتا ہے کہ ان کو ملے تو زندگی میں سے کس نے روکا تھا، وصیت کرنے سے کس نے منع کیا ہے؟

(ماہ نامہ پاسان الہ آباد، مئی ۱۹۷۹ء)

خلاصہ یہ کہ ایک حکمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اگرچہ پوتوں کو دادا کی میراث میں حق دار نہیں بنایا، لیکن انھیں بے سہارا بھی نہیں چھوڑا۔ دادا چاہے تو ان کو بہت کچھ دے سکتا ہے۔

#### (۴)۔ بیٹا اور بیٹی کا حصہ مساوی کیوں نہیں؟

ایڈوکیٹ صاحب نے پوتوں کی میراث والے مسئلے سے مطمئن ہو کر اس نوع کا ایک دوسرا سوال کیا، وہ لکھتے ہیں:

”جب وراثت کی بنیاد ”رشتہ قریب سے قریب تر“ ہے تو چاہیے کہ بیٹا اور بیٹی کو برابر حصہ ملے حالاں کہ بیٹی



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

کو بیٹے کا آدھا حصہ ملتا ہے، اس کی وجہ صرف یہی ہے نہ کہ وہ دوسرے خاندان کی فرد ہے۔ اسی طرح نواسا بھی چوں کہ دوسرے خاندان کا فرد ہے اس لیے میراث سے محروم رہے گا اور پوتا دادا ہی کے خاندان کا فرد ہے اس لیے اس کو ملنا چاہیے امید ہے کہ اس شبے کو بھی آپ حل کر دیں گے۔“  
اس کے جواب میں حضرت نائب مفتی اعظم نے فرمایا:

”شریعت نے بیٹی کو بالکل محروم نہیں کیا ہے، باپ کی میراث میں سے حصہ دیا ہے، اگر دوسرے خاندان کا فرد ہونا وراثت سے محرومی کا سبب کلی ہوتا تو شادی شدہ بیٹی کو کچھ نہ ملتا مگر اس کو بھی ملتا ہے، یہ دلیل ہے کہ رشتہ بترتیب اقرب فالاقرب وراثت کے استحقاق کی غیر متزلزل بنیاد ہے۔ اس پر دوسرے خاندان کا فرد ہونا بھی اثر انداز نہیں، ورنہ بیٹی کو کچھ نہ ملتا اور بہن کو بھی کچھ نہ ملتا، شادی شدہ ہوتی یا نہ ہوتی۔ آخر غیر شادی شدہ لڑکی اور بہن آج نہیں توکل بالیقین دوسرے خاندان کی فرد ہوگی۔

اب رہ جاتی ہے یہ بات کہ پھر بیٹی اور بہن کو اور بھائی کا آدھا کیوں ملتا ہے جب کہ رشتہ قربت میں ایک درجے کا ہے؟

اس کا سبب یہ ہے کہ مرد پر اپنے اہل و عیال کی مکمل ذمہ داری ہوتی ہے اور عورت پر کسی کے اخراجات کا بار نہیں ہوتا، بلکہ اس کے سارے اخراجات اس کے شوہر کے سر ہوتے ہیں اس لیے مرد کو عورت سے زیادہ ملنا لازم ہے۔“ (ماہ نامہ باسپان الہ آباد، مئی ۱۹۷۹ء)

### (۵)۔ مجتہد کے استدلال سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے:

ایک فتویٰ کے ضمن میں اس امر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:  
”محدثین نے تصریح کی ہے کہ اہل علم کے عمل سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔ مرقاة جلد ثانی ص: ۱۰۲ پر ہے: ”قال النووی! واسنادہ ضعیف نقلہ میرک فکان الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اہل العلم“ علامہ نووی نے فرمایا اس کی سند ضعیف ہے اس کو میرک نے نقل کیا۔ اس قول سے امام ترمذی کی مراد یہ ہے کہ اہل علم کے عمل سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔ اھ

اسی طرح مجتہد کسی حدیث سے استدلال کر لے تو یہ اس کی دلیل ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ رد المحتار میں ہے:  
”ان المجتہد اذا استدلل بحديث كان تصحيحه كفا في التحرير وغيره“ کسی حدیث سے مجتہد کا استدلال اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ تحریر وغیرہ میں ہے۔“ اھ

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حدیث جب ضعیف ہے تو مجتہد کے استدلال کی وجہ سے وہ قوی کیسے ہو جاتی ہے، آخر راوی کا ضعف کیوں کر دور ہوگا؟

اس کی وضاحت حضرت ممدوح نے ان الفاظ میں فرمائیں، رقم طراز ہیں:

”اس میں راز یہ ہے کہ حدیث میں سند کی وجہ سے جو ضعف ہوتا ہے وہ راوی کے مجروح ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کسی حدیث کے ضعیف کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس مخصوص سند سے ضعیف ہے اور ایک حدیث کئی کئی سندوں کے ساتھ مروی ہوتی ہے مجتہد نے جب اس حدیث کو دلیل بنایا تو یہ اس پر قرینہ ہے کہ اسے ایسی سند کے ساتھ ملی ہے جس میں کوئی ضعف نہیں۔

اس کا بھی امکان ہے کہ جس راوی کی وجہ سے حدیث کو ضعیف کہا گیا ہے وہ بعد کا ہو اور مجتہد جس نے اس حدیث کو دلیل بنایا وہ پہلے کا ہے تو بالکل ظاہر ہے کہ اسے یہ حدیث اس مجروح راوی کے توسط کے بغیر ملی ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ فرمایا ”اِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي“ تو اس کا امکان ہی نہیں کہ وہ کسی ضعیف حدیث کو مذہب بنائیں۔ (قلمی فتاویٰ شارح بخاری)

### (۶)۔ جانوروں کی قربانی کا راز:

ایک ایڈوکیٹ صاحب نے جانوروں کے ذبح اور قربانی کا نظام قدرت کے خلاف اور رحمت کے منافی قرار دیا، ان کے الفاظ یہ ہیں:

کہا جاتا ہے کہ اسلام گوشت خوری کی اجازت دیتا ہے کیا سچ مچ ایسا ہے، کیا پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ”قدرتی نظام“ کو بگاڑنے کی اجازت دے سکتے ہیں؟

عید الاضحیٰ ایک ایسا تیوہار ہے جس میں قربانی کرنا لازم بتایا جاتا ہے، کیا سچ مچ ایسا ہی ہے۔ جس قرآن کے ذریعہ خدا ہمیں محبت، پیار، دیا، رحم دلی کا سندیش دیتا ہے اور ہر جاندار سے رحم و پیار سے پیش آنے کی تاکید کرتا ہے کیا اسی قرآن کے ذریعہ خدا ہمیں کسی جاندار کے قتل کی اجازت دے سکتا ہے؟ (اخبار دانشنیت، ۱۵/۲۱ مارچ ۱۹۹۹ء) ایک صاحب نے اخبار سے یہ اقتباس نقل کر کے اس کا جواب معلوم کرنے کی درخواست کی، جس کا جواب حضرت نے یہ دیا۔

”یہ کہنا کہ اسلام گوشت کھانے کی اجازت نہیں دیتا آفتاب کو جھٹلانے کے برابر ہے، اسلام عَلٰی رُؤسِ الشَّهَادِ ڈنکے کی چوٹ پر حلال و طیب جانوروں کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے کھانے کی اجازت دیتا ہے۔ اور اسے نظام قدرت کے خلاف سمجھنا جہالت ہے بلکہ نظام قدرت سے آنکھ بند کر لینا ہے۔

مثال کے طور پر آپ صرف ایک تقابل ملاحظہ کریں۔

کتا حرام ہے اور ایک کتیا چار، چار، چھ، چھ، بچے دیتی ہے، اسے کوئی نہیں کھاتا، ان کے اعداد شمار جمع کیجیے۔ دوسری طرف بکری حلال ہے اور صرف ہندوستان میں لاکھوں بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں جب کہ بکری

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

زیادہ سے زیادہ دو بچے دیتی ہے۔ بہت کم ایسی بکریاں ہیں جو تین بچے دیتی ہوں ان کے باوجود بکریوں کے اعداد و شمار جمع کیجئے تو کتوں سے سیکڑوں گنا زیادہ ہیں۔ ان بے عقلوں سے کوئی پوچھے، یہ کیسا نظام قدرت ہے کہ جب جانوروں کو کوئی کھاتا نہیں، جن کے مادہ بچے بھی زیادہ دیتی ہیں وہ تعداد میں چند ہیں، لیکن جن جانوروں کو کھایا جاتا ہے۔ جن کی مادہ بچے بھی نسبت کم دیتی ہیں، ان کی تعداد گھٹتی نہیں اور قدرت کے غیر معلوم نظام کے مطابق ان کی کثیر سے کثیر تعداد موجود رہتی ہے۔

جانوروں کو ذبح کر کے کھانا، ظلم نہیں، ان پر رحم ہے یقیناً ذبح میں تکلیف ہوتی ہے مگر وہ تکلیف چند سیکنڈ کی ہے اگر جانوروں کو ذبح نہ کیا جائے، چھوڑ دیا جائے تو وہ کس اذیت کے ساتھ اپنی زندگی کے دن پورے کریں گے، یہ سوچنے کی بات ہے، بیمار ہو گئے تو کتنی تکلیف اٹھائیں گے؟ ہاتھ پیر ٹوٹ گئے، آنکھیں چلی گئیں تو ان کے لیے سوائے اس کے کوئی راستہ نہیں کہ ایک جگہ پڑے پڑے، بھوکے پیاسے، گھٹ گھٹ کر، تڑپ تڑپ کر دم توڑیں۔ ان مسلسل تکلیفوں اور اذیتوں کے مقابلے میں ذبح میں چند سیکنڈ کی تکلیف کیا حیثیت رکھتی ہے۔

بخلاف انسان۔ انسان چوں کہ سمجھ دار ہے۔ بولنے پر قادر ہے، اس کا خاندان ہے، کنبہ ہے، علاج کے لیے ڈاکٹر ہیں، دوا ہے، معذوری ہونے کے بعد خدمت کے لیے بیٹے پوتے وغیرہ ہیں۔ لیکن غریب جانوروں کا کون پرسان حال ہے۔

میں نے خود ایک ایسی گائے کا حال دیکھا جس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے تھے، نہ اٹھ سکتی تھی، نہ چل سکتی تھی، اسے کتے نوچ رہے تھے، اور کتے ہٹ جائیں تو کوئے اس کے زخم کو نوچتے، سوچے اس گائے کا کیا حال ہوگا؟ جو گائیں دودھ دینے کے لائق نہیں رہتیں ان کو گوشالاؤں سے بھی باہر نکال دیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض خفیہ رپورٹ کے مطابق سستے دام پر گوشت خوروں کے ہاتھ بچ دیا جاتا ہے۔“

(رجسٹر فتاویٰ شارح بخاری وماہ نامہ اشرفیہ، شمارہ جون ۱۹۹۹ء، ص: ۵-۸)

ایڈوکیٹ نے ذبح کو نظام قدرت میں بگاڑ پیدا کرنے کا عمل قرار دیا تھا، اور اسے بے رحمی بتائی تھی جو لوگوں کے فکر و دماغ میں اسلام سے نفرت پیدا کرنے کی سعی تھی اور آزاد خیال مسلم طبقہ اس سے گمراہ ہو سکتا تھا لیکن حضرت نائب مفتی اعظم دام ظلہ العالی نے اس مسئلے کی ایسی شاندار توجیہ فرمائی جس نے اسلام کے نظام ذبح سے معاندانہ الزامات کو دور کر کے یہ عیاں کر دیا کہ یہ نظام عین مقتضائے رحمت و حکمت ہے اور قدرت کا نظام بقائے نسل کا متقاضی ہے اور بقا کا راز یہاں اسی فنا (ذبح) میں مضمر ہے۔

**بارگاہ رسالت میں فروگذاشت پر جلال:**

حضرت نائب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بارگاہ رسالت کے ادب کا اس درجہ خیال فرماتے تھے کہ کسی سے

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

اس سلسلے میں کوئی فروگزاشت ہو جائے تو فوراً جلال طاری ہو جاتا تھا اس کے کثیر شواہد آپ کے فتاویٰ میں ہیں، ایک شہادت یہاں آپ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ سے دریافت کیا گیا:

زید ایک سنی صحیح العقیدہ عالم ہے اس نے ایک دن اپنی تقریر کے دوران ”رَبَّنَا وَبَعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا“ کو موضوع بنا کر اس پر روشنی ڈالی اور کہا کہ درود ابراہیمی ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔ الخ“ میں حضور علیہ السلام مشبہ ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مشبہ بہ ہیں مشبہ بہ مشبہ سے افضل ہوتا ہے جیسے زید شیر کی طرح ہے یقیناً زید شیر سے زیادہ بہادر ہے۔ نیز بُنُوْتُ سے اُبُوْتُ افضل ہوتی ہے اس سے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں۔

کسی نبی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل بتانا گمراہی اور بددینی ہے اس قائل نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلقاً افضل نہیں کہا ہے۔ اس لیے گمراہ بددین نہیں ہوا۔ اور اس نے جو یہ کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بعض حیثیت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں یہ اس کی جہالت ہے اور دلیل میں جو اس نے کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ۔ پیش کیا یہ پہلے سے بھی بڑی جہالت ہے اور یہ کہنا کہ مشبہ بہ کا مشبہ سے افضل ہونا ضروری ہے۔ یہ ان دونوں جہالتوں سے بڑھ کر جہالت اور ثبوت میں جو مثال پیش کی ہے وہ خود اس کا رد۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ زید شیر کے مثل ہے۔ اس سے کوئی عاقل یہ نہیں سمجھتا کہ شیر انسان سے افضل ہے اور نہ واقعہ ایسا ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے شیر سے بدرجہا افضل، تشبیہ میں ضروری صرف یہ ہے کہ وجہ شبہ کا مشبہ بہ میں پایا جانا مشہور و معروف ہو اور یہی اس مثال میں پایا جا رہا ہے۔ انسان بزدل بھی ہوتا ہے اور بہادر بھی اور شیر بہر حال بہادر ہوتا ہے اور شیر کا بہادر ہونا ہر شخص کو معلوم ہے کما صلیت علی ابراہیم میں بھی یہی بات ہے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمت و تقدس عرب میں مشہور و معروف تھا ان پر اللہ عز و جل کے بے پایاں فضل و کرم کو تمام اہل عرب دوسرے لوگ بھی جانتے تھے۔ تشبیہ کے لیے اتنی بات کافی ہے خود مفتی احمد یار خاں صاحب نے یہی لکھا ہے ”عام علمایہ فرماتے ہیں کہ یہاں محض شہرت کی وجہ سے تشبیہ دی گئی۔“ (فتاویٰ شارح بخاری، جلد اول)

### آپ کی طرف علما کا رجوع:

آپ کے فتاویٰ کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ کثیر علما کرام نے آپ کی طرف مسائل کے سلسلہ میں رجوع کیا، اور مستفید ہوئے۔ اس نوع کا بھی ایک سوال و جواب ملاحظہ کیجیے:

جامعہ اسلامیہ روناہی فیض آباد کے صدر المدرسین حضرت مولانا نعمان خاں صاحب مصباحی علیہ الرحمہ نے آپ سے یہ استفسار کیا:



”آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:  
”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میلاد، یا قبر میں ہر وقت تشریف فرما ہیں۔ تشریف لانے کا سوال تو اس وقت ہوتا ہے جب پہلے سے جلوہ فرمانہ ہوتے۔“

اس سلسلے میں مجھے یہ دریافت کرنا ہے کہ ہر وقت قبر میں اور مجلس میلاد میں تشریف فرما ہونے کا کیا مطلب ہے، اگر مراد یہ ہے کہ اپنے جسم اقدس کے ساتھ تشریف فرما ہوتے ہیں تو اس کا ثبوت کیا ہے۔ شیخ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائم و باقی اور حاضر و ناظر لکھا ہے تو کیا اس کا یہی مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ جسم اقدس کے ساتھ حاضر ہیں۔ اگر شیخ کی عبارت کا یہی مقصد ہے تو شیخ ہی کی دوسری عبارت کا مطلب بھی بیان فرمادیں۔

اشعة اللمعات جلد اول، ص: ۱۱۵ میں ہے:

فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ اشارت به ”هذا“ به آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یا از جہت شہرت امر و حضور اوست در اذہان ما اگرچہ غائب است، یا احضار ذات شریف وے در عیان بایں طریق کہ در قبر مثالی از حضرت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضری ساختہ باشند۔ الخ۔

یہ سوال رجب ۱۴۰۰ھ میں آیا تھا۔ اس وقت حضرت دام ظلہ العالی آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے مطالعہ نہیں فرماتے تھے، پھر بھی اپنی یادداشت پر جو جواب املا کر آیا وہ لائق ستائش ہے۔ جواب کے الفاظ یہ ہیں:

”اشعة اللمعات اس وقت یہاں موجود نہیں آپ نے جتنی عبارت نقل کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ میت کے سامنے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مثالی ظاہر کیا جاتا ہے، یا ظاہر ہوتا ہے۔ اس سے بظاہر یہی متبادر ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جسم مثالی کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں۔

لیکن جو کچھ میں نے عرض کیا تھا یہ اس کے منافی نہیں۔ دونوں میں تطابق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سارے عالم میں حاضر و ناظر ہیں اور جب چاہتے ہیں، جس پر چاہتے ہیں اپنے جسم مثالی کے ساتھ ظہور فرماتے ہیں۔

اب رہ گیا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے سے کیا مراد ہے؟ ”حضور جسمانی“ کے ساتھ، یا ”حضور روحانی“ کے ساتھ یا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سارے عالم میں پھیلا ہوا ہے اور حضور کا جسم اقدس مع روح مبارک قبر انور میں ہی رونق افروز ہوتا ہے؟

اس بارے میں علما کا کوئی مستفیح فیصلہ میری نظر سے نہیں گزرا، علما کے کلمات سے تینوں باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ علامہ فاسی مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوحُ الْعَالَمِ، رُوحُ الْأَكْوَانِ لَوْلَاهُ لَذَهَبَتْ وَتَلَاَشَتْ.

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی ضمیر کا مرجع ”ذات اقدس“ ہے اور ذات ”روح مع الجسم“ کا نام ہے اس لیے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ذات اقدس (روح مع الجسم) سارے عالم کو محیط اور عالم کے ذرے ذرے میں ساری ہے۔ ملا علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضِرَةٌ فِي بَيْوتِ جَمِيعِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ. يَهِيَ اس پر نص ہے کہ حضور کا حاضر و ناظر ہونا ”حضور روحانی“ کے ساتھ خاص ہے۔ علامہ احمد خطیب قسطلانی وغیرہ نے بعض علما سے نقل فرمایا ہے۔

كَالشَّمْسِ فِي وَسْطِ السَّمَاءِ وَضَوْءُهَا يَغْشَى الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَمَغَارِبًا  
یہ اس بات پر نص ہے کہ حضور کا وجود باوجود قبر انور میں ہوتا ہے البتہ حضور کی ضو سارے عالم میں پھیلی ہوتی ہے۔

ان تینوں میں کون رائج اور کون مرجوح ہے؟ اس کا فیصلہ بہت دشوار ہے، ہر ایک کے موید دلائل ہیں۔ خادم کا ذوق یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اور کیفیت مجہول ہے۔ اس کی مثال رویت باری تعالیٰ کا مسئلہ ہے کہ اس پر ایمان ہے کہ قیامت کے دن اللہ عز و جل کا دیدار ہوگا۔ مگر کیفیت نامعلوم ہے، اسی طرح یہاں بھی اعتقاد رکھا جائے، یہی سب سے اسلم طریقہ ہے۔ اور حضرت شیخ کے فرمانے کے مطابق یہ بھی مان لیا جائے کہ جب کسی کو زیارت ہوتی ہے، خواہ دنیا میں، خواہ قبر میں تو جسم مثالی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (رجسٹر فتاویٰ شارح بخاری، جلد اول)  
”متعارض دلائل میں تطبیق“ کے زیر عنوان دار الحرب میں جمعہ کی صحت و عدم صحت کا مسئلہ بھی ایک عالم کا پیش کردہ ہے اور وہ بھی اہم ہے۔

### علماء کی لغزشوں پر ہدایت:

(۱) ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تم کو طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا، اور اس نے یہ بتایا کہ میری نیت ایک ہی طلاق دینے کی تھی تین طلاق دینے کی نہ تھی۔ اس پر ایک مفتی صاحب نے جواب یہ ارشاد فرمایا کہ بیان سائل سے معلوم ہوا کہ اس کی نیت تاکید تھی اس لیے صرف ایک طلاق پڑی پھر یہی سوال میرے پاس آیا تو میں نے ان کی خدمت میں گزارش کی کہ کلام سے تاکید یا تاسیس کی نیت شنی دیگر ہے اور تین طلاق دے کر ایک ہی کی نیت لکھنا شنی دیگر ہے۔ اس لیے سائل کے اس کہنے سے کہ میری نیت ایک طلاق کی تھی یہ سمجھنا کہ اس کی نیت تاکید تھی درست نہیں لہذا حکم یہی ہوگا کہ اس کی بیوی پر تین طلاقیں پڑ گئیں جیسا کہ الاشباہ والنظائر پھر در مختار وغیرہ میں ہے کہ التاسیس اولیٰ من التکید، اور اگر شوہر کی نیت تاکید کی بھی تھی تو بھی حکم یہ ہوگا کہ دیانۃً ایک ہوگی

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

اور قضاء اور عورت حکم قضا پر عمل کرنے کی مامور ہے۔ فتح القدیر میں ہے المرأة كالقاضي۔

البتہ ایسے جملے بولنے سے احتراز واجب ہے۔ اور قائل کو اس کلمے سے رجوع بھی لازم ہے۔

(۲) مسئلہ: المرسل جناب حکیم محمود الحسن صاحب مدرسہ اصلاح المسلمین موضع سرائے ارجن، بنارس۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اور بیوی نکاح کے وقت عقیدہ سنی المذہب حنفی المشرب تھے بعد نکاح شوہر یا بیوی یعنی دونوں میں سے ایک وہابی یا رافضی یا مرزائی وغیرہ فرقہ ضالہ میں سے ہو گئے۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح باطل ہوا یا نہیں از روئے مذہب اسلام ان دونوں کا کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں۔ مولائے کریم آپ کو اجر عطا فرمائے گا؟

المستفتی: حاجی محمد شمس الدین مقام بجر ڈیہہ بنارس۔

الجواب: مرزائی، رافضی اور وہابی دیوبندی اپنے عقائد باطلہ اور کفریات خبیثہ کی بنا پر حکم شرع کا فرو مرتد ہیں۔ ان کے عقائد کفر تک پہنچ جانے کی وجہ سے علمائے اہل سنت نے کفر کے فتوے دیے ہیں۔ لہذا وہ سنی مرد و عورت جو وقت نکاح عقیدہ سنی تھے اور بعد میں دونوں یا ایک مرزائی یا رافضی، تبرائی یا وہابی ہو گیا جن پر کفر کے فتوے دیئے گئے ہیں ان کا نکاح باطل ہو جائے گا۔ درمختار میں ہے: مَا يَكُونُ كَفْرًا اتِّفَاقًا يَبْطُلُ الْعَمَلُ وَالنِّكَاحُ وَאוْلَادُهُ وَلَدُ زَنًا۔ بہار شریعت مصنفہ مولانا مولوی حکیم ابوالعلا محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے کہ ”زن و شوہر میں سے معاذ اللہ کوئی مرتد ہو گیا تو نکاح ٹوٹ گیا اور یہ فسخ ہے طلاق نہیں عورت موطوءہ ہے تو بہر حال مہر پورا لے سکتی ہے اور غیر موطوءہ ہے تو اگر عورت مرتد ہو گئی تو کچھ نہ پائے گی اور شوہر مرتد ہوا تو نصف مہر لے سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔“

کتبہ خادم رسول قادری عفی عنہ صدر المدرسین مدرسہ حمیدیہ رضویہ بنارس

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب فقط ابراہیم رضا عفی عنہ

اس باب میں یہی فتویٰ حضرت مولانا مفتی افضل حسین صاحب مرحوم سابق مفتی مدرسہ منظر اسلام بریلی

شریف نے بھی دیا تھا۔

یہ جوابات اصل مذہب حنفی کے مطابق تھے لیکن فقہائے بلخ نے بعد میں حالات زمانہ کے سامنے رکھ کر روایت نادرہ پر فتویٰ دیا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی کثیر فتاویٰ مشائخ بلخ کی اتباع میں ارتداد زن سے عدم فسخ نکاح کے صادر کیے اس حیثیت سے درج بالا فتاویٰ زمانہ کے مقتضیات کے مطابق نہ تھے جب یہ فتاویٰ حضرت شارح بخاری کی بارگاہ میں پیش کیے گئے تو آپ نے حضرات مفتیان کرام کی لغزش پر تنبیہ فرماتے ہوئے ایک مفصل فتویٰ تحریر فرمایا، آپ بھی اسے ملاحظہ فرمائیں۔

الجواب: مرد اگر مرتد ہوا اور اسلام پیش کرنے کے بعد قبول اسلام سے انکار کیا تو بالاتفاق تمام فقہاء کے

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

نزدیک اس کا نکاح فسخ ہو گیا لیکن اگر عورت مرتد ہوئی تو اس کا نکاح فسخ ہونے اور نہ ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض حضرات نے فرمایا کہ نکاح فسخ ہو گیا اور بعض حضرات نے فرمایا کہ نکاح فسخ نہیں ہوگا۔ اصحاب فتویٰ نے دونوں پر فتویٰ دیا ہے صاحب درمختار اور رد المحتار نے فسخ کو اختیار فرمایا ہے اور صدر الشریعہ قدس سرہ العزیز نے بھی بہار شریعت میں اسی کو اختیار کیا مگر مشائخ بلخ اور بعض مشائخ سمرقند اور علامہ دبوسی و امام صفار نے عدم فسخ نکاح کو اختیار فرمایا ہے۔ اور امام ابن ہمام صاحب نہر نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اس پر فتویٰ دیا شامی باب احکام المرتدین میں ہے:

قال فی الفتح وافتی الدبوسی و الصفار و بعض اهل سمرقند بعدم وقوع الفرقة بالردة وعليه. اور خانیہ میں ہے:

وردة المرأة و اباؤها لا يكون طلاقا و تقع الفرقة عند عامة العلماء بر دتها زجر او تيسر الاسيما التي تقع في الكفر ثم تنكر قال في النهر و الافتاء بهذا اولى من الافتاء بما في النوادر. علامہ شامی زجر اُلھا کے تحت فرماتے ہیں:

عبارة البحر حسمًا لباب المعصية و الحيلة للخلاص منه قال في البحر. کے تحت فرماتے ہیں: عبارته لا يخفى ان الافتاء بما اختاره بعض ائمة بلخ اولى من الافتاء بما في النوادر و لقد شاهدنا من المشاق في تجديدها فضلا عن جبرها بالضرب و نحوها ما لا يعد و لا يحد و قد كان بعض مشائخنا من العلماء العجم ابتلى بامرأة تقع فيما يوجب الكفر كثيرًا ثم و عن التجديد تآبى و من القواعد المشقة تجلب التيسير و الله الميسر لكل عسير.

ان عبارات کا حاصل یہ ہوا کہ عورتیں چوں کہ ناقصات العقل والدین ہوتی ہیں اس لیے ان کی زبان پر کلمات کفر اکثر جاری ہو جاتے ہیں اور تجدید نکاح کرنا ان کی سمجھ میں نہیں آتا لہذا اس کے لیے وہ راضی نہیں ہوتیں یا وہ مرد سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے ردت کو بہانہ بنا لیتی ہیں چنانچہ صاحب نہر نے اپنے ایک استاذ کا واقعہ نقل فرمایا کہ ان کے نکاح میں ایک ایسی عورت تھی جو اکثر کفر کی مرتکب ہو جاتی اور تجدید نکاح سے انکار کرتی، لہذا عورت کی ردت سے نکاح فسخ ہونے پر فتویٰ دینے میں مشقت ہے مشائخ بلخ نے جیسے اختیار فرمایا کہ عورت کی ردت سے فرقت نہیں واقع ہوتی اسی پر فتویٰ دینا بہتر ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ کا حال دیکھ کر اسی پر فتویٰ دیا کہ اس زمانہ میں ہوا و ہوس غالب، خوف خدا غائب ہے کہ نہ حلال کی خواہش ہے نہ حرام سے نفرت اپنی خواہشات نفسانیہ کی تکمیل کے لیے عورتیں ہرنا کردنی کر لیتی ہیں حتیٰ کہ بغیر طلاق کے غیروں کے وہاں رہنے لگتی ہیں دکھاوے کو نکاح کا ڈھونگ رچا لیتی ہیں حد ہے کہ دارالافتا میں آئے دن یہ سوال آتا ہے کہ فلاں نے غیر مطلقہ سے نکاح کر لیا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ تو ان بے باک عورتوں سے کیا بعید جو عمر بھر زنا کی لعنت



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

میں مبتلا رہتی ہیں کہ نکاح سے باہر آنے کے لیے کلمہ کفر زبان پر جاری کر لیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ لہذا اس فتنہ کی روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ اس قول پر فتویٰ دیا جائے کہ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح منسوخ نہیں ہوتا تاکہ کفر بکنے کی عورتوں کو جرأت و جسارت نہ ہو اور نکاح سے باہر آنے کے لیے ردت کا بہانہ نہ بنا سکیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول میں فرماتے ہیں:

من ذلك إفتائي مراراً بعدم انفساخ امرأة مسلم بارتدادها لما رأيت من تجاسرهن مبادرة الي قطع العصمه مع عدم امكان استرقاقهن في بلادنا ولا ضربهن وجرهن على الاسلام كما بينته في السير من فتاوينا وكم له من نظير.

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عورت اگر مرتد ہو جائے تو علما منسوخ کا فتویٰ دیتے ہیں وہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کو مار پیٹ کر اسلام میں مجبور کیا جائے گا۔ اسلام لانے کے بعد شوہر اول نکاح کرنے پر مجبور کی جائے گی جیسا کہ درمختار میں ہے:

وليس للمرتدة بغير زوجه.

شامی میں ہے:

وغيرهم مشوا على الظاهر ولكن حكمها على تجديد النكاح مع الزوج ونضرب خمسة وخمسين سوطاً واختاره قاضي خاں للفتوى. اهـ درمختار میں ہے:

والمرتدة تحبس ابدًا ولا تجالس ولا تاكل حتى تسلم اهـ.

اور اگر اسلام نہیں لائے گی تو اسے باندی بنالیا جائے گا وہ اگر چہ دارالاسلام ہی میں کیوں نہ ہو۔ ایک قول کے بنا پر وہ شوہر ہی کی باندی ہوگی۔ اور ایک قول کی بنا پر مسلمانوں کے لیے فہ ہوگی بادشاہ اسلام اس کو چاہے آزاد کر دے یا بیچ دے، درمختار میں ہے:

عن الاسلام تسترق ولو في دار الاسلام ولو افتى به حسماً تقصد حيات السبي لا باس به وتكون قنة للزوج لاستيلاذ وفي الفتح انها في للمسلمين فيشتر بها من الامام او يهبها له لو مصرفاً. اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اس زمانے میں نہ باندی بنایا جاسکتا ہے نہ زد و کوب یا قید کر کے اسلام پر مجبور کیا جاسکتا ہے نہ اسلام لانے کے بعد۔

## اختلافی مسائل میں اعتدال کی روش

### مزامیر کے ساتھ قوالی سنتا:

کان پور کے ایک صاحب نے آپ سے یہ سوال کیا کہ مزامیر حرام ہیں حرام کا مرتکب پکا فاسق فاجر ہے۔ حرمت کے ثبوت میں انھوں نے بخاری شریف کی ایک حدیث ہدایہ، فوائد الفوائد اور مکتوبات شیخ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات پیش کی ہیں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

”اب غور کیجیے کہ مزامیر مطلقاً حرام ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے حلال ہیں اس کے باوجود ان کی خلافت و اجازت باقی رہنا کیا معنی؟“

جواب میں حضرت نائب مفتی اعظم نے پہلے عدل کے تقاضے کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کی ہے، پھر انھیں اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ کچھ چھ شریف کے علما مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے تھے جیسے شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ علی حسین صاحب اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ، ان کے فرزند ارجمند محبوب المشائخ حضرت مولانا احمد اشرف صاحب رحمہ اللہ علیہ اور یہ بات حضرت مجدد اعظم کے علم میں تھی اس کے باوجود ان دونوں بزرگوں کی اعلیٰ حضرت تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی عادت کریمہ تھی کہ وہ کسی فاسق کی تعظیم نہیں کرتے تھے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کبھی غفلت نہیں برتتے تھے۔ آپ اس رخ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

اس کے بعد آپ نے سائل کی خطا اور اس مسئلے کی حقیقت پر یوں روشنی ڈالی ہے، فرماتے ہیں:

”بات یہ ہے کہ جب کسی مسئلے میں خود علمائے اہل سنت میں اختلاف ہو تو یہ درست نہیں کہ ایک دوسرے کو فاسق کہیں، یہاں یہی معاملہ ہے حضرات کچھ چھ مقدسہ ہمارے معتمد علمائے اہل سنت ہیں وہ مزامیر کے ساتھ قوالی کو جائز کہتے ہیں۔ ان کا فرمانا یہ ہے کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے: ان الملاہی کلہا حرام۔ ”ملاہی“ ان آلات کو کہتے ہیں جو لہو و لعب کے ہوں اس کی بنا پر ان کا کہنا ہے کہ لہو و لعب مزامیر سننا حرام ہے لیکن اگر کسی مقصد صحیح کے لیے سنا جائے جو عند الشرع مطلوب ہو تو جائز ہے۔ اگرچہ ان کا یہ کہنا اس لیے صحیح نہیں کہ احادیث کریمہ میں مزامیر اور معازف کو مطلقاً حرام فرمایا ہے، اور کسی معنی میں تخصیص عقل سے جائز نہیں مگر مجوزین بھی معتمد علمائے اہل سنت ہیں اور وہ بتاویں اس کو جائز کہتے ہیں اس لیے ان کی تفسیق جائز نہیں، البتہ ان کے قول کا رد کیا جائے گا، بناءً علیہ جو سنی علما اور مشائخ مزامیر کے ساتھ قوالیاں سنتے ہیں ان کو فاسق کہنا درست نہیں۔ (فتاویٰ شارح بخاری)

### فروع میں اختلاف رحمت ہے اگرچہ اکابر سے ہو:

چاند پر انسان کا پہنچنا شرعاً ممکن ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں حضرت صدر العلماء مولانا غلام جیلانی میرٹھی اور نائب

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

مفتی اعظم ہند رحمہما اللہ تعالیٰ کے مابین اختلاف واقع ہو گیا۔ اس پس منظر میں حضرت نائب مفتی اعظم نے یہ تحریر فرمایا:  
”یہ لابدی امر ہے کہ جب ایک ہی موضوع پر دو مختلف رائیں قائم کی جائیں گی تو اپنے اپنے استدلال میں کسی نہ کسی نقطے پر تصادم لازم ہے اور یہی ہوا۔ صحیح النظر میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ ”چاند کا پہلے آسمان میں ہونا علمائے شریعت کے نزدیک متفق علیہ ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔“

یہ واقعہ کے بالکل خلاف ہے، صریح خلاف، میں نے اس غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے یہی میرا وہ جرم ہے جس کی سزائیں ”صحیح المسئلہ“ کے تلخ و ترش شیریں کلمات طیبات سے نوازا گیا ہوں۔  
سربندہ ات سلامت کہ تو خیر آزمائی

ورنہ کسی غیر قطعی مسئلے میں اختلاف ایسی چیز نہیں کہ اگر کوئی نیاز مند انجانے میں یا جان بوجھ کر بھی اختلاف رائے کی جرأت کرے تو اس پر اتنا غیظ و غضب فرمایا جائے۔ حضرت علامہ صاوی نے تو اس قسم کے اختلاف کو رحمت بتایا ہے۔ فرماتے ہیں:

التفريق المذموم انما هو في العقائد لا في الفروع فانها رحمة للعباد. (ج: ۱، ص: ۱۵۲)

”اختلاف مذموم صرف وہ ہے جو عقائد میں ہے فروع میں مذموم نہیں، یہ بندوں کے لیے رحمت ہے۔“

اور یہی مشہور معروف حدیث ”اِخْتِلَافُ اُمَّتِي رَحْمَةٌ“ کے ظاہر عموم منطوق ہے۔

عہد صحابہ سے لے کر آج تک ہر طبقہ، ہر قرن میں اس کی مثالیں ملیں گی کہ اکابر نے اکابر سے، اصاغر نے اکابر سے اختلاف رائے کیا۔ قدیم امثلہ کو جانے دیجیے اس عہد کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

صدر الافاضل، فخر الاماثل حضرت مولانا الحاج شاہ نعیم الدین صاحب قدس سرہ نے بعض مسائل میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا اختلاف کیا ہے، مثلاً قنوت نازلہ میں دعائے قنوت قبل رکوع ہے یا بعد رکوع؟ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا فتویٰ ہے کہ قبل رکوع اور حضرت صدر الافاضل کا فتویٰ ہے کہ بعد رکوع۔ اور خود حضرت والا نے بھی اس مسئلے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بجائے حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع کی وجہ سے حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مبارکہ ”التحقیق الکامل“ پر اعتراضات کی ایک لمبی فہرست بھیجی تھی معلوم نہیں اب یاد بھی ہے یا نہیں۔ میں نے حضور والا سے اختلاف رائے کیا تو یہ بھی حضور والا کی ایک طرح کی اتباع ہے، اپنی ہی سنت کے عامل پر یہ چشم عنایت کیا معنی؟

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا فتویٰ ہے کہ سیپ کا چونا کھانا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دوم، ص: ۷۰۱) مگر علمائے بہار سیپ کا چونا کھانا حلال جانتے ہیں، کھاتے ہیں، بعض حضرات نے اس کی حلت کا فتویٰ بھی تحریر فرمایا ہے۔  
اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا فتویٰ ہے کہ مزامیر کے ساتھ قوالی مطلقاً ناجائز ہے مگر ہمارے اکابر اہل سنت کا ایک طبقہ اسے جائز جانتا ہے اور نہ صرف جائز جانتا ہے بلکہ سلوک میں ممد و معاون جان کر اسے سنتا بھی ہے اور سناتا بھی ہے۔

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

مگر یہ سب اختلاف کبھی بھی آپس میں سب و شتم اور اس ذوق کی تسکین کا باعث نہ ہوئے جو حضور والا کے ”صحیح المسلسلہ“ میں جگہ جگہ جھلک رہا ہے بلکہ تمام امت شاہد ہے کہ اس قسم کے اختلافات کے باوجود آپس میں محبت و مؤدّت بلکہ عقیدت کے روابط ہمیشہ باقی رہے ہیں، اور ان شاء اللہ باقی رہیں گے۔

ہاں اگر اختلاف رائے بلا دلیل محض نفسانیت کی بنا پر ہو تو البتہ یہ مذموم و لائق ملامت ہے اس مسئلے میں میرا حضور والا کی ذاتی تحقیق سے اختلاف بلا دلیل اتباع نفس کی وجہ سے ہے یا دلیل شرعی کی روشنی میں اتباع حق کی وجہ سے۔ اس کا اندازہ ہر اس شخص کو ہو گیا ہے جس نے دونوں فریق کی تحریریں پڑھی ہیں۔“ (اسلام اور چاند کا سفر، ص: ۸ تا ۱۰، ملخصاً)

حضرت کی یہ نصیحت آب زر سے لکھنے سے قابل اور بہت ہی اہم ہے اگر لوگ اس نصیحت پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہماری جماعت آج بھی منظم ہو سکتی ہے۔

### مزاح لطیف:

کبھی کبھی جب انبساط میں ہوتے ہیں تو فتوے میں بھی مزاح لطیف کا پہلو اختیار فرماتے ہیں ایک دفعہ ایک صاحب بریلی شریف میں آئے اور پیش سوال کیا کہ دو بھائیوں میں لڑائی ہو ایک نے دوسرے کا قتل کر دیا اور سر الگ ہو گیا روٹا دھونا مچ گیا اسی اثنا میں ایک فقیر آیا اس نے پوچھا کیا بات ہے تو انھوں نے قصہ بتایا اس نے دونوں کے سر جوڑ کر زندہ کر دیا مگر سر بدل گئے اب کیا کیا جائے؟

ظاہر ہے کہ یہ کوئی واقعہ نہیں تھا علما کی آزمائش کے لیے کسی نے بنایا تھا:

حضرت نے قلم برداشتہ اس کا یہ جواب لکھا ”اس فقیر کو پھر پکڑا جائے اور ان دونوں کا سر قلم کیا جائے اور صحیح طور پر جوڑ دیا جائے۔“

حضرت فرماتے ہیں کہ وہ صاحب غصے میں تھے جب میں نے جواب لکھا، پوچھا کیا جواب دیا میں نے بتایا تو وہ اچھل گئے اور غصے میں انجانے طور پر گالیاں دینے لگے انھوں نے کہا کہ فلاں ہے جو کہتا ہے کہ بریلی میں اب علم نہیں رہا اعلیٰ حضرت تک تھا اب ختم ہو گیا اس پر ہماری اس شخص سے بحث ہو گئی تو اس نے یہ سوال دیا میں لے جا کر اس کے سر پر پٹکوں گا کہ بڑے مولوی صاحب (حضرت مفتی اعظم ہند) کی بات تو بہت اونچی ہے۔ ان کے شاگرد نے دومنٹ میں یہ جواب لکھ دیا وہ گئے تین دن کے بعد پھر آئے اور اصل سائل کو گالی دے کر کہا کہ اب وہ یہ کہتا ہے کہ ”فقیر غائب ہو گیا، مل نہیں رہا ہے“ اب حضرت نے اصل جواب لکھا:

”موت سے نکاح ختم ہو گیا عدت گزرنے کے بعد نکاح کر دیا جائے۔“

### مرتب فتاویٰ شارح بخاری:

فتاویٰ شارح بخاری کے مرتب جامعہ اشرفیہ کے مفتی حضرت مولانا مفتی محمد نسیم مصباحی دام مجدہ ہیں جو



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول حضرت شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ

گیارہ سال تک حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر پوری لگن اور دلچسپی کے ساتھ فتویٰ نویسی کی تربیت حاصل کرتے رہے حضرت علیہ الرحمہ سے مفتی صاحب کو کافی انس تھا۔ حضرت بھی انھیں بہت چاہتے تھے، اور انھیں فقہ و فتاویٰ سے اب اچھی ممارست بھی ہو چکی ہے یہ حضرت علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کے امین ہیں اس حیثیت سے ان کی اخلاقی ذمہ داری تھی کہ حضرت کے فتاویٰ کو مرتب کریں اور انھوں نے بحمدہ تعالیٰ وہ ذمہ داری پوری کر دیں۔

حضرت کے فتاویٰ غیر مرتب، مخطوطات کی شکل میں رجسٹروں میں محفوظ تھے، جس میں ناقلین کے سہو قلم سے بہت کچھ اغلاط بھی در آئے تھے ان سب کو پڑھنا اور اغلاط کی اصلاح کرنا پھر تمام مسائل کو الگ الگ کر کے مرتب کرنا بہت دشوار گزار کام تھا۔

تمام مخطوطات کو مفتی صاحب نے بغور پڑھا، قرآن حکیم اور احادیث نبویہ اور فقہی عبارات کی تخریج کی اور اصل سے مقابلہ کر کے نقل کی خامیوں کی اصلاح کی پھر فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کر کے کمپوزر کے حوالے کیا، اس کے بعد اس کی اصلاح در اصلاح کر کے ایک خوب صورت کتاب کی شکل میں تیار کرایا۔

حضرت علیہ الرحمہ کے فتاویٰ دس ضخیم جلدوں سے زیادہ ہیں صرف عقائد سے متعلق فتاویٰ تقریباً اٹھارہ سو صفحات ہو گئے تو قارئین کی آسانی کے لیے مفتی صاحب نے اسے تین جلدوں میں تقسیم فرما دیا جس کی پہلی جلد بحمدہ تعالیٰ نظارہ خلق ہو رہی ہے۔

یہ کام جسے میں نے چند سطروں میں بیان کر دیا بہت طویل صبر آزما اور نہایت مشکل ہے مگر مفتی صاحب نے اللہ عزوجل کی ذات پر توکل کر کے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود یہ کام آہستہ آہستہ شروع کر دیا تو الحمد للہ! ایک حد تک اس کی تکمیل ہو گئی، خدا نے چاہا تو مستقبل قریب میں بقیہ جلدیں بھی تیزی کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں گی۔ مفتی صاحب کی زندگی کی یہ عظیم خدمت ہے اور حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شفقتوں کا شکر بھی۔ اللہ عزوجل تمام وابستگانِ شارح بخاری کی طرف سے حضرت مفتی صاحب کو بہتر جزا عطا فرمائے ان کی خدمات کو شرف قبول بخشے اور ان کی عمر، علم، عمل، فیض میں اور برکات کثیرہ وافرہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الصلاۃ والتسلیم۔

محمد نظام الدین الرضوی

خادم جامعہ اشرفیہ مبارکپور

۱۲ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

۱۱ دسمبر ۲۰۱۱ء

## حضرت فقیہ اعظم ہند کی فتویٰ نویسی

مفتی محمد نسیم مصباحی، استاذ و مفتی الجامعة الاشرفیہ، مبارکپور

ہر مسلمان کو شریعت کے اصول کے مطابق زندگی گزارنا ضروری ہے ان اصول سے نابلد رہ کر کوئی شخص شریعت کے دائرے میں زندگی نہیں گزار سکتا اور یہ بھی مسلمات سے ہے کہ ہر شخص ضروریات زندگی کے مطابق مسائل کتب شرعیہ سے نکالنے پر قادر نہیں اس لیے اس علم کے ماہرین کی طرف رجوع کرنا لازمی امر ہے۔ لیکن فتویٰ دینا دینی خدمت میں سب سے اہم اور پیچیدہ اور تمام علوم سے زیادہ مشکل ہے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

”محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مفتی ہونا اخیر منزل ہے۔“ اس لیے ایک مفتی کو بہت سارے علوم و فنون کا جامع ہونا ضروری ہے۔

استاذی الکریم حضرت شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں ہندو پاک میں میدانِ افتا کے مرجع اعظم تھے صرف برصغیر ہی نہیں بلکہ یورپ، افریقہ و امریکہ سے آپ کی خدمت میں سوالات آتے رہتے تھے۔ ظاہر ہے کہ جو مفتی اپنے کمال اور طرزِ افتا میں مہارت کی بنا پر فتویٰ کا اتنا بڑا مرجع ہو وہ کس قدر مصروف ہوگا لہذا مسائل کے حل کے اعتبار سے اسے کہیں تفصیل و اطناب سے کام لینا ہوگا اور کسی موقع پر ایجاز و اختصار بھی کافی ہوگا اس بنا پر آپ کے فتاویٰ اجمالی بھی ہیں اور تفصیلی بھی۔

### فتویٰ نویسی:

جب سوالات کی کثرت ہو جاتی تھی تو آپ حسب موقع مختصر جواب لکھواتے تھے اور جب کسی مخالف کا مسلک اہل سنت پر اعتراض ہوتا تھا تو اس کا جواب بہت تفصیلی لکھواتے تھے بعض جوابات اتنے تفصیلی ہوتے تھے کہ وہ ایک مستقل رسالہ کی شکل اختیار کر لیتے تھے، حضرت فقیہ اعظم ہند جب کسی مخالف کا رد لکھتے تو آپ کے

قلم کی جولانی دیکھنے کے قابل ہوتی تھی۔

حضرت فقیہ اعظم ہند قدس سرہ اخیر عمر میں خود فتاویٰ بہت کم لکھتے تھے بلکہ اکثر املا کرواتے تھے اس خادم کو دس سال چار ماہ حضرت کی خدمت میں رہ کر استفادہ کا شرف حاصل ہے۔ سوالات آپ کو پڑھ کر سنائے جاتے تھے سوال ختم ہوتے ہی فوراً جواب لکھنا شروع فرماتے آپ کی فکر اتنی تیز تھی کہ ابھی تک جملہ تمام نہیں ہوتا کہ دوسرا جملہ ارشاد فرماتے تیز املا کرنے والے کا قلم تھک جاتا تھا مگر درمیان میں اسے وقفہ کی مہلت نہیں ملتی تھی۔ حضور فقیہ اعظم ہند کی ذکاوت و فطانت، بیدار مغزی ایسی تھی کہ طویل استفتاء ایک بار سن لیتے تھے پھر اسے دوبارہ سننے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ بعض استفتوں میں متعدد اشخاص کے نام ہوتے تھے مگر جب جواب لکھواتے تو لکھنے والے حیرت زدہ ہو جاتے کہ سوال کا کوئی گوشہ جواب سے تشنہ بھی نہیں ہوتا اور ناموں کی ترتیب میں کوئی فرق بھی نہیں آتا تھا۔ اور جب کبھی وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے جواب مکمل نہیں ہوتا تو دوسرے روز اس سوال کا جواب لکھوانے کے لیے نہ تو سوال دوبارہ پڑھواتے اور نہ ہی جواب بلکہ فرماتے کہ جواب کا آخری جملہ پڑھئے پھر اسی برق رفتاری سے جواب کا املا کروانے لگتے جیسے سارا سوال ابھی پڑھ کر سنا دیا گیا ہو جواب مکمل ہونے کے بعد جب میں دوبارہ سوال و جواب پڑھتا تو سوال کا کوئی گوشہ باقی نہ رہتا تھا۔

حضور فقیہ اعظم ہند کے فتاویٰ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و جزئیات فقیہ سے مزین ہوتے ہیں۔ اور یاد داشت کا یہ عالم تھا کہ بیشتر آیات کریمہ اور احادیث نبویہ اور تقریباً سبھی جزئیات فقیہ زبانی لکھواتے تھے فتویٰ کا املا کرتے وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر ایک طرف آپ کے سینے میں امام محمد رحمہ اللہ کی شان فقاہت من جانب اللہ و دیعت کی ہوئی ہے تو دوسری طرف آپ کے ذہن ثاقب میں تنویر الابصار، درمختار، رد المحتار، عالمگیری، غنیۃ، خانیہ، فتح القدیر، بحر الرائق وغیرہ کتب فقیہ کے جزئیات بھرپور تلاطم کے ساتھ موجزن ہیں۔ مسائل کے حفظ و استحضار کا یہ عالم تھا کہ کبھی کبھی ایک نشست میں پندرہ پندرہ استفتوں کے جوابات لکھوادیتے تھے۔

املا کرانا خود لکھنے سے بہت مشکل فن ہے۔ شاید و بایں ہی کوئی اس پر قادر ہوتا ہے۔ لیکن حضرت فقیہ اعظم ہند کبھی املا کرانے سے نہیں اکتاتے تھے۔ آپ کی اکثر تصانیف اور نزہۃ القاری کی تقریباً چار جلدیں آپ کے املا ہی کا نتیجہ ہیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب سوالات سن لیتے پھر ایک ہی ساتھ سب جوابات لکھواتے پہلے املا کروانے والے کو ایک جملہ ارشاد فرماتے پھر دوسرے کو، پھر تیسرے کو، پھر پہلے سے مخاطب ہو جاتے۔ ایک ساتھ تین تین شخصوں سے املا کرواتے مگر مضامین کے تسلسل میں نہ کوئی رکاوٹ ہوتی اور نہ جوابات میں کوئی التباس و استنباء، فتاویٰ لکھنے کے لیے بیدار مغزی، ذہانت، فطانت، معاملہ فہمی، تبحر علمی اور رسم المفتی کی ضرورت پڑتی ہے حضرت فقیہ اعظم ہند کے فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت کے فتاوے میں ان تمام

امور کی رعایت ہوتی ہے جو ایک ماہر تجربہ کار مفتی کے لیے ضروری ہے۔  
حضرت فقیہ اعظم ہند انتہائی ذہین، فطین، نکتہ رس، دقیق بین محقق تھے جہاں لوگوں کی عقلیں حیران رہ جاتی ہیں وہاں آپ مسکراتے ہوئے لائیکل مسائل کو اس طرح حل فرما دیتے کہ جیسے کوئی اشکال تھا ہی نہیں۔  
ایک بار بریلی شریف میں اپنی مشقی بزم میں ایک طالب علم نے یہ بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر گناہ پسند فرمائیں تو وہ گناہ گناہ نہیں رہتا عبادت ہو جاتا ہے۔ دلیل میں اس نے کہا کہ منزل صہبا پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر چھوڑ دی نماز چھوڑنا گناہ ہے مگر جب حضور نے اسے پسند فرمایا تو یہ عبادت ہو گئی۔  
اس پر کچھ طلباء کو اعتراض ہوا اور انھوں نے دیگر علما کی طرف رجوع کیا تو سارے علما نے فرمایا کہ یہ بات بہت سخت ہے کہ حضور گناہ پسند فرمائیں، لیکن اس گتھی کو کوئی سلجھانہ سکا کہ نماز چھوڑنا یقیناً گناہ ہے اور حضرت علی نے نماز چھوڑی اور اسے حضور نے پسند فرمایا اور ان تینوں باتوں میں سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تھا لیکن یہ بھی کسی کے لیے قابل تسلیم نہیں تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہ کو پسند فرمایا، ان دنوں حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ بریلی میں تشریف فرمانہ تھے اخیر میں معاملہ حضرت فقیہ اعظم ہند قبلہ کی خدمت میں بطور استفتا پیش ہوا۔ آپ نے جواب تحریر فرمایا:

یہ کہنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ پسند فرمایا کلمہ کفر ہے جس نے کہا وہ توبہ، تجدید ایمان و نکاح کرے۔ قائل کو سخت دھوکہ لگا، منزل صہبا پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ یہ صحیح ہے کہ انھوں نے حضور کی نیند پر نماز عصر کو قربان کر دیا تھا مگر اس وقت حضرت علی کا نماز قضا کرنا کوئی گناہ نہیں تھا، بات دراصل یہ ہے کہ جب دو فرض بیک وقت متوجہ ہوں تو حکم یہ ہے کہ ان میں جو سب سے اہم ہو اسے ادا کرنا فرض ہے، دوسرے کو چھوڑ دیا جائے گا۔ منزل صہبا پر امیر المومنین مولیٰ المسلمین پر بیک وقت دو فرض عائد تھے۔ (۱) اطاعت رسول (۲) نماز عصر کی ادائیگی، ان دونوں فرائض میں اہم اطاعت رسول ہے اسی لیے حضرت علی نے اسی کو اختیار فرمایا، یہ گناہ کا ارتکاب نہیں ہوا بلکہ فرائض میں جو اہم تھا اس کی ادائیگی ہوئی، نماز اور اطاعت رسول میں اہم اطاعت رسول ہے۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری وغیرہ میں مروی ہے، حضرت سعید بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اسی اثناء میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو پکارا انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا نماز پوری کر کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور معذرت یہ کہ میں نماز پڑھ رہا تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اللہ عز وجل کا یہ فرمان نہیں سنا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ. (سورہ انفال آیت)

اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلاوے پر حاضر ہو، جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلا لیں جو



تمحصین زندگی بخشے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے۔ ناظرین غور فرمائیں کہ جس مسئلہ کی گتھی سلجھانے میں بہت سے علما پریشان تھے حضرت فقیہ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے کس متانت و سنجیدگی کے ساتھ اپنی خداداد بحر علمی سے حل فرما دیا۔

پاکستان بننے کے بعد ہزار ہا ہزار مسلمان ہندوستان چھوڑ کر پاکستان چلے گئے حکومت کے قانون کے مطابق حکومت کے محکمہ کسٹوڈیم نے تارکین وطن کے مکانات و جائداد پر قبضہ کر لیا اور قبضہ کر کے اسے نیلام کرنے لگے۔ بریلی شریف میں استفتا آیا کہ یہ نیلامی خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ اور خریدنے کے بعد خریداروں کی ملک ہوگی کہ نہیں؟ ایک مفتی صاحب نے جو بزم خویش اپنے آپ کو دنیا کا سب سے بڑا مفتی سمجھتے تھے انھوں نے فتویٰ دیا کہ یہ نیلامی خریدنا جائز نہیں اور یہ سب جائداد اصل مالکوں کی ملک ہی پر باقی ہے دلیل یہ دی کہ ترک وطن کے بعد مسلمانوں کی املاک پر کفار اگر پورے طور سے قبضہ کر لیں تو ان کی ملک ضرور ہو جاتا ہے مگر صرف قبضہ ہی سے ملک نہیں ہو جاتا۔ ملک ہونے کے لیے دارالحرب میں اس کو محفوظ کر لینا شرط ہے اس پر کتب فقہ کی کئی کتابوں سے جزئیات نقل کر دیئے اور چوں کہ ہندوستان دارالحرب نہیں دارالاسلام ہے تو یہاں یہ شرط مفقود ہوئی اور املاک سے تارکین وطن کی نہ ملکیت ختم ہوئی اور نہ حکومت کی ملکیت ثابت ہوئی اس لیے حکومت کا اسے نیلام کرنا غلط اور خریداروں کا خریدنا باطل۔

اس فتوے کی روشنی میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ مسلمانوں کی جائداد مسلمان خرید نہیں سکتے تھے ساری جائدادیں اونے پونے ہندو خریدتے یا حکومت کی تحویل میں رہتے اس فتوے کی وجہ سے مسلمانوں میں بے چینی پھیلی ہوئی تھی شہر بریلی کے بہت سے تارکین وطن کی جائدادوں کو ان کے قریبی رشتہ داروں نے خریدا تھا وہ سخت پریشان تھے یہ فتویٰ جب تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی خدمت میں پیش ہوا تو حضرت مفتی اعظم ہند نے سائلین کو حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت کے سامنے ایک ایک کر کے سائلین نے تقریباً ایک گھنٹے تک اس فتویٰ کی انجام و عواقب پر تقریریں کیں۔ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ بغور سنتے رہے پھر آپ نے جواب لکھا۔

یہ صحیح ہے کہ کفار کے قبضے کے بعد احراز فی دارالحرب قبضے کی شرط ہے اور ہندوستان دارالاسلام ہے اس لیے یہاں احراز، دارالحرب میں احراز نہیں کہلایا جائے گا۔ ان عبارات کے ظاہر کے اعتبار سے یہ فتویٰ اپنی جگہ درست ہے مگر فقہی بصیرت رکھنے والے پر مخفی نہیں کہ احراز فی دارالحرب کی شرط اس لیے لگائی گئی ہے کہ جب تک وہ جائداد یا مال دارالحرب میں محفوظ نہیں رہ جاتا کفار کا قبضہ معرض زوال کے ہے ہو سکتا ہے کہ حملہ کر کے مسلمان

پھر چھین لیں اس کو یوں سمجھ لیجیے کہ فرض کیجیے کہ کفار نے مسلمانوں کا سب مال لوٹ لیا لیکن ابھی اپنے ملک واپس نہیں ہوئے تو اس کی امید ہے کہ مجاہدین اسلام پھر حملہ کر کے کفار کو شکست دے دیں اور کفار کے ہاتھوں سے اپنے اموال بھی چھین لیں لیکن دارالحرب میں پہنچ جانے کے بعد اس کا خطرہ کم رہتا ہے اس تقریر کی روشنی میں اس قید کا حاصل یہ نکلا کہ مسلمانوں کے مال پر حربی کافر اس طرح قبضہ کر لیں کہ ان سے واپس لینا سخت متعذر ہو اور اگر اس میں وہ مالکانہ تصرف کریں تو اصل مالک کوئی مزاحمت نہ کر سکیں اور یہ بات ہندوستان میں تارکین وطن کے اموال پر صادق ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے اس لیے کسٹوڈیم کا قبضہ اس ملک میں احراز فی دارالحرب کے حکم میں ہوگا اور کسٹوڈیم کے قبضے کے بعد حکومت کی ملک ثابت ہو جائے گی اس لیے ان کا نیلام کرنا درست اور خریدنا صحیح بلکہ لیاقت اور نہرو کے معاہدے کی رو سے دونوں ملکوں کے تارکین کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے ملکوں میں جو انھوں نے مکانات و جائداد چھوڑی ہیں اس کا ثبوت فراہم کر کے کلیم داخل کریں تو انھیں اپنی چھوڑی ہوئی جائداد کے مساوی جائداد جہاں وہ مقیم ہیں وہاں مل جائے گی اور اس معاہدے پر عمل درآمد دونوں ملکوں میں ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے اس سے ایک طرح ظاہر ہے کہ اصل مالک کسٹوڈیم کے قبضے اور ملکیت پر راضی ہیں اس تفصیل کی روشنی میں فتویٰ مذکور کا ضعف واضح اور ظاہر ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ تارکین وطن کی جائدادوں پر جب کسٹوڈیم نے قبضہ کر لیا تو اس کی ملکیت ثابت ہو گئی اور یہ احراز فی دارالحرب کے حکم میں ہو گیا۔ اور اس کا نیلام کرنا صحیح اور مسلمانوں کا خریدنا درست۔ جب یہ فتویٰ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کو سنایا تو حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے تصدیق فرمادی۔

اس قسم کی باتیں بریلی شریف کے قیام کے زمانے میں بہت سی ہوئیں۔ حضرت فقیہ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ میں بے شمار ایسے علمی جواہر پارے موجود ہیں جنھیں حاصل کرنے کے لیے بہت سے ارباب علم و دانش نے اپنی توانائیاں صرف کیں مگر مقصد تک نہ پہنچ سکے اس کے برخلاف حضرت فقیہ اعظم ہند قبلہ نے تفقہ کے بحر ناپیدا کنار میں غوطہ زنی کر کے اس کے تمام درہائے بیش و بہا کو قوم کے سامنے پیش کیے، آپ کی علمی کاوشوں کو دیکھ کر سب کی عقلیں دنگ ہو گئیں اور بے ساختہ بول پڑے۔

تو نے کیے حل عقدہ مبہم نائب مفتی اعظم ہند

حضور فقیہ اعظم ہند کی فن افتا و تفقہ میں عبقریت کے مزید شواہد ملاحظہ فرمائیے۔ ایک مقرر نے اپنی تقریر میں کہا کہ قیامت کے دن عام لوگ اللہ کے یہاں حساب دینے جائیں گے۔ اور انبیاء و اولیا حساب لینے جائیں گے، ایک بہت مشہور مستند محقق مفتی صاحب سے سوال ہوا تو انھوں نے حکم فرمایا کہ اس کا قائل کافر ہے۔ پھر یہی سوال حضور فقیہ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ نے تحریر فرمایا۔

عرف عام میں حساب لینے کا ایک معنی مزدوری لینے کا بھی آتا ہے مزدور بولتے ہیں کہ ہم حساب لینے جا رہے ہیں ہمارا حساب وصول ہو گیا۔ اس تقدیر پر کلام مذکور کا معنی یہ ہوا کہ انبیاء کرام اولیاء عظام بارگاہ خداوندی میں اپنے اعمال حسنہ کا ثواب حاصل کرنے جائیں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس قسم کے قول سے احتراز کرنا چاہیے خصوصاً عوام کے سامنے، ناظرین غور فرمائیں کہ حضرت فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے رسم المفتی کی بھرپور رعایت کرتے ہوئے کس دقیقہ بینی اور نکتہ سنجی و حاضر دماغی سے جواب تحریر فرما دیا۔ فقہ کا ایک بہت مشہور جزئیہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی ایسا کلمہ کہا جس کا ظاہری مفہوم کفر ہے لیکن اگر اس قول کی تاویل ممکن ہو اگرچہ بعید ہی سہی تو جب تک قائل کی نیت معلوم نہ ہو تو مفتی پر واجب ہے کہ ایسے قائل کی تکفیر نہ کرے۔ اور ایسے قول کے قائل کی تکفیر روا نہیں بلکہ خطا ہے، تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذالک رواۃ ضعیفۃ وفی الدرر وغیرہا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر و واحد یمنعہ فعلى المفتی المیل لما یمنعہ. (جلد: ۴، ص: ۲۳۰)

اس لیے حضرت فقیہ اعظم ہند قدس سرہ نے قائل کی تکفیر نہ فرمائی چوں کہ اس کا ایک پہلو کفر کا بھی تھا اس لیے قائل کی فہمائش فرمائی۔

فقہائے کرام نے اگرچہ لاکھوں جزئیات کی تصریح فرمادی ہے پھر بھی حوادث محدود نہیں نت نئے سیکڑوں واقعات ایسے رونما ہوتے رہتے ہیں کہ جن کے بارے میں کوئی جزئیہ کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ فقیہ اپنی بالغ نظری، نکتہ سنجی، دقیقہ بینی کی بدولت، تائید ایزدی سے صحیح حکم اخذ کر لیتا ہے۔ حضور فقیہ اعظم ہند قدس سرہ ایسے مشکل موقع پر اپنی فقہی بصیرت اور اخاذ طبیعت سے فقہی کلیات و جزئیات سے اس کا حکم مستنبط فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ میں سیکڑوں ایسے جدید و نوپید مسائل کا حل موجود ہے جن کا صریح حکم کتب فقہ میں مذکور نہیں۔

حضرت فقیہ اعظم ہند قدس سرہ پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، حضرت صدر الشریعہ اور مفتی اعظم ہند قدس اسرار ہم کا ایسا فیضان تھا کہ جب بھی مشکل ترین مسائل حضرت کی بارگاہ میں پیش ہوتے تو حضرت کا قلم ان کے جوابات دینے سے کبھی عاجز نہ رہتا بلکہ برجستہ ایسا جواب لکھتے کہ اپنے مطمئن ہو جاتے اور غیر لا جواب، آپ کے جوابات میں حضرت مجدد اعظم قدس سرہ کے تفقہ کا عکس جمیل دکھائی پڑتا ہے آپ کے فتاویٰ جملہ ابواب فقہ پر مشتمل ہیں کہیں عبارات فقہ کی توضیح تطبیق ہے کہیں بد مذہبوں کی شاطرانہ چال اور اہل سنت پر بے جا اعتراض کا دندان شکن جواب ہے۔

فقہی مہارت کا ایک اہم عنصر یہ ہے کہ جہاں فقہاء کے متعارض اقوال یا ایک ہی فقہ کے دو متعارض قولوں میں تطبیق کی کوئی صورت نظر نہ آئے وہاں ایک مفتی کا کمال یہ ہے کہ اسے رائج مرجوح صحیح اور اصح کا علم ہوتا کہ دونوں کے درمیان امتیاز ہو سکے۔ حضرت فقیہ اعظم ہند کی ذات میں یہ عنصر بدرجہ اتم موجود تھا اگر مقالے کے طویل ہونے کا خوف نہ ہوتا تو ہر ایک کے شواہد بھی پیش کر دیتا۔

ہندو پاک کے بڑے بڑے مفتیان کرام جب کسی مسئلے میں الجھ جاتے اور کوئی تسلی بخش حل ان کی سمجھ میں نہیں آتا تو وہ آپ کی بارگاہ میں رجوع کرتے حضرت فقیہ اعظم ہند قدس سرہ اپنے خداداد تبحر علمی اور فقیہانہ بالغ نظری سے اس کا حل فرما دیتے۔ جب کسی ایک مسئلے کے بارے میں چند دارالافتا سے مختلف جوابات آتے تو ایسے وقت میں حضور فقیہ اعظم ہند قدس سرہ کی ذات قول فیصل ہوتی آپ جس کی تائید فرما دیتے وہی جواب صحیح اور درست تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

بظاہر آپ الجامعۃ الاشرفیہ کے صدر مفتی تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ذات سے نہ جانے کتنے دارالافتا وابستہ تھے جب ان کے پاس مشکل سوالات آتے تو وہ مفتیان کرام آپ سے اس کا حل معلوم کر کے اصل سائل کو جواب دیتے۔ ستر ہزار سے زائد فتاویٰ لکھوا چکے ہیں، اور ہزار ہا ہزار فتاویٰ کی اصلاح بھی فرمائی ہے فی الحال پہلی جلد عرس شارح بخاری کے حسین موقع پر قارئین کی خدمت میں حاضر ہے، دوسری اور تیسری جلد انشاء اللہ عرس حافظ ملت تک منظر عام پر آجائے گی۔ بقیہ جلدوں کی ترتیب کا کام جاری ہے خدا کرے کہ وہ ساعت سعید جلد آجائے، کہ ہم ان تمام جلدوں کو قوم کی خدمت میں پیش کر دیں، انشاء اللہ ”فتاویٰ شارح بخاری“ فقہ حنفی کا ایک عظیم سرمایہ ثابت ہوگا۔

محمد نسیم مصباحی

خادم التدریس والافتاء جامعہ اشرفیہ مبارک پور

۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

۱۴ دسمبر ۲۰۱۱ء



## شراح بخاری - حیات و خدمات

بقلم: نفیس احمد مصباحی، بارہ بنکوی - استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان کی سرزمین بڑی مردم خیز واقع ہوئی ہے۔ یہ اپنی ایک مستقل روشن علمی و فکری تاریخ رکھتی ہے۔ اس نے بے شمار ایسے افراد کو جنم دیا جنہوں نے ابر باراں بن کر چار دانگ عالم کو اپنے علمی و روحانی چھینٹوں سے سیراب کیا ہے، اور گونا گوں حیرت انگیز کارنامے انجام دے کر ہر میدان میں اپنی صلاحیتوں اور لیاقتوں کا لوہا منوایا ہے۔ تصوف و روحانیت کے میدان میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت نظام الدین اولیا، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت علاء الدین صابر کلیری، حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز، حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی اور مشائخ مارہرہ مطہرہ کی حیثیت آفتاب عالم تاب کی طرح روشن و تابناک ہے۔ علوم نقلیہ و فنون عقلیہ کے میدان میں ملک العلماء علامہ شہاب الدین دولت آبادی، شیخ محمد طاہر پٹنی گجراتی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، بحر العلوم علامہ عبدالحق فرنگی محلی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، علامہ فضل حق خیر آبادی، علامہ فضل رسول بدایونی، تاج الفحول علامہ عبدالقادر بدایونی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی اور صدر الشریعہ علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے ائمہ فکر و فن کی ایک لمبی قطار نظر آتی ہے۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک سنہری، روشن اور تابناک کڑی فقیہ اعظم ہند شراح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

آپ آفاقی فکر و نظر کے حامل، پر عزم حرکت و عمل کی چلتی پھرتی تصویر، جہد مسلسل، سعی پیہم اور اخلاص و وفا کے پیکر جمیل، علم و حکمت کے بحر بے کراں، عمل و کردار کے سیل رواں اور گونا گوں فضائل و کمالات کے جامع کامل تھے۔

### ولادت و نسب:

آپ کی ولادت ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء میں ضلع اعظم گڑھ (حال ضلع منو) کے نہایت مشہور و معروف اور مردم خیز خطہ قصبہ گھوسی کے محلہ کریم الدین پور میں ہوئی۔ آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے:

مفتی شریف الحق امجدی بن عبدالصمد بن ثناء اللہ بن لعل محمد بن مولانا خیر الدین اعظمی۔

مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ اپنے عہد میں پائے کے عالم اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے، ان کا یہ روحانی فیض آج تک جاری ہے کہ ان کے عہد سے لے کر اس دور میں پانچویں پشت تک ان کی نسل میں جلیل القدر علمائے کرام موجود ہیں۔ انھیں میں سے ایک شراح بخاری، فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، جو ماضی قریب میں ہندو پاک کے مسلمانان اہل سنت کے صف اول کے مقتدا اور پوری دنیا کے اہل سنت کے مرجع فتاویٰ اور مرکز عقیدت تھے۔

### تعلیم و تربیت:

محلہ باغیچہ قصبہ گھوسی کے مقامی مکتب میں آپ نے ناظرہ قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی، اور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی رضوی اعظمی (مصنف بہار شریعت) کے منجھلے بھائی حکیم احمد علی علیہما الرحمہ سے گلستاں و بوستاں پڑھی، بڑے ہی شوق، دلچسپی اور لگن کے ساتھ یہ تعلیم حاصل کی۔ ابتدا ہی سے آپ کے دل میں یہ امنگ اور جذبہ کار فرما تھا کہ کسی بڑی درس گاہ میں داخلہ لے کر جلیل القدر اساتذہ اور ماہرین علوم و فنون سے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ چنانچہ اسی تمنا اور لگن کے زیر اثر آپ نے ۱۰ شوال المکرم ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء کو دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا۔

واضح رہے کہ اس سے ایک سال قبل شوال ۱۳۵۲ھ کو قصبہ مبارک پور کا بخت خوابیدہ بیدار ہوا، اور وہاں کی مبارک سرزمین کو صدر الشریعہ کے عزیز ترین شاگرد، حافظ ملت، ابوالفیض علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی کی قدم بوسی نصیب ہوئی جن کی نگاہ کیمیا اثر نے اس قصبہ کی تقدیر ہی بدل کر رکھ دی۔ صدر الشریعہ کے حکم پر حافظ ملت کے مبارک پور آنے کی خوش خبری جوں ہی نسیم سحر کی طرح ضلع اعظم گڑھ اور اطراف و جوانب میں پھیلی تشنگانِ علوم نبویہ کے قافلے کشاں کشاں مبارک پور کی سرزمین کی طرف بڑھنے لگے۔ حضرت شراح بخاری علیہ الرحمہ ان سابقین اولین میں سے ہیں جو حافظ ملت قدس سرہ کے مبارک پور آنے کے ایک سال بعد ہی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ یہیں آپ نے حافظ ملت قدس سرہ کے زیر سایہ رہ کر آٹھ سال تک تعلیم حاصل کی۔ اس دوران آپ نے فارسی کی اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ابتدائی عربی سے لے کر صدر، حمد اللہ، ہدایہ اور ترمذی شریف تک کتابیں بڑی محنت، عرق ریزی اور جاں سوزی کے ساتھ پڑھیں، اور حافظ ملت کے فیضانِ علم سے آپ کا سینہ موجزن ہونے لگا۔

محرم الحرام ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء میں سات آٹھ ماہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ، اندر کوٹ میرٹھ کے بھی آپ طالب علم رہے، یہاں آپ نے صدر العلما حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی سے حاشیہ عبدالغفور اور شمس بازغہ وغیرہ

اور خیر الاذکیا حضرت علامہ مولانا غلام یزدانی اعظمی سے خیالی وقاضی مبارک وغیرہ اہم کتابوں کا درس لیا۔  
شوال ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء میں آپ مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی، محلہ بہاری پور، بریلی شریف پہنچے، جہاں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد گوداس پوری ثم لائل پوری ابو الفضل کا خورشید علم تمام تر تابانیوں کے ساتھ اپنی کرنیں بکھیر رہا تھا۔ محدث اعظم پاکستان سے آپ نے صحاح ستہ حرفاً حرفاً پڑھ کر دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ اور ۱۵ شعبان ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء کو درس نظامی سے آپ کی فراغت ہوئی۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا قادری نوری اور دیگر ممتاز علما و مشائخ اہل سنت نے اپنے مقدس ہاتھوں سے دستار فضیلت اور جبہ سے نوازا، اور اسی مبارک و مسعود موقع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے غایت کرم سے مدرسے کی عام سند کے علاوہ اپنی سند خاص سے بھی سرفراز فرمایا۔

اساتذہ و مشائخ کرام میں جن حضرات کی تعلیم و تربیت کا آپ کی زندگی پر گہرا اثر تھا، ان میں صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی، حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری رضوی (بانی مظہر اسلام بریلی شریف و جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور، فیصل آباد پاکستان) علیہم الرحمہ سرفہرست ہیں، خصوصیت کے ساتھ آپ نے حافظ ملت سے سب سے زیادہ فیض پایا۔ اس لیے حافظ ملت سے آپ کو غایت درجہ قلبی الفت اور والہانہ عقیدت تھی۔

درس نظامی کے علاوہ فتویٰ نویسی کی تعلیم و تمرین ایک سال سے زائد حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے حاصل کی اور حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی بارگاہ میں گیارہ سال رہ کر فتویٰ نویسی سیکھی، یہاں تک کی ایک مستند مفتی اور معتمد فقیہ کی حیثیت سے آپ کی ذات گرامی برصغیر ہندو پاک میں معروف و مشہور ہو گئی اور علمی حلقوں میں ”نائب مفتی اعظم ہند“ کے لقب سے آپ کو یاد کیا جانے لگا۔

### شیوخ و اساتذہ:

شارح بخاری کے دور طالب علمی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کے شیوخ و اساتذہ کی فہرست میں درج ذیل اسمائے گرامی آتے ہیں:

- (۱) صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت، فتاویٰ امجدیہ وغیرہ)
- (۲) مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی شہزادہ اعلیٰ حضرت۔
- (۳) حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی، بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ۔

- (۴) محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی گورداس پوری ثم لائل پوری۔
- (۵) صدر العلماء مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی (مصنف بشیر القاری شرح بخاری وغیرہ)
- (۶) خیر الاذکیا مولانا غلام یزدانی اعظمی، سابق صدر المدرسین مظہر اسلام بریلی شریف۔
- (۷) شیخ المعقولات، مولانا محمد سلیمان بھاگل پوری، سابق شیخ الحدیث جامعہ حمید یہ رضویہ، مدن پورہ بنارس۔
- (۸) مولانا ثناء اللہ محدث منوی۔
- (۹) مولانا غلام محی الدین بلیاوی۔
- (۱۰) شیخ التجوید مولانا قاری محمد عثمان اعظمی (صاحب مصباح التجوید)
- (۱۱) بلبل فارسی مولانا سید شمس الحق گجہڑوی، مبارک پوری۔
- (۱۲) حکیم احمد علی اعظمی (برادر صدر الشریعہ)
- (۱۳) ماسٹر علیم اللہ خاں، قصبہ گھوسی ضلع منو۔
- (۱۴) مولوی محمد شریف اعظمی، قصبہ گھوسی، ضلع منو۔
- (۱۵) مولوی غلام یسین، قصبہ گھوسی، ضلع منو۔

مذکورہ علمائے کرام و مشائخ عظام اور اساتذہ ذوی الاحترام سے مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں شارح بخاری نے درس لیا، استفادہ کیا، ان کے دامن فضل و کمال سے خوشہ چینی کی، اور اپنے آپ کو زیور علم سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ تَعْمَدُھُمُ اللہُ تَعَالٰی: بِغَفْرَانِہٖ وَاَسْکَنُھُمْ بَعْبُوحَۃِ جَنَانِہٖ۔

### تدریسی میدان میں:

ماہر فن اور جلیل القدر اساتذہ کرام سے اکتساب علم کرنے کے بعد حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ نے تقریباً پینتیس سال تک نہایت ذمہ داری کے ساتھ بڑی عرق ریزی، جاں سوزی اور کمال مہارت کے ساتھ ہندوستان کے مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ہر فن کی مشکل سے مشکل کتابیں پڑھائیں، برسہا برس تک دورہ حدیث بھی پڑھاتے رہے۔ اور اخیر میں درس و تدریس کا مشغلہ چھوڑ کر جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں شعبہ افتا کی مسند صدارت پر متمکن ہو کر چوبیس برس تک رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے، جن درس گاہوں کی مسند تدریس و افتا پر جلوہ افروز ہو کر آپ نے علم و حکمت کے گوہر آبدار لٹائے ان کے اسما درج ذیل ہیں:

- (۱) مدرسہ بحر العلوم، منونا تھ بھجن، ضلع اعظم گڑھ (۲) مدرسہ شمس العلوم، گھوسی، ضلع اعظم گڑھ (۳) مدرسہ خیر الاسلام، چیلہ، پلاموں، بہار (۴) مدرسہ حنفیہ مالیگاؤں، مہاراشٹر (۵) مدرسہ فضل رحمانیہ پچھڑوا، گونڈہ (۶)



مدرسہ عین العلوم، گیوال بگہ، گیا، بہار (۷) جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور، گونڈہ (۸) دارالعلوم ندائے حق، جلال پور، فیض آباد (۹) دارالعلوم مظہر اسلام، مسجد بی بی جی، بریلی شریف (۱۰) الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور۔

### تلامذہ:

آپ کی درس گاہ فیض سے شعور و آگہی کی دولت حاصل کرنے والے طلبہ اتنے کثیر ہیں کہ ان سب کا شمار تقریباً ناممکن ہے۔ ان میں سے چند مشہور حضرات کے نام پیش خدمت ہیں جو اس وقت اہل سنت و جماعت کے نامور علما میں شمار کیے جاتے ہیں:

☆ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی ☆ مفتی مجیب اشرف اعظمی ثم ناگیوری ☆ قاضی عبدالرحیم بستوی، بریلی شریف ☆ مولانا رحمت حسین کلیمی، بانسی پورنیہ ☆ مولانا قمر الدین اشرفی اعظمی ☆ مولانا عزیز الحق اعظمی ☆ مولانا حفیظ اللہ اعظمی ☆ مولانا سلطان احمد ادروی ☆ مولانا امام الدین مصطفوی ☆ مولانا محمد کوثر خاں نعیمی (جہانگیر گنج) ☆ مولانا افتخار احمد قادری ☆ مولانا محمد عمر بہرائچی ☆ مولانا غلام ربانی فائق القادری ☆ مولانا شیخ رحمت اللہ بلرام پوری ☆ مولانا عبدالودود فقیہ رائے بریلی ☆ مولانا قاری شفیق احمد پچھڑوا ☆ مفتی شفیق احمد شریفی ☆ مولانا طیش محمد شریفی الہ آبادی ☆ مولانا فروغ احمد اعظمی صدر المدرسین دارالعلوم علمیہ حمد اشاہی، بستی۔

اور اساتذہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں مفتی محمد نظام الدین رضوی ☆ مولانا حافظ عبدالحق رضوی ☆ مفتی محمد معراج قادری ☆ مفتی بدر عالم فیض آبادی ☆ مفتی محمد نسیم مصباحی ☆ مفتی محمد ارشاد احمد مصباحی (سہرام) اور ارکان مجمع الاسلامی مبارک پور علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی ☆ مولانا یسین اختر مصباحی ☆ مولانا افتخار احمد قادری ☆ مولانا عبدالحمید نعیمی اور مولانا بدر القادری مصباحی نے سیکڑوں باریکٹروں مباحث و مسائل میں آپ سے استفادہ کیا۔ اس اعتبار سے مذکورہ ارکان بھی آپ کے تلامذہ کی صف میں شمار کیے جاتے ہیں۔

(شارح بخاری، ص: ۲۳)

اور فقیر راقم سطور نے اگرچہ باضابطہ کوئی کتاب تو آپ سے نہ پڑھی لیکن جامعہ اشرفیہ میں مدرس ہو جانے کے بعد دو سال تک متعدد مسائل و ابحاث اور عبارات کتب کے حل کے سلسلے میں حضرت سے خاص استفادہ کیا، اور اس دوران آپ کے فیضان و کرم اور شفقت و مہربانی کی بارش میں نہانے کا خوب موقع ملا، اس لیے خود کو ان کا ادنیٰ تلمیذ کہنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔

### بیعت و خلافت:

دارالعلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور کے ایک جلسہ منعقدہ ۱۳۵۹ھ میں صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی قادری رضوی اعظمی خلیفہ امام احمد رضا قادری بریلوی مبارک پور شریف لائے تو بغیر کسی ترغیب و

تحریک کے آپ انھیں سے بیعت ہوئے۔ آپ حضرت صدر الشریعہ کے سابقین اولین مریدوں میں سے ہیں۔ شوال ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء کو دوسرے سفر حج و زیارت کے موقع پر صدر الشریعہ قدس سرہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت دی، اور بریلی شریف کے قیام کے زمانے میں حضور مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی خلف اصغر مجدد اسلام امام احمد رضا قادری قدس سرہما نے ۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ کو ”النور والبهائ“ میں مذکورہ انتالیس سلاسل قرآن و حدیث و سلاسل اولیاء اللہ کی تحریری اجازت کے ساتھ سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی بھی اجازت مرحمت فرمائی، علاوہ ازیں ۱۳۸۳ھ میں مفتی اعظم نے ”الاجازات الممتینہ“ میں درج تمام سلاسل کی بھی اجازت عطا فرمائی، اور احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے عرس قاسمی ۱۴۰۲ھ کے موقع پر بلا طلب اپنے خاندان کے تمام سلاسل جدیدہ کی اجازت عطا فرمائی اور دستار بندی کی۔

### خلفا و مریدین:

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ تک آپ جلدی کسی کو مرید نہیں فرماتے تھے، جو طالب آتا اسے مفتی اعظم یا حافظ ملت سے مرید کرا دیتے۔ ان بزرگوں کے وصال کے بعد بھی جب کوئی بہت اصرار کرتا تو آپ بیعت فرماتے، یہی حال خلافت کا تھا۔ اسی لیے آپ کے مریدین اور خلفا کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ خلفا میں چند نام یہ ہیں:

☆ حضرت علامہ عبد الحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ (لاہور) ☆ مولانا حافظ عبد الحق رضوی (جامعہ اشرفیہ مبارک پور) ☆ مولانا رجب علی بلرام پوری (بنارس) ☆ مولانا طیش محمد شریفی (دھول پوری) ☆ مولانا ولی اللہ شریفی (ممبئی) ☆ مولانا حافظ شمیم الزماں فیض آبادی (ہوڑہ) ☆ مولانا محب اللہ شریفی (کرناٹک) ☆ مولانا بشیر احمد قادری (جالون) ☆ صاحب زادہ مولانا حافظ حمید الحق (قصبہ گھوسی، اعظم گڑھ) ☆ مفتی بدر عالم مصباحی (جامعہ اشرفیہ مبارک پور) ☆ مفتی محمد نسیم مصباحی (جامعہ اشرفیہ مبارک پور) ☆ مولانا خلیق احمد اعظمی ☆ مولانا محمد ادریس بستوی ☆ مولانا صغیر احمد جوکھن پوری۔

### ہندو بیران ہند کے علما و مشائخ کو اجازتیں:

آپ کو اپنے اساتذہ و مشائخ سے سلاسل قرآن و حدیث، سلاسل طریقت اور اوراد و وظائف کی اجازتیں حاصل تھیں جن کی تفصیل خود آپ کے تحریر کردہ مقالہ بعنوان ”اجازت و اسانید“ مطبوعہ معارف شراح بخاری، صفحہ ۲۳۸ تا ۲۴۹ میں موجود ہے۔ اسی میں آپ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

جن سلاسل کی مجھے اجازت ہے، ان کی تعداد اٹھتر (۸) ہے، اجازات قرآن مجید گیارہ (۱۱)،

سلاسل احادیث انتالیس (۳۹)، سلاسل اولیاء اللہ اٹھارہ (۱۸)، حرز یمانی، حزب البحر وغیرہ اور اوراد و وظائف کی اجازتیں نو (۹) سند فقہ۔

اتنی اجازتیں آپ کے معاصرین میں شاید باید چند علما کو حاصل ہوں، اس طرح آپ کی ذات ان تمام سلاسل کا سنگم اور مجمع الجارحتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو بیرون ہند کے بہت سے علما و مشائخ نے آپ سے اجازتیں لیں۔ اور آپ نے طالب کے ظرف کے مطابق قرآن و حدیث و فقہ اور دیگر سلاسل کی اجازتیں عطا کیں۔ ان اجازت یافتہ حضرات میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

☆ مفتی مجیب اشرف اعظمی ثم ناگپوری ☆ مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری ثم لاہوری (علیہ الرحمہ) ☆ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ قادریہ لاہور ☆ مفتی محمد حسن علی، میلیس، ملتان، پاکستان ☆ شیخ سمیر القاضی، امریکہ ☆ شیخ سلیم علوان، انڈونیشیا ☆ شیخ حسام قراقرہ، رئیس جمعیۃ المشارع الخیریہ، بیروت لبنان ☆ شیخ غانم جلول، طرابلس ☆ شیخ ابراہیم شافعی، آسٹریلیا ☆ شیخ نزار فاخوری، سوئٹزرلینڈ ☆ شیخ موفق رفاعی، سوئٹزرلینڈ ☆ الاستاذ ریاض ناشف، امریکہ ☆ الاستاذ محمد کابہ غبنیا ☆ شیخ ماہر تمیم، اوکرائینا ☆ شیخ محمد الولی، ڈنمارک ☆ شیخ ڈاکٹر احمد تمیم، اوکرائینا ☆ شیخ یوسف داؤد، جرمنی ☆ شیخ ڈاکٹر سید ارشاد احمد، بنگلہ دیش ☆ شیخ کمال راغب، بیروت، لبنان۔

### حج و زیارت:

حرمین شریفین کی حاضری اور فریضہ حج کی ادائیگی دونوں جہان کی برکتوں اور سعادتوں کا ذریعہ ہے۔ حضرت شراح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار دیارِ حرم کی آبلہ پائی فرمائی۔ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ / ستمبر ۱۹۸۵ء میں آپ نے پہلا حج فرمایا، ممبئی سے جدہ کے لیے پرواز میں جانشین سید العلماء حضرت سید آل رسول حسنین میاں نظمی برکاتی مارہروی، مولانا تحلیل احمد پٹھان (ماہم شریف، ممبئی)، قاری تراب علی رضوی (منارہ مسجد، ممبئی)، ایک ہی ہوائی جہاز سے حضرت شراح بخاری کے ہم سفر تھے۔ دوسرا حج ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء میں فرمایا۔ ایک عمرہ کا سفر ۱۹۹۶ء میں اور دوسرا عمرہ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ جنوری ۱۹۹۸ء میں دوسرے حج سے پہلے کیا۔

### تبحر علمی:

حضرت شراح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تبحر اساتذہ کرام سے بڑے شوق، محنت اور دلچسپی سے اکتساب علم کیا، اور جملہ علوم و فنون متداولہ میں مہارت تامہ حاصل کی، درسی کتابوں کے علاوہ بے شمار علمی، فنی اور مذہبی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا، یہاں تک کہ آپ کی ذات علوم اسلامیہ اور فنون دینیہ کی بحر بے کراں بن گئی۔ آپ نے علم و فن کی ہر وادی میں قدم رکھا، اور فکر و آگہی کے ہر میدان کو سر کیا، سلوک و معرفت کے ہر چشمے سے سیرابی

حاصل کی۔ یہاں تک کہ ہم عصر علما میں آپ کو نمایاں مقام حاصل ہو گیا، اور عوام تو عوام، خواص بھی اپنے پیچیدہ اور لاینحل مسائل کے حل کے لیے آپ کی طرف رجوع کرنے لگے، اور ماضی قریب میں تو آپ جیسا گونا گوں فضائل و کمالات کا حامل اور ہمہ جہت خوبیوں کا مالک اہل علم کی انجمن میں کوئی نظر نہیں آتا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

### فقہ و افتا:

یوں تو حضرت شراح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو تمام مروجہ علوم و فنون میں ید طولا حاصل تھا مگر فقہ و افتا میں آپ کو جو نمایاں اور امتیازی مقام حاصل تھا اس کی نظیر عہد حاضر میں کہیں نظر نہیں آتی۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فتویٰ نویسی کے لیے صرف علوم اسلامیہ اور فنون دینیہ میں مہارت کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ کسی ماہر تجربہ کار فقیہ و مفتی کی بارگاہ میں زانوئے تلمذتہ کرنا اور اپنے تحریر کردہ فتاویٰ سنا کر اصلاح لینا ضروری ہے۔ اس طرح اس کو بڑی حد تک علم طب سے مشابہت ہے جو صرف پڑھ لینے اور مطالعہ کر لینے سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ کسی طبیب حاذق کے مطب میں باضابطہ مشق و ممارست ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

اس لیے کوئی شخص کتنا ہی بڑا عالم و فاضل ہو، دقیق النظر، ژرف نگاہ اور وسیع المطالعہ ہو مگر فقہائے کرام اسے فتویٰ نویسی کی اجازت اس وقت تک نہیں دیتے جب تک کہ وہ کسی ماہر، تجربہ کار مفتی کی خدمت میں رہ کر مشق افتا نہ کرے۔ اسے یوں سمجھئے کہ ایک ڈاکٹر کئی اہم ڈگری حاصل کر چکا ہے لیکن اسے آپریشن کرنے کی اجازت نہیں ملتی، جب تک وہ کسی ماہر سرجن کے ساتھ رہ کر سرجری کی مشق کر کے کامل نہ بن جائے۔ بلکہ ڈاکٹر کو صرف تعلیم سے فراغت کے بعد مطب کرنے کی بھی اجازت نہیں ملتی جب تک وہ ”پاؤس جاب“ نہ کر لے۔ یعنی کسی اسپتال میں جا کر کہنہ مشق ڈاکٹروں کی نگرانی میں وہ ایک مدت تک امراض کی تشخیص اور نسخہ کی تجویز کی مشق نہ کر لے۔ یہی حال فتویٰ نویسی کا ہے۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

”رَدِّ وہابیہ اور افتایہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے، ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے، میں بھی ایک حاذق ڈاکٹر کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش و جاہ فشانی سے نکالا، اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں، مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انھوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب رَدِّ ہو گئے۔“ (الملفوظ: ج: ۱، ص: ۸۴)



شعبان ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء سے شوال ۱۳۶۷ھ / اگست ۱۹۴۸ء تک مسلسل چودہ مہینے آپ نے اپنے وطن قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی قادری رضوی اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت) سے مختلف انداز سے فقہی استفادہ اور فتویٰ نویسی کی مشق کی۔ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے زمانہ تدریس از شوال ۱۳۷۵ھ / جون ۱۹۵۶ء، تا ۱۳۸۷ھ / ۱۹۷۶ء گیارہ سال، دو ماہ، تین دن کی طویل مدت میں آپ نے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ہزاروں بار، ہزاروں مسائل میں علمی استفادہ کیا اور فتویٰ نویسی کی بھرپور مشق و تمرین کی، اور جلد ہی اپنی خداداد قابلیت و لیاقت، ذہانت و ذکاوت، مطالعہ کے ذوق و شوق کے بنا پر حضرت مفتی اعظم کے معتمد بن گئے اور عوام و خواص میں ”نائب مفتی اعظم ہند“ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ فقہ و افتا کے میدان میں امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کے تلامذہ و خلفاء میں صدر الشریعہ اور مفتی اعظم علیہما الرحمہ کو جو امتیازی شان حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ امام احمد رضا نے ان دونوں حضرات کو پورے متحدہ ہندوستان کا قاضی و مفتی مقرر کیا تھا، جس سے قضا و افتا میں ان کی جامعیت اور تفوق کی واضح نشان دہی ہوتی ہے۔ ایسے دو عظیم ترین فقہاء و مفتیان کرام کے نظر کردہ و پروردہ اور معتمد مفتی حضرت شارح بخاری کی فقہی و فنی حیثیت روز روشن کی طرح نمایاں ہے۔

یہ بھی ایک تاریخی حسن اتفاق ہے کہ فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے سب سے پہلا مسئلہ رضاعت کا تحریر فرمایا، مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھی پہلا مسئلہ رضاعت ہی کا پیش ہوا جس کا آپ نے جواب دیا، اور ان کے پوتا شاگرد و نائب مفتی اعظم (شارح بخاری) نے بھی پہلا مسئلہ رضاعت ہی کا لکھا۔ تقریباً پچیس ہزار فتاویٰ آپ نے بریلی شریف میں قیام کے دوران تحریر فرمائے اور زبانی طور پر عوام و خواص کو ہزاروں مسائل سے روشناس کرایا، اور یہ سلسلہ ان سبھی مدارس اہل سنت کے زمانہ تدریس میں جاری رہا جہاں آپ مختلف اوقات میں استاذ کی حیثیت سے پہنچتے رہے۔ لیکن ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء سے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں تشریف لانے کے بعد صرف افتا کی خدمت آپ کے سپرد کی گئی۔ کئی کئی معاون مفتی آپ کی سرپرستی و نگرانی میں شعبہ افتا میں رہے اور صدر شعبہ افتا کی حیثیت سے آپ فتاویٰ کی اصلاح و تصدیق فرماتے۔ اور خود بھی برجستہ فتاویٰ املا کراتے۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں قیام کے دوران آپ کے لکھے ہوئے فتاوے تقریباً ساٹھ ہزار ہیں۔

انھیں خصوصیات و امتیازات اور فقہ افتا میں نصف صدی کی مشق و ممارست، تجربہ و مہارت، نظر دقیق و فکر عمیق اور نیابت مفتی اعظم ہند نے پندرہویں صدی ہجری کے رُبع اول اور بیسویں صدی عیسوی کے رُبع آخر میں شارح بخاری کو ”مرجع الفتاویٰ“ کے بلند منصب پر فائز کر دیا یہاں تک کہ اس دور اخیر میں حنفیہ کی ریاست آپ

کی ہشت پہلو ذات پر ختم ہوگئی۔

### رد و مناظرہ:

ماضی کے اکابر علمائے اہل سنت میں شیر پیشہ سنت مولانا ہدایت رسول قادری برکاتی رام پوری ثم لکھنوی، مناظر اہل سنت مولانا حشمت علی لکھنوی ثم پبلی بھیتی، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن قادری اڑیسوی، اجمل العلما مفتی شاہ محمد اجمل حسین سنبھلی علیہ الرحمۃ والرضوان رد و مناظرہ کے مرد میدان تھے اور ماضی قریب میں شراح بخاری علیہ الرحمۃ ان شیران اسلام کی یادگار اور ان کے پرچم حق کے علم بردار تھے۔

یوں تو تدریس، افتا اور تصنیف سب کے سب بہت اہم کام ہیں، مگر بعض وجوہ کی بنا پر مناظرہ سب سے اہم ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ تدریس بہت مشکل کام ہے، مگر مدرس جانتا ہے کہ ہمیں کل فلاں کتاب میں فلاں سبق پڑھانا ہے، اس لیے وہ شروع و حواشی اور دیگر معاون کتابوں کی مدد سے اس کی بھرپور تیاری کر لیتا ہے، پڑھنے والے نیاز مند شاگرد ہوتے ہیں، اگر درسی تقریر میں کوئی غلطی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، اس کی تصحیح ہو جاتی ہے، تصنیف میں مصنف ایک موضوع ذہن میں متعین کر کے اس سلسلے میں گہرا مطالعہ کرتا ہے اور حاصل مطالعہ میں سے جو چاہتا ہے سکون و اطمینان کے ساتھ گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر صفحہ قرطاس پر منتقل کر دیتا ہے۔ افتا میں اگرچہ کبھی سوالات بہت پیچیدہ اور اہم ہوتے ہیں مگر مفتی کو غور و فکر اور مطالعہ کا موقع رہتا ہے کہ گھنٹے دو گھنٹے، ہفتے دو ہفتے، مہینے دو مہینے میں جب مسئلہ حل ہو جائے، جواب لکھے۔ لیکن مناظرہ ان سب سے مختلف ایک جاں گداز اور دل سوز عمل ہے۔ مناظرہ مناظرہ سے پہلے موضوع کے متعلق موافق و مخالف دلائل و شواہد اور اباحت ذہن میں بٹھا لیتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ بحث اسی دائرہ میں محدود رہے۔ موضوع اور اس کے دلائل کے متعلق کوئی بھی سوال اٹھ سکتا ہے، اور بحث چھڑ سکتی ہے۔ اس لیے اس میں منقولات و معقولات میں تجربہ، اسلامی و عربی علوم و فنون میں عبور، تاریخ و احوال زمانہ سے آگہی، حریف و مد مقابل کی شاطرانہ چالوں سے باخبری، اس کی کمزوری پر نظر، تحقیقی و الزامی جواب، حملہ و دفاع کا بروقت فیصلہ اور استحضار علمی بیدار قلبی جیسے اوصاف کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ حضرت شراح بخاری علیہ الرحمۃ نہ صرف ان اوصاف کے ساتھ متصف تھے بلکہ ان میں کمال و مہارت رکھتے تھے۔

آپ نے بہت سے مناظروں میں مختلف حیثیتوں سے شرکت فرمائی، کہیں مناظر اہل سنت کا علمی تعاون کیا، کہیں خود مناظرہ کیا، کہیں مناظرہ کی صدارت کی، درج ذیل مقامات کے مناظروں میں آپ کا سرگرم اور نمایاں کردار رہا۔

(۱) بریلی شریف میں قادیانی سے مناظرہ، بزمانہ طالب علمی (۲) رائے پور، ضلع لکھیم پور کھیری (۳) باندو

چترا، ضلع پلاموں (۴) بھن گاؤں، ضلع بستی سینا پور (۵) جھریا، ضلع دھنباڈ (۶) کلک، اڑیسہ (۷) بجر ڈیہہ بنارس (۸) سعدی مدن پور، ضلع فتح پور (۹) بدایوں۔

### وعظ و خطابت:

تقریر و خطابت کی سحر انگیزی اور سرعت تاثیر ساری دنیا میں مسلم ہے۔ خود حدیث نبوی میں بھی اس صفت کا بیان موجود ہے کہ ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ لِحِكْمَةً وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَيْسَ خَرًّا“ خالق کائنات نے حضرت شراح بخاری علیہ الرحمہ کو دیگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ تقریر و تبلیغ اور وعظ و خطابت کی دولت سے بھی نوازا تھا۔ بحیثیت مقرر مدت دراز سے آپ ملک کے بے شمار شہروں کا دورہ کرتے رہے، حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی معیت و رفاقت میں بھی آپ نے سیکڑوں بار ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جا کر تقریر و تبلیغ کی۔ لاکھوں افراد آپ کی تقریر سے متاثر اور بہت سے لوگ معاصی و منکرات سے تائب ہوئے۔ آپ کی تقریر پر مغز، پردرد، دل پذیر اور پتھر کو موم بنانے والی ہوتی تھیں۔ جس موضوع پر بولتے بہت جلد اس کے تمام ضروری گوشوں کا احاطہ کر کے ان پر بھرپور روشنی ڈالتے، قرآن و حدیث، اقوال صحابہ و تابعین اور آثار سلف سے استدلال فرماتے۔ اور کمال یہ ہے کہ اہم سے اہم اور پیچیدہ سے پیچیدہ عنوان پر برجستہ تقریر کرتے، اور اس سے متعلق ایسی معلومات پیش کرتے کہ عوام تو عوام، خواص بھی انگشت بدنداں نظر آتے۔ خود میں نے آپ کی بہت سی تقریریں سنی ہیں۔ ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ کے عنوان پر گہوارہ علم و ادب لکھنؤ کی سرزمین پر میں نے آپ کی ایسی پر مغز اور پر نکات تقریر سنی کہ اس ڈھنگ سے اس عنوان پر آج تک کسی بڑے سے بڑے خطیب اور عالم سے تقریر سننے میں نہ آئی۔

آپ کی تقریر تبلیغ و اشاعت دین اور احقاق حق و ابطال باطل کی نیت سے ہوتی تھیں، اس لیے ان میں اخلاص بھی ہوتا تھا اور سادگی تھی، درد بھی ہوتا تھا، اور بے خونی بھی، قوت و توانائی بھی ہوتی تھی اور معانی و مفاہیم کی کثرت بھی، اپنوں کے دل کی ٹھنڈک بھی ہوتی تھی اور منکرین کے لیے تلوار و نیزہ کی مار بھی، عشق کا سوز و ساز بھی ہوتا، اور حق کی آواز بھی۔

استاذ گرامی حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور فرماتے ہیں:

”میں نے آپ کی تقریر میں چند خاص باتیں محسوس کیں (۱) عالمانہ وقار (۲) اعتقادی اور علمی لحاظ سے پختگی (۳) جملوں اور مضامین کی صحت و ندرت (۴) مضمون علمی اور مشکل ہونے کے باوجود بہت آسان انداز میں ایسا بیان کہ عوام کو بھی بخوبی سمجھ میں آئے۔ (۵) ترتیب میں ایسی عمدگی کہ پورا خطاب ذہن نشین رہے، اور چاہیں تو اسی ترتیب کے ساتھ سامعین دوسروں کو سمجھا سکیں (۶) ایسا دلچسپ اور موثر خطاب کہ اکتا ہٹ نہ ہو (۷)

سطحی و غیر تحقیقی باتوں سے مکمل اجتناب۔

تقریریں کئی طرح کی ہوتی ہیں: (۱) ادق اور علمی جن کو اہل علم ہی سمجھ سکیں (۲) سطحی اور دلچسپ جن کو عوام تو پسند کریں، مگر اہل علم حقارت سے دیکھیں (۳) غیر تحقیقی باتوں کی کثرت، علمی و تاریخی لحاظ سے غلط، روایات میں اپنی جانب سے بے جا اضافے، الفاظ کے، جملوں کے، مضامین کے، غلط سیاق و سباق کے پیوند پر پیوند، مگر بیان میں ایسی چاشنی اور زور کہ عوام وجد میں آجائیں۔ ایسی تقریروں سے ان خطبا کے کشکول بھرے ہوتے ہیں، جنہیں رضاے خدا و رسول سے زیادہ خوشنودی عوام عزیز ہوتی ہے، اور ثواب آخرت سے زیادہ حطام دنیا جمع کرنے کی فکر لگی رہتی ہے۔ (۴) روایت و درایت اور علم و تحقیق کی رو سے صحیح معلومات کی جامع اور زبان و بیان کے لحاظ سے دلچسپ اور عام فہم جس سے عوام و خواص دونوں نفع اندوز ہوں۔

قسم اول کا دائرہ نفع محدود ہے، قسم دوم و سوم کی کثرت ہے، ایسی تقریریں اور ایسے خطبا ہر دور میں عوام کے دل و دماغ پر چھائے رہے، مگر صحیح معنی میں خطاب اور خطابت وہی ہے جو چوتھی قسم کے معیار پر کامل ہو۔ بفضلہ تعالیٰ حضرت شراح بخاری علیہ الرحمہ کی تقریر اسی قسم سے تعلق رکھتی تھی اور نہایت جامع، مفید اور بصیرت افروز ہوتی تھی۔ وہ اعتقادات پر ایسے ٹھوس دلائل کے ساتھ خطاب فرماتے کہ مذہب انسان کا ایمان درست ہو جائے اور صحیح الاعتقاد شخص، راسخ الاعتقاد اور اپنے دین کا مبلغ ہو جائے، عملیات پر بھی ایسی موثر باتیں پیش کرتے کہ انسان انہیں اپنا کر صالح و اطاعت شعار ہو جائے۔ علمی تقریرات اور مجمع علما میں بھی ایسا مختصر اور نکات و معارف سے بھرپور خطاب فرماتے جو ان کے لیے فکر و بصیرت کے نئے درجے کھول دے، اور علم و آگہی کے نئے گوشے روشن کر دے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ (معارف شراح بخاری، ص: ۲۹۰-۲۹۱)

آپ کی خطابت کا علمی رنگ اس وقت خوب خوب نکھر تا جب آپ اپنے مذہبی حریف کے قصر باطل کی دھجیاں بکھیر رہے ہوں، آپ کی بہت سی تقریریں اپنی یادگار آپ ہیں۔ غیر مقلدوں کی تردید میں گجرات کی تقریر ایسی زوردار اور پر مغز تھی کہ عوام تو عوام، علمائے کرام کے ذہنوں میں بھی اس کی گونج ایک عرصہ دراز تک باقی رہی۔ ختم بخاری شریف کی ساعت سعید میں جو تعارفی اور تنقیدی تقریر ہوتی تھی اس کا اپنا رنگ ہوتا۔

### تحریر و تصنیف:

حضرت شراح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان کی فکر و قلم، تحریر و تصنیف اور زبان و ادب سے گہری وابستگی ابتداء سے رہی، یہی سبب ہے کہ طالب علمی کا زمانہ رہا ہو یا عہد شباب، شعور کی پختگی ہو یا کبر سنی، علمی و تصنیفی مصروفیات نے ہمیشہ آپ کے لمحات زندگی کا احاطہ کیے رکھا۔ تدریس و افتا کی گراں بار ذمہ داریوں کے ساتھ آپ قرطاس و قلم کا بھی حق ادا کرتے رہے، ان کی تحریر و تصنیف نصف صدی پر محیط ہے۔ ابتداء ہی سے آپ نے



وقع مضامین و مقالات لکھے، آپ کے سیال قلم نے جس وادی کا رخ کیا، اسے سیراب کیا، جس حق کو چاہا، اس کا چہرہ نکھار کر روشن کر دیا، اور جس باطل پر کمند ڈالی اسے کھینچ کر اپنے پاؤں سے روند ڈالا، گویا کہ کلک امجدی میں کلک رضا کی حمایت حق و استیصال باطل کی جلوہ آرائی و کارفرمائی ہے، سطوت و صولت کا غلغلہ و ہمہ ہے، اور فیضان و توفیق کا حسین امتزاج ہے۔

مختلف دینی و علمی موضوعات پر آپ کی قیمتی اور جامع تحریریں اور وقع و موثر مقالے دبدبہ سکندری رام پور، نوری کرن بریلی شریف، پاسان الہ آباد، جام کوثر کلکتہ، استقامت کانپور، اشرفیہ مبارکپور، رفاقت پٹنہ، حجاز جدید دہلی وغیرہ رسالوں میں چھپ کر عوام و خواص کے درمیان مقبول ہوتی رہیں۔ ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور میں التزام و تسلسل کے ساتھ آپ کے منتخب فتاویٰ چھپ کر ماہنامہ کا وقار بلند اور قارئین کی تعداد میں اضافہ کرتے رہے۔ آپ کے مطبوعہ مضامین یکجا کر کے ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء میں ”مقالات شراح بخاری“ کے نام سے شائع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ چکے ہیں، جو علم و ادب کا شاہکار، فکر و آگہی کا سنگم، زبان و بیان کا مرقع، تنقید و تبصرہ کی دستاویز، تحقیق و تدقیق کا شیریں چشمہ، ملی درد و کرب کا آئینہ اور دین و عقیدہ کا بحر زخار ہے۔

مختلف مدارس اہل سنت کے زمانہ تدریس میں منتشر طور پر مختلف موضوعات پر کتب و مضامین لکھنے کا عمل جاری رہا، لیکن جامعہ اشرفیہ مبارک پور آنے کے بعد مولانا یسین اختر مصباحی اور مولانا افتخار احمد قادری مصباحی کی درخواست اور اصرار پر آپ نے صحیح بخاری کا ترجمہ لکھنے کا بیڑہ اٹھایا، پھر علامہ محمد احمد مصباحی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی گزارش پر ترجمے کے ساتھ شرح کا کام بھی شروع فرمایا، بفضلہ تعالیٰ ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۹۸ء کو یہ عظیم دینی و مذہبی اور علمی و تاریخی کارنامہ پایہ تکمیل کو پہنچا، جس کی خوشی میں ۲۱ شوال ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۰۰ء کو عروس البلاء ممبئی میں ”رضا اکیڈمی“ کے زیر اہتمام دو روزہ عظیم الشان ”جشن تکمیل شرح بخاری“ منایا گیا، جس میں آپ کو چاندی سے تولا گیا، مگر ناظرین و حاضرین اجلاس کی آنکھیں فرط حیرت سے اس وقت پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب آپ نے اسی وقت منبر رسول پر ایک تہائی چاندی رضا اکیڈمی ممبئی کو تصانیف اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے لیے اور دو تہائی چاندی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کو مستقبل کے زریں منصوبوں کی تکمیل کے لیے وقف کرنے کا اعلان فرمایا: فقیر راقم سطور بھی اس جشن میں موجود تھا، میں نے دیکھا کہ بہت سے حاضرین کی آنکھیں اس تاریخی موقع پر فرط حیرت و مسرت سے ڈبڈبا آئیں۔

علمی سطح پر آپ کی تحریریں اور قلمی آثار و تحقیقی ایجاز کا خوب صورت اور قیمتی رنگ لیے رہتی ہیں، باتیں پنی تلی اور پتے کی ہوتی ہیں، مضامین کی فراوانی بھی خوب ہوتی ہے لیکن مفہوم کی ترسیل اور مضامین کی تفہیم کہیں بھی متاثر نہیں ہوتی، جن کا امتیازی وصف تحقیق و تدقیق ہوتا ہے، سرعت تحریر میں اپنا جواب آپ تھے۔ بحر ڈیہہ کے

مناظرہ میں غیر مقلدین کی ہفتوں میں تیار شدہ مفصل تحریر کے جوابات بہت سرعت کے ساتھ تحریر کرائے جب کہ آپ ان دنوں علیل چل رہے تھے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں طویل مقالات و مضامین، لمبے اور تحقیقی فتاویٰ بلکہ کتابیں لکھنا تو عام بات ہے۔

### رشحاتِ قلم:

حضرت شاری بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشہب قلم سے مختلف عنوانات پر متعدد کتابیں معرض تحریر میں آئیں، جو میری ناقص معلومات کے مطابق درج ذیل ہیں:

(۱) نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری:  $\frac{30 \times 20}{8}$  سائز کے پانچ ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اسلامی علوم و معارف اور حدیث و سنت کی تحقیقات و تدقیقات کا دائرۃ المعارف، علمائے متقدمین و متاخرین اور سلف صالحین کی عربی و فارسی شروح کا عطر مجموعہ ہے جو ۹ جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۲) اشرف السیر: اس کتاب میں سیرت نبوی کے بنیادی ستون، محمد بن اسحاق (۱۵۱ھ/۷۶۸ء) محمد بن عمر الواقدی (۲۰۷ھ/۸۲۲ء)، محمد بن سعد (۳۲۰ھ/۸۴۴ء) محمد الدین بن جریر طبری (۳۰۱ھ) پر فن تاریخ و حدیث اور سیرت کے حوالے سے مخالفین کے اعتراضات کے دندان شکن علمی جوابات، سیرت پاک سے متعلق مغربی ظالمانہ اور جاہلانہ اور مشرق کے مرعوبانہ اور معذرت خواہانہ طرزِ عمل پر سیر حاصل تنقیدی و تحقیقی کلام، اور ابتدا سے بعثت نبوی تک سرکار کے احوال و کوائف اور آپ کے آباء و اجداد کے تعلق سے جامع، پر مغز اور معلوماتی گفتگو کی گئی ہے:  $\frac{36 \times 23}{16}$  سائز کے ۲۳۱ صفحات پر مشتمل ایک اہم علمی و تحقیقی دستاویز ہے۔

(۳) اشکِ روان: آزادی ہند سے پہلے کانگریس اور مسلم لیگ کی خود غرضی اور مفاد پرستی پر مبنی پرفریب سیاست پر ضرب کاری، اور اس کی مخالفت اور مسلمانوں کے لیے اسلامی و شرعی نقطہ نظر سے تیسرے متبادل کی تجویز۔ تقسیم ہند کے بعد ہونے والی مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کی تباہی و بربادی اور بعد میں انھیں درپیش سیاسی و سماجی، مذہبی و ملی پریشانیوں اور رسوائیوں کو اپنی دور بین نگاہوں سے بھانپ کر اس پر اپنے قلبی و ذہنی اضطراب، بے کلی اور بے چینی کا اظہار، اور پھر اس کے تدارک کے لیے مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل، یہ سب کچھ اس کتاب میں شامل ہے، شاری بخاری نے پچیس برس کی عمر میں اسلامی سیاست کے موضوع پر یہ کتاب تحریر فرمائی ہے۔ آزادی ہند و تقسیم ہند سے پہلے ۱۹۴۶ء کے پر آشوب و پر فتن دور میں اس کی اشاعت ہوئی۔

(۴) اسلام اور چاند کا سفر: شرعاً چاند پر انسان کا پہنچنا ممکن ہے، اسلامیات اور فلکیات کے اصول و قواعد اور قوانین و مباحث کی روشنی میں اس مدعا پر محققانہ گفتگو کی گئی ہے جو آپ کے وسعت مطالعہ، ژرف نگاہی، قوت استدلال اور زور بیان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ:  $\frac{36 \times 23}{16}$  سائز کے ۱۴۰ صفحات پر پھیلی ہوئی محققانہ و

عالمانہ تحقیقات و اباحت کا حسین گلدستہ ہے۔

(۵) تحقیقات: اس میں وہابیوں، دیوبندیوں اور معاندین اہل سنت کے کچھ لایعنی اعتراضات کے مدلل و الزامی جوابات ہیں۔ یہ کتاب:  $\frac{36 \times 23}{16}$  سائز کے ۲۸۸ صفحات پر مشتمل دو حصوں میں ہے۔

(۶) فتنوں کی سرزمین کون، نجد یا عراق؟: اس کتاب میں نجد و عراق کا ایک گراں قدر، حقیقت افروز اور ایمان افزا تاریخی، جغرافیائی اور دینی و سیاسی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ سائز:  $\frac{36 \times 23}{16}$  کے صفحات پر مشتمل ہے۔

(۷) سنی دیوبندی اختلافات کا منصفانہ جائزہ: یہ سنی و دیوبندی اختلافات کی بنیاد اور اعیان وہابیہ کی کفری عبارتوں پر غیر جانب دارانہ فیصلہ کن اباحت کا خوب صورت علمی گلدستہ ہے، اپنے موضوع پر لا جواب اور بے مثال کتاب ہے۔ یہ:  $\frac{36 \times 23}{16}$  سائز کے صفحات پر مشتمل ہے۔

(۸) اثبات ایصالِ ثواب: ایصالِ ثواب کے موضوع پر مصنف کی ایک نئے انداز میں بحث، میلاد و قیام، نیاز و فاتحہ کے سلسلے میں شکوک و شبہات کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کے اطمینان کلی کے لیے ایک بیش قیمت، زوردار علمی دستاویز۔ سائز:  $\frac{36 \times 23}{16}$  صفحات ۸۰۔

(۹) مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں: یہ رسالہ جبرامت، افتخار ملت سیدنا مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے حالات، دینی و علمی خدمات اور زریں کارناموں کی آنکھوں دیکھی روداد، اور ان کے اوصاف و کمالات کا بیش بہا، مرقع ہے۔

(۱۰) شہادت حسین کا ذمہ دار کون: سوانح کربلا کے تعلق سے ایک علمی و تحقیقی تحریر اور شرعی و تاریخی دلائل سے لبریز دل آویز مقالہ۔

(۱۱) مسائل حج و زیارت: یہ زیارت حرمین طیبین اور مناسک حج کے عنوان پر آسان اردو زبان میں بیش قیمت علمی کتاب ہے۔

(۱۲) السراج الکامل: اس رسالہ میں صدر الافاضل فخر الامثل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ صاحب تفسیر خزائن العرفان کے بعض اقوال کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔

(۱۳) فرقوں کی تفصیل: یہ ابتدائے اسلام سے عصر حاضر تک بنام اسلام جنم لینے والے فرقوں کے عقائد و احوال پر ایک مختصر اور جامع مقالہ ہے۔

(۱۴) تعلیقات فتاویٰ امجدیہ: یہ فتاویٰ امجدیہ جلد اول و دوم پر آپ کے بصیرت افروز، عالمانہ و فقہیانہ حواشی و تعلیقات کا مجموعہ ہے، جو آپ کی علمی گہرائی و گیرائی، فقہی بصیرت اور وسعت فکر و نظر کا آئینہ ہے، فتاویٰ کی

جلد اول:  $\frac{30 \times 20}{8}$  کے چار سو پچیس صفحات اور جلد دوم تین سو اٹھاسی صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔  
(۱۵) تعلیقاتِ سننِ جانکاه بہ دلِ غیر مقلدانِ گمراہ: یہ اہل سنت و جماعت اور غیر مقلدین کے درمیان بجز ڈیہہ، بنارس میں ہوئے تحریری مناظرہ کی روداد ہے اور اس پر ہر تحریر کے شروع میں بڑے قیمتی نوٹ اور حواشی لگائے ہیں، جن سے حضرت کی مناظرانہ صلاحیت، نقاد ذہن، طبعی جودت اور تجزیاتی ذہن و فکر کی عکاسی ہوتی ہے۔

(۱۶) مقالاتِ شارح بخاری: یہ دینی و مذہبی، علمی و ادبی، تاریخی و سوانحی، فکری و تحقیقی گونا گوں عنوانات پر حضرت کے سیکڑوں بوقلموں مضامین کا مجموعہ ہے، جمدہ تعالیٰ یہ کتاب تین جلدوں میں شائع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔

(۱۷) مسئلۃ تکفیر اور امام احمد رضا: اپنے موضوع پر نہایت شاندار، گراں قدر، اور اچھوتی محققانہ و متکلمانہ تحریر، جو موضوع کے تمام زاویوں کو حاوی اور شبہات کے سارے تار و پود بکھیرنے والی ہے۔ سائز:  $\frac{36 \times 23}{14}$  صفحات: ۴۸۔

(۱۸) فتاویٰ شارح بخاری: آپ کی زندگی بھر کے علمی و تحقیقی فتاویٰ کا مجموعہ، جو ایک اندازے کے مطابق پچتر ہزار فتاویٰ کو محیط ہوگا۔

(۱۹) اذان خطبہ کہاں ہو؟: (افادات)

(۲۰) تنقید بر محل: (افادات)

مؤخر الذکر دونوں کتابیں حضرت کے علمی افادات کا مجموعہ ہیں جنہیں آپ کے تلمیذ رشید حضرت مولانا عبد الحق رضوی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے جمع فرمایا ہے۔

### حاضر جوابی:

گونا گوں اوصاف و کمالات اور فضائل و محاسن کی جامعیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حاضر جوابی کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا تھا، آپ مخاطب کی بات سنتے ہی نہایت برق رفتاری کے ساتھ اس کے تمام گوشوں کا احاطہ کر لیتے اور پھر برجستہ ایسا جواب عنایت فرماتے کہ اگر وہ معاند اور ہٹ دھرم ہے تو لا جواب ہو کر خاموش ہو جاتا، ورنہ مطمئن ہو کر واپس جاتا۔

جولائی ۱۹۹۶ء میں آپ نے پاکستان اور افریقہ کا ایک طویل دعوتی و تبلیغی سفر کیا، اسی موقع سے تنزانیہ کے دارالسلطنت ”دار السلام“ میں ایک شخص نے جسے وہابیوں نے اپنے چنگل میں لے لیا تھا، علم غیب رسول کے متعلق متعدد سوالات کیے ان میں سے ایک سوال یہ تھا:



سوال: جب بتا دیا گیا تو غیب کہاں رہا؟ اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے۔ اس کا آپ نے برجستہ یہ جواب دیا:

جواب: یہ دراصل وہابیوں کا مغالطہ عامۃ الورد ہے، جاہلوں میں اس کا بڑا پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں، اچھا بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ غیب جانتا ہے یا نہیں؟

وہ بھولا بھالا، اس نے ایمان کی بات کہہ دی کہ ”اللہ تعالیٰ غیب جانتا ہے“ پھر حضرت نے فرمایا: اللہ ہر چیز کو دیکھتا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا: دیکھتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا اور جانتا ہے تو وہ اب غیب کہاں رہا؟ یہ سن کر وہ بے چارہ دم بخود ہو گیا، بعد میں حضرت نے اسے سمجھایا کہ یہ غیب ہمارے اعتبار سے ہے، اللہ عزوجل اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعتبار سے نہیں، جس پر وہ مطمئن ہو گیا اور خوش خوش واپس ہو گیا۔ (معارف شراح بخاری: ص: ۳۶۸)

ایک مرتبہ آپ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے ہمراہ جونا گڑھ کا ٹھیاواڑ کے تبلیغی سفر پر تشریف لے گئے، اس سفر کی آپ بیتی بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

”اسی سفر میں جونا گڑھ کے ایک شیعہ نے حضرت (مفتی اعظم قدس سرہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث قرطاس لے کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینی شروع کر دی، حضرت (مفتی اعظم) نے پہلے اس کو ڈانٹا کہ تمیز سے بات کرو، ہم حضرت فاروق اعظم کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرطاس کس سے مانگا تھا؟ اس نے کہا: حاضرین سے۔ میں نے کہا: مریض جب کوئی چیز مانگتا ہے تو اس کو مہیا کرنا گھروالوں کا فرض ہوتا ہے۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ پر پہلے یہ فرض عائد تھا کہ قرطاس حاضر کرتے۔ انھوں نے کیوں نہیں حاضر کیا؟ اور اگر یہ جرم ہے تو تمہارے اعتراض اور نکتہ چینی کے مطابق اس کے سب سے بڑے مجرم حضرت علی، حضرت سیدہ فاطمہ ہیں۔ اس پر اس کی بولتی بند ہو گئی، اور پھر اٹھ کر چلا گیا۔ (حوالہ سابق: ص: ۴۱۹)

### حق گوئی:

حق گوئی اور بے باکی، ایک داعی، مبلغ، مصلح، مرشد، عالم دین اور مومن کامل کی صفات لازمہ سے ہیں:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی

حق تعالیٰ نے یہ وصف بھی آپ کی ذات میں خوب ودیعت فرمایا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ منکرات سے صلح کو حرام سمجھتے تھے اور اس باب میں آپ ذرہ برابر صرف نظر اور چشم پوشی کے قائل نہیں تھے، شرع مطہر کے خلاف

کوئی بات دیکھتے تو فوراً اس پر تنبیہ فرماتے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی انجام دہی میں کوئی لچک اور نرمی روا نہ رکھتے، اور نہ ہی کسی کی رعایت فرماتے۔ بہت سے لوگ آپ کی اس مومنانہ اور مجاہدانہ وصف کو ”شدت“ سختی اور نہ جانے کن کن الفاظ و کلمات سے تعبیر کرتے تھے، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث ”من رأى منكم منكراً فليغيره بيده وان لم تستطع فبلسانه.“ پر عمل ہوتا تھا۔ اور ارشاد رسالت: ”السَّاكِتُ عَنِ الْحَقِّ شَيْطَانٌ أَخْرَسٌ.“ ہر وقت آپ کے پیش نظر رہتا تھا۔

### داد و دہش اور مہمان نوازی:

مہمان نوازی اور سخاوت و فیاضی اخلاق کریمانہ اور صفات مومنانہ میں شمار ہوتی ہیں۔ حضرت شراح بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان اوصاف میں بھی منفرد اور نمایاں تھے۔ غائبانہ طور سے تو میں پہلے ہی اس بارے میں بہت کچھ سن چکا تھا مگر پچشم سراس وصف کا مشاہدہ اس وقت ہوا۔ جب کہ شوال ۱۴۱۸ھ میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں بحیثیت استاذ میرا تقرر ہوا۔ آپ کا روزانہ کا معمول تھا کہ نماز عصر سے فراغت کے بعد اپنے کمرہ کے سامنے برآمدہ میں کرسی پر تشریف رکھتے اور اساتذہ جامعہ اشرفیہ حاشیوں پر بچھی ہوئی کرسیوں پر تشریف فرما ہوتے۔ آپ بلا تردد روزانہ اپنی جیب خاص سے عصرانہ کا انتظام فرماتے۔ اس کے علاوہ باہر سے آنے والے مہمانوں کا بھی ایک تسلسل رہتا، جن کی ضیافت کا فریضہ بھی آپ بحسن و خوبی انجام دیتے۔

گیارہ بجے شب میں گیارہ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ کو گیارہ علمائے کرام کی موجودگی میں جب نزہۃ القاری شرح بخاری تکمیل آشنا ہوئی تو آپ نے فوراً وسیع پیمانے پر علما اور صلحا کی افطاری اور ضیافت کے اعلیٰ پیمانے پر انتظام کا حکم دیا، آپ کے فرزند اکبر ڈاکٹر محب الحق رضوی انتظام و انصرام میں ہمہ تن مصروف ہو گئے، طرح طرح کے لذیذ کھانوں، پھلوں، میوؤں اور اشیائے خورد و نوش سے دسترخوان سجایا گیا۔ اسی ہجوم میں حکیم مولانا رمضان علی علیہ الرحمہ کے بڑے صاحب زادے مرغوب احمد، ڈاکٹر صاحب کو لینے آ گئے۔ مولانا مرحوم حضرت شراح بخاری کے معاصرین اور رفقا میں شمار ہوتے ہیں۔ مرغوب احمد اور ان کی لڑکی کی علالت کی خبر سن کر حضرت حد درجہ ملول خاطر ہوئے۔ فوراً ڈاکٹر صاحب کو مریضہ کا معائنہ کر کے مرض کی صحیح تشخیص کے بعد ہر طرح کی سہولت بہم پہنچانے کی تاکید اور ہدایت فرمائی، اور اپنی جیب خاص سے سو روپے نکال کر مرغوب احمد کو عنایت فرمائے، اور بعد میں ملتے رہنے کے لیے بھی آپ نے ہدایت فرمائی۔ (معارف شراح بخاری: ص: ۴۳۴)

### اوقات کی پابندی:

وقت ایک ایسی انمول دولت ہے جو گزرنے کے بعد کسی طرح واپس نہیں آ سکتی۔ وقت کو کام میں لانا اپنی زندگی کو کارآمد بنانا ہے اور وقت کو ضائع کرنا خودکشی کے مترادف ہے۔ عرب کی مشہور حکیمانہ کہاوت ہے:

”الوقت هو الحیاة فلا تقتلوه.“

حضرت شراح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان شروع ہی سے اوقات کی حد درجہ قدر فرماتے اور ایک لمحہ بھی بے کار ضائع نہیں ہونے دیتے۔ عام علما کا تو یہ حال ہے کہ چھٹی کے ایام اور فراغت کے اوقات سیر و تفریح اور دیگر غیر ضروری امور میں صرف کر دیتے ہیں، اور ان میں مطالعہ کتب، مذاکرہ علمی، درس و تدریس اور دیگر علمی مشاغل کو شجر ممنوعہ سمجھتے ہیں، مگر شراح بخاری علیہ الرحمہ کا معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا کہ اکیاسی برس کی عمر اور ضعف بصارت کے باوجود اگر کوئی معاون نہیں ملتا تو تنہا دارالافتا میں بیٹھ کر ٹیبل لیپ جلا کر خود دور بین کی مدد سے باریک اور نہایت چھوٹے حروف والی کتابیں مطالعہ فرماتے۔ آپ نے اپنے اوقات مختلف دینی و ملی، علمی و فنی اور تحریری و تصنیفی کاموں کے لیے بانٹ رکھے تھے، جن کی آپ ہر موسم میں پابندی فرماتے، اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔

### احساس ذمہ داری:

حضرت فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے جو منصب جلیل عطا فرمایا تھا اس کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کا احساس بھی خوب عطا فرمایا تھا۔ میں نے آپ کی زندگی کا جو دور دیکھا ہے اس میں آپ ایک ممتاز ترین مفتی اور مایہ ناز مناظر کے منصب پر فائز نظر آئے۔ اس کے علاوہ آپ کو منتظم، مدبر، سیاسی و سماجی سوجھ بوجھ کا مالک اور ماہر تعلیم بھی پایا۔ ان تمام صلاحیتوں کو جس خوبی کے ساتھ آپ نے استعمال فرمایا وہ قابل رشک حد تک بہتر تناسب لیے ہوئے تھا۔ اسی سال سے زائد عمر، عارضہ قلب اور حاسدین کی ریشہ دوانیوں کا ملال لیے یہ ضعیف العمر ذات گرامی جس قدر تعمیر امت کے کاموں میں مصروف نظر آئی، باصلاحیت جوانوں کو بھی اتنا منہمک نہ دیکھا۔

فجر کی نماز کے بعد شرح بخاری میں مصروف رہتے، آٹھ بجے دارالافتا میں تشریف رکھتے، اور بارہ بجے دن تک چار گھنٹے مسلسل فتاویٰ املا کراتے، نائین کے فتاویٰ سماعت فرماتے، اصلاح کرتے، تخصص فی الفقہ کے طلبہ کی فقہی تربیت فرماتے۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد پھر دارالافتا تشریف لاتے اور دو گھنٹے مسلسل کام کرتے، عصر کے بعد عمومی نشست ہوتی جس میں اساتذہ جامعہ کے ہجوم میں آپ صدر نشین ہوتے، اس محفل میں مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی، پھر نماز عشا کے بعد سے لے کر گیارہ بجے شب تک شرح بخاری کا سلسلہ جاری رہتا۔ پھر نماز عشا اور کھانے سے فراغت ہوتی، یہ روز کا معمول تھا، جمعرات و جمعہ کو کام کی شرح میں اور اضافہ ہو جاتا تھا۔ وقت کی بربادی سے بڑھ کر آپ کے نزدیک کوئی نقصان نہ تھا۔ مولانا ارشاد احمد رضوی مصباحی لکھتے ہیں: ہزاری باغ کے اجلاس میں احقر بھی ساتھ تھا، منتظم حضرات نے جس ٹرین سے واپسی کا ٹکٹ بنوایا، وہ شام

کو پانچ بجے تھی، صبح کی ٹرین سے ریزرویشن نہیں ہو سکا، کوردہ علاقہ، بے علم لوگ، حضرت کڑھ کر رہ گئے، اس ملال کا کئی بار اظہار بھی فرمایا کہ سارا وقت بے کار گیا۔ (شارح بخاری نمبر، کنز الایمان دہلی، ص: ۲۵۴)

شرح بخاری کا کام سب سے زیادہ رمضان شریف میں ہوتا، تراویح کے بعد نشست جمعی اور عموماً ایک بجے تک کام ہوتا رہتا۔ ذرا سوچئے! اسی سال کا بوڑھا انسان، روزہ کی مشقت خیزی، افطار اور تراویح کے بعد نوجوان حضرات بھی عموماً خود کو کسی علمی کام کے قابل نہیں پاتے، لیکن اہل سنت کا یہ بوڑھا محسن، سلف کی علمی یادگار، اتنا سارا کام کر کے بھی نہ تھکتا، بلکہ خود کو اور تو ان محسوس کرتا۔ اور ”شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم“ کی پرسکون بشارت چہرہ پر پھیل جاتی۔

### ملی درد:

حضرت فقیہ اعظم ہند کی ذات میں گونا گوں علمی و فنی کمالات، اخلاقی و فکری محاسن کے ساتھ آپ کا سب سے قیمتی و شاندار وصف خلوص وللہیت اور ملت اسلامیہ کے تعلق سے درد مندی کا احساس تھا، بارہا ان کی بھیگی پلکیں افتاد امت کے ازالے کے واسطے مناجات کرتی نظر آئیں۔ ان کا درد مند دل رب العزت کے حضور سجدوں میں مچلتا دیکھا گیا، ان کے ناتواں بازو اسلامیان عالم کی مشکل کشائی میں ایسے مستعد نظر آئے، گویا جواں سالی لوٹ آئی ہو، ان کی آہوں کا درد، دل کا دھواں، احساس کی آنچ، دل کا سوز، جذبوں کی کسک، حوصلوں کی تڑپ، روح کا کرب، جسم کی توانائی، سب کی سب ملت کی فلاح و بہبود کے لیے نذر تھی، ملی درد مندی کے یہی جذبات و احساسات تھے جنہوں نے آپ کو ہمیشہ مضطرب اور آمادہ عمل رکھا۔ جامعہ اشرفیہ کے ہر نازک موڑ پر کام آئے۔ ہر مشکل میں دست گیری کی۔

۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کے وہ لمحات مسلمانوں کے لیے کتنے صبر آزما اور کرب ناک تھے، جب آر، ایس، ایس، بجرنگ دل، شیوسینا اور شوہندو پریشد کے انتہا پسندوں، ظالم دہشت گردوں اور ہندو غنڈوں کے ہاتھوں تاریخی بابری مسجد شہید کر دی گئی۔ اور ہندوستانی آئین کو دن کے اجالے میں برسر عام پیروں تلے روند ڈالا گیا، ملت اسلامیہ ہند کے لیے ان نازک لمحات اور ہمت شکن اوقات میں حضرت کے تڑپتے جذبات، بھرائے لہجے، برستی آنکھیں، لہولہان جگر، بارگاہ خالق لم یزل میں اٹھے ہوئے لرزتے ہاتھ، تھراتے لب، کانپتے اعضا، دلدوز چیخوں میں ڈوبی دعائیں سنی گئیں، دل کی گہرائی سے نکلتی آہیں، امت کی بے بسی اور بے کسی کو اجاگر کرتے نالے، شعورو احساس کی پنہائیوں سے بلند ہوتا ہوا درد و سوز سبھی کچھ دیکھا گیا۔

۱۹۹۱ء میں خلیج کی جنگ نے اسلامیان ہند کے دلوں کو جذبات کا آتش فشاں بنا دیا تھا۔ ہر دل دھڑک رہا تھا، اور آنکھ آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھی، زندگی کی حرارتیں سرد پڑتی جا رہی تھیں، ۱۷ جنوری کی دردناک صبح جب



اٹھائیس ملکوں کی سورتھیں، تنہا شیر دل عراق پر بموں کی بارش کر رہی تھیں، تو حضرت کے جواں سال جذبات ضعیفی کے عالم میں بھی شعلہ بداماں تھے، جذبوں کی حدت اشکوں کی صورت میں اسلامی سوز اور ملی درد کا اظہار کر رہی تھی، ہچکیوں میں ڈوبی ہوئی ان کی دعائیں آج بھی یاد آتی ہیں تو دل کا عالم زیر و زبر ہونے لگتا ہے۔ ۸ بجے صبح کو سبھی طلبہ کو دارالحدیث میں جمع ہونے کا حکم ہوا، پھر آپ نے مسنون دعائیں، استغفار اور کلمہ طیبہ ورد کرائے، اس کے بعد درد میں ڈوبی ہوئی آواز کیا بلند ہوئی کہ فضاؤں کا سکون غارت ہو گیا، دلوں کی شکیبائی چھن گئی، ہر آنکھ آنسوؤں میں ڈوب گئی اور آہوں اور سسکیوں نے پوری فضا کو حسرت کا مزار بنا ڈالا۔

اس طرح کے نہ معلوم کتنے پر درد مواقع آپ کی زندگی میں آئے، ہر موقع پر آپ کو امت مسلمہ اور ملت بیضا کی بے بسی پر روتے بلکتے، اور سوزِ دروں کو اشکوں کی بارش سے ظاہر کرتے دیکھا گیا۔

### اسلامی غیریت و حمیت:

اسلامی غیریت و حمیت اور دینی درد و کرب بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے، صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود ثقفی نے اثنائے گفتگو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

اِنِّی وَاللّٰہُ لِأَرٰی وُجُوہًا وَاِنِّیْ لِأَرٰی اَشْوَابًا مِّنَ النَّاسِ خَلِیْقًا یَّفْرُوْا وَاوْیَدُ عُوْکَ .

(صحیح البخاری، ج: ۱، ص: ۳۷۸)

بخدا! میں آپ کے پاس ایسے چہرے اور مختلف قبائل کے ایسے افراد دیکھ رہا ہوں جو آڑے وقت پر آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عروہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

امْصَصْ بَطْرَ اللَّاتِ، اَنْحَنُ نَفْرًا عَنْہُ وَنَدْعُہُ . (صحیح البخاری، ج: ۱، ص: ۳۷۸)

(اپنے معبودات کی شرم گاہ چوس، کیا، ہم حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔)

یہ افضل الخلق بعد الرسل سیدنا صدیق اکبر کی دینی غیرت، اسلامی حمیت اور ایمانی جوش ہی تھا جس نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں عروہ بن مسعود کو اتنی سخت بات کہنے پر مجبور کر دیا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب بعض عرب قبائل میں فتنہ ارتداد نے سرا بھارا، اور انھوں نے زکاۃ کی فرضیت کا انکار کرنے کے ساتھ زکاۃ کی ادائیگی سے بھی انکار کر دیا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مد زکاۃ میں ایک رسی بھی چھوٹ جائے گی تو میں اس کے لیے بھی ان سے جہاد کروں گا۔ خلیفہ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق! ان لوگوں کے ساتھ نرمی اور چشم پوشی کیجیے۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ جلال میں آگئے، اور حضرت عمر کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَجَبَّازُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّازُ فِي الْإِسْلَامِ، أَنَّهُ قَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ، أَيْنَقُصُّ وَأَنَا حَيٌّ.

اے عمر! زمانہ جاہلیت میں تم بہت سخت اور بہادر تھے، کیا اسلام لا کر بزدل اور پلپلے ہو گئے، وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا، اور دین اسلام مکمل ہو چکا، کیا میرے جیتے جی اس دین میں کچھ کمی کی جاسکتی ہے؟

کیا ”اينقص و أنا حي“ سے حضرت صدیق اکبر کا ایمانی تیور، دینی حمیت، اسلامی غیریت اور اسلامی عقائد و اعمال کے خلاف آواز بلند کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچانے اور دین کی مکمل حفاظت اور نگہداشت کرنے کا جذبہ بے کراں نمایاں نہیں؟ یقیناً یہ اسی جوش ایمانی، جذبہ دروں اور غیرت دینی کی کار فرمائی تھی جو انھیں سید الانبیاء، سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خاص سے تحفہ میں ملی تھی۔

حضرت شراح بخاری رحمۃ اللہ علیہ گونا گوں اوصاف و کمالات کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ بارگاہ صدیقی کے اس وصف خاص سے بھی بہرہ مند تھے، اور یہ ان کی کتاب زندگی کا ایک نہایت روشن اور تابناک باب تھا۔ دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر اگر کسی بد باطن نے کسی طرح کوئی حملہ کیا تو تحفظ اسلام اور ناموس رسالت کی خاطر نتائج کی پرواہ کیے بغیر آپ سینہ سپر ہو گئے، اور اس وقت انھوں نے یہ نہ دیکھا کہ کتنے لوگ میرے ساتھ ہیں، اور نہ اس کی کوئی پرواہ کی کہ سامنے کون ہے، آپ کی اسلامی غیرت و حمیت جوش میں آئی تو عوام کے درمیان پہنچ گئے، اور انھیں ساتھ لے کر ان کی قیادت کرتے ہوئے بلا خوف و خطر پرچم حق بلند کر دیا۔ وہ چاہے تقسیم ہند کے چند سال بعد الہ آباد کے ہندی اخبار ”امرت بازار پترکار“ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ مضمون شائع ہونے پر گھوسی، اعظم گڑھ کے مسلمانوں کو لے کر اس کے خلاف احتجاج کرنے کا معاملہ ہو، یا ۱۹۵۶ء میں اتر پردیش کے گورنر کے، ایم مشی کے زیر اہتمام چھپنے والی ”ریچس لیڈرس“ نامی فتنہ انگیز کتاب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین کیے جانے پر بریلی شریف میں احتجاجی جلسہ و جلوس کا موقع ہو، یا قصبہ بھنگا ضلع بہرائچ میں ایک ہندو پنڈت کی شان رسالت میں زبان درازی کرنے پر وہاں کی نئی مسجد کے افتتاحی اجلاس میں اس کی زبان درازی کا جواب دینے، اسلام و پیغمبر اسلام کی حقانیت اجاگر کرنے اور ہندوؤں اور ان کے دیوتاؤں کے گندے کرتوتوں کو برملا بیان کرنے کا معاملہ ہو، جس کے نتیجے میں آپ کو جیل بھی جانا پڑا، قید و بند کی جسمانی اور ذہنی تکلیفیں اور اذیتیں بھی برداشت کرنی پڑیں، اور ایک طویل عرصے تک مبارک پورا اعظم گڑھ سے بہرائچ کچھری جا کر پیشیوں کی مشقتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ (واقعات کی تفصیل کے لیے رئیس التحریر علامہ یسین اختر مصباحی کی تحریر کردہ کتاب ”شراح بخاری“ کا مطالعہ کریں۔)

یوں ہی ہر واقف کار کو علم ہے کہ پورے ہندوستان میں جب بھی دینی اور مذہبی معاملات میں فضا گرم

ہوتی، اور کوئی بھی بد مذہب انبیا و اولیا، سلف صالحین و بزرگان دین کے خلاف زہر افشانی کرتا، یا عقائد و معمولات اہل سنت کے خلاف بکواس کرتا یا چیلنج مناظرہ دیتا تو آپ کو یارائے ضبط نہ رہتا، آپ سراپا اضطراب بن جاتے، اور جب تک اسے دندان شکن اور مسکت جواب نہ دے لیتے، آپ کو سکون و قرار نہ ملتا، تمام برادران اہل سنت آپ کی اس نمایاں صفت اور ممتاز ادا سے واقف تھے، اس لیے ایسے مشکل وقت اور نازک گھڑی میں سب کی نگاہیں آپ پر جا کر ٹک جاتیں اور جب بد مذہبوں کی شرانگیزی اور دشمنان اسلام کی فتنہ پروری فرو ہو جاتی تو دوسرے شعلہ بار، دھواں دھار تقریر کرنے والے خطبا کو بلایا جاتا۔ اس پر کبھی کبھی حضرت موصوف طنز و مزاح کے انداز میں دیوان حماسہ کا یہ شعر پڑھتے:

وَإِذَا تَكُونُ كَرِيهَةً أَدْعَى لَهَا

وَإِذَا يُحَاسُّ الْحَيْسُ يُدْعَى جُنْدُب

جب جنگ ہوتی ہے تو مجھے بلایا جاتا ہے اور جب حیس (ایک قسم کا مخصوص کھانا) تیار کیا جاتا ہے تو جندب کو دعوت دی جاتی ہے۔

دینی غیرت و حمیت اتنا بڑا وصف کمال ہے کہ حضرت کے اندر اس کے سوا اور کوئی فضل و کمال نہ بھی ہوتا تو یہ آپ کی مغفرت اور رفع درجات کے لیے کافی تھا۔ تسکین قلب کے لیے مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کا درج ذیل ارشاد پڑھیے، آپ فرماتے ہیں:

”امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی، ان کو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: جنت عطا کی گئی، نہ علم کے سبب، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے۔ مانیں نہ مانیں یہ ان کا کام ہے، فرمایا کہ بھونکے جاؤ، بس اسی قدر نسبت کافی ہے، لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان، جس کو یہ نسبت حاصل، اس کو کسی مجاہدے کی ضرورت نہیں، اور اسی میں کیا ریاضت تھوڑی ہے؟ جو شخص عزلت نشین ہو گیا، نہ اس کے قلب کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے، نہ اس کی آنکھوں کو، نہ اس کے کانوں کو، اس سے کہیے جس نے اوکھلی میں سر دیا ہے، چاروں طرف سے موسل کی مار پڑ رہی ہے۔“ (المفوط: ج: ۳، ص: ۳۸)

اگر آپ حضرت فقیہ اعظم ہند شاری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا سرسری جائزہ لیں تو محسوس کریں گے کہ زمانہ طالب علمی سے لے کر تادم آخر آپ نے دین و مذہب کے تحفظ کا کام کیا، اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کا تعاقب کیا، اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کا ترکی بہ ترکی

جواب دیا، اور پوری زندگی یہی پیغام دیتے رہے۔

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد

ہند میں رہ کے بھی دیتا رہوں پہرا تیرا

اخیر میں اپنے مدعا کی تائید کے طور پر مخدوم گرامی خیرالاذکیا صدرالعلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ، صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے گراں قدر تاثر کو پیش کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں جو موصوف نے اپنے چند مشاہدات و تاثرات کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے:

”دینی و ملی غیرت و احساس ان میں معاصرین سے زیادہ دیکھتا ہوں، جب بھی اسلام و سنیت، یا اکابر دین و ملت پر کوئی حملہ آور ہوتا ہے تو وہ بے تاب ہو جاتے ہیں، اور اس کے دفاع کے لیے اپنی ممکنہ تدبیر سے باز نہیں آتے۔“ (تقدیم ”شراح بخاری“ مولفہ مولانا یسین اختر مصباحی، ص: ۱۰)

### اہل علم کا اعزاز و اکرام:

حضرت فقیہ اعظم ہند کا ایک خاص وصف یہ تھا کہ آپ اہل علم اور ارباب فضل کا کھلے دل سے اعزاز و اکرام فرماتے تھے۔ جامعہ میں جو علمائے دین آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ شگفتہ روئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان کا استقبال فرماتے، حسب موقع چائے ناشتہ، کھانا پانی کا اپنی جیب خاص سے انتظام فرماتے، خواہ وہ معاصر ہوں یا اصاغر، اقران ہوں یا تلامذہ۔

جامعہ کے فارغین اور آپ کے تلامذہ جب نیاز مندانہ حاضر ہوتے تو آپ ان سے بے تکلف ہو کر ملاقات کرتے، ان کی خیریت و عافیت دریافت فرماتے، حسب ضرورت مناسب مشوروں سے نوازتے، ان کے قیام و طعام کا انتظام فرماتے۔

اکابرین یا نمایاں وجاہت رکھنے والے حضرات تشریف لاتے تو ان کے واسطے فرش راہ ہو جاتے، مارہرہ مطہرہ کے مشائخ و سادات میں سے کوئی تشریف لاتے، تو پھر عقیدتوں کا عالم مت پوچھئے، دیدہ و دل فرس راہ کر دیتے، قدم بوسی اور دست بوسی میں سبقت فرماتے۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری دامت برکاتہ یا عزیز ملت علامہ عبدالحفیظ دام ظلہ سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، یا خیرالاذکیاء علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ تشریف لاتے تو آپ کھڑے ہو کر استقبال فرماتے، اور ان کے اعزاز میں اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک یہ حضرات اپنی نشست گاہوں پر تشریف نہ رکھتے، یہ سب آپ کی اعلیٰ ظرفی، کشادہ قلبی اور وسعت فکر و نظر کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

### خودداری اور عزت نفس:

خودداری، عزت نفس اور غیرت و حمیت آپ میں بلا کی تھی، بڑی سے بڑی پریشانی جھیل لیتے، مگر اپنی



پریشانی اور تنگ دستی کا اظہار، یا کسی کے سامنے حسن طلب کو بھی روا نہیں رکھتے تھے۔ ۱۹۸۰ء کے لگ بھگ آپ کو درگزر کی شدید شکایت ہوئی، کرب و اذیت میں مبتلا ہوئے، کسی طرح علاج کرایا، علاج کے لیے رقم پاس نہیں تھی، ناچار اپنی وہ کتابیں فروخت کر دیں جو حد درجہ عزیز تھیں، فروختگی کتب کا عمل آپ کے اوپر کتنا شاق گزرا، اور دل پر پتھر رکھ کر کس طرح آپ نے یہ کتابیں فروخت کیں اس کا اندازہ کچھ وہی کر سکتا ہے جو کتابوں کی قدر و قیمت سے آشنا ہو۔ اس وقت آپ کے صاحب زادگان یا آپ کے خاص شاگرد حضرت مولانا عبدالحق رضوی یا اس طرح کے دیگر مقامی و غیر مقامی افراد بھی ایسی پوزیشن میں نہ تھے کہ آپ کے لیے کچھ کر سکیں، آپ کے احباب و مخلصین میں سے کوئی بندہ خدا رازداری کے ساتھ شریک درد و غم ہوا ہوتا تو نہیں معلوم۔ مگر ظاہری حال یہی تھا کہ یہ سب پریشانیاں آپ نے تنہا جھیلیں، مگر کسی کے سامنے دست سوال دراز کر کے یا اشارہ و کنایہ کسی طرح بھی تعاون کی درخواست کر کے اپنی خودداری اور عزت نفس کا سودا نہیں کیا۔

### عشق رسول:

حضرت شمارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان کو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ تعلق اور گہرا عشق تھا، جس کے اثرات آپ کی نشست و برخاست اور زندگی کے لمحات سے اطاعت و فرماں برداری کی صورت میں ظاہر ہوتے تھے۔ سچ ہے: ع

إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ

اور یہی وجہ تھی کہ آپ کی زبان ذکر محبوب و دیار محبوب سے ہمیشہ تر رہتی ہے: مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرُهُ (جس شخص کو کسی چیز سے محبت ہوتی ہے اس کا تذکرہ کثرت سے کرتا ہے) اور ایسا کیوں نہ ہو کہ عشق رسول ایک مومن کی متاع زندگی، سرمایہ حیات، اصل ایمان بلکہ ایمان کی بھی جان ہے۔

آپ کی تحریریں پڑھیے، آپ کی کتابیں دیکھیے، اور آپ کے مضامین و مقالات کا مطالعہ کیجیے تو عشق رسول کی جلوہ سامانیاں قدم قدم پر دیکھنے کو ملیں گی، آپ کے سفرنامہ حج، نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری اور متعدد مقالات و مضامین میں اس کی وافر شہادتیں موجود ہیں۔

بارہا کا مشاہدہ ہے کہ جب کبھی حاجیوں کا قافلہ دیار حبیب کا رخ کرتا اور زیارت حرمین طیبین کے لیے جانے والا کوئی کاروان شوق آپ سے ملاقات کو حاضر آتا تو آپ کا عشق انگڑائیاں لینے لگتا، وفور شوق اور فرط جذبات سے آپ کا پیمانہ صبر چھلک پڑتا اور بے اختیار آنکھیں اشک بار ہو جاتیں، اور دل کا عالم زیر و زبر ہو جاتا، بھگی ہوئی پلکوں کے سائے میں سرکار کی بارگاہِ ناز میں حاضری کی سعادت کی دعا، خادمانہ سلام عقیدت پیش کرنے کی گزارش کرتے۔

۱۹۹۷ء کی بات ہے، حضرت کا دوسرا سفر حج تھا، جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں عازمین حج اساتذہ و اراکین

کو استقبال پہ پیش کیا جاتا ہے، حضرت کے لیے بھی استقبال کی خصوصی نشست رکھی گئی، حضرت کی فرمائش پر خاص اس سفر کے واسطے جاں نثار حافظ ملت، حسان الہند بیکل اتساہی نے درد سوز میں ڈوبی ہوئی ایک نظم کہی تھی جس کا پہلا مصرع تھا۔ ع

ہے رے سکھی مجھے چندری منگے دے، جانا ہے پی کی نگریا

موہے جانا ہے پی کی نگریا

عشق کے سوز میں ڈوبی ہوئی یہ نظم کیا پڑھی گئی کہ پوری فضا اشکوں میں ڈوب گئی، یاد حبیب میں آہوں کا سلسلہ تھا جو تھمنے کا نام ہی نہ لیتا، اس مستزاد کا ایک ایک بند صبر و شکیب کی دنیا پر قیامت سے کم نہ تھا۔ اس محفل شوق میں ان آنکھوں کو اشک محبت بہاتے دیکھا گیا جو کبھی اشک آلود نہ ہوتی تھیں، حضرت فقیہ اعظم کی وارفتگی شوق کا عالم ہی کچھ اور تھا، زار و قطار رو رہے تھے۔ آپ کی پرسوز آہوں سے دارالحدیث کا پورا گنبد گونج رہا تھا، درو بام پہ ایسا سکتہ طاری تھا جیسے یہ بھی غم ہجر کے مارے اس عاشق رسول کی آہوں اور سسکیوں کا ساتھ دے رہے ہوں، جامعہ اشرفیہ کے بعد گھوسی میں استقبال دیا، بنارس جامعہ حنفیہ غوثیہ میں خصوصی استقبال رہا۔ ہر جگہ حضرت نے یہ نظم فرمائش کر کے سنی، اور اپنی آہوں کی سوغات محبوب دو جہاں روحی فدائے صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کرم میں پیش کر کے عاشقی کی دستاویز پر مہر ثبت کرائی۔

سوئے اتفاق کہ اس سفر میں حضرت کو ممبئی سے لوٹنا پڑا، سعودی ایمبسی نے ویزا بند کر دیا تھا، اور پانچ ہزار سے زائد عازمین حج کو اس سعادت سے محرومی ہاتھ آئی، حضرت بھی حاضری بارگاہ عرش و جاہ سے محروم رہے۔ اس محرومی کا داغ حضرت کے دل پر اتنا گہرا تھا کہ اساتذہ جامعہ آپ کی کبیدہ خاطری سے اداس ہو ہو جاتے، بارہا مناجات میں اشک بار ہوتے بلکہ بلکتے دیکھا گیا، مولانا افتخار احمد اعظمی مصباحی سابق استاذ جامعہ اشرفیہ جو عرصہ دراز سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے ان کے نام جوابی مکتوب میں آپ نے لکھوایا:

”مولانا! سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو اس ناکارہ غلام کا خصوصی سلام نیاز پیش کر کے عرض کر دیں، وہ اپنے بابا جان آقائے دو جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس ناکارہ، سیاہ کار غلام کے واسطے سفارش کر دیں کہ حضور کم سے کم ایک بار اور اس سیاہ کار کو حاضری کی اجازت مرحمت فرمادیں، جب تک حاضری نہ ہوگی، چین نہ آئے گا، اور اس محرومی کا داغ دل سے نہ جائے گا۔“

یہ جملے املا کراتے وقت آنکھیں آنسوؤں میں ڈوب چکی تھیں، بالآخر آپ کے دل کی لگن پوری ہوئی، اور اور چند ماہ بعد ہی عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی، پھر حج کو تشریف لے گئے۔ اس طرح حج و عمرہ کی سعادت اور دیار رسول کی مہمانی نصیب ہوئی۔ (شراح بخاری نمبر، کنز الایمان دہلی، ص: ۲۵۱)

حضرت مولانا یسین اختر مصباحی و مولانا افتخار احمد قادری جب زیارت حرمین طہیین کے لیے تشریف لے گئے، اور آپ کے پاس شرفِ حضوری کا خط لکھا، تو آپ نے انتہائی رقت انگیز، پرسوز اور والہانہ انداز میں جواب لکھوایا:

”حرمین طہیین کی حاضری کے موقع پر ناکارہ کو والہانہ دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ سرکار بے کس پناہ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کے بعد یہ معروضہ پیش کر دیں کہ کبھی اس سگ بے ہنر کو بھی حاضری کا موقع عنایت فرمائیں، اور کیا لکھیں۔

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے  
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

(حجاز جدید دہلی: مئی، جون ۱۹۹۱ء)

مولانا ارشاد احمد رضوی سہسرامی لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ احقر کو ایک فتویٰ املا کر رہے تھے، اسی دوران مولانا روم کی مثنوی کا ایک شعر لکھوایا جس کا مفہوم یہ تھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے زیبائے نچھاور کر دیا، یہ شعر لکھواتے لکھواتے رو پڑے۔ (شراح بخاری: کنز الایمان، دہلی، ص: ۲۵۲)

یہ سب کچھ عشق رسول ہی کی کرشمہ سازیاں تھیں جو آپ کی ذات میں شروع ہی سے پائی جاتی تھیں، بارگاہ رسالت سے عشق و شیفگی اور والہانہ تعلق ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ بیس برس کی عمر ہی سے بعد نماز جمعہ درود رضویہ پڑھنے کے عامل تھے۔ ۱۹۹۸ء میں جامعہ اشرفیہ میں نماز جمعہ سے قبل تقریر کے دوران آپ نے درود شریف کے فضائل بیان کرتے ہوئے اس کے پڑھنے کی تاکید فرمائی، اور مذکورہ بالا حقیقت کا انکشاف فرمایا۔

### تر بیت کا انوکھا انداز:

حضرت شراح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اصلاح و تربیت کا بھی ملکہ عطا فرمایا تھا، وہ اہل تعلق پر نرمی بھی رکھتے، اور انھیں مناسب ہدایت و تنبیہ سے برابر بناتے سنوارتے رہتے۔ کبھی نرمی سے سمجھاتے، کبھی سختی کو بروئے کار لاتے، کبھی ڈانٹتے پھٹکارتے، کبھی شفقت کا ہاتھ پھیرتے، سختی اور نرمی کے اس امتزاج اور تربیت کے اس انوکھے انداز میں شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کی یہ نصیحت ان کے پیش نظر تھی:

دُشتی و نرمی بہم در بہ است  
چوں فاصد کہ جزّاح و مرہم نہ است

مولانا ارشاد احمد رضوی سہسرامی لکھتے ہیں:

ہم لوگوں سے اگر فرض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جاتی، فتاویٰ کی ترسیل میں تاخیر ہوتی تو بہت رنجیدہ ہوتے، فرماتے: میں اور مفتی نظام الدین جب دو آدمی دارالافتا میں تھے، تو ایک استفتا بھی باقی نہ رہتا، اور نہ ہی ضائع ہوتا، اب آپ چھ سات حضرات ہیں لیکن پھر بھی کام نہیں سمٹتا، جب کہ حضرت کا عالم یہ تھا کہ سات مفتی حضرات کے مجموعی کام سے زیادہ تنہا کام کرتے۔ جو سرعت تحریر، تجربہ اور مہارت حضرت کو میسر تھی، دوسروں کو اس کا شائبہ بھی کہاں نصیب! (شارح بخاری نمبر: کنز الایمان دہلی، ص: ۲۵۳)

خود را قم سطور نے بارہا دارالافتا کے مفتیان کرام پر تاخیر جواب کے سلسلے میں اظہار برہمی کرتے اور پھر انہیں سنجیدگی سے شفقت آمیز لہجے میں یوں سمجھاتے ہوئے سنا:

”ابھی آپ لوگ دوسروں کے سہارے چل رہے ہیں جب خود پر پڑے گی تو سمجھ میں آئے گا۔ فتویٰ بھیجنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ مان لیجیے کسی سے کلمہ کفر صادر ہوا، اس نے آپ کے پاس سوال بھیجا، اب آپ نے جواب دینے میں تاخیر کر دی، اسی دوران اس کا آخری وقت آگیا، اب وہ کیا کرے، اسے حکم ہی نہیں معلوم! اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا، اب بتائیے اس کا وبال کس پر ہوگا؟ اسی لیے میری کوشش ہوتی ہے کہ جواب جلد از جلد بھیجا جائے۔ کم از کم مستفتی کو اصل حکم تو معلوم ہو جائے، تحقیق و تدقیق اور حوالوں کی کثرت کا کام بعد میں ہوتا رہے گا۔“

### عصری نشست میں کبھی کبھی علمائے اشرافیہ کو یوں نصیحت فرماتے:

”آپ حضرات خود کو مناظرے کے واسطے تیار کریں۔ اہل سنت کے عقائد دلائل کے ساتھ مستحضر رکھیں، سلف کی عربی شروح حدیث کا مطالعہ کریں، عیسائیوں، آریوں، شیعہوں، قادیانیوں، وہابیوں، مودودیوں، دیوبندیوں کے باطل افکار کا گہرائی سے احتسابی مطالعہ کریں، ان کا مضبوط دلیلوں کے ساتھ تنقیدی جائزہ لیں، احتسابی گوشے نوٹ کر لیں، حوالہ میں پیش کی جانے والی کتابیں خود ذاتی طور سے خرید لیں۔ پھر آپ جب حمایت حق کی خاطر باطل کے سامنے کھڑے ہوں گے تو مولائے کریم خود ہی ذہن کی گرہیں کھول دے گا، اور ایسے ایسے اچھوتے جوابی گوشے سامنے آئیں گے کہ آپ خود حیرت زدہ رہ جائیں گے۔ حق کی حمایت کرنے والوں کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ ہاں کوشش ضرور شرط ہے۔“ (شارح بخاری نمبر: کنز الایمان دہلی، ص: ۲۵۴)

میرے استاذ گرامی حضرت مولانا محمد کوثر خاں نعیمی صدر المدرسین جامعہ عربیہ اظہار العلوم، نیا بازار، جہاں گیر گنج کو تمام معمولات سلسلہ امجدیہ رضویہ، رضویہ برکاتیہ، قادریہ کی اجازت اور سلسلہ عالیہ رضویہ برکاتیہ کی اجازت و خلافت دیتے ہوئے یوں نصیحت فرماتے ہیں:

”یاد رکھیں! اسے دنیا طلبی کا ذریعہ نہ بنائیں، بلکہ خلق خدا کو راہ پر لگانے کا ذریعہ بنائیں، مخلوق سے کوئی



طمع، کوئی امید نہ رکھیں، ہمارے سلسلے کی بنیاد ان تین چیزوں پر ہے: طمع مت کر، منع مت کر، جمع مت کر۔ ارادت مند بخوشی کچھ دیں اگرچہ شے حقیر ہو قبول کر لیں، مگر زرا اندوزی نہ کریں، اسے صرف کر دیں، پھر دروازہ بند نہ ہوگا۔“

محمد شریف الحق امجدی

۹ رمضان ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۹۹۲ء (ایضاً ص: ۱۲)

ادیب شہیر مولانا بدر القادری مصباحی کو ایک خط میں یوں لکھتے ہیں:

”روزانہ قرآن کریم کی تلاوت مع ترجمہ و تفسیر، بہار شریعت کا مطالعہ، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصنیفات کا مطالعہ، پھر اپنے ذوق کی جس کتاب کا چاہیں مطالعہ کریں، مشیر دینیات کے لیے دینیات کا اسپیشلسٹ ہونا لازم ہے، میری نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔“ (ایضاً ص: ۲۰۵)

”معارف شراح بخاری“ کے لیے راقم سطور نے بعنوان ”شراح بخاری کے شیوخ و اساتذہ“ ایک طویل مقالہ لکھا، اور جب اسے حضرت کو سنانے لگا تو مختلف مقامات پر حذف و اضافہ کرایا، اور لفظی و معنوی اصلاح فرمائی اور ایک مقام پر مجھ سے فرمایا: رکو، دو باتیں یاد رکھنا، ان پر ہمیشہ عمل کرنا۔ (۱) جہاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا نام آئے وہاں نام کے ساتھ ”مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام“ ضرور لکھنا۔ (۲) اور جہاں اپنے بزرگوں کا تذکرہ آئے تو انھیں مناسب آداب القاب سے یاد کرنا، اور خبردار خبردار! ان سے الجھنے کی کوشش نہ کرنا کہ اس سے فائدہ کے بجائے نقصان ہوگا۔

مولانا محمد اسلم بستوی مصباحی سابق شیخ الحدیث انوار القرآن بلرام پور رقم طراز ہیں:

”میں نے حضرت شراح بخاری کی ذات سے بے حد استفادے کیے، میرے وہ باضابطہ استاذ نہیں، لیکن ایسے مربی تھے جو کسی استاذ سے کم نہیں ہوتا۔ میرے اوپر ان کے بے حد احسانات ہیں، ان کے بارِ قرض سے شاید میں زندگی بھر سبکدوش نہ ہو سکوں، میرے ابتدائی تحریری کاموں کا تمام تر مرجع ”اردو ادب“ ہی رہا۔ میری نثری و نظمیں تحریریں ہندوپاک کے ادبی رسائل میں شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر رہی تھیں، اس زمانے میں حضرت شراح بخاری نے میرے قلم کے رخ کو موڑنے کے لیے ایک موثر نصیحت فرمائی، ارشاد فرمایا: آپ کے ادبی کاموں سے صرف ”اردو ادب“ کو فروغ یا فائدہ ہو سکتا ہے لیکن ملت و مسلک کو اس سے کیا فائدہ پہنچے گا؟ اس لیے آپ اپنی تحریر کو ہوا کے رخ پر چلنے دینے کے بجائے مذہب و ملت کی طرف موڑ دیجیے، اس سے دو آتشہ فائدہ ہوگا۔ ہمارے مسلک کو ایک جدید قلم کار مل جائے گا، اور ”اردو ادب“ کو بھی بدستور فائدہ ہوتا رہے گا، اس لیے کہ آپ کی ساری تحریریں اردو ہی میں ہوں گی۔ بات میری سمجھ میں آگئی اور میں نے ”مذہبی ادب“ کے فروغ کی طرف اپنے قلم کو موڑ دیا۔ (شراح بخاری نمبر، کنز الایمان، ص: ۲۵۸)

### اکابر کی معتمد علیہ شخصیت:

ان ہی وہی اوصاف اور خداداد صلاحیتوں کی بنا پر اکابر اہل سنت نے ہمیشہ آپ پر اعتماد فرمایا، اور متعدد اہم مواقع پر آپ کو مقدم رکھا، اور آپ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ آپ پر اتنا اعتماد فرماتے کہ رمضان شریف میں صبح خواں حافظ نہ ملنے کی وجہ سے سورہ ترواح پڑھتے اور عشا و ترواح کے لیے آپ کو امام بناتے، اور خود آپ کی اقتدا میں نماز ادا فرماتے۔ حالاں کہ دیگر علما بھی موجود ہوتے۔

(شراح بخاری، ص: ۴۶، ۴۷)

حضور مفتی اعظم، حضرت مجاہد ملت، حضرت حافظ ملت، حضرت محدث اعظم پاکستان، حضرت سید العلماء، حضرت احسن العلماء، حضرت محدث اعظم ہند رحمہم اللہ نے مختلف مواقع پر بد مذہبوں کے مقابلے میں آپ کو پیش پیش رکھا اور کئی بار ازراہ کرم باصرہ صدارت کی شہ نشین پر بٹھایا، کلک، اڑیسہ کے مشہور مناظرہ میں حضرت مجاہد ملت قدس سرہ نے آپ کو صدر مناظرہ مقرر فرمایا۔ جونا گڑھ، کاٹھیاواڑ کے دعوتی سفر کے موقع پر حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے ایک شیعہ معترض کے حدیث قرطاس کو لے کر اعتراض و نکتہ چینی اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر کیچڑا چھالنے پر اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے لیے آپ کو موقع دیا۔ (ایضاً، ص: ۵۲)

بڑھل گنج ضلع گورکھپور میں حضرت محدث اعظم ہند کے نام ایک دیوبندی مولوی کا چیلنج مناظرہ آیا، جس کا جواب لکھنے کے لیے آپ نے حضرت شراح بخاری علیہ الرحمہ کا انتخاب فرمایا اور شراح بخاری کے مناظرانہ جواب کو سن کر حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا، اور دیوبندی مولوی کو سانپ سونگھ گیا۔ (ایضاً، ص: ۵۵)

حافظ ملت علیہ الرحمہ کو آپ پر اتنا اعتماد تھا کہ اگر مبارک پور میں کوئی مناظرہ کے لیے کہیں سے مناظر طلب کرتا تو آپ اسے حکم دیتے کہ مفتی شریف الحق صاحب کو ضرور مدعو کرو۔ نیپال کی سرحد مدھوبنی، دریا پور، ضلع مالده (بنگلہ) باندوچتر ضلع پلاموں (بہار) کے مناظروں میں حافظ ملت ہی کی طلب پر آپ نے شرکت فرمائی۔ (ایضاً، ص: ۶۱)

سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی مارہروی آپ پر بہت اعتماد فرماتے۔ آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کی میٹنگوں میں آپ کو صدر بناتے۔ (معارف شراح بخاری، ص: ۲۵۱)

اور احسن العلماء حضرت علامہ سید حسن میاں قادری برکاتی قدس سرہ علم اور معاملات دونوں شعبوں میں آپ کو معتمد سمجھتے اور بعض اہم مسائل میں بھی آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ (ایضاً، ص: ۲۵۴)

درج بالا حقائق و شواہد کی روشنی میں اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ اپنے اکابرین کے کس قدر معتمد اور منظور نظر تھے، اور ان کی دور رس اور حقیقت میں نگاہیں آپ کے جوہر فن کی کتنی قدر شناس تھیں۔

(وَذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ)



### جامعہ اشرفیہ سے والہانہ تعلق:

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ سے آپ کو عشق و شیفگی اور جنون و دیوانگی کی حد تک لگاؤ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ جامعہ کے عروج و ارتقا کی طرف بڑھتے ہوئے ہر قدم سے شاداں و فرحاں، اور اس کے ہر نقصان و خسران سے غمزدہ و افسردہ ہو جاتے۔ وصال سے تقریباً دو مہینہ پہلے ایک مرتبہ دورانِ گفتگو آپ نے راقم سطور سے فرمایا:

”مولانا! جامعہ اشرفیہ سے مجھے اس قدر گہرا قلبی لگاؤ صرف اس لیے ہے کہ یہ حافظِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی علمی یادگار، علم و معرفت کا حسین مینار اور اسلام و سنیت کا مضبوط قلعہ ہے، قوم مسلم کی صلاح و فلاح کا راز اس کے عروج و ارتقا اور ترقی و بقا میں مضمر ہے۔“

اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ آپ کا مادرِ علمی بھی الجامعۃ الاشرفیہ تھا جس کے چشمہ فیاض سے آپ نے سیرابی حاصل کی اور علمی و فنی اسلحوں سے لیس ہو کر اسلام و سنیت کے بے باک مجاہد بنے۔ پھر اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری چوبیس سال یہیں کے شعبہ قضا و افتا کے صدر، مجلس شرعی کے سرپرست، ناظم تعلیمات اور مجلس شرعی کے رکن رکن کی حیثیت سے گزارے۔ اور آغوش اشرفیہ میں ہی اپنی جان جاں آفریں کے حوالے کی۔

آخر گلِ اپنی صرف درِ مے کدہ ہوئی  
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

### بذلہ سنجی:

شراح بخاری خاموش طبع، متین اور سنجیدہ طبیعت بزرگ تھے، علمی مشاغل کی وجہ سے لوگوں سے ملنا جلنا بہت کم ہوتا، لیکن مخلص احباب کے جھرمٹ میں بہترین جلیس اور شگفتہ مزاج بذلہ سنج نظر آتے، اور ایسے لطائف و ظرائف ایجاد کرتے، جو اردو ادب کے نادر نمونے ہوتے۔ اس وقت کوئی اجنبی انسان مشکل ہی سے یہ باور کرتا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جو دارالافتا میں وقار و تمکنت کے پہاڑ معلوم ہوتے ہیں۔

ایک بار بڑھیا ضلع بستی جلسے میں جا رہے تھے، روڈ سے بڑھیا کا راستہ خام اور دشوار گزار ہے۔ بارش کا زمانہ تھا، پھر راستے میں ایک ندی بھی پڑتی تھی، سواری کا کوئی سوال ہی نہیں تھا، دعوت دینے والے نے یہ بتایا تھا کہ روڈ سے بمشکل چار فرلانگ ہوگا لیکن وہ روڈ سے خاصے فاصلہ پر تھا جب آپ چلتے چلتے گھبرا گئے تو ساتھ والوں سے پوچھا، ارے بھائی! بڑھیا کتنی دور ہے؟ کسی نے کہا وہ دیکھیے، بتی نظر آرہی ہے، حضرت نے بے ساختہ فرمایا: نظر آنے کو تو آسمان کے تارے بھی نظر آرہے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ ان تاروں کی بہ نسبت قریب ہے یا دور؟ اگر آپ کے

اس قسم کے جملے جمع کر لیے جائیں تو اردو ادب کے سرمایہ میں اچھا خاصا اضافہ ہو جائے۔

### ترجمان اہل سنت:

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات گرامی کتاب وسنت کی پیروی، سلف صالحین کے اتباع، عشق رسالت پناہی و محبت اولیاء اللہ، احقاق حق اور ابطال باطل سے عبارت ہے۔ آپ نے پوری زندگی مذاہب باطلہ اور افکار فاسدہ کے خلاف قلمی و لسانی جہاد فرمایا، اور توحید خداوندی و عشق نبوی کا درس دیا، انھیں اوصاف و محاسن کی بنا پر حضرت شراح بخاری کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے والہانہ لگاؤ تھا، وہ اپنے آپ کو مخالفین و معاندین و اعدا و حاسدین کے تیر و نشتر کا نشانہ بنایا تو گوارا کر لیتے مگر فکر رضا کے خلاف منظر عام پر آنے والی کسی چھوٹی سی چھوٹی تحریک اور مہم کو برداشت نہ کرتے۔ اس طرح کا کوئی بھی موقع رہا ہو، دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی خرمن باطن پر برق تپاں بن کر گرے ہیں، اور اپنی تحریر و تقریر کے شعلوں سے اس کو خاکستر بنایا ہے۔ آپ امام احمد رضا کے مسلک عشق و عرفان کے سچے ترجمان تھے، آپ کی تقریروں کے علاوہ تحریروں میں بھی اس کے جلوے جا بجا نظر آتے ہیں، تحقیقات، فتنوں کی سرزمین کون؟ منصفانہ جائزہ، امام احمد رضا اور مسئلہ تکفیر، اذان خطبہ، تنقید بر محل، اشرف السیر اور آپ کے بے شمار فتاویٰ اسی سلسلۃ الذہب کی انمول کڑیاں ہیں۔

### نمایاں خصوصیات:

- بقول استاذ گرامی خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور آپ کی ذات درج ذیل خصائص بارزہ کی حامل ہے:
- (۱) دینی و ملی غیرت و احساس میں معاصرین پر فائق تھے، جب بھی اسلام و سنیت، یا اکابر دین و ملت پر کوئی حملہ آور ہوتا ہے تو وہ بے تاب ہو جاتے ہیں، اور اس کے دفاع کے لیے اپنی ممکنہ تدابیر سے باز نہیں آتے۔
- (۲) علم میں وہ رسوخ حاصل تھا کہ جب کسی خاص موضوع پر لکھنے یا بولنے پر آتے تو بہت جلد اس کے تمام گوشوں کا احاطہ و استحضار کر کے بھرپور روشنی ڈالتے۔
- (۳) فقہی جزئیات کا استحضار، حالات زمانہ پر نظر، سائلین کے فکر و مزاج سے آگاہی، بعض سائلوں کی چالاکا و عیاری سے باخبری اور دیگر لوازم سے آراستگی ایسی تھی کہ زمانہ دراز سے فتاویٰ کا برجستہ املا کراتے تھے، دیکھنے اور پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ مناسب اور بر محل جواب دیا گیا ہے، جو کسی ماہر مفتی کا نتیجہ قلم ہے یا کافی غور و خوض اور محنت و تیاری کا ثمرہ۔



(۴) جماعت اور اداروں کے احوال پر بھی نظر رکھتے، اور اپنے طویل تجربات کی روشنی میں بڑی قیمتی رہنمائی اور لا جواب عقدہ کشائی سے نوازتے۔

(۵) اصلاح و تربیت کا بھی خاص ملکہ رکھتے تھے اور اہل تعلق کو مناسب ہدایت و تنبیہ سے برابر سنوارتے رہتے تھے۔

(۶) عرصہ دراز تک تدریس، افتاء، تبلیغ و تقریر کا جو وسیع تجربہ تھا اس میں انفرادیت کے ساتھ تحریر و تصنیف، سرعت تحریر اور حسن تفہیم میں یکتائے زمانہ تھے۔ (مقدمہ شراح بخاری)

### فیضان مارہرہ مطہرہ:

شراح بخاری علیہ الرحمہ پر ابتدائے شباب سے آخری وقت تک سرکاران مارہرہ مطہرہ و مشائخ برکاتیہ کا ابر فیض و کرم برستا رہا، جس سے آپ کا ظاہر و باطن نہال و شاداب ہوتا رہا۔ اس فیضان و کرم کی ابتدا اس وقت ہوئی جب کہ آپ نے مسلمانوں کے سیاسی موقف اور کانگریس اور مسلم لیگ کے سلسلے میں ”اشک رواں“ نام کی ایک کتاب لکھ کر شائع کی جسے تاج العلما حضرت مولانا سید اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی زیب سجادہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے مطالعہ فرما کر بے حد پسند فرمایا اور پھر خود ایک خط شراح بخاری کے نام تحریر فرمایا، دعاؤں سے نوازا، اور حوصلہ افزا کلمات ارشاد فرمائے۔ اسی دوران بہار و بنگال میں مسلم کش فسادات ہوئے، مسلمانوں کی مالی امداد کے لیے ایک وفد لے کر سید العلما حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی مارہروی، بہار کے مختلف علاقے سے ہوتے ہوئے شہر گیا پنچے وہیں آپ سے شراح بخاری کی پہلی ملاقات ہوئی، اور آپ نے انھیں شفقتوں اور عنایتوں سے نوازا۔ پھر اپنی وفات سے تقریباً چالیس برس پہلے آپ پہلی مرتبہ عرس نوری کے موقع پر مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے، سید العلما و احسن العلما حضرت سید حسن میاں کی خدمت میں پہنچ کر نیاز مندانہ ملاقات کی اور اسی موقع پر سید العلما کے حکم پر آپ کی پہلی تقریر ہوئی جو مقبول ہوئی اور اسی موقع پر آپ کے عرض کرنے پر سید العلما نے احسن العلما کو حکم دیا کہ دربار میں ان کی مخصوص حاضری کرادیں، تقریباً دو بجے رات میں جب آپ کی حاضری ہوئی تو آپ شاہان برکاتیہ کے روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہو گئے۔ اسی کے بعد سے برابر عرس قاسمی میں آپ وہاں حاضر ہوتے رہے، اور قل شریف سے پہلے کی تقاریر میں آخری تقریر آپ کی ہونے لگی اور یہ سلسلہ آخری وقت تک جاری رہا، حضرت احسن العلما آپ پر خصوصی کرم فرماتے تھے اور علم و معاملات دونوں شعبوں میں آپ کو معتمد سمجھتے تھے۔ جو کوئی آپ سے فتویٰ کے بارے میں پوچھتا تو فرماتے کہ شراح بخاری سے استفتا کرو، ان کا جو فتویٰ ہوگا وہی ہمارا فتویٰ ہوگا۔ خانقاہ مارہرہ مطہرہ سے آپ کا یہ روحانی

شارح بخاری - حیات و خدمات

رشتہ زندگی کے آخری لمحوں تک اسی طرح برقرار رہا۔ شہزادہ سید العلماء حضرت سید حسنین میاں نظمی و شاہزادگان احسن العلماء حضرت سید محمد امین میاں سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ، حضرت سید افضل میاں، حضرت سید اشرف میاں اور حضرت سید نجیب میاں سب سے محبت و اخلاص کا رشتہ ویسے ہی تھا جیسے ان کے بزرگوں کے ساتھ تھا، علمی و دینی معاملات میں استفادہ کی روایت بھی برقرار تھی۔

### فقہ اعظم ہند کا خطاب:

شارح بخاری کے ہمہ جہت علمی کمالات و محاسن، دینی و ملی کارناموں، فقہ و افتا میں ذرۂ اختصاص تک پہنچنے اور اقران و معاصرین پر فائق ہونے کی بنا پر ہندو پاک کے علمائے دین و مفتیان شرع متین پر آپ کی سیادت و ریاست سب کے نزدیک مسلم تھی، اسی لیے بعض اہل علم نے آپ کے لیے ”فقہ اعظم ہند“ کے خطاب کی تجویز رکھی، ان میں سرفہرست مولانا ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی ہیں، جس کی تائید رئیس القلم علامہ ارشد القادری بانی جامعہ نظام الدین دہلی، علامہ یسین اختر مصباحی بانی دار القلم دہلی، اور مفتی محمد میاں شمر دہلوی جیسے سر برآوردہ علمائے اہل سنت نے کی، پھر عرس قاسمی ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء کے مبارک و مسعود موقع پر امین ملت حضرت ڈاکٹر سید امین میاں قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے قل سے پہلے علمائے اعلام و مشائخ اسلام کے جم غفیر میں اس کا اعلان فرمایا، اعلان کے سنتے ہی ”فقہ اعظم ہند“ اور شارح بخاری کے نعروں سے ساری فضا گونج اٹھی۔

### حلیہ مبارکہ:

حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قدمیانہ، رنگ گندمی، پیشانی کشادہ، ناک تناسب کی حد تک بلند، داڑھی کے بال ہلکے اور سفید تھے، اکثر اوقات ٹوپی کے ساتھ عمامہ استعمال فرماتے، کرتا کلی دار سفید اور شلووار پہنتے، جو سنت کے مطابق ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی کے قریب ہوتی، کرتا پر اکثر صدری اور کبھی کبھار جبہ پہنتے، رومال بھی استعمال فرماتے۔ صفائی پسند ہونے کی وجہ سے لباس صاف ستھرے ہوتے، افراط و تفریط سے دور اور اعتدال پسند تھے، تکلف، تصنع اور بناوٹ کو پسند نہیں فرماتے، چہرہ باوقار اور بارعب اور نورانی، بیاسی برس کے ہونے کے باوجود آواز نہایت بلند تھی، جلال علم و جمال باطن، پختگی عقل و ذکاوت ذہن اور استقامت قلب کے جامع تھے۔

### ازواج و اولاد:

شارح بخاری کی پہلی شادی آپ کے ماموں حافظ عبد الرحمن ساکن مدن پور ضلع دیواریا کی منجھلی صاحب

زادی محترمہ زینب سے ۲۰/ربیع الآخر ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء کو ہوئی۔ جن کے بطن سے ایک فرزند محمد حبیب الحق تولد ہوئے۔ ۱۳/ربیع الآخر ۱۳۷۰ھ/۲۳ جنوری ۱۹۵۱ء کو آپ کی زوجہ کا اور ۱۲/شعبان ۱۳۷۶ھ/۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء کو صاحب زادہ محمد حبیب الحق کا انتقال ہو گیا۔ دوسرا نکاح زوجہ اولیٰ کی وصیت کے مطابق ان کی چھوٹی بہن محترمہ نور النساء بنت حافظ عبد الرحمن سے بتاریخ ۲۲/رجب ۱۳۷۹ھ/۲۸ اپریل ۱۹۵۱ء کو ہوا، زوجہ ثانیہ سے پانچ صاحب زادے اور ایک صاحب زادی کی ولادت ہوئی، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) محمد محب الحق: جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور سے جلالین، مشکوٰۃ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد طبیبہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ڈاکٹری کا پانچ سالہ کورس بی. یو. ایم. ایس مکمل کیا۔ آج کل اپنے وطن گھوسی مدھوبن روڈ پر واقع اپنی ڈسپنسری ایک کامیاب طبیب کی حیثیت سے چلا رہے ہیں۔ صاحب اولاد ہیں، مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت حاصل ہے۔ سنجیدہ و متین، خوش اخلاق و خوش اطوار مہمان نواز ہیں۔

(۲) محمد مطیع الحق: بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

(۳) محمد وحید الحق: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے متوسطات تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس وقت مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع منو میں مدرس ہیں۔ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ بڑے خلیق، ملنسار اور منکسر مزاج ہیں۔

(۴) محمد حمید الحق: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے فارغ عالم اور حافظ ہیں۔ چند سالوں سے زمبابوے افریقہ میں دینی تبلیغی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ بال بچے بھی ساتھ رہتے ہیں۔ صاحب سجادہ ہیں۔

(۵) محمد ظہیر الحق: گھریلو کاروبار میں مصروف ہیں۔ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

(۶) طلعت فاطمہ: قصبہ گھوسی میں ان کی شادی مولوی خورشید انور مصباحی سے ہوئی، صاحب اولاد ہیں۔

### مطبوع تذکرے:

درج ذیل کتابوں میں آپ کا تذکرہ و سوانح موجود ہے:

(۱) ماہنامہ حجاز جدید دہلی، بابت فروری ۱۹۹۰ء/رجب ۱۴۱۰ھ شمارہ ۲/جلد ۳: علامہ بدر القادری ہالینڈ۔ (۲) تذکرہ علمائے اہل سنت، از: مولانا محمود احمد رضوی۔ (۳) خلفائے مفتی اعظم، از: مولانا شہاب الدین بہرائچی۔ (۴) تذکرہ خلفائے مفتی اعظم، از: مولانا سلطان رضا نوری۔ (۵) حدیث نبوی کے اردو تراجم، از: مولانا محمد عاصم اعظمی، (۶) سوغاتِ رضا، مطبوعہ رضا اکیڈمی، از: مفتی محمد نسیم مصباحی، (۷) معارف شارح بخاری، مرتبہ علامہ محمد احمد مصباحی و مولانا یسین اختر مصباحی وغیرہ۔ (۸) شارح بخاری، از: مولانا یسین اختر مصباحی۔ یہ کتاب اردو کے ساتھ انگریزی، گجراتی اور ہندی زبانوں میں بھی طبع ہو چکی ہے۔ (۹) شارح

فتاویٰ شاری بخاری کتاب العقائد جلد اول شارح بخاری - حیات و خدمات

بخاری نمبر، ماہ نامہ کنز الایمان دہلی۔ (۱۰) فقیہ اعظم ہند نمبر: ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور۔ (۱۱) شارح بخاری نمبر، روز نامہ راشتریہ سہارا لکھنؤ۔ (۱۲) شارح بخاری نمبر، روز نامہ آواز ملک واریسی۔ (۱۳) مقالات شارح بخاری، جلد اول، بقلم راقم سطور (نفیس احمد مصباحی)

### وصال:

۶ صفر ۱۴۲۱ھ / ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ میں نماز فجر اور وظائف و معمولات کی ادائیگی کے بعد دل کے دورہ پڑنے کی وجہ سے پانچ بج کر چالیس منٹ پر اچانک اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف کوچ کیا، اور یہ علم وفن کاراز داں اور استقامت و ثابت قدمی کا کوہ ہمالیہ ہمیشہ کے لیے آغوشِ زمین میں محو خواب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہو جائے گا  
یعنی آغوشِ زمین میں آسماں سو جائے گا

نفیس احمد مصباحی بارہ بنکوی  
استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی)





فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول شارح بخاری ماہ وسال کے آئینے میں

باسمہ عزوجل

مفتی محمد نسیم احمد مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

## فقہ اعظم ہند حضور شارح بخاری قدس سرہ ماہ وسال کے آئینے میں

واقعات	ماہ قمری سنہ ہجری	ماہ شمسی سنہ عیسوی
ولادت	تاریخ مہینہ سنہ ہجری	تاریخ مہینہ سنہ عیسوی
دارالعلوم اشرفیہ میں داخلہ (۱)	۱۱ شعبان ۱۳۳۹	۲۰ اپریل ۱۹۲۱
بیعت بدست حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ	۱۴ شوال ۱۳۵۳	۱۶ جنوری ۱۹۳۶
داخلہ مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ	۱۳ صفر ۱۳۵۹	مارچ ۱۹۴۰
داخلہ مدرسہ مظہر اسلام مسجد نبی جی بریلی شریف	۱۳ محرم ۱۳۶۱	۲۱ جنوری ۱۹۴۲
تقریب ختم بخاری شریف	۲۹ جمادی الآخرہ ۱۳۶۲	۳ جولائی ۱۹۴۳
دستار بندی	۱۴ شعبان ۱۳۶۲	۱۶ اگست ۱۹۴۳
خلافت سلسلہ رضویہ بدست حضرت صدر الشریعہ	۲۱ شوال ۱۳۶۷	۲۶ اگست ۱۹۴۸
مسند افتا پر رونق افروزی (۲)	۲۰ شوال ۱۳۷۸	۲۹ اپریل ۱۹۵۹
خلافت سلسلہ رضویہ اور ان تمام سلاسل کی جو النور والہبہا میں مذکور ہے	۱۷ رمضان ۱۳۸۱	۱۲ فروری ۱۹۶۲
تدریسی خدمات:		
مدرسہ بحر العلوم منو	۱۴ ذیقعدہ ۱۳۶۲	۱۳ دسمبر ۱۹۴۳
.....	۸ جمادی الآخرہ ۱۳۶۳	۳۱ مئی ۱۹۴۴
مدرسہ خیر الاسلام حسین آباد چیلہ ضلع پلاموں بہار، از	۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۶۳	۷ جون ۱۹۴۴
.....	۱۶ ربیع الآخر ۱۳۶۴	۱۶ اپریل ۱۹۴۵

(۱) اس سے تین روز قبل ۱۰ شوال کو دارالعلوم اشرفیہ مدرسہ مصباح العلوم کی بنیاد رکھی گئی۔

(۲) حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دستار باندھ کر شعبہ افتا سپرد فرمایا۔

ماہ شمسی سنہ عیسوی			ماہ قمری سنہ ہجری			واقعات		
تاریخ	مہینہ	سنہ عیسوی	تاریخ	مہینہ	سنہ ہجری	تاریخ	مہینہ	سنہ ہجری
۱۹۴۵	اپریل	۱۶	۱۳۶۴	ربیع الآخر	۲۲	از	مدرسہ حنفیہ مالیکاؤں ناسک	
۱۹۴۵	ستمبر	۱۷	۱۳۶۴	شوال	۹	تا	.....	
۱۹۴۵	ستمبر	۱۸	۱۳۶۴	شوال	۱۰	از	مدرسہ عین العلوم بیت الانوار گیا بہار	
۱۹۴۷	اگست	۲۶	۱۳۶۶	شوال	۹	تا	.....	
۱۹۴۷	اکتوبر	یکم	۱۳۶۶	ذی الحجہ	۱۴	از	مدرسہ شمس العلوم قصبہ گھوسی، ضلع مٹو	
۱۹۵۴	جولائی	۱۶	۱۳۷۳	ذیقعدہ	۱۸	تا	.....	
۱۹۵۴	جولائی	۲۱	۱۳۷۳	ذیقعدہ	۲۰	از	مدرسہ فضل رحمانیہ پچھڑا ضلع گونڈہ	
۱۹۵۶	مارچ	۲۴	۱۳۷۵	شعبان	۱۰	تا	.....	
۱۹۵۶	جون	۴	۱۳۷۵	شوال	۲۴	از	مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف	
۱۹۶۷	اپریل	۱۸	۱۳۸۶	ذی الحجہ	۲۷	تا	.....	
۱۹۶۷	مئی	۱۸	۱۳۸۶	محرم	۲۷	از	جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور	
۱۹۷۵	اپریل	۲۰	۱۳۹۵	ربیع الآخر	۸	تا	.....	
۱۹۷۵	اپریل		۱۳۹۵	ربیع الآخر		از	مدرسہ ندائے حق جلال پور امبیڈ کرنگر	
۱۹۷۶	نومبر	۲۷	۱۳۹۶	ذی الحجہ	۱۶	تا	.....	
۱۹۷۶	دسمبر	۱۳	۱۳۹۶	ذی الحجہ	۲۳	از	جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ میں بحیثیت صدر شعبہ افتا	
۲۰۰۰	مئی	۱۱	۱۴۲۱	صفر	۱۶	تا	.....	
۱۹۵۶	ستمبر		۱۳۷۶	محرم		از	گورنر اتر پردیش کے ایم شمش کی کتاب (۱) ”لیجسلیٹیو لیڈرز“ کے خلاف احتجاج ”اشرف السیر“ کی تصنیف ”اسلام اور چاند کا سفر“ کی تصنیف قید (۲) گونڈہ جیل میں آغاز شرح بخاری	
۱۹۶۸	اپریل	۲۶	۱۳۸۸	محرم	۲۷	از		
۱۹۷۱	دسمبر	۱۵	۱۳۹۱	شوال	۱۶	از		
۱۹۷۳	مارچ	۲۷	۱۳۹۳	صفر	۲۱	از		
۱۹۸۲	اکتوبر	۱۰	۱۴۰۲	ذی الحجہ	۲۱	از		

(۱) مذکورہ کتاب میں گورنر نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی۔  
 (۲) جھنگ بازار ضلع بہرائچ میں ایک پنڈت نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی، جس کے جواب میں حضرت شارح بخاری مظلہ العالی نے تقریر فرمائی۔ دو ہونہ یوں نے ہندوؤں کو بھڑکا کر مقدمہ کروادیا جس کی سزا میں ۳۳ دن جیل خانے میں مقید رہے۔

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد		جلد اول	شارح بخاری ماہ و سال کے آئینے میں	
واقعات	ماہ قمری سنہ ہجری	ماہ شمسی سنہ عیسوی	ماہ شمسی سنہ عیسوی	ماہ شمسی سنہ عیسوی
خلافت بدست حضرت احسن العلماء قدس سرہ مارہرہ شریف بموقع عرس قاسمی	۱۴۰۴	۱۹۸۴		
پہلا حج	ذی الحجہ ۱۴۰۵	۱۹۸۵	ستمبر	
”سنی دیوبندی اختلافات کا منصفانہ جائزہ“ کی تصنیف	۲۹ / ربیع الآخر ۱۴۰۹	۱۹۸۸	نومبر	۱۱ /
”فتنوں کی سر زمین کون - نجد یا عراق؟“ کی تصنیف	۷ / جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱	۱۹۹۰	نومبر	۲۶ /
کولمبو (لنکا) کا پہلا تبلیغی سفر	۲۰ / ربیع الآخر ۱۴۱۳	۱۹۹۲	اکتوبر	۱۸ /
کولمبو (لنکا) کا دوسرا تبلیغی سفر	۸ / صفر ۱۴۱۶	۱۹۹۵	جولائی	۷ /
افریقہ کا تبلیغی سفر	۱۷ / صفر ۱۴۱۷	۱۹۹۶	جولائی	۴ /
پہلا عمرہ	۸ / ربیع الاول ۱۴۱۷	۱۹۹۶	جولائی	۲۵ /
پاکستان کا تبلیغی سفر	۱۷ / ربیع الاول ۱۴۱۷	۱۹۹۶	اگست	۳ /
شیخ عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ (ایوارڈ پاکستان)	۱۸ / ربیع الاول ۱۴۱۷	۱۹۹۶	اگست	۴ /
امام احمد رضا ایوارڈ	۱۰ / شوال ۱۴۱۷	۱۹۹۷	فروری	۱۹ /
دوسرا عمرہ	رمضان ۱۴۱۸	۱۹۹۸	جنوری	
دوسرا حج	ذی الحجہ ۱۴۱۸	۱۹۹۸	اپریل	
پاکستان کا دوسرا تبلیغی سفر (بیسلسلہ شرکت جلسہ دارالعلوم امجدیہ کراچی، بموقع گولڈن جلی)	صفر ۱۴۱۹	۱۹۹۸	جون	
تکمیل شرح بخاری	۱۱ / رمضان ۱۴۱۹	۱۹۹۸	دسمبر	۳۰ /
خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین کی طرف سے ”فقیر اعظم ہند“ کا خطاب بموقع عرس قاسمی	۲۰ / رجب ۱۴۲۰	۱۹۹۹	اکتوبر	۳۱ /
شاہ برکت اللہ گولڈ میڈل	۹ / شعبان ۱۴۲۰	۱۹۹۹	نومبر	۱۸ /
جشن تکمیل شرح بخاری	۲۱ / شوال ۱۴۲۰	۲۰۰۰	جنوری	۲۹ /
وصال	۶ / صفر ۱۴۲۱	۲۰۰۱	مئی	۱۱ /







## خدا کو ہر جگہ موجود کہنا

مسئولہ محمد اختر حسین نوری نیپالی، ۲۶ ربیع الاول ۱۴۹۹ھ

﴿مسئلہ﴾ ۱ بکر کہتا ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے، مگر مراد اس سے میری یہ ہے کہ خدا کی طاقت ہر جگہ موجود ہے اور دلیل پیش کرتا ہے ”ید اللہ فوق ایدیہم“ کہ جس طرح اس آیت کے ٹکڑے میں ”ید“ سے مراد طاقت و قدرت ہے، اسی طرح ہم اس جملہ سے طاقت و قدرت مراد لیتے ہیں۔ خالد کہتا ہے کہ خدا مکان سے منزہ ہے، اس کی طرف مکان کی نسبت نہیں کر سکتے ورنہ احتیاج الی مکان لازم آئے گا جو واجب الوجود کے منافی ہے۔ طرفین میں سے کون حق پر ہے، تحریر فرمائیں۔

### الجواب

یہ جملہ کہنا کہ خدا ہر جگہ موجود ہے، سخت حرام اور اپنے ظاہر معنی کے لحاظ سے کفر ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ایسے قائل کو کافر کہا ہے، اگرچہ مذہب متکلمین مختار للفتویٰ پر کافر نہیں کہا جائے گا، مگر احتیاطاً توبہ و تجدید ایمان و نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ یہ تاویل کہ مراد یہ ہے کہ خدا کی قوت ہر جگہ موجود ہے، تاویل بعید ہے۔ ”ید اللہ فوق ایدیہم“ پر قیاس، قیاس مع الفارق ہے، عربی میں بھی اور اردو میں بھی۔ ”ید“ ہاتھ بمعنی قوت مستعمل ہے مگر ذات کو موجود بول کر قوت مراد لینا مستعمل نہیں۔ علاوہ ازیں ”ید اللہ فوق ایدیہم“ متشابہات سے ہے۔ متشابہات کی پیروی بنص قرآن حرام، فرمایا گیا: فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ<sup>(۱)</sup>۔ لہذا علمائے تصریح فرمائی کہ اگرچہ نصوص میں ”ید“ وجہ، قدم، وارد ہیں مگر سوائے مواقع ورود اور کہیں استعمال کرنا ممنوع ہے۔ لہذا یہ کہنا بھی حرام ہے کہ اللہ کے لیے ہاتھ ہے، اگرچہ ہاتھ سے مراد قوت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ عز وجل ہر جگہ موجود ہے، یہ قول کفر ہے مگر قائل کی تکفیر نہ کی

جائے کہ محتمل تاویل ہے

مسئولہ صفار احمد، سگڑی، اعظم گڑھ۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ اس پر بکر نے جواب دیا کہ ایسا کہنا کفر کی حد تک پہنچتا ہے۔ پھر زید نے کہا، اللہ تعالیٰ ذرہ ذرہ میں ہے۔ پھر بکر نے کہا، یہ کہاوت ہے۔ پھر زید نے کہا، تب اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ پھر بکر نے جواب دیا، وہ سمیع و بصیر ہے۔ اب زید خاموش ہو گیا۔

## الجواب

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے، ذرے ذرے میں ہے، ضرور کلمہ کفر ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے: ”لو قال هكذا بالفارسية: نه مكانی ز تو خالی نه تو در هیچ مكانی فهكذا كفر“ (۱) کوئی چیز کسی چیز میں ہوتی ہے تو وہ چیز اس کو گھیرے رہتی ہے اور اللہ عز و جل کو کوئی چیز گھیر نہیں سکتی۔ ارشاد ہے: ”وَ كَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا“ (۲) اگرچہ صحیح یہ ہے کہ قائل کافر نہ ہوگا، اس لیے کہ مسلمان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کا جلوہ ہر جگہ، ہر ذرے میں ہے، مگر پھر بھی ایسا جملہ کہنے سے اجتناب لازم ہے جس کا ظاہر معنی کفر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا اللہ کا ذکر بند ہو جائے گا اور رسول کا ذکر جاری رہے گا؟

مسئلہ محمد سلطان، موسیقی الفردوس، ہالینڈ، ۹ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

**مسئلہ** ایک عالم دین نے اپنی تقریر میں کہا کہ علماء فرماتے ہیں کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ختم ہو جائے گا، اس سرزمین پر جب کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہیں رہ جائے گا قیامت برپا کر دی جائے گی۔ اللہ کے پیارے حبیب کا فرمان ہے، علماء بیان فرماتے ہیں قیامت کب قائم ہوگی جب اس دھرتی پر اللہ اللہ کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اب آپ لوگ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ اللہ کا ذکر بند ہوگا لیکن ذکر مصطفیٰ کی شان یہ ہے کہ ذکر رسول کبھی بند نہیں ہوگا، کیوں کہ ذکر خدا کرنے والی مخلوق ہے اور مخلوق کے لیے فنا واجب لیکن ذکر رسول مخلوق نہیں بلکہ خالق کر رہا ہے اور خالق کے لیے فنا نہیں۔

سوال یہ ہے کہ عالم مذکور کی تقریر مذکور قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح ہے یا نہیں؟ ایک امام صاحب نے جو حافظ قرآن بھی ہیں تقریر مذکور پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ بیان مذکور کفر ہے، کیوں کہ اللہ کا ذکر کبھی ختم نہیں ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن پاک سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۶۸ پیش کرتے ہیں۔ اس بات کا فیصلہ کرنے کے لیے ایک مفتی صاحب بلوائے گئے اور انھوں نے مولانا مذکور کی تقریر کو کیسٹ کے ذریعہ سنی پھر امام صاحب مذکور کے اعتراض کو ان کے دلائل کے ساتھ سنا اور یہ فیصلہ سنایا کہ مولانا مذکور کی تقریر احادیث کریمہ کی روشنی میں صحیح ہے، اور امام صاحب نے جو دلائل پیش کیے ہیں ”نفخہ اولیٰ“ سے متعلق ہے جس سے موجودات پر بے ہوشی طاری ہوگی۔ لہذا امام صاحب کی سمجھ کی غلطی ہے انھوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ مولانا مذکور کا بیان مذکور کفر نہیں امید ہے کہ اس الجھاؤ کو شرعی طور پر سلجھا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

## الجواب

یہ حدیث صحیح ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کوئی زمین میں اللہ اللہ کہنے والا باقی رہے گا۔

حدیقہ ندیہ، ج: اول، ص: ۲۰۵

قرآن مجید، سورۃ النساء، آیت: ۱۲۶

قیامت اسی وقت قائم ہوگی جب زمین میں اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ ہوگا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ زمین میں کوئی مسلمان باقی نہ رہ جائے گا، مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اللہ کا ذکر بند ہو جائے گا، اور رسول کا ذکر کبھی بند نہ ہوگا جہالت اور ضلالت ہے اور جذباتی بات کہہ کر جاہل عوام سے داد حاصل کرنے اور پیسہ حاصل کرنے کی کوشش ہے بلکہ یہ مفہمی ہے اللہ عزوجل کی شان گھٹانے کی جانب۔ اس مقرر پر بھی علانیہ توبہ فرض ہے اور جن لوگوں نے اس پر نعرہ لگایا ہو، اس پر واہ، واہ کیا ہو بلکہ جو سن کر خاموش رہے اُن پر بھی۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ زمین پر تمام انسان اور جن جو ایمان کے مکلف ہیں، کافر ہو جائیں، کوئی مسلمان باقی نہ رہے گا اس وقت قیامت قائم ہوگی۔ جن وانس کے کافر ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ کا ذکر بند ہوگا۔ تمام فرشتے اللہ کا ذکر کریں گے، زمین کے فرشتے بھی اور آسمان کے فرشتے بھی۔ علاوہ ازیں حیوانات، نباتات، جمادات سب کی ایک زبان ہے، وہ اپنی اپنی زبان میں اللہ کی تسبیح بیان کریں گے، جیسا کہ آج بھی کرتے ہیں: ”كُلُّ قَدِّ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ“ (۱) اور فرمایا: سَبِّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (۲) جس عالم نے کہا کہ تقریر صحیح ہے، اس پر بھی توبہ فرض ہے۔ اس قسم کی تقریر کرنے والے کا قصور کم ہے، قصور عوام کا لانعام کا ہے کہ عوام ایسی ہی تقریروں کو پسند کرتے ہیں جن میں تنگ بندیاں ہوں، الٹ پھیر ہو، خرافات ہو۔ ایسے ہی مقررین کو فرمائش کر کے منہ مانگا معاوضہ دے کر بلاتے ہیں اور ان کی تک بند یوں کو سن کر خوش ہوتے ہیں۔ ایک ایسے مقرر جن کی اجرت فی تقریر ڈھائی ہزار ہے علاوہ آمد و رفت کے کرایہ کے وہ اپنی تقریروں میں علانیہ کفر بکتے ہیں اور عوام ان کفریات پر واہ واہ کرتے ہیں، نعرہ لگاتے ہیں۔ بیٹھے تھے دینی معلومات کے لیے اور ایمان بھی گیا۔ انھوں نے ایک بار، جلسے میں بارش ہونے لگی تو کہا، یہ بے وقت کی بارش اللہ کی سازش۔ یہ کلمہ سن کر عوام محظوظ ہو کر ہنسنے لگے اور انھیں خبر بھی نہیں ہوئی کہ مقرر کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کا بھی ایمان سلب ہو گیا۔ عوام کو مقررین کے انتخاب میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## یہ کہنا کہ اللہ ہر جگہ پایا جاتا ہے

مسئلہ حاجی نعمت اللہ انصاری، موضع چتر پوسٹ باندو، تھانہ رنگا، پلاموں، ۲۲ رجب ۱۴۰۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ بہار شریعت حصہ پہلا عقائد کے بیان میں یہ ہے کہ غیب خواہ شہادت غیر خدا کے لیے ثابت کرے وہ کافر ہے۔ غیب تو پوشیدہ باتوں کو کہتے ہیں، لیکن شہادت کے کیا معنی اور مطلب ہوتا ہے۔ اس عبارت کا تفصیلاً جواب دیا جائے۔

جس طرح سے خدا کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت ہے، یا ہر جگہ پایا جاتا ہے، اسی طرح کیا حضور صلی اللہ



- علیہ وسلم کو بھی کائنات کی ہر جگہ میں حاضر و ناظر مانا جائے یا نہیں؟
- ③ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب میں یا کلام پاک کے ترجمہ میں انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر کلام پاک کا یعنی شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے کلام پاک کے ترجمہ میں حاضر و ناظر ہونے کا ہر جگہ میں لکھا ہے کہ نہیں، اس کا ثبوت دیا جائے۔
- ④ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر جا کر بوسہ لینا یا جالی مبارک کو چھو کر کے درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنا بتلاوے تو وہ شخص کو کیا سمجھا جائے؟

### الجواب

- ① آپ نے سوال میں جو عبارت نقل کی ہے وہ بہار شریعت میں کہیں نہیں اور عبارت بھی بالکل مہمل ہے غیب یا شہادت کا ثبوت کسی کے لیے ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں غیب و شہادت کا جاننا کسی کے لیے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ بہار شریعت حصہ اول میں یہی ہے۔ ص: ۵ پر عبارت یوں ہے: ”وہ غیب و شہادت سب کو جانتا ہے علم ذاتی اس کا خاصہ ہے جو شخص علم ذاتی غیب خواہ شہادت کا غیر خدا کے لیے ثابت کرے کافر ہے۔ علم ذاتی کے یہ معنی کہ بے خدا کے دیئے خود حاصل ہو۔ اس عبارت میں اور آپ کی نقل کردہ عبارت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ شہادت سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ہمارے سامنے ہوں تفسیر جلالین میں ”عالم الغیب والشہادۃ“ کی تفسیر لکھی ”السّر والعلانیۃ“ (۱) مدارک میں یہ تفسیر کہ ”السّر والعلانیۃ او الدنیا والآخرۃ او المعدوم والموجود“ (۲) اور خطیب میں یہ کی ”الغیب ای الذی غاب من جمیع خلقہ۔ والشہادۃ ای الذی وجد فکان یحسہ ویطلع علیہ بعض خلقہ“ (۳) ان سب کا حاصل یہ ہوا کہ غیب سے مراد پوشیدہ چیزیں ہیں یا صرف آخرت ہے یا معدوم یا غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو تمام مخلوقات سے غائب ہوں اس کے مقابل شہادت سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ظاہر ہوں یا شہادت سے مراد دنیا ہے یا موجود۔ یا ایسی موجود چیزیں جنھیں مخلوقات کے کچھ افراد محسوس کر لیں اور اس پر مطلع ہو جائیں۔ ان سب کی بنیاد یہ ہے کہ شہادت کے معنی حاضر ہونا ہے یہ مصدر ہے بمعنی اسم مفعول یا بمعنی اسم فاعل۔ یعنی وہ چیزیں جو حاضر ہوں۔ اب عالم الشہادت کے معنی یہ ہوئے جو ظاہر ہو جانے والا ہے۔ اور آیت کریمہ میں مراد علم ذاتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ جو چیزیں ہماری نظروں کے سامنے ہیں ان کا بھی ہمیں علم بے عطا الہی حاصل نہیں جو یہ اعتقاد کرے کہ جو چیزیں ہماری نظروں کے سامنے ہیں ان کا بھی علم ہمیں یا کسی کو بے عطا الہی حاصل ہو وہ کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تفسیر جلالین شریف ص: ۵۶۶

①

تفسیر نسفی، ج: ۴، ص: ۲۴۴، سورة الحشر ۵۹، آیت: ۲۲، اصح المطابع، بمبئی

②

تفسیر الخطیب الشربینی، ج: ۴، ص: ۲۷۴، سورة الحشر ۵۹، آیت: ۲۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔

③

②③ یہ کہنا کہ ”اللہ تعالیٰ ہر جگہ پایا جاتا ہے۔“ کلمہ کفر ہے حدیقہ ندیہ میں ہے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ ”مکانی ز تو خالی نہ تو در ہیچ مکانی فہکذا کفر“<sup>(۱)</sup> بات یہ ہے کہ جو چیز کسی جگہ میں ہوتی ہے جگہ اس کو گھیرے ہوتی ہے وہ جگہ میں محدود ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز نہ گھیر سکتی ہے اور نہ محیط ہو سکتی ہے۔ اسی طرح آپ نے جو یہ لکھا ”جس طرح خدا کو حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت ہے اسی طرح کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی کائنات کی ہر جگہوں میں حاضر و ناظر مانا جائے یا نہیں؟ اس میں دو غلطی ہے۔ ایک یہ کہ حاضر کے معنی جسم کے ساتھ موجود ہونے والا ہے اور ناظر کے معنی آنکھ سے دیکھنے والا ہے، اللہ تعالیٰ جسم اور آنکھ سے پاک ہے۔ قرآن مجید یا حدیث میں کہیں اللہ عزوجل کو حاضر و ناظر نہیں کہا گیا ہے، اور نہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کسی کتاب میں یا شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کسی کتاب میں حاضر و ناظر لکھا ہے، اور جو اس کا دعویٰ کرے وہ ثبوت لائے۔ اللہ عزوجل پر حاضر و ناظر کا اطلاق کچھریوں سے پھیلا ہے۔ انگریزوں نے گواہوں سے یہ کہلانا ایجاد کیا کہ ہم اللہ عزوجل کو حاضر و ناظر جان کر جو کچھ کہیں گے سچ کہیں گے۔ وہیں سے یہ بات عوام میں پھیل گئی، ورنہ اللہ عزوجل کو حاضر و ناظر کہنا منع ہے۔ اسی طرح آپ نے جو یہ لکھا کہ ”اسی طرح“ آپ پہلے عقیدہ سمجھئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرح کسی بھی بندے کی کوئی صفت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت ذاتی، واجب، قدیم ہے، اور بندے کی ہر صفت عطائی، ممکن حادث ہے اللہ کی طرح بندے کی کوئی صفت ماننا کفر ہے۔ یقیناً قرآن مجید میں اس کا ثبوت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں قرآن مجید میں فرمایا گیا ”اِنَّا ارسلنک شاحداً“<sup>(۲)</sup> شاہد کے اصل معنی حاضر ہی کے ہیں حدیث میں نماز جنازہ کی جو دعا وارد ہے اس میں یہ ہے۔ ”اللہم اغفر لحینا ومیتنا وشاہدنا وغائبنا“<sup>(۳)</sup> اے اللہ ہمارے زندہ کو بخش دے اور ہمارے مردے کو بخش دے اور ہمارے حاضر کو بخش دے اور ہمارے غائب کو بخش دے۔ دوسری حدیث میں فرمایا: ”فلیبلغ الشاہد الغائب“<sup>(۴)</sup> میرا پیغام جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے۔ اس لیے آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہوا، ہم نے تم کو حاضر بنا کر بھیجا، اور جب حضور حاضر ہیں تو ناظر بھی ضرور ہیں اس کے علاوہ حضرت شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”سلوک اقرب السبیل“ میں فرماتے ہیں: باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ درمیان علمائے امت است یک کس رادریں دائم“ مسئلہ خلافت نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بلا شائبہ مجاز و توہم تاویل و امت و باقی اندوہر احوال دائم حاضر و ناظر اند۔<sup>(۵)</sup> علمائے امت کے درمیان کثیر اختلافات کے باوجود کسی ایک شخص کا اس مسئلہ میں

حدیقہ ندیہ، ج: اول، ص: ۲۰۵

قرآن شریف، سورة الفتح، آیت: ۸، پ: ۲۶۔

سنن ابن ماجہ، ج: ۱، ص: ۱۰۷، ۱۰۸، کتاب الجنائز باب ماء جاء فی الدعاء فی الصلوٰۃ علی الجنائز

بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۲۱، کتاب العلم، مطبع رضا اکیڈمی

سلوک اقرب السبیل بالتوجه الی سید الرسل علی هامش اخبار الاخیار، ص: ۵۵۔

کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقی زندگی کے ساتھ بغیر کسی معنی مجازی کے وہم اور تاویل کے شائبہ کے دائم و باقی ہیں اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک تک کسی کی رسائی ممکن نہیں، وہ چاروں طرف سے محفوظ ہے۔ ہاں جالی مبارک تک پہنچنا ممکن ہے، وہاں تک لوگ جاتے بھی ہیں۔ جالی مبارک کو بوسہ دینا ناجائز و گناہ نہیں البتہ کمال ادب و تعظیم یہی ہے کہ ہاتھ نہ لگائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ایک شعر کا حکم

مسئولہ شیخ ابوالحسن بقائی، فیل خانہ، ہوڑہ، کلکتہ، بنگال، ۲/ رجب ۱۴۱۰ھ

مسئلہ ایک محفل سماع میں یہ کلام پڑھا جا رہا تھا کہ۔

خدا نے اپنے سے اونچا کیا رتبہ محمد کا بڑھا کر شان اپنے سے کیا دو بالا محمد کا

ابھی کلام شروع ہی ہوا تھا کہ زید اپنی کوٹھی سے اتر ا اور آتے ہی کفر کا فتویٰ کھڑا کر دیا اور کہا کہ یہ کلام کفر پڑھنا ناجائز و حرام، اس کا قائل کافر اور سامعین وغیرہ بھی کافر، یہ بھی کہا کہ کافر کی اولاد، مزید سامعین و متکلمین کو مرد و ملعون و دیوث وغیرہ الفاظ سے خطاب کیا، بغیر کچھ دلیل کے محفل سماع کو بند کروادیا اور اس نے یہ بھی کہا کہ محفل سماع ناجائز و حرام ہے، شرم نہیں آتی، بند کرو یہ سب خرافات و اہیات ہے۔ آیا واقعی محفل سماع ناجائز و حرام یا کفر ہے، جب کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے محفل سماع کی مکمل بحث اپنی کتاب ”کیمیائے سعادت“ میں کی جس میں کہا جائز و مباح۔ اگر واقعی یہ کلام کفر ہے تو کون سا کفر ہے۔ کفر فقہی یا کفر کلامی ہے یا نہیں جب کہ قائل تاویل کرنا چاہتا تھا مگر زید نے کہا کہ سوال پر سوال نہیں۔ دیگر ان نحش گالیوں کا سنی مسلمان کو دینا بلکہ یہ بھی کہا کہ تم سب وہابی سے بھی بدتر ہو۔ لہذا زید نے ان گالیوں سے مسلمانوں کو خطاب کیا، کیا اس کا گالی دینا شریف انسان کا کام ہے۔ اور یہ کہا کہ بڑی بڑی داڑھی اور بڑے بڑے بال رکھ کر فلمی ڈسکو ناچتے ہو تو کیا عالم علما کی زبانی سنا ہے کہ نحش گالی سے کلام کرنا، یہ بد اصولوں کا شیوہ ہے۔ زید پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب تفصیل سے نوازیں، مہربانی ہوگی۔

## الجواب

اس شعر کے دونوں مصرعے بظاہر کفر ہیں۔ شعر سن کر سب کے سمجھنے میں یہی آتا ہے کہ، اس شعر کا مطلب ہے کہ اللہ عز و جل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اپنے سے بھی اونچا اور دو بالا کیا، اور اس کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس بنا پر اگر کسی نے قائل کو کافر کہہ دیا تو وہ ماخوذ نہیں۔ جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے کہ اگر کسی کلام کا ظاہر معنی کفر ہو تو وہ تکفیر کرتے ہیں۔ مگر اس کلام کی تاویل ممکن ہے۔ عرف میں بولتے ہیں، فلاں نے اپنے

سے یہ کام کیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ بغیر کسی کے کہے، دباؤ ڈالے اپنی مرضی سے کیا۔ اس شعر میں یہ معنی بھی بن سکتا ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ اللہ عز و جل نے اپنے سے، اپنی مرضی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو اونچا کیا اور ان کی شان کو دو بالا کیا، اور یہ معنی اپنی جگہ درست ہے۔ اس لیے محققین فقہاء اور متکلمین کے مذہب مختار پر قائل کو کافر کہنا درست نہیں۔ مگر اس قدر میں کلام نہیں کہ اس شعر کا قائل اور قوال اور سب سامعین پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید بیعت و تجدید نکاح ہے۔ در مختار میں ہے:

”وما فيه خلاف يؤمر بالتوبة والاستغفار.“ (۱)

یہ دوسری بات ہے کہ زید کو اس بیہودگی اور بدتمیزی کے ساتھ بات نہیں کرنا چاہیے تھی، رفق، نرمی اور محبت سے سمجھانا چاہیے تھا۔ مسلمان کو گالی دینا حرام اور فسق ہے۔ حدیث میں ہے:

”امرونی ربی بمحق المعازف“ (۲) مجھے میرے پروردگار نے باجوں کے مٹانے کا حکم دیا۔

ہدایہ میں ہے: ”ان الملاھی کلھا حرام.“ (۳)

حضرت سیدنا نظام الشریعہ والطریقہ والحقیقہ والذین محبوب الہی قدس سرہ کا ارشاد ”فوائد الفوائد“ اور ”سیر الاولیاء“ میں منقول ہے کہ فرمایا: ”مزا میر حرام است۔“ اور حضرت امام غزالی قدس سرہ نے ”کیمیائے سعادت“ میں جو کچھ تحریر فرمایا، وہ خاص شرائط کے ساتھ خاص حالات میں کسی مرشد کامل، جامع شریعت و طریقت مرشد کی خصوصی ہدایت کے بعد ہے۔ اس کے شرائط میں سے خاص شرط یہ ہے کہ قوال اور سب سامعین اس کے اہل ہوں۔ اور یہ جو آج کل کے جاہل پیروں نے رسم بنا رکھی ہے کہ بلا ضرورت فساق، فجراقوال و سامعین غیر اہل کی موجودگی میں مجمع عام میں علانیہ قوالیاں سنتے اور سناتے ہیں، بالاتفاق حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## رأیت ربی فی سکک المدینۃ کی توجیہ

مسئولہ سرور حسین صاحب محلہ بٹنی پور بلیا (یو. پی.)، ۵/ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عالم نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کبار یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے مدینہ میں خدا کو چلتے پھرتے دیکھا ہے، پھر یہ کہا کہ حضور نے فرمایا ہے۔

”من رأی فقد رأی الحق“

جس نے مجھ کو دیکھا اس نے خدا ہی کو دیکھا یہ بھی کہا کہ رخ مصطفیٰ میں خدا نظر آتا ہے۔ ان عالم

در مختار، ج: ۶، ص: ۳۹۰، کتاب الجہاد باب المرتد، مطبع زکریا۔

مشکوٰۃ شریف، ص: ۳۱۸، باب الخمر، مطبع مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ

ہدایہ اخیرین، ج: ۴، ص: ۴۳۹، کتاب الکراہۃ، مطبع مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ



صاحب کے یہ اقوال کہاں تک صحیح ہیں اور پوری حدیث کیا ہے اور اس کا صحیح مطلب علمائے اہل سنت کے نزدیک کیا ہے؟ بینوا۔

### الجواب

میں ساڑھے تین ماہ سے مسلسل آنکھ کی شدید تکلیف میں مبتلا ہوں، اس لیے اس مسئلہ پر تفصیلی کلام کرنے سے قاصر ہوں، پڑھنا لکھنا بند ہے۔ مختصر عرض ہے کہ ایسی کوئی حدیث نہیں کہ کسی صحابی نے یہ کہا ہو کہ میں نے خدا کو مدینہ میں چلتے پھرتے دیکھا ہے، ہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ضرور منقول ہے۔

”رَأَيْتُ رَبِّي فِي سَكِّ الْمَدِينَةِ“ میں نے اپنے پالنے والے کو مدینہ کی گلیوں میں دیکھا ہے۔ اس کی دو تاویل ہے، ایک رب کے معنی لغوی مراد ہے۔ یعنی پالنے والا، پرورش کرنے والا یہ محاورہ قرآن کریم میں موجود ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے بارے میں فرمایا:

”إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ“ (۱) وہ میرا پرورش کرنے والا ہے اس نے مجھے اچھا ٹھکانہ دیا۔

دوسری تاویل یہ ہے کہ (رأیت) دیکھا میں نے اُسے، بیداری میں دیکھنا مراد نہیں ہے، بلکہ خواب میں دیکھنا مراد ہے۔ یہ محاورہ بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں: ”إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا الْآيَةِ“ (۲) ایک تاویل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ میں نے رب تبارک و تعالیٰ کا جلوہ مدینہ میں دیکھا۔ جلوہ سے مراد تجلیات ربانی ہیں۔ حدیث: ”مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ“ (۳) میں الحق سے مراد یقینی واقعی ہے۔ اس پر دلیل حدیث کا دوسرا ٹکڑا ہے: ”إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي“ (۴)

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے واقعی مجھی کو دیکھا، اس لیے کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ اس حدیث میں الحق سے مراد اللہ تعالیٰ بھی ہو سکتا ہے، اور مراد یہی ہوگا۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ“ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مرأت ذات الہی ہیں۔ یہ کہنا کہ رب مصطفیٰ میں خدا نظر آتا ہے، مذکور شدہ معنی کے اعتبار سے درست ہے۔ یعنی یہ کہ رب مصطفیٰ میں خدا کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اس کی تائید اس حدیث صحیح سے ہوتی ہے: ”خُلِقَ آدَمُ عَلَى صُورَتِهِ“ (۵) اللہ عز وجل صورت پاک سے مراد وہی ہے کہ اللہ عز وجل نے اپنی تجلی خاص حضرت آدم علیہ السلام کی ذات میں ودیعت فرمائی۔ علما کو لازم ہے کہ ایسی باتوں کو بیان کرنے سے عوام کے سامنے اجتناب کریں، جو عوام کی سمجھ سے بالاتر ہوں، جن کو سن کر لوگ تشویش میں مبتلا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

قرآن شریف، سورة اليوسف، آیت: ۲۳، پ: ۱۲۔ قرآن شریف، سورة اليوسف، آیت: ۴، پ: ۱۲۔

بخاری شریف، ج: ۲، ص: ۱۰۳۶۔ حوالہ مذکور

بخاری شریف، ج: ۲، ص: ۹۱۹، کتاب الاستيذان باب بدء الاسلام، رضا اکیڈمی

یہ کہنا کہ اگر اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے تو حضور نے کیسے دیکھا؟  
یہ کہنا کفر ہے کہ امام مہدی نے قرآن میں ترمیم کیا ہے!

مسئلہ محمد ضامن علی قادری رضوی، مقام وپوسٹ کچھی پور بازار، گورکھ پور، ۳ جمادی الاخرہ ۱۴۰۶ھ

❶ کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ ہمارے علاقہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا اگر ایک ہے تو اس کے لیے جسم کا ہونا ثابت ہے چاہے وہ جس طرح کا ہو اور خدا شاہ کار ہے یعنی جسم والا نرا کار نہیں ہے اس لیے بہونرا کار (बहु निराकार) ہوگا۔ اس کو گنتی کے اندر نہیں لاسکتے، کیوں کہ جو نرا کار ہوگا اس کو کوئی دیکھ نہیں سکتا، اس لیے خدا نرا کار نہیں ہے، بلکہ شاہ کار ہے۔ اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا ہے اور کئی حدیثوں کا حوالہ بھی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نرا کار نہیں ہے، بلکہ شاہ کار ہے، اس لیے کہ نرا کار کا مطلب یہ ہے کہ جو دکھائی نہ دے اور اگر خدا کو نرا کار مان لیا جائے تو قباحۃً یہ لازم آئے گی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو دیکھا؟

❷ امام مہدی کس ملک میں پیدا ہوں گے اور وہ قرآن پر عمل کریں گے یا قرآن کو منسوخ کر دیں گے۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ امام مہدی نوسونوے (۹۹۰) ہجری میں پیدا ہو چکے اور انھوں نے قرآن کی کچھ آیتوں میں ترمیم کر دی ہے جیسے قربانی اور خدا کے جسم نہ ہونے والی آیتوں کو۔

### الجواب

❶ اس قسم کے مہملات بھیج کر میرا وقت ضائع نہ کریں۔ میں نہیں جانتا کہ نرا کار، شاہ کار کیا بلا ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عز وجل جسم سے پاک ہے، کیوں کہ ہر جسم مرکب ہوتا ہے اور مرکب حادث نو پیدا اور اللہ عز وجل قدیم ازلی ابدی، اس لیے اللہ عز وجل کے لیے جسم ماننا کفر، نیز جو جسم ہوگا وہ محدود اور محاط ہوگا، متناہی ہوگا اور اللہ عز وجل اس سے منزہ کہ اسے کوئی چیز محیط ہو یا وہ متناہی ہو، اس لیے بھی اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔ دکھائی دینے کے لیے جسم والا ہونا ضروری نہیں، بلکہ بر بنائے تحقیق جسم کا دکھائی دینا محال۔ ہم جسم کے رنگ روپ اور ڈیل ڈول کو دیکھتے ہیں، جسم کو نہیں دیکھتے۔ روشنی اور اندھیرا جسم نہیں مگر ہم دیکھتے ہیں، اس لیے یہ استدلال فاسد ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عز وجل کو دیکھا تو وہ جسم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷ یہ کہنے والا گمراہ، بد دین بلکہ کافر و مرتد ہے۔ یہ غالباً ان گمراہ فرقوں کے افراد ہیں جو دسویں ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور مکہ معظمہ میں مطاف کے اندر ہوگا اور وہ قرآن اور شریعت کے مطابق عمل کریں گے، قرآن میں کوئی تبدیلی نہیں کریں گے۔ قرآن مجید میں تبدیلی ناممکن ہے۔ اللہ عز وجل

فرماتا ہے:

”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ.“ (۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں جو قرآن میں تبدیلی کو ممکن مانے وہ کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## پیر کے لیے رحیم، عطوف، کریم، قیوم کا اطلاق جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ شمار احمد، دارالعلوم قادریہ حبیبیہ، ۴۲- نندوگھوش روڈ، کافورگلی، ہوڑہ، بنگال، ۲ جمادی الآخرہ ۱۴۰۶ھ

❶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید رحیم و کریم، عطوف، قیوم، رؤف وغیرہ صفات کا اطلاق اپنے استاذ و پیر کی شان میں کرتا ہے اور دلیل میں پیش کرتا ہے کہ قیومیت، فردانیت وغیرہ ولایت کے مراتب میں سے ہیں۔ آیا از روئے شرع غیر خدا کے لیے صفات مذکورہ کا اطلاق جائز ہے یا نہیں؟ جو بھی جواب عنایت فرمائیں مدلل فرمائیں۔

❷ اگر زید عالم نے اپنی تحقیقات کی روشنی میں سجدہ تعظیمی کے جواز کا فتویٰ دیا اور دلیل میں حدیث پاک اور دیگر علما و محدثین کے اقوال بھی نقل کیے اور عدم جواز پر جو دلیلیں ملیں ان کی تاویلات بھی کیں اور تاویلات میں بھی نیت بخیر رہی ہو تو کیا ایسے عالم سے حسن عقیدت رکھنا، ان کی تعریف و توصیف کرنا، قبر پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر بالفرض بکمر نے زید عالم کی شان میں کچھ لکھا تو اس کو تلف کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ جواز کا قول محبوب الہی نے کیا ہے، اگرچہ جمہور علما و فقہاء اس کی حرمت کے قائل ہیں اور حرمت کا فتویٰ بھی دیا جاتا ہے، مگر دیدہ و دانستہ اس زید عالم مذکور سے جمہور کے خلاف جواز کا قول صادر ہوا ہو تو کیا ایسی صورت میں بھی عند الشرع فاسق و فاجر ٹھہرے گا یا نہیں؟ جو بھی جواب دیں، دلیل کے ساتھ ارقام فرمائیں۔

## الجواب

❶ رحیم، عطوف، رؤف، کریم، ان اسما کا اطلاق بندوں پر قرآن و احادیث میں وارد ہے۔ ارشاد ہے: ”وَبِالْمُؤْمِنِينَ رَؤْفٌ رَحِيمٌ.“ حدیث میں ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں وارد ہے: ”الکریم ابن الکریم.“ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور کی مدح میں عرض کیا: ”عطوف علیہم لا یشنی جناحہ.“ اس لیے کسی بھی عالم یا شیخ کو رحیم، کریم، رؤف، عطوف کہہ سکتے ہیں۔ لیکن قیوم کا اطلاق ایک ہزار سال تک غیر خدا پر کہیں نہیں آیا ہے، قرآن و حدیث میں تو کیا ہوتا اقوال علما میں بھی کہیں وارد نہیں۔ میں نے علمائے اہل سنت سے سنا ہے کہ قیوم کا اطلاق غیر خدا پر جائز نہیں۔ میں نے خود کہیں یہ تصریح نہیں

دیکھی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ قیوم مبالغہ کا صیغہ ہے، اس لیے اس کا اطلاق غیر خدا پر درست نہیں۔ اس کو یوں سمجھیے، جلالین میں ”القیوم“ کے تحت ہے: ”المبالغ فی القیام بتدبیر خلقہ۔“ یہ اپنے معنی وضعی کے ساتھ اللہ عز وجل کے ساتھ خاص ہے۔ بندوں میں اگر قیام بتدبیر خلق پایا جائے گا تو وہ بہ نسبت اللہ عز وجل کے انتہائی قلیل ہوگا۔ تو اب مخلوق پر ”المبالغ فی القیام“ درست نہ ہوگا۔ رہ گیا یہ کہنا کہ یہ اولیائے کرام کے مدارج میں سے کوئی درجہ ہے تو اس کا کوئی ثبوت ایک ہزار سال تک اولیائے کرام کے اقوال میں کہیں نہیں ملتا۔ اب اگر بالفرض کسی نے کسی کو قیوم زماں کہہ دیا تو وہ دلیل جواز نہیں۔ اولاً ثبوت کے لیے قطعیت چاہیے، یعنی یہ کہ واقعی فلاں صاحب نے یہ کہا ہے۔ اولیائے کرام کی طرف منسوب کتابوں میں الحاقات بے شمار ہیں، بلکہ خدا نائرسوں نے اپنے جی سے کتابیں گڑھ کر بزرگوں کی طرف منسوب کر دی ہیں جیسے ”غنیۃ الطالبین“ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اور ”البلاغ المبین“ تفہیمات وغیرہ شاہ ولی اللہ صاحب کی طرف۔ اور اگر قطعیت کے ساتھ یہ ثابت بھی ہو تو لغزش سے کون محفوظ ہے۔ علما تصریح فرماتے ہیں: ”کل مردود علیہ قولہ ما خالف الكتاب والسنة والاجماع۔“ عطف کا اطلاق غیر خدا پر علما کے ارشادات میں بھی ہے۔ ایک صاحب عرض کرتے ہیں: ”عطف رؤف من یسمی با حمد۔“ واللہ تعالیٰ اعلم

② اگر کسی شخص نے اپنے قلت علم اور قلت تتبع کی بنا پر حضرت محبوب الہی قدس سرہ کے ارشاد پر اعتماد کر کے سجدہ تعظیمی کے جواز کا قول کیا تو وہ کافر یا فاسق نہیں، جیسا کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں تحقیق فرمائی ہے۔ بناءً علیہ اگر کوئی شخص کسی کے بارے میں سجدہ تعظیمی کو حضرت محبوب الہی قدس سرہ پر اعتماد کرتے ہوئے جائز کہتا، ولی مانتا ہے، اس کی قبر پر فاتحہ پڑھتا ہے، اس کے ساتھ عقیدت رکھتا ہے تو وہ قابل ملامت نہیں۔ ہاں اب جب کہ سجدہ تعظیمی کی حرمت دلائل شرعیہ سے ثابت ہو چکی پھر بھی سجدہ تعظیمی کو جائز کہے تو وہ ضرور فاسق ہے۔ سائل نے یہ بھی لکھا ہے کہ سجدہ تعظیمی کا جواز احادیث سے ثابت ہے، اگرچہ اس نے یہ صراحت نہیں لکھا ہے، مگر سائل کے کلام سے ایسا ظاہر ہو رہا ہے، یہ غلط ہے۔ حضرت ابو خزیمہ والی جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ خصائص میں سے ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص انھیں اس وقت اس کی اجازت دی تھی، اس لیے اسے دلیل بنانا صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ خدا پر بھروسہ نہیں، کفر ہے

مسئولہ نعمت اللہ، پورہ صوفی، مبارک پور، اعظم گڑھ، یو۔ پی۔ ۲۲، جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ

مسئلہ زید نے اپنی سسرال میں یہ خبر دی کہ اپنی لڑکی کو آکر لوا جائیں۔ زید کے خسر لوانے کے لیے گئے تو معلوم ہوا کہ زید نے ایک اور شادی کر لی ہے۔ خسر صاحب اپنی لڑکی کو جب لوا کر آنا چاہا تو زید نے بچوں کو ماں



کے ساتھ جانے سے روک دیا۔ خسر نے کہا کہ میں چند رہ دن کے اندر پہنچا دوں گا۔ زید تیار نہیں ہوا، تو خسر نے کہا، خدا کی قسم پہنچا دوں گا۔ مگر زید نے کہا، صرف اپنی لڑکی کو لو جائیں۔ خسر نے کہا کہ میاں یقین کرو کہ میں پہنچا دوں گا۔ زید نے پھر انکار کیا تو خسر نے کہا، میاں میں نے خدا کی قسم کھا کر کہا ہے، بھروسہ کرو، فرق نہیں پڑے گا۔ اگر میرے اوپر بھروسہ نہیں تو کیا قسم کا بھی اعتبار نہیں، خدا کا بھروسہ رکھو۔ تو زید نے کہا کہ مجھے اس کا بھی بھروسہ نہیں ہے۔ تو خسر نے کہا، کیا خدا کا بھی بھروسہ نہیں ہے؟ تو زید نے کہا کہ خدا پر بھی بھروسہ نہیں ہے۔

صورتِ مسئلہ میں زید پر شرعی کیا حکم نافذ ہوگا اور اس کی بیویاں نکاح میں ہیں یا نہیں۔ اگر نکاح سے نکل گئی ہوں تو کیا تجدیدِ ایمان کے بعد تجدیدِ نکاح کے لیے عورت کی رضا ضروری ہے، یا عورت آزاد ہو جاتی ہے کہ چاہے تو اپنے سابق شوہر سے نکاح کرے یا دوسرے سے؟

### الجواب

زید اس کہنے سے کہ خدا پر بھروسہ نہیں ہے، کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے تمام نیک اعمال ضائع ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس کی بیوی کو اختیار ہے کہ مدتِ عدت گزارنے کے بعد کسی اور سے نکاح کرے۔ اس شخص پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر اس کلمہ کفر سے توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اپنی بیوی کو رکھنا چاہے اور وہ راضی بھی ہو تو نئے سرے سے نکاح کرے۔ درمختار میں ہے:

”و یبطل منه ما یعتمد الملة و هی خمس النکاح و الذبیحة و الصيد الخ“ (۱)

اگر یہ شخص توبہ و تجدیدِ ایمان کر لے تو بہتر و نہ مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کر لیں۔ اگر مر جائے تو اس کے کفن و دفن میں شریک نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### یہ کہنا کہ اللہ عز و جل سے غلطی ہو سکتی ہے، کفر ہے

مسئلہ عقیل احمد، ابن سی۔ ایل، بینا پریس، بکٹ، بردانی کالونی، ضلع سون بھدر، یو۔ پی۔ ۲۰ ربيع الآخر ۱۴۱۲ھ

① مسئلہ ایک لڑکی کھانا بنا رہی تھی، اتفاق سے چاول گھیلا ہو گیا تو اس کی ماں کہتی ہے کہ گھیلا ہو گیا تو ہو جانے دو، جب کہ اتنے بڑے خدا سے غلطی ہو سکتی ہے کہ کسی انسان کو مساوی نہ بنایا، کسی کو کالا، تو کسی کو گورا، کسی کو مال دار تو کسی کو غریب، تو تم سے غلطی ہوئی تو کون سی بڑی بات ہے؟

② وہی عورت جو سوال مذکور میں ہے، جب اس سے کہا گیا کہ کیوں نہیں نماز پڑھتی ہے، نماز پڑھا کرو، تو جواب میں کہتی ہے کہ نماز وہ شخص پڑھے یا عمل خیر کرے جو گنہ گار ہو اور وہی شخص نماز پڑھتا ہے جو گنہ گار رہتا ہے؟

③ یہ ہے کہ وہی عورت دورانِ گفتگو یہ کہہ دی کہ دین اسلام سے اچھا تو ہندو اور دیوبندی ہیں کیوں کہ ان

کے مذہب میں بہت چھوٹ اور آسانی ہے۔ از روئے شرع اس عورت پر کیا حکم نافذ ہوں گے؟ جواب سے نوازیں، نیز یہ کہ اس عورت کو ان اقوالِ شنیع پر تنبیہ بھی کی گئی کہ ایسا قول نہ کرو، اس سے انسان کافر ہو جاتا ہے، تم توبہ کرو، تمہارے اوپر توبہ اور تجدیدِ ایمان لازم ہے تو وہ عورت غرور اور تکبر اور ہٹ دھرمی پر اصرار کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اپنا قرآن و حدیث اپنے پاس رکھو، بہت بڑے قرآن و حدیث والے بنے ہو۔ اور یہ عورت قریبی پڑوسی بھی ہے اور ان اقوال کی اطلاع اس کے شوہر کو بھی ہوئی تو اس نے بھی تائید کی اور غرورانہ انداز میں یہ کہا کہ ہم سے بھی زیادہ جاننے والا کوئی ہے۔ نیز اس کے گھر ٹی وی بھی لگی ہوئی ہے۔ تعلقات رکھنے سے یا آنے جانے سے بچوں پر غلط اثر پڑ رہا ہے اور میرے لیے ضرر ہی ضرر ہے کہ قولِ شنیع سننے کو ملتے ہیں، جس سے معاشرہ و عادت پر غلط اثر پڑ رہا ہے، تو ہم ان وجوہ کے تحت اس کے ساتھ کیسا سلوک و برتاؤ قائم رکھیں۔ مفصل جواب سے نوازیں، کرم ہوگا۔

### الجواب

یہ عورت متعدد کفریہ کلمات کہنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہو گئی، اسلام سے خارج ہو گئی اور ظاہر روایت کی بنا پر اپنے شوہر کے نکاح سے نکل گئی۔ نیز جب اس کے شوہر نے اس کی تائید کی، وہ بھی کافر و مرتد ہو گیا، اور بہ اتفاق علماء نکاح منسخ ہو گیا، اس کی عورت اس کے اوپر حرام ہو گئی۔ اس کے بعد جتنی قربت ہوئی، زنا خالص ہوئی، اس سے جو اولاد ہوگی اولادِ زنا ہوگی۔ شوہر اور بیوی دونوں پر فرض ہے کہ بلا تاخیر کفریہ کلمات سے توبہ کریں، کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں اور دوبارہ نئے مہر پر نکاح کریں۔ اس عورت نے پہلے یہ کفر بکا کہ اتنے بڑے خدا سے غلطی ہو سکتی ہے۔ دوسرا کفر یہ بکا کہ نماز وہ پڑھے جو گنہ گار ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے اعتقاد میں جو گنہ گار نہ ہوا اس پر نماز فرض نہیں نیز اس نے اپنے آپ کو گنہ گار سے پاک بتایا، جب کہ سب سے بڑا گنہ گار نہ پڑھنا ہے۔ گو یہ نماز چھوڑنے کو گنہ گار ہی نہیں سمجھتی، یہ خود کفر ہے۔ تیسرا کفر صریح یہ بکا کہ دین اسلام سے اچھا ہندو اور دیوبندی ہیں اور چوتھا کفر یہ ہے کہ اس نے یہ بکا، اپنا قرآن و حدیث اپنے پاس رکھو۔ شوہر نے اس کی تائید کی تو وہ بھی کافر ہو گیا۔ ارشاد ہے: ”إِنَّكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ“ (۱) اگر یہ دونوں توبہ، تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح نہ کریں تو ان سے میل جول، سلام کلام، خوردنوش بند کر دیا جائے۔ اگر یہ مرجائیں تو ان کے کفن و دفن، نماز جنازہ وغیرہ میں شرکت جائز نہ ہوگی۔ یقیناً بچوں کو ان کے گھر ہرگز ہرگز جانے نہ دیا جائے۔ جب یہ دونوں میاں بیوی کافر و مرتد ہیں تو اس کی کیا شکایت کہ گھر میں ٹی وی رکھے ہوئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا اللہ تعالیٰ کسی کو میرے لال کہہ سکتا ہے؟

مسئولہ محمد یسین اشرفی، پورہ صوفی، مبارک پور، اعظم گڑھ، یو. پی. ۲۰ رجب ۱۴۱۲ھ

مسئلہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو میرے لال کہہ سکتا ہے۔ اگر کہہ سکتا ہے تو میرے لال کا کیا مطلب

ہوتا ہے؟

### الجواب

پہلی بات یہ ہے کہ جو صورت پیدا ہو جائے اس کے بارے میں فتویٰ پوچھنا چاہیے، سوچ سوچ کر انہونی باتوں کو ممکن مان کر سوال کرنے سے سخت ممانعت ہے۔ اللہ عز وجل نے آج تک نہ کسی کو میرے لال کہا ہے اور نہ کہے گا، تو پھر اس سوال سے آپ کو کیا فائدہ؟ ہمارے عرف میں لال اولاد کو کہتے ہیں، اور کبھی پیارے کے معنی میں بھی بولتے ہیں، لیکن پہلا معنی زیادہ شائع اور ذائع ہے، مشہور و معروف ہے، اس لیے یہ ممکن نہیں کہ اللہ عز وجل کسی کو میرے لال کہے۔ کیوں کی کوئی مشہور معنی کو سامنے رکھ کر اسے دلیل بنا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولاد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کو سلام کرنا ممنوع ہے

مسئولہ محمد شریف، سعودیہ عربیہ ہائی اسکول، ادرونی، کرنیل، آندھرا پردیش، یکم صفر ۱۴۱۱ھ

مسئلہ یہاں ایک مقامی مسجد میں شعبان کے پہلے جمعہ کے موقع پر اردو تقریر کے دوران معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عنوان بنا کر ایک مقرر صاحب نے یہ بیان دیا کہ شب معراج سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مقامِ قاب قوسین میں پہنچے تو سلام کیے بغیر اللہ سے راست کلام شروع کیا اور کہا: التحیات للہ والصلوات والطیبات۔ تو اس کے جواب میں اللہ نے سرکار سے فرمایا: السلام علیک ایہا النبی۔ اس کے جواب میں اگر اللہ کو سرکارِ ولیم السلام کہہ دیتے تو خدا محتاج ہوتا میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کا۔ یہ بیان مولانا نے دیا، اب آپ از روئے شرع یہ معلوم فرمائیے کہ ان صاحب کا یہ بیان کیسا ہے اور کیا اس طرح کا بیان دینے والا خدا کی صمدیت کا انکار کر کے کہیں مرتد تو نہیں ہو گیا۔ براہ کرم جواب ارسال فرمائیں۔ فقط

### الجواب

مقرر صاحب نے جہاں تک واقعہ بیان کیا وہ اپنی جگہ صحیح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بارگاہِ قدس میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: التحیات للہ والصلوات والطیبات۔ اس کے جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ، الی آخر الحدیث۔ لیکن

مقرر صاحب نے جو نکتہ آفرینی کی وہ محل کلام اور سخت محل نظر ہے۔ یہ کہنا کہ حضور نے سلام نہیں کیا، اس سے مقرر صاحب کی مراد یہ ہے کہ جیسے بندے جب آپس میں ملتے ہیں جس صیغے سے ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں، یہی وہاں بھی کرنا چاہیے تھا۔ یہ مقرر صاحب کی غلطی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کچھ عرض کیا، یہ بمنزلہ سلام ہی ہے۔ ملاقات کے وقت جو سلام کیا جاتا ہے اس کو تحیت بھی کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں سلام کو تحیت ہی سے تعبیر فرمایا ہے:

”إِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا.“ (۱) اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ میں جواب کہو یا وہی کہہ دو۔

اور اللہ عز وجل نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تحیت کا جواب تھا۔ جواب کا جواب نہیں ہوتا۔ اللہ عز وجل کو مخاطب کر کے السلام علیکم یا علیکم السلام کہنا ممنوع ہے۔ حدیث میں ہے:

”لا تقولوا السلام علی اللہ فإن اللہ هو السلام.“ (۲) یہ نہ کہو، سلام ہو اللہ پر اس لیے کہ اللہ سلام ہے۔

مگر نکتہ آفرینی کی وجہ سے یہ مقرر کا فرو مرتد نہیں ہوئے، خاطی ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا ممنوع ہے

مسئلہ محمد معین اشرفی، انجمن اسلامیہ جالور راجستھان ۱۳/ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

زید کا قول: خدا ہر جگہ حاضر و ناظر بایں معنی کہ ذرہ ذرہ تہہ بہ تہہ میں اللہ حاضر ہے، معاذ اللہ۔ جب کہ علامہ احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے جاء الحق ص: ۱۳۵ پر ارشاد فرمایا کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں، خداے پاک جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ مگر کا قول: اللہ کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا کفر ہے اس لیے کہ حاضر و ناظر کے تین معنی ہیں ایک جگہ رہ کر تمام عالم کو مثل کف دست دیکھنا، ایک ہی ایک آن میں عالم کی سیر کر لینا اور صد ہا کوس پر کسی کی مدد کر دینا، جسم یا جسم مثالی کا متعدد جگہ موجود ہونا۔ یہ صفات بہت سی مخلوقات کو ملی۔ قرآن وحدیث کی رو سے وضاحت فرما کر مشکور ہوں اور زید پر حکم نافذ فرمائیں۔

## الجواب

حاضر کے لغوی معنی جسم کے ساتھ موجود ہونا اور ناظر کے معنی آنکھ سے دیکھنا ہے۔ جیسا کہ علامہ سعید احمد کاظمی نے اپنے رسالہ تسکین الخاطر میں تحقیق فرمائی ہے اسی طرح جگہ کے معنی فضا کے اس خالی حصہ کے ہے جسے

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ النساء آیت: ۸۶، پ: ۵

﴿۲﴾ مسند امام احمد بن حنبل، ج: ۱/ص: ۴۳۱



کوئی چیز بھرے۔ اللہ تعالیٰ جگہ سے بھی پاک ہے، اس لیے کہ جو چیز کسی جگہ ہوتی ہے وہ محدود ہوتی ہے۔ جسے فضا گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔ اللہ عز وجل ہر چیز کو محیط ہے، غیر متناہی بالفعل اسے کوئی چیز گھیر نہیں سکتی، ارشاد ہے: ”وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا۔“<sup>(۱)</sup> اللہ عز وجل کو کسی جگہ ماننا اس آیت کا انکار ہے۔ اسی لیے حدیقہ ندیہ میں فرمایا۔ اگر کسی نے یہ کہا: ”مکانی ز تو خالی نہ تو در ہیچ مکانی“<sup>(۲)</sup> تو کافر ہو جائے گا۔ اسی لیے بعض علما نے فرمایا کہ اگر کوئی اللہ عز وجل کو حاضر و ناظر کہے تو کافر ہو جائے گا۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ اگر اس کی مراد معنی مذکور ہو یعنی جسم کے ساتھ موجود ہونا اور آنکھ سے دیکھنا، جب وہ کافر ہوگا ورنہ نہیں۔ درمختار میں ہے: ”و یا حاضر و ناظر لیس بکفر۔“<sup>(۳)</sup> اس کے تحت شامی میں ہے: ”فان الحضور بمعنى العلم شائع والنظر بمعنى الروية فالمعنى يا عالم يا من يرى۔“<sup>(۴)</sup> مگر اللہ عز وجل کو حاضر و ناظر کہنا ممنوع ضرور ہے۔ ایسا لفظ جو ایسے معنی کے محتمل ہو جس کا اطلاق شرعاً اللہ عز وجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ممنوع ہوا اگرچہ وہ کوئی معنی صحیح بھی رکھتا ہو، ایسے الفاظ کا اطلاق ممنوع ہے۔ اس کی مثال لفظ ”راعنا“ ہے۔ صحابہ کرام یہ لفظ بول کر معنی صحیح مراد لیتے تھے، مگر یہودیہ بول کر خبیث معنی مراد لیتے تھے، مگر قرآن نے منع فرمایا۔ اسی طرح جب حاضر و ناظر کا ایک معنی ایسا ہے کہ اس کا اطلاق باری تعالیٰ پر کفر ہے تو اگرچہ دوسرا معنی صحیح بھی ہے، اس کا اطلاق باری تعالیٰ پر ممنوع ہی رہے گا۔ ردالمحتار میں ہے ”مجرد ايهام اللفظ ما لا يجوز كاف في المنع۔“<sup>(۵)</sup> واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ اگر آپ لوگ اپنی عبادت سے اللہ کا پیٹ بھرے گا الخ

مسئولہ محمد اختر حسین نوری، ۲۸ صفر ۱۳۹۹ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں: زید مدرسہ کا مدرس، مسجد کا امام ہے، میلاد پاک صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کے لیے مدعو کیے گئے۔ دوران تقریر انھوں نے جملہ ”اگر آپ لوگ اپنی عبادت سے اللہ تعالیٰ کا پیٹ بھرے گا تو اللہ تعالیٰ آپ کا پیٹ بھی بھرے گا۔“ استعمال کیا۔ مگر اس میلاد پاک میں موجود تھا۔ انھوں نے اس جملہ پر متنبہ کیا اور کہا کہ آپ نے بہت گند ا جملہ استعمال کیا ہے، جس سے توبہ لازم ہوتی ہے، لہذا آپ توبہ کر لیں۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ آپ سے باہر ہو گیا اور تاویل شروع کر دی کہ ہم پیٹ سے مراد عبادت لیتے ہیں۔ مگر نے کہا، صریح کے اندر تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی، آپ توبہ کر لیں، مگر اس نے توبہ کرنے سے انکار کیا اور اکرٹ گیا کہ میرا یہ جملہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ بکرنے کہا کہ آپ کے اس جملہ سے پروردگار عالم

حدیقہ ندیہ، ج: اول، ص: ۲۰۵

۱۲۶

قرآن مجید، سورۃ النساء، آیت: ۱۲۶، پ: ۵

۱۲۶

در مختار، ج: ۶، ص: ۴۰۸، کتاب الجہاد باب المرتد، مطبع زکریا

۱۲۶

رد المحتار، ج: ۶، ص: ۴۰۸، کتاب الجہاد باب المرتد، مطبع زکریا

۱۲۶

رد المحتار، ج: ۹، ص: ۵۶۹، کتاب الحضر والاباحۃ باب الاستیزاء، مطبع زکریا

۱۲۶

کا حادث ہونا ثابت ہوتا ہے، حالاں کہ پروردگار کی ذات ازلی ابدی ہے اور جمیع عوارض جو انسان کے لیے ہوتے ہیں ان سبھوں سے پاک و منزہ ہے۔ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ فریقین میں سے کون حق پر ہیں؟ اور وہ جو باطل پر ہیں منجانب شریعت ان پر کیا احکام وارد ہوتے ہیں۔ دلائل باہرہ سے اس مسئلے کو حل فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں۔ بینوا بالکتاب و توجروا یوم الحساب۔

### الجواب

زید پر فرض ہے کہ توبہ اور تجدید ایمان اور نکاح کرے۔ مگر کے سمجھانے پر زید اکڑ گیا مگر زید کے اکڑنے سے کام نہیں چلے گا، توبہ و تجدید ایمان و نکاح سے چلے گا۔ زید نے جس دن یہ جملہ کہا ہے، اس دن سے جتنی نمازیں لوگوں نے زید کے پیچھے پڑھی ہیں، سب کو پھر سے پڑھیں۔ ایک نماز بھی اس کے پیچھے پڑھنے والوں کی نہیں ہوئی۔ اگر زید توبہ و تجدید ایمان و نکاح کر لے فبہا۔ نہ کرے تو اس کو مسجد کی امامت اور مدرسہ سے فوراً علاحدہ کریں، سلام و کلام، میل جول بند کر دیں۔ پیٹ سے عبادت مراد بتانا ایسا ہی ہے جیسے آم بول کر املی۔ یہ تاویل نہیں اپنے کلام کے مدلول کی تحریف ہے۔ تاویل سنی جاسکتی ہے تبدیل نہیں سنی جائے گی۔ دنیا کی کسی لغت میں پیٹ بھرنے کے معنی عبادت کے نہیں، نہ لغوی، نہ عرفی، نہ شرعی، نہ ظاہر، نہ خفی، نہ حقیقی، نہ مجازی۔ اس لیے زید کی بات عند الشرح نامسموع ہے۔ درمختار میں ہے: ”وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها کقولہ ان اللہ تعالیٰ جسم کا الاجسام۔“ (۱) اس کے تحت شامی میں ہے: ”وکذا لو لم یقل کالاجسام۔“ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

### سب انسان اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہیں

مسئلہ عبدالعلی شاہ، شاہ میڈیکل ہال ڈھوڈھر، ضلع ایم بی

سب انسان باری تعالیٰ کی طرف فقیر ہیں یا نہیں؟

اللہ تعالیٰ جل شانہ عم نوالہ غنی اور حمید ہے یا نہیں؟

① مسئلہ

②

### الجواب

بے شک سب انسان اللہ عز و جل کے حضور فقیر محتاج ہیں۔ بلاشبہ اللہ عز و جل غنی و حمید ہے، مالک الملک ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ خود فرماتا ہے:

”تَوْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ.“ (۳)

در مختار، ص: ۳۰۰، ج: ۲، کتاب الصلوٰۃ باب الامامة، مطبع دار الكتب العلمية، بیروت.

در مختار، ج: ۶، ص: ۳۰۱، کتاب الصلوٰۃ باب الامامة، مطبع دار الكتب العلمية، بیروت.

قرآن مجید، سورۃ ال عمران، آیت: ۲۶، پ: ۳

جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے۔  
 (۲) اسی نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ تم فرما دو: ”قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ“ (۱) فرما دو میں اپنی جان کے بھلے برے کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے۔ یعنی اس نے جتنے کا مالک بنایا اور بنائے گا، اس کا میں بھی مالک ہوں۔ ان آیات اور ان کے علاوہ کثیر آیات و احادیث سے ثابت کہ انبیاء کرام و اولیاء عظام کو اللہ عز و جل نے عالم میں تصرف کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے اور وہ عالم میں تصرف کرتے ہیں۔

یہ کہنا کیسا ہے کہ پروردگارِ عالم تمام مسلمانوں کے گناہ

معاف کر دے اور ان کا مواخذہ مجھ سے کرے

مسئلہ..... ۲۵ / جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ

زید کی دلی خواہش ہے کہ پروردگارِ عالم تمام دنیا کے مسلم مرد اور عورتوں سے جو گناہ سرزد ہوئے ہیں انھیں معاف کر دے، اور ان کا مواخذہ مجھ سے کرے۔ زید یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا معمولی عذاب بھی برداشت سے باہر ہے۔ کیا اس کا ایسی دعائیں مانگنا جائز ہے، اگر نہیں جائز ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے۔

### الجواب

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ تمام مومنین سے اپنی غیر معمولی محبت کی بنا پر ایسا کہہ رہا ہے کہ ان کے کرتوتوں سے انھیں جو عذاب پہنچتا ہے۔ اسی کو پہنچے اور وہ لوگ عذاب سے مامون رہیں، اس میں شک نہیں کہ قائل کی نیت خیر ہے لیکن اس خیر خواہی کی صحیح سبیل یہ ہے کہ وہ عامہ مسلمین کے لیے استغفار کرے۔ مولیٰ عز و جل کو قدرت ہے کہ اپنے ایک بندہ کی پکار سن کر تمام مومنین کو بخش دے۔ خود فرماتا ہے: ”يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ“ (وہ جسے چاہے بخش دے۔) خدا کے عذاب کی تمنا کرنا بڑی بھاری جرات ہے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، پھر ایک کی برائی میں دوسرا نہیں ماخوذ ہو سکتا۔

قال اللہ تعالیٰ ”وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى“ (۲) کوئی دوسرے کے کیے ہوئے پر نہیں پکڑا جائے گا۔ لہذا دوسرے کے عذاب کی تمنا لغو ہے زید کو توبہ کرنا چاہیے۔ اللہ کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہیے، نفل نماز و روزہ رکھنا چاہیے، اس قول کا کفارہ شرعاً مقرر نہیں عام مومنین کے ساتھ اسے جو ہم دردی ہے اس کے لیے یہ دعا پڑھے، ستائیس مرتبہ روزانہ۔

رب اغفر لی ولجميع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات. واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا حضور اللہ کے بھید کو جانتے ہیں؟

مسئلہ محمد ادریس نوری، مدرسہ احیاء السنّت، نوتنواں، مغربی چمپارن، بہار ۶/ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ

مسئلہ بکر کہتا ہے کہ حضور خدا کے ہر بھید کو جانتے ہیں۔ کیا صحیح ہے یا غلط؟

### الجواب

یہ کہنا صحیح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بھید کو جانتے ہیں، مگر یہ کہنا غلط ہے کہ اللہ کے ہر بھید کو جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ عز وجل صورت سے پاک ہے

مسئلہ عبدالملک، مقام و پوسٹ جوت برم، ضلع مالده، مغربی بنگال

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل شعر کے بارے میں۔ زید کہتا ہے کہ یہ شعر کہنا غلط ہے اور بکر کہتا ہے کہ کہنا صحیح ہے۔ شعر۔

زمین کو بھی عزت ہو عرش علی کی دکھا جاؤ بندوں کو صورت خدا کی  
حضور والا سے گزارش ہے کہ جو بھی حکم ہو جواب عنایت فرمائیں، مہربانی ہوگی۔

### الجواب

اس شعر کا دوسرا مصرع غلط ہے۔ اللہ عز وجل صورت سے پاک ہے، صورت تنہا ہی اور مجسم اشیا کے لیے ہوتی ہے۔ اللہ عز وجل تنہا ہی و مجسم سے منزہ ہے، اسی لیے اللہ عز وجل کے لیے صورت کا اطلاق جائز نہیں ہے بلکہ اگر صورت سے مراد اس کا معنی متعارف ہو تو کفر صریح ہے۔ بہر حال اس شعر کے قائل پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ”آپ“ کا استعمال جائز ہے

مسئلہ ڈاکٹر جعفر علی علوی، شاہ میڈیکل ہال، ڈھوڈھیر، ضلع مورینا، ایم پی ۲، شوال المکرم ۱۴۹۹ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: پروردگار عالم کے لیے لفظ ”آپ“ کہہ کر پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

تعظیم کی نیت سے اللہ عز وجل کو ”آپ“ کہہ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



## یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ مار سکتا ہے، صحیح ہے

مسئلہ: محمد عباس انصاری، جلال پور، گنگا گڑھی، ویشالی، بہار، ۸ جولائی ۱۹۸۹ء

﴿مسئلہ﴾ زید نے دورانِ تقریر کہا کہ اللہ مار سکتا ہے، اور مردے کو زندہ کر سکتا ہے۔ اس پر بکر جو اس علاقے کے مشہور و معروف عالم متشرع ہستی ہے، انھوں نے کہا کہ مولانا صاحب، لفظ ”سکتا“ کا اللہ کے لیے استعمال کرنا خلافِ ادب ہے تو بہ کر لو، ان کے کہنے پر وہاں توبہ کر لی۔ جب زید جس بستی میں مقیم ہے وہاں کے لوگوں کے علم ہونے پر لوگوں نے دریافت کیا تو زید کہتا ہے کہ لفظ ”سکتا“ اللہ کے لیے خلافِ ادب نہیں ہے، وہاں لوگوں کے ڈر سے توبہ کر لیا تھا۔ کیا زید کا قول صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو ان کے اوپر شرعی کیا حکم ہے، ان کی امامت درست ہے کہ نہیں؟

### الجواب

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ مار سکتا ہے، صحیح ہے، اس میں اللہ عز و جل کی کوئی بے ادبی نہیں، یہ قادر ہونے کی تعبیر ہے۔ زید کے پیچھے نماز پڑھنا بلاشبہ جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ماننا کفر ہے۔

## یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟

مسئلہ: حافظ غلام رسول، پنواڑی، ضلع ہمیر پور، یو. پی. ۲، شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

- ﴿مسئلہ﴾ ۱ جو شخص باری تعالیٰ کو جسم کے ساتھ ہر جگہ مانے، اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟
- ۲ جو شخص باری تعالیٰ کے لیے ہاتھ پاؤں تسلیم کرے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟
- ۳ باری تعالیٰ کے ہر جگہ موجود ہونے کا کیا مطلب ہے؟ بینوا تو جروا؟

### الجواب

۱ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر و مرتد اور اسلام سے خارج ہے، وہ مسلمان نہیں۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے کہ اگر کسی نے یہ کہا: ”نہ مکانی ز تو خالی نہ تو در ہیچ مکانی، فہذا کفر۔“ (۱) اللہ عز و جل جسم سے پاک ہے، اس لیے کہ ہر جسم مرکب ہوتا ہے اور ہر مرکب حادث، کیوں کہ ہر مرکب پر ان اجزا کا تقدم ضروری ہے جن سے وہ مرکب ہے۔ اور اللہ عز و جل کو حادث ماننا یا ایسا قول کرنا جس سے اس کا حادث ہونا لازم آئے، کفر ہے۔ اس لیے کہ حادث کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ پہلے موجود نہیں تھا معدوم تھا، پھر وہ موجود ہوا، حالاں کہ اللہ عز و جل قدیم

ازلی ہے۔ نہ وہ کبھی معدوم رہا اور نہ کبھی معدوم ہوگا۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو جگہ میں موجود ماننا کفر ہے، اس لیے کہ جگہ اسے گھیرے رہتی ہے جو چیز جگہ میں رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز گھیر نہیں سکتی، وہ ہر شے کو محیط ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا: ”وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا۔“ (۱)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

② یہ شخص گم راہ بد دین ہے اور اگر ہمارے جیسا ہاتھ پاؤں مانتا ہو تو وہ کافر مرتد، مسلمان نہیں، اس لیے ہاتھ پاؤں جسم کے اجزا ہیں اور ابھی گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور قرآن وحدیث میں ”ید“ اور ”رجل“ کا جو اطلاق آیا ہے، یہ تشابہات میں سے ہے، اس کے حقیقی معنی اللہ عزوجل جانے یا اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانیں۔ علما نے اس کی تعبیر قدرت سے کی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کا اطلاق باری تعالیٰ پر صحیح نہیں۔ خصوصاً دوسری زبان میں اس کا جو ترجمہ ہے اس کا اطلاق اور بھی شنیع، حتیٰ کہ عالم گیری میں فرمایا: ”لو قال فلان فی عینی کالیہود فی عین اللہ یکفر و علیہ جمہور المشائخ۔“ (۲) اس کلمہ کے کفر ہونے کی وجہ یہی ہے کہ اس قائل نے اللہ عزوجل کے لیے ہماری آنکھ جیسی آنکھ ثابت کی۔

③ یہ کہنا کہ باری تعالیٰ ہر جگہ موجود، کلمہ کفر ہے جیسا کہ حدیقہ ندیہ کے حوالے سے گزرا۔ اس جملے کے بولنے سے بچنا فرض ہے کہ جب جگہ میں موجود مانا تو لازم آئے گا کہ باری تعالیٰ محدود اور متناہی ہے کہ جگہ اس کو گھیرے ہوئے ہے، حالاں کہ عزوجل کی شان یہ ہے کہ وہ غیر محدود، غیر متناہی ہے۔ اس مضمون کو یوں ادا کرنا چاہیے کہ باری تعالیٰ شہید ہے، وہ ہر چیز کو محیط ہے، اس کو کوئی چیز محیط نہیں ہو سکتی۔ جگہ کے اطلاق سے بچنا فرض ہے۔ اس عقیدے کا مطلب یہ ہے کہ باری تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے اور اس کے لیے کوئی چیز محیط نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کے لیے ”رب الارباب“ کا اطلاق درست ہے یا نہیں؟

مسئولہ: حافظ وقاری سید نسیم الدین رضوی، ہاسن، کرناٹک

④ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ خداوند قدوس کے لیے ”رب الارباب“ کا لفظ استعمال کرنا درست ہے یا نہیں، نیز جو شخص اسے شرک بتائے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

جہاں تک اس وقت میرا ذہن کام کر رہا ہے ”رب الارباب“ کا لفظ قرآن وحدیث میں وارد نہیں، ہو سکتا ہے وارد ہو میری نظر وہاں تک نہ پہنچی ہو۔ حدیث کی ساری کتابیں یہاں موجود نہیں اور جو موجود ہیں ان سب کا

مطالعہ میں نہیں کر سکا اور جو مطالعہ کر سکا ہوں وہ سب ہر وقت مستحضر نہیں اور نہ یاد پڑتا ہے کہ علما نے اس کا اطلاق کیا ہے یا نہیں۔ لیکن اللہ عزوجل پر اس کے اطلاق میں کوئی حرج نہیں، شرک تو بہت دور ہے، ناجائز ہونے کی بھی کوئی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔ جس نے اسے شرک کہا، اس بنا پر کہا کہ اُس کا گمان یہ ہے کہ رب کا اطلاق غیر خدا پر جائز نہیں اور رب الارباب کا مطلب یہ ہوا کہ حقیقت میں بہت سے رب ہیں اللہ عزوجل کے علاوہ تو یہ شرک ہوا کہ اللہ عزوجل کے غیر کو رب مانا۔ لیکن قرآن و احادیث میں رب کا اطلاق اضافت کے ساتھ غیر خدا پر وارد ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول مذکور ہے:

”إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ.“ (۱) وہ (عزیز مصر) تو میرا رب یعنی پرورش کرنے والا ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

اور فرمایا: ”أَذْكُرُنِي عِنْدَ رَبِّكَ.“ (۲) اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا۔

اور فرمایا: ”ارْجِعْ إِلَيَّ رَبِّكَ.“ (۳) اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا۔

ان تینوں آیتوں میں سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد رب سے بادشاہ مصر ہے۔ یہاں رب بمعنی مجازی ہے۔ اس لحاظ سے رب الارباب کہنے میں کوئی حرج نہیں، جو شخص اسے شرک کہے وہ خاطی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## اللہ تعالیٰ کے لیے ”فرماتے ہیں“ استعمال کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: بشیر احمد قادری، سلطانہ مسجد، کارواڑ، کرناٹک، ۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

- ① مسئلہ: اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ”فرماتے ہیں“ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟
- ② سنی علما کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ”فرماتے ہیں“ استعمال جائز نہیں، مگر سنی علما کی کتابوں میں بہت جگہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ”فرماتے ہیں“ استعمال ہے، کیا یہ کتابیں پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

### الجواب

- ① بہ نیت تعظیم درست ہے، لیکن احتیاط اس میں ہے کہ بہ ہمہ وجوہ اس کی شانِ یکتائی ظاہر کرنے کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے۔ یہی مسلمانوں میں رائج ہے۔ مسلمانوں میں جو طریقہ رائج ہوا اور اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو اس کے خلاف کرنا شورش پھیلا نا ہے۔ اس لیے ”اللہ عزوجل فرماتے ہیں“ کہنے سے احتراز چاہیے۔ دیوبندی اکابر واحد کا صیغہ استعمال کرتے تھے۔ اصاغر نے مسلمانوں میں شورش پھیلانے کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اہل سنت کو اس سے احتراز چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرآن مجید، سورۃ یوسف، آیت: ۲۳، پ: ۱۲

قرآن مجید، سورۃ یوسف، آیت: ۴۲، پ: ۱۲

قرآن مجید، سورۃ یوسف، آیت: ۵۰، پ: ۱۲

② جس نے اسے ناجائز کہا، یہ وہ جانے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے، کسی سنی عالم کی کسی کتاب میں ”اللہ عزوجل فرماتے ہیں“ نہیں ہے، ہاں نئے دیوبندیوں کی کتابوں میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ایک شعر کی توضیح

مسئولہ: مولانا نور الدین قادری، مدرسہ اسلامیہ نور العلوم، دوباری اعظم گڑھ، یوپی، ۲۴/محرّم ۱۴۱۸ھ

- ① مسئلہ ایک شخص جس کی برائے نام اردو تعلیم ہے، اس نے میلادِ پاک میں کہا کہ۔  
محمد سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھیے شانِ محمد  
مطلب بیان کیا کہ اللہ کی توصیف، بڑائی، حمد و ثنا مکمل رسول ہی بیان کر سکتے ہیں، کیا یہ ممکن ہے کہ یہ ہو سکے اور کہنا جائز ہے۔ نفی و اثبات میں جواب دیں۔
- ② دوبارہ میلادِ رسول کی محفل میں کہا کہ صاحبِ قرآن اللہ ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ مندرجہ بالا سوال میں اگر اس شخص کا یہی عقیدہ ہے جو قلم بند ہے تو اس کے ساتھ شرعی حکم کیا ہے۔ کیا صاحبِ قرآن اللہ ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟

## الجواب

- ① اللہ عزوجل کی ذات و صفات غیر متناہی ہیں۔ ان سب کا بیان کرنا کسی بندے کی قدرت میں نہیں حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسعت میں بھی نہیں۔ خود ارشاد فرمایا: ”لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك.“ میں تیری ایسی تعریف نہیں کر سکتا ہوں جیسی تو نے خود کی۔ مگر کبھی کبھی مکمل بول کر یہ مراد ہوتا ہے کہ جتنے پر بندوں کی قدرت ہو۔ جیسے اردو میں بولتے ہیں، فلاں عالم کامل ہے۔ حالاں کہ وہ کل علم تو بڑی بات ہے، کسی علم کو بھی مکمل حاصل کیے ہوئے نہیں رہتا۔ ہماری بول چال میں کامل، مکمل کے یہی معنی ہیں اور لوگوں کے کلام کے وہی معنی مراد لیے جائیں گے جو ان کا عرف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② اللہ عزوجل کو صاحبِ قرآن کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا:  
اے رضا خود صاحبِ قرآن ہے مداحِ حضور

صاحب کی اضافت جب کسی کتاب کی طرف ہوتی ہے تو اس سے مراد کتاب کا مصنف ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے صاحبِ قرآن صرف اللہ عزوجل ہے اور اس معنی کے لحاظ سے کہ قرآن مجید حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے، حضور کو صاحبِ قرآن کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



## کیا اللہ کے سوا کوئی اور حامی و ناصر ہے؟

مسئلہ: منانصاری چاہے والے، مقام و پوسٹ دھانے پور، ضلع گونڈہ، ۲۳/۷ ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت:

- ① اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے: جب کوئی پریشان ہو یا پریشانی آئے، یا گھر میں آگ لگی ہو یا دشمن کے گھیرے میں ہوں، یا کشتی دریا میں ڈوب رہی ہو تو اس وقت کس کو پکارنے کا حکم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اللہ کو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو یا کسی صحابی کو یا کسی بزرگان دین یا مرشدین کو؟
  - ② کیا اللہ کے سوا اور کوئی حامی ہم لوگوں کا ہے یا نہیں؟
- تمام سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں دیں۔

### الجواب

- ① بخاری ومسلم شریف وغیرہ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اعطیت بمفاتیح خزائن الارض۔“ (۱) مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔
  - مسند امام احمد بن حنبل میں ہے: ”اوتیت بمقالید الدنيا۔“ (۲) مجھے دنیا کی تمام کنجیاں دی گئیں۔
  - اسی بنا پر علامہ ابن حجر مکی نے جوہر منظم میں فرمایا:
- ”وهو صلى الله تعالى عليه وسلم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ کے نائب اکبر خلیفۃ اللہ الاعظم جعل خزائن کرمہ ہیں اللہ نے اپنے کرم کے سارے خزانے اور اپنی ومواعید نعمہ طوع یدبہ و ارادۃ نعمت کے سارے دسترخوان حضور کے قبضے اور اختیار میں دے دیے ہیں، جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔“ (۳)
- حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اشعة اللمعات“ میں فرمایا:
- ”کارہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود می دہد۔“ (۴)
- سارا کام حضور کے اختیار میں ہے، جس کو چاہیں، جو چاہیں اللہ کے اذن سے عطا فرمائیں۔

بخاری شریف، ص: ۲۸، ج: ۲

مسند امام احمد، ص: ۳۲۸، ج: ۳

جوہر منظم، ص: ۲۴

اشعة اللمعات

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے حضور سے مانگا۔ صحاح ستہ میں یہ روایت موجود ہے کہ ایک صحابی سے حضور نے ارشاد فرمایا:

”سَلْنِي مَا شِئْتَ“  
”میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جنت میں رہوں۔“

”اسئلك مرافقتك في الجنة.“  
”اگر آپ اس مسئلے کی پوری تحقیق چاہتے ہیں تو کتاب ”الامن والعلی“ کا مطالعہ کریں۔“

بے شک اللہ عز وجل سب کا حامی و ناصر ہے مگر اس نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں میں سے بعض کو بعض کا حامی بنایا ہے۔ ماں باپ اولاد کے حامی و ناصر ہیں اور جب ماں باپ بوڑھے اور کم زور ہو جاتے ہیں تو اولاد ان کی حامی و ناصر ہوتی ہے۔ ایک دوست دوسرے دوست کا حامی و ناصر ہوتا ہے، بادشاہ حکام و رعایا کے حامی و ناصر ہوتے ہیں، نبی اپنی امتوں کا حامی و ناصر ہوتا ہے۔ عہد رسالت میں قحط پڑا، لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”این فرار الخلق الا الی الرسول.“ ”مخلوق سوائے رسول کے اور کہاں پناہ لیں۔“ قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حامی و ناصر ہوں گے۔ اس کے لیے بھی ”الامن والعلی“ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کو ”میاں“ کہنے کی اجازت نہیں

مسئولہ: عزیز الرحمن، مقام بڑسرا بازار، والی مسجد، غازی پور، ۱۸/۱۱/۱۴۱۳ھ

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا کیسا ہے، جائز ہے یا نہیں، جائز ہے تو کس کتاب میں ہے اور اگر جائز نہیں تو کس کتاب میں اس کا ثبوت ہے قرآن و حدیث سے مطلوب ہے صفحہ نمبر کے ساتھ۔

### الجواب

اس بارے میں متقدمین کی کتابوں میں کچھ نہیں، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ اللہ عز وجل کو میاں کہنا منع ہے، وجہ یہ ہے کہ میاں کے تین معنی ہیں، مالک، شوہر، زنا کا دلال۔ اور جس لفظ کے چند معنی ہوں اور کچھ معنی خبیث ہوں اور وہ لفظ شرع میں وارد نہ ہو تو اس کا اطلاق اللہ عز وجل پر منع ہے۔ علامہ شامی نے فرمایا: ”ایہام معنی المحال کاف للمنع.“ (۱)

اس کی مثال داعنا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صحابہ کرام جب اچھی طرح سن نہ

پاتے، یا سمجھ نہ پاتے تو عرض کرتے، راعنا، یعنی ہماری رعایت فرمائیے۔ یہود کی لغت میں راعنا کے معنی بے وقوف کے ہیں، یہود بھی راعنا راعنا کہنے لگے اور وہ اس معنی خبیث کی نیت سے کہتے۔ اللہ عز وجل نے راعنا کہنے سے صحابہ کرام کو منع فرمایا، حکم ہوا اَنْظُرْنَا کہو۔ اسی طرح یہاں بھی خطرہ ہے۔ آپ اللہ عز وجل کو میاں کہیں، آپ کی نیت مالک کی ہوگی، لیکن کوئی دہریہ بے دین، دوسرے خبیث معنی کی نیت سے کہے تو کون روکے گا، وہ کہہ دے گا کہ آپ بھی تو کہتے ہیں، اس لیے ایسے الفاظ کے استعمال کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ کے لیے ”تاسف کرنا، افسوس کرنا وغیرہ“

کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: حکیم نثار احمد مکتب اسلامیہ، پریگا پور، پلمبی پور سلطان پور، یو. پی. ۲۸/۲۹/۳۰/۳۱/۳۲/۳۳/۳۴/۳۵/۳۶/۳۷/۳۸/۳۹/۴۰/۴۱/۴۲/۴۳/۴۴/۴۵/۴۶/۴۷/۴۸/۴۹/۵۰/۵۱/۵۲/۵۳/۵۴/۵۵/۵۶/۵۷/۵۸/۵۹/۶۰/۶۱/۶۲/۶۳/۶۴/۶۵/۶۶/۶۷/۶۸/۶۹/۷۰/۷۱/۷۲/۷۳/۷۴/۷۵/۷۶/۷۷/۷۸/۷۹/۸۰/۸۱/۸۲/۸۳/۸۴/۸۵/۸۶/۸۷/۸۸/۸۹/۹۰/۹۱/۹۲/۹۳/۹۴/۹۵/۹۶/۹۷/۹۸/۹۹/۱۰۰/۱۰۱/۱۰۲/۱۰۳/۱۰۴/۱۰۵/۱۰۶/۱۰۷/۱۰۸/۱۰۹/۱۱۰/۱۱۱/۱۱۲/۱۱۳/۱۱۴/۱۱۵/۱۱۶/۱۱۷/۱۱۸/۱۱۹/۱۲۰/۱۲۱/۱۲۲/۱۲۳/۱۲۴/۱۲۵/۱۲۶/۱۲۷/۱۲۸/۱۲۹/۱۳۰/۱۳۱/۱۳۲/۱۳۳/۱۳۴/۱۳۵/۱۳۶/۱۳۷/۱۳۸/۱۳۹/۱۴۰/۱۴۱/۱۴۲/۱۴۳/۱۴۴/۱۴۵/۱۴۶/۱۴۷/۱۴۸/۱۴۹/۱۵۰/۱۵۱/۱۵۲/۱۵۳/۱۵۴/۱۵۵/۱۵۶/۱۵۷/۱۵۸/۱۵۹/۱۶۰/۱۶۱/۱۶۲/۱۶۳/۱۶۴/۱۶۵/۱۶۶/۱۶۷/۱۶۸/۱۶۹/۱۷۰/۱۷۱/۱۷۲/۱۷۳/۱۷۴/۱۷۵/۱۷۶/۱۷۷/۱۷۸/۱۷۹/۱۸۰/۱۸۱/۱۸۲/۱۸۳/۱۸۴/۱۸۵/۱۸۶/۱۸۷/۱۸۸/۱۸۹/۱۹۰/۱۹۱/۱۹۲/۱۹۳/۱۹۴/۱۹۵/۱۹۶/۱۹۷/۱۹۸/۱۹۹/۲۰۰/۲۰۱/۲۰۲/۲۰۳/۲۰۴/۲۰۵/۲۰۶/۲۰۷/۲۰۸/۲۰۹/۲۱۰/۲۱۱/۲۱۲/۲۱۳/۲۱۴/۲۱۵/۲۱۶/۲۱۷/۲۱۸/۲۱۹/۲۲۰/۲۲۱/۲۲۲/۲۲۳/۲۲۴/۲۲۵/۲۲۶/۲۲۷/۲۲۸/۲۲۹/۲۳۰/۲۳۱/۲۳۲/۲۳۳/۲۳۴/۲۳۵/۲۳۶/۲۳۷/۲۳۸/۲۳۹/۲۴۰/۲۴۱/۲۴۲/۲۴۳/۲۴۴/۲۴۵/۲۴۶/۲۴۷/۲۴۸/۲۴۹/۲۵۰/۲۵۱/۲۵۲/۲۵۳/۲۵۴/۲۵۵/۲۵۶/۲۵۷/۲۵۸/۲۵۹/۲۶۰/۲۶۱/۲۶۲/۲۶۳/۲۶۴/۲۶۵/۲۶۶/۲۶۷/۲۶۸/۲۶۹/۲۷۰/۲۷۱/۲۷۲/۲۷۳/۲۷۴/۲۷۵/۲۷۶/۲۷۷/۲۷۸/۲۷۹/۲۸۰/۲۸۱/۲۸۲/۲۸۳/۲۸۴/۲۸۵/۲۸۶/۲۸۷/۲۸۸/۲۸۹/۲۹۰/۲۹۱/۲۹۲/۲۹۳/۲۹۴/۲۹۵/۲۹۶/۲۹۷/۲۹۸/۲۹۹/۳۰۰/۳۰۱/۳۰۲/۳۰۳/۳۰۴/۳۰۵/۳۰۶/۳۰۷/۳۰۸/۳۰۹/۳۱۰/۳۱۱/۳۱۲/۳۱۳/۳۱۴/۳۱۵/۳۱۶/۳۱۷/۳۱۸/۳۱۹/۳۲۰/۳۲۱/۳۲۲/۳۲۳/۳۲۴/۳۲۵/۳۲۶/۳۲۷/۳۲۸/۳۲۹/۳۳۰/۳۳۱/۳۳۲/۳۳۳/۳۳۴/۳۳۵/۳۳۶/۳۳۷/۳۳۸/۳۳۹/۳۴۰/۳۴۱/۳۴۲/۳۴۳/۳۴۴/۳۴۵/۳۴۶/۳۴۷/۳۴۸/۳۴۹/۳۵۰/۳۵۱/۳۵۲/۳۵۳/۳۵۴/۳۵۵/۳۵۶/۳۵۷/۳۵۸/۳۵۹/۳۶۰/۳۶۱/۳۶۲/۳۶۳/۳۶۴/۳۶۵/۳۶۶/۳۶۷/۳۶۸/۳۶۹/۳۷۰/۳۷۱/۳۷۲/۳۷۳/۳۷۴/۳۷۵/۳۷۶/۳۷۷/۳۷۸/۳۷۹/۳۸۰/۳۸۱/۳۸۲/۳۸۳/۳۸۴/۳۸۵/۳۸۶/۳۸۷/۳۸۸/۳۸۹/۳۹۰/۳۹۱/۳۹۲/۳۹۳/۳۹۴/۳۹۵/۳۹۶/۳۹۷/۳۹۸/۳۹۹/۴۰۰/۴۰۱/۴۰۲/۴۰۳/۴۰۴/۴۰۵/۴۰۶/۴۰۷/۴۰۸/۴۰۹/۴۱۰/۴۱۱/۴۱۲/۴۱۳/۴۱۴/۴۱۵/۴۱۶/۴۱۷/۴۱۸/۴۱۹/۴۲۰/۴۲۱/۴۲۲/۴۲۳/۴۲۴/۴۲۵/۴۲۶/۴۲۷/۴۲۸/۴۲۹/۴۳۰/۴۳۱/۴۳۲/۴۳۳/۴۳۴/۴۳۵/۴۳۶/۴۳۷/۴۳۸/۴۳۹/۴۴۰/۴۴۱/۴۴۲/۴۴۳/۴۴۴/۴۴۵/۴۴۶/۴۴۷/۴۴۸/۴۴۹/۴۵۰/۴۵۱/۴۵۲/۴۵۳/۴۵۴/۴۵۵/۴۵۶/۴۵۷/۴۵۸/۴۵۹/۴۶۰/۴۶۱/۴۶۲/۴۶۳/۴۶۴/۴۶۵/۴۶۶/۴۶۷/۴۶۸/۴۶۹/۴۷۰/۴۷۱/۴۷۲/۴۷۳/۴۷۴/۴۷۵/۴۷۶/۴۷۷/۴۷۸/۴۷۹/۴۸۰/۴۸۱/۴۸۲/۴۸۳/۴۸۴/۴۸۵/۴۸۶/۴۸۷/۴۸۸/۴۸۹/۴۹۰/۴۹۱/۴۹۲/۴۹۳/۴۹۴/۴۹۵/۴۹۶/۴۹۷/۴۹۸/۴۹۹/۵۰۰/۵۰۱/۵۰۲/۵۰۳/۵۰۴/۵۰۵/۵۰۶/۵۰۷/۵۰۸/۵۰۹/۵۱۰/۵۱۱/۵۱۲/۵۱۳/۵۱۴/۵۱۵/۵۱۶/۵۱۷/۵۱۸/۵۱۹/۵۲۰/۵۲۱/۵۲۲/۵۲۳/۵۲۴/۵۲۵/۵۲۶/۵۲۷/۵۲۸/۵۲۹/۵۳۰/۵۳۱/۵۳۲/۵۳۳/۵۳۴/۵۳۵/۵۳۶/۵۳۷/۵۳۸/۵۳۹/۵۴۰/۵۴۱/۵۴۲/۵۴۳/۵۴۴/۵۴۵/۵۴۶/۵۴۷/۵۴۸/۵۴۹/۵۵۰/۵۵۱/۵۵۲/۵۵۳/۵۵۴/۵۵۵/۵۵۶/۵۵۷/۵۵۸/۵۵۹/۵۶۰/۵۶۱/۵۶۲/۵۶۳/۵۶۴/۵۶۵/۵۶۶/۵۶۷/۵۶۸/۵۶۹/۵۷۰/۵۷۱/۵۷۲/۵۷۳/۵۷۴/۵۷۵/۵۷۶/۵۷۷/۵۷۸/۵۷۹/۵۸۰/۵۸۱/۵۸۲/۵۸۳/۵۸۴/۵۸۵/۵۸۶/۵۸۷/۵۸۸/۵۸۹/۵۹۰/۵۹۱/۵۹۲/۵۹۳/۵۹۴/۵۹۵/۵۹۶/۵۹۷/۵۹۸/۵۹۹/۶۰۰/۶۰۱/۶۰۲/۶۰۳/۶۰۴/۶۰۵/۶۰۶/۶۰۷/۶۰۸/۶۰۹/۶۱۰/۶۱۱/۶۱۲/۶۱۳/۶۱۴/۶۱۵/۶۱۶/۶۱۷/۶۱۸/۶۱۹/۶۲۰/۶۲۱/۶۲۲/۶۲۳/۶۲۴/۶۲۵/۶۲۶/۶۲۷/۶۲۸/۶۲۹/۶۳۰/۶۳۱/۶۳۲/۶۳۳/۶۳۴/۶۳۵/۶۳۶/۶۳۷/۶۳۸/۶۳۹/۶۴۰/۶۴۱/۶۴۲/۶۴۳/۶۴۴/۶۴۵/۶۴۶/۶۴۷/۶۴۸/۶۴۹/۶۵۰/۶۵۱/۶۵۲/۶۵۳/۶۵۴/۶۵۵/۶۵۶/۶۵۷/۶۵۸/۶۵۹/۶۶۰/۶۶۱/۶۶۲/۶۶۳/۶۶۴/۶۶۵/۶۶۶/۶۶۷/۶۶۸/۶۶۹/۶۷۰/۶۷۱/۶۷۲/۶۷۳/۶۷۴/۶۷۵/۶۷۶/۶۷۷/۶۷۸/۶۷۹/۶۸۰/۶۸۱/۶۸۲/۶۸۳/۶۸۴/۶۸۵/۶۸۶/۶۸۷/۶۸۸/۶۸۹/۶۹۰/۶۹۱/۶۹۲/۶۹۳/۶۹۴/۶۹۵/۶۹۶/۶۹۷/۶۹۸/۶۹۹/۷۰۰/۷۰۱/۷۰۲/۷۰۳/۷۰۴/۷۰۵/۷۰۶/۷۰۷/۷۰۸/۷۰۹/۷۱۰/۷۱۱/۷۱۲/۷۱۳/۷۱۴/۷۱۵/۷۱۶/۷۱۷/۷۱۸/۷۱۹/۷۲۰/۷۲۱/۷۲۲/۷۲۳/۷۲۴/۷۲۵/۷۲۶/۷۲۷/۷۲۸/۷۲۹/۷۳۰/۷۳۱/۷۳۲/۷۳۳/۷۳۴/۷۳۵/۷۳۶/۷۳۷/۷۳۸/۷۳۹/۷۴۰/۷۴۱/۷۴۲/۷۴۳/۷۴۴/۷۴۵/۷۴۶/۷۴۷/۷۴۸/۷۴۹/۷۵۰/۷۵۱/۷۵۲/۷۵۳/۷۵۴/۷۵۵/۷۵۶/۷۵۷/۷۵۸/۷۵۹/۷۶۰/۷۶۱/۷۶۲/۷۶۳/۷۶۴/۷۶۵/۷۶۶/۷۶۷/۷۶۸/۷۶۹/۷۷۰/۷۷۱/۷۷۲/۷۷۳/۷۷۴/۷۷۵/۷۷۶/۷۷۷/۷۷۸/۷۷۹/۷۸۰/۷۸۱/۷۸۲/۷۸۳/۷۸۴/۷۸۵/۷۸۶/۷۸۷/۷۸۸/۷۸۹/۷۹۰/۷۹۱/۷۹۲/۷۹۳/۷۹۴/۷۹۵/۷۹۶/۷۹۷/۷۹۸/۷۹۹/۸۰۰/۸۰۱/۸۰۲/۸۰۳/۸۰۴/۸۰۵/۸۰۶/۸۰۷/۸۰۸/۸۰۹/۸۱۰/۸۱۱/۸۱۲/۸۱۳/۸۱۴/۸۱۵/۸۱۶/۸۱۷/۸۱۸/۸۱۹/۸۲۰/۸۲۱/۸۲۲/۸۲۳/۸۲۴/۸۲۵/۸۲۶/۸۲۷/۸۲۸/۸۲۹/۸۳۰/۸۳۱/۸۳۲/۸۳۳/۸۳۴/۸۳۵/۸۳۶/۸۳۷/۸۳۸/۸۳۹/۸۴۰/۸۴۱/۸۴۲/۸۴۳/۸۴۴/۸۴۵/۸۴۶/۸۴۷/۸۴۸/۸۴۹/۸۵۰/۸۵۱/۸۵۲/۸۵۳/۸۵۴/۸۵۵/۸۵۶/۸۵۷/۸۵۸/۸۵۹/۸۶۰/۸۶۱/۸۶۲/۸۶۳/۸۶۴/۸۶۵/۸۶۶/۸۶۷/۸۶۸/۸۶۹/۸۷۰/۸۷۱/۸۷۲/۸۷۳/۸۷۴/۸۷۵/۸۷۶/۸۷۷/۸۷۸/۸۷۹/۸۸۰/۸۸۱/۸۸۲/۸۸۳/۸۸۴/۸۸۵/۸۸۶/۸۸۷/۸۸۸/۸۸۹/۸۹۰/۸۹۱/۸۹۲/۸۹۳/۸۹۴/۸۹۵/۸۹۶/۸۹۷/۸۹۸/۸۹۹/۹۰۰/۹۰۱/۹۰۲/۹۰۳/۹۰۴/۹۰۵/۹۰۶/۹۰۷/۹۰۸/۹۰۹/۹۱۰/۹۱۱/۹۱۲/۹۱۳/۹۱۴/۹۱۵/۹۱۶/۹۱۷/۹۱۸/۹۱۹/۹۲۰/۹۲۱/۹۲۲/۹۲۳/۹۲۴/۹۲۵/۹۲۶/۹۲۷/۹۲۸/۹۲۹/۹۳۰/۹۳۱/۹۳۲/۹۳۳/۹۳۴/۹۳۵/۹۳۶/۹۳۷/۹۳۸/۹۳۹/۹۴۰/۹۴۱/۹۴۲/۹۴۳/۹۴۴/۹۴۵/۹۴۶/۹۴۷/۹۴۸/۹۴۹/۹۵۰/۹۵۱/۹۵۲/۹۵۳/۹۵۴/۹۵۵/۹۵۶/۹۵۷/۹۵۸/۹۵۹/۹۶۰/۹۶۱/۹۶۲/۹۶۳/۹۶۴/۹۶۵/۹۶۶/۹۶۷/۹۶۸/۹۶۹/۹۷۰/۹۷۱/۹۷۲/۹۷۳/۹۷۴/۹۷۵/۹۷۶/۹۷۷/۹۷۸/۹۷۹/۹۸۰/۹۸۱/۹۸۲/۹۸۳/۹۸۴/۹۸۵/۹۸۶/۹۸۷/۹۸۸/۹۸۹/۹۹۰/۹۹۱/۹۹۲/۹۹۳/۹۹۴/۹۹۵/۹۹۶/۹۹۷/۹۹۸/۹۹۹/۱۰۰۰/۱۰۰۱/۱۰۰۲/۱۰۰۳/۱۰۰۴/۱۰۰۵/۱۰۰۶/۱۰۰۷/۱۰۰۸/۱۰۰۹/۱۰۱۰/۱۰۱۱/۱۰۱۲/۱۰۱۳/۱۰۱۴/۱۰۱۵/۱۰۱۶/۱۰۱۷/۱۰۱۸/۱۰۱۹/۱۰۲۰/۱۰۲۱/۱۰۲۲/۱۰۲۳/۱۰۲۴/۱۰۲۵/۱۰۲۶/۱۰۲۷/۱۰۲۸/۱۰۲۹/۱۰۳۰/۱۰۳۱/۱۰۳۲/۱۰۳۳/۱۰۳۴/۱۰۳۵/۱۰۳۶/۱۰۳۷/۱۰۳۸/۱۰۳۹/۱۰۴۰/۱۰۴۱/۱۰۴۲/۱۰۴۳/۱۰۴۴/۱۰۴۵/۱۰۴۶/۱۰۴۷/۱۰۴۸/۱۰۴۹/۱۰۵۰/۱۰۵۱/۱۰۵۲/۱۰۵۳/۱۰۵۴/۱۰۵۵/۱۰۵۶/۱۰۵۷/۱۰۵۸/۱۰۵۹/۱۰۶۰/۱۰۶۱/۱۰۶۲/۱۰۶۳/۱۰۶۴/۱۰۶۵/۱۰۶۶/۱۰۶۷/۱۰۶۸/۱۰۶۹/۱۰۷۰/۱۰۷۱/۱۰۷۲/۱۰۷۳/۱۰۷۴/۱۰۷۵/۱۰۷۶/۱۰۷۷/۱۰۷۸/۱۰۷۹/۱۰۸۰/۱۰۸۱/۱۰۸۲/۱۰۸۳/۱۰۸۴/۱۰۸۵/۱۰۸۶/۱۰۸۷/۱۰۸۸/۱۰۸۹/۱۰۹۰/۱۰۹۱/۱۰۹۲/۱۰۹۳/۱۰۹۴/۱۰۹۵/۱۰۹۶/۱۰۹۷/۱۰۹۸/۱۰۹۹/۱۱۰۰/۱۱۰۱/۱۱۰۲/۱۱۰۳/۱۱۰۴/۱۱۰۵/۱۱۰۶/۱۱۰۷/۱۱۰۸/۱۱۰۹/۱۱۱۰/۱۱۱۱/۱۱۱۲/۱۱۱۳/۱۱۱۴/۱۱۱۵/۱۱۱۶/۱۱۱۷/۱۱۱۸/۱۱۱۹/۱۱۲۰/۱۱۲۱/۱۱۲۲/۱۱۲۳/۱۱۲۴/۱۱۲۵/۱۱۲۶/۱۱۲۷/۱۱۲۸/۱۱۲۹/۱۱۳۰/۱۱۳۱/۱۱۳۲/۱۱۳۳/۱۱۳۴/۱۱۳۵/۱۱۳۶/۱۱۳۷/۱۱۳۸/۱۱۳۹/۱۱۴۰/۱۱۴۱/۱۱۴۲/۱۱۴۳/۱۱۴۴/۱۱۴۵/۱۱۴۶/۱۱۴۷/۱۱۴۸/۱۱۴۹/۱۱۵۰/۱۱۵۱/۱۱۵۲/۱۱۵۳/۱۱۵۴/۱۱۵۵/۱۱۵۶/۱۱۵۷/۱۱۵۸/۱۱۵۹/۱۱۶۰/۱۱۶۱/۱۱۶۲/۱۱۶۳/۱۱۶۴/۱۱۶۵/۱۱۶۶/۱۱۶۷/۱۱۶۸/۱۱۶۹/۱۱۷۰/۱۱۷۱/۱۱۷۲/۱۱۷۳/۱۱۷۴/۱۱۷۵/۱۱۷۶/۱۱۷۷/۱۱۷۸/۱۱۷۹/۱۱۸۰/۱۱۸۱/۱۱۸۲/۱۱۸۳/۱۱۸۴/۱۱۸۵/۱۱۸۶/۱۱۸۷/۱۱۸۸/۱۱۸۹/۱۱۹۰/۱۱۹۱/۱۱۹۲/۱۱۹۳/۱۱۹۴/۱۱۹۵/۱۱۹۶/۱۱۹۷/۱۱۹۸/۱۱۹۹/۱۲۰۰/۱۲۰۱/۱۲۰۲/۱۲۰۳/۱۲۰۴/۱۲۰۵/۱۲۰۶/۱۲۰۷/۱۲۰۸/۱۲۰۹/۱۲۱۰/۱۲۱۱/۱۲۱۲/۱۲۱۳/۱۲۱۴/۱۲۱۵/۱۲۱۶/۱۲۱۷/۱۲۱۸/۱۲۱۹/۱۲۲۰/۱۲۲۱/۱۲۲۲/۱۲۲۳/۱۲۲۴/۱۲۲۵/۱۲۲۶/۱۲۲۷/۱۲۲۸/۱۲۲۹/۱۲۳۰/۱۲۳۱/۱۲۳۲/۱۲۳۳/۱۲۳۴/۱۲۳۵/۱۲۳۶/۱۲۳۷/۱۲۳۸/۱۲۳۹/۱۲۴۰/۱۲۴۱/۱۲۴۲/۱۲۴۳/۱۲۴۴/۱۲۴۵/۱۲۴۶/۱۲۴۷/۱۲۴۸/۱۲۴۹/۱۲۵۰/۱۲۵۱/۱۲۵۲/۱۲۵۳/۱۲۵۴/۱۲۵۵/۱۲۵۶/۱۲۵۷/۱۲۵۸/۱۲۵۹/۱۲۶۰/۱۲۶۱/۱۲۶۲/۱۲۶۳/۱۲۶۴/۱۲۶۵/۱۲۶۶/۱۲۶۷/۱۲۶۸/۱۲۶۹/۱۲۷۰/۱۲۷۱/۱۲۷۲/۱۲۷۳/۱۲۷۴/۱۲۷۵/۱۲۷۶/۱۲۷۷/۱۲۷۸/۱۲۷۹/۱۲۸۰/۱۲۸۱/۱۲۸۲/۱۲۸۳/۱۲۸۴/۱۲۸۵/۱۲۸۶/۱۲۸۷/۱۲۸۸/۱۲۸۹/۱۲۹۰/۱۲۹۱/۱۲۹۲/۱۲۹۳/۱۲۹۴/۱۲۹۵/۱۲۹۶/۱۲۹۷/۱۲۹۸/۱۲۹۹/۱۳۰۰/۱۳۰۱/۱۳۰۲/۱۳۰۳/۱۳۰۴/۱۳۰۵/۱۳۰۶/۱۳۰۷/۱۳۰۸/۱۳۰۹/۱۳۱۰/۱۳۱۱/۱۳۱۲/۱۳۱۳/۱۳۱۴/۱۳۱۵/۱۳۱۶/۱۳۱۷/۱۳۱۸/۱۳۱۹/۱۳۲۰/۱۳۲۱/۱۳۲۲/۱۳۲۳/۱۳۲۴/۱۳۲۵/۱۳۲۶/۱۳۲۷/۱۳۲۸/۱۳۲۹/۱۳۳۰/۱۳۳۱/۱۳۳۲/۱۳۳۳/۱۳۳۴/۱۳۳۵/۱۳۳۶/۱۳۳۷/۱۳۳۸/۱۳۳۹/۱۳۴۰/۱۳۴۱/۱۳۴۲/۱۳۴۳/۱۳۴۴/۱۳۴۵/۱۳۴۶/۱۳۴۷/۱۳۴۸/۱۳۴۹/۱۳۵۰/۱۳۵۱/۱۳۵۲/۱۳۵۳/۱۳۵۴/۱۳۵۵/۱۳۵۶/۱۳۵۷/۱۳۵۸/۱۳۵۹/۱۳۶۰/۱۳۶۱/۱۳۶۲/۱۳۶۳/۱۳۶۴/۱۳۶۵/۱۳۶۶/۱۳۶۷/۱۳۶۸/۱۳۶۹/۱۳۷۰/۱۳۷۱/۱۳۷۲/۱۳۷۳/۱۳۷۴/۱۳۷۵/۱۳۷۶/۱۳۷۷/۱۳۷۸/۱۳۷۹/۱۳۸۰/۱۳۸۱/۱۳۸۲/۱۳۸۳/۱۳۸۴/۱۳۸۵/۱۳۸۶/۱۳۸۷/۱۳۸۸/۱۳۸۹/۱۳۹۰/۱۳۹۱/۱۳۹۲/۱۳۹۳/۱۳۹۴/۱۳۹۵/۱۳۹۶/۱۳۹۷/۱۳۹۸/۱۳۹۹/۱۴۰۰/۱۴۰۱/۱۴۰۲/۱۴۰۳/۱۴۰۴/۱۴۰۵/۱۴۰۶/۱۴۰۷/۱۴۰۸/۱۴۰۹/۱۴۱۰/۱۴۱۱/۱۴۱۲/۱۴۱۳/۱۴۱۴/۱۴۱۵/۱۴۱۶/۱۴۱۷/۱۴۱۸/۱۴۱۹/۱۴۲۰/۱۴۲۱/۱۴۲۲/۱۴۲۳/۱۴۲۴/۱۴۲۵/۱۴۲۶/۱۴۲۷/۱۴۲۸/۱۴۲۹/۱۴۳۰/۱۴۳۱/۱۴۳۲/۱۴۳۳/۱۴۳۴/۱۴۳۵/۱۴۳۶/۱۴۳۷/۱۴۳۸/۱۴۳۹/۱۴۴۰/۱۴۴۱/۱۴۴۲/۱۴۴۳/۱۴۴۴/۱۴۴۵/۱۴۴۶/۱۴۴۷/۱۴۴۸/۱۴۴۹/۱۴۵۰/۱۴۵۱/۱۴۵۲/۱۴۵۳/۱۴۵۴/۱۴۵۵/۱۴۵۶/۱۴۵۷/۱۴۵۸/۱۴۵۹/۱۴۶۰/۱۴۶۱/۱۴۶۲/۱۴۶۳/۱۴۶۴/۱۴۶۵/۱۴۶۶/۱۴۶۷/۱۴۶۸/۱۴۶۹/۱۴۷۰/۱۴۷۱/۱۴۷۲/۱۴۷۳/۱۴۷۴/۱۴۷۵/۱۴۷۶/۱۴۷۷/۱۴۷۸/۱۴۷۹/۱۴۸۰/۱۴۸۱/۱۴۸۲/۱۴۸۳/۱۴۸۴/۱۴۸۵/۱۴۸۶/۱۴۸۷/۱۴۸۸/۱۴۸۹/۱۴۹۰/۱۴۹۱/۱۴۹۲/۱۴۹۳/۱۴۹۴/۱۴۹۵/۱۴۹۶/۱۴۹۷/۱۴۹۸/۱۴۹۹/۱۵۰۰/۱۵۰۱/۱۵۰۲/۱۵۰۳/۱۵۰۴/۱۵۰۵/۱۵۰۶/۱۵۰۷/۱۵۰۸/۱۵۰۹/۱۵۱۰/۱۵۱۱/۱۵۱۲/۱۵۱۳/۱۵۱۴/۱۵۱۵/۱۵۱۶/۱۵۱۷/۱۵۱۸/۱۵۱۹/۱۵۲۰/۱۵۲۱/۱۵۲۲/۱۵۲۳/۱۵۲۴/۱۵۲۵/۱۵۲۶/۱۵۲۷/۱۵۲۸/۱۵۲۹/۱۵۳۰/۱۵۳۱/۱۵۳۲/۱۵۳۳/۱۵۳۴/۱۵۳۵/۱۵۳۶/۱۵۳۷/۱۵۳۸/۱۵۳۹/۱۵۴۰/۱۵۴۱/۱۵۴۲/۱۵۴۳/۱۵۴۴/۱۵۴۵/۱۵۴۶/۱۵۴۷/۱۵۴۸/۱۵۴۹/۱۵۵۰/۱۵۵۱/۱۵۵۲/۱۵۵۳/۱۵۵۴/۱۵۵۵/۱۵۵۶/۱۵۵۷/۱۵۵۸/۱۵۵۹/۱۵۶۰/۱۵۶۱/۱۵۶۲/۱۵۶۳/۱۵۶۴/۱۵۶۵/۱۵۶۶/۱۵۶۷/

المملفوظ میں ہے: ”توجب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا۔“ (۱)

ان دونوں عبارتوں سے ظاہر ہوا کہ ممنوع ہونے کی دو علت مشترک ہے۔ ایک یہ کہ اس کے بعض معنی محال ہوں، دوسرے یہ کہ وہ شرع میں وارد نہ ہو۔ اب اگر کوئی لفظ ایسا ہو کہ اس کے بعض معنی کا اطلاق باری تعالیٰ پر محال ہو اور شرع میں وارد ہو تو وہ ممنوع نہ ہوگا۔ لفظ مولیٰ چوں کہ شرع میں وارد ہے تو اگرچہ اس کے بعض معنی کا اطلاق باری تعالیٰ کی ذات پر محال ہے، شرع میں وارد ہونے کی وجہ سے اطلاق درست ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کہنا کہ اس نے افسوس کیا، اس معنی کر سچ ہے کہ وہ ازراہ ترحم فرما رہا ہے۔ مثلاً باپ نے بیٹے کو کچھ دیا، بیٹے نے لینے سے انکار کر دیا یا چیز لے کر ضائع کر دی، اس پر باپ نے کہا افسوس، اس نے نہیں لیا۔ افسوس، اس نے ضائع کر دیا۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کو ”میاں“ کہنا کیا ناجائز و گناہ ہے؟

مسئلہ: قاضی اطیعوا الحق عثمانی، موضع علاء الدین پور، پوسٹ سعد اللہ نگر، ضلع گونڈہ، ۶ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

① ایک مفتی صاحب نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں ہرگز نہیں کہنا چاہیے ”سخت ناجائز و گناہ ہے۔“

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان سے بھی اس بارے میں سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا درست ہے یا نہیں۔ جواباً تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ، اللہ عز وجل، اللہ عز جلالہ، اللہ سبحانہ، اللہ جل شانہ وغیرہ کہنا چاہیے، میاں نہ کہنا چاہیے۔ عوام میں یہ لفظ بولا جاتا ہے، اس سے انھیں احتراز کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے احکام شریعت دیکھیں، اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مفصل تحریر فرمایا ہے، گناہ نہیں مگر یہ لفظ اس کی جناب میں بولنا برا ہے، اس کی شان و عزت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲)

اس فقیر پر تقصیر نے یہ مسئلہ تلاش کیا، نہ مل سکا البتہ ملفوظ میں حسب ذیل صراحت موجود ہے۔

عرض:- حضور، اللہ میاں کہنا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد:- زبان اردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں، ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک و منزہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے توجب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا۔ اس کے ایک معنی مولا، اللہ تعالیٰ بے شک مولا ہے۔ دوسرے، شوہر، تیسرے زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔ (۳)

المملفوظ، حصہ اول، ص: ۱۱۶

فتاویٰ مصطفویہ، حصہ اول، ص: ۳۰

المملفوظ، حصہ اول، ص: ۱۱۶، مطبوعہ رضوی کتاب خانہ



حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فتویٰ سے ظاہر ہے کہ گناہ نہیں مگر یہ لفظ اس کی جناب میں بولنا برا ہے، اس کی شان و عزت کے لائق نہیں اور یہ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ سخت ناجائز و گناہ ہے۔ لہذا حضور والا سے نیاز مندانه گزارش ہے کہ اس مسئلہ میں اپنی تحقیق انیق سے مطلع فرمائیں تاکہ تشفی ہو جائے۔

### الجواب

آپ کے لیے ضروری یہ تھا کہ یہ سوال انھیں مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کرتے، وہ اس کو اچھی طرح حل کر سکتے تھے اور جس بنیاد پر انھوں نے اس کو ناجائز و گناہ کہا ہے اس کو واضح فرما دیتے، مجھے بھی یاد نہیں پڑتا کہ احکام شریعت میں کہیں یہ مسئلہ مذکور ہے، فتاویٰ رضویہ جلد ششم، ص: ۱۲۰ میں بھی وہی ہے جو الملفوظ میں ہے۔ یعنی اطلاق ممنوع ہے۔ بہر حال حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے جب تصریح فرمادی کہ گناہ نہیں تو اس خادم کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں یہ عام طور پر رائج ہے، اسے گناہ کہنے سے لازم آئے گا کہ تمام مسلمان گناہ گار ہوں، بغیر نص صریح کے ایسا قول کرنا جس سے عام مسلمانوں کا گناہ گار ہونا لازم آئے، اچھی بات نہیں، پھر ایک خاص بات یہ ہے کہ بعض ایسے الفاظ جو دوائسے معنی میں مشترک ہوں جن میں ایک کا اطلاق باری تعالیٰ پر درست ہو اور دوسرے کا کفر خود قرآن کریم اور احادیث میں وارد ہے، مثلاً مولا، اس کے ایک معنی ہیں آقا کے اور دوسرا ہے آزاد شدہ غلام کے، مگر چوں کہ شریعت میں وارد ہے اس لیے منع نہیں اور میاں وارد نہیں اور اس میں ایہام تحقیر ہے۔ اس لیے ممنوع ہونا چاہیے، مگر گناہ نہیں ہونا چاہیے ورنہ شریعت میں مولا کا اطلاق ذات باری پر نہ ہوتا۔ ہذا ما ظہر لی والعلم بالحق عند ربی و علمہ جل مجدہ اتم و احکم، واللہ تعالیٰ اعلم۔

### یہ کہنا کفر ہے کہ جہاں دس وہیں خدا ہے

مسئلہ: غلام الدین، راج محل، انیس الغربا، بانسہ پارہ، بیر بھوم، بنگال۔ ۲۷ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

﴿مسئلہ﴾ زید عالم دین و مفتی صاحب ہیں۔ دوران تقریر انھوں نے کہا ”جہاں دس وہیں خدا ہے۔“ بہ شان حدیث ایسے جملے کے استعمال سے زید شرعاً مجرم ہے یا نہیں۔ اگر شرعاً مجرم نہیں تو پھر مفہوم جملہ، بشان حدیث چہ معنی دارد، واضح کریں۔ اگر شرعاً مجرم ہے تو کس طرح حکم نافذ ہوگا۔ قرآن و احادیث و اقوال فقہاء کی روشنی میں واضح کریں۔

### الجواب

یہ کہنا کہ جہاں دس وہیں خدا، کلمہ کفر ہے۔ کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مکان سے منزہ ہے۔ حدیقہ ندیہ طریقہ محمدیہ میں ہے: لولو قال هكذا بالفارسية: نہ مکانی ز تو خالی نہ تو در هیچ مکانی فہذا کفر لأن نسبة المكان الى الله وهو يقتضى الجسمیة فی

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جداول عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی

حقہ تعالیٰ و الجسمیۃ تقتضی الحدوث و هو محال علیہ تعالیٰ (۱) اس قائل پر توبہ، تجدید ایمان اور بیوی والا ہے تو تجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کو فدائے محمد کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: مولوی حکیم ثار احمد، پیگاپور، پلہی پور، سلطان پور، یوپی

مسئلہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شیدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے شرعاً کیسا ہے؟

### الجواب

اللہ عزوجل کو ”فدائے محمد“ کہنا کفر ہے۔ فدا کے اصل معنی ہیں اپنی جان دے کر کسی کو بچانا۔ اللہ تعالیٰ حی قیوم ہے، اس کے لیے موت نہیں۔ نیز جان دے کر دوسرے کو اس وقت بچایا جاتا ہے جب کہ جان بچانے والا کسی اور ترکیب سے جان بچانے سے عاجز ہو۔ اور اللہ تعالیٰ معجز ہے اسے عاجز ماننا کفر ہے۔ اور شیدائے محمد کہنا بھی جائز نہیں کہ اس میں معنی سوء کا احتمال ہے۔ شیدا کا معنی آشفتہ، فریفتہ، مجنون، عشق میں ڈوبا ہوا، عاشق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے منزہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کلمہ حق کو کفر سمجھنا کفر ہے

مسئولہ: محمد اسماعیل نقش بندی، مہورا چھیر، ضلع دیواریا، یو. پی. ۲۰/۲۱ صفر ۱۴۱۲ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ بکراٹھتے بیٹھے اچانک ”ارے اللہ“ کہہ دیتا ہے اور پھر سوچ کر شرمندہ ہوتا ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے، لیکن پھر گرتے پڑتے زبان سے وہی کلمہ نکل جاتا ہے۔ بکر گنہ گار ہوتا ہے یا نہیں؟

### الجواب

گنہ گار ہی نہیں زید اب مسلمان ہی نہ رہا۔ ارے اللہ کہنا کفر نہیں۔ ایک کلمہ حق کو کلمہ کفر سمجھا اس لیے وہ کافر ہو گیا ہے۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی ہو تو اس سے دوبارہ نکاح کرے۔

## حضور محمدؐ اعظم ہند کے ایک شعر کی توضیح

مسئولہ: محمد ادریس، پیگاپور، پلہی پور، سلطان پور، یو. پی. ۲۱/ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

مسئلہ حضور محمدؐ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر۔

وہ خدا ہے جو ہمیشہ رہا آپ ہی آپ دوسرا کوئی نہیں پیدا آپ ہی آپ

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ، ج: اول، ص: ۲۰۵

۱۱

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی

کسی شرعی قباحت کا حامل تو نہیں۔ زید کہتا ہے کہ پیدا لفظ کا اطلاق اس شعر میں ذاتِ خدا پر ہی عائد ہوتا ہے، لہذا کفر ہے، تو کیا زید کا کہنا درست ہے؟

### الجواب

اس شعر میں کوئی شرعی نقص نہیں۔ زید الٹی بات کہتا ہے۔ اس شعر میں پیدا ہونے کا اطلاق باری تعالیٰ پر ہرگز نہیں، بلکہ اس کی نفی کی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### ”پیارے اللہ“ کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد زکریا اعظمی، دیوگاؤں، یو. پی. ۲۰/ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید نے دعا مانگتے ہوئے یوں کہا (پیارے اللہ ہم سب کے گناہوں کی مغفرت فرما) پیارے اللہ کہنا صحیح ہے یا غلط؟

### الجواب

اس طرح دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پیارے کے معنی محبوب کے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ. (۱) اور فرمایا: إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ. (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

### اللہ عز وجل مخلوق نہیں خالق ہے

مسئولہ: محمد عبدالغفور، جامعہ نظامیہ حیدرآباد (اے. پی.) ۲۱/ ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ ایک غیر مسلم نے مسلم پر اعتراض کیا: خدا کیسا ہے (صورت شکل میں) اور وہ کس چیز کا بنا ہوا ہے؟

### الجواب

اللہ مخلوق نہیں کہ کسی چیز سے بنا ہو، وہ ہر چیز کا بنانے والا خالق ہے، وہ شکل و صورت سے منزہ ہے۔ لیس کمثلہ شیء۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### اللہ عز وجل کے لیے تساہل و تغافل کا استعمال

مسئولہ: شیخ احمد کانکیر، ضلع بستر، (ایم. پی.) ۲۰/ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

قرآن مجید، سورۃ التوبہ، آیت: ۲۴، پ: ۱۰

قرآن مجید، آل عمران، آیت: ۳۱، پ: ۳

- ① زید نے اپنی تقریر میں کہا کہ چوں کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے غافل ہیں اور سستی برتتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ بھی ہم سے تساہل و تغافل برتنا ہے؟
- ② حضور نے فرمایا ہے کہ: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل. میری امت کے لوگ انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں، جو کام وہ کرتے تھے وہ اب ہمیں کرنا ہیں اور جو مرتبہ انھیں ملیں گے وہ ہمیں ملیں گے؟
- ③ زید کے مذکورہ اقوال سے اللہ و رسول کی شان میں گستاخی اور بدعتیگی کا اظہار ہوتا ہے یا نہیں، جب کہ باوجود بار بار کے اس نے اس سے توبہ و رجوع نہ کیا ہو، ایسے شخص کو امام بنانا اور مسلمانوں کو اس سے تعلقات رکھنا کیسا ہے، بینوا تو جروا۔

### الجواب

- ① اللہ عز و جل پر تساہل اور تغافل کا اطلاق کفر ہے۔ تساہل کے معنی عرف عام میں سستی کرنے کے ہیں۔ اور تغافل کے معنی غفلت کرنے، غافل ہونے کے ہیں۔ اللہ عز و جل ان دونوں سے پاک ہے۔ قائل پر توبہ اور تجدید ایمان اور بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ درمختار میں ہے: ”وما فیہ خلاف یومر بالتوبۃ و تجدید النکاح.“ (۱) ہماری کرتوتوں کی وجہ سے ہمیں نعمتوں سے محروم کرنا نہ تساہل ہے نہ تغافل بلکہ یہی تقاضاے عدل بلکہ بہ نظر دقیق رحمت ہے کہ اس سے متنبہ ہو کر اللہ عز و جل کی طرف رجوع کریں، اس سے ڈریں، اس کے احکام کی پابندی کریں۔ تساہل و تغافل اس وقت ہوتا کہ اس پر واجب ہوتا کہ وہ ہمیں انعام و اکرام کرے اور نہ کرتا۔ اس پر کچھ واجب نہیں۔ عقائد میں تصریح ہے: لا یجب علیہ شیء. روزمرہ کا محاورہ دیکھ لیجیے۔ ایک شخص کے چند ملازم ہیں، کچھ ایسے ہیں جو اپنے کام مستعدی سے کرتے ہیں، انہیں مشاہرہ، انعام و اکرام سب ملتا ہے۔ کچھ کاہل کام چور ہیں، انھیں انعام و اکرام تو ملتا ہی نہیں وہ مالک کے معتبور رہتے ہیں۔ ان ملازمین کو انعام و اکرام نہ دینے کو کوئی تساہل و تغافل نہ کہے گا، بلکہ یہی اس بات کی دلیل ہے کہ مالک نہ سست ہے نہ غافل، بہت چاق و چوبند ہے۔ ہر ملازم پر کڑی نظر رکھتا ہے، جو جیسا ہے اس سے ویسا برتاؤ کرتا ہے۔ بلا تمثیل اللہ عز و جل کسی بندے سے، اس کے کرتوتوں سے غافل نہیں: وما اللہ بغافل عما تعملون. سب کے سب احوال جانتا ہے۔ اپنی حکمت سے جسے جو دینا مناسب جانتا ہے دیتا ہے۔ اسے کوئی تساہل و تغافل نہیں کہہ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

- ② اس جاہل نے پہلے تو حدیث کا ترجمہ غلط کیا۔ حدیث میں ہے: علماء امتی. اور ترجمہ کیا ”میری امت کے لوگ“ یہ حدیث کی تحریف ہے۔ اور اس کی گم راہی یا جہالت۔ اور یہ کہنا کہ جو مرتبہ انھیں ملیں گے ہمیں ملیں گے، کفر۔ کوئی امتی کتنا ہی ترقی کر جائے کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ شرح عقائد میں ہے: ”ان



الولی لا يبلغ درجة النبى. (۱) اس لیے اس کی امید کرنی کہ ہمیں بھی وہی مرتبے ملیں گے، جو انبیاء بنی اسرائیل کو ملیں گے، بلاشبہ کفر ہے۔ اس قول کی وجہ سے بھی اس قائل پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح واجب ہے۔ اس قائل نے توبہ و تجدید ایمان و نکاح سے انکار کر دیا، اس لیے اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں، اس کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھیں۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی ایسی ہے جیسے قضاء بلکہ اس سے بھی بدتر۔

حدیث میں بد مذہبوں کے بارے میں فرمایا: ”ایاکم و ایاهم لا یصلونکم ولا یفتنونکم.“ (۲) ان سے دور رہو، ان کو اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تم کو گم راہ نہ کر دیں، کہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ اور فرمایا: ”لا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تواکلوہم.“ (۳) نہ ان کے ساتھ بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ، نہ پیو۔

اور فرمایا: ”ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم.“ (۴) ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ جب ہر کام اللہ کے حکم سے ہوتا ہے تو بندہ مستحق سزا کیوں

مسئلہ: محمد عبدالغفور، جامعہ نظامیہ حیدرآباد (اے. پی. سی. ۲۱/۲ ذوقعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ جب ہر کام خدا کے حکم سے ہوتا ہے تو پھر بندے کو سزا کا مستحق کیوں قرار دیا جاتا ہے؟

الجواب

یہ غلط ہے کہ ہر کام اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، اللہ عز و جل نے گناہ سے منع فرمایا ہے۔ بندے کو ایک گونہ اختیار دیا ہے، اچھے برے میں امتیاز کے لیے عقل دی ہے بندہ اپنے اختیار سے گناہ کرتا ہے اس لیے سزا کا مستحق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہار شریعت کی عبارت کی توضیح، اہل کتاب کسے کہتے ہیں؟

مسئلہ: محمد اسرائیل اشرفی، طیب آباد، مالگاہوں، ضلع ناسک، مہاراشٹر، ۲ صفر ۱۴۱۵ھ

مسئلہ بہار شریعت حصہ اول ایمان و کفر کا بیان۔ اس میں یہ عبارت لکھی ہے کہ شرک کی تعریف میں کہ

شرح عقائد، ص: ۱۱۸، کتاب العقائد [۱]

مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۸، باب الاعتصام بالسنة، مطبع مجلس برکات اشرفیہ [۲]

المستدرک للحاکم، ج: ۳، ص: ۶۳۲ [۳]

حوالہ مذکورہ [۴]

”الوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے۔ اس کے سوا کوئی بات اگرچہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقتہً شرک نہیں۔ لہذا شرع مطہر نے اہل کتاب کفار کے احکام مشرکین کے احکام سے جدا فرمائے۔ کتابی کا ذبیحہ حلال مشرک کا مردار۔ اہل کتاب کفار سے کیا مراد ہے؟ کیا جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں وہ لوگ مراد ہیں یا کچھ اور مراد ہے وضاحت کریں۔

### الجواب

اہل کتاب سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں اگرچہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانیں۔ یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ اس وقت حلال ہے جب کہ وہ اللہ کے نام پر جانور کو ذبح کریں اور جانور کو بطریق شرعی ذبح کریں۔ یعنی جانور کی گردن دھار دار آلے سے اس طرح کاٹیں کہ چار رگیں یا کم از کم تین رگیں ضرور کٹ جائیں اور اگر اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کریں تو مردار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## تمہیدات عین القضاة کی عبارت کی توضیح

مسئولہ: نعیم احمد برکاتی، کتب خانہ برکاتیہ کالو پیٹھ، ہبلی، کرناٹک، ۲۲/۲ ذوقعدہ ۱۴۱۲ھ

تمہیدات عین القضاة میں ہے کہ جس کو تم خدا جانتے ہو ہمارے نزدیک وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور جن کو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہو وہ ہمارے نزدیک اللہ جل شانہ ہے۔ (۱) (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر ۸۰) لیکن زید کا کہنا ہے کہ اس میں سراسر شرک کا پہلو نظر آتا ہے، یہ تو کفریہ کلام ہے۔ تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے اس قول اور امام ربانی حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مکتوب کی اس تحریر میں کس کا کہنا درست ہے؟ اور کیوں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ امید کہ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں گے۔

### الجواب

تمہیدات عین القضاة کی اس عبارت کی توضیح خود اسی مکتوب میں حضرت مجدد صاحب قدس سرہ نے کر دی ہے، آپ اسے بغور پڑھیں انھوں نے ابتدا ہی میں لکھ دیا ہے کہ:

مخدوماً مثل ای عبارت کہ منہی از توحید و اتحاد است در غلبات سکر کہ مرتبہ جمع ست و معتبر بکفر طریقت از مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم صدور می یابد و امتیاز و اثنینیت از نظر شاہ مرتفع می گردد الخ۔

ترجمہ: میرے مخدوم اس جیسی عبارتیں جو توحید اور اتحاد کی خبر دیتی ہیں غلبہ سکر میں جو کہ جمع کا مرتبہ ہے اور جسے کفر طریقت کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، مشائخ قدس اللہ اسرار ہم سے صادر ہوتی ہیں اور جدائی اور دوئی ان کی نظر سے اٹھ جاتی ہے۔ (دفتر دوم، ص: ۲۲۰)

جس کا حاصل یہ ہے کہ سالک پر وحدۃ الوجود کی تجلی پورے طور سے پڑنے لگتی ہے تو غلبہٴ سکری وجہ سے اشیئیت دوئی پر امتیاز و تفریق محبوب ہو جاتی ہے۔ البتہ غلبہٴ سکری بنا پر اسے یہی نظر آتا ہے۔ ”ہمہ اوست“ لیکن جب سالک اس منزل سے آگے بڑھ کر مرتبہٴ انتہا پر پہنچتا ہے تو پھر اس پر کھلتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ حاصل یہ کہ تمہیدات کا یہ قول حالتِ سکری میں جب کہ عقلِ تکلفی محبوب ہو جاتی ہے، صادر ہوا ہے اور اس وقت کے اقوال پر حکمِ شریعت نہیں، اس لیے کہ وہ عاقل نہیں ہوتے، بلکہ غلبہٴ سکری بنا پر مجذوب ہو جاتے ہیں اور عقلِ تکلفی پر پردہ پڑ جاتا ہے اور اجراءِ احکام کے لیے عقلِ تکلفی کی بقا ضروری ہے کہ سلطان نہ گیرد خراج از خراب۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

لفظ اللہ، معبود برحق کا علم ہے کسی بندے پر اس کا اطلاق جائز نہیں  
حکم شرعی بتانے والے علما کی توہین کرنے کا حکم

مسئولہ: رفاقت اللہ خاں قدیری و حاجی مظفر علی قدیری صاحبان  
تمباکو مرچنٹ، بجزریا عنایت گنج پرانا شہر، بریلی شریف، ۱۸/ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

❶ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام زیدت فیوض المبارکہ دربارہٴ سوال ذیل:

زید کہتا ہے کہ ”اللہ میاں“ انسان کے لیے بولنا جائز ہے اور حضرت سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو مصدقہ فتویٰ سینتیس سال پہلے ہوا کہ یہ لفظ بندے کے لیے بولنا جائز اور حرام اور کفر ہے۔

زید کہتا ہے کہ اس فتوے میں حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تسامح ہوا یعنی غلطی ہوئی ہے، اور جن اکابر علما اور مشائخ نے اس لفظ کے بولنے کو ناجائز و حرام لکھا یا تصدیق کی وہ بھی شرعاً غلط ہے۔ اس لفظ کو انسان پر بولنے میں کوئی حرج نہیں اور جو لوگ اس فتوے پر علما و مشائخ کے فتاویٰ و تصدیقات پر عمل کرتے ہیں یعنی اللہ میاں لفظ انسان پر نہیں بولتے ہیں اور بندے پر اس لفظ کا بولنا حرام سمجھتے ہیں وہ لوگ اندھی تقلید کرنے والے ہیں، اور اسی فتوے کی تصدیق کرنے یعنی شرعی حکم بتانے اور لکھنے کی بنا پر وارثِ علوم اکابر حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نوری بریلوی دام ظلہم العالی و حضرت علامہ مفتی مشاہد رضا خان صاحب زیدت فیوض ہم کو (شرارت کرنے والے، شوقِ تکفیر رکھنے والے، اپنی عاقبت کو خراب کرنے والے، اور اپنی قبر میں انگارے بھرنے والے) اور جن سنگھی ٹولہ کہا اور چھاپا۔

❷ زید کے پیر صاحب کی خانقاہ میں اٹھارہ سال سے لاؤڈ سپیکر پر یہ شعر پڑھا جاتا ہے۔  
کوئی بدعت سمجھے یا کفر اے شیخِ حرم ہم تو یوں ہی اللہ میاں کہتے جائیں گے

زید اس شعر کے پڑھنے پر راضی اور ہمیشہ خوش رہا، اور اسی شعر کو پڑھ کر ان تمام علما و مفتیان کا مذاق اڑایا جاتا ہے جنہوں نے لفظ اللہ میاں بندے کے لیے کہنا حرام و ناجائز بتایا۔ اسی باعث زید مذکور سے ایک مفتی صاحب اجتناب اور پرہیز کرتے ہیں اور وہ مفتی صاحب زید کے ساتھ جلسوں میں شرکت سے بھی احتراز و اجتناب کرتے ہیں۔ مفتی صاحب کے اس عمل کو حضرات علمائے کرام بالخصوص وارث علوم اکابر حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ نوری دام ظلہم العالی نے درست بتایا جس کی تائید و تصدیق حضرت علامہ حبیب رضا خان صاحب، حضرت علامہ تحسین رضا خان صاحب قبلہ و علامہ و مولانا نعیم اللہ خاں صاحب و فاضل معقولات علامہ مناظر حسین صاحب دامت برکاتہم المبارکہ نے فرمائی۔

لہذا حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نوری بریلوی مدظلہ العالی کا مفتی مذکور کے عمل اجتناب و احتراز کو درست لکھنا اور اس درست لکھنے پر علمائے مذکورین کی تائید و تصدیق کرنا صحیح اور حق ہے، یا غلط؟ بینوا تو جروا۔

③ زید کی تقریباً اٹھارہ سال سے تسہیل و تالیف ولینت علمائے کرام کی جانب سے بامید اصلاح و ہدایت ہوتی رہی، مگر زید بجائے قبول حق و رجوع اپنے اس عمل و اقوال میں اور شدت اختیار کرتا رہا، اگر زید کا یہ عمل بہ حکم شریعت مطہرہ ناجائز و حرام ہے تو اس پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟

④ اتنی طویل مدت تک تسہیل اور کامل اتمام حجت کے بعد اب زید کو دعوت دے کر اپنے جلسوں میں بلانا اور منبر پر جگہ دینا سنی مسلمانوں کو چاہیے یا نہیں؟

### الجواب

① ② لفظ اللہ کی طرح اللہ بھی اسم جلالت ہی ہے، دونوں میں صرف طرز ادا کا فرق ہے، معنی کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں پہلے میں اشباع نہیں، دوسرے میں اشباع ہے۔ یہ معبود برحق جل مجدہ کا علم خاص ہے، اس کا اطلاق کسی دوسرے پر کسی تاویل سے جائز نہیں، حرام اشد حرام، گناہ اشد گناہ ہے۔ ارشاد ہے: ”هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا“ (۱) کیا اس نام کا دوسرا جانتے ہو؟

خازن میں ہے:

”اللہ هو اسم علم خاص للہ تعالیٰ تفرد بہ الباری سبحانہ وتعالیٰ لیس بمشتق ولا یشرکہ فیہ احدٌ دلیلہ قوله تعالیٰ هل تعلم له سميا یعنی لا يقال لغيره اللہ۔“ (۲)

اللہ ذات باری تعالیٰ کا علم خاص ہے، اس نام کا وہ اکیلا ہے، اس نام میں کوئی دوسرا شریک



نہیں، اس کی دلیل اس کا ارشاد ہل تعلم له سمیا ہے، یعنی اس کے علاوہ کسی غیر کو اللہ نہ کہا جائے۔

تفسیر مدارک میں ہے:

”هل يسمی احد باسم الله غيره لانه مخصوص بالمعبود بالحق.“ (۱)

کیا اس کے علاوہ کسی کا نام اللہ ہے، یہ معبود برحق کے ساتھ مخصوص ہے۔

فقہائے کرام نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ جو اسماء اللہ عز وجل کے ساتھ خاص ہیں، مخلوق کے لیے ان کا استعمال کرنا کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے: ”اذا اطلق على المخلوق بالاسماء المختصة بالخالق نحو القدوس والقيوم والرحمن وغيرها يكفر.“ (۲)

شرح فقہ اکبر میں ہے: ”من قال لمخلوق يا قدوس او القیوم او الرحمن كفر.“ (۳) یعنی جو کسی مخلوق پر ان اسماء کا اطلاق کرے جو خالق کے ساتھ مختص ہیں، جیسے قدوس، قیوم، رحمن وغیرہ، کافر ہو جائے گا۔ جب قدوس قیوم، رحمن جو اسماء صفات میں سے ہیں کا یہ حکم ہے تو خاص اسم جلال کا حکم بدرجہ اولیٰ یہی ہوگا۔ عوام بے پڑھے لکھے تک میں بھی آج تک یہ رواج بد نہیں پڑ سکا کہ اگر کسی کا نام عبد اللہ ہو تو معاذ اللہ اُسے اللہ کہیں، جب کہ عبد الرحمن وغیرہ اسماء اس قسم کی غلطیاں عوام کرتے رہتے ہیں۔ مگر اسم جلال کے بارے میں وہ بھی جانتے ہیں کہ یہ کسی طرح روا نہیں، اسی لیے کسی کا نام عبد اللہ ہو تو اس کو اللہ کبھی نہیں کہتے، مگر جاہل پیروں سے اللہ بچائے۔ دین کو جتنا نقصان ان جاہل پیروں سے پہنچا ہے کسی سے نہیں پہنچا، جو جاہل یہ کہتا ہے کہ اس فتوے میں حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تسامح ہوا، یعنی غلطی ہوئی اس جاہل سے پوچھیے کہ صاحب مجمع الانہر اور حضرت ملا علی قاری کو کیا ہوا، کیا ان حضرات نے بھی غلطی کی ہے، ہمت ہے تو کہہ دے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ جو علمائے کرام و مشائخ عظام اللہ میاں کے اطلاق کو بندے پر حرام سمجھتے ہیں وہ لوگ اندھی تقلید کرنے والے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ شخص نور بصیرت سے بالکل محروم ہے۔ وہ یہ بتائے کہ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی نے بھی اسم جلال کا اطلاق کسی مخلوق پر کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو ثبوت لائے۔ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کی تصدیق کرنے والے حضرات علمائے کرام کو شرارت کرنے والے، شوق تکفیر رکھنے والے، اپنی عاقبت کو خراب کرنے والے اور اپنی قبر میں انگارے بھرنے والے، جن سنگھی ٹولہ کہا اور چھاپا اس پر بلاشبہ توبہ، تجدید ایمان اور بیوی والا ہے تو تجدید نکاح لازم ہے۔ اس لیے کہ حکم شرعی

مدارک، ج: ۳، ص: ۴۱، سورة مریم، آیت: ۶۵، اصح المطابع، بمبئی

مجمع الانہر، ج: ۲، ص: ۵۰۴، کتاب السیر والجهاد، باب المرتد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان

شرح فقہ اکبر لملا علی قاری، ص: ۲۳۸، اشرفی بک ڈپو

بتانے والے حضرات علمائے کرام کو ان الفاظ سے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے حکم شرعی کو شرارت کہا، عاقبت خراب کرنے اور قبر میں انگارے بھرنے کا سبب بتایا، جب کہ ان حضرات نے اپنا فریضہ ادا کیا تھا۔ فرض ادا کرنے کو شرارت، عاقبت خراب ہونے اور قبر میں انگارے بھرنے کا سبب بتانا بلاشبہ کفر ہے۔ پھر یہ شریعت سے عناد ہے اور شریعت سے عناد کفر۔ عالم گیری میں ہے: ”یکفر لأنه عاند الشرع۔“ (۱)

اسی طرح جن لوگوں نے ان علمائے کرام کا مذاق اڑایا، ان پر بھی توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ الاشباہ والنظائر میں ہے: ”الاستهزاء بالعلم والعلماء کفر۔“ (۲)

زید کے ساتھ میل جول، سلام کلام، کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا، یقیناً جو مفتی صاحب زید مذکور سے اجتناب و پرہیز کرتے ہیں، صحیح کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❸ بلاشبہ زید پر توبہ لازم ہے اور حکم شرعی کی اہانت اور حکم شرعی بتانے کی وجہ سے علمائے کرام پر سب و شتم کرنے اور شریعت سے عناد رکھنے کی وجہ سے زید پر توبہ کے ساتھ تجدید ایمان و نکاح بھی لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❹ اتنی طویل مدت کی تسہیل اور کامل اتمام حجت کے بعد بھی اگر زید توبہ نہ کرے تو زید کو اپنے جلسوں میں بلانا اور منبر پر بٹھانا ہرگز جائز نہیں کہ وہ کم از کم فاسق معین ضرور ہے اور علما فرماتے ہیں: ”فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً۔“ (۳) حدیث میں فرمایا: ”تقربوا الی اللہ بالتباعد عنہم واللہ تعالیٰ اعلم۔“

## کسی بندے کو اللہ میاں کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری، دامت برکاتہم القدسیہ، ۸۲- سوداگراں، رضا نگر، بریلی شریف، ۲، صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

❶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان، شرع متین مسئلہ ذیل میں:

زید اپنے دادا پیر کو اللہ میاں کہتا ہے اور ان تمام اکابر و اصاغر علما و مفتیان کرام اور حضور مفتی اعظم ہند علیہم الرحمۃ المنعم جنہوں نے اللہ میاں بندے کو کہنا حرام و ناجائز لکھا ہے، ان سب فتاویٰ کو غلط کہتا ہے اور اس کے پیر صاحب کی خانقاہ میں یہ شعر تقریباً انیس سال سے لاؤڈ اسپیکر پر پڑھا جاتا ہے۔  
کوئی بدعت سمجھے یا کفر اے شیخ حرم ہم تو یوں ہی اللہ میاں کہتے جائیں گے

عالمگیری، ج: ۲، ص: ۲۷۱، کتاب السیر باب المرتد، مطبع رشیدیہ، پاکستان۔

الاشباہ والنظائر، کتاب السیر، ص: ۸۷، ج: ۲، إدارة القرآن والمعلوم۔

شامی، کتاب الصلوٰۃ باب الامامة، ص: ۲۹۹، ج: ۲، دار الکتب العلمیہ، لبنان

اس شعر سے ان تمام علمائے کرام و مفتیانِ عظام کے فتاویٰ کا رد کیا جاتا ہے اور زید بھی اس شعر کو اور اس عمل کو پسند کرتا ہے۔ اسی بنا پر ایک مولانا صاحب نے زید سے ترک تعلق اور زید کے ساتھ مجالس میں شرکت سے پرہیز اور اجتناب کیا۔

مولانا صاحب مذکور کے اس پرہیز اور اجتناب کو جو زید مذکور سے تھا، ایک مفتی صاحب سے بکرنے معلوم کیا تو مفتی صاحب مذکور نے فتویٰ دیا کہ مولانا صاحب مذکور کا عمل درست ہے، نیز یہ کہ زید کے ساتھ لینت اور نرمی تقریباً انیس سال سے اہل علم کی جانب سے بہ امید اصلاح و ہدایت بھی ہوئی رہی، اس کے باوجود زید بجائے توبہ و رجوع و قبول حق اپنے اس عمل و قول میں سختی اختیار کرتا رہا۔  
اب جواب طلب امر یہ ہے کہ مفتی صاحب مذکور کا فتویٰ مذکورہ صحیح ہے یا غلط؟

### الجواب

مفتی صاحب مذکور کا فتویٰ بالکل حق ہے اور مولانا صاحب مذکور کا زید سے قطع تعلق اور اجتناب کرنا حق بجانب۔ زید اپنے اس تعنت اور ضد کی وجہ سے فاسق معین ضرور ہوا اور فاسق معین سے اجتناب واجب ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: ”وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ.“ (۱) اگر شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھ۔

تفسیرات احمدیہ میں فرمایا: ”وان القوم الظالمين يعم المبتدع والكافر والفسق والقعود مع كلهم ممتنع.“ ص: ۲۵۵، قوم ظالم بد مذہب کافر فاسق سب کو عام ہے، اور ان سب کے ساتھ بیٹھنا ممنوع ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا: ”تقربوا الى الله بالتباعد عنهم.“ فاسقوں سے دور رہ کر اللہ کا قرب حاصل کرو۔ ”رواہ ابن شاہین فی الافراد عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ اسم مبارک اللہ خواہ سکون ہا کے ساتھ ہو خواہ ضمہ ہا کے ساتھ خواہ اشباع کے ساتھ ایک کلمہ ہے، اور یہ اسم مبارک معبود برحق جل مجدہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ کسی تاویل سے کسی مخلوق پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔

تفسیر خازن شریف میں زیر آیت کریمہ: ”هل تعلم له سميما.“ (۲) فرمایا اللہ ہو اسم علم خاص للہ تعالیٰ تفرّد بہ الباری سبحانہ و تعالیٰ لیس بمشتق ولا یشترکہ فیہ احد دلیلہ قولہ تعالیٰ هل تعلم له سميما یعنی لا یقال لغيره اللہ۔“ (۳) اللہ تعالیٰ کا خاص علم ہے، اس نام کا وہ اکیلا ہے، کوئی دوسرا اس نام میں شریک نہیں، اس کی دلیل یہ آیت ہے۔ کیا اسی نام کا دوسرا جانتے ہو۔ یعنی کسی اور کو

سورة الانعام، آیت: ۶۸، پ: ۷

تفسیر خازن، ج: ۳، ص: ۱۹۳، سورہ مریم، آیت: ۶۵

تفسیر مدارك، ج: ۳، ص: ۴۱

اللہ نہیں کیا جائے گا۔ مدارک میں ہے: ”هل يسمي احد باسم الله غيره لانه مخصوص بالمعبود بالحق.“ (۱) کیا اس کے علاوہ کسی اور کا اللہ نام ہے؟ اس لیے کہ یہ معبود برحق کے ساتھ خاص ہے، اور وہ اسما جو باری عزوجل کے ساتھ خاص ہیں ان کا استعمال کسی مخلوق پر حرام سخت حرام حتیٰ کہ فقہانے اسے کفر لکھا۔ مجمع الانہر میں فرمایا: ”اذا اطلق على المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق جل وعلا نحو القدوس والقيوم والرحمن وغيرها يكفر.“ (۲) جو اسما خالق جل جلالہ کے ساتھ مختص ہیں ان کا اطلاق اگر کسی نے مخلوق پر کیا تو وہ کافر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے: ”من قال لمخلوق يا قدوس او القیوم او الرحمن كفر.“ (۳) جس نے کسی مخلوق کو اے قدوس، اے رحمن، یا اے قیوم کہا تو کافر ہے۔ یہ حکم اسماء صفات کا ہے، تو اسم جلال کا حکم کتنا سخت ہوگا، کوئی جاہل سے جاہل مسلمان اسم جلال کا اللہ عزوجل کے سوا کسی پر اطلاق نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ جس کا نام عبد الرحمن، عبد القدوس، عبد القیوم، ہو اسے رحمن، قدوس، قیوم تو اپنی جہالت کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں، لیکن اگر کسی کا نام عبد اللہ ہو تو اسے کوئی بھی اللہ نہیں کہتا، زید کے لیے انیس سال کی مہلت بہت تھی، اسے چاہیے تھا کہ حضرات اکابر و اصاغر علمائے اہل سنت کے فتاویٰ مبارکہ کو تسلیم کرتا اور اپنے پیر کو اللہ میاں کہنے سے باز آ جاتا، توبہ کرتا، اتنی طویل مدت میں بھی وہ راہ راست پر نہیں آیا تو یقیناً اس سے قطع تعلق لازمی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کسی بندے کو اللہ میاں کہنا کیسا ہے؟ کسی بندے کو آلِ رحمن کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: محمد جعفر برکاتی، نمبر ۱۰۷، قصبہ مارہرہ، ضلع ایٹہ، ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

- ① زید جو خود اپنے کو مدعی علم و فضل کہتا اور مقرر، محرر، مفسر بلکہ مناظر اعظم بھی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس نے اپنے کسی مرکز عقیدت بزرگ کو اللہ ہو میاں کہتا اور لکھتا، اس کا پرچار کرنا اختیار کر رکھا ہے۔ زید کے عقیدت مند حلقہ کے لوگوں نے بھی اپنے متبوع کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان بزرگ کو اللہ ہو میاں کہنا لکھنا اختیار کر رکھا ہے۔
- ② سنا ہے کہ بریلی کے دارالافتا سے اس لفظ اللہ ہو میاں کہنے لکھنے والے پر کفر کا فتویٰ ہے، جو شاید چھپ بھی گیا ہے، یہ معاملہ کافی دنوں سے سنی مسلمانوں میں لڑائی جھگڑے کا سبب بنا ہوا ہے۔
- ③ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ ۱۸ تا ۲۰ دسمبر ۱۹۸۸ء شہر پبلی بھیت میں زید مذکورہ بالا اسی لفظ اللہ ہو میاں کا

ج: ۲، ص: ۵۰۴، باب الفاظ الکفر أنواع.

مجمع الانہر، ج: ۲، ص: ۵۰۴، کتاب السیر، باب المرتد، دار الکتب العلمیہ، لبنان

شرح فقہ اکبر، لملا علی قاری، ص: ۲۳۸، اشرفی بک ڈپو.



جشن منارہا ہے اور اس دوران عام پبلک کے سامنے اس بات کا اعلان اور اشتہار زور و شور سے کیا جانے والا ہے کہ اگر زید کا اپنے مرکز عقیدت کو اللہ ہو میاں کہنا لکھنا ناجائز اور حرام اور کفر ہے تو پھر لفظ آل الرحمن لکھنے کہنے کا حکم شرعی کیا ہے؟

❷ کیا لفظ آل الرحمن کو بمعنی مطیع الرحمن وغیرہ لینا از روئے شریعت و لغت جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو اس عدم جواز کا درجہ کون سا ہے آیا حرام ہے یا فسق یا کفر یا ارتداد، مضبوط اور اٹل دلائل شرعیہ سے واضح اور مبرہن فرمائیں۔

❸ قرآن کریم کی یہ آیہ کریمہ ”فالتقته آل فرعون.“ میں لفظ آل کا ترجمہ، ترجمہ رضویہ اور دوسرے مترجمین کے ترجموں میں کیا گیا ہے، اور اس کا کس حد تک تعلق اس لفظ میاں سے ہے، اگر ہے تو کیا وہ زید مذکورہ کے مطلب کا ہے یا ان کا موید ہے جو اس لفظ میاں کے لکھنے بولنے کے خلاف ہیں۔ جواب اپنے دستخط و مہر دار الافتاء سے مزین کر کے رجسٹری سے جلد از جلد برائے مہربانی عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں اور عند الناس شکریہ کے مستحق۔ مینو اتو جروا۔

### الجواب

❶ کسی مخلوق کو اللہ میاں یا اللہ ہو میاں کہنا کفر ہے۔ لفظ اللہ باری عز اسمہ کا علم ہے اور اس کے ساتھ خاص سوائے ان چند لوگوں کے آج تک کسی نے اس کا اطلاق کسی بندے پر نہیں کیا ہے۔ علامہ ابوالبرکات نسفی نے اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں سورہ مریم کی آیہ کریمہ: ”هل تعلم له سميا.“ (۶۵) کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو کے تحت فرمایا: ”هل يسمى احد باسم الله غيره لانه مخصوص بالمعبود بالحق.“ یعنی کیا اس کے علاوہ بھی کسی کا نام اللہ رکھا گیا؟ (نہیں) اس لیے کہ یہ معبود برحق کے ساتھ مختص ہے، اور جو اسماء اللہ عز وجل کے ساتھ مختص ہوں ان کا اطلاق کسی مخلوق پر کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے: ”اذا اطلق على المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق نحو القيوم والقُدوس والرحمن وغيرها يكفر.“ جو اسماء خالق کے ساتھ مختص ہیں اس کا اطلاق اگر کوئی مخلوق پر کرے تو کافر ہو جائے گا۔ جیسے قدوس، قیوم، رحمن، شرح فقہ اکبر ص: ۲۴۵ میں ہے: ”من قال لمخلوق يا قدوس او القیوم او الرحمن كفر.“ جو مخلوق کو یا قدوس، یا قیوم، یا رحمن کہے کافر ہو جائے گا۔ اب نتیجہ ظاہر ہے کہ جب لفظ اللہ باری عز اسمہ کے ساتھ خاص تو اس کا اطلاق کسی بندے پر کرنا ضرور کفر بلکہ اس کا کفر ہونا بہ نسبت قیوم وغیرہ کے زیادہ ظاہر ہے، کیوں کہ قیوم وغیرہ اسماء صفات میں سے ہیں اور اللہ علم ذات اور ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ایسا خاص کہ مشرکین نے بھی اپنے کسی معبود کا نام اللہ نہیں رکھا۔ جیسا کہ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے خزائن العرفان میں آیہ مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ اب خواہ اس کو اللہ پڑھیں یا اللہ یا اللہ ہو لکھیں۔ سب کا حکم ایک ہے، اللہ حالت وقف میں ہے اور اللہ میں ہا پر

پیش اشباع کا ہے اور اب جو لوگ اسے اللہ ہو میاں لکھنے لگے ہیں وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم اسے اللہ میاں پڑھتے ہیں صرف عوام کی آسانی کے لیے ہو لکھتے ہیں۔ غرض کہ اللہ اور اللہ ہو میاں میں کوئی فرق نہیں اعراب کے ظاہر کرنے سے اس میں اشباع پیدا کرنے یا وقف کرنے سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لیے کسی بندے کو اللہ میاں یا اللہ میاں یا اللہ ہو میاں کہنے کا حکم ایک ہی رہا۔ مگر اپنے مرکز عقیدت کو یعنی پیر کو اللہ میاں کہنے والے یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے مراد بہ کثرت اللہ کا ورد کرنے والا ہے۔ اس تاویل کی بنا پر اب یہ کفر نہیں رہے گا۔ مگر حرام و گناہ اب بھی رہے گا۔ اس لیے کہ جس کلمے میں کسی معنی کفر کا ایہام ہو تو اس کا اطلاق بہر حال ممنوع ہے اگرچہ قائل کی نیت معنی صحیح ہو۔ علامہ ابن عابدین شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں: ”مجرد ایہام اللفظ كاف في المنع.“ اور یہاں معنی کفری کا ایہام ہی نہیں بلکہ معنی کفری ہی ظاہر ہے حتیٰ کہ جو مسلمان ذرا سی دین سے مس رکھتے ہیں اگرچہ بے پڑھے لکھے ہوں، ان کے سامنے اگر کسی انسان کو یا اللہ یا اللہ کہہ دو تو وہ بھی اس پر معترض ہوگا۔ اس لیے قائلین کی اس نیت کے باوجود ان کا اپنے پیر کو اللہ میاں کہنا بلا کسی شک و شبہ کے اشد حرام اور سخت ممنوع اور قائل بلا کسی شبہ کے ضرور فاسق اور اشد گنہگار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ بریلی شریف سے خود حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ فتویٰ تحریر فرمایا:

لفظ اللہ کا اطلاق غیر خدا پر بہر صورت ناجائز و حرام کفر انجام ہے، اسی فتوے کی تصدیق اس خادم نے بھی کی، نوعیت یہ ہے کہ حسب تصریح فقہائے کرام کسی مخلوق کو اللہ میاں کہنا کفر ہے اور یہ حکم اس کے ظاہری معنی کے اعتبار سے ہے لیکن اس کی ایسی تاویل خفی بھی ہے، جو کفر نہیں جیسا کہ قائلین نے بتایا لیکن چوں کہ ظاہری معنی کفر ہے اس لیے احتیاطاً قائلین پر توبہ تجدید ایمان و نکاح کا حکم ہے۔ درمختار میں یہ ہے: ”وما فيه خلاف يومر بالاستغفار والتوبه وتجديد النكاح.“ اس کے تحت شامی میں ہے: ای احتیاطاً کما فی الفصول العمادیۃ۔“ جلد ثالث: ص: ۲۹۹/ اسی بنا پر قائلین کو توبہ اور تجدید ایمان و نکاح کا حکم دیا گیا۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی متعدد تصانیف میں اور حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے ”الموت الاحمر“ میں اس پر مفصل گفتگو فرمائی ہے کہ جس لفظ کا ظاہری معنی کفر ہوا اگرچہ اس میں تاویل بعید ممکن ہو، جمہور فقہاء ایسے کلمے کے قائل کو کافر کہتے ہیں، لیکن محققین فقہاء اور متکلمین قائل کے کافر کہنے سے احتیاط کرتے ہیں، اور یہی مذہب مختار اور رائج ہے، مگر ایسا شخص جمہور فقہاء کے نزدیک کافر ہے۔ تو قائل پر توبہ اور تجدید ایمان و نکاح کا حکم ہے۔ اسی کے مطابق جو کسی مخلوق کو اللہ میاں کہے اس پر توبہ اور تجدید ایمان و نکاح کا حکم ہے اگرچہ قائلین کو کافر نہیں کہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۲۵ کسی مخلوق کو اللہ یا اللہ میاں کہنے اور آل الرحمن کہنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اللہ باری عز اسمہ کا علم ذات ہے سوائے اس زمانہ کے ان چند لوگوں کے آج تک کسی نے بھی حتیٰ کہ عرب کے مشرکین نے بھی

لفظ اللہ یا اللہ میاں کا اطلاق کسی مخلوق پر نہیں کیا ہے، اور آج تک قرآن وحدیث میں تو بڑی چیز ہے روزمرہ کے محاورات میں بھی کسی اور معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے بہ خلاف آل کے اس کا معنی اولاد کے علاوہ متبعین کے ہیں۔ خود قرآن مجید میں بھی وارد ہے۔ پہلے پارہ سورہ بقرہ میں ہے: ”واغرقنا آل فرعون۔“ اس کی تفسیر بیضاوی نے کی: ”ای من اتباعه واهل دینه۔“ یعنی فرعون کے متبعین اور اس کے ہم مذہبوں کو۔

جلالین میں فالتقطہ آل فرعون کی تفسیر میں لکھا ہے ”اعوان فرعون۔“ ان آیتوں اور ان کی تفاسیر سے معلوم ہوا کہ آل کے معنی متبع ملازمین اور گھروالوں کے بھی ہیں۔ اگرچہ وہ اولاد نہ ہوں۔ حدیث میں ہے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ”من آل محمد۔“ آل محمد کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا ”کل تقی“ ہر متقی۔ دوسری حدیث میں فرمایا گیا: ”من تبعنی فهو آلی۔“ جو میری پیروی کرے وہ میری آل ہے۔ اسی لیے عربی لغت کی سب سے مستند کتاب قاموس میں ہے: ”آل الرجل اهل الرجل اتباعه واولیاءه۔“ تو جب آل کے معنی خود قرآن وحدیث میں پیروی کرنے والے اتباع کرنے والے کے وارد ہیں تو اللہ عزوجل کی طرف اس کی اضافت میں کوئی حرج نہیں، بلکہ کلام عرب میں آل کی اضافت اللہ عزوجل کی طرف موجود ہے۔ ابرہہ نے جب حملہ کیا تو حضرت عبدالمطلب نے جو دعا کی تھی اس کا ایک شعر یہ ہے۔

وانصر علی آل الصلیب وعا بدیہ الیوم والک

آل صلیب اور اس کے پرستاروں پر آج اپنے آل کی مدد فرما۔ غرض کہ آل بہ معنی اولاد ہرگز خاص نہیں بلکہ بہ معنی متبع، مطیع فرماں بردار، اعوان ومددگار خود قرآن مجید میں اور احادیث میں وارد ہے۔ بلکہ شعرا کے کلام میں بھی حتیٰ کہ اس کی اضافت اللہ عزوجل کی طرف بھی موجود ہے، تو آل الرحمن نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہوا۔ بہ خلاف اللہ کے کہ قرآن مجید میں بہت دور ہے۔ کسی جاہل کافر کے کلام میں بھی اس کا اطلاق غیر خدا پر وارد نہیں اور سوائے علم ذات کے دوسرے معنی میں کبھی بھی استعمال نہیں ہوا شریعت میں وارد ہونے نہ ہونے کی بڑی حیثیت ہے، اس کی مثال لفظ مولیٰ ہے۔ اس کے معنی مالک، محبوب، مددگار، آزاد شدہ غلام وغیرہ کے ہیں۔ ان معانی میں آزاد شدہ غلام کا اطلاق باری عز اسمہ پر کفر مگر چوں کہ قرآن مجید اور احادیث میں اس کا اطلاق اللہ عزوجل پر موجود ہے۔ اس لیے باوجود ایہام معنی کفر کے اس کا اطلاق درست بہ خلاف ان کلمات کے جو شریعت میں وارد نہ ہوں اور ان میں کسی ناجائز معنی کا ایہام ہو تو ان کا اطلاق درست نہیں جیسے کہ لفظ میاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے جہاں اس سے منع فرمایا وہاں یہ قید بھی اضافہ فرمائی ”اور شرع میں وارد نہیں“ اس کا حاصل یہ نکلا کہ اگر لفظ چند معنوں میں مشترک ہو اور اس میں کچھ معنی صحیح ہوں کچھ غلط تو اگر وہ شرع میں وارد ہے تو اللہ

عز وجل پر اس کے اطلاق میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے لفظ مولیٰ فرمایا: ”فنعم المولیٰ ونعم النصیر۔“ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم“ اور اگر ایسے الفاظ شرع میں وارد نہ ہوں تو ان کا اطلاق ممنوع ہوگا۔ اگرچہ قائل کی نیت وہ معنی نہ ہو جو ناجائز ہے۔ جیسے لفظ میاں، آل بہ معنی تنبع، پیروکار، قرآن وحدیث میں وارد۔ لہذا اس کی اضافت باری عز اسمہ کی طرف صحیح اور چوں کہ لفظ اللہ کا قرآن وحدیث میں تو کیا کسی کلام میں مخلوق پر اطلاق نہیں ہوا ہے۔ اس لیے کسی مخلوق کو اللہ یا اللہ میاں کہنا یقیناً کفر یا کم از کم حرام و گناہ ضرور ہوگا۔ اسی سے سوال نمبر ۴۵/۵ کے جوابات بھی ظاہر ہو گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور مفتی اعظم ہند کے نام پر اعتراض کا جواب

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ کسی بندے کا نام آل الرحمن رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو فقہائے کرام ومحدثین عظام کے اس قول کے کیا معنی ہوں گے آل اللہ ای اولیاء ۵۔ بینوا تو جروا۔

### الجواب

آل الرحمن نام رکھنا بلا کسی ادنیٰ کراہت کے بلاشبہ جائز اور درست ہے اس لئے کہ اس کے معنی رحمن کے ولی، رحمن کے فرماں بردار، رحمن والے کے ہیں، جیسے اہل اللہ کے معنی اللہ والے کے ہیں کسی کو آل الرحمن کہنا ایسا ہی ہے جیسے بزرگان دین کو اہل اللہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ آل اور اہل کے معنی ایک ہی ہیں جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے یہ سمجھنا کہ ”آل“ کے معنی صرف ”اولاد“ کے ہیں جہالت ہی نہیں قرآن مجید کا انکار ہے قرآن مجید میں میری تنبیح کے مطابق چودہ جگہ آل فرعون فرمایا گیا ہے حالاں کہ فرعون کی کوئی اولاد نہیں تھی تو اگر ”آل“ کے معنی صرف اولاد کے مانا جائے تو آل فرعون کہنا غلط ہوگا تو اس سے لازم آئے گا کہ قرآن مجید میں یہ سب آیتیں غلط ہیں مفسرین کرام نے آل فرعون کی تفسیر تنبیح فرمائی ہے تو نص قرآن سے ثابت کہ ”آل“ کے معنی تنبیح اور فرماں بردار کے ہیں قرآن کے ارشاد کی روشنی میں آل الرحمن کے معنی ”رحمن کا مطیع وفرماں بردار ہے علاوہ ازیں آل کی نسبت جب اللہ عز وجل یا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہوتی ہے تو اس کے معنی ”ولی“ کے ہوتے ہیں۔

القاموس المحيط میں ہے:

آل اللہ ورسولہ اولیاء ۵. (۱)

اور یہ معنی لغت عرب میں شائع اور ذائع ہے قریش اپنے کو ”آل اللہ“ کہتے تھے اس کے مطابق جب ابرہہ نے خانہ کعبہ ڈھانے کے لئے حملہ کیا تو حضرت عبدالمطلب نے یہ دعا کی تھی:



وانصر علی آل الصلیب و عابدیہ الیوم  
آلک۔ (۱) اے اللہ آل صلیب اور صلیب کے پجاریوں  
پر آج اپنے آل کی مدد کر۔

قریش اگرچہ مشرک تھے مگر ان میں سے کسی کا عقیدہ یہ نہیں تھا کہ وہ خدا کی اولاد ہیں بعض اہل عرب یہ تو عقیدہ رکھتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں مگر اہل عرب میں کسی کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں خصوصاً قریش کا، پھر بر بناء مذہب صحیح و مختار حضرت عبدالمطلب مومن و موحد تھے اگر معاذ اللہ ان کا یہ عقیدہ ہوتا کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں تو مومن و موحد نہ ٹھہرتے جو لوگ حضرت عبدالمطلب کو مومن نہیں مانتے وہ بھی اس کی وجہ یہ نہیں بتاتے کہ وہ اپنے کو یا قریش کو خدا کا بیٹا ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے بلکہ اس کی وجہ دوسرے شرک و کفر بتاتے ہیں لامحالہ ماننا پڑے گا کہ قریش اور خود حضرت عبدالمطلب کی مراد آل اللہ سے اس کے مطیع اور فرماں بردار ہیں جس سے ظاہر ہو گیا کہ عرب کے عرف میں خصوصاً قریش کے عرف میں ”آل“ بمعنی فرماں بردار مطیع، شائع، ذائع تھا بناء علیہ مفردات امام راغب میں فرمایا ”یقال ال اللہ وال السلطان“ (۲)

علاوہ ازیں خود حدیث میں یہ محاورہ وارد ہے اور آل کی اضافت اللہ کی طرف صراحتاً موجود ہے ارشاد ہے:

”آل القرآن آل اللہ رواہ الخطیب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔“ (۳)

جو لوگ آل الرحمن پر اعتراض کرتے ہیں وہ لوگ ٹھنڈے دل سے اس حدیث کو پڑھیں اللہ عزوجل توفیق دے تو حق قبول کریں علاوہ ازیں اہل اور آل ہم معنی ہیں آل کا اطلاق اشرف کے ساتھ خاص ہے خواہ انھیں شرافت دینی حاصل ہو یا دنیوی اور اہل عام ہے صراح میں ہے ”آل“ بالمد اہل اوعیال و پس روان ج ۲ ص ۱۸۴۔ بلکہ آل اصل میں اہل ہی تھا۔ قاموس المحيط میں آل کے معنی کی یہ تفصیل لکھی ہے:

”اہل الرجل و اتباعه و اولیاءه و لا یستعمل الا فیما فیہ شرف غالباً فیقال آل الاسکاف  
کما یقال اہله و اصله اہل ابدلت الہاء همزة فصارت أ ال توالی ہمزتان فابدلت الثانیۃ الفاً  
و تصغیرہ اہیل“ (۴)۔

”آل“ کے معنی اہل کے ہیں اور تبعین کے اور اس کے اولیا اور آل انھیں لوگوں میں مستعمل ہوتا ہے جس میں شرافت ہو اس لئے یہ نہیں کہا جائے گا آل اسکاف جیسا کہ کہا جاتا ہے اہل اسکاف (موچی) اس کی اصل ”اہل“ ہے ”ہا“ کو خلاف قیاس الف سے بدل دیا گیا۔

زرقانی، ج: ۱، ص: ۸۴۔

مفردات امام راغب، ص: ۳۰۔

منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند امام احمد ج اول ص ۳۵۶۔

کنز المحيط، ج: ۳، ص: ۳۴۱۔

خلاصہ یہ کہ آل اور اہل ہم معنی ہیں فرق یہ ہے کہ ”آل“ اشراف کے ساتھ خاص ہے اور ”اہل“ عام ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ آل کی اضافت صرف ناطقین کے اعلام کی طرف ہوگی نکرہ کی طرف یا زمان و مکان کی طرف درست نہیں اور اہل کی اضافت سب کی طرف درست ہے۔

مفردات امام راغب میں ہے:

”آل“ خص بالاضافة الى اعلام الناطقين دون النكرات ودون الازمنة والامكنة يقال ال فلان ولا يقال ال رجل ولا آل زمان كذا او موضع كذا. والاهل يضاف الى الكل. (ملخصاً) (۱)

اس فرق کے باوجود اس پر کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دونوں کے معنی ایک ہیں جب آل اور اہل ہم معنی ہیں تو آل الرحمن پر اعتراض کرنے والے خدا کا خوف رکھ کر آخرت کی باز پرس کی ڈر رکھ کر سنیں ایک حدیث میں فرمایا گیا:

ان لله تعالى اهلين من الناس اهل القرآن هم اهل الله  
وخاصته رواه احمد والنسائي والحاكم في  
المستدرک عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما. (۲)

بیشک لوگوں میں سے کچھ اللہ کے  
اہل ہیں اہل قرآن ہی اللہ کے اہل  
یعنی اس کے خاص بندے ہیں۔

اسی حدیث کی روشنی میں اولیائے کرام مشائخ عظام کو اہل اللہ کہنا پوری دنیائے اسلام میں رائج و معمول ہے حتیٰ کہ آل الرحمن پر اعتراض کرنے والے معاندین مجاہدین بھی اولیائے کرام کو اہل اللہ کہتے ہیں اب یہی لوگ بتائیں کہ اولیائے کرام کو اہل اللہ کہنا جائز اور آل اللہ یا آل الرحمن کہنا کیوں حرام گناہ یا کفر و شرک ہے۔ پھر یہ بھی سوچیں کہ صرف اس بنا پر کہ تاجدار اہل سنت حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے مرشد برحق عارف باللہ سیدنا ابوالحسنین احمد نوری مارہروی قدس سرہ نے ان کا نام آل الرحمن رکھا اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسے باقی رکھا بلکہ پسند فرمایا تو اس کے جواز کے لئے یہی کافی تھا کہ پوری دنیائے سنیت کے دو متفق علیہ بزرگوں نے یہ نام رکھا لیکن اگر آج کوئی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بناء پر امام العارفین سیدنا ابوالحسنین احمد نوری اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے عداوت کی بناء پر آل الرحمن نام رکھنے کو حرام بلکہ کفر و شرک کہہ رہا ہے جس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ یہ معاند اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ساتھ ساتھ سیدنا ابوالحسنین احمد نوری قدس سرہ کو بھی کافر و مشرک یا فاسق کہہ رہا ہے لیکن اب وہ بتائے کہ جب حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آل القرآن آل الله، اهل القرآن اهل الله، تو یہ بتائے کہ جوش عداوت میں اس معاند نے ”آل

مفردات امام راغب، ص: ۳۰۔

منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ابن حنبل ج ۱ ص ۳۵۶۔

الرحمن، پر جو فیریں کی ہے اس کا نشانہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریم ہوئی اور جو شخص ایسی بات کہے جس کی وجہ سے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر یا تفسیق لازم آئے وہ کس منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ حاصل یہ نکلا قرآن مجید، احادیث کریمہ، کتب لغت، کی تصریحات کے مطابق آل الرحمن نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں کسی کو آل الرحمن کہنا ایسا ہی ہے جیسے اہل اللہ کہنا، جیسے اہل اللہ کہنا جائز ویسے آل الرحمن کہنا بھی جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کسی شخص کو اللہ کہنا کفر و شرک ہے۔  
اللہ کے علاوہ کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا کفر ہے۔

مسئلہ: عبدالوہاب، ساکن دہلو، مصطفیٰ پور، ضلع میسور، اڑیسہ، ۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

❶ کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اسماعیل پیر صاحب کی موجودگی میں ان کے مریدوں نے اسماعیل اللہ ہر در و دیوار میں لکھے اور کچھ اپنے ہاتھ سے کاغذ میں لکھ کر دیواروں میں لگوا دیا، تو لوگوں نے پیر اسماعیل صاحب سے پوچھا کہ آپ کے مریدوں نے اسماعیل اللہ لکھے ہیں، تو پیر اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ وہ جو لکھتے ہیں وہ ٹھیک ہے اور پیر اسماعیل صاحب نے فرمایا، آپ جو سمجھتے ہیں وہ ٹھیک ہے اور وہ جو لکھتے ہیں وہ بھی ٹھیک ہے۔

❷ اسماعیل صاحب کے مریدوں نے گبرے پر اسماعیل اللہ لکھا اور ذبح کے وقت میں اسماعیل اللہ کہہ کر ذبح کیا تو اس میں اسماعیل پیر صاحب نے اپنے کسی مرید کو تنبیہ نہیں کی۔

❸ اسماعیل پیر کے مریدوں کا السلام علیکم کی جگہ قائم اسماعیل اور علیکم کی جگہ قیام اسماعیل۔

❹ ایک شخص مسمیٰ ڈاکٹر امانت اللہ اسماعیل نے ایک مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ہے اعلان وحدانیت و وحدت و وحدت ارادی صراط مستقیم پیغام وحدہ لا شریک۔ اس نے اس کے ضمن میں یہ اقرار کیا ہے کہ میں صوبہ بہار سارن، ضلع چھپرہ ڈویژن کے تھانہ میرک، ڈاک خانہ عیوا پور، موضع بھگوان پور، اسماعیل نگر، ایک قدیمی باشندہ ہوں۔ سرورق یہ دیکھا گیا ہے کہ اس کے شائع کرنے والے غلامان اسماعیل ہیں اور آخری صفحہ سے ظاہر ہے کہ اس نے نئی پبلشی ہاؤس، زکریا اسٹریٹ کلکتہ نے طبع کرایا تھا۔ مضمون مذکور کے ضمن میں مسمیٰ مذکور نے لکھا ہے کہ نہ عالم ہوں نہ فاضل ہوں، میں کوئی خلاف حکم شرع نہیں کہتا نہ اوروں کے دھرم کے خلاف کہتا، نہ کسی سے ان بن رکھتا، رب العالمین کی طرف سے یہ خدمت آپ حضرات میں پیش کرتا ہوں۔ یہ کل باتیں عوام الناس کے لیے ہیں، خواہ ہندو ہوں یا مسلمان ہوں کوئی دیگر سوال نہیں۔ آج مجھے کئی سالوں سے خوابوں میں بشارت دی جا رہی ہے کہ تم کل متذکرہ بالا ہدایتوں کو عوام میں خواہ ملک ہو یا غیر ملک یعنی کہ ہر گوشہ

گوشہ میں خبر کر دو، تمام انبیا و اولیاء کرام درویشوں نے جو پیغمبر آتے تھے وہ مل کر بہت سختی کی کہ اگر تم ان ہدایتوں کو عوام الناس میں اعلان نہیں کرو گے، تو تم حق الیقین کے دائرے سے الگ کر دیئے جاؤ گے۔ یہ خدمت عوام الناس میں پیش کر دیتا ہوں، اور ہر ایک خاص و عام سے مذکورہ ہدایتوں کو سناتے آیا ہوں۔ اسی کے ضمن میں اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ پانچ چھ سال قبل سے جب جب مجھ پر یہ سختیاں کی گئیں، تب میں اپنے مرشد آقا حضرت شاہ اسماعیل وارثی عفی اللہ عنہ کے خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور اس کام کے انجام دینے کا حکم طلب کرتا رہا، مگر سرکار اقدس سے اجازت نہیں ہوتی تھی بہر حال کچھ ہی دنوں سے جب ایسی نوبت آئی کہ دم چپن مشکل بن آیا تو میرے آقائے نامدار حضور پر نور سے مجھے اجازت ملی کہ اچھا ٹھیک ہے جیسے جیسے وہ بزرگان سلف حکم دیتے ہیں ویسے تعمیل کرو۔ اسی کے ضمن میں اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت دنوں سے دنیاوی خواہشوں سے الگ ہو کر اس مالک دو جہاں وارث الوارث کی یاد میں اپنے کو بھلا دیا ہوں، اور اخیر میں یہ لکھا ہے کہ مذکورہ بالا ہدایتوں میں کسی قسم کی اگر کوئی غلطی ہوئی ہو اس سے سنبھالتے ہوئے اللہ معاف کرے گا۔ اس مذکور مضمون اور اس کے نوٹ میں مندرجہ ذیل عبارتیں مسمیٰ مذکور نے لکھی ہے۔ شری بید بیاس جی کو بھی حکم ہوا تھا کہ جاؤ تمام دنیا والوں کو سمجھاؤ وہ بیس برس تک سمجھاتے رہے مگر آخر کار لوگوں نے نہ مانا اور اپنے خیال سے باز نہ آئے۔ تو جلال ایزدی نے قہاری کو ابھارا اور شری کرشن جی کو پیغمبر بنا کر بھیجا انھوں نے جو کچھ کیا دنیا والوں پر روشن ہے۔ جتنے انبیا و اولیاء کرام رشی مونی و مہر سی جو پیغمبر بن کے آئے، سمجھوں نے ایک واحد کی پرستش کرنے کے احکام مستحکم ٹھہرائے اور خود کرتے آئے اور تا حشر برقرار رکھنے کی کوشش بلیغ کرتے رہیں گے۔ ایسے ان تمام نبیوں اور ولیوں پر اور تمام ایسے رشیوں اور مونیوں پر میرا سلام ہاں ایسے لوگوں سے محبت رکھنا ہی حق الیقین کی درستی کا باعث ہو سکتا ہے، اور بڑے بڑے مرتبہ کے پیرو پیغمبر مونی و مہاتماؤں نے خبر دی ہے کہ چودہ صدی میں انواع و اقسام کا طوفان اور قہر ایزدی کا نزول ہوگا۔

مذکورہ ڈاکٹر امانت اللہ اسماعیلی پر ان عبارت سے کیا حکم ہے۔ اس کے پیر شاہ محمد اسماعیل کا معتقد ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اور مضمون مذکور کو بھی جو صحیح سمجھتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

- ① زید امام ہوتے ہوئے اسماعیل مریدوں کی حمایت کیا تو اس پر کیا حکم ہے؟
- ② زید امام ہوتے ہوئے جھوٹ بولے تو کیا حکم ہے؟
- ③ زید امام ہوتے ہوئے ریڈیو میں فلمی فحش گانا سننے تو اس پر کیا حکم ہے؟
- ④ نیچے طالب علم قرآن الکریم پڑھتے ہیں اور زید امام کرسی پر بیٹھے رہتے ہیں تو اس پر کیا حکم ہے؟
- ⑤ زید امام ہوتے ہوئے وہابی عقائد کی کتاب سیدھے سادے سنی مسلمان کو پڑھنے کو دے، جس کتاب میں مزار شریف وغیرہ جانا شرک ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟
- ⑥ زید امام ہوتے ہوئے زمین کا بندک (یعنی گروی) اس کا کل آمدنی اپنے ذاتی خرچ میں لائے، تو اس پر



کیا حکم ہے؟

### الجواب

①- تا- ② اسماعیل اللہ لکھنا، کہنا بلاشبہ کفر ہے، بلکہ شرک۔ کہنے والے، لکھنے والے، عربی نہیں ہندی ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ ان کی مراد اضافت نہیں۔ اردو ہندی میں اضافت کے لیے کا، کی، کے لگنا ضروری ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے 'زید کا گدھا' تو یہ اضافت ہوگی۔ اور اگر کہا جائے کہ 'زید گدھا' یہاں اضافت نہیں۔ اسی طرح اردو ہندی زبان میں اسماعیل اللہ کے معنی صرف یہ ہیں کہ اسماعیل اللہ ہے۔ یہ صراحۃً کفر و شرک ہے۔ اس لیے یہ کہنے والے، لکھنے والے، اس کو ٹھیک کہنے والے ضرور کافر، مرتد، خارج از اسلام اور اگر اسماعیل اللہ کو مان لیا جائے کہ یہ اسماعیل اللہ ہے تو درست ہو سکتا ہے، مگر مدار کار اُن کے تلفظ پر ہے۔ اگر وہ اسماعیل اللہ بولتے ہیں، جب تو یہ تاویل چل جائے گی: لیکن اگر وہ بولتے ہیں اسماعیل اللہ تو اس تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ اب وہ کفری معنی میں متعین ہے کہ یہ گم راہ اسماعیل کو اللہ مانتے ہیں، پھر اگر لکھنے میں یہ احتمال ہے کہ یہ لفظ اسماعیل اللہ ہو اور فرض کیجیے یہی لفظ وہ بولتے ہوں تو بکرا ذبح کرتے وقت بھی اسماعیل اللہ کہا ہوگا، پہلے نہیں تو اب ضرور کافر ہو گئے۔ اسی طرح اگر اسماعیل اللہ کہہ کر ذبح کیا ہو تو بھی کافر ہو گیا۔ اللہ کے علاوہ کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا کفر ہے۔ شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی میں ہے: "قال العلماء لو ذبح مسلم ذبیحۃً وقصد بها التقرب الی غیر اللہ تعالیٰ صار مرتدًا و ذبیحتہ میتة۔" (۱)

ڈاکٹر نے اپنی کتاب میں کرشن کو پیغمبر لکھا ہے، اس کی وجہ سے یہ بھی کافر ہو گیا، اس لیے کہ علما نے اس کی تصریح کی ہے کہ کرشن کافر تھا۔ عارف باللہ سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی نے سبع سنابل شریف جو بارگاہ رسالت میں پیش ہو کر مقبول ہو چکی ہے، مخدوم شیخ ابوالفتح جون پوری رحمۃ اللہ کا یہ ارشاد نقل فرمایا:

”فرمود کرشن کہ کافر بود چند صد جا حاضر می شد اگر ابوالفتح دہ جا حاضر شود چہ عجب۔“

کرشن کہ کافر تھا کئی سو جگہ استدر اجا بیک وقت موجود ہو جاتا تھا۔ اگر ابوالفتح دس جگہ حاضر ہو جائے تو کیا تعجب (۲) امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

”رام و کرشن و مانند آنها کہ آہلہ ہنود اند۔ الی ان قال۔ وآلہ ہنود خلق را بہ عبادت خود ترغیب کردہ اند و خود را آہلہ دانستہ ہر چند بہ پروردگار قائل اند اما اوراد و خود حلول و اتحاد اثبات کردہ اند و ازیں جہت خلق را بہ عبادت خود می خوانند و خود را آہلہ گویا اندہ اند و در محرمات بے تحاشی افتادہ اند بزعم آنکہ آہلہ از ہیچ چیز ممنوع نیست در خلق خود ہر تصرّفی کہ خواہد بکنند اقسام ایں

تخیلات فاسدہ بسیار دارند ضلّو فاضلو۔“

یعنی رام کرشن اور ان کے مثل ہندوؤں کے دیوتاؤں نے مخلوق کو اپنی عبادت کی رغبت دلائی ہے اور اپنے کو معبود جانا ہے اگرچہ پروردگار کے قائل ہیں مگر اس کا اپنے اندر حلول اور اتحاد ثابت کیا ہے، اسی وجہ سے مخلوق کو اپنی پوجا کی طرف بلاتے ہیں اور اپنے کو معبود کہلواتے ہیں اور حرام کاموں میں بے تحاشا گرفتار ہوتے ہیں، اس گمان پر کہ معبود کے لیے کوئی چیز ممنوع نہیں اپنی مخلوق میں جو تصرفات چاہے کرے، اس قسم کے بے شمار خیالات فاسدہ رکھتے ہیں، خود بھی گم راہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گم راہ کیا۔<sup>(۱)</sup>

ان وجوہ کی بنا پر کرشن کو پیغمبر کہنے والا ضرور کافر۔ اسی طرح ملاقات کے وقت بجائے سلام کے قائم اسماعیل و قیام اسماعیل کہنا تغیر سنت کی وجہ سے بدعت سیئہ و ضلالت ہے، اس لیے یہ لوگ، یہ پیر اور اس کے مریدین سب کے سب کافر، مرتد، خارج از اسلام ہیں اور یہ ڈاکٹر بھی۔ جو ان لوگوں کے بشمول پیر و مریدین و ڈاکٹر ان کفریات پر مطمع ہے، پھر بھی ان کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہے یا ان کے ان کفریات کو حق سمجھتا ہے، وہ بھی ضرور انھیں کے مثل کافر و مرتد ہے، قرآن مجید میں ہے: ”اِنَّكُمْ اِذَا مَثَلْتُمْ“۔<sup>(۲)</sup> عامہ کتب میں ہے ”رضا بالکفر، کفر“ واللہ تعالیٰ اعلم

① زید اگر اس پیر اسماعیل کے مریدین کی حمایت کفر میں کرتا ہے، مثلاً یہ کہتا ہے کہ یہ سب کفریات درست ہیں تو پھر زید بھی انھیں کے مثل کافر و مرتد، اب نہ اس کی نماز نماز ہے اور نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز درست۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی قضاء کے مثل بلکہ اس سے بدتر۔ در مختار میں ہے: ”وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلاً“۔<sup>(۳)</sup> واللہ تعالیٰ اعلم۔

②- ③ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے، یوں ہی فلمی گانے سننا خصوصاً باجوں کے ساتھ اگرچہ ریڈیو کے ذریعہ سننے، حرام و گناہ۔ زید ان دونوں حرکتوں کی وجہ سے فاسق معلن ہو گیا۔ اسے امام بنانا گناہ، اس کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھی جائیں واجب الاعادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

④ زید سخت بے ادب ہے، ایسے بے ادب کو علاحدہ کر دیا جائے، اس سے بچوں کو ہرگز ہرگز تعلیم نہ دلوائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑤ دیوبندی عقائد کی کتابیں کسی کو پڑھنے کے لیے دینے کا مطلب ہے دیوبندی عقائد کی اشاعت۔

مکتوبات امام ربانی، مکتوب شش و صد ہفتم، دفتر اول، ص: ۶۷۸

قرآن مجید پارہ: ۵، سورۃ النساء، آیت: ۱۴۰

ص: ۳۰۱، ج: ۲، کتاب الصلاة باب الامامة، دار الکتب العلمیہ، لبنان

دیوبندیوں کی کتابیں بعض وہ ہیں جن میں کفر تک ہے۔ اگر وہ ایسی کتابیں لوگوں کو پڑھنے کے لیے دیتا ہے جن میں کفری باتیں ہیں تو زید خود کافر ہو جائے گا، ورنہ گم راہ ضرور ہے بلکہ اس کا ظن غالب ہے کہ یہ وہابی ہے، ورنہ وہابیوں کی کتابیں پڑھنے کے لیے لوگوں کو کیوں دیتا۔ تحقیق کی جائے۔ اگر یہ واقعی وہابی ہے تو اس کا حکم وہی ہے جو وہابیوں کا ہے، یعنی یہ کافر و مرتد ضرور بالضرور ہے۔ اس سے میل جول سلام کلام، سب ممنوع و حرام و گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑥ مسلمان کی زمین جو کسی کے یہاں گروی یعنی رہن رکھی ہوئی ہو، اس سے نفع اٹھانا حرام اور سود ہے۔ زید اگر گروی زمین سے نفع اٹھاتا ہے تو سود خور اور بہ حکم حدیث ملعون ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا: ”کل قرض جور منفعۃ فهو ربا“ (۱)

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

”لعن رسولُ اللہ علیہ وسلم اکل الربو و موكله و كاتبه و شاهده و قال ہم سواہ۔“ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دل میں سوچتا ہوگا کہ کیا ہو گیا، کفر ہے

مسئلہ: اسرار احمد، متعلم مدرسہ نوریہ، دولت گنج، ضلع چھپرا، بہار، ۲۱ ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ

⑦ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جس کا نام کلیم ہے۔ اس کا اپنے خاص رشتہ داروں سے بہت شدید اختلاف ہوا۔ نوبت ایک دوسرے کی جان لینے تک آگئی۔ بعد میں جب صلح کی بات چیت ہونے لگی تو اس پر کلیم نے ہنستے ہوئے کہا کہ آج سارے لوگوں کو تعجب ہے کہ ایسا کیسے ہو گیا، بلکہ اللہ بھی اپنے دل میں سوچتا ہوگا کہ یہ کیا ہو گیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے الفاظ سے کلیم کے ارتداد کا حکم ہوتا ہے کہ نہیں اور کلیم کا نکاح فسخ ہوگا یا نہیں اور اگر کلیم کی بیوی کلیم کے ساتھ نکاح کرنے پر رضامند نہ ہو تو اس کی شادی دوسری جگہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

## الجواب

یہ جملہ کہ ”اللہ بھی اپنے دل میں سوچتا ہوگا“ یقیناً صریح کفر ہوگا۔ اس جملے میں تین کفریات ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے دل مانا۔ دل جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم اور اعضاے جسمانیات سے منزہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی عضو مانے وہ کافر ہے۔ دوسرا یہ کہ اس نے کہا سوچتا ہوگا۔ سوچتا وہ ہے جو عالم الغیب نہ ہو اور قدرت نہ رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے سوچنے کا اثبات اس کے قادر ہونے اور عالم الغیب ہونے سے انکار

الدریہ فی تخریج احادیث، الہدایہ: ص: ۱۳۰، کتاب الحوالہ اخیرین، مجلس برکات

مشکوٰۃ، ص: ۲۴۴

ہے۔ پھر اس نے کہا، کیا ہو گیا۔ اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ اللہ عز وجل یہ نہیں جانتا تھا کہ ان دونوں میں صلح ہوگی۔ یہ بھی کفر ہے۔ کلیم یہ کلمہ کفر بکنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہو گیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اگر اس کی بیوی اس کے ساتھ دوبارہ نکاح پر راضی نہ ہو تو وہ اسے مجبور نہیں کر سکتا، وہ کہیں اور بھی نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کفر ہے کہ تم خدا کے باپ ہو

مسئلہ: اظہار احمد نوری سریندر پٹی، امریا، پیلی بھیت، ۲۱/محرم ۱۴۱۸ھ

جو عورت اپنے شوہر کی نافرمانی کرے۔

شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو میری فرماں برداری نہیں کرے گی تو تیری نماز، روزہ اور کوئی نفل قبول نہیں ہوگا۔ تو بیوی نے جواب دیا کہ تو خدا کے باپ ہو (نعوذ باللہ) ایسی عورت کیا اپنے شوہر کے نکاح سے باہر ہوگئی۔ کیا تجدید نکاح و تجدید ایمان لازم ہے، ایسی عورت پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

### الجواب

یہ بد زبان خبیثہ اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہوگئی۔ اصل مذہب یہی ہے کہ شوہر کے نکاح سے باہر ہوگئی۔ لیکن اب فتویٰ اس پر ہے کہ عورت مرتد ہونے سے نکاح سے باہر نہیں ہوتی پھر بھی شوہر اسے ہاتھ نہ لگائے، جب تک یہ بد لگام اس کلمہ کفر سے توبہ کر کے کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو کر دوبارہ نکاح نہ کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کفر ہے کہ اللہ سوچ میں پڑ گیا یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ کو سچی بات پسند نہ آئی

مسئلہ: علی احمد، نواب پورہ، رسول پورہ، وارانسی، یوپی، ۲۵/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

زید ایک مسجد کا امام ہے، اس نے اللہ اور ابلیس کے مابین گفتگو کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ابلیس نے جب اپنے دلائل پیش کیے کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں، آدم مٹی سے، تو ابلیس کی دلیل اور سچائی کو سن کر اللہ سوچ میں پڑ گیا اور اللہ تعالیٰ کو ابلیس کی سچائی پسند نہیں آئی۔ جواب طلب بات یہ ہے کہ اللہ سوچ میں پڑ گیا، کہنے والے امام کی امامت میں نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ دوم یہ کہ اللہ کو نافرمان ابلیس کی سچائی پسند نہیں آئی تصور کرنے والے امام کو از روئے شرع امام بنانا کیسا ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔



## الجواب

یہ امام کا فرو مرتد ہو گیا، اسلام سے خارج ہو گیا، اس کے تمام اعمالِ حسنہ اکارت ہو گئے۔ اب نہ اس کی نماز، نہ اُسے، نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز صحیح۔ جس دن اس نے یہ بکا اس دن سے اس کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھی گئیں، سب کی قضا پڑھنا واجب۔ اس نے ایک ساتھ کئی کفر کیے۔ اس نے اللہ کو عاجز بھی مانا اور جاہل بھی۔ کسی کی دلیل سن کر سوچ میں پڑنے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ جواب سے عاجز ہو گیا، اس کے پاس اتنا علم نہیں تھا کہ وہ جواب دیتا۔ پھر اس امام نے ابلیس کے اس فریب کو سچی بات کہی پھر اور جرأت بڑھی تو کہہ دیا کہ اللہ کو سچی بات پسند نہیں آئی۔ اللہ سے بڑھ کر سچی بات پسند کرنے والا کون؟ ابلیس نے جو بکا تھا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے اس لیے بہتر ہوں کہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور وہ مٹی سے، اس نے یہ سمجھا کہ آگ مٹی سے بہتر ہے، یہ اس کا پہلا فریب تھا۔ زمین آگ سے بدرجہا عقلاً و نقلاً بہتر ہے۔ مٹی ہی سے سب انسان بنائے گئے، بنائے جاتے ہیں جو اشرف المخلوقات ہیں، زمین ہی پر ساری مسجدیں ہیں، کعبہ ہے، بیت المقدس ہے، سارے انبیاء کرام کے مزارات ہیں اور خود ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار پاک ہے۔ علما کا اس پر اتفاق ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے متصل ہے، آگ کی کیا حقیقت ہے، عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ عقلی طور پر زمین یوں افضل ہے کہ انسان کا ٹھکانہ زمین، زمین ہی کی پیداوار پر انسان اور تمام جان داروں کی زندگی کا انحصار ہے، پانی زمین سے نکلتا ہے، غذا، دوا زمین سے پیدا ہوتی ہے، مکان کے سامان سب زمین سے پیدا ہوتے ہیں، سارے لباس زمین کے پیداوار ہی سے بنائے جاتے ہیں، اس لیے شیطان کا یہ سمجھنا کہ آگ زمین سے افضل ہے، اس کا فریب تھا۔ دوسرا فریب یہ کہ اس نے مادہ پیدائش کی فضیلت پر دار و مدار رکھا، یہ اس کا دوسرا دھوکا تھا۔ مدارِ فضیلت ایمان، اللہ عزوجل کی معرفت اور اس کی اطاعت ہے۔ امام پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیران کلماتِ کفریہ سے توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو پھر سے نکاح کرے۔ اگر امام مان جائے فہما، ورنہ اس کو فوراً امامت سے معزول کر دیا جائے، اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## خدا کو ظالم کہنا کفر ہے

مسئولہ: محمد رحمت علی قادری انصاری، بیرہ، ۲۰، شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسائل ذیل میں کہ زید تقریر میں بہکی بہکی باتیں کرتا ہے، جیسے تمہارے خاندان میں تو کوئی تقریر کرنا جانتا ہی نہیں، تم تقریر کو کیا سمجھو گے، کبھی کہتا ہے یہاں کا مسلمان کتا اور سور ہے، خدا ظالم ہے، رسول کون ہے؟ اکثر لوگوں کی شکوہ شکایت کرتا ہے، حتیٰ کہ علمائے کرام کی

غیبت سے بھی باز نہیں رہتا، وغیرہ وغیرہ۔ اس میں شرع کا کیا حکم ہے؟

### الجواب

یہ شخص بلاشبہ کافر و مرتد، اسلام سے خارج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

یہ کہنا کہ اگر خدا اتر کر آوے تب بھی نہ مانوں گا

یہ کہنا کہ میں خدا سے بڑھ کر ہوں، کفر ہے

مسئولہ: محمد عابد حسین قادری، مقام۔ رقبہ، پوسٹ۔ بھورے، ضلع۔ گویال خان، بہار

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا ایک بچہ بکر اپنے باپ زید کے چھت پر ایک حجرہ بنا رہا ہے، جب کہ باپ زید نے بکر کو منع کر دیا تو بکر نے ایک تیسرے فرد سے سفارش کرایا تو زید نے جواب دیا کہ اگر خدا اتر کر آوے تب بھی میں نہیں بنے دوں گا۔ تو اس پر بکر نے کہا کہ، کیا آپ خدا سے بڑھ کر ہیں؟ تو زید نے کہا، ہاں، میں خدا سے بڑھ کر ہوں۔ ایسی صورت میں زید کی چھت پر بیٹا بکر حجرہ بنا سکتا ہے یا نہیں، اور زید کی اس بولی پر شریعت کا کیا حکم ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہوگی کہ نہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

### الجواب

مکان زید کی ملک ہے، جب وہ چھت پر مکان بنانے کی اجازت نہیں دیتا تو بکر کو کسی طرح جائز نہیں کہ چھت پر مکان بنائے۔  
بکر کا باپ زید کافر و مرتد ہو گیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس کے تمام اعمالِ حسنہ اکارت ہو گئے، اس نے دو کفر بکا، بلکہ تین۔ ”خدا اتر کر آئے جب بھی نہیں بنے دوں گا“ اس میں دو کفر ہے، اور ”میں خدا سے بڑھ کر ہوں“ تیسرا کفر۔

زید نے جس دن جس وقت سے یہ کفر بکا، اس دن اس وقت سے اس کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھی ہیں، سب کو پھر سے پڑھنا فرض۔ زید کو فوراً بلاتا خیر امامت سے الگ کر دیں۔ اس پر فرض ہے کہ ان کفریات سے توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی کو رکھنا چاہے تو پھر سے نکاح کرے۔ زید اگر توبہ کر لے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو جائے فبہا ورنہ مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں۔ اسی حال میں مر جائے تو اس کے غسل و دفن اور جنازے میں شریک نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کفر ہے کہ جو رب ہے وہی رام ہے / رام کو اپنا مربی سمجھنا کفر ہے

مسئلہ: اظہر حسین، سورہ باندہ، بلیا، ۲۶ / محرم ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ زید و عمر و بکر نے ایسے پروگرام میں حصہ لیا جس میں یہ کہا گیا کہ ”جو رب ہے وہی رام“ بلکہ زید نے بھی اسے ثابت کرنے کے لیے پانی، واٹر، آب وغیرہ کی مثال پیش کی اور اس جلسہ میں زید نے یہ بیان کیا کہ فیروز اللغات میں اور معنوں کے علاوہ رام بہ معنی پروردگار بھی ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ فرمان سرزمین دیوہ پر آرام فرمانے والے بزرگ حضرت وارث علی شاہ علیہ الرحمہ کا ہے۔ مزید تفسیر نعیمی کے حوالے سے بھی یہ بتایا کہ رب بہ معنی مربی کے ہیں اور مربی بندہ کو کہا جاتا ہے۔ آیت کریمہ: ”ارجع الی ربک۔“ پیش کیا۔ اور اس جلسہ میں یہ بھی ثابت کیا گیا کہ مقام صہبا میں مولاے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے رونے کی وجہ قضا نماز نہیں۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ شیر خدا کی نماز قضا ہوئی تو رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا کیا ہوگا، جب حضرت علی بیٹھے اور رسول پاک لیٹے تھے؟ اور مزید اس آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بھی ثابت کیا گیا کہ حضرت علی خدمت رسول پاک میں تھے تو نماز قضا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس لیے کہ رسول پاک کی خدمت ہی نماز ہے، اور یہ آیت کریمہ بطور استدلال پیش کیا: ”یا ایہا الذین امنوا استجبوا للہ و للرسول الخ۔“ اور وجہ یہ بیان کیا کہ وہاں غروب سے مراد رحلت رسول ہے، لہذا رسول پاک نے سورج کو پلٹا دیا جس سے یہ حقیقت روشن ہوئی کہ اسلام میں تاریکی کبھی نہیں آسکتی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پہ جو تجلی دیکھی تھی، وہ رب کی تجلی تھی، خدا کی نہیں، اس لیے کہ جو رب ہے وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے وہ رب نہیں۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ مولانا احمد رضا بریلوی نے فتاویٰ رضویہ میں یہ لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلوہ رسول پاک کی زیارت کی، خدا کی تجلی کی نہیں اس لیے کہ خدا کو محدود کرنا شرعاً کفر ہے۔ رب کی وضاحت کرتے ہوئے زید نے یہ بھی کہا کہ صحاح کی روایت کے مطابق حضرت عائشہ آپ سے ناراض ہو جاتیں تو کہتیں کہ میرا رب ابراہیم ہے اور جب ناراض نہیں ہوتیں تو آپ کو اپنا رب کہتیں۔ اسی طرح یہ بھی بیان کیا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے کہا، میں نے اپنے رب کو مدینے کی گلیوں میں ٹہلتے دیکھا۔ اسی طریقے سے زید نے یہ بھی بیان کیا کہ حضرت ابراہیم نے: ”رب ہب لی من الصالحین۔“ جو کہا، وہاں بھی رب سے مراد خدا نہیں بلکہ قبلہ ہے۔ سورہ فاتحہ میں ”الحمد للہ رب العلمین۔“ کا ترجمہ زید نے یہ کیا کہ الحمد بہ معنی تعریف، للہ بہ معنی اللہ کے لیے اور رب بہ معنی پالن ہار اور عالم کی جمع عالمین کہتے ہوئے با محاورہ یہ ترجمہ کیا کہ ”اللہ کے لیے سارے عالم کے پالن ہار کی تعریف“ اور یہ بھی بیان کیا کہ رب اور ہے اور صمد اور ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ اہل عرب الف لام کی اضافت کے ساتھ گفتگو فرماتے ورنہ ننانوے ناموں میں کہیں بھی ایسا درج کیا گیا

جہاں الف لام نہ ہو۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ یہ سارے نام اتصالیہ نہیں بلکہ انفصالیہ ہیں۔ مزید تصور شیخ سے تصویر کشی کو جائز قرار دیا اور جائز ہی سمجھ کر ویڈیو کیمرہ سے پکچر بنوایا۔ عمرو بکر نے کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ سامعین کی جانب سے ایک صاحب نے اعتراض کیا اختتام جلسہ کے بعد تو زید نے یہ بتایا کہ مبارک پور کے مولانا عبدالعزیز صاحب جنھیں لوگ حافظ ملت کے نام سے جانتے ہیں، انھوں نے اپنی تصویر بنوائی اور وہ تصویر بھی زید نے دکھلایا۔ اور بیکل اتساہی مدرسہ امجدیہ، بہیڑی ضلع بلیا میں آئے تھے تو انھوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ اعظم گڑھ میں حافظ ملت کی تصویر بذریعہ کیمرہ تیار کی گئی اس جلسہ میں جسے جشن وارث پاک کے نام سے انعقاد کیا گیا۔ بیسیوں ہزار کی تعداد میں لوگ تشریف لائے تھے، جس میں دیوبندی، بریلوی، عزیزی، حبیبی، وارثی، وہابی، شیعہ، نیازی، نیچری اور غیر مسلم بھی شریک تھے۔ لہذا رضوی شریعت کے مطابق کیا حکم ہے، ارسال فرمائیں اور زحمت نہ ہو تو دیوبندی شریعت، وہابی شریعت و قادیانی شریعت و نیچری شریعت کے مفتیوں کا کیا حکم ہے۔ تفصیلی جواب ارسال فرمائیں کہ اسے شائع کر دیا جائے، نہیں تو کافی ہنگامہ ہونے کا ڈر ہے۔ اور ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو ایک ساتھ دیوبندی بریلوی مل کر جلسہ کرائے اور دونوں کے علماء تقریر کیے، بلکہ یہ بات کہہ کر اعلان کرایا کہ ہم لوگوں کا عقیدہ تو ایک نہیں ہے مگر اور معاملوں میں ہم ایک ہیں۔ اسی سٹیج پر سنی علماء صلوٰۃ و سلام پڑھے اور وہ لوگ کچھ چلے گئے، کچھ بیٹھے رہ گئے۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟ دونوں کے ایک ہو کر سٹیج پر تقریر اس طرح کی کرنا شرعاً کیسا ہے؟

### الجواب

یہ کہنا کہ جورب ہے، وہی رام ہے، صریح کفر و زندقہ ہے۔ رب اللہ عز وجل کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ جب یہ بلا اضافت بولا جاتا ہے تو اس سے اللہ عز وجل کی ذات مراد ہوتی ہے۔ اور رام اجودھیا کے راجا دشرتھ کے بیٹے کا نام تھا جو بعد میں اجودھیا کا راجا ہوا۔ ہندوؤں کے اعتقاد کے مطابق ایشور کا اوتار تھا، یعنی ایشور نے رام کے روپ میں جنم لیا تھا۔ ایسی صورت میں رب اور رام کو ایک کہنا کسی سمجھ دار آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ خطیب نے جو فیروز اللغات کا حوالہ دیا کہ رام کے معنی پروردگار کے ہیں، فیروز اللغات میں ایسے ہی لکھا ہے، یہ کوئی معتبر کتاب نہیں اور یہ بالکل غلط ہے کہ رام کے معنی پروردگار کے ہیں۔ رام سنسکرت کا لفظ ہے۔ سنسکرت کے کسی لغت میں رام کے معنی پروردگار کے نہیں اور نہ سنسکرت کے اصول کے اعتبار سے ہو سکتے ہیں، پھر اعتبار عرف کا ہوتا ہے۔ عرف میں رام سے مراد وہی اجودھیا کے راجا ہوتے ہیں۔ ہندو مالا جپتے ہیں تو کہتے ہیں سیتا رام، سیتا رام۔ سنسکرت میں رام کے معنی ہیں جس میں کوئی چیز رمی ہوئی ہو، گھسی ہوئی ہو۔ کیوں کہ ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ ایشور رام کے شریر میں رہا ہوا تھا، اس لیے وہ رام کو رام کہتے ہیں۔ اور حضرت وارث پاک پر یہ افترا ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ رب اور رام ایک ہے۔ یہ جاہلوں نے گڑھ لیا ہے۔ پھر حضرت وارث پاک رحمۃ اللہ علیہ جذب کی حالت میں رہتے تھے اور



حالت جذب کی بات حجت نہیں۔ ہاں عربی زبان میں رب کسی کی طرف اضافت کر کے مخلوق پر بولا جاتا ہے، جیسا کہ ”ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ۔“ (۱) الّا یہ میں ہے۔ مگر یہ مجاورہ عربی کے ساتھ خاص ہے۔ اردو میں رب کا اطلاق اضافت کے ساتھ بھی غیر خدا پر وارد نہیں۔ پھر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میری مراد رب سے مرئی ہے اور اس معنی کو رب رام ایک ہے تو اس کا حاصل یہ ہوگا کہ وہ اپنے اعتقاد میں رام کو اپنا مرئی سمجھتا ہے، اگرچہ یہ بھی کفر مگر بات دوسری ہوگی۔ یہاں تو اس نے بکا ہے ”جو رب ہے وہی رام“ یہ ایک الگ بات ہے۔ اسی کا نام جہالت ہے کہ اپنا کہا ہوا خود ہی نہ سمجھیں۔ دلیل وہ دیں جس کا مدعا سے کوئی تعلق نہ ہو۔ یہ بھی خطیب کی جہالت ہے کہ اسے واقعہ بھی صحیح نہیں معلوم۔ احادیث کے صریح الفاظ سے جو باتیں ثابت ہیں اس کا انکار کرتا ہے۔

منزل صہبا کے واقعہ میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں پڑھی تھی اور جاگنے کے بعد اپنی پریشانی کی وجہ یہی بتائی کہ میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے۔ ایسے جاہل سے کیا خطاب۔ اور یہ کہنا کہ رسول پاک کی خدمت ہی نماز ہے، کلمہ کفر ہے۔ نماز الگ فریضہ ہے جس کے ارکان مقرر ہیں اور خدمت رسول الگ فریضہ ہے جو نماز کے علاوہ دوسرا فریضہ ہے اور آیہ کریمہ: ”اَسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ۔“ (۲) سے اس پر استدلال الگ کفر۔ اس آیت کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ خدمت رسول ہی نماز ہے۔ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ نماز کے اندر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلانے سے حاضر ہونا، گفتگو کرنا، وہ جو حکم دیں اس کی تعمیل کرنا مفسد نماز نہیں۔ اتنی دیر تک نماز موخر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اس سے نماز میں کوئی فتور پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ جب بیک وقت دو فرائض عائد ہوں تو جو اہم ہو اس کو ترجیح دی جائے گی۔ نماز اور اطاعت رسول میں اہم اطاعت رسول ہے، اس لیے اس کو ترجیح دی جائے گی اور یہی منزل صہبا میں امیر المؤمنین مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کیا، اس لیے ان پر کوئی الزام نہیں بلکہ وہ ثواب کے مستحق ہوئے۔

یہ کہنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو کوہ طور پر تجلی دیکھی تھی وہ رب کی تجلی تھی الخ۔ کئی کفریات کا مجموعہ ہے اور تجلی کے معنی سے جہالت کا نتیجہ۔ بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی تجلی تھی۔ رب سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس لیے اللہ کی ذات ہی رب ہے۔ اور یہ کہنا کہ جو رب ہے وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے وہ رب نہیں، الگ کفر ہے۔ بلاشبہ خدا تعالیٰ ہی رب ہے اور بلاشبہ رب تعالیٰ ہی خدا ہے۔ بظاہر خدا موصوف اور رب صفت ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی صفات عین باری تعالیٰ ہیں۔ پھر مخلوق میں بھی صفت اور موصوف کا مصداق ایک ہی ہوتا ہے۔ ہم نے کہا کہ زید عالم، تو جوزید کا مصداق ہے وہی اس جملہ میں عالم کا بھی ہے۔ مگر جسے نہ علم ہے نہ خدا کا خوف، اس

قرآن شریف، سورۃ یوسف، آیت: ۵۰، پ: ۱۲

قرآن شریف، سورۃ الانفال، آیت: ۲۴، پ: ۹

سے ان باتوں کی کیا شکایت۔ یہ جھوٹا کذاب ہے۔ فتاویٰ رضویہ تو فتاویٰ رضویہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ کہیں نہیں لکھا ہے۔ گم راہوں کا یہی طریقہ ہے کہ جب انھیں راہ نہیں ملتی ہے تو جھوٹ باندھتے ہیں۔ یہ خطیب زندہ ہے تو اس کو پکڑ کر پوچھیے کہ دکھاؤ فتاویٰ رضویہ میں کہاں ہے؟ مرجائے گا نہیں دکھاپائے گا۔ اس سے اس کا بھرم کھل جائے گا۔

حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف جو بات منسوب کی گئی ہے وہ صریح کفر ہے۔ صحاح ستہ تو صحاح ستہ، کہیں بھی یہ دروغ گو، بہتان طراز یہ روایت نہیں دکھا سکتا۔ آپ لوگ کتنے سیدھے ہیں، اس سے کیوں نہیں پوچھتے، دکھاؤ کہاں ہے صحاح ستہ میں؟ کتنا بڑا ڈھیٹ ہے کہ صریح کلمہ کفر کی نسبت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف کی، وہ اس شان سے کہ حضور سے مخاطب ہو کر اور پھر بھی حضور نے ٹوکا نہیں۔ اس کا علاج فتویٰ پوچھنا نہیں، اس کو پکڑ کر مطالبہ کرنا ہے کہ دکھاؤ، یہ روایت کہاں ہے؟ روایت ہے تو یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو اور جب مجھ سے خفا رہتی ہو۔ ام المؤمنین نے پوچھا کیسے؟ فرمایا، جب خفا ہوتی ہو تو کہتی ہو، رب ابراہیم کی قسم اور خوش رہتی ہو تو کہتی ہو رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم۔ ام المؤمنین نے فرمایا کہ حضور نے صحیح سمجھا، لیکن میں صرف حضور کے نام کو نہیں لیتی (اس وقت بھی حضور میرے دل میں رہتے ہیں)۔ (بخاری جلد ثانی) یہ خطیب کتنا بڑا بے ایمان ہے کہ حدیث کیا تھی اور تحریف کر کے اس نے کیا سے کیا کر دیا۔ اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات میں تحریف یہودیوں کی عادت تھی، جسے اس خطیب نے اپنالیا۔

اور اس نے جو یہ بکا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”انا ربی شققة المدينة“ کہا، یہ حضرت صدیق اکبر پر افترا ہے، بہتان ہے، جھوٹ باندھنا ہے، اور اس نے جو جملہ بنایا وہ خود مہمل اور اس میں کفر صریح موجود۔ ”انا ربی“ کے معنی ہوتے ہیں ”میں اپنا رب ہوں“۔ ”شققة“ کے معنی ہیں ”میں نے اس کو پھاڑا“۔ اور اس جاہل نے ترجمہ یہ بتایا کہ میں نے اپنے رب کو مدینہ کی گلیوں میں ٹہلتے دیکھا۔ اس جملے میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کے معنی میں نے دیکھا ہے، اور نہ کوئی ایسا لفظ ہے جس کے معنی ”ٹہلتے“ ہے۔ کتنا بڑا خدا ناترس ہے، ڈھیٹ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان باندھا، ایک مہمل جملہ بنا کر ان کی طرف منسوب کیا اور اپنے جی سے ایک ترجمہ گڑھ لیا۔ ایسا دعا باز، دجال کسی شریف انسان کی مجلس میں بیٹھنے کے لائق نہیں۔

آیہ کریمہ: ”رب هب لی من الصالحین“ میں رب سے قبلہ مراد لینا قرآن مجید کی تحریف معنوی ہے، جو کفر ہے اور آیت کے مضمون کو مہمل کرنا ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے: ”اے میرے پروردگار مجھے کوئی نیک اولاد عطا فرما“۔ رب کے معنی قبلہ مراد لیں گے تو معنی ہی خبط ہو جائے گا۔

سورہ فاتحہ کی پہلی آیت کا جو اس نے ترجمہ کیا ہے جسے وہ با محاورہ ترجمہ کہتا ہے، وہ اس آیت کے مفہوم کو

توڑنا مروڑنا ہے اور آیت کی تحریف معنوی ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام عالم کا پالنے والا ہے۔ سب تعریف میں وہ بھی تعریف داخل ہے جو اللہ عزوجل نے اپنے نفس کریم کی اور وہ بھی تعریفیں داخل ہیں جو فرشتوں نے کیں، انبیاء علیہم السلام نے کیں، صالحین نے کی، یا مخلوقات میں سے کسی نے بھی کی۔ ہر مخلوق اگرچہ بے زبان ہو اللہ کی حمد و تسبیح کرتی ہے۔ ارشاد ہے: ”كُلُّ قَدِّ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ.“ (۱) بلکہ بر بنائے تحقیق مخلوقات میں سے کسی کی کوئی بھی تعریف کرتا ہے وہ حقیقت میں اللہ عزوجل ہی کی تعریف ہے، اس لیے کہ مصنوع کی ستائش حقیقت میں صانع کی ستائش ہے۔ قرآن مجید کا مفہوم اتنا وسیع ہے اور زید نے اس کے مفہوم کو تنگ کر دیا ہے، وہ بھی قرآن مجید کے اسلوب کے خلاف۔ یہاں اسلوب یہ ہے کہ اللہ موصوف ہے، رب العالمین اس کی صفت ہے، اور اس نے جو ترجمہ کیا ”اللہ کے لیے سارے پالن ہار کی تعریف“، تو رب العالمین مضاف الیہ ہوا اور الحمد مضاف۔ اردو میں ”کے“ علامت اضافت ہے، بولتے ہیں زید کے لڑکے۔ اور آیہ کریمہ میں رب العالمین کی الحمد کی طرف اضافت کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اردو میں مضاف الیہ پہلے ہوتا ہے اور مضاف بعد میں، مگر عربی میں اس کے برعکس ہے، مضاف پہلے ہوتا ہے اور مضاف الیہ بعد میں۔ آیہ کریمہ میں رب العالمین، الحمد کے بعد ہے، اس لیے رب العالمین کی طرف الحمد مضاف نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں مضاف پر الف لام نہیں ہوتا اور یہاں الحمد پر الف لام ہے، مضاف مضاف الیہ میں فصل نہیں ہوتا۔ یہاں للہ کا فصل ہے۔ یہ زید اتنا بڑا جاہل، خدا ناطرس ملحد ہے اور ایسی بے تکلی باتیں کرتا ہے کہ اس کے خلاف کچھ لکھنا قلم اور کاغذ کی توہین ہے، لیکن آپ لوگوں کی فرمائش پر چند سطریں لکھ دیں۔

یہ بھی اس کی گمراہی اور اس کا کفر ہے کہ رب اور ہے، صمد اور ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں۔ اللہ ہی رب بھی ہے اور صمد بھی۔ اس جملہ کا کوئی مطلب ہی سمجھ میں نہیں آیا۔ ایک مہمل سی بات ہے۔ اضافت ایک الگ شے ہے اور کسی کلمہ پر الف لام ہونا الگ شے ہے۔ مضاف پر الف لام لانا اہل عرب کے یہاں جائز نہیں۔ باری عز اسمہ کے اسما جب کسی کی طرف مضاف ہوتے ہیں تو ان پر الف لام نہیں آتا، جیسے رب العالمین، مالک يوم الدين، رب الناس، ملک الناس، الہ الناس، نور السموات والارض، خالق کل شیء وغیرہ وغیرہ۔

تصور شیخ پر تصویر کشی کو قیاس کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔ تصور شیخ محض توجہ باطنی اور دماغی یکسوئی ہے، شیخ کا خیال جمانے کا نام ہے، نہ یہاں کوئی مشین ہے، نہ پرنٹ ہے، نہ مسالہ ہے، نہ بجلی ہے، نہ شیخ سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ تصویر کشی بہ نص حدیث حرام ہے: ”لَعَنَ اللَّهُ الْمَصْصُورِينَ.“ (۲) حافظ ملت کی تصویر اگر کہیں ہے تو دھوکے سے لی گئی ہے، حافظ ملت قدس سرہ کو اس کی خبر نہیں جیسا کہ خود میرے ساتھ ایسا ہوا ہے۔

رضوی شریعت شریعت اسلامیہ سے الگ کوئی شریعت نہیں۔ رضوی برادران اسلامی شریعت ہی کے پابند

ہیں اور اسی کے مطابق حکم دیتے ہیں، بقیہ اور جن فرقوں کا نام لیا ہے ان کی شریعت اسلام سے ایک الگ شریعت ہے، آپ ان فرقے والوں کے مولویوں سے پوچھ لیں۔  
بد مذہبوں کے ساتھ مل جل کر جلسہ کرنا حرام و گناہ ہے، جن لوگوں نے ایسا کیا وہ ضرور گنہ گار ہوں گے۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ عزوجل کو بھگوان یا رام کہنا کفر ہے

مسئلہ: مہدی حسن چوڑی فروش، انیتا تھوک بازار، اسٹیشن روڈ، ضلع گونڈہ، یوپی، ۱۱/۱۱/۱۴۱۰ھ

﴿مسئلہ﴾ زید نے ایک ہندو مریض کی بیمار پرسی میں بھگوان یا رام یا کسی دوسرے دیوتا کا نام لے کر کہا کہ تمہیں اچھا کر دے، ایک متدین عالم دین نے اس لفظ کو خود کان سے سن کر فوراً شرعی حکم بیان فرما دیا کہ توبہ تجدید اسلام و تجدید نکاح و تجدید بیعت کر مگر زید نے اس پر عمل نہیں کیا اس واقعہ کی اطلاع پر عرصہ دراز کے بعد شدہ، شدہ گاؤں والوں نے بکر کو طلب کیا، بکر چوں کہ ابتداء ہی سے واقف کار تھا، اور احتیاطاً زید کے ساتھ یا اس کے ساتھ کھانے پینے والوں کے ساتھ کھانا پینا ترک کیے ہوئے تھا۔ چنانچہ بکر نے عالم دین کے شرعی حکم کو بیان کرتے ہوئے کہا تا وقت یہ کہ زید یا اس کے ہواخاہ شرعی احکام پر عمل درآمد نہ کریں گے، ہم آپ لوگوں کے ساتھ ہرگز کھانا نہیں کھا سکتے۔ اس جواب پر چند آدمیوں نے کہا کہ اس طرح تو پورے گاؤں پر شرعی حکم سے توبہ تجدید نکاح وغیرہ کرنا پڑے گا، کیوں کہ ہر کوئی کبھی نہ کبھی رام اور بھگوان وغیرہ کہا ہوگا۔ مذکورہ بالا گفتگو میں کیا واقعی پورے گاؤں والے پر شرعی حکم توبہ وغیرہ نافذ ہوگا۔ یا صرف زید پر؟  
اگر پورے گاؤں والوں پر یہ حکم ہوگا تو اس گفتگو کے بعد یا قبل جن لوگوں نے مطلع ہو کر تجدید نکاح وغیرہ کر لیا مگر نہ کرنے والوں کے ساتھ کھانی لیا ہو اور اس کے ساتھ اسلامی رواداری برتتے چلے آ رہے ہوں، اس صورت میں دونوں فریقوں پر کیا حکم شرعی ہوگا بیان فرمائیں۔

## الجواب

بھگوان اور رام کے جو حقیقی معنی ہیں ان پر مطلع ہوتے ہوئے جو شخص اللہ عزوجل کو بھگوان یا رام کہے وہ بلا شبہ کافر مرتد ہے، اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً اس سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، اور اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہو تو پھر سے تجدید نکاح کرے۔  
سنسکرت میں بھگ عورت کی شرم گاہ کو کہتے ہیں، اور وان معنی والا۔ رام کے معنی رہا ہوا یعنی کسی میں گھسا ہوا ہے یہ دونوں معنی اللہ عزوجل کے لیے عیب اور اس کو مستلزم ہیں کہ وہ خدا نہ ہو اس لیے دونوں الفاظ کا اطلاق عزوجل پر کفر ہے۔ رہ گئے وہ لوگ جو اس کے حقیقی معنی نہیں جانتے وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہندوؤں میں اللہ



عز وجل کو بھگوان یا رام کہا جاتا ہے۔ انھوں نے اگر اللہ عز وجل کو بھگوان یا رام کہا تو ان کا حکم اتنا سخت نہیں پھر بھی ان پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ خواہ ایک شخص کہے یا سب لوگ کہیں بے علم عوام کے کہنے سے کوئی کفر اسلام نہیں ہو جائے گا، ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ ایمان و کفر کو جانے بے علمی عذر نہیں ہو سکتی جن جن لوگوں نے اللہ عز وجل کو بھگوان یا رام کہا ان پر بہر حال توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے، وہ بھگوان یا رام کے حقیقی معنی جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ عز وجل کو رام کہنا کفر ہے

حافظ شیرازی کی طرف منسوب ایک شعر کے متعلق سوال

مسئولہ: حکیم محمد انصر، یونانی دارالشفاء، شہری مسجد، پبلی بھیت (یو. پی.)، ۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

زید نے اپنی خانقاہ کے دروازے پر یہ شعر لکھوایا ہے۔

حافظ اگر وصل خواہی صلح کن ہر خاص و عام با مسلمان اللہ اللہ، بابر ہمن رام رام (العیاذ باللہ) عمر و کہتا ہے کہ یہ شعر خالص کفر ہے اور یہ شعر عارف باللہ حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمہ کے دیوان میں نہیں ہے اور اگر بالفرض ہو بھی تو الحاق تحریف ہے۔ اس شعر کے ظاہری معنی سے کفر و اسلام کا فرق یکسر ختم ہو جائے گا کہ شعر کا ظاہری مطلب یہ ہوا کہ مسجد میں جا کر نماز پڑھ لے اور مندر میں جا کر پوجا کر لے، پھر خاص و عام میں صرف ہنود ہی کی کیا تخصیص ہے، نصرانی، عیسائی، یہودی وغیرہم تو کتنا ہی ہیں، پھر کلیسا اور گر جا گھر میں جا کر ان کے دھرم پر خرافات کرے (العیاذ بہ تعالیٰ عنہ) لہذا جواب تحریر فرمائیں کہ زید مذکور پر کیا حکم ہے اور اس کا یہ نقل کیسا ہے اور عمر و کا بیان صحیح ہے یا نہیں؟ بیوقوف جروا۔

الجواب

دیوان حافظ میں ”م“ کی پوری ردیف دیکھ لی، نیز پورے دیوان کے مطلع دیکھ ڈالے گئے۔ کہیں شعر نہیں اگر بالفرض دیوان حافظ کے کسی نسخے میں موجود ہو تو یقیناً یہ الحاق ہے جیسا کہ عمر و کہتا ہے، حضرت حافظ شیرازی کا ہرگز ہرگز نہیں اور بلاشبہ یہ صریح کفر ہے۔ اولاً اللہ عز وجل کو رام کہنا کفر، رام کے اگر حقیقی معنی لیے جاتے ہیں تو بھی کفر، رام کے حقیقی معنی ہیں رہا ہوا یعنی کسی میں گھسا ہوا، حلول کیا ہوا۔ اللہ عز وجل اس سے منزہ ہے کہ وہ کسی چیز میں حلول کرے، گھسے۔ اس لیے کہ جب کوئی چیز کسی میں گھسی ہوئی ہوتی ہے تو وہ اس میں گھری ہوتی ہے۔ اللہ عز وجل اس سے منزہ ہے کہ اسے کوئی چیز گھیرے۔ ارشاد ہے: ”إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ.“ (۱)

اور اگر اس سے مراد رام چندر پسر دشرتھ ہو تو بھی کفر و شرک۔ رام چندر ایک انسان تھا جو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا اور دریا سے سر جو میں ڈوب کر خودکشی کی، وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ ثانیاً کفر اور اسلام میں صلح نہیں، کفر سے تبری ایمان کا جز ہے، اس لیے زید جس نے اپنی خانقاہ کے دروازے پر یہ شعر لکھوایا اس پر فرض ہے کہ اس شعر کو خانقاہ کے دروازے سے مٹائے اور توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو۔ اس کی اپنے پیر سے بیعت فسخ ہوگئی۔ اگر پیری مریدی کا دھندا کرنا چاہتا ہے تو کسی جامع شرائط پیر سے مرید ہو، اس سے خلافت حاصل کرے، پھر پیری مریدی کرے، نیز اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کو ایشور، پر بھو، پر ماتما، پر میثور اور گاڈ کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد معین الدین احمد صدیقی برکاتی، برکاتی منزل، کھنڈی پاڑا، درگاہ روڈ مولڈ، ویسٹ ممبئی، ۲ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین کہ۔

اللہ تعالیٰ کو ایشور، پر بھو، پر ماتما، پر میثور اور گاڈ کہنا کیسا ہے؟

### الجواب

مجھے ان الفاظ کی تحقیق نہیں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص: ۲۱۰ میں ایشور، کو معبود برحق کے اسم میں سے شمار کیا۔ گاڈ انگریزی لفظ ہے۔ اس کے معنی محافظ کے ہیں ان کے عرف میں خدا کو بھی گاڈ کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے اللہ عز وجل کو ایشور اور گاڈ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن یہاں ایک خاص بات یہ ہے کہ ”ایشور وغیرہ خدا کو کہنا ہندوؤں کا عرف ہے اور گاڈ کہنا انگریزوں کا، اگر کوئی اجنبی آدمی کسی کے سامنے یہ کہے ایشور چاہے تو یہ ہوگا تو سننے والا اسے ہندو سمجھے گا، اسی طرح اگر کوئی کہے کہ گاڈ چاہے تو یہ ہوگا۔ تو اسے عیسائی سمجھے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معبود برحق کو ایشور وغیرہ کہنا ہندوؤں کا شعار ہے، اور گاڈ کہنا نصاریٰ کا اس لیے مسلمان ایشور، گاڈ وغیرہ کہنے سے احتراز کریں۔ کس نے کس پر پابندی لگائی ہے کہ اللہ یا خدا نہ کہے بلکہ بے عقل صلح پسندی کے مدعی ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے ایشور وغیرہ بولنے لگے ہیں اس سے احتراز ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ اللہ و رسول و قرآن کچھ بھی نہیں یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے

مسئولہ: قاری عبدالسلام، محلہ گوڑا باس، پوسٹ مکرانا، ناگور، راجستھان،

مسئلہ ایک شخص جو کہ چار حصے داروں کے مال میں شامل تھا، اور حصے داروں نے اس شخص کو مال کا پورا ذمہ دار چھوڑ کر وعدہ کیا کہ جو بھی آمدنی و خرچ ہوگا، وہ میں آپ کو بتاؤں گا، اور سبھی حصہ داروں سے نہیں بدلوں گا۔

اگر بدلوں کا تو خدا و رسول و قرآن سے بدلوں کا۔ لیکن اب اس شخص کے دل میں بے ایمانی آگئی اور مال ہڑپ کر یہ کہتا ہے کہ میرے سامنے شیطان ابلیس کا فر کیا چیز ہے۔ میں کہیں زیادہ اس سے بڑھ چڑھ کر ہوں۔ میرے سامنے اللہ و رسول اور قرآن و رسول بھی کچھ نہیں۔ یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہیں۔ ان سے ڈرتا نہیں حتیٰ کہ منکر و نکیر بھی مجھ سے سوال و جواب نہیں کر سکتے۔ آپ کی بھی جرأت نہیں، یہ شخص حافظ قرآن ہے اور حاجی بھی ہے، اس کا نام حافظ پیر بخش ہے۔ کیا یہ اب مسلمان رہا یا نہیں۔ بینوا و تو جروا۔

### الجواب

یہ شخص کوئی بھی ہو بلاشبہ کافر و مرتد ہو گیا۔ اسلام سے نکل گیا۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیران تمام کلمات کفریہ سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان بنے۔ اس کی بیوی بھی اس کے نکاح سے نکل گئی، اگر بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو اس سے پھر سے جدید نکاح کرے۔ اگر یہ شخص توبہ، تجدید ایمان و نکاح کرے فہا ورنہ اس سے میل جول سلام کلام بند کر دیا جائے۔ اگر یہ اسی حال میں مرے تو اسے غسل نہ دیں، نہ کفن، نہ نماز جنازہ پڑھیں کسی مردار کی طرح لے جا کر کسی گڑھے میں ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ٹی وی پر مہا بھارت دیکھنا، یہ کہنا کہ مہا بھارت میں خدا نظر آتا ہے کفر ہے  
رام اور کرشن نبی نہیں

مسئلہ: محمد اسراریل فیضی، کلیم ربیع الآخرہ

﴿مسئلہ﴾ زید، عمر، بکر ایک جگہ تینوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ زید نے کہا کہ ٹی وی دیکھنا ناجائز و حرام ہے۔ بالخصوص رمان اور مہا بھارت کو نہایت شوق سے دیکھنا کفر ہے۔ عمر نے بکر کو جو بظاہر باشرع پرہیزگار مسلمان ہے اور بیچ وقتہ نمازی ہے۔ مخاطب کر کے کہا کہ کیوں مولانا یہ صحیح ہے۔ بکر نے کہا کہ کہنے والے کے لیے حرام و کفر ہے۔ اگر کسی کو رمان و مہا بھارت میں ہی خدا نظر آتا ہے تو وہ کیوں نہ دیکھے۔ آج آپ لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ جب سمجھ میں آجائے گی تو آپ بھی دیکھیں گے (یا انھوں نے کہا کیا دیکھئے گا)۔ نیز انھوں نے یہ بھی کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رام اور کرشن رسول ہو سکتے ہیں تو سکوت اختیار کرنی چاہیے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ رام اور کرشن رسول نہیں ہو سکتے تو بھی سکوت اختیار کرنا چاہیے۔ یعنی کسی صورت میں اقرار یا انکار نہیں کرنی چاہیے، کیوں کہ اتنے پیغمبروں کو جتنے دنیا میں آئے ہم نہیں جانتے اس لیے یہ دونوں انھیں پیغمبروں میں ہو سکتے ہیں۔

### الجواب

ٹی وی دیکھنا قطعاً حرام و گناہ ہے اگرچہ جو سین دکھائی جاتی ہو اس کی اصل دیکھنا اور سننا جائز ہو۔ اس لیے

کہ ٹی وی، بکس پر جو کچھ نظر آ رہا ہے وہ تصویر ہے۔ تصویر کا معنی ہے صورت بنانا، اور مہا بھارت دیکھنا بلاشبہ حرام و گناہ ہے اس لیے اس میں بہت سی ایسی سین ہیں جن کی اصل دیکھنا حرام ہے۔ مثلاً گانے، بجانے عورت کی تصویریں، اور اگر معاذ اللہ اس میں کوئی کفری سین ہے تو اشد حرام اس پر خوش ہونا اور سخت حرام۔ قریب کفر، اور اس کفری سین کو پسند کرنا ضرور کفر، اور یہ کہنا کہ اگر کسی کو مہا بھارت میں ہی خدا نظر آتا ہے تو وہ کیوں نہ دیکھے تو ضرور کفر اور قاتل کا کفر یہ کہنا کہ ہو سکتا ہے رام اور کرشن رسول رہے ہوں سراسر غلط اور باطل، کرشن اور رام کے وجود پر سوائے تو اتر ہنود کے اور کوئی دلیل نہیں، اور اسی تو اتر ہنود سے ان کے ایسے افعال ثابت ہیں جو نبی ہونے کے منافی ہیں۔ جس کو ہر شخص ان کے وہ احوال پڑھ کر معلوم کر سکتا ہے جو خود ان کے پرستاروں نے لکھے ہیں۔ علاوہ ازیں کسی شخص خاص کے نبی ہونے کے ثبوت کے لیے قرآن و حدیث کی نص ضروری ہے۔ اگر کسی کے لیے ایسی نص نہیں تو اس کے بارے میں یہی اعتقاد کیا جائے گا کہ وہ نبی نہیں۔ ان لوگوں کے بارے میں کوئی نص نہیں۔ اس لیے ان کے بارے میں یہی اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ نبی نہیں، اور جو نبی مانے اس کا رد کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ اللہ سے بھی غلطی ہوتی ہے، کفر ہے

مسئلہ: عبد القیوم، موہن لعل گنج، لکھنؤ، ۲۱/رجب ۱۴۰۰ھ

رضیہ دوران گفتگو کہی کہ اللہ سے بھی غلطی ہوتی ہے، وہ کسی پیر سے مرید بھی ہے، تو اس بیعت میں رہی یا ٹوٹ گئی۔ نکاح رہا یا ٹوٹ گیا، ایسی حرکت پر تجدید ایمان و نکاح ضروری ہے کہ نہیں، جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

یہ کہنا کہ اللہ سے بھی غلطی ہوتی ہے، کلمہ کفر ہے۔ رضیہ یہ کہنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہو گئی، اور کثیر علماء کے فتویٰ کے مطابق اس کا نکاح باطل ہو گیا۔ اس کے سارے اعمال حسنہ رائیگاں ہو گئے۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر اس کلمہ کفر سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو۔ نئے مہر کے ساتھ پھر شوہر سے نکاح کرے۔ جب تک اس کلمہ کفر سے توبہ کر کے نئے سرے سے مسلمان ہو کر نیا نکاح نہ کرے شوہر کے قریب نہ جائے۔ اس کی بیعت بھی فسخ ہوگی اب دوبارہ کسی جامع شرائط پیر سے مرید ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کفر ہے

مسئلہ: حافظ محمد شعبان عزیزی، مدرس دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ، ضلع اعظم گڑھ، یوپی، ۲۵/جمادی الاول

مسئلہ: مندرجہ ذیل شعر صحیح ہے یا نہیں؟



حاصل تخلیق وجہ بزم امکاں آپ ہیں      ہے خدا جان یقین تو روح ایماں آپ ہیں

### الجواب

اللہ عزوجل کو جان یقین کہنا کفر ہے اس شعر کے قائل پر اس کلمہ کفر سے توبہ تجدید ایمان و نکاح لازم ہے ”جان“ مخلوق اور حادث ہوتی ہے۔ پھر جان جس کی جان ہوتی ہے اس میں حلول کیے ہوئے ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل ان سب سے منزہ اس لیے جان کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### اپنی آواز کو اللہ و رسول کی آواز کہنا کیسا ہے

مسئلہ: ایچ۔ ایس۔ مولوی یو پی بلیڈر ۲۸، ۳۱ کھنسی پور ناسک مہاراشٹر

یہاں پر ایک مولوی صاحب کا وعظ تھا۔ سخت سردی تھی کھلی جگہ وعظ ہونے کی بنا پر لوگ جگہ جگہ اطراف میں دکانوں اور مکانوں کے سہارے بیٹھے تھے۔ مگر جو یہاں پر ایک مسجد کے امام ہیں لوگوں کو قریب بلانے کی اپیل کرتے ہوئے کہنے لگے یہ میری نہیں اللہ واس کے رسول کی آواز ہے۔ اس پر قریب آ جاؤ۔ اپنی آواز کو اللہ اور اس کے رسول ”جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم“ کی آواز قرار دینا کیا درست ہے؟

### الجواب

ان کی مراد یہ تھی کہ جو کہہ رہا ہے اللہ و رسول کا حکم ہے اس تقدیر پر ان پر کوئی مواخذہ نہیں مگر چوں کہ اپنی آواز کو اللہ و رسول کی آواز کہنے میں شائبہ کفر بھی ہے اس جملے سے ان پر رجوع کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### یہ کہنا کہ میں اللہ و رسول کو نہیں جانتا

مسئلہ: خلیل احمد مصباحی، ابراہیم پور، مبارک پور، اعظم گڑھ، یو پی، ۱۸/محررم ۱۴۱۰ھ

محمد نعمان ابراہیم پوری، مختار صاحب ساکن کٹرہ مبارک پور کے یہاں بنائی کا کام کر رہے تھے ساڑی کی بکری کے بارے میں تو تو، میں میں ہوئی تو مختار نے کہا کہ میں اللہ و رسول کو جان کر صحیح حساب کرتا ہوں اور آپ (یعنی محمد نعمان) فلاں کو لو کر کام کی تلاش میں گئے تھے کہ نہیں؟ اللہ و رسول کو جان کر کہو۔ تو نعمان نے کہا کہ میں اللہ و رسول کو نہیں جانتا اور میں کام کی تلاش میں نہیں گیا تھا۔ یہ دو گواہوں کا بیان ہے ایک گواہ کا کہنا ہے کہ محمد نعمان سے کہا کہ اللہ و رسول کو جان کر کہو تو نعمان نے کہا کہ میں اللہ و رسول کو نہیں جانتا، اب اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

### الجواب

اس استفتاء میں نعمان کا بیان نہیں لکھا کہ وہ ان دونوں جملوں میں سے کسی ایک کے کہنے کا اقرار کرتا ہے یا

دونوں کا انکار کرتا ہے، اگر نعمان مذکورہ بالا دونوں جملوں میں سے کسی ایک کے کہنے کا اقرار کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ فوراً بلاتا خیر اس سے توبہ کرے کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو اور اگر بیوی والا ہے تو نئے مہر کے ساتھ بیوی سے نکاح کرے، بغیر نکاح کیے بیوی کو ہاتھ نہ لگائے، اور اگر نعمان ان دونوں جملوں کے کہنے سے انکار کرتا ہے اور یہ گواہ کل کے کل یا ان میں کم از کم دو خواہ پہلے جملے کے دونوں گواہ یا ایک اس میں سے اور ایک دوسرے جملہ کا گواہ عادل، ثقہ، متدین قبول شہادت کے لائق ہوں اور گواہی دیں تو بھی وہی حکم ہے کہ نعمان پر توبہ، تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ ہمارے اطراف میں ایسے موقع پر جاننا ماننا مرادف ہے۔ نیز اللہ و رسول کو نہ جاننا بھی کفر ہے اور نہ ماننا بھی کفر ہے۔ اس طرح دونوں جملوں کے گواہ نعمان کے کفر پر متفق ہیں، اور اگر ان تین گواہوں میں کم از کم دو عادل، ثقہ لائق قبول شہادت نہ ہوں یا وہ گواہی نہ دیں تو نعمان پر کوئی الزام ثابت نہیں، حکم ظاہر ثبوت پر ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ولی کو خدا کہنا کفر ہے

مسئولہ: دین محمد ہزاری باغ، متعلم جامعہ حنفیہ غوثیہ، بجر ڈیہہ، بنارس، ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

مسئلہ ایک مستان ہے جو ایک ولی اللہ کو خدا کہتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے، اور اس بات کی تصدیق کرنے والے کے متعلق کیا حکم ہے واضح کریں، اور اس شخص کے نکاح باطل ہونے یا نہ ہونے کا حکم ثابت فرمائیں۔

### الجواب

یہ مستان جو ایک ولی کو خدا کہتا ہے، کافر، مشرک، اسلام سے خارج ہے یہ بھی اور جو لوگ بھی اس کفری قول میں اس کی تصدیق کرتے ہوں۔ ان سب لوگوں کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ ان سب کی بیویاں ان سب کے نکاح سے نکل گئیں، ان سب پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر اس کلمہ کفر سے توبہ کریں، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں اور اپنی بیویوں سے نئے مہر کے ساتھ پھر سے نکاح کریں۔ اگر یہ لوگ اس کفری، شرکی عقیدے سے توبہ کر کے پھر سے مسلمان ہو جائیں تو فیہا ورنہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان لوگوں سے مکمل طور پر مقاطعہ کر لیں اور اگر اسی حالت میں مرجائیں تو ان کے کفن دفن میں ہرگز شریک نہ ہوں، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ عزوجل کو نا سمجھ کہنا کفر ہے

مسئولہ: محمد علاء الدین، ششولی، مظفر پور، بہار، ۲۱ شوال ۱۴۱۴ھ

مسئلہ زید اپنی زوجہ ہندہ سے گھریلو معاملات میں گفتگو کر رہے تھے کہ لاشعوری طور پر کسی بات پر ہندہ

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ ذات وصفات الہی

کی زبان سے نکل گیا ”اللہ بھی نا سمجھ ہے آپ کو تو فلاں جیسی بیوی ملنی چاہیے تھی، شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے؟  
بینوا تو جروا۔

### الجواب

یہ عورت اللہ کو نا سمجھ کہنے کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو کر کافرہ و مرتدہ ہو گئی اس پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر  
توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو اور شوہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### اللہ عز وجل کی شان میں گالی بکنا کفر ہے

مسئلہ: محمد ارشد خان، مہنگر، اعظم گڑھ، ۲۴/۲/۱۴۰۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین۔ اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی اپنی بچی کے انتقال  
ہو جانے میں رو رہی تھی اتنے میں بگر آتا ہے اور کہتا ہے رو کیا رہی ہو رونے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اب اللہ اللہ  
کرو یہ سنتے ہی زید کی بیوی اللہ تعالیٰ کی شان میں بہت ہی گندی گالی دی اور ناشکری کے بے حد کلمات کہے اس کا  
کیا حکم ہے شریعت مطہرہ سے مطلع فرمائیں۔

### الجواب

اس خبیث جملے کے کہنے کی وجہ سے زید کی زوجہ کافرہ و مرتدہ ہو گئی۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے۔ تجدید  
ایمان اور تجدید نکاح بھی کرنے کا حکم دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### یہ کہنا کہ صرف اللہ کو مانیں گے کفر ہے کیا جس کا پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے

مسئلہ: معرفت چریا کوٹ، سید نذر الحسن، عالم پور ہرے پوسٹ تھانہ گریڈ ہیہ، بہار،

جس کا پیر کوئی نہیں اس کا پیر شیطان ہے یا نہیں جواب خلاصہ فرمائیں گے۔  
جو پیر کو کچھ نہ سمجھے اور یہ کہے کہ صرف اللہ کو مانیں تو اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، عین نوازش ہوگی

### الجواب

۱۔ یہ حضرت بازید بسطامی کا ارشاد ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس کا  
کوئی پیر نہ ہو شیطان اس کو بہت آسانی سے بہکا دیتا ہے، جس پر صد ہا واقعات شاہد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
۲۔ یہ قول کہ صرف اللہ کو مانیں گے، کفر ہے۔ کیوں کہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ رسولوں کو بھی نہیں مانے  
گا اور یہ بلاشبہ کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کسی بندے کو جل جلالہ و عم نوالہ کہنا کفر ہے

مسئولہ: محمد ریاست علی، تیمورنگر

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے بکر سے کہا کہ آپ میرے گھر فاتحہ پڑھ لیجیے، تو بکر نے خالد سے کہا کہ آپ بھی ہمارے ہمراہ فاتحہ کے لیے چلیے تو خالد نے بکر سے کہا کہ آپ ہی پڑھ آئیے تو بکر نے خالد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ جیسے جل جلالہ و عم نوالہ کی عدم موجودگی میں کیسے جاسکتا ہوں۔ اس پر خالد نے بکر سے کہا کہ آپ نے مجھے خدا بنا دیا ہے۔ بعدہ زور سے قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔ لہذا ایسے کلمات کسی انسان کے لیے بولنا کیسا ہے۔ بینوا تو جو امن کتب المسائل۔

### الجواب

بکر اور خالد دونوں پر توبہ اور تجدید ایمان و نکاح واجب ہے۔ جل جلالہ و عم نوالہ کا صیغہ اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہے۔ اس سے ذہن اللہ عز و جل کی طرف جاتا ہے اور ایسے صیغے جو اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہیں کسی مخلوق کے لیے کہنا کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے: اذا اطلق على المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق نحو القدوس والقيوم والرحمن وغيرها يكفر۔

جل جلالہ و عم نوالہ کا صیغہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ یہ اجلی بدیہات سے ہے۔ اسی لیے خالد نے یہ جملہ سن کر کہا کہ آپ نے مجھے خدا بنا دیا، اس کی نظیر عز و جل ہے۔ علمائے لکھا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ شامی میں ہے: ”ان قولنا عز و جل مخصوص باللہ تعالیٰ فلا يقال محمد عز و جل، و ان كان عزيزاً جليلاً۔“ (۱)

خالد نے یہ کلمہ کفر سنا، نہ بکر کو ٹوکا نہ ڈانٹا بلکہ اس پر قہقہہ لگایا، یہ دلیل رضا ہے اور رضا بالکفر، کفر ہے۔ اس لیے خالد پر بھی توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم ہے۔ ارشاد ہے: انکم اذا مثلہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ عز و جل کو مجسم بتانا اور اس کے لیے غم ثابت کرنا کفر ہے

مسئولہ: حاجی صفی اللہ مصباحی، پوستی خانہ، اٹا وہ شہر

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید عقائد باطلہ رکھتا ہے، یعنی وہابیہ، دیوبندیہ، تبلیغی جماعت الیاسیہ سے تعلق رکھتا ہے اس نے غصہ کے طور پر ایک واقعہ سنایا کہ بھانڈوں نے نقل کی اور اس میں ایک آدمی خولجہ غریب نواز بنا۔ خولجہ صاحب بڑے لمبے چوڑے اور بہت موٹے اوپر سے تمام کپڑے اور گودڑ پہنے



ہوئے تشریف لائے۔ سب لوگ کہہ رہے تھے ادب کرو ادب کرو۔ لہذا کوئی ہاتھ چومتا تھا کوئی پیروں پر گرتا تھا۔ اس کے بعد ایک آدمی غوث پاک بنا وہ جسم میں آدھے تھے یعنی اتنے موٹے تازے نہ تھے، ادب کرو، ادب کرو یہ آوازیں آنے لگیں کوئی ہاتھ چومتا تھا کوئی پیروں پر گرتا تھا۔ اب ایک شخص اللہ میاں بنا، وہ بالکل دبلے پتلے ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا۔ سب لوگ سجدے میں گر پڑے اور اللہ میاں سے کہا کہ خوجہ صاحب اور غوث پاک خوب موٹے تازے ہیں، آپ کیوں اتنے دبلے پتلے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ ہیں۔ جواب دیا کہ خوجہ صاحب کی لوگ بڑی بڑی دیکیں کرتے ہیں، دلیہ پکاتے ہیں، غوث پاک کے بھی کھانے پکاتے ہیں، منتیں مانگتے ہیں اور ہمارے نام کی نہ کوئی دیکیں کرتا ہے نہ کھانے پکاتا ہے، نہ ہمارے نام کی کوئی چیز نکالتا ہے، لہذا ہم اس غم میں دبلے ہو گئے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا۔

عمر و اس بات پر بہت ناراض ہوا اور کہا دنیا میں ایسا کوئی بھانڈ نہیں ہو سکتا جو خدا تعالیٰ اور بزرگوں کی توہین کرے اور ناراض ہو کر چلا گیا۔ پھر تین چار روز کے بعد زید نے عمرو کو سلام کیا تو عمرو نے اس کا جواب نہیں دیا اور ناراض ہو کر چلا گیا۔ زید نے جو واقعہ سنایا ہے کیا وہ کفر ہے۔ اور اگر کفر ہے تو زید اسلام سے خارج ہوا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔ بینوا تو جروا۔

### الجواب

زید نے بھانڈوں کی طرف نسبت کر کے جو فرضی کہانی سنائی وہ ایک نہیں متعدد کفریات کا مجموعہ ہے۔ اللہ عزوجل کو مجسم بتایا، دبلا پتلا بتایا، ہڈیوں کا ڈھانچہ بتایا، اللہ تعالیٰ کے لیے غم ثابت کیا، غم کی وجہ سے دبلا ہونا بتایا۔ یہ سب مستقل کفر ہیں۔ اس کے علاوہ اس حکایت میں اور بھی خباثتیں اور گم راہیاں ہیں۔ بدکردار بھانڈوں کو خوجہ غریب نواز اور غوث اعظم بتایا۔ مسلمانوں پر افترا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ نہیں پکایا۔ حالاں کہ سب مسلمان زکوٰۃ، فطرہ، قربانی ودیگر خیرات و صدقات اللہ کے نام پر کرتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج تلاوت اور ہزاروں کا اخیر اللہ کے لیے کرتے ہیں۔ زید پہلے ہی سے وہابی بد دین تھا اور شائمان رسول کو امام و پیشوا بنا کر کافر و مرتد تھا۔ اس کفری حکایت کو بیان کر کے اس نے مزید اپنے کفر میں اضافہ کیا۔ مشہور زمانہ ڈاکو حقانی نے اس کفری حکایت کو جگہ جگہ بیان کیا، اس سے سن کر جاہل وہابیوں نے اسے پھیلا دیا۔ زید سے میل جول، سلام کلام قطعاً بند کر دیا جائے اور سلام کرے تو جواب نہ دیا جائے، اسے اپنی محفلوں میں ہرگز آنے نہ دیا جائے۔ مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے۔ عمرو نے بالکل ٹھیک کیا۔ سب مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسا ہی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ نے ہم کو ٹھوکرا دیا ہے

مسئولہ: مختار احمد، سمندر پور، اعظم گڑھ، یوپی، ۷ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی کچھ دنوں کے بعد کسی وجہ سے ہندہ زید کے ساتھ رہنے کے



لیے راضی نہیں اور میکے سے سسرال جانے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں ہو رہی ہے، تو زید نے ایک خط بیوی کے نام لکھا کہ اگر تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی ہو تو لکھو میں تم کو طلاق دے دوں۔ ہم کو اللہ نے ٹھوکر مار دیا تو تمہارے ٹھکرانے سے کیا بگڑے گا۔ سوال یہ ہے کہ زید کا یہ جملہ ”ہم کو تو اللہ نے ٹھوکر مار دیا ہے۔“ یہ کفر ہے کہ نہیں اور زید پر تجدید ایمان و نکاح فرض ہے یا نہیں؟ نیز ہندہ دوسری جگہ عقد کر سکتی ہے یا نہیں؟

### الجواب

زید کا یہ جملہ کہ ”ہم کو تو اللہ نے ٹھوکر مار دیا“ بہت سخت ہے مگر اس کی وجہ سے زید کافر نہ ہوگا وہ اب بھی مسلمان ہے اور اس کی بیوی اس کے نکاح میں ہے۔ البتہ زید پر اس کلمہ سے توبہ فرض ہے کسی ایک مقصد کے حسب منشا پورا نہ ہونے پر اتنی مایوسی کا اظہار مسلمان کی شان نہیں۔ زید کو کیا معلوم اس کی بہتری کس میں ہے، کبھی آدمی سمجھتا ہے کہ ہمارا فائدہ فلاں چیز میں ہے حالانکہ اس میں اس کا نقصان پوشیدہ رہتا ہے۔ اللہ عز وجل اپنے کرم سے غافل بندے کا وہ مقصد پورا نہیں فرماتا ہے یہ اس کے اوپر غایت مہربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلم۔

بارش دیکھ کر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آرہے ہیں کفر ہے

اللہ عز وجل کو دیو بابا بولنا کفر ہے

مسئولہ: نیاز احمد نظامی، مقام لوکی لالہ، پوسٹ دودھارا تھانہ، ضلع بستی (یوپی) ۱۸/۱۲ صفر ۱۴۰۷ھ

- ① جب کبھی اچانک بارش آتی ہے اور جہاں اپنے کھیتوں میں رہتے ہیں تو یہ بک جاتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ کو دست آنے لگا۔ جس کو جہاں یوں کہتے ہیں کہ اللہ کا پیٹ جھرنے لگا۔ تو ان کا یہ کہنا کیسا ہے؟
- ② جب بارش کے آثار دیکھے جاتے ہیں تو بعض جہاں یہ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آرہے ہیں۔ نیز اللہ کے لیے دیو بابا کا استعمال کر دیتے ہیں یہ کہنا کیسا ہے؟

### الجواب

① اللہ عز وجل کے لیے وہ خبیث جملہ بولنا کفر خالص ہے۔ جو بھی اسے استعمال کرے گا وہ کافر و مرتد ہو جائے گا، اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل جائے گی۔ تمام اعمال حسنہ اکارت ہو جائیں گے۔ اس پر فرض ہوگا کہ فوراً بلاتا خیر اس سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اس عورت کو رکھنا چاہتا ہو تو دوبارہ نئے مہر پر نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

② اللہ عز وجل آنے جانے سے منزہ ہے، یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آرہے ہیں کلمہ کفر ہے، وہ بھی ڈبل۔ ایک تو اللہ عز وجل کے لیے آنا مانا، دوسرے بارش کو اللہ عز وجل کہا اس کا حکم وہی ہے جو جواب نمبر (۱) میں گزرا۔ اللہ

عز وجل کو دیو بابا کا لفظ بولنا بھی کفر ہے اس کا وہی حکم ہے جو جواب نمبر (۱) میں گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**یہ کہنا کفر ہے کہ جب میں ڈوب رہا تھا تو اللہ کہاں تھا**

مسئلہ: سید ظہیر احمد، کرناٹک، ۳۰ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

**مسئلہ** زید مالی نقصان کا شکار ہے، کافی خسارہ میں ہے، دوران گفتگو خالد نے اللہ و رسول کا نام لیا تو زید جوش میں کہتا ہے کہ جب میں ڈوب رہا تھا تو اللہ کہاں تھا (معاذ اللہ) زید کا ایسا کہنا کیسا ہے اس پر شرعاً کیا کیا حکم نافذ ہے؟

**الجواب**

زید اپنے جملہ کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ زید پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اس کلمہ کفر سے توبہ کرے، بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو اس سے تجدید نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**ولی کو خدا کہنا کفر ہے**

مسئلہ: دین محمد برکاتی، مدرسہ اہل سنت غوثیہ، کیشواری، پوسٹ کیشواری، ضلع گریڈیہ، بہار ۰۲ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ

**مسئلہ** ۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں ہمارے گاؤں میں ایک خلیل مستان ہے اور ایک بزرگ حضرت بابا سیف اللہ رحمۃ اللہ علیہ بمقام چیرواں شریف ضلع گریڈیہ بہار کے اندر مزار اقدس ہے۔ مستان کا کہنا ہے کہ وہ میرا خدا ہے یعنی اللہ کے ولی کو خدا کہتا ہے، ولی اللہ کو خدا کہنا جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو کون سی صورت نکل سکتی ہے۔ جس کو جائز کہہ سکتے ہیں۔ اگر ناجائز ہے تو پھر اس کی کیا صورت ہے۔ مستان کے متعلق کیا حکم ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ عین و کرم ہوگا۔

**الجواب**

یہ مستان جس نے سیف اللہ صاحب کو خدا کہا وہ اسلام سے خارج ہو کر کافر و مشرک، مرتد ہو گیا۔ اس نے قرآن مجید کی سیکڑوں آیات کا انکار کیا اسی طرح جو لوگ مستان کے منہ سے وہ جملہ سن کر یا یقینی طور پر کسی بھی ذریعہ سے جاننے کے بعد کہ وہ ایک ولی کو خدا کہتا ہے، اس کو مسلمان سمجھتے ہیں، کافر نہیں کہتے وہ لوگ بھی کافر اور مرتد ہیں ان سب لوگوں کے اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ ان سب کی بیویاں ان کے نکاح سے نکل گئیں۔ اگر وہ کسی پیر سے مرید تھے تو بیعت فسخ ہو گئی۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس مستان سے اور ان کے مذکورہ بالا

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جداول عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی

ہمراہیوں سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں، کسی تقریب میں نہ ان کو مدعو کریں اور نہ ان کی کسی تقریب میں شریک ہوں، اور اگر اسی حال پر مر جائے تو نہ ان کی کفن دفن میں ہاتھ بٹائیں، اور نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے:

فلا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا  
تواکلہم ولا تصلو معہم ولا تصلو  
علیہم<sup>(۱)</sup> واللہ تعالیٰ اعلم۔  
نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو،  
نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی  
نماز پڑھو۔

مسئولہ: دین محمد برکاتی، مدرسہ اہل سنت غوثیہ کیشواری، پوسٹ کیشواری، ضلع گریڈیہ، بہار، ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ

سوال یہ تھا کہ ایک مستان ایک ولی اللہ کو خدا کہتا ہے اور ایک حافظ صاحب اس کی تصدیق کرتے ہیں، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ ولی کو خدا کہنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں آپ کا جواب آیا تھا کہ جو مستان خدا کو ولی کہتا ہے اور حافظ اس کی تصدیق کرتا ہے، دونوں اسلام سے خارج ہو گئے۔ شرک کیا کفر یہ جملہ بولا، سب عبادت اکارت ہوئے، نکاح سے بیوی نکل گئی پھر سے توبہ کرے کلمہ پڑھے، تجدید نکاح کرے اگر ایسا نہ کیا تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کے ساتھ کھانا پینا سلام وکلام بند کر دیں۔ اگر وہ مر جائے تو اس کی جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے، تو میں نے اس فتویٰ کو چند لوگوں کو دکھایا جس میں ہمارے گاؤں کے مخصوص علما ہیں۔ حضرت مولانا عبدالوحید صاحب، حضرت مولانا محمد اکبر علی صاحب، حضرت مولانا محمد ضمیر الدین صاحب اور ایک ماسٹر شرف الدین صاحب اور دیگر لوگوں کو۔ لیکن ان علمائے کرام نے دھیان نہ دیئے اور یہ جملہ بولے کہ تم اس کے پیچھے کیوں پڑے ہو وہ ایسا ہی ہے، تم جانو وہ جانیں پھر اس فتویٰ کو میں نے مستان کو دکھایا تو اس نے توبہ کرنے سے انکار کیا بھری محفل میں تو میں خاموش ہو گیا، تنہا کیا کرتا میرے بس کی بات نہیں میں نے اس کو سلام کرنا کھانا پینا بند کر دیا جو ہم سے ہوسکا کیا پھر دس سال بعد ہمارے گاؤں میں ایک بیٹھک تھی۔ لڑکے کی شادی کے متعلق جناب عبدالحکیم صاحب کے فرزند نام شاید کہ کبیر احمد ہے۔ غالباً ۵ نومبر ۱۹۹۸ء بروز جمعرات اس بیٹھک میں یہ بات نکل گئی کہ مستان نے ولی کو خدا کہا کہ مستان صاحب آپ نے اب تک توبہ نہیں کیا ہے۔ کفر کا فتویٰ دکھانے کے باوجود تو مستان نے کہا کہ نہ میں نے فتویٰ دیکھا ہے نہ میں نے ولی اللہ کو خدا کہا ہے، یعنی نئے سرے سے انکار کر بیٹھے بھرے مجمع میں، ساری بات کو رد کر دیا پھر چند لمحہ گزر نہ پایا تھا کہ بلند آواز سے بولا ابھی میں

المستدرک للحاکم، ج: ۳، ص: ۶۳۲، السنة لابن عاصم، ج: ۲، ص: ۴۸۳





فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی

﴿۲﴾ کیا زید مذکورہ کی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے؟ اگر کوئی زید کے اس کارنامے کو جان بوجھ کر تاویل کر کے نماز جنازہ پڑھے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

### الجواب

اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کی وجہ سے زید کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔ شفا امام قاضی عیاض اور شامی میں ہے: ”اجمع المسلمون ان شاتمہ کافر من شک فی عذابه و کفرہ کفر۔“ (۱)

شامی و ہندیہ میں روافض کے بارے میں ہے: ”احکامہم احکام المرتدین۔“ (۲) ان کی نماز جنازہ پڑھنی کفر۔ مسلمانوں کی طرح سے غسل و کفن دینا اور دفن کرنا حرام۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اسے بغیر نہلائے، بغیر کفن پہنائے جس حالت اور جن کپڑوں میں مرا ہے انھیں میں کوئی گڑھا کھود کر مردار کی طرح پھینک دیا جائے گا۔ بغیر تختہ دیئے ہوئے اس کے گڑھے کو پاٹ دیا جائے گا تاکہ اس کی عفونت سے زندوں کو اذیت نہ ہو۔ در مختار میں ہے: ”اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب۔“ (۳) اس کے تحت شامی میں ہے: ”ولا یغسل ولا یکفن ولا یدفع الی من استقل الی دینہم۔“ (۴)

(بحر عن الفتح)

جن لوگوں نے کسی بھی تاویل سے اس مرتد کی نماز جنازہ پڑھی ان سب پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے، اس لیے کہ نماز جنازہ پڑھنا اس کی دلیل ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والے اسے مسلمان جانتے تھے۔ نیز یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ مسلمان ہے اور کافر کو مسلمان جاننا کفر۔ شامی میں ہے: ”وقد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلا ولا شرعا ولتکذیبہ النصوص القطعیة۔“ (۵) واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کو گالی دینے والے کا حکم

مسئلہ: چمن رضا، ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

﴿مسئلہ﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ زید بعد نماز فجر وظیفہ پڑھ رہا تھا اسی کے بعد بکرنے کہا کہ میں فون کرنے جا رہا ہوں بھائی صاحب

﴿۱﴾ شامی، ج: ۶، ص: ۳۷۰، کتاب الجہاد باب المرتد، دار الکتب العلمیہ۔

﴿۲﴾ ہندیہ، ج: ۲، ص: ۲۶۴، الباب التاسع فی احکام المرتدین، رشیدیہ۔

﴿۳﴾ تنویر الابصار، در مختار، ج: ۳، ص: ۱۳۴، کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الجنائز، دار الکتب العلمیہ۔

﴿۴﴾ شامی، ج: ۳، ص: ۱۳۴، کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الجنائز، دار الکتب العلمیہ۔

﴿۵﴾ شامی، ج: ۲، ص: ۲۳۷، کتاب الصلوٰۃ، باب صفت الصلوٰۃ۔

کے پاس کہ بہن کی طبیعت خراب ہے کچھ روپیہ بھیج دیں تاکہ دوائی ہو جائے بعدہ زید نے کہا کہ پیسے کے لیے تم پریشان رہتے ہو اور تمہاری نیت ٹھیک نہیں رہتی ہے تم اگر بروز جمعہ بوقت بعد نماز عصر اگر آیت الکرسی ۳۱۳ مرتبہ پڑھو تو اللہ تعالیٰ برکت دے گا لیکن آپ سائیکل لے کر بھاگ جاتے ہو پھر جھنجھلا کر کہا کہ پیسہ کسی سے نہ مانگو پیسہ مانگو تو اس (گاڑو کے چودے) سے مانگو اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ۔ تو بکر نے زید سے کہا کہ تم نے اللہ کی شان میں گالی بکی ہے، تو بہ کرو پھر سے کلمہ پڑھو زید نے کہا نہ ہم کلمہ پڑھیں گے اور نہ تو بہ کریں گے تو بکر نے کہا کہ میں استغنا کروں گا اور جمعہ کے دن میں اعلان کر دوں گا کہ زید نے اللہ عزوجل کی شان میں گالی بکی ہے، اور کافر ہو گیا اگر تو بہ نہیں کرو گے تو حضور مفتی صاحب قبلہ زید نے بارہا یہ جملہ استعمال کیا ہے اور کرتا رہتا ہے۔ بکر جو مسجد اور مدرسہ کا امام و مدرس ہے جب زید ایسا جملہ استعمال کرتا ہے اس وقت فوراً ٹوکا ہے کہ تو بہ کرو لیکن زید نے میرے سامنے تو بہ نہیں کیا ہے اب دریافت امراں کہ زید پر شرع کا کیا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان میں گالی بکنے والے پر شرع کا کیا حکم ہے؟

### الجواب

زید نے وہ خبیث ناپاک گندی گالی اللہ عزوجل کی شان ارفع و اعلیٰ میں استعمال کر کے اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا، اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اگر بیوی والا ہے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی زید پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر اس کلمہ خبیثہ سے توبہ کرے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں الحاج و زاری کے ساتھ توبہ و استغفار کرے معافی مانگے کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو اور اپنی اس بیوی کو رکھنا چاہتا ہو تو اس سے نئے مہر کے ساتھ نیا نکاح کرے، اگر زید اس حکم شرع پر عمل کرے فبہا ورنہ اس سے میل جول، سلام کلام بالکل بند کر دیا جائے۔ اگر خدا نخواستہ اسی حال پر مر جائے تو نہ اسے غسل دیا جائے، نہ اسے کفن دیا جائے بکر نے اس سے ٹھیک کہا کہ توبہ کرو تو کافر ہو گیا۔ خدا نخواستہ اسی حال پر مر جائے تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### خشیت اللہ کی صفت نہیں ہو سکتی

یہ کہنا کہ اللہ کے دل میں کسی کا ڈر ہے، کفر ہے۔

مسئولہ: محمد مشرف رضا شمتی، جامعہ غوثیہ شکوریہ، بلہور، کانپور، ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔



زید اکثر نماز پڑھا دیا کرتا ہے، ایک دن بکر نے زید سے کہا تم جب پڑھاتے ہو تو خشیت الہی دل میں

پیدا ہو جاتی ہے، زید نے سمجھا کہ بکر میرا مذاق اڑا رہا ہے اور زید اور بکر چوں کہ ایک ہی مدرسہ کے مدرس ہیں، تو ہنسی مذاق ہوتا ہی رہتا ہے۔ زید کی زبان سے بے ساختہ یہ جملہ نکلا ”بڑے خشیت الہی کے چودے آئے ہیں“ کیا حکم ہے زید پر؟

### الجواب

یہ جملہ گالی ہے اور مسلمان کو گالی دینا حرام۔ اس مکروہ لفظ کی نسبت اس جملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں خشیت کی طرف ہے۔ حکم مضاف پر ہوتا ہے، اور خشیت بندے کی صفت ہے اللہ عزوجل کی نہیں۔ اس کے معنی ہیں بندے کے دل میں جو اللہ کا خوف پیدا ہو۔ خشیت اللہ کی صفت ہو ہی نہیں سکتی۔ جو خشیت اللہ کی صفت مانے وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ اللہ عزوجل کسی سے ڈرے یہ محال ہے۔ یہ کہنا کہ اللہ کے دل میں کسی کا ڈر ہے کلمہ کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### یہ کہنا کہ مجھے اللہ پر غصہ آتا ہے

مسئلہ: عبد اللہ، بمبئی، ۵/ رمضان ۱۴۰۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے کہا کہ مجھے اللہ پر غصہ آتا ہے کیا مذکورہ جملہ زبان سے ادا کرنے کے بعد زید دائرۃ اسلام سے نکل گیا، زید شادی شدہ ہے تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اور زید نے مذکورہ بالا جملہ کہنے کے فوراً بعد ہی استغفر اللہ پڑھ لیا اور توبہ کر لیا تو زید پر شریعت کی جانب سے کیا حکم ہے، یا زید کی بیوی ہندہ نے مذکورہ بالا جملہ زبان سے ادا کیا تو کیا ہندہ کا نکاح زید سے ٹوٹ گیا یا باقی رہا۔ از روئے شرع زید کی بیوی ہندہ پر کیا حکم ہے؟ فقط والسلام۔

### الجواب

زید جس نے یہ کہا کہ اللہ پر مجھ کو غصہ آتا ہے، کافر و مرتد اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی زید پر فرض ہے کہ توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح کرے۔ زید نے یہ جملہ کہتے ہی استغفر اللہ پڑھا اور توبہ کر لیا، اس سے توبہ ہو گئی لیکن تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری و لازم ہے، ہندہ نے اگر یہ جملہ کہا تو وہ بھی کافر و مرتدہ، اسلام سے خارج ہے مگر اس زمانہ میں فتویٰ اس پر ہے کہ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا ہے اور عورت کو دوسرے سے نکاح کی اجازت بھی نہیں۔ مگر وہ عورت اس بات پر مجبور کی جائے گی کہ اسی شوہر سے نکاح جدید کرے اور تجدید ایمان کا بھی اس پر حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



اپنے کو اللہ کا سالانا کفر ہے، مسجد کو اللہ کی بہن کا گھر بتانا کفر ہے،  
کفری لطیفہ گڑھ کر بیان کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد سیف الدین رضوی، متعلم الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ۱۵/۱۱/۱۴۰۰ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عمرو نے لطیفہ کے طور پر کہا کہ ایک فقیر نے ایک شخص کے دروازے پر یہ آواز دی کہ ”میں اللہ کا سالانا ہوں مجھے کچھ دو“ اتنے میں اس مکان سے ایک عورت نکلی اس عورت نے فقیر کی تواضع کی پھر اس عورت کا شوہر آیا۔ شوہر نے بیوی سے پوچھا یہ کون ہے، بیوی نے کہا ”یہ اللہ کا سالانا ہے“ وہ مسجد میں اذان کی آواز سن کر فقیر کو مسجد میں ڈال دیا، اور کہا ”اللہ کی بہن کا یہ مسجد گھر ہے، تم یہاں رہو۔“

**الجواب**

یہ لطیفہ نہیں خباثت ہے اپنے کو اللہ کا سالانا یا مسجد کو اللہ کی بہن کا گھر بتانا کفر خالص ہے۔ اگر واقعہ میں کسی نے ایسا نہیں کہا ہے واعظ نے اپنے جی سے گڑھا ہے تو اس پر فرض ہے کہ توبہ اور تجدید ایمان کرے اور بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کفر ہے کہ ہم سب اللہ کے بیٹے ہیں

مسئولہ: محمد سیف الدین رضوی، متعلم الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ۱۵/۱۱/۱۴۰۰ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے کہا کہ ہم سب اللہ کے بیٹے ہیں؟

**الجواب**

جس نے یہ کہا کہ ہم سب اللہ کے بیٹے ہیں وہ کافر و مرتد اسلام سے خارج ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ اس کلمہ خبیثہ سے توبہ کرے اور اور کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو اور بیوی سے پھر سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی کو اللہ عز و جل کا بیٹا کہنا کفر ہے

مسئولہ: شبیر احمد شاہ، نواہ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام درج ذیل مسئلہ میں کہ جمیل اور شاہد ہیں تو تو میں میں ہوئی، شاہد نے کہا کہ تمہیں بخار آیا تھا تو تم کام پر نہیں آئے تھے۔ تو جمیل نے کہا کہ تمہیں بھی بخار آئے گا تو تم

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی

بھی کام پر نہیں آؤ گے۔ پھر شاہد نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں بنایا ہے۔ تو جمیل نے جواب دیا کہ تم اللہ کے لڑکے ہو کیا کہ تم کو ایسا بخار نہیں آئے گا۔

### الجواب

جمیل پر فرض ہے کہ اپنے اس جملہ سے توبہ کرے اور تجدید ایمان و نکاح بھی، اگرچہ جمیل نے یہ جملہ بطور طنز کہا ہے مگر اس کا لازم معنی یہ ہے کہ جمیل کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کے لیے لڑکا ہو سکتا ہے اور یہ عقیدہ صریح کفر ہے۔

یہ کہنا کہ حضور اللہ سے معانقہ کرنے گئے تھے، کفر ہے

مسئولہ: محمد سیف الدین، معلم الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ سے معانقہ کرنے کے لیے گئے تھے۔

### الجواب

یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ سے معانقہ کرنے کے لیے گئے تھے۔ کلمہ کفر ہے۔ معانقہ کے معنی ہیں گردن سے گردن ملانا، اللہ عز وجل جسم، جسمانیات، اعضا و جوارح سے منزہ ہے، اس کے لیے کوئی عضو ثابت کرنا یا ایسی بات کہنا جس سے عضو کا اثبات لازم آئے کفر ہے۔ قائل پر توبہ اور تجدید ایمان لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے کہ جب خدا کا ڈر نہیں تو انسان کا کیا ڈر

مسئولہ: عبدالکمال، عبدالمجید قادری کمالی، پوکھریا، سیٹا مڑھی

مسئلہ جو لوگ روزہ نہیں رکھتے وہ عام طور پر کھاتے پیتے ہیں اور جب کوئی کچھ کہتا ہے تو کہتا ہے کہ جب خدا کا ڈر نہیں تو انسان کا کیا ڈر تو ایسا جملہ بولنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے؟

### الجواب

ایسے شخص پر توبہ، تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ کتب عقائد میں تصریح ہے: ”الْأَمْنُ مِنَ اللَّهِ كُفْرٌ“۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اپنے کو اللہ مالک کہنا کفر ہے

مسئولہ: محمد قاسم خان، سیوانی

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ایک غیر مسلم سے کہا

کہ مار کے موادوں کا تو اس نے کہا کہ ارے ہاں تو ہی مالک ہو زید نے پھر جواب میں کہا ”ہاں“ ہمیں اللہ مالک ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قول پر کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو اس غیر مسلمہ کے سامنے توبہ کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

### الجواب

زید یہ جملہ بکنے کی وجہ سے ”ہاں ہمیں اللہ مالک ہیں“ کا فرو مرتد ہو گیا۔ اگر بیوی والا ہے تو اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل گئی۔ زید پر فرض ہے کہ اس خبیث جملے سے توبہ کرے اور تجدید ایمان کرے، اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی کرے یہ ضروری نہیں کہ اس غیر مسلمہ کے سامنے توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ایک شعر کی توضیح

مسئلہ مسئلہ: شیخ ابوالحسن بقائی، پلخانہ، ہوڑہ 711101، کلکتہ، ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین:

خدا نے اپنے سے اونچا کیا رتبہ محمد کا بڑھا کر شان اپنے سے کیا دو بالا محمد کا زید نے اس کلام کے قائل کو کافر کہا، دیوث کہا، کافر کی اولاد کہا، جب کہ قائل اس شعر کی تاویل بھی کرتا ہے یہاں اپنے سے مراد ذات نہیں ہے۔ بلکہ خود اللہ نے ہی آپ کی شان کو بلند کیا۔ کیا ایسی صورت میں قائل کافر ہوگا کہ نہیں جو بھی جواب دلیل سے ہو مرحمت فرمائیں۔

### الجواب

اس شعر کے مصرع بظاہر کفر ہیں، شعر سن کر سب کی سمجھ میں یہی آتا ہے کہ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اپنے سے اونچا اور دو بالا کیا، اور اس کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس بنا پر کسی نے اگر قائل کو کافر کہہ دیا تو وہ ماخوذ نہیں۔ جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے کہ اگر کسی کلام کا ظاہر معنی کفر ہو تو وہ تنقیہ کرتے ہیں۔ مگر اس کلام کی تاویل ممکن ہے۔ عرف میں بولتے ہیں۔ فلاں نے اپنے سے یہ کام کیا۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بغیر کسی کے کہے دباؤ ڈالے اپنی مرضی سے کیا۔ اس شعر کا یہ معنی بھی بن سکتا ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ اللہ عزوجل اپنے سے یعنی اپنی مرضی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کو اونچا کیا، اور ان کی شان کو دو بالا کیا، اور یہ معنی اپنی جگہ درست ہے اس لیے محققین فقہاء اور متکلمین کے مذہب مختار پر قائل کو کافر کہنا درست نہیں۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ قائل نے اپنی مراد بھی بتادی جو صحیح ہے۔ البتہ قائل پر توبہ واجب ہے۔ شامی میں ہے: ”ایہام معنی المحال کاف فی المنع“ (۱) اور یہاں پر ایہام ہی نہیں کفری

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی

معنی ظاہر ہے۔ بلکہ احتیاطاً تجدید ایمان و نکاح کا بھی حکم ہے۔ درمختار میں ہے: ”وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح۔“ (۱) اس کے تحت شامی میں ہے: قوله والتوبۃ ای تجدید الاسلام۔ قوله وتجدید النکاح ای احتیاطاً۔“ (۲) آپ نے نام نامی کے اوپر دو جگہ لکھا ہے یہ سخت ممنوع ہے درود کا پورا صیغہ لکھنا چاہیے۔ ص کا سر ایک مہمل لفظ ہے، اس کے کوئی معنی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کو اللہ کے مرتبے کے برابر سمجھنا کفر ہے

مسئولہ: سید عبدالرحمن، رام چندر پورم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان مسجد میں جماعت کے روبرو یہ کہے کہ مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم خدا کے برابر سمجھتے ہیں۔ ایسے شخص کے لیے شرع میں کیا حکم ہے۔

الجواب

ایسا شخص دنیا میں کوئی نہیں، اور اگر بالفرض کوئی ہے تو وہ ضرور کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ کیا اللہ دیکھنے کو آتا ہے، کفر ہے

مسئولہ: ہارون الرشید، جامعہ شمسہ تیغیہ، مقام وپوسٹ بڑھریا، سیوان، بہار، ۲۶ ربیع الآخر ۱۴۲۰ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔

ہندہ اور اس کے سسرال والوں کے مابین معمولی تکرار ہوئی۔ ہندہ کے بھائی اپنے بہنوئی بکر (ہندہ کے شوہر) کو بلا کر معاملہ کی تفتیش کرنی چاہی گفتگو کے مابین ہندہ نے معمولی غصہ میں کہا میرا یہاں کوئی سننے والا نہیں۔ بکر نے کہا ”اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے“ اس پر ہندہ نے اپنی بھوجپوری زبان میں کہا ”اللہ یہاں دیکھے آؤ تارے“ یعنی اللہ یہاں دیکھنے کو آتا ہے۔ اب دریافت طلب امور یہ ہے کہ

① ہندہ جو جاہل عورت ہے اس کے اس قول پر شریعت کے احکام تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہیں یا نہیں؟ کیا واقعی یہ جملہ کفریہ ہے۔

② تجدید نکاح کی صورت میں ہندہ پہلے شوہر کے بجائے دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب

ہندہ کا قول مذکور یقیناً کفر ہے اس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتدہ ہو گئی اور اصل

در مختار، ج: ۶، ص: ۳۹۰، کتاب الجہاد باب المرتد، مطبع زکریا

رد المحتار، ج: ۶، ص: ۳۹۱، کتاب الجہاد باب المرتد، مطبع زکریا



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی

مذہب ظاہر الراویہ کے مطابق اس کا نکاح بھی منہج ہو گیا۔ لیکن روایت نادرہ کی بنا پر نکاح منہج نہیں ہوا، اور اب بھی وہ اسی شخص کی بیوی ہے مگر روایت اولیٰ کو سامنے رکھتے ہوئے تجدید نکاح کا حکم ہوگا، بغیر تجدید نکاح کیے ہوئے شوہر کے قریب نہ جائے، اور یہ تو کسی حال میں جائز نہیں کہ وہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ رام و رحیم ایک ہیں کفر ہے مندرو مسجد کو خدا کا گھر بتانا کیسا ہے؟

مسئلہ: عبداللہ خان پٹھان، محمد بخش نیا اگر، پوسٹ سموڑی، ضلع ہاڑمیر، راجستھان، ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

ایک شخص ہے جو کہتا ہے کہ اے مسلمانو! سنو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے: ”کما قال اللہ فی شان حبیبہ۔“ اس جملے کو اللہ تعالیٰ کا فرمان بتانا قرآن شریف میں کہاں سے ثابت ہے اور اس جملے کو قرآن کا جملہ بتانے والے پر شرع کا کیا حکم ہے، اور یہی شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بھی بول سکتا ہے، رام رحیم ایک ہے، مسجد، مندر خدا کا گھر ہے، امر حال یہ ہے کہ یہ مسلمان رہا؟ کیا اس کا نکاح درست رہا؟ ایک حاجی ہے اور جھوٹ بولتا ہے مسلمانوں میں فتنہ فساد پھیلاتا ہے اور مسلمانوں کی بار بار غیبت کرتا ہے۔ رام رحیم کو خدا بتاتا ہے، مسجد مندر کو خدا کا گھر بتاتا ہے، امر حال یہ ہے کہ کیا یہ حاجی مسلمان رہا؟ کیا اس کا نکاح رہا؟

### الجواب

اس کا پہلے والا جملہ یعنی ”اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے: ”کما قال اللہ فی شان حبیبہ۔“ یہ اس کی جہالت ہے البتہ اس نے جو بکا ”اللہ جھوٹ بول سکتا ہے“ رام رحیم ایک ہے، مسجد مندر خدا کا گھر ہے، ان جملوں کی وجہ سے یہ شخص کافر و مرتد ہو گیا اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، رام رحیم ایک نہیں ہو سکتے، رام اجودھیا کے راجہ ایک انسان کا نام تھا، جو مخلوق ہے، اللہ عز و جل خالق ہے، دونوں ایک کیسے ہو سکتے، مسجد خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ہے، مندر بتوں کی پوجا کے لیے ہے۔ دونوں کو ایک کہنا سراسر کفر ہے۔ اس پر فرض ہے کہ ان کلمات کفر سے توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، بیوی رکھنا چاہتا ہے تو اس سے جدید نکاح کرے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں۔ مر جائے تو مسلمان اس کے غسل و کفن و دفن جنازے میں شریک نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی رحم کر سکتا ہے، کفر ہے

مسئلہ: شمس الدین، محلہ اسلام پورہ، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی، ۷۱ اردو الحجہ ۱۴۱۳ھ

ایک شخص نے یوں کہا ”یا اللہ رحم کر دو، سب کی مشکل کم کر دو“ یہ سن کر زید نے کہا ”آپ نے اللہ پر رحم کیا ہے کہ وہ رحم کرے گا؟“ زید کے اس قول پر ایک دوسرے شخص نے کہا کہ ”یہ غلط ہے“ تو زید نے جواباً کہا کہ ”میں نے قصد اغلط کہا ہے“ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

### الجواب

زید پر اس کلمے سے توبہ اور تجدید ایمان اور اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح لازم ہے، یہ عقیدہ کہ اللہ عزوجل پر کوئی رحم کر سکتا ہے؟ کفر ہے۔ رحم قادر عاجز پر، غالب مغلوب پر، قوی ضعیف پر کیا کرتا ہے، اللہ عزوجل نہ عاجز ہے، نہ مغلوب، نہ ضعیف ”ہو علی قل شئی قدیر“ ہے ”غالب علی کل غالب“ قوی مختار ہے۔ یہ اعتقاد کہ کوئی اس پر رحم کر سکتا ہے۔ اللہ عزوجل کو عاجز، ضعیف، مغلوب ماننے کا مرادف ہے۔ جو کفر صریح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## تم اپنا خدا لے کر ڈھوؤ، کہنا کفر ہے

مسئلہ: محمد مدنی، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید و بکر کے درمیان مکان کے دیوار کے معاملہ پر کچھ معاہدہ ہوا، زید نے قسم کھا کر کہا کہ جو معاہدہ ہوا ہے میں اس کا پابند رہوں گا۔ لیکن جب زید نے معاہدے کے خلاف ورزی کرنا شروع کیا، تو بکر نے زید سے کہا کہ تم نے خدا کی قسم کھا کر کہا تھا کہ معاہدہ کی پابندی کروں گا، تو زید نے بکر سے کہا کہ تمہاری قسم اور تمہارا خدا تم لے کر ڈھوؤ۔ لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

### الجواب

زید اپنے اس جملہ کی وجہ سے ”تمہاری قسم اور تمہارا خدا تم لے کر ڈھوؤ“ کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ اس پر فرض ہے کہ اس کلمہ کفر سے توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہو تو تجدید نکاح کرے۔ اس جملہ میں اس نے اللہ عزوجل کی تحقیر بھی کی اور اللہ عزوجل سے اعراض بھی کیا نیز یہ کہ بکر کا خدا اور بتایا اور اپنا اور یہ تینوں باتیں بلاشبہ کفر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## محالات شرعی کو تحت قدرت ماننا مستلزم کفر ہے

مسئولہ: محمد اصغر رضوی، یونانی دارالشفاعتہاری مسجد، پبلی بھیت

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں۔  
محال شرعی تحت قدرت الہیہ داخل ہیں یا نہیں، اور جو شخص اس کو تحت قدرت الہیہ مانے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

### الجواب

محال شرعی کو تحت قدرت ماننا مستلزم کفر ہے۔ ایسے شخص پر جو اس کا قائل ہو، توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ جیسا کہ ”سبحان السبوح“ میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### محالات تحت قدرت نہیں۔

یہ کہنا کہ اللہ چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کر سکتا ہے، حضور کی نظیر محال ہے  
مسافر مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیرے یا نہیں؟

مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

مسئولہ: محمد حسن حشمتی، مدرسہ احسن المدارس، کانپور، ۱۱ جمادی الآخرہ ۱۴۰۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

- ① ایک شخص نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ چاہے تو ایک محمد کے بجائے ہزاروں محمد پیدا کر سکتا ہے۔ اگر ایسا عقیدہ نہ ہو تو باری تعالیٰ کی قدرت کا انکار لازم آئے گا۔ لہذا اس شخص کا ایسا کہنا شرعاً کیسا ہے؟ اور ہم اہل سنت کو کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے؟
- ② مسافر مقتدی کو عصر کی نماز میں صرف دو رکعت جماعت ملی تو امام کے ساتھ سلام پھیر دے یا سلام کے بعد دو رکعت اور پڑھے۔ اسے کیا کرنا چاہیے؟

- ③ مقتدی کو جماعت کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی امام کے ساتھ، اس نے بھی دونوں طرف سلام پھیر دیا، بغیر کلام کے مقتدی فوراً کھڑا ہو گیا اور سجدہ سہو کے ساتھ نماز پوری کی تو اس کی نماز پوری ہو گئی یا نہیں؟

## الجواب

- ① جس طرح اس بے باک نے کہا، اسی طرح کوئی مشرک کہہ سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کروڑوں خدا پیدا کر سکتا ہے، اگر نہ پیدا کر سکے تو اس کی قدرت کا انکار لازم آئے گا، جو جواب یہ بے باک ہمارے اس معارضہ کا دے گا وہی جواب اس کے شیطانی وسوسہ کا ہے کہ اس نے بکا کہ ”اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک محمد کے بجائے ہزاروں محمد پیدا کر سکتا ہے۔“ اس کے ہذیان کا پورا رد علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ مبارکہ ”امتناع النظیر“ میں کر دیا، اس کا مطالعہ کریں۔ یہ قائل بلاشبہ گمراہ ہے، بے دین ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر محال ہے اور محالات تحت قدرت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② امام کے ساتھ ہرگز سلام نہ پھیرے بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو اور دو رکعت مزید پڑھے۔ مسافر نے جب مقیم امام کی اقتدا کی تو اقتدا کرنے کی وجہ سے اسے بھی چار پوری پڑھنی ضروری ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ③ اس کی نماز بلا کراہت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا اللہ عز و جل حضور کا مثل پیدا کر سکتا ہے یا نہیں؟ قدرت خداوندی۔

مسئولہ: از: فرحت بیگ عباسی، مظفر پور۔ ۱۹ جولائی ۱۹۶۲ء

- ① مسئلہ برائے کرم تجلی کے ڈاک نمبر میں ذیل کے سوال و جواب سے متعلق اپنی رائے ظاہر فرما کر ممنون فرمائیں۔  
خدا کو طاقت ہے کہ حضور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسے اور لاکھوں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنا سکے۔  
جواب، ہرگز نہیں۔ قرآن عظیم میں ہے: ”ماکان محمد ابا احد الخ۔“ (ماخوذ از رسالہ نوری کرن بریلی، مئی ۱۹۶۳ء، صفحہ ۲۸)
- ② جواب: - (دیوبندی مولوی) تفصیلی گفتگو اسی وقت ہو سکتی تھی جب پورے طور پر معلوم ہوتا کہ جس عبارت کے بارے میں سوال کیا گیا ہے وہ اس سے کیا ثابت کرنے کی غرض سے سپرد قلم کی ہے بصورت موجودہ صرف اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ عبارت اپنے مفہوم کے اعتبار سے بالکل درست ہے اور جس شخص نے ہرگز نہیں کے الفاظ میں جواب دیا ہے۔ یا تو کند ذہن یا جاہل ہے یا متعصب اور معاند۔ اس کی قرآنی آیات سے استدلال کرنے کی جسارت یہی واضح کرتی ہے کہ قرآن کی اس کے قلب میں کوئی عظمت نہیں ورنہ قرآن ایسی کتاب نہیں کہ ایک سچا مسلمان اس کی آیات سے انکل پچو اور بے سرو پا استدلال کرے: ”ماکان محمد ابا احد۔“ والی آیت میں مضمون یہ بیان ہو رہا ہے کہ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں اس کا اس بات سے کیا تعلق ہے؟ کہ خدا کو محمد جیسے اور لاکھوں محمد پیدا کرنے کی طاقت نہیں، کچھ مسلمان ایسے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ



علیہ وسلم کو ذہنی طور پر ایسا ہی درجہ دے رکھا ہے۔ جیسا عیسائیوں نے عیسیٰ کو دیا، وہ صاف تو نہیں کہہ پاتے کہ محمد خدا ہیں لیکن اس عقیدے کو وہ الفاظ کے ہیر پھیر سے بایں طور پر بیان کرتے رہتے ہیں کہ سرکار حاضر و ناظر ہیں، عالم الغیب ہیں، جنت دوزخ کے مالک ہیں فریادرس ہیں وغیرہ ذالک معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جن صاحب نے ہرگز نہیں کا فیصلہ صادر فرمایا ان کے دماغ میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے الوہیت کا شیطانی عقیدہ پنچے گاڑے ہوئے ہے۔

اسی لیے وہ آگے پیچھے دیکھے بغیر لپک اٹھے کہ خدا بھلا دوسرا ”خدا“ کیسے پیدا کر سکتا ہے، ورنہ اللہ کی صفات اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام و حیثیت کا ٹھیک ٹھیک ادراک و احساس انھیں ہوتا تو آخر اس صاف و سادہ اور بدیہی حقیقت کو تسلیم کرنے میں کیا رکاوٹ پیش آ سکتی تھی کہ جس نے ایک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خلعت وجود سے نوازا وہ ہزار اور لاکھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تخلیق فرمانے پر یقیناً قادر ہوگا۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فداہ ابی و امی اپنی تمام تر عظمتوں اور صفات کمالیہ کے باوجود ایک بندے ہی تو ہیں، ایک مخلوق، ایک بشر۔ پھر کیا استحالہ کون سامانچ یہ مان لینے میں حائل ہے کہ اللہ چاہے تو ایسے ہی ایک ہزار یا ایک لاکھ انسان پھر پیدا کر سکتا ہے۔ خوب سمجھ لیجئے نقل فرمودہ عبارت میں صرف قدرت خداوندی کا بیان ہے، ذرہ برابر شک نہیں کہ اللہ کروڑوں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا کرنے پر قادر تھا، قادر ہے، اور ہمیشہ قادر رہے گا۔ یہ خلجان کہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پاخود محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیدا ہو سکنے کا امکان ہی کیا ہے۔

تو یہ مسئلہ واقعاتی پہلو ہے نہ کہ امکانی۔ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں کیا جائے گا، اور نہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جیسی کوئی اور ہستی جنم لے گی، لیکن ایسا ہی ہے جیسے کفری موت مرنے والے جنت میں نہیں جائیں گے اور انبیاء علیہم السلام دوزخ میں نہیں ڈالے جائیں گے یہ اللہ کے فیصلے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ خدا کسی کافر کو جنت میں اور نبی کو دوزخ میں بھیجنے پر قادر نہیں، خدا تو اس پر بھی قادر ہے کہ چاند سورج سے زیادہ روشنی دے اور سمندر اپنی روانی چھوڑ دیں بغیر بادل کے بارش ہو جائے اور بغیر کھائے پیئے آدمی سو سال زندہ رہے مگر ایسا ہوتا نہیں ہے کیوں کہ خدا نے اپنی مرضی سے کچھ اٹل قوانین بنا دیئے ہیں (اسی طرح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسی کوئی اور ہستی پیدا ہوئی نہیں ہے، مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ خدا میں اس کے پیدا کرنے کی قدرت بھی نہیں ہے جو شخص ایسا عقیدہ رکھے کہ خدا کو اب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا کوئی اور نبی تخلیق کرنے کی طاقت ہی نہیں رہی وہ ایمان اور عقل دونوں سے فارغ ہوا: ”ان الله على كل شيء قدير۔“ جیسی آیات کا مطلب سمجھنے کے لیے عربی دانی کی ضرورت نہیں، قرآن کا کون سا پارہ ہے جس میں یہ مضمون صاف لفظوں میں نہیں آیا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ قادر ہونے کا مطلب یہی تو ہے کہ وہ چاہے تو اس موجودہ کائنات جیسے ہزار عالم دم کے دم پیدا کر دے، وہ چاہے تو پتھر فصیح و بلیغ تقریریں کریں، اور سمندر کا پانی آسمان

کے تارے چھو لے، وہ چاہے تو ہزار آدم، لاکھ عیسیٰ اور کروڑ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آن کی آن میں خلعت وجود پہن لیں۔ اسے بس کن کہنے کی دیر ہے پھر کیا مجال ہے کہ جو کچھ اس نے ارادہ کیا ہو وہ پورا نہ ہو، ہاں ارادہ کرنا، نہ کرنا اس کی مرضی پر ہے، اس نے ارادہ کیا ہے کہ آمنہ کے بطن سے پیدا ہونے والے محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا کوئی ہم سراور مثیل پیدا نہیں کرے گا۔ لہذا ہوگا یہی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فداہ امی وابی بے مثال رہیں گے، اس نے ارادہ کیا ہے کہ جو لوگ کھلم کھلا اس کے باغی ہیں انھیں بھی رزق سے محروم نہیں کرے گا۔ لہذا ملحدوں اور دہریوں کو روٹی کھاتے آپ بھی دیکھ سکتے ہیں مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اللہ ان سے رزق سلب کر لینے پر قادر بھی نہیں۔ (تجلی ڈاک، نومبر، دسمبر ۶۳، ص: ۷۵)

جلادوان کتابوں کو جواہل توحید کو ایک دوسرے سے دست و گریباں ہونا سکھاتی ہیں ہونٹ سی دو، ان خطیبوں کے جو حرب عقائد کی آگ کو چرب زبانی کا تیل دیتے ہیں، توڑ دو وہ قلم جو تفرقہ اور نزاع کی آبیاری کرتے ہیں آج وہ وقت آچکا ہے کہ یا تو بکھری ہوئی بھیڑیں متحد ہو کر بھیڑوں سے آمادہ بہ جنگ ہوں یا پھر بھیڑیے ایک ایک بھیڑ کو چیر پھاڑ کر برابر کر دیں۔ پناہ بخدا۔

### الجواب (شارح بخاری علیہ الرحمہ)

نوری کرن کا جواب بالکل حق و صحیح ہے اور تجلی کی تعلیمیں سراسر جہالت نری ضلالت اور شان حبیب خدا و قدرت رب عز وجل سے بے خبری کا نتیجہ ہے یہ مسئلہ اصل میں اس پر مبنی ہے کہ اللہ عز وجل جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں۔ وہابیہ چوں کہ اس کے قائل ہیں کہ اللہ عز وجل جھوٹ بول سکتا ہے، اس لیے وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر چاہے تو محمد جیسا کروڑوں پیدا کر دے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ سبوح و قدوس جل و علی جھوٹ اور تمام عیوب سے پاک و منزہ ہے کہ اس پر قدرت بھی نہیں رکھتا اس لیے یہ بھی ممکن نہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا دوسرا پیدا کر سکے کیوں کہ پیدا کر سکنے یہ تعبیر امکان کی ہے اسی کو دوسرے لفظ میں یوں کہیں گے کہ یہ ممکن ہے اور ممکن کی تعریف یہ ہے کہ جس کا وقوع فرض کرنے پر کوئی خرابی لازم نہ آئے اور یہاں اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل کو ممکن مانو گے تو لازم آئے گا کہ اللہ عز وجل جھوٹا ہے۔

لہذا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثیل محال ہے جو محال کو مستلزم ہو وہ خود محال ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: ”ما کان محمد ابا احد الخ.“ اور خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہیں اس معنی میں اصلاً کوئی شک و شبہ نہیں بالکل قطعی یقینی اذعاناً اجماعی یقینی ہے۔ ایسا کہ جو خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہ مانے کافر ہے اب جب کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں تو جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل ہوگا وہ خاتم النبیین ہوگا یا نہیں اگر وہ خاتم النبیین نہ ہو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثیل نہ ہوا، اور اگر وہ بھی خاتم النبیین ہو تو حضور سید عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے پہلے ہوگا یا بعد یا ہم عصر اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے پہلے ہو تو یہ مثل محمد خاتم النبیین نہ ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں آخر النبیین کے اور یہ آخر النبیین نہیں اور اگر ہم عصر یا بعد میں ہوا تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوئے کہ آخر وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ یا جس کے بعد کوئی نہ ہوا اور بر تقدیر فرض سائل حضور کے ہم عصر یا بعد عصر اور نبی ہوا اور جب اس تقدیر پر حضور خاتم النبیین نہ ہوئے تو اس سبوح و قدوس کا فرمان جھوٹا ہوا حالاں کہ وہ کذب سے منزہ۔ لہذا اس کے حبیب اپنے مثل سے مبرا۔ اب ہر منصف غور کرے کہ تجلی اپنی تعلیٰ سے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ مثیل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قدرت نہ ماننے پر ذات الہی پر حرف آتا تھا، لیکن در پردہ حال یہ ہے کہ مثل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماننے پر ذات خداوندی پر کذب کا عیب لگتا ہے، جب تک اللہ عزوجل کو جھوٹا نہ مانیں گے اس وقت تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل ممکن نہ ہوگا اور اگر کذب باری محال تو مثل محمدی بھی محال، لیکن تجلی کے دیوبندی ایڈیٹر سے یہ مستبعد نہیں کہ وہ یہ بھی قبول کرے کہ اللہ عزوجل جھوٹ پر قادر ہے کہ اس کے بڑوں نے آیت کریمہ: ”ان اللہ علیٰ کل شیء قدير.“ سے اپنے اس گندے عقیدے پر بارہا دلیل لاکچے ہیں جس کا قاہرہ و علمائے اہل سنت نے اپنی تصانیف میں فرمایا ہے:

”مجملة ان کے ”سبحن السبوح عن عيب كذب مقبوح.“ وہ اعلیٰ قدر تصنیف اس موضوع پر ہے کہ جس کے مثل آسمان کی نظر نے آج تک نہیں دیکھی کہ مکذبان سبوح و قدوس عزوجل کی زبانیں اس کے جواب سے گنگ ہیں قلمیں شق ہیں: ”ان اللہ علیٰ کل شیء قدير.“ حق ہے مگر اس کا جو مطلب وہابی لیتے ہیں وہ باطل ہے۔ وہابی شی کو اتنا عام لیتے ہیں جو محال اور متنع کو بھی شامل ہے اگر یہ حق مان لیا جائے تو تو حید ختم ہو جائے گی کہ شی اس معنی کے اعتبار سے شریک باری کو بھی شامل ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ شریک باری بھی زیر قدرت اور جب شریک باری زیر قدرت تو تو حید باری ختم۔ تجلی کے ایڈیٹر نے جو تقریر مثل محمدی کے زیر قدرت ہونے پر جاری کی ہے بعینہ وہی تقریر شریک باری پر بھی جاری ہو سکتی ہے۔ کوئی مشرک تجلی کے ایڈیٹر سے سن کر یہ کہہ سکتا ہے کہ شریک باری بھی شی ہے اور قرآن کے ہر پارے میں یہ مضمون بتصریح مذکور ہے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

لہذا شریک باری پر بھی قادر ہوا یہ ہے ان تقویۃ الایمانی تو حید پرستوں کی تو حید کہ عداوت رسول میں ایسے اندھے اور بہرے ہیں کہ تو حید خداوندی کی بھی خبر نہیں رہتی۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ایڈیٹری اور چیز ہے اور قرآن فہمی اور شے ہر ایڈیٹر قرآن سمجھنے لگے تو ملاپ اور پرتاب اور بیچ کے ایڈیٹر اس سے سوا ہاتھ بڑے ایڈیٹر ہونے کی وجہ سے سوا ہاتھ بڑے عالم قرآن ہو گئے، چاند، سورج، دریا، سمندر، زمین و آسمان ممکنات ہیں اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہر ممکن پر اللہ عزوجل کو قدرت ہے اور یہی ”ان اللہ علیٰ کل شیء قدير.“ کا مطلب ہے کہ وہ قادر مطلق ہر ممکن پر قادر ہے۔ شریک باری مثیل محمدی دیگر محالات نہ ممکن نہ تحت قدرت، اس کی



بے ادبی دیکھیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی ایسے لیتا ہے، جیسے عام انسان ہیں مسئلہ کا جہاں تک استدلالی پہلو ہے وہ واضح ہو گیا، رہ گیا تجلی کی تعالیٰ وہ خود ہباءً منشور ہو گئی۔ اس کی اتنی لمبی چوڑی تحریر میں سوائے دشنام و افترا پر دازی و بدنامی کے اور کیا ہے۔ کہیں مسلمانوں پر یہ بہتان باندھا ہے کہ انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذہنی طور پر وہی درجہ دے رکھا ہے جو عیسائیوں نے عیسیٰ کو۔ کہیں یہ افترا کیا ہے: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب مانتے ہیں اگر تجلی کا ایڈیٹر سچا ہے تو ثبوت دے کہ دنیا کے پردے پر وہ کون مسلمان ہے جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا کا بیٹا مانتا ہے، یا عالم الغیب مانتا ہے۔ تمام دیانت دار حق پرست مسلمانوں پر لازم کہ وہ اس مفتری بہتان طراز سے اس کا مطالبہ کریں۔ اگر وہ اس کا ثبوت نہ پیش کر سکے اور ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ ہرگز ہرگز نہیں پیش کر سکتا۔ تو اس سے کہہ دیں کہ دیوبند میں بیٹھ کر دیو کے بندوں کو تم بہتان و افترا سے بہکا کر اپنا سکتے ہو مگر خدا کے مخلص بندوں پر تمہارا کوئی داؤ نہیں چل سکتا۔ ان پر ان کے شیخ نجدی کا بھی قابو نہیں۔ وہ بھی روزِ ازل ان کا استننا کر چکا ہے۔ لا غوینہم اجمعین الا عبادک المخلصین۔ ذرا اس بصیرت کے اندھے سے کوئی پوچھے کہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا کا بیٹا مانے یا عالم الغیب مانے وہ مسلمان ہی کیسا ہے کہ تو کہتا ہے کچھ مسلمان ایسے ہیں جن کی طرف تو نے یہ عقیدے منسوب کیے، انھیں مسلمان کہا۔ مسلمان جانا یہ غمازی کر رہا ہے کہ نہیں۔ آپ ہی تو وہ نہیں۔ سچ ہے۔ کانے کو ممبئی کا ایک طرف کا بازار ہمیشہ بند ہی نظر آتا ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر، جنت و دوزخ کا مالک بہ عطاے الہی مانتے ہیں، لیکن انھیں اتنی فضیلت سے وہ خدا کیسے ہو گئے۔ کیا تیرے نزدیک خدا میں بس اتنا ہی کمال ہے کہ وہ کسی کی عطا سے حاضر و ناظر اور جنت و دوزخ کا مالک ہے۔ کیا تیرا خدا اپنے کمالات میں غیر کا محتاج اور دست نگر ہے۔ حق تو یہی ہے کہ ان ظالموں نے خدا ہی کو نہیں پہچانا: ما قدروا اللہ حق قدرہ تعالی اللہ عما یقولون الظالمون علواً کبیراً۔ یہ وہابیہ کا بہت چلتا ہوا حربہ اور مغالطہ عامۃ الورود ہے۔ جہاں ہم نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات بیان کیے۔ انھوں نے بک دیا کہ دیکھو خدا بنا دیا۔ اس لیے عام مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لیے یہ مختصر فرق صفات باری و صفات محمدی میں ذکر کرتے ہیں تاکہ وہابیہ کی ابلہ فریبی ان پر کارگر نہ ہو سکے۔ اللہ عز و جل کی ذات اور اس کی جملہ صفات قدیم، واجب، غیر متناہی، غیر مخلوق، غیر متبدل، ناممکن الزوال ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اور جملہ صفات حادث ممکن، متناہی مخلوق متبدل ممکن الزوال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد شریف الحق امجدی، دارالافتاب ریلی شریف



یہ کہنا کہ میں مسلمان نہیں۔ اور روزہ وہ رکھے جس کے یہاں کھانے پینے کا ٹھکانہ نہ ہو۔ رحمٰن اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے / اپنے کو رحمٰن کہنا کفر ہے۔

مسئولہ: محمد اصغر علی، ریڈیو دوکان، مین روڈ کنکوری، ضلع رائے گڑھ، ایم پی، ۲۱/۲۱/۱۴۰۹ھ

- ① مسئلہ چند آدمی تراویح کا چندہ لینے کے لیے زید کے پاس گئے، تو زید کہتا ہے کہ میں کیوں تراویح کا چندہ دوں، میں تو مسلمان نہیں ہوں، گوشت کھا لینے اور کلمہ پڑھ لینے سے مسلمان نہیں ہوتا۔
- ② زید کے والد بکر کے پاس چند آدمی کھڑے تھے پھر اسی میں سے ایک نے پوچھا بکر سے کہ آپ روزہ کیوں نہیں رکھتے ہیں؟ تو بکر نے جواب دیا تیور بدل کر کہ روزہ وہ رکھتا ہے جس کے یہاں کھانے کا ٹھکانہ نہ ہو میں کیوں روزہ رکھوں گا، کیا میرے پاس کھانے کی کمی ہے جو میں روزہ رکھوں۔
- ③ زید کے والد بکر ایک صحیح سنی العقیدہ عالم کے بارے میں کہتا ہے چند آدمی کے سامنے کہ میں رحمٰن ہوں اور وہ شیطان ہے۔ رحمٰن اور شیطان ایک جگہ اکٹھا نہیں ہو سکتے۔ اس لیے تمہاری شادی میں شرکت نہیں کیا، چوں کہ تم نے شیطان کو بلوا کر نکاح پڑھوایا۔ مذکورہ بالا سوالات کے جوابات بہ حوالہ کتب فقہیہ اور قرآن وحدیث کی روشنی میں دیں۔

### الجواب

- ① زید کا یہ قول دو احتمال رکھتا ہے۔ اول یہ کہ کسی نے بھی اس کے بارے میں یہ کہا ہو کہ یہ مسلمان نہیں محض گوشت کھا لینے اور کلمہ پڑھ لینے سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا۔ زید نے بہ طور تعریض یہ جملہ کہا ہو ایسی صورت میں زید کا فرہ نہ ہوگا۔ البتہ اس کو ایسی بات ہرگز نہیں کہنی چاہیے تھی۔ دوسرے یہ کہ واقعی زید اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا اس بنا پر اس نے ایسا کہا۔ اس صورت میں اس قول کی وجہ سے واقعی وہ مسلمان نہ رہا، کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے سارے نیک اعمال اکارت ہو گئے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اس کلمہ کفر سے توبہ کرے اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو دوبارہ نکاح کرے۔ اگر توبہ و تجدید ایمان کر لے فہا ورنہ مسلمان اس سے بالکلیہ مقاطعہ کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② بکر اپنے اس قول کی وجہ سے کافر و مرتد ہو گیا اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اور اس میں روزے کی تحقیر اور اس کا استہزاء ہے۔ ثانیاً روزے کی فرضیت سے انکار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

- ③ بکر نے اپنے آپ کو رحمٰن کہا اس کی وجہ سے وہ کافر و مرتد ہو گیا۔ رحمٰن اللہ عزوجل کے اسمائے مختصہ میں سے ہے۔ مجمع الانہر اور شرح فقہ اکبر میں ہے۔ جس نے کسی مخلوق کو رحمٰن، قدوس کہا وہ کافر ہے، اس نے ایک سنی

عالم کو شیطان کہا، یہ بھی سخت حرام و گناہ ہے، کسی عالم کو گالی دینا گناہ ہے بشرط یہ کہ یہ عالم سنی صحیح العقیدہ ہو اور اگر یہ عالم بد مذہب، وہابی، غیر مقلد، دیوبندی، تبلیغی، مودودی ہو تو اسے شیطان کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ اللہ و رسول میں کوئی فرق نہیں / یہ کہنا کہ اللہ کو سجدہ کرنا گویا حضور کو سجدہ کرنا / مرتد کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟

مسئولہ: عبدالرحمن قادری، ناز ٹیلر، آریٹ پور، جمشید پور، بہار

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں؟  
اگر کسی مسلمان نے یہ کہا کہ اللہ و رسول میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نعوذ باللہ! حضور اللہ کے جسم میں ہیں۔ گویا کہ اللہ کو سجدہ کرنا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو سجدہ کرنا برابر ہے۔ یا کسی نے یہ کہا کہ اللہ کیسے ہیں اور اس وقت کیا کر رہے ہیں۔ تو یہ کہنے سے اس کا ایمان خطرے میں ہے یا نہیں، یا ایمان چلا گیا۔ جواب مرحمت فرمائیں۔

### الجواب

یہ شخص ایمان سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس نے ایک ساتھ کئی کفریات کیں۔ اس نے اللہ کے لیے جسم ثابت کیا، ہر جسم حادث ہے، اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے نہ حادث، وہ قدیم ازلی ابدی ہے۔ اس نے کہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے جسم سے ہیں یہ بھی کفر ہے۔ اس نے کہا اللہ کو سجدہ کرنا حضور کو سجدہ کرنا برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ تعبدی کیا جاتا ہے، اور حضور کے لیے سجدہ تعبدی کرنا شرک۔ سجدہ تعبدی تو بڑی چیز ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سجدہ تعظیمی بھی حرام۔ اس شخص پر فرض ہے کہ فوراً ان کلمات کفریہ سے توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو۔ بیوی کو رکھنا چاہے تو اس سے نکاح جدید کرے، اور اگر یہ توبہ، تجدید ایمان و نکاح نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام، بند کر دیں۔ مرجائے تو اس کے غسل و کفن دفن جنازے میں شریک نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## لا حول ولا قوة الا باللہ، کومانے سے انکار کرنا کیسا ہے؟ مرتد کا حکم

مسئولہ: عبداللہ خاں پٹھان، محمد بخش، پوسٹ سدری، ضلع باڑ میر، ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

**مسئلہ** ایک شخص نے کسی موقع پر ”لا حول ولا قوة الا باللہ“ یہ جملہ پڑھا اور دوسرے شخص نے اس جملے کو سن کر اعتراض کیا کہ اس جملے میں کیا رکھا ہے۔ ”سبحن اللہ“ میں اس کو نہیں مانتا ہوں، ایسے شخص

کے لیے شرعی کیا حکم ہے؟

### الجواب

اس نے ”لا حول ولا قوة الا باللہ“ سن کر یہ کہا ”اس جملے میں کیا رکھا ہے میں اس کو نہیں مانتا“ اگر اسے اس جملہ مبارکہ کا معنی معلوم ہے پھر وہ کہا تو اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ کر کے کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی کو رکھنا چاہے تو اس سے جدید نکاح کرے اور اگر وہ توبہ نہ کرے کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ ہو تو مسلمان اس کے غسل و کفن و دفن جنازے میں شریک نہ ہوں، میل جول، سلام کلام بند کر دیں اور اگر اس کو اس کا معنی معلوم نہیں تو بھی اس پر توبہ فرض ہے۔ اتنا تو ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ یہ ایک متبرک کلمہ ہے، حدیث میں ہے کہ یہ کلمہ مبارکہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے<sup>(۱)</sup>۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے کہ عشق الہی میں بندہ گمراہ بھی ہو سکتا ہے

مسئلہ: نعیم احمد برکاتی، ایجنسی بک کالپت، ہبلی، کرناٹک، ۲۳ رجب ۱۴۱۰ھ

کیا یہ سچ ہے کہ عشق الہی میں بندہ گمراہ بھی ہو سکتا ہے مگر عشق رسول میں نہیں، کیوں کہ انا الحق اور انا اللہ کہنے والوں کی تو مثالیں آج بھی ملتی ہیں۔ مگر انا النبی اور انا الرسول کہنے والے کی مثال آج تک اس دنیا میں کہیں نہیں ملی۔

### الجواب

یہ کہنا کہ عشق الہی میں بندہ گمراہ بھی ہو سکتا ہے۔ بہت سخت کلمہ ہے، اس سے رجوع لازم ہے۔ عشق الہی سے کوئی بھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ ”انا الحق“ وغیرہ کہنے والے گمراہ نہیں عارف باللہ اور مغلوب الحال تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کفر ہے کہ لا الہ الا اللہ، کہنا صحیح نہیں

مسئلہ: حاجی کے ایس۔ ملا، کنداپور، کرناٹک، ۱۹ محرم ۱۴۱۱ھ

ایک مولانا کا کہنا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنا صحیح نہیں، اور صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے جنت میں نہیں جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ اسلام کا اول کلمہ ہے اور اس پر ایمان ہے، اس کے علاوہ بعض مواقع پر لا الہ الا اللہ تسبیح کا لفظ بولتے ہیں۔ کیا کسی شخص کا یہ کہنا درست ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنا صحیح نہیں؟

### الجواب

یہ کہنا کہ لا الہ الا اللہ کہنا صحیح نہیں، کلمہ کفر ہے۔ جس نے ایسا کہا وہ اسلام سے خارج ہو کر کافر مرتد ہو گیا،

اس کے تمام اعمالِ حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر اس سے توبہ کرے، دل سے سچ مانے کہ لا الہ الا اللہ حق ہے، پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو۔ لا الہ الا اللہ کلمہ برحق ہے، اسے صحیح نہ کہنا اسلام کو جھٹلانا ہے۔ قرآن مجید کی کثیر آیات و احادیث کی تکذیب ہے۔ البتہ مومن ہونے کے لیے صرف لا الہ الا اللہ کی تصدیق اور اقرار کافی نہیں، ساتھ ہی ساتھ محمد رسول اللہ کی بھی تصدیق اور اقرار ضروری ہے۔ لا الہ الا اللہ کے معنی ہیں سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، اس میں صرف توحید مذکور ہے، صرف توحید کی تصدیق اور اقرار مومن ہونے کے لیے کافی نہیں۔ توحید کے ساتھ ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق اور اقرار بھی ضروری ہے۔ کسی کلمہ کا حق ہونا اور ذکر ہونا اور بات ہے اور مومن ہونے کے لیے کن کن باتوں کی تصدیق اور اقرار ہونا ضروری ہے، یہ الگ بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ خدا سے مانگنا جرم ہے، کفر ہے

مسئولہ: عبدالغفور، چھپرہ، بہار، ۲۶/ ذوقعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ زید کہتا ہے کہ خدا سے مانگنا جرم ہے، وہ تو سب دیکھتا، جانتا ہے۔

الجواب

یہ کہنا کہ خدا سے مانگنا جرم ہے، یہ کلمہ کفر ہے اور قائل کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ وارث کہنا کیسا ہے

مسئولہ: عبدالغفور، چھپرہ، بہار، ۲۶/ ذوقعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ جن کے پیر کا نام وارث ہو اور وہ لوگ اللہ وارث اور یا وارث کہتے ہیں، تو کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر ان لوگوں کی مراد یہ ہے کہ اللہ وارث ہے تو اس جملے میں کوئی حرج نہیں، اور معاذ اللہ حضرت حاجی وارث علی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کہتے ہیں تو صریح شرک۔ یا وارث کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت ماننا کفر ہے

مسئلہ نوٹ: (رجسٹرڈ میں سوال منقول نہیں ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ملفوف ۱۴/ ذوالحجہ کو ملا آپ نے بڑے اہم اتنے سوالات کر دیئے ہیں کہ ان سب کا بہ قدر ضرورت



جواب دینے کے لیے کم از کم ایک ہفتہ صرف ہوگا۔ جب کہ دوسرے تمام کام بند کر دیئے جائیں، اور یہ ذرا میرے لیے مشکل ہے یہ سارے سوالات مناظرانہ ہیں۔ اب اگر دارالافتا کو بھی آپ لوگ دارالمنظرہ بنالیں گے تو فتویٰ کون لکھے گا۔ مفتی مظفر حسین صاحب زید مجدہم نے اپنے فتوے میں فقہ حنفی کی پانچ چھ انتہائی معتمد کتابوں سے ظاہر کر دیا کہ اللہ کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے۔ جو لوگ سنی حنفی ہیں ان کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ پروفیسر ہونے کا مطلب مجتہد نہیں ہوتا کہ وہ پوری امت کے اجماعی عقیدے کو چیلنج کرے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے، سوائے چند گمراہ فرقوں کے اور کسی کا یہ قول نہیں۔ پروفیسر صاحب اصل میں مکان اور جگہ کے معنی نہیں جانتے ورنہ وہ کبھی اس کی جرأت نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ مکان جگہ اس جسم کو کہتے ہیں جس کے نیچے کی سطح مکان میں رہنے والے کی اوپر کی سطح کو گھیرے ہوئے ہو، اور اس سے ملی ہوئی ہو۔ مثلاً کہیں آپ بیٹھے ہوں تو آپ کی جگہ اور مکان ہوا کی وہ چلی سطح ہے جو آپ کو گھیرے ہوئے ہے۔ غرض کہ ہر جگہ مکان آپ کو گھیرے ہوتا ہے، اور یہ سارے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات محدود نہیں، غیر متناہی بالفعل ہے، اس کی کوئی حد نہیں نیز اگر اللہ عزوجل کی ذات کو محدود مانیں تو یہ قرآن کا انکار لازم آئے گا کہ فرمایا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ“۔<sup>(۱)</sup> سنو! یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے۔

اور جب بنص قرآن اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے تو پھر اس کو کوئی چیز گھیر نہیں سکتی اور ایسا قول کرنا جس سے لازم آئے اس کو کوئی چیز گھیرے ہوئے ہے، اس آیت کریمہ کے انکار ہونے کی وجہ سے کفر ہے۔ آپ نے جو آیات لکھی ہیں اگر ان کا وہی مطلب ہے جو آپ بیان کر رہے ہیں تو قرآن میں تعارض لازم آئے گا۔ مثلاً ”فَإِن نَفْسُكُمْ“ کا مطلب آپ نے یہ سمجھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ذات میں ہے، تو ہماری ذات ظرف ہوئی اور ہر ظرف منظر و ف کو گھیرے ہوتا ہے۔ لازم آیا کہ اللہ تعالیٰ محدود اور منظر و ف ہے۔ اسی طرح آیت کریمہ ”الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى“ کا مطلب آپ نے یہ سمجھا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے تو لازم آیا کہ عرش اس کو گھیرے ہوئے ہے، تو اللہ تعالیٰ محدود ہو گیا، نیز لازم آیا کہ اللہ تعالیٰ عرش کو گھیرے ہوئے نہیں تو وہ آیت کریمہ ”وَكُلُّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ“ کا انکار ہو گیا، نیز پروفیسر صاحب کی بات بھی باطل ہو گئی۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور جب آیت کریمہ کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ وہ عرش پر ہے تو لازم آیا کہ وہ عرش کے نیچے نہیں تو پھر ہر جگہ موجود کہاں رہا۔

برادرِ من! قرآن کے دقائق کو سمجھنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں عوام کے مناسب۔ اب صرف یہ گزارش ہے کہ قرآن مجید کی آیات دو قسم کی ہیں متشابہات اور محکمات، جیسا کہ سورہ ال عمران کے شروع میں ہے۔ آپ کنز الایمان اور اس کی تفسیر خزائن العرفان میں اس کی تفسیر دیکھ لیں، یا پھر کسی بھی تفسیر میں دیکھ لیں۔ اللہ عزوجل نے نہایت وضاحت سے فرمایا۔ ارشاد ہے:

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جداول عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی

آيَاتٌ مُّحْكَمَتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَبِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا. (۱)

قرآن کی کچھ آیتیں محکمات ہیں، وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہات۔ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں فتنہ چاہنے کے لیے اور اس کا معنی معلوم کرنے کے لیے حالاں کہ اس کا صحیح معنی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، سب اللہ کے پاس سے ہے۔

اس آیت کو بغور پڑھیے اور ذہن میں بٹھائیے۔ صاف صاف تصریح ہے کہ متشابہات کے صحیح معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا (مگر یہ کہ جسے اللہ بتائے)۔ متشابہات کی پیروی وہ لوگ کرتے ہیں جن کے دلوں میں کجی ہے۔ جو لوگ فتنہ چاہتے ہیں اور پختہ علم والوں کا کام یہ ہے جو یہ کہتے ہیں ہم سب پر ایمان لائے، خواہ اس کے معنی جانیں یا نہ جانیں، ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ یہ آیت کریمہ: ”الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى“ (۲) اور ”فِي أَنْفُسِكُمْ“ اور ”وَهُوَ مَعَكُمْ“ اور ”يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ“ اور ”مَطُورِيَاتُ بَيْمِينِهِ“ متشابہات ہیں۔ اس سے اللہ کی کیا مراد ہے، اللہ خوب جانتا ہے۔ ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم اس پر ایمان لائیں اور اس کے معنی کو اللہ کے سپرد کریں نہ کہ اس کا اردو ترجمہ دیکھ کر اپنی ناقص سمجھ میں جو آئے اسی پر اعتقاد رکھیں اور اسی کو لوگوں سے منوائیں۔ یہ طریقہ مسلمانوں کا نہیں۔ یہ ان لوگوں کا طریقہ ہے جن کے دلوں میں کجی ہے، جو گم راہ بد دین ہیں۔ بعض آیتیں ایسی بھی پیش کی ہیں جس کا اس بحث سے کوئی تعلق ہی نہیں: ”اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“ (۳)

اس آیت کریمہ میں نور مصدر ہے اور معنی میں منور کے ہے یعنی روشن کرنے والا۔ اس میں کیا اشکال ہے، مصدر بہ معنی اسم فاعل دنیا کی ہر زبان میں شائع و ذائع ہے اور اگر پروفیسر صاحب کے بتانے کے مطابق نور کے معنی روشنی لیں تو پھر کفر، اس لیے کہ روشنی کسی چیز سے پیدا ہوتی ہے از خود پیدا نہیں ہوتی، مثلاً چراغ سے، چاند و سورج سے تو لازم آیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج ہے اور یہ کفر قرآن کریم میں صاف بتایا، اللہ تعالیٰ غنی ہے، کسی کا محتاج نہیں اور اگر نور سے مراد جلوہ لیں تو یہ حق ہے اور یہ کہنا صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہر جگہ ہے۔ جلوے کا موجود ہونا اور بات ہے اور تجلی کی ذات کا موجود ہونا اور بات ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، ضرور کفر ہے، اس پر اہل سنت کا اجماع ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے: ”لَوْ قَالَ هَكَذَا بِالْفَارِسِيَّةِ نَهْ مَكَانِي زَتْوَ خَالِي نَهْ تَوْ دَرْهِيْجْ مَكَانِي فَهَكَذَا كَفَرُ لَأَنَّ فِيْهِ نِسْبَةَ الْمَكَانِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى“ (۴)

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ ال عمران، آیت: ۷، پ: ۳ ﴿۲﴾ قرآن مجید، سورۃ طہ، آیت: ۵، پ: ۱۶

﴿۳﴾ قرآن مجید، سورۃ النور، آیت: ۳۵، پ: ۱۸

﴿۴﴾ حدیقہ ندیہ، ج: ۱، ص: ۲۰۵

ہم عوام کے لیے یہی کافی ہے کہ جب اس پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے تو یہ حق ہے۔ اگر ہماری سمجھ میں نہ آئے تو یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے۔ قرآن مجید اور احادیث کا سمجھنا ہمہ وشما کا کام نہیں حقیقت میں یہ مجتہد کا کام ہے اور مجتہدین کے بتانے سے فقہاء کا۔ مجتہد ہونے کے لیے اٹھارہ علوم کی احتیاج ہے، ہمہ وشما کیا ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس سال کی مدت میں صرف سورۃ بقرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا تھا۔ امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو اس سے ستر اونٹ بوجھل ہو جائیں گے۔ اخیر میں آپ حضرات کے لیے میری نصیحت یہی ہے کہ فتاویٰ رضویہ اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تصنیفات اور بہار شریعت میں جو کچھ لکھا ہے انھیں کے مطابق اعتقاد رکھیں، انھیں کے مطابق عمل کریں، ضد اور ہٹ کا کوئی علاج نہیں۔ کفار قریش نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا اور ایمان نہیں لائے، اس کا کسی کے پاس کیا علاج۔ بہر حال پروفیسر نظام الدین صاحب پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ آپ نے معین الدین کے بارے میں جو کچھ لکھا اور امام صاحب کے بارے میں اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لا تنظر الی من قال انظر الی ما قال۔ اسے مت دیکھ کون کہہ رہا ہے، یہ دیکھ کیا کہہ رہا

ہے۔

معین الدین جب بہار شریعت پڑھ کر سن رہا ہے تو اس کے سننے میں کیا حرج ہے۔ اسے پروفیسر صاحب نے یہ کہہ کراڑا دیا کہ اس کا سمجھنا سب کا کام نہیں، علما کا کام ہے، اور پھر پوری امت سے زیادہ قرآن مجید کو سمجھنے والے بن بیٹھے اور اہل سنت کے اجماعی عقیدے کے خلاف قرآن سے دلیل لانے لگے۔ یعنی علمائے اہل سنت نے قرآن کو نہیں سمجھا ہے، پروفیسر صاحب نے تنہا سمجھا۔ غنیۃ الطالبین سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے بھی یا نہیں یہ خود مختلف فیہ ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس میں الحاقات ہیں، یعنی بد مذہبوں نے اپنی طرف سے بڑھادی ہیں۔ یہی حال تذکرۃ الاولیاء کا بھی ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں ایسے ایسے اقوال ہیں کہ اگر میں لکھ کر آپ کے پاس بھیجوں تو آپ چکر جائیں گے۔ وحدۃ الوجود کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ سب باتیں اتنی تفصیل چاہتی ہیں، ان سب کو لکھنے کے لیے دفتر چاہیے۔ چوں کہ آپ کو انتظار ہوگا، اس لیے یہ چند سطریں اصل بنیادی مسئلہ کے متعلق لکھوا دی ہیں، امید ہے کہ آپ کی اس تسلی ہو جائے گی۔ آپ کا اصل سوال رکھ لیا ہے کہ شاید کبھی موقع ملے تو مفصل جواب لکھوا دوں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا عبادت کی جگہ لفظ پوجا استعمال کرنا ممنوع ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عز و جل کہنا ممنوع ہے۔

مسئلہ: سید غوث محمد قادری، مدرس انوار الاسلام، قصبہ، سکندر پور، ضلع بستی، یوپی

﴿مسئلہ﴾ لفظ عبادت کی جگہ پوجا کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ زید کا کہنا ہے کہ پوجا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں بولا جاتا، کیوں کہ یہ غیر مسلموں کے خاص دھرم کا لفظ ہے، اور یہ کہ جب ہمارے یہاں لفظ عبادت موجود ہے تو بلا وجہ پوجا کا لفظ مسلم اور غیر مسلم دونوں ہی استعمال کرتے ہیں۔ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ عمرو یہ کہتا ہے کہ پوجا لفظ عبادت کا ترجمہ و معنی ہے، اور عام طور پر بولا جاتا ہے۔ کسی مذہب و دھرم والوں کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ جیسے خدا پرست، حق پرست اور پیر پرست وغیرہ اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ زید و عمرو میں کس کا قول صحیح اور حق بہ جانب، براہ کرم مدلل و تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ مینوا اتوجروا۔

### الجواب

یہ مسئلہ بڑا مشکل ہے یہ صحیح ہے کہ عبادت کے معنی پوجا کے ہیں اسی لیے ”ایاک نعبد“ کا ترجمہ بہت سے مترجمین نے یہی کیا ہے ہم تجھی کو پوجیں ہم تجھی کو پوجتے ہیں۔ لیکن عرف عام میں پوجا بتوں کی پرستش کے معنی میں شائع و ذائع ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے زید پوجا کرتا ہے تو اول وہلہ میں ذہن اسی طرف جائے گا کہ معاذ اللہ وہ بتوں کی پوجا کرتا ہے۔ اس لیے روزمرہ کے استعمال میں عبادت کی جگہ پوجا بولنا ممنوع ہونا چاہیے۔ رہ گیا ”ایاک نعبد“ کا ترجمہ تو چوں کہ یہ آیت کریمہ حقیقت میں مشرکین پر تعریض ہے اور تعریض اس وقت واضح ہوگی جب انھیں کے الفاظ میں جس کے معانی کو وہ جانتے ہیں، تعریض کی جائے اور اگر آپ ایسے الفاظ سے تعریض کریں جس کو وہ سمجھ نہ پائیں تو تعریض ہی نہ ہوگی۔ اس لیے اس آیت کریمہ میں ”پوجا“ کا لفظ کے ترجمے میں پوجا کا لفظ زیادہ مناسب ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی صفت یہ بیان ہوئی: ”وَيَعْلَمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ“ (۱) اس آیت کی روشنی میں لغوی معنی کے اعتبار سے یقیناً اللہ تعالیٰ معلم ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو معلم کہنا ممنوع ہے۔ اس لیے عرف عام میں معلم مکتب میں بچوں کو پڑھانے والے کو کہتے ہیں۔ اس کے باوجود قرآن مجید کا ترجمہ یہی کیا جائے گا اور کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان باتوں کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ عز و جل کے معنی ہیں عزت والا، جلالت والا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ



وسلم مخلوقات میں سب سے زیادہ عزت و جلالت والے ہیں۔ مگر علمائے تحریر فرمایا ہے کہ چوں کہ عرف میں اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ بولا جاتا ہے اس لیے محمد عزوجل کہنا ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## لا الہ الا اللہ کو کلمہ طیبہ کیوں کہا جاتا ہے

مسئولہ: منظور حسین، شاہ محمد پور، مبارک پور، ۱۱ شعبان ۱۳۹۹ھ

﴿مسئلہ﴾ ① ”لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ“ کو عوام و خواص کلمہ طیبہ یا پہلا کلمہ کہتے ہیں آخر کیوں؟

② کلمہ طیبہ کا دو جز ہے ان دو جزوں کا ثبوت یک جائی طور پر کسی حدیث سے ہے کہ نہیں۔ زید کہتا ہے کہ مذکورہ الفاظ کی ترتیب یک جائی طور پر کسی حدیث میں نہیں ملتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کلمے کا ثبوت جسے ہم کلمہ طیبہ یا پہلا کلمہ کہتے ہیں حدیث سے ملتا ہے کہ نہیں؟

③ اور اسلام میں داخل فرماتے وقت سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ کلمہ پڑھایا ہے یا کلمہ شہادت یعنی: ”اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبده و رسوله“۔

④ جو کتابوں میں پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں کلمہ ایمان مجمل، ایمان مفصل کے نام سے الگ الگ کلمے لکھے جاتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے کیا ایک مسلمان کے لیے ان تمام کلموں کا الگ الگ پڑھنا اور یاد رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟ جواب مفصل دیں۔

### الجواب

① قرآن کریم میں فرمایا گیا: مثلاً ”كَلِمَةً طَيِّبَةً“ (۱) اس کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ ”كَلِمَةً طَيِّبَةً شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ“ اس لیے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا نام کلمہ طیبہ رکھا گیا، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو مروی ہے اس سے پورا کلمہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

②-③ متعدد احادیث میں دونوں یک جائی طور پر مذکور ہیں۔ ان میں سے مشہور حدیث جبریل اور حدیث وفد عبدالقیس ہے۔ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت میں باعتبار معنی بہت تھوڑا فرق ہے۔ کلمہ طیبہ میں لفظ ”اشہد“ نہیں اور ”عبده و رسوله“ کے بجائے ”رسول اللہ“ ہے۔ احادیث میں دونوں طرح وارد ہے۔ بعض میں ”شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ“ (۲) اور یہ بھی وارد ہے: ”ان محمدا عبده“

قرآن مجید، سورۃ ابراہیم، پارہ: ۱۳، آیت: ۲۴

مسلم شریف، ج: ۱، ص: ۳۳، کتاب الایمان، مطبع مجلس برکات، اشرفیہ

ورد سولہ: (۱) تو ایک کا نام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے بہ موجب کلمہ طیبہ رکھا اور ایک کا نام کلمہ شہادت اس لیے کہ اس میں لفظ ”اشہد“ داخل ہے۔ سچی شہادت یہ ہے کہ کسی بات کو سچے دل سے مان کر زبان سے اسے یقین کے ساتھ بیان کرنا اور یہ کہنا کہ اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو داخل اسلام کرتے تو بنیادی طور پر اللہ عز و جل کی وحدانیت اور اپنی رسالت کا اقرار کراتے۔ اس کے لیے الفاظ مختلف ہوتے، مگر سب کا مفہوم یہ ضرور ہوتا کبھی کبھی اور مزید تفصیل ہوتی، کبھی تو حید و رسالت کے اقرار پر اکتفا کرتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷ یہ تو نہیں معلوم ہو سکا کہ ان پانچوں کلمے کی یہ ترتیب اور نام کس نے اور کیسے مرتب کی۔ مگر ان پانچوں کلموں میں جو الفاظ ہیں وہ اکٹھا تو نہیں اور اسی ترتیب سے نہیں مگر متفرق طور پر احادیث کریمہ میں موجود ہیں ان ساتوں کلمہ میں جو کچھ ہے سب کا حق ماننا ان پر ایمان رکھنا اور بہ وقت ضرورت زبان سے ان سب کا اقرار کرنا لازم ہے۔ یعنی یہی الفاظ ضروری نہیں مگر ان سب کے معانی کو حق جاننا اور اس کا اقرار کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ وہ اپنے الفاظ میں ہوں، اس کی مثال نماز ہے کہ کسی ایک حدیث میں نماز کے جملہ فرائض و واجبات و سنن و مستحبات مذکور نہیں۔ متفرق احادیث میں ہیں فقہانے ان مختلف احادیث سے اخذ کر کے فقہ کی کتابوں میں جمع فرمادیا ہے۔ اسی طرح ان پانچوں یا ساتوں کلموں کی حقیقت ہے۔ ان کلموں میں جو کچھ ہے ان سب کا ماننا اور ان سب کا اقرار کرنا ضروری ہے۔ وہ اگرچہ اس ترتیب کے ساتھ یک جائی طور پر ایک حدیث میں نہیں مگر متفرق احادیث میں ہیں، ان کو کسی نے جمع کر دیا ہے۔ لہذا ان کا پڑھنا ثواب ہے اور ان کے معانی کو حق جاننا عین ایمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ایمان مرکب ہے یا بسیط

مسئلہ: حافظ غلام رسول، مقام و پوسٹ پرتاپ پور، ضلع سرگوجہ، ایم پی، ۲۷/ربیع الآخرہ ۱۴۱۰ھ

❸ ایمان مرکب ہے یا بسیط؟ یعنی ایمان عمل سے بڑھتا ہے۔ گھٹتا ہے کہ نہیں؟ خصوصاً دیوبندی عقیدہ کے بالمقابل اہل سنت کا مسلک؟

## الجواب

ایمان بسیط ہے۔ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے۔ جس میں عمل سے کوئی زیادتی یا کمی نہیں ہوتی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی مقدار نہیں گھٹتی بڑھتی۔ لیکن کیفیت گھٹتی بڑھتی ہے۔ یعنی یقین کی قوت زیادہ اور کم ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: ”وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِی“ تفصیل کے لیے نزہۃ

القاری جلد اول کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پیر کو اللہ کہنا کفر و شرک ہے؟ / نقل کفر، کفر نہیں۔

مسلمانوں پر کفر کا بہتان باندھنا کفر ہے۔

مسئلہ: محمد یونس قادری، قاضی شہزاد بھٹی، مکان نمبر ۱۱۴، پلاٹ نمبر ۴۱، مالونی ملاڈ ویسٹ ممبئی، ۱۶/۱۲/۱۴۱۲ھ

**مسئلہ** زید سید سنی پیر اور امام ہے۔ نیاز غوثیہ کے موقع پر علما اور عوام کی مجلس میں زید اور ایک عالم خالد سے گفتگو ہو رہی تھی جس کے قریب علما اور حفاظ بھی بیٹھے ہوئے تھے، دوران گفتگو خالد نے کہا کہ اللہ رسول کے بعد پیر کا مقام ہے اس زید، پیر نے کہا کہ میرے سلسلہ بیعت صابریہ میں پیر کو اللہ مانتے ہیں۔ دودن بعد خالد زید کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ آپ نے جو نیاز غوثیہ کے موقع پر فرمایا تھا اس پر بہت ہی کافی خلفشار مچا ہوا ہے، تو اس وقت زید پیر نے کہا میں نے یہ کہا ہے کہ میرے سلسلہ صابریہ میں پیر کو اللہ مانتے ہیں۔ جب کہ اسی نیاز غوثیہ میں موجود دوسرے عالم بکر نے بھی زید کا وہ قول یعنی میرے سلسلہ صابریہ میں پیر کو اللہ مانتے ہیں۔ سنا ہے پھر کچھ دنوں بعد یہ بات پورے عوام میں پھیل گئی، اس کے بعد علما اور عوام کی ایک نشست ہوئی۔ جب قول زید پیر پر بات شروع ہوئی تو ایک دوسرا عالم عمرو جو نیاز غوثیہ کے موقع پر موجود تھا انھوں نے کہا کہ ہم نے حضرت (زید) کو کہتے سنا ہے کہ ہمارے سلسلہ صابریہ میں بعض لوگ پیر کو اللہ مانتے ہیں، اور وہی قول عمرو ایک حافظ نے بھی سنا ہے۔ پھر جب افتا کی بات آئی تو عمرو نے اپنے بیان میں کچھ تبدیلی شروع کر دی کبھی کبھی کہتا ہے ”لوگ“ اور کبھی کہتا ہے ”بعض لوگ“ اس کے بعد زید پیر نے بکر عالم دین سے کہا کہ تم منبر رسول پر بیٹھ کر اور اپنے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں اپنے ایک بچے لے کر قسم کھاؤ کہ تم نے وہی سنا ہے تو میں مان لوں گا۔ اس پر بکر عالم نے برجستہ کہا ایک ہی بچہ کیا میں تینوں بچوں کو لے کر قسم کھانے کے لیے تیار ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ میرے سلسلہ بیعت صابریہ میں پیر کو اللہ مانتے ہیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ عمرو اور حافظ بھی قرآن و اولاد لے کر قسم کھائیں، اس پر عمرو عالم نے انکار کیا۔ جب کہ بکر عالم خالد بھی قسم کھانے کے لیے تیار ہے کہ زید پیر نے وہی کہا ہے یعنی ہمارے سلسلہ صابریہ میں پیر کو اللہ مانتے ہیں۔ صورت بالا میں زید پیر پر شرع کا کیا حکم ہے؟ اگر کفر ہے تو تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح و بیعت بھی ہے یا نہیں؟ اور حالت کفر میں پڑھی اور پڑھائی نمازوں کا اور ایسے ہی ان ایام میں جتنے نکاح پڑھایا اور جتنے لوگوں کو بیعت کیا اور ماقبل مریدوں پر کیا ہوگا۔ پیر کی خلافت باقی رہی یا نہیں؟ پیر کو اللہ ماننے یا اللہ میاں کہنے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟

## الجواب

پیر کو اللہ ماننا بھی کفر و شرک اور پیر کو ”اللہ میاں“ کہنا بھی کفر و شرک، اب اگر واقعی زید کے سلسلے میں کچھ ایسے کافر و مشرک ہیں جو پیر کو اللہ مانتے ہیں، یا پیر کو اللہ میاں کہتے ہیں تو زید پر اس لفظ کے کہنے کی وجہ سے کوئی الزام نہیں اس لیے کہ زید نے ایک واقعی بات نقل کی ہے اور نقل کفر، کفر نہیں۔ مگر ضروری ہوگا کہ زید اس کا ثبوت دے کہ ہمارے سلسلے میں فلاں نے یہ کہا ہے یا اس کا اعتقاد ہے، محض زبانی زور بیانی سے کام نہیں چلے گا، اور اگر اس کے سلسلے میں کوئی شخص ایسا نہیں جو پیر کو اللہ مانے یا پیر کو اللہ میاں کہے۔ تو زید نے مسلمانوں پر ایک کفر کا بہتان باندھا ہے جس کی وجہ سے وہ خود کفر میں پھنس گیا ہے۔ حدیث میں ہے: ”من قال لا خیه یا کافر فقد باء بها احدهما۔“ (۱)

کسی کو کافر یا یہ کہنا کہ اس کا عقیدہ کفری ہے، ایک ہی بات ہے۔ اس لیے زید کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ اس کی اپنے پیر سے بیعت نسخ ہو گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر اس سے توبہ کرے کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اگر بیوی کو رکھنا چاہے تو دوبارہ مہر جدید کے ساتھ نکاح کرے۔ زید کے جتنے مریدین تھے ان سب کی بیعت نسخ ہو گئی۔ ان سب کو چاہیے کہ کسی اور پیر جامع شرائط بیعت سے مرید ہوں اور زید توبہ تجدید ایمان و نکاح کے بعد بھی کسی کو مرید نہیں کر سکتا، کیوں کہ اس کی بیعت و خلافت اب ختم ہو چکی ہے اگر وہ پیری مریدی کا کاروبار کرنا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ کسی اور پیر جامع شرائط بیعت سے مرید ہو اور خلافت حاصل کر لے پھر پیری مریدی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ کو انگوٹھی کہنا کفر ہے

مسئولہ: ظہیر الدین انصاری، مہنداول، ضلع سنت کبیر نگر، ۲۷/۲ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ شادی کی ایک تقریب میں قوال پارٹی گانا گارہی تھی، جس میں قوال نے مندرجہ ذیل شعر بھی گایا:

اس بات سے کوئی انکار نہیں سکتا ”اللہ انگوٹھی ہے محمد ہیں نگینہ“

مذکورہ شعر کے بارے میں زید کا کہنا ہے کہ یہ شعر خلاف شرع ہے، اللہ کو انگوٹھی کہنا اور اس انگوٹھی کا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نگینہ قرار دینا جہالت ہے۔ مذکورہ شعر اپنے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے حد کفر کو پہنچتا ہے۔

بمکر کا کہنا ہے کہ یہ شعر صحیح ہے اس میں کوئی قباحت نہیں، بمکر کا یہ بھی کہنا ہے کہ اللہ انگوٹھی ہے، اس سے مراد



اللہ کی مخلوق انگوٹھی ہے ہو سکتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی بات صحیح ہے یا بکر کی، اگر زید کی بات صحیح ہے تو پھر مذکورہ شعر پڑھنے والے قوال، اس کے ہم نوا، قوالی کرانے والے اور بہ خوشی اس کے سننے والوں کے لیے نیز بکر کے بارے میں کیا حکم ہے، اور اگر بکر کی بات صحیح ہے تو پھر زید جس نے اس شعر کو خلاف شرع قرار دیا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بینوا تو جروا۔

### الجواب

یہ شعر یقیناً کفر ہے۔ اللہ عزوجل کو انگوٹھی کہنا اس کی تحقیر ہے۔ جس قوال نے یہ شعر پڑھا اس پر اور جن لوگوں نے اس کو پسند کیا ان سب پر توبہ اور تجدید ایمان و نکاح فرض ہے، بلکہ مجمع میں جتنے لوگ تھے اور یہ سن کر چپ رہے اور قوال کو ٹوکا نہیں، ان سب پر توبہ فرض ہے۔ بلکہ ان لوگوں کو بھی احتیاطاً تجدید ایمان و نکاح کرنا چاہیے۔ بکر پر بھی تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ بکر نے جو تاویل کی وہ حقیقت میں تاویل نہیں پھر اس کی بنا پر بھی کفر ثابت، اس کو خود تسلیم ہے کہ انگوٹھی مخلوق ہے۔ اللہ عزوجل کو یہ کہنا کہ وہ درخت ہے، پتھر ہے، پانی ہے یقیناً کفر ہے ویسے ہی یہ کہنا کہ وہ انگوٹھی ہے ضرور کفر ہے۔ بکر نے کفر کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور کفر صریح کو کفر نہیں مانا ہے، اس لیے وہ بھی کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں۔

کوئی کلمہ ایسا ہو جس کا ظاہری معنی کفر ہے تو قائل کی تکفیر ہوگی یا نہیں؟

مسئولہ: ظہیر الدین انصاری، مہنداول، سنت کبیر نگر، ضلع بستی، ۱۲ جمادی الاخرہ ۱۴۱۹ھ

قوال کا بیان اول۔ شعر:-

اس بات سے کوئی انکار کر نہیں سکتا ”اللہ انگوٹھی ہیں محمد ہیں نگینہ“  
بکر سے اس شعر کے بارے میں، میں نے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ دیکھ کر بتاتا ہوں۔ اگر تشنیع کا کوئی پہلو نکل رہا ہے۔ ویسے تشنیع کا ایک رخ دکھائی دے رہا ہے، تب تک یہ شعر نہ پڑھیے۔ ویسے تاویلات ہیں اس میں ”وارث علی“  
قوال کا بیان ثانی:- مجھ سے زید نے جب پوچھا تو میں شعریوں پڑھ کر سنایا اور اسی طرح شادی کی تقریب میں بھی گایا تھا:

اس بات سے کوئی انکار کر نہیں سکتا ”اللہ انگوٹھی ہے محمد ہیں نگینہ“  
لیکن جب میں نے اپنی کاپی دیکھا تو اس میں شعریوں لکھا ہے:  
اس بات سے کوئی انکار کر نہیں سکتا ”اللہ انگوٹھی ہیں محمد ہیں نگینہ“

مجھے دماغی انتشار ہوا کیوں کہ میں یہ سوچنے لگا کہ ہیں کالفظ جمع ہو جائے گا، جو یہاں نہیں آ سکتا۔  
میں حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی کے فتوے کے بعد توبہ تجدید ایمان کر چکا ہوں  
اور آج تجدید نکاح بھی کروں گا، تاکہ عند اللہ میری کوئی پکڑ نہ رہے۔  
شعر:-

اس بات سے کوئی انکار کر نہیں سکتا ”اللہ انگوٹھی ہے محمد ہیں نگینہ“  
دنیا تمھیں دیکھے گی محبت کی نظر سے تو بھی اگر اپنالے محمد کا قرینہ  
مذکورہ بالا اشعار کے سلسلہ میں میرا کہنا ہے کہ مذکورہ پہلا شعر اپنے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے پہلوے  
تشبیہ رکھتا ہے، اس لیے اس طرح کے اشعار نہ پڑھے جائیں۔ ویسے ایک مومن جو خدا کو غیر محدود اور جسم  
وجسمانیت سے پاک مانتا ہو وہ انگوٹھی جیسی محدود و جسم اور معمولی چیز سے ہرگز خدا کی ذات کو تعبیر نہیں کرے گا۔  
لہذا شاعر کی مراد میں یہ مصرع ”اللہ انگوٹھی ہے محمد ہیں نگینہ“ رہا ہوگا۔ ضرورت شعر کی بنا پر لفظ عباد کو حذف  
کر دیا گیا، اور لفظ ہیں کو باقی رکھا گیا ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے۔ نیز انگوٹھی جس طرح بغیر نگینہ کے مکمل نہیں  
ہوتی، اسی طرح ہم سارے عباد اللہ کی عبدیت رسول گرامی و قارصلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر مکمل نہیں۔ آپ آئے تو  
ہماری عبدیت کو درجہ کمال حاصل ہوا۔ ان ساری باتوں کے باوجود ایسے شعر سے اجتناب لازم ہے۔ قائل  
راقم۔ محمد علاء الدین مصباحی  
(نوٹ) پہلے استفتا میں بکر سے مراد یہی علاء الدین ہیں۔

اصل سوال:- حضور شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی صدر شعبہ افتا الجامعۃ الاشرفیہ  
مبارک پور۔ سلام مسنون مزاج گرامی۔ مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۹۸ء کو آپ کی خدمت میں ایک استفتا بھیجا گیا  
تھا جس کا جواب آپ نے مورخہ ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ حوالہ نمبر ۴۷۶۹ الف سے تحریر کرایا۔ یہاں کے  
مسلمانوں نے آپ کے فتویٰ کو تسلیم کیا، مگر چند لوگوں نے طرح طرح کے کذب بیانی کر کے عوام میں انتشار  
پیدا کرنا چاہا تو یہاں کے معزز لوگوں نے مذکورہ قوال، بکر اور چند دوسرے لوگوں کا بیان لے کر تحقیق مزید کیا  
اور کچھ لوگوں کا تحریری بیان بھی لیا جس کی فوٹو کاپیاں منسلک ہیں۔ قوال کا بیان ہے کہ میں نے شادی کی  
تقریب میں یہ شعریوں گایا تھا:

اس بات سے کوئی انکار کر نہیں سکتا ”اللہ انگوٹھی ہے محمد ہیں نگینہ“  
مسودہ کی بعض باتوں سے اپنے طور پر بکر نے انکار کیا تھا۔ لیکن شعر میں کسی ترمیم اور کسی تبدیلی کی بات  
نہیں کی تھی اب مہینوں گزرنے کے بعد ”ہیں“ اور ”ہے“ کا شونشہ نکال رہا ہے۔ قوال نے جب مجمع مسلمین میں  
بیان دیا تو وہاں بکر بھی موجود تھا۔ اس نے اس وقت اس بیان کی تردید نہیں کی، بعد میں جب اس کے پاس

تصدیق دسخط کرنے کے لیے وہ بیان بھیجا گیا تو اس نے اپنے کمرہ میں بیٹھ کر وہ نوٹ لکھ دیا۔ جو قوال کے بیان کے صفحہ پر ہے۔ وہ یہ ہے۔

(قوال نے تقریباً ۴ ماہ قبل مجھ سے بات کیا تھا جس پر میں نے اس سے کہا تھا کہ یہ شعر اپنے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے پہلوے تشنیع رکھتا ہے، آئندہ نہ پڑھیے، ویسے دیکھوں گا اگر صحت کا کوئی پہلو نکلا تو بڑے لوگوں سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ آج اتنے دنوں کے بعد اس نے ترمیم کر کے بیان دیا ہے۔)

ایک گواہ مولانا معظم علی صاحب قادری نے بکر سے اس سلسلہ میں جو گفتگو کی تھی مولانا نے اس مجمع مسلمین میں یوں بیان کیا ”بکر نے کہا تھا اس شعر میں صحت کا پہلو نکل سکتا ہے۔ مگر احتیاطاً اس کو نہ پڑھا جائے۔ اس شعر میں برائی ہے، مگر کوئی پڑھے تو کافر نہ ہوگا۔ تاویل کی گنجائش ہے، اس بیان پر بکر نے کہا میں نے یہ نہیں کہا تھا بلکہ میں نے یہ کہا تھا، تشنیع کا پہلو نکل سکتا ہے۔“ آپ غلط کہہ رہے ہیں۔“

ایک اور گواہ مولانا محمد زماں صاحب قادری سے بکر نے کہا اللہ انگوٹھی ہے۔ اس سے مراد اللہ کی مخلوق انگوٹھی ہے ہو سکتا ہے، اور بکر نے یہ بھی کہا اس سے مراد مخلوقات الہیہ ہیں۔

اس مجمع میں ایک باشرع آدمی مظہر علی نے بیان دیا کہ فتویٰ آنے کے بعد بکر نے میرے اور محمد کی کے سامنے کہا تھا، کافر میں ہوا ہوں۔ دوسرے کا کلیجہ کیوں پھٹتا ہے، اس بیان پر بکر نے کہا جھوٹ بول رہے ہیں۔ میں تو یوں کہا تھا۔ میں اپنے ایمان کا خود ذمہ دار ہوں دوسرے سے کیا مطلب۔

اب حضور سے گزارش ہے کہ تمام تحریروں اور بیانات کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ارشاد فرمائیں کہ آپ نے پہلے جو جواب عنایت فرمایا وہی رہے گا یا اس میں کوئی تبدیلی ہوگی۔ فقط والسلام۔

### الجواب

پہلی بات یہ ہے کہ قوال نے جو مجمع میں گایا تھا جس کے بارے میں خود قوال کو اعتراف ہے کہ میں نے یہ گایا تھا۔ اللہ انگوٹھی ہے محمد ہیں مکیہ۔ اسی پر فتویٰ مذکور میں حکم کفر دیا گیا تھا، یہ قوال کی سعادت مندی ہے کہ اس نے حکم شرعی تسلیم کر کے توبہ تجدید ایمان و نکاح کر لیا۔ اب اس سے کوئی بحث نہیں کہ قوال کی کاپی میں کیا لکھا تھا۔ سوال اس پر ہوا تھا کہ اس نے مجمع میں کیا گایا تھا۔ ثانیاً: اگر یہ مان لیا جائے کہ یہاں اس مصرع میں۔ اللہ انگوٹھی ہیں۔ جب بھی حکم کفر اپنی جگہ پر ہے، ہیں۔ جمع اس مصرع کو کفر سے نکال نہیں سکے گا۔ اس لیے کہ جمع کا صیغہ واحد کے لیے بہ طور تعظیم عام طور پر بولا جاتا ہے، اور اللہ کی تاویل عباد اللہ کرنا تاویل نہیں، کلام کی تبدیل ہے جو قطعاً کہیں معتبر نہیں۔ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں اس پر امت کا اجماع ہے۔

اس مصرع میں لفظ اللہ سے ”عباد اللہ“ مراد ہونے کی کوئی سبیل نہیں اس لیے زبردستی اللہ سے عباد اللہ مراد لے کر اس کلمہ کو صحیح کرنا بے سود ہے۔ پھر بکر کو تسلیم ہے کہ یہ مصرع اپنے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے پہلوے تشنیع

رکھتا ہے۔ اس بنا پر بھی جمہور فقہاء کے نزدیک قائل کافر ہے، اور اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی کلمہ ایسا ہو جس کا ظاہری معنی کفر ہے۔ مگر اس کی کوئی تاویل صحیح بھی ہو تو قائل کفر سے اس وقت بچے گا جب وہ یہ کہے کہ میری مراد وہ معنی خفی ہے جو صحیح ہے اور یہاں قوال یہ نہیں بتایا کہ میری مراد یہ معنی خفی ہے بلکہ اس نے توبہ و تجدید ایمان وغیرہ کر لیا اس سے ظاہر ہے کہ قوال کی نیت کچھ اور نہیں تھی ورنہ وہ کہتا نہیں کہ میری نیت یہ ہے؟ توبہ و تجدید ایمان کیوں کرتا؟ بلکہ وہ خود کاپی میں ”ہیں“ دیکھ کر الجھن میں پڑ گیا اور کہنے لگا کہ میں جمع کا صیغہ ہے جو یہاں نہیں آسکتا۔ اس کا یہ جملہ اس پر نص ہے کہ اس نے یہی سمجھا کہ اس مصرع میں اللہ عز و جل ہی کو انگوٹھی کہا گیا ہے۔ رہ گئے سامعین تو کسی کا ذہن بکر کے تراشیدہ غلط معنی کی طرف نہیں گیا خود بکر کا ذہن بھی بہت سوچ بچار کے بعد اس معنی کی طرف گیا جو حقیقت میں صحیح نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ مصرعہ: ”اللہ انگوٹھی ہیں محمد ہیں نگینہ“ بہر حال کفر ہے خواہ یہاں ”ہیں“ ہو یا ”ہے“ اور بکر کی تاویل کی یہاں کوئی گنجائش نہیں لفظ صریح میں تاویل قبول نہیں کی جاتی۔ بکر نے جو تاویل بتائی ہے بالکل ایسی ہی ہے، جیسے کوئی آسمان بول کر زمین مراد لے بکر پر فرض ہے کہ بے جا سخن پروری کر کے ایک صریح کلمہ کفر کو ایمان بنانے کی کوشش نہ کرے۔ ورنہ پھر اس کے ایمان کی بھی خیر نہیں۔ شرح شفا میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ کے رسول کے ساتھ ایسا ایسا کیا گیا تو اس شخص سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ رسول کے معنی بھیجا ہوا ہے اور ”رسول اللہ“ سے میری مراد بچھو ہے کیوں کہ وہ بھی اللہ ہی کی طرف سے آئی ہے۔ مگر علمائے اس کی بکو اس نہیں سنی اور اسے قتل کر دیا۔

بکر کی تاویل کو اگر مان لیا جائے تو امان اٹھ جائے۔ جس شخص کا جو جی چاہے اللہ عز و جل کی شان میں بکے اور جب پکڑا جائے تو کہہ دے کہ میری مراد اللہ کی مخلوق ہے۔ مثلاً کتا ہے، بلی ہے، سور ہے کون ایمان والا اسے تسلیم کرے گا۔ کسی لفظ کو اس وقت محذوف ماننا صحیح ہوتا ہے جب حرف پر قرینہ ہو اور یہاں کوئی قرینہ نہیں بلکہ محذوف ماننے پر مفاسد کثیر ہے۔ اس لیے بکر کا قول ساقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ عز و جل پر حاضر و ناظر کا اطلاق، یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا اور سنتا نہیں، کفر ہے

مسئولہ: بنس الدین، غیاث الدین، دوکاندار، رائن شریف، کھگ رتھا، بہار

زید جو کہ عالم ہیں اور پیر طریقت بھی ہیں انھوں نے یہ کہا کہ اللہ حاضر و ناظر نہیں ہے، نہ اللہ دیکھتا ہے، نہ سنتا ہے جو اللہ کو حاضر و ناظر مانیں وہ کافر ہے۔ تو ایسا کہنے پر شرع کا کیا حکم ہے، ان کی پیری مریدی رہی یا ختم ہوئی۔ مفصل تحریر فرمائیں۔

مسئلہ

الجواب

اللہ عز و جل کی ذات پر حاضر و ناظر کا اطلاق ممنوع ہے۔ اس لیے کہ حاضر کا اصل معنی جسم کے ساتھ موجود



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی

ہونا ہے، اور ناظر کے معنی آنکھ سے دیکھنے والے کے ہیں۔ اللہ عزوجل جسم جسمانیات سے، اعضا جوارح سے منزہ ہے۔ مگر یہ کفر نہیں۔ درمختار میں ہے: ”یا حاضر یا ناظر لیس بکفر۔“ (۱)  
اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا نہیں ہے۔ اس کے تحت شامی میں ہے: فان الحضور بمعنی العلم شائع والنظر بمعنی الرویۃ۔“ (۲)

مگر چوں کہ ان دونوں کا اطلاق شرع میں وارد نہیں، اور اس میں معنی کفر ایہام موجود۔ اس لیے اس کا اطلاق ممنوع۔ شامی میں ہے: ”مجرد ایہام المعنی المحال کاف فی المنع۔“ (۳)  
معنی محال کا ایہام ممنوع ہونے کے لیے کافی ہے۔ البتہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا، سنتا نہیں کفر ہے، اور متعدد آیات کا انکار، اللہ تعالیٰ سمیع بھی ہے بصیر بھی۔ وہ آنکھ اور کان سے پاک ہے مگر سنتا اور دیکھتا ہے۔ اس پیر پر توبہ اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔ اپنے پیر سے اس کی بیعت و خلافت فسخ ہوگئی۔ اب تک جتنے لوگ اس سے مرید ہوئے سب کی بیعت ختم۔ مریدین کو چاہیے کہ کسی پیر جامع شرائط سے مرید ہوں، اور یہ پیر اگر دوبارہ پیری مریدی کا دھندہ چلانا چاہتا ہے تو دوبارہ کسی پیر جامع شرائط سے مرید ہو۔ توبہ و تجدید ایمان کے بعد خلافت حاصل کرے پھر یہ دھندا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ عزوجل کے لیے ”ہوس“ کا استعمال کفر ہے

مسئولہ: محمد اکبر، مقام کیسر پورہ، گجرات ڈھ ساہر، ۱۷/شوال ۱۴۰۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ میں کہ زید اور اس کے ساتھی ایک ساتھ بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ دوران گفتگو زید کے ساتھیوں نے کہا کہ لفظ ہوس کا استعمال اچھی جگہ پر نہیں ہوتا۔ زید نے کہا کہ ہوتا ہے، اس لیے کہ ہوس کے معنی ہیں خواہش اور ایک قوال نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔  
”ہوس بھی دید کی معراج کا بہانہ تھا“

تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا استعمال اچھی جگہ پر ہو سکتا ہے اور زید نے کہا کہ مجھے جج کی ہوس ہے، مثال کے طور پر یہ جملہ پیش کیا تو کیا ایسا کہہ سکتے ہیں یا نہیں، مع دلائل جواب عنایات فرمائیں اور اگر نہیں کہہ سکتے تو زید کو کیا کہنا چاہیے۔ آپ جلد جواب عنایت فرمائیں۔

در مختار، ج: ۶، ص: ۴۰۹، کتاب الجہاد/ باب المرتد مکتبہ زکریا

رد المحتار ج: ۶، ص: ۴۰۹، کتاب الجہاد/ باب المرتد/ بحث کرامات الاولیاء

رد المحتار ج: ۹، ص: ۵۶۷، باب استبراء

## الجواب

”ہوس“ اصل میں عربی لفظ ہے، اس کے اصل معنی ایک قسم کے جنون کے ہیں اور خفت عقل کے ہیں۔ المنجد میں ہے: الهوس (مص) طرف الجنون و خفة العقل، يقال براسه هوس ای دوران أودوی۔ (۹۶۸)

جس کا ترجمہ مصباح اللغات میں یوں کیا ہے: ”جنون کی ایک قسم ہے سبکی عقل اور کہا جاتا ہے ”براسہ هوس“ اس کے سر میں چکر ہے۔“

غیاث اللغات میں اس لفظ کے معنی یوں لکھے ہیں: ”نوع از جنون دیوانہ شدن بمعنی آرزو و شوق چیزے و عشق خام و ناقص۔“ اردو میں اس کے معنی مذموم خواہش کے ہیں۔ مشہور شعر کا مصرع ہے:

ع: مذبلہ ہے وہ جہاں حرص و ہوس رہتے ہیں

اور فارسی میں بھی اسی معنی میں غالباً شیخ سعدی کہتے ہیں۔

ہمی با ہوا و ہوس ساختی دے با مصالح نہ پرداختی

بواہوس اردو کا مشہور لفظ ہے، جو ذم کے لیے مستعمل ہے۔ مشہور شعر ہے۔

ہر بواہوس نے حسن پرستی شعار کی اب آبروے شیوہ اہل نظر گئی

بناء علیہ یہ کہنا کہ مجھے حج کی ہوس ہے، جائز نہیں۔ رہ گیا قوال کا شعر تو کلمہ کفر ہے۔ اللہ عز و جل ہر بری

چیز سے پاک ہے، اس کی طرف ہوس کی نسبت کرنی گستاخی ہے، جس نے یہ شعر کہا ہے کہ:

”ہوس تھی دید کی معراج کا بہانہ تھا“

اس پر اور جس قوال نے اسے گایا اور جن لوگوں نے سن کر پسند کیا اور وہ سب جنہوں نے اس شعر سے استدلال کیا ان سب لوگوں پر توبہ و تجدید ایمان اور بیوی والے ہیں تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ رہ گیا یہ بہانہ کہ ہماری مراد ہوس بہ معنی شوق کے ہے، یہاں پر قابل قبول نہیں اس لیے وہ اردو میں بول رہے ہیں اور اردو میں ہوس کے معنی مطلقاً شوق کے نہیں بلکہ مذموم شوق کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

”اگر اللہ تعالیٰ کہے تب بھی ہماری والدہ شریک نہیں ہوں گی“

کہنا کفر ہے۔

مسئولہ: حافظ اولیس صاحب، بھارتی گنج، پوسٹ، مقام بھارتی گنج، الہ آباد، یکم ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ

زید کو ایک سید صاحب نے ختنہ میں شرکت کی دعوت دی اور کہا کہ اپنی والدہ صاحبہ کو بھی شریک ہونے کو کہیں۔ زید نے جواب دیا کہ، اگر اللہ تعالیٰ بھی کہے تب بھی ہماری والدہ صاحبہ شریک نہیں ہوں گی؟

### الجواب

”زید اپنے اس قول کی وجہ سے کہ ”اگر اللہ بھی کہے تب بھی ہماری والدہ صاحبہ شریک نہیں ہوں گی“ کافرو مرتد ہو گیا۔ عالم گیری میں ہے: ”رجل أراد أن يضرب عبده فقال له رجل لا تضربه فقال اگر محمد مصطفیٰ گوید من نہلم او قال اگر از آسمان بانگ آید کہ من ہم بزنم یلزمہ الکفر۔“ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

### اللہ تعالیٰ کو ظالم کہنا کفر ہے۔

مسئلہ: محمد رحمت علی انصاری قادری، بیرہ ۲۰، شوال ۱۳۹۹ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص بچوں کو پڑھاتا ہے، امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، وعظ و تقریر بھی کرتا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو ظالم کہا ہے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے، اس کے ساتھ کیسا سلوک کریں؟

### الجواب

اس شخص کو نہ امام بنانا جائز نہ بچوں یا کسی کا معلم بنانا جائز۔ فرض ہے کہ امامت اور معلمی سے فوراً علاحدہ کر دیں۔ اس نے خدا کو ظالم کہا ہے، جس پر وہ کافر ہو گیا ہے، اس بنا پر اس سے سلام کلام، میل جول بھی ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### یہ کہنا کیسا ہے کہ ”تم اپنے اللہ کو بلاؤ، کہاں ہے تمہارا اللہ؟“

مسئلہ: مشتاق احمد وغیرہ مقام کرہر، ڈاک خانہ گڑھول، ضلع سیٹا مڑھی، بہار، ۲۷ شوال ۱۴۰۶ھ

**مسئلہ** ① زید جو نہایت دولت مند اور اہل ثروت ہے، کثرت دولت نے اس کو کچھ ایسے کم راہ کن راستے پر کھڑا کر دیا کہ وہ شرعی موقف اور فرائض اسلام سے بہت دور ہو گیا اور اسلام نیز اسلام کے صحیح علم برداروں یعنی علمائے کرام کی تنقیص شروع کر دی۔

ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کی شان اقدس میں بھی ناشائستہ الفاظ استعمال کیے اس قول کی بنیاد پر اس سے قبل فتاویٰ طلب کیے گئے۔ جن میں زید پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح کے احکام صادر ہوئے۔ حضرت علامہ ریحان رضا خان صاحب قبلہ کے سامنے زید نے توبہ کی اور تجدید ایمان کی لیکن تجدید نکاح کی توفیق نہ ہو سکی۔ توبہ و تجدید ایمان پر بہت سے شاہد ہیں لیکن تجدید نکاح پر کوئی شاہد نہیں۔

زید کے گاؤں میں ایک مدرسہ چل رہا ہے جس کا وہ کافی عرصہ تک سکریٹری رہا اور حضرت ریحان رضا خان صاحب قبلہ کے سامنے زید نے وعدہ کیا کہ دو ماہ کے بعد مدرسہ کی عمارت کی تکمیل کر دوں گا۔ لیکن اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا، اور اہل گاؤں پر انتہائی ظلم و تشدد کیا، پانی بند کر دیا، نل کو ختم کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ اس کی فاسد نیت یہی ہے کہ مدرسہ کی رقم غبن کر جائے۔

② زید جس گاؤں میں رہتا ہے اس کے جملہ لوگ بلکہ پوری آبادی صحیح العقیدہ متصحب سنی بریلوی ہیں۔ پورا گاؤں سلسلہ قادریہ رضویہ سے وابستہ ہے، زید نے سلسلہ قادریہ رضویہ کے منسلک افراد پر انتہائی انسانیت سوز مظالم کیے، لوگوں کو پولس کی حراست میں لیا زد و کوب کیا پولس نے جس وقت لوگوں کو اپنی حراست میں لیا اس وقت زید طنزاً کہہ رہا تھا کہاں ہے تمہارا پیر؟ اپنے پیر کو بلاؤ، کہاں ہے تمہارا اللہ، تم اپنے اللہ کو بلاؤ۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں زید اور اس کے معاونین و انصار پر شرعی کون سی دفعات قائم ہو سکتی ہے؟

### الجواب

زید کے جو حالات سوال میں لکھے گئے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو ظالم و جفا کار فاسق فاجر، ستم گار ہے۔ حدیث میں ہے:

من اذى مسلماً فقد اذانى ومن اذانى  
فقد اذى الله. (۱)

جس نے کسی مسلمان کو ستایا اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو ستایا۔  
تجدید نکاح کے حکم کے بعد اگر اس نے تجدید نکاح کیے بغیر اپنی بیوی کو ہاتھ لگایا اس نے اس سے صحبت کی تو حرام کار، زنا کار ہوا۔ مسلمانوں کے حراست کے وقت اس نے یہ بکا۔ ”کہاں ہے تمہارا اللہ، تم اپنے اللہ کو بلاؤ“ یہ کلمہ کفر ہے اس قول کی وجہ سے پھر تجدید ایمان اور توبہ لازم ہے، اگر بیوی سے نکاح کر چکا تھا تو دوبارہ تجدید نکاح بھی لازم۔ ایسے ظالم بدکار کا علاج صرف یہ ہے کہ اس سے میل جول، سلام کلام، بند کر دیا جائے۔ مرجائے تو اس کے کفن دفن میں شرکت نہ کی جائے۔ اس کے جنازے کی نماز بھی نہ پڑھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ کے سوا کسی اور کے نام کا روزہ رکھنا اور جانور ذبح کرنا

یا اللہ کے سوا کسی اور کے نام جانور چھوڑنا

مسئلہ: محمد فضل الرحیم قادری، ہاسپیٹ، کرناٹک، ۵/ ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ذیل کے مسائل میں:



عالی جناب مولانا مولوی خادم الشرع غلام محی الدین قاضی گھن پورہ، ضلع محبوب نگر کی کتاب نصاب اہل حرمت شریعہ حصہ اول، عقائد باطلہ، کفر و شرک گناہ وغیرہ کا بیان ہے۔ شرک کے بیان میں اس طرح لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے استحقاق عبادت میں کسی اور کو شریک کرنے کی صورتیں۔

① اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا۔

② اللہ کے سوا کسی اور کے نام کا روزہ رکھنا۔

③ اللہ کے سوا کسی اور کا نام لے کر جانور ذبح کرنا۔

④ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر جانور چھوڑنا۔

اس مسئلے میں یہاں پر بحث ہو رہی ہے۔ بعض حضرات اس کو غلط کہہ رہے ہیں۔ بعض اس کو درست کہہ رہے ہیں۔ لہذا برائے کرم اس مسئلے کی وضاحت کر کے تفصیلی جواب تحریر فرما کر رہنمائی فرمائیں۔

### الجواب

تین بعد والے مسئلے صحیح ہیں پہلے والے میں کچھ کلام ہے۔ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا بہ نسبت عبادت ضرور شرک ہے مگر بہ نیت تعظیم شرک نہیں ہے حرام ہے۔ شرک کسی شریعت میں جائز نہیں تھا۔ حالاں کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا اگر غیر خدا کو سجدہ شرک ہوتا تو اس کی اجازت کبھی نہ ہوتی۔ حالاں کہ ان کی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا ہماری شریعت میں حرام ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## الرحمن علی العرش استوی کی تفسیر

مسئلہ: محمود بیگ، پوسٹ بکس نمبر ۱۵۱۵۴۶، ریاض، ۱۱۷۷ھ، سعودیہ عربیہ، ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

① مسئلہ ہمارے یہاں سعودی عرب ریاض سے یومیہ ایک اخبار نکلتا ہے، اس اخبار کا نام ہے اردو نیوز، اردو نیوز میں جمعۃ المبارک کا ایک کالم ”اسلام اور زندگی“ کے متعلق ہوتا ہے، اور اس میں قارئین کے سوالات کا جواب قاری باسط صاحب دیتے ہیں۔ بارہ جون ۱۹۹۸ء کو فاتحہ سے متعلق سوالات کیے گئے۔ جس کے جواب میں موصوف نے فاتحہ خوانی کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے اور اسی پر بس نہ کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کو کہیں سے ایک بھی واضح دلیل ملے تو پیش کرے۔

② اور یوں ہی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدعت اور خرافات قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ سب غیر مسلموں کے ملک میں رہنے سے اور ان کے تہوار سے میل کھاتا ہوا رواج ہے۔ تفصیل کے لیے زحمت فرمائیں۔

﴿۳﴾ ”الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ.“ کا کیا مفہوم ہے نیز یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے کیا یہ قوم گمراہ فرقہ جہیمیہ کا قول ہے۔ نیز زید نے اگر یہ کہا کہ اوپر والا جانے تو کیا یہ جملہ ادا کرنا غلط ہے۔ حالاں کہ فرمان باری تعالیٰ یہ ہے: ”يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ.“ سورة نحل، اور دوسری بات یہ کہ ایک شی کے اثبات سے دوسرے شی کی نفی تو لازم نہیں آتی، اگر بالفرض زید نے یہ کہہ دیا کہ اوپر والا جانے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ نیچے کے حالات سے بے خبر ہے۔ حالاں کہ اللہ پاک تو سمیع و بصیر ہے، علیم و خبیر ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اللہ کی ذات کہاں ہے۔ انشاء اللہ وجود باری تعالیٰ کے بارے میں قرآن و سنت کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں گے، آپ کے خدمات کا مشکور محمود احمد بیگ۔

### الجواب

﴿۱﴾ اصل جواب سے پہلے چند باتیں ذہن نشین کر لیں۔ سعودی عرب کے حکمران اور وہاں کے قاضی، مدرس وغیرہ سب اہل سنت سے خارج، وہابی عقیدے کے افراد ہیں، اور اردو نیوز اخبار کے ایڈیٹر کالم نگار وغیرہ سب کے سب وہابی نجدی عقیدے کے ہیں۔

﴿۲﴾ وہابی اور نجدیوں کا عقیدہ، مذہب اہل سنت و جماعت سے الگ ہے۔ جیسے شیعہ اور قادیانیوں وغیرہ کا مذہب الگ ہے۔ آپ اگر سنی ہیں تو اپنے مذہب پر رہیے، اور نجدیوں کے عقیدے پر نہ رہیے، اور اگر آپ بھی خدا نخواستہ وہابی نجدی ہو چکے ہیں۔ تو آپ کو آپ کا مذہب مبارک۔ پھر آپ کے لیے یہ مناسب نہیں کہ ہم سے چھیڑ خانی کریں۔

﴿۳﴾ نجدیوں کا عقیدہ کیا ہے، یہ بہت لمبی کہانی ہے۔ جسے چند سطروں میں نہیں لکھا جاسکتا، پوری کتاب کی ضرورت ہے، اور مجھے دارالافتا میں آئے ہوئے سوالات کے جوابات ہی سے فرصت نہیں۔ دشواری یہ ہے کہ نجدی عقائد کے رد میں علمائے اہل سنت کی جو کتابیں ہیں ان سب کا داخلہ نجدی قلمرو میں ممنوع ہے۔ آپ صرف ایک عقیدہ سن لیجیے۔ نجدیوں کا مذہب یہ ہے کہ دنیا میں صرف وہی مسلمان ہیں، بقیہ سارے جہاں کے مسلمان کافرو مشرک ہیں ان کو قتل کرنا جائز بلکہ فرض ہے، ان کے مال کو لوٹنا حلال و طیب ہے۔ جیسا کہ خود نجدیوں کی کتاب سے ظاہر ہے۔

ان کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ایسے ہے، جیسے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا رہتا ہے۔ یہ عقیدہ قرآن مجید کے خلاف اور پوری دنیا اسلام کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت قرآن مجید میں یہ بیان کی گئی ہے: ”وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا.“ (۱) ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے۔ ”أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ.“ (۲) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

اور جب یہ مانا جائے گا کہ عرش پر بیٹھا ہے تو لازم آئے گا کہ ہر شے کو گھیرے ہوئے نہیں۔ تخت یا کرسی پر بیٹھنا جسم کا خاصہ ہے اور اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جسم کا قول مجسمہ نے کیا تھا اور آیہ کریمہ: ”الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ“ وغیرہ آیات متشابہات میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ“ (۱) اللہ کے سوا کوئی اس کی تاویل نہیں جانتا۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ اللہ کہاں ہے۔ آپ ذہن نشین کر لیں، ”کہاں“ ”جہاں“ ”وہاں“ ”اس جگہ“ یہ سب جسم کے خواص سے ہے۔ یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود محیط کل شی ہے، اور اس کی ذات غیر متناہی ہے۔ جس کی حد نہیں، اور جیسا کہ نجدی کہتے ہیں کہ اللہ عرش پر بیٹھا ہے تو پھر اس آیت کا کیا جواب ہوگا جو فرمایا: ”نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ“ (۲) ہم انسان کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں

اور جو فرمایا: ”وَهُوَ مَعَكُمْ“ اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔

اس لیے مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محدود نہیں، وہ کسی ایک جگہ بیٹھا ہوا نہیں۔ وہ محدود ہونے سے پاک ہے، کسی جگہ بیٹھے رہنے سے پاک ہے جیسے ”الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ“۔ فرمایا گیا۔ ویسے ہی یہ بھی فرمایا گیا: ”يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ“ (۳)

”السَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ“ (۴) اور حدیث میں رجل کا بھی لفظ وارد ہے، قدم کا وارد ہے، تو کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چہرہ بھی رکھتا ہے، ہاتھ بھی رکھتا ہے، پاؤں بھی رکھتا ہے، انسانوں جیسا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ”لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ“ (۵) اس جیسی کوئی چیز نہیں، ایمان یہ ہے کہ ہم یا کوئی انسان کما حقہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو ذات اس کی صفات کو بھی نہیں جان سکتا، ہمہ و شما کیا بڑے بڑے عرفا نے فرمایا: ”العجز عن درك ادراك“، مختصر لفظوں میں یوں سنیے، اللہ تعالیٰ کی ذات تک ہماری عقلوں کی رسائی نہیں، اور جہاں تک ہماری عقلوں کی رسائی ہے خدا کی ذات اس سے ماورا ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ اجماعی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ موجود بالذات واجب الوجود، غیر محدود بالفعل ہے۔ ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائیں: ”كما هو باسمائه وصفاته“۔ اگر اس مسئلہ کو تفصیل سے لکھوں تو آپ گھبرا جائیں گے۔

﴿۱﴾ قرآن مجید، پارہ: ۳، آیت: ۷، سورة آل عمران

﴿۲﴾ قرآن مجید، پارہ: ۲۶، آیت: ۱۶، سورة ق

﴿۳﴾ قرآن مجید، پارہ: ۲۶، آیت: ۱۰، سورة فتح

﴿۴﴾ قرآن مجید، پارہ: ۲۴، آیت: ۶۷، سورة زمر

﴿۵﴾ قرآن مجید، پارہ: ۲۵، آیت: ۱۱، سورة شوریٰ

﴿۴﴾ نجدی وہابی انبیاء کرام، اولیاء عظام کی شان میں نہایت گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ ان کے خطبوں اور کتابوں سے ظاہر ہے اور جو بھی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرے وہ مسلمان نہیں۔

﴿۵﴾ رہ گیا فاتحہ وعید میلاد النبی کا معاملہ تو وہابیوں کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ یہ چیزیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھیں، اس لیے بدعت، حرام اور شرک ہیں۔ یہ ان کا فریب ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”من سن فی الاسلام سنة حسنة یكون له اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شیئ.“<sup>(۱)</sup> جو اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کرے، اس کو ایجاد کرنے کا ثواب ملے گا، اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے۔ سب کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی طریقہ پہلے سے نہیں اور وہ اچھا ہے تو جو اس طریقہ کو ایجاد کرے گا۔ اسے اس کا بھی ثواب ملے گا اور اس پر سب عمل کرنے والوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا۔ اس لیے کسی کام کے جائز و ناجائز ہونے کا مدار اس پر نہیں کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتا تھا یا نہیں بلکہ اس کا مدار اس پر ہے کہ وہ چیزیں فی نفسہ اچھی ہے یا بری؟ اگر اچھی ہے تو حدیث مذکور کی روشنی میں اس کا کرنا ثواب ہے، اور اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا کہ فاتحہ کرنا بھی اچھی چیز ہے، اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا بھی اچھی چیز ہے۔ فاتحہ کی اصل ایصال ثواب ہے۔ یہ تو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، اور عید میلاد النبی کی اصل اللہ کی نعمت پر خوشی منانا ہے۔ جس کا حکم خود قرآن مجید میں ہے: ”قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلِیَفْرَحُوا.“<sup>(۲)</sup> فرما دو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ۔

اللہ کا سب سے بڑا فضل اور اس کی رحمت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لہذا اس پر خوشی منانا اس حکم خداوندی کی تعمیل ہے۔ جلسہ کرنا، جلوس نکالنا یہ خوشی کا جائز طریقہ ہے۔

مسلم شریف میں ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قبا شریف سے ہجرت کے موقع پر مدینہ طیبہ چلے۔ دو روئے انصار کرام کھڑے تھے اور یا رسول اللہ! یا محمد کا نعرہ لگا رہے تھے۔ میں نے چند باتیں لکھوا دیں۔ خدا کرے آپ کو اس سے تشفی ہو جائے۔ ایک مثال سن لیجیے، ایک مسلمان روز آ نہ بعد نماز فجر بیٹھ کر قرآن مجید دیکھ کر تلاوت کرتا ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ ثواب کا کام ہے۔ حالاں کہ یہ کہیں سے ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام نماز فجر کے بعد بیٹھ کر دیکھ کر تلاوت کرتے تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ ثواب کا کام کیسے ہوا؟ جب کہ نہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ صحابہ نے کیا، اس کا جواب صرف یہی

﴿۱﴾ مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، ص: ۳۳، مجلس برکات

﴿۲﴾ قرآن مجید، پارہ: ۱۱، آیت: ۵۸، سورۃ یونس



ہے کہ چوں کہ یہ کام اچھا ہے اگرچہ کہیں یہ حکم نہیں کہ فجر کے بعد بیٹھ کر قرآن مجید دیکھ کر تلاوت کرو، پھر بھی یہ ثواب ہے۔ اسی طرح فاتحہ، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جائز اور مستحسن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وحدة الوجود کی بحث، اللہ عز وجل کے لیے لفظ شیدا

### اور راعنا کا اطلاق درست نہیں

مسئولہ: محمد مسیح الدین مصباحی، مدرس مدرسہ غوثیہ معین الاسلام، ہواگ بیلسگرا، ہزاری باغ، بہار

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے حق الیقین اور مفتیان پابند شرع متین درج ذیل مضمون کے بارے میں (جو مسئلہ وحدة الوجود سے متعلق ہے) ضروری مہربانی فرما کر اسی ہفتے میں جواب بھیج کر مسلمانان اہل سنت و جماعت کو مطمئن کرنا، آپ پر فرض سمجھا جا رہا ہے۔ فی سبیل اللہ اور بہ طفیل روضہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امر عظیم کو سب کاموں پر مقدم فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

نوٹ:- درج ذیل مضمون ایک پرچہ مسمیٰ بہ ”پاسبان“ سے لفظ بہ لفظ منقول ہے۔

باغ وحدت کا وہ گل رعنا قائل لا الہ الا انا  
میم کی اپنے منہ پر کھینچ ردا سودلوں سے جو خود ہوا شیدا  
کسوت احمدی پہن آیا اپنا محبوب آپ بن آیا

مولف علیہ الرحمہ وحدة الوجود کے قائل تھے یہ وہ مسئلہ ہے کہ بحث و مباحثہ سے یقین و اطمینان نہیں ہو سکتا ہے۔ حضرات مشائخ کرام ہی کی صحبت سے ہوتا ہے۔ یا فضل الہی شامل حال ہو جائے۔ حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمہ فصوص الحکم میں فرماتے ہیں: ”لا آدم فی الکونین ولا ابلیس ولا ملک سلیمان ولا بلقیس فالکل عبارة وانت المعنی۔“ یامن هو للقلوب مقناطیس۔ یعنی نہ آدم ہے، ہستی میں اور نہ ابلیس اور نہ ملک سلیمان کا ہے اور نہ بلقیس کا بس سب کے سب عبارت و مظہر تو اور معنی و ظاہر ہے اور وہ ذات پاک جو تمام دلوں کے لیے مقناطیس ہے۔ خازن العلوم حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ ایک تشدد اور متشرع عالم ہو کر بول اٹھے۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر، وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن  
اسی کے جلوے، اسی سے ملنے، اسی سے اس کی طرف گئے تھے  
کمال امکاں کے چھوٹے نقطو تم اول و آخر کے پھیر میں ہو  
محیط کی چال سے تو پوچھو کہ کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

قمر کہتا ہے:

وہی وہ معنی ہے بے حرف و صورت بے نقطہ

وہی ہے مدعی آپ اپنا مدعا ہو کر

ناظرین اگر غیر وجود خدا کے دوسرا وجود مانا جائے تو دو وجود موجود ہو جائے گا، اور جب دو وجود ہوگا تو وہ اس وجود کے متصل ہوگا یا منفصل اور وجود خدا نہ کسی کے متصل اور نہ منفصل اسی اصول پر کہا جاتا ہے۔ عالم عین حق اور حق عین عالم ہے، اس علم کا نام وحدۃ الوجود ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فتاویٰ عزیز یہ میں لکھتے ہیں کہ وجود مطلق ہی وجود حق ہے، اور وہی وجود مطلق موجود ہے اور وہی مطلق واجب ممکن ظاہر..... نمایاں ہے اور عقل بھی کہتی ہے کہ یہ انسان حیوان ہے۔ سلسلہ ختم ہو جانے کے بعد سمجھ میں آتا ہے کہ کل انسان ایک وجود یا ایک حقیقت ہے اور یہ بھی ماننا ہوگا کہ باہمی امتیاز بھی اسی ایک سے ہے، دوسری کوئی چیز نہیں اگر ہستی کے سوا دوسری کوئی چیز ہے تو وہ نیستی ہے، اور نیستی جب خود ہی موجود نہیں تو بھلا دوسروں کو خلعت و وجود کیا بخشے اور اختلاف امتیاز کیوں کر پیدا کر سکے۔ مسئلہ وحدۃ الوجود بس اتنا ہے کہ عالم بہ لحاظ ہستی و حقیقت کے شے واحد ہے، اور یہ محسوسات موجودات اس حقیقت واحدہ کی صفات اعتباری کے مظاہر ہیں، پس ہر شے کو سمجھنا چاہیے کہ باعتبار حقیقت اور اصل کے کوئی مخلوق غیر خالق نہیں ہے۔ مخلوق تعینات اعتباریات کا نام ہے ان کا خالق وہی اصل حقیقت مطلقہ معانیہ ہے جس کا نام خدا ہے اور استحقاق ثواب و عذاب و مدح و ذم کا باعتبار اطاعت و عصیان کے ان تعینات کے حق میں ضروری ہے۔ پس جس نے لا الہ الا اللہ سے یہی معنی نفی حقیقتاً اثبات غیریت اعتباریہ سمجھا پس وہ مومن حقیقی ہوا، اور نجاست شرک سے پاک ہوا۔

در بشر روپوش گشتہ آفتاب فہم کن واللہ اعلم بالصواب

صوفیائے اہل علم جو مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں وہ وجود حقیقی کو موجود متمتع التعدد فی الذات مانتے ہیں۔ مخلوق کو تجلیات یا صورت یا مظہر یا کسوت غرض ہر صوفی نئے نئے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں، اسی ذات وحدۃ لا شریک کو تمام مظاہرین ظاہر ہونے کے قائل ہیں، مظاہر کی کوئی ذات نہیں مانتے ہیں ذات صرف ظاہر کی مانتے ہیں، مظہر کی کوئی ذات نہیں، تمام مظاہر فی نفسہا ہالکۃ الذات ہیں۔ ”کل شئی ہالک الا وجہ۔“ اس لیے از روے ذات ظاہر و مظہر کو ایک کہتے ہیں، حضرت جامی اپنی کلیات میں فرماتے ہیں۔

از روے ذات ظاہر و مظہر کلیت و لیک از روے عقل اس دگراں دیگر آمدہ

البتہ ذات کا ظہور مظہر اول نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بالذات مانتے ہیں۔ انبیاء کرام مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ کے اسمائے ذاتیہ سے اولیاء اللہ اسمائے صفات سے بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے سیدرسل صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں، ذات حق سے (مدارج) صلی اللہ علیہ وسلم میں حق تعالیٰ کا ظہور بالذات ہے۔ (مدارج)

تمہید کے فہم ادراک کے لیے توحید آسان ہو جائے گا۔ مولف کتاب کے پہلے شعر سے ذات وحدہ لاشریک مراد ہے، کہنا حق بہ جانب ہے، جس کا منکر کھلا کافر ہے۔

اسی ذات وحدہ لاشریک کے صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اول و اتم ہیں، اس نظر سے ذات کا ظہور بالذات ہے وحدہ لاشریک محب ہے اور اس کا مظہر اول و اتم و اکمل محبوب و محب اپنے محبوب اعظم آئینہ خدا نما طاہر ہوا۔

کسوت احمدی پہن آیا اپنا محبوب آپ بن آیا

ورنہ الفاظ کے اپنے معانی لغویہ حقیقیہ کے اعتبار سے باری تعالیٰ سے متعلق کرنا کفر ہے اگر کوئی خواہ مخواہ اعتراض کرے تو قرآن مجید کی آیتوں کو بھی کفر کہنا پڑے گا، مثلاً: ”وما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمى اينما تولوا فثم وجه الله يد الله فوق ايديهم.“ یوں ہی احادیث نبویہ علیہ التحیۃ و الثنا اقوال بزرگان دین کو لکھنا شروع کر دیں تو ایک کتاب ہو جائے۔ ہر معترض کو یاد رکھنا چاہیے کہ صوفیائے کرام اپنے اصطلاحات مخصوص فرماتے ہیں جو معانی لغویہ کے خلاف ہیں، اسی بنا پر ان کے اصطلاحات کے اعتبار سے ان کے عقائد حقہ کے مطابق ہوتے ہیں۔ اگرچہ معانی لغویہ کے اعتبار سے کفر ہوں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی کا قول علامہ ابن عابدین نے نقل فرمایا ہے کہ اسی جماعت کے بعض مسائل اہل ظاہر کے درک سے مخفی رہتے ہیں نہ کہ اہل کشف و باطن کے جو کوئی ان کے معانی و مراد کو نہ سمجھے، اس کو اس مقام پر سکوت کرنے کو علمائے حق واجب فرماتے ہیں۔ رئیس الصوفیہ شیخ اکبر کے اقوال کے متعلق ابن کمال پاشا نے فرمایا کہ جو شخص ان کے معانی سے مطلع نہ ہو اس پر واجب ہے سکوت کرنا، فاضل بریلوی علیہ الرحمہ خلاصہ عقائد و شان رسالت میں لکھتے ہیں کہ رتبہ الوجود میں صرف اللہ عز و جل ہے سب۔

## الجواب

اشعار مذکورہ کے قائل خواہ وحدۃ الوجود کے قائل ہوں یا وحدۃ الشہود کے اگر وہ مجذوب نہیں تھے یا حالت جذب و سکر میں یہ اشعار نہیں کہے ہیں۔ حالت ہوش میں کہے ہیں تو بہر حال ان پر ان اشعار سے توبہ اور رجوع لازم ہے۔ آپ خود لکھتے ہیں کہ وحدۃ الوجود کا مسئلہ حال سے تعلق رکھتا ہے، قال سے نہیں۔ اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ اس مسئلے کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ جب کوئی اس نازک دقیق سے دقیق تر خالص کشفی و اشراقی و روحانی مسئلے کو الفاظ کا جامہ پہنائے گا تو بہک جائے گا۔

پھر شرعی گرفت سے نہیں بچ سکے گا، اگر ان اشعار کے قائل وحدۃ الوجود کے قائل تھے قائل ہونے کے ساتھ ساتھ اگر ان پہ اس مسئلے کا انکشاف تام ہوا ہوتا تو اشعار مذکورہ ہرگز ہرگز نہیں کہتے جن مقدس ہستیوں پر انکشاف تام ہوا ہے۔ انھوں نے ہمیشہ اپنی زبان بند رکھی ہے، وہ جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ الفاظ کا تحمل نہیں کر سکتا ہزار

وسعت کے باوجود الفاظ کا جامہ اس کے لیے تنگ ہے حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں۔  
ایں مدعیان دو طلبش بے خبر اند  
کاں را کے خبر شد خبرش باز نیامد  
بوستان میں فرماتے ہیں۔

کسے را در ایں بزم ساغر دہند کہ دل روے بے ہوش در بند  
یکے باز را دیدہ پرد وختہ دیگر دید یا بعض پر سوختہ  
کسے رہ سوے گنج قاروں برد وگر بردر باز بہروں نہ برد

اور جسے خلق کی ہدایت و ارشاد کے لیے واپس کرتے ہیں۔ اسے ایسا ظرف عطا فرماتے ہیں کہ وارفتہ ہوش نہیں ہو پاتے۔ یہ اشعار اس کی دلیل ہیں کہ اس کے قائل یا تو وحدۃ الوجود کے صرف قائل تھے۔ وحدۃ الوجود کا ان پر انکشاف نہیں ہوا تھا۔ ورنہ یہ اشعار ہرگز ہرگز نہیں کہتے، یا پھر حالت سکر میں کہا ہے پھر ان پر عند اللہ کوئی مواخذہ نہیں کہ: ع

سلطان نہ گیر دخراج از خراب  
ان اشعار میں شدید شرعی نقص ہیں جو حد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں پہلے مصرعہ میں کہا: ع  
باغ وحدت کا وہ گل رعنا

اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ قائل لا الہ الا انا حادث ہے۔ قدیم نہیں اس لیے کہ پھول حادث ہوتا ہے، باغ سے پیدا ہوتا ہے۔ وحدۃ الوجود میں باری عز اسمہ کے حادث ہونے کی کوئی سبیل نہیں، نیز رعنا کا اطلاق باری عز اسمہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز نہیں رعنا کے معنی ہیں مصنوعی طور پر حسین و خوبصورت بننا، اور میم کی اپنے منہ پر کھینچ رہا سودلوں سے جو خود ہوا شیدا۔ اس شعر میں منہ اور دل کا باری عز اسمہ کے لیے اثبات کیا گیا ہے، اور یہ جائز نہیں اگرچہ حقیقی معنی مراد نہ ہو، اور اگر بالفرض حقیقی مراد ہو تو کفر صریح۔ پھر یہ شعر ظاہر کر رہا ہے کہ باری عز اسمہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ہیں اس لیے کہ چہرے پر چادر ڈال لینے سے ذات میں تغایر نہیں پیدا ہوتا ذات وہی رہتی ہے۔ پھر میم کو رد اٹھہرانا واقع کے غیر مطابق۔ اس لیے کہ منہ سب سے اوپر ہوتا ہے، اور میم نام نامی احمد میں وسط میں ہے۔ پھر رد اظاہر جسم پر ہوتی ہے، اور یہاں میم جوف کلمہ میں، پھر شیدا ہو گیا۔ بتاتا ہے کہ پہلے سے شیدا نہیں تھا، حالاں کہ اللہ عز وجل کی ہر صفت قدیم ہے پھر اللہ عز وجل کے لیے شیدا کا اطلاق محل کلام، اور تیسرا شعر کسوت احمدی پہن آیا۔ اپنا محبوب آپ بن آیا۔ یہ شعر بھی حلول اور ہندوؤں کے عقیدہ اوتار کی ترجمانی ہے۔ یاد رکھیے کہ شرعی احکام سے ان اعذار بارہ سے کوئی نہیں بچ سکتا ہے، حضرت منصور نے ”انا الحق“ کہا جن پر اس وقت کے علمائے ظاہر و باطن نے ان کے خلاف فتویٰ دیا حالاں کہ ان کے کلام کی تاویل ممکن تھی کہ حق



بمعنی ثابت لغت میں وارد ہے۔ مگر چوں کہ حق باری عز اسمہ کے اسماء میں ایسا معروف و مشہور ہے کہ اس سے ہر خاص و عام کا ذہن باری تعالیٰ ہی کی طرف جاتا ہے۔ اس ظاہر معنی کے لحاظ سے ان پر فتویٰ دیا گیا اور حضرت محی الدین بن عربی قدس سرہ کے کلام سے استدلال کر کے ہر شخص کو اس کی نقل جائز نہیں، عرفا ہی نے فرمایا: صوفی محقق، اس کا مقلد زندیق۔ اس کا سبب یہی ہے کہ یہ معلوم نہیں کہ صوفی نے جو بات کہی ہے، کس حالت میں کہی ہے۔ حالت صحو میں کہی ہے یا حالت سکر میں۔ علاوہ ازیں حضرت محی الدین بن عربی قدس سرہ کے کلام میں بے شمار الحاقات ہیں اس لیے اس کے ہر حصے سے استدلال درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ میں اپنے طور پر اللہ کو یاد کرتی ہوں یہی میری نماز ہے  
یہ کہنا کیسا ہے کہ تم اپنے مسئلہ مسائل اپنے پاس رکھو

مسئلہ: زبیر احمد انجم، ۱۶ شوال ۱۴۰۳ھ

کیا فرماتے ہیں مفتی شرع متین اس مسئلہ میں۔

① بشیر احمد اپنی بیوی شاکرہ کو نماز و پردہ کی ترغیب دیتا رہا، کوئی اثر نہ ہونے پر تقریباً چھ ماہ قبل پھر کچھ سخت الفاظ میں نماز و روزہ کی ترغیب کی جس پر شاکرہ بی بی نے جواب دیا کہ میں اپنے طریقہ پر اللہ کو رات و دن یاد کیا کرتی ہوں۔ یہی میری نماز ہے۔ اس کو سمجھا یا گیا کہ نماز کامل بھی ہوگی جب کہ قرآن و حدیث میں بتائے طریقہ سے ادا کیا جائے۔ شاکرہ بی بی نے جواباً کہا کہ مجھ سے اس طریقہ سے نہیں ہو سکتا۔ تم اپنا مسئلہ مسائل اپنے پاس رکھو اور نماز کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ پردے کے بارے میں جواب دیا کہ سب کی بیویاں تو برابر ادھر ادھر نکلتی اور باہر بیٹھ کر بات چیت کرتی ہیں، اور دوسرے بہت کام کرتی ہیں، تم میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں، میں ایسے ہی رہوں گی۔ بشیر نے ان جوابات کو انکار و تحقیر احکامات شریعت اور کلمہ کفر مان کر تجدید ایمان وغیرہ کی ترغیب دی۔ جس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اگرچہ غالباً ایک بار یاد دہانی بھی کرائی گئی۔ بعد حالیہ رمضان میں شاکرہ بی بی نے از خود روزہ رکھا اور نماز پڑھی۔ درمیانی وقفہ (گزشتہ چھ ماہ) بشیر اور شاکرہ بی بی کے درمیان کچھ گھریلو مسئلہ پر تعلقات میں کشیدگی بڑھتی گئی، اور گزشتہ ہفتہ انتہائی طیش اور غصہ کی حالت میں سخت کلامی ہوئی۔ شاکرہ بی بی نے دوران جھگڑا میاں بیوی کے رشتہ کے بارے میں کچھ کہا، الفاظ یاد نہیں مگر مفہوم یہ تھا، کہ تم میرے لیے ایسے ہی ہو جیسے گاؤں کے دیگر لوگ، جواباً بشیر نے کہا ہاں تم تو پہلے ہی کلمہ کفر بک کر نکاح توڑ چکی ہو اور نکاح سے خارج ہو چکی ہو۔ اب میرے نکاح میں کہاں ہو میری بیوی نہیں رہ گئی۔ بشیر نے درمیان گفتگو میں رک رک کر متعدد بار کہا: کاش کہ یہ بات بیس برس پہلے ہو گئی ہوتی۔“ مذکورہ گفتگو فریقین کے

درمیان اتنا ہی طیش و غصہ کے عالم میں ہوئی۔ مذکورہ گفتگو فریقین نے طلاق مان کر علیحدگی اختیار کر لی، مذکورہ حالت میں اوپر کے سوال و جواب سے کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟

② بشیر و شاکرہ بی بی سن رسیدہ ہیں۔ جنسی تعلقات کا سلسلہ ختم ہوئے سال ہا سال گزر چکے ہیں۔ ان کے بیٹا بیٹی، اور پوتی پوتا ہیں۔ شاکرہ بی بی پردہ نشین عورت نہیں ہے کیا بشیر و شاکرہ بی بی اب ایک ہی گھر میں اپنے بال بچوں کے ساتھ رہ سکتے ہیں، اور گھریلو مسائل پر تبادلہ خیال کر سکتے ہیں؟ فریقین مقلد حنفی المذہب ہیں۔

### الجواب

شاکرہ بی بی کے منہ سے دوائیے جملے نکلے ہیں جو اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے کفر ہیں۔ ایک اس کا یہ کہنا ”میں اپنے طور پر اللہ کو یاد کرتی ہوں یہی میری نماز ہے۔“ اور دوسرا یہ کہنا ”تم اپنا مسئلہ مسائل اپنے پاس رکھو۔“ اگرچہ اس میں تاویل کی گنجائش ہے مگر جب کسی کلام کا ظاہری معنی کفر ہو تو اگرچہ اس میں تاویل کی گنجائش ہو قائل پر توبہ و تجدید ایمان کا حکم لازم ہے۔ اعلام میں ہے: ”فاللفظ اذا كان..... معان فان كان في بعضها اظهر حمل عليه وكذا ان استوت ووجد لاحد هما وجه والارادة..... سهلا لا شغل لنا بها.“ اگرچہ قطعی طور پر کافر کہنے میں احتیاط ہی برتی جائے گی۔ مگر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم بہر حال لازم۔ عالمگیری میں ہے:

”ما كان في كونه كفرا اختلافاً، فان قائله يومر بتجديد النكاح وبا التوبه والرجوع عن ذلك بالا احتياط، اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه.“ (۱)

شاکرہ بی بی پر توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ بشیر نے یہ جو کچھ کہا ہے۔ تم تو پہلے ہی کلمہ کفر کو بک کر نکاح توڑ چکی ہو، اور نکاح سے خارج ہو چکی ہو۔ اب میرے نکاح میں کہاں ہو۔ میری بیوی نہیں رہ گئی۔“ ان جملوں سے طلاق واقع نہیں ہوئی اس لیے کہ بشیر نے یہ جملے طلاق دینے کے لیے نہیں کہے ہیں۔ بلکہ اس بنیاد پر کہے ہیں کہ ان میں شاکرہ کے بکے ہوئے ان جملوں سے یہ سمجھا تھا کہ ہمارا اور شاکرہ کا نکاح ختم ہو چکا ہے۔ اسی کو اس نے بیان کیا ہے اس لیے شاکرہ پر طلاق واقع نہ ہوئی۔ شاکرہ بی بی پہلے ان کلمات سے توبہ کرے، پھر کلمہ پڑھ کر تجدید ایمان کرے۔ پھر دونوں تجدید نکاح کر لیں۔ پھر میاں بیوی کی طرح رہیں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## غیر خدا کو قیوم، قدوس، رحمن کہنا کیسا ہے؟ مکتوبات امام ربانی میں کچھ باتیں سکرا میز ہیں۔ مسئولہ: مولانا شجاع الدین، امام قادری مسجد، مالونی، ملاڈ، بمبئی، یکم صفر ۱۴۱۹ھ

﴿مسئلہ﴾ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ والرضوان کو زید نے اپنے شجرہ میں قیوم اول، اور قیوم زماں، اور قیوم ثانی لکھا ہے اور اعتقاد کے ساتھ کہتا بھی ہے۔ معلوم کرنے پر مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مکتوبات شریف کا حوالہ دیتا ہے، جب کہ عمر کسی غیر خدا کو قیوم اول اور قیوم زماں، اور قیوم ثانی کہنے والوں کو کا فر ٹھہراتا ہے، اور حوالہ سرکار اعلیٰ حضرت مجدد اسلام امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان فاضل بریلوی کے فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۶ کا دیتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شرع اپنے دعویٰ میں صحیح کون ہے اور کس کا دعویٰ شریعت مطہرہ کے موافق ہے۔ ہمیں صحیح حوالہ کے ساتھ مکمل و مفصل تحریر جواب سے آگاہ فرمائیں۔ کیوں کہ یہ اختلاف سبب فساد بن سکتا ہے؟

### الجواب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اس بارے میں اپنا کوئی فتویٰ نہیں دیا ہے۔ بلکہ فقہ حنفی کی مشہور و مستند کتاب مجمع الانہر کے حوالے سے لکھا ہے۔ لکھتے ہیں:

”یوں ہی فقہائے کرام نے قیوم جہاں غیر خدا کو کہنے پر تکفیر فرمائی۔ مجمع الانہر میں ہے: ”اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق جل وعلا نحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرہا یکفر۔“

اس میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کیا جرم؟ اگر جرم ہے تو فقہائے احناف کا ہے جس کو غصہ اتارنا ہو وہ فقہائے احناف پر اتارے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ تو صرف ناقل ہیں۔ ناقل پر غصہ نہ کرے۔ مجمع الانہر دیکھ لے اگر اس میں مذکورہ بالا عبارت ہے تو کسی کو رو نہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر طعن کرے۔ اب صرف اس بنا پر کہ مثلاً زید ایک کلام کرتا ہے۔ علمائے اسے کفر لکھا۔ بکر نے علما کے اس قول کو نقل کر دیا۔ کون بیوقوف ہوگا جو بکر پر غصہ کرے گا۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ مکتوبات میں ایسا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ مکتوبات علوم ظاہری اور باطنی کا خزانہ ہے، لیکن خود حضرت مجدد صاحب قدس سرہ نے دفتر سوم مکتوب بست وکیم میں تحریر فرمایا ہے:

”ایں فقیر ایں ہمہ دفاتر در بیان علوم و اسرار ایں  
اس فقیر نے ان تمام دفاتر کو اس طائفہ علیہ کے  
طائفہ علیہ نوشتہ است ظاہراً بخاطر شریف شما  
علوم و اسرار کے بیان میں لکھا ہے بہ ظاہر

قرار یافتہ است کہ از روے صحو خالص نوشتہ تمہارے دل میں قرار پایا ہے کہ بلا آمیزش سکر، است بے مزج سکر حاشا و کلا۔“

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مکتوبات شریفہ میں بہت سی باتیں سکر آمیزش ہیں اور عارفان حق عالم سکر میں جو کچھ فرمائیں اگر وہ شریعت کے خلاف ہے تو قابل قبول نہیں۔ اس لیے مکتوبات کے ارشادات کو پہلے شریعت کی کسوٹی پر جانچ لیا جائے اور شریعت کی کسوٹی ایک حنفی کے لیے فقہائے کرام کے ارشادات ہیں، ہم پر ان کی تقلید واجب ہے، اور جب فقہائے کرام نے غیر خدا کو قیوم کہنے سے منع فرمایا تو سیدھی راہ یہی ہے کہ ہم اس سے احتراز کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ عز و جل کو حضور کا مدحت سرا کہنا کیسا ہے؟  
اللہ عز و جل کے لیے لپکانا کا استعمال کیسا ہے؟  
مسئلہ: مولانا عبدالمبین، دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ، اعظم گڑھ، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسائل۔ کیا مندرجہ ذیل صحیح ہے؟

① (الف) کیا کرے کوئی شان مصطفیٰ ہے خدا مدحت سراے مصطفیٰ

اس میں خدا کو مدحت سرا کہا گیا ہے جو صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ کیوں کہ سرا، سرانیدن سے بنا ہے۔ جس کے معنی گانا ہے، جو خدا کی صفت نہیں ہو سکتی، اگر لازمی معنی مراد لیا جائے پھر بھی اصل کے اعتبار سے قباح باقی رہے گی۔ (ب) ایک صاحب نے اپنی کتاب میں ”صاحب خلق عظیم“ کے عنوان کے تحت ایک شعر رقم کیا ہے۔ جس میں شاعر کا نام رقم نہیں ہے۔ شعر یہ ہے۔

خلق ایسا کہ عالم ہوا مبتلا حسن ایسا کہ قدرت بھی لپچا گئی

اس میں دو بات قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے، ایک تو عالم کو خلق میں مبتلا ہونا۔ دوسرے قدرت کا لپکانا، واضح رہے کہ اردو میں مبتلا کا معنی مصیبت میں پڑنا ہوتا ہے اور عربی کا معنی یہاں پر اردو میں مراد نہیں ہوتا۔ اگر یہ دونوں اشعار غلط ہیں تو ناقل اور شاعر پر کیا حکم شرعی ہوگا واضح فرمائیں۔

② آج کل بعض تسبیح کے دانوں پر اللہ اللہ لکھا ہوا ہوتا ہے، یوں ہی بعض ٹوپیاں اور رومال بھی اس طرح

کے پائے جاتے ہیں۔ جن پر اسم جلالت چھپایا کڑھا ہوا ہوتا ہے، تو ان کا استعمال شرعاً کیسا ہے؟

③ اگر ترک واجب کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوا اور بھول کر امام نے سجدہ سہو نہ کیا پھر نماز کا اعادہ کیا جو لوگ پہلی جماعت میں شریک نہ تھے۔ اب اس اعادہ والی جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟



## فقہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب

- ① شعر مذکور کفر ہے۔ ناقل و شاعر دونوں پر توبہ و تجدید ایمان لازم ہے، اور بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح بھی کریں۔ ہذا ما ظہر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ وعند رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
  - ② تسبیح کے جن دانوں پر اللہ لکھا ہوتا ہے ان کا استعمال منع ہے کہ خلاف ادب ہے۔ اور ایسی ٹوپی و رومال کہ جن پر اسم جلال چھپایا کڑھا ہو، انھیں استعمال کرنا اور شدت کے ساتھ منع ہے کہ غفلت میں اس کے ساتھ بیت الخلا وغیرہ میں بھی چلا جائے گا۔ جس سے اسم جلال کی سخت بے ادبی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
  - ③ سجدہ سہو کے نہ کرنے کے سبب اگر نماز کا اعادہ کیا جائے تو جو لوگ پہلی جماعت میں شریک نہیں تھے یا شریک تھے مگر پوری نماز پڑھنے سے پہلے اسے توڑ دی تو وہ لوگ اعادہ والی جماعت میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں:
- ”نماز اگر ترک فرض کے سبب دہرائی جائے نیا شخص شریک ہو سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج: سوم، ص: ۳۱۹) ”وہو تعالیٰ ورسولہ الا علی اعلم جل مجدہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔“ کتبہ جلال الدین احمد امجدی۔

(شارح بخاری علیہ الرحمہ کا جواب) الجواب صحیح ”الف“ کے جواب صحیح ”الف“ کے جواب میں گزارش ہے کہ اگرچہ سرائیدین کے معنی گانے کے ہیں لیکن مدح یا مدحت کے ساتھ تو اس کا اسم فاعل سراجب لگتا ہے، تو اس کے معنی پڑھنے اور بیان کرنے کے ہوتے ہیں۔ جس پر اہل زبان کی روزمرہ کی بول چال شاہد ہے۔ بولتے ہیں مدح سراج، یا مدحت سراج فرہنگ آصفیہ جلد چہارم میں ہے: ”اسم مونث دیکھو مدح خوانی۔“ مدح خوانی کے معنی میں ہے اسم مونث مدح سرائی، ثنا خوانی، حمد سرائی، بھٹنی (ص: ۳۱۳)۔ فیروز اللغات میں ہے: مدح خوانی، سرائی، ثنا گوئی، تعریف و توصیف کرنا (ص: ۶۲۴)۔

اس لیے اس شعر کو کفر نہیں کہا جاسکتا اور نہ قائل پر توبہ و تجدید ایمان کا حکم دیا جاسکتا ہے۔ البتہ ایسے کلمات جن کے بعض معنی صحیح ہوں اور کچھ معنی فاسدان کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر جائز نہیں۔ جیسے میاں کا اطلاق، ذات باری تعالیٰ پر اور داعنا کا اطلاق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز نہیں، اس لیے اس شعر کے قائل پر توبہ اور رجوع کا حکم ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ عزوجل کو میاں کہنا کیوں منع ہے؟

مسئلہ: عزیز الرحمن، گاؤں بڑسرا، بازار والی گلی، مسجد غازی پور یوپی

اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ جائز ہے تو کس کتاب سے اور اگر ناجائز ہے

مسئلہ

تو کس کتاب سے ثبوت قرآن وحدیث سے مطلوب ہے صفحہ نمبر کے ساتھ۔

## الجواب

اس بارے میں متقدمین کی کتابوں میں کچھ نہیں، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل کو میاں کہنا منع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ میاں کے تین معنی ہیں۔ مالک، شوہر، زنا کا دلال اور جس لفظ کے چند معنی ہوں اور کچھ معنی خبیث ہوں اور وہ لفظ شرع میں وارد نہ ہو تو اس کا اطلاق اللہ عزوجل پر منع ہے۔ علامہ شامی نے فرمایا: ”مجرد ايها المعنى المحال كاف للمنع“۔<sup>(۱)</sup>

اس کی مثال راعنا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صحابہ کرام جب اچھی طرح سن نہ پاتے یا سمجھ نہ پاتے تو عرض کرتے: راعنا، یعنی ہماری رعایت فرمائیے۔ یہود کی لغت میں راعنا کے معنی ہمارے بے وقوف کے ہیں۔ یہود بھی راعنا راعنا کہنے لگے، اور وہ اس معنی خبیث کی نیت سے کہتے، اللہ عزوجل نے راعنا کہنے سے صحابہ کرام کو منع فرمادیا حکم ہوا انظرنا کہو۔ اسی طرح یہاں بھی خطرہ ہے۔ آپ اللہ عزوجل کو میاں کہیں آپ کی نیت مالک کی ہوگی۔ لیکن کوئی دہریہ بے دین دوسرے خبیث معنی کی نیت سے کہے تو کون روکے گا۔ وہ کہہ دے گا کہ آپ بھی تو کہتے ہیں۔ اس لیے ایسے الفاظ کے استعمال کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ خدا کو بھی حضور کی ضرورت پڑی، کفر ہے

مسئولہ: محمد نعمت اللہ قادری، محلہ شاہ پور، گلبرگ، کرناٹک، ۱۸ رجب ۱۴۱۸ھ

زید نے ربیع الاول شریف کے موقع پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر تقریر کرتے ہوئے دورانِ تقریر یہ بیان فرمادیا کہ دنیا میں سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بے مثال مخلوق ہیں کہ ساری مخلوق کو ان کی ضرورت ”خدا کو بھی ان کی ضرورت پڑی۔“ اور بے مثل و بے مثال نبی سرکارِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا۔ بے ان کے صدقے خدا نے اپنی خدائی کا ظہور نہیں فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”كنتُ كنزًا مخفياً“۔ اس حدیث قدسی کی مختصر تشریح کرتے ہوئے بیان ختم کیا۔

لہذا زید کا یہ کہنا کہ خدا کو ان کی ضرورت پڑی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا۔ یہ جملہ شرعاً درست نہیں ہے، زید پر تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح ضروری ہے، اور مخالفین نے اس میں احتیاج کا معنی ثابت کرنا شروع کیا، حالاں کہ زید نے قطعاً احتیاج کا معنی مراد نہیں لیا ہے۔ تو کیا زید پر تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح ضروری ہے؟

## الجواب

”خدا کو بھی ان کی ضرورت پڑی“ یہ کلمہ کفر صریح ہے، جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں اور اس کا قائل بلاشبہ کافر و مرتد ہے۔ اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اپنے شیخ سے اس کی بیعت و اجازت ختم ہو گئی۔ قائل پر فرض ہے کہ بلا تاخیر فوراً توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر دوبارہ مسلمان ہو بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو اس سے دوبارہ نکاح کرے، کسی سلسلہ میں مرید رہنا چاہتا ہے۔ تو اب پھر جامع شرائط کسی پیر سے مرید ہو۔

”ضرورت پڑی“ اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ حاجت پڑی۔ ہمارے عرف میں ضرورت اور حاجت قریب قریب ایک معنی ہیں۔ بولتے ہیں: ہمیں اس کی ضرورت ہے، یعنی حاجت ہے، اور اللہ تعالیٰ کو کسی کا محتاج ماننا کفر صریح ہے۔ قرآن مجید میں پچاسوں جگہ اللہ تعالیٰ کی صفت آئی ہے کہ وہ غنی ہے، غنی کے یہی معنی ہیں کہ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ عز وجل کو گالی دینا کفر ہے، مرتد کے احکام

مسئولہ: محمد بشیر، شیخ پورہ، پوسٹ بودھی پورہ، گوئڈہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں زید جاہل مطلق ہے۔ چند جہلا سے گفتگو کر رہا تھا۔ اثنائے گفتگو میں خدائے تعالیٰ کو گالی دیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے لیے شرعی حکم کیا ہے۔

مسئلہ

## الجواب

جس خبیث نے اللہ عز وجل کو گالی دی وہ کافر و مرتد ہو گیا۔ اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر واجب ہے کہ فوراً بلا تاخیر توبہ کرے۔ پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر اسی زوجہ کو رکھنا چاہتا ہو تو اس سے تجدید نکاح بھی کرے، اگر توبہ اور تجدید ایمان نہ کرے تو اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیا جائے۔ بیمار پڑے تو پوچھنے نہ جائیں۔ مرجائے تو جنازے کی نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ عز وجل کی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔ کلمہ کفر کہنے والے پر تجدید

ایمان و نکاح فرض ہے۔ تجدید نکاح میں نئے نکاح کا مہر بھی واجب ہے

مسئولہ: حافظ حقیق اللہ، مدرسہ تجوید الفرقان، دریائی ٹولہ، لکھنؤ، ۲۸/شوال ۱۴۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین، اس مسئلہ مذکورہ میں۔

مسئلہ

زید ایک کاشت کار آدمی ہے اس کے طبیعت میں گیہوں کی فصل لگی ہوتی تھی۔ بالاتفاق برف باری ہوئی۔ جس کی وجہ سے گیہوں کی فصل برباد ہو گئی۔ لہذا زید غصہ کی حالت میں باری تعالیٰ کو برا بھلا و کوسنا شروع کر دیا کچھ لوگوں نے کہا کہ تم خارج عن الاسلام ہو گئے۔ تمہاری بیوی کا نکاح ٹوٹ گیا۔ جب زید کا غصہ ختم ہوا، تو اس نے فی الفور توبہ کیا، اور کلمہ طیبہ پڑھا۔ لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمایا جائے کہ زید خارج عن الاسلام ہوا یا نہیں؟ بیوی کا نکاح ٹوٹا یا نہیں؟ زید کے اہل خانہ بہت بے چین ہیں۔ لہذا فی الفور جواب سے نوازا جائے۔

### الجواب

اللہ عزوجل کی شان میں گستاخیاں کرنے کی وجہ سے زید اسلام سے نکل کر بدترین کافر و مرتد ہو گیا تھا اس کے تمام اعمال حسنہ ضائع ہو گئے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، زید نے جب ان کلمات خبیثہ سے توبہ کر لی اور کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو گیا تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا، اور اب وہ مسلمان ہے۔ لیکن سوال میں بیوی کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنے کا ذکر نہیں۔ اگر اس نے اب تک تجدید نکاح نہیں کیا ہے تو اسے جائز نہیں کہ بیوی کو ہاتھ لگائے، اگر اس بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو اس پر فرض ہے کہ بیوی سے جدید مہر کے ساتھ نکاح کرے۔ اگر تجدید نکاح کر لے گا تو اس پر دومہر واجب ہوگا ایک پہلے نکاح کا ایک دوسرے نکاح کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آیات متشابہات کو استخوان پیش سگاں کہنا کیسا ہے؟  
قرآن کریم کی تحریف کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ سارے جہاں کا بھی مالک ہے اور جہان والوں کا بھی

مسئولہ: معین الدین سیفی، چندوسی، ضلع مراد آباد

❶ کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں  
زید کہتا ہے کہ آیات متشابہات استخوان پیش سگاں ہیں۔ لہذا زید اور اس کے قول کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے یہاں فرمائیں۔

❷ زید کہتا ہے کہ آیت کریمہ: ”رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.“ میں وہاب آنا اشارہ واضح ہے وہابیت کی طرف برائے کرم وضاحت فرمائیں کہ زید اور اس کے قول کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

❸ زید کہتا ہے کہ اللہ رب العزت سارے جہان والوں کا مالک ہے اور بکر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سارے جہانوں کا مالک ہے۔ برائے کرم جواب بالوضاحت عطا فرمائیں کہ کس کا قول درست ہے اور کس کا غلط اور کس



کے بارے میں کیا حکم ہے؟

### الجواب

① یہ کہنا کہ آیات متشابہات استخوان پیش سگاں ہیں صریح کلمہ کفر ہے اور ایک نہیں کئی کفر، آیات متشابہات اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار ہیں۔ اس کو ”استخوان کہنا، ایک کفر، اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سگ کہنا دوسرا کفر کلام ربانی کو مہملات پر مشتمل ماننا تیسرا کفر، کلام خداوندی کی اہانت چوتھا کفر، یہ شخص اسلام سے خارج ہو گیا اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں۔ جب تک اس کلمہ کفر سے توبہ نہ کرے اور کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② یہ بھی صریح کلمہ کفر ہے قرآن کریم کی تحریف ہے اس شخص کا بھی وہی حکم ہے جو پہلے والے کا ہے۔ وہ اب اللہ عز وجل کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے اس سے وہابی کی طرف اشارہ وہی نکالے گا جو ایمان سے محروم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

③ دونوں صحیح ہے اللہ تعالیٰ سارے جہان والوں کا بھی مالک ہے اور سارے جہانوں کا بھی مالک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صفات باری تعالیٰ عین ذات ہیں۔ صفات باری تعالیٰ کو مخلوق کہنا کفر ہے

مسئولہ: محمد اسلام الدین عزیزی، مدرسہ اہل سنت قادریہ رضویہ، رفیع گنج، اورنگ آباد، ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ

مسئلہ زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات ہے اور تمام مخلوقات اس کی صفات ہیں؟

### الجواب

زید کا فرو مرتد اسلام سے خارج ہے۔ اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً اس کلمہ سے توبہ کرے کلمہ پڑھ کر پھر مسلمان ہو، بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو پھر سے اس کے ساتھ نکاح کرے۔ مخلوقات کو اللہ عز وجل کی صفات کہنا صریح کفر اور شرک ہے۔ اللہ عز وجل کی تمام صفات واجب قطعی غیر مخلوق بر بنائے تحقیق عین ذات باری تعالیٰ ہیں، اور مخلوقات سب کے سب ممکن حادث مخلوق فانی۔ اللہ عز وجل کے وجود کے سوا الگ موجودات ہیں، مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی صفات کہنا صریح کفر و شرک ہے۔ بلکہ صفات باری تعالیٰ کو غیر ذات کہنا گمراہی ہے۔ عامہ متکلمین نے فرمایا کہ صفات باری تعالیٰ نہ عین ذات ہے نہ غیر ذات مگر محققین نے فرمایا کہ عین ذات ہیں:

”المعتقد المنتقد“ میں ہے:

”لما كان الصفة ليست بعين الذات بمعنى: ان مفهومها غير مفهومها ولا غيرها منفصلا عنها لقيامها بها وعدم انفكاكها.“  
دوسری جگہ ہے:

”صفات الله تعالى في الازل غير محدثة ولا مخلوقة فمن قال انها مخلوقة او محدثة كافر بالله.“ (۱)

جب صفات باری تعالیٰ کو مخلوق کہنے والے کا یہ حکم ہے تو جو شخص مخلوقات کو باری تعالیٰ کی صفات بتائے وہ کتنا بڑا کافر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## نام الہی کی توہین کفر ہے۔

بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ  
مسئلہ گزارش یہ ہے کہ کل بازار میں دو لڑکے ساڑی کی بکری کے لیے ایک جگہ کھڑے تھے۔ ایک لڑکے نے چبوترے کے اوپر چڑھ کر دیکھا کہ ابھی بہت دیر ہے پیسہ ملنے میں، تو اس نے کہا چلو ابھی صبر کرو، اللہ اللہ کرو، تو دوسرے نے کہا لنڈ کرو سارے بیٹھے تماشا کرتے ہیں کہ کیسودیر ہو لو تم دام لو میں چلا گھر کوئی صاحب ان کی بات پردھیان نہیں دیا۔ بعد میں کچھ سوچ کر پوچھنے آیا ہوں۔

### الجواب

جس لڑکے نے یہ گندہ جملہ کہا اس نے نام الہی کی توہین کی اسلام سے خارج ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر اس خبیث جملہ سے توبہ کرے۔ کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو اور اگر اپنی اس بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو پھر سے نئے مہر پر اس سے نکاح کرے۔ بغیر نکاح کیے ہوئے بیوی کو ہاتھ نہ لگائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ احد کب سے ہے، کیسا ہے؟

مسئلہ: محمد زبیر احمد عاصی، مدرسہ محمدیہ عربیہ جامع مسجد مقام وپوسٹ جگدیش پور، ضلع بھونچ پور، بہار، ۱۵/ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ  
مسئلہ زید یہ کہے کہ احد کب سے ہے یا کبریائی کب سے ہے، یا جلال کب سے ہے، یا جمال کب سے ہے؟ اس کے لیے کیا حکم ہے۔ اگر زید کا یہ کہنا صحیح مانا جائے تو پھر مذکورہ باتوں کی تصریح کیا ہے؟

## الجواب

احد کب سے ہے؟ یہ جملہ استفہام کا ہے، اور استفہام کبھی انکار کے لیے آتا ہے۔ احد اللہ عز وجل کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے ایسی صورت میں زید کا فر ہو جائے گا، کیوں کہ وہ اللہ عز وجل کے وجود کا منکر ہوا۔ اور اگر سوال کے لیے ہے، اور سائل بے علم ہے تو معذور ہے، اسے بتایا جائے گا کہ اللہ عز وجل اور اس کی کبریائی، اس کا جلال ہمیشہ سے ہے، قدیم ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## اللہ اکبر کا صحیح ترجمہ

مسئلہ: فاروق احمد 15/1 ہوسپٹل روڈ، کمرہٹی، کلکتہ، بنگال، ۱۶ شوال ۱۴۱۸ھ

زید جو کہ سنی عالم، خطیب اور امام مسجد ہے ایک بار دورانِ تقریر اللہ اکبر کا ترجمہ اللہ بہت بڑا ہے کرنے کے بعد کہا کہ اس کا ترجمہ اللہ سب سے بڑا ہے، نہایت غلط اور جہالت ہے، اس لیے کہ سب سے بڑا کا مطلب یہ ہوا کہ خدا کئی ہیں اور ان میں سب سے بڑا اللہ ہے۔

بکریہ تقریر سن کر شش و پنج میں پڑ گیا۔ اس لیے کہ مدرسہ ضیاء الاسلام کے مدرس مولانا ابوالکلام احسن قادری صاحب کی مشہور و معروف کتاب ”اسلامی قانون، حصہ اول، ص: ۱۲“ پر اللہ اکبر کا ترجمہ ”اللہ سب سے بڑا ہے“ لکھا ہے۔ براہ کرم از روئے شرع اللہ اکبر کا درست ترجمہ مع دلائل و شواہد تحریر کریں، نیز بتائیں کہ زید اور ابوالکلام احسن قادری میں سے کن کا ترجمہ درست ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ ان پر کوئی شرعی حد تو جاری نہیں ہو رہی ہے؟

## الجواب

اللہ اکبر کا صحیح ترجمہ یہی ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے آیہ کریمہ: ”وَلِذِكْرِ اللَّهِ اُكْبَرُ“ (۱) کا ترجمہ فرمایا ہے، بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ اکبر اسم تفضیل ہے، اس کے استعمال کا تین طریقہ ہے۔ الف لام کے ساتھ جیسے زید بن الفضل۔ اضافت کے ساتھ جیسے زید اعلم الناس۔ یا من کے ساتھ جیسے زید احسن من عمرو۔ اور اللہ اکبر میں ان تینوں میں سے کوئی نہیں۔ اس کا جواب علم الصیغہ میں دیا۔ یہاں من کل شیء محذوف ہے۔ اس پر یہ کہنا کہ پھر لازم آئے گا کہ بہت سے معبود ہوں، جہالت ہے۔ بڑا ہونا خاصۃً الوہیت نہیں اور نہ بڑے ہونے کے لیے معبود ہونا لازم کہ کسی کو بڑا کہنے سے اس کا معبود ہونا لازم ہو۔ اس کا ترجمہ بہت بڑا کہنا اگرچہ بظاہر صحیح ہے مگر اس سے لازم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ چند افراد بہت بڑے ہو سکتے ہیں، مثلاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ صدر الشریعہ بہت بڑے عالم تھے، صدر الافاضل بہت بڑے عالم تھے، حجت الاسلام بہت بڑے عالم تھے، مفتی اعظم بہت بڑے عالم تھے۔ اگر اس کا ترجمہ کریں گے

سب سے بڑا تو یہ اللہ عز وجل کے ساتھ خاص ہوگا، اس لیے کہ سب سے بڑا متعدد نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## حضور کو خدا کا لاڈلا کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: سید محمد جنید اشرفی، ابن سید محمد ہاشمی میاں صاحب، محلہ ملاؤ بھاگل، سید واڑہ، گجرات

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان فحام حسب ذیل مسئلہ میں کہ زید صلوٰۃ و سلام کے بعد ان الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں خراج عقیدت پیش کرتا ہے کہ۔

اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

اس شعر کے اول مصرع میں لفظ ”لاڈلے“ کا استعمال حضور کی شان میں درست ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کی کیا صورت ہے اور اگر نہیں ہے تو پڑھنے والے پر شرع کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے، جواب آسان لفظوں میں مع تشریح عنایت فرمائیں۔

### الجواب

لاڈلا، اور لاڈلے کا معنی فرہنگ آصفیہ میں یہ لکھے ہیں، پیارا، عزیز از جان، وہ بچہ جسے ماں باپ نے نہایت محنت و محبت سے ناز و نعمت میں پرورش کیا ہو، ناز پروردہ، آنکھوں کا تارا، وغیرہ وغیرہ۔ وہ لڑکا جو ماں باپ کی محبت سے آوارہ اور بدراہ ہو گیا ہو (۱)

مذکورہ بالا شعر میں چوں کہ رسول بھی مذکور ہے اس لیے متعین ہے کہ اس شعر میں لاڈلے کا معنی پیارے، عزیز از جان، دُلا رے کے ہیں۔ بچے کی صفت دُلا رے بنانے سے جو معنی بنتے ہیں اس کا احتمال ساقط ہے، پھر شروع ہی میں ہے، خدا کے لاڈلے، کوئی مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا وہ لاڈلے کا معنی بچہ لے جو ناز و نعمت میں پلا ہوا ہو۔ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عز وجل اس سے منزہ ہے کہ اس کی اولاد ہو، اس لیے یہاں متعین ہے کہ لاڈلے کے معنی پیارے ہی کے ہیں اور یہ عربی لفظ ”حبیب“ کا ترجمہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ بہ نص حدیث و بہ اجماع مسلمین اللہ کے حبیب ہیں: ”و انا حبیب اللہ ولا فخر“ (۲)

اس لحاظ سے یہ شعر بالکل صحیح ہے۔ مگر شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی لفظ چند ایسے معنوں میں دائر ہو جن میں سے کچھ معنی کا اطلاق اللہ عز وجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز نہیں اس کی مثال لفظ ”رَاعِنَا“ ہے۔ عربی زبان میں لفظ ”رَاعِنَا“ کے معنی ہیں ہماری رعایت فرمائیے۔ یہودی لغت میں ”رَاعِی“ کے معنی بے وقوف کے ہیں۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے تو کبھی صحابہ کرام عرض فرماتے ”رَاعِنَا“۔



یہودی خبیثا صحابہ کرام کے ساتھ زبان دبا کر ”ذاعنا“ کہتے۔ اس پر صحابہ کرام کو ”ذاعنا“ کہنے سے منع کر دیا گیا۔ ”ذاعنا“ میں لغت کا بھی فرق تھا، ”ذاعنا“ عربی زبان کا لفظ ہے اور ”راعی“ عبرانی زبان کا، پھر دونوں کے تلفظ میں بھی فرق ہے۔ ”ذاعنا“ میں عین کے بعد ’ے‘ نہیں اور ”راعی“ میں ’ے‘ ہے، پھر بھی ”ذاعنا“ کہنے سے منع فرما دیا گیا۔ تو یہاں لاڈلے میں تلفظ کا بھی کوئی فرق نہیں اور زبان کا بھی فرق نہیں اور اس کا ایک معنی ایسا (بچہ) ہے جس کی اضافت اللہ عز وجل کی طرف اور اس کی اسناد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کفر ہے، اس لیے اس شعر کو ہرگز پڑھنا نہیں چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**اللہ عز وجل کو میرا پروردگارِ عالم میرا محبوب ہے، کہنا کیسا ہے؟**

مسئولہ: محمد یسین اشرفی، محلہ پورہ صوفی، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، ۱۳/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۲ھ

**مسئلہ** کیا پروردگارِ عالم کو ایسا کہا جاسکتا ہے کہ ”میرا پروردگارِ عالم میرا محبوب ہے؟“

**الجواب**

کہہ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**اللہ عز وجل کی شان میں ایک لفظ کے استعمال کے متعلق سوال**  
**ایک مقرر کی تقریر پر اعتراض اور اس کا جواب**

مسئولہ: محمد شمس الہدیٰ کیر آف مولانا شرف الدین رضوی، ہاؤس، بنگال، ۲۹/ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ مولوی آل رسول نے خضر پور میں جمال پاڑہ کے ایک جلسے میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور ہم کو نور ہی ماننے کی بنیاد پر بریلوی کہا جاتا ہے، تو سنو میرے مصطفیٰ کو سارے ائمہ و مفسرین نے نور مانا ہے، اور میں تو آگے بڑھ کر ایک جملہ اور کہنا چاہتا ہوں کہ اگر نور ہی ماننے کی بنیاد پر ہم کو بریلوی کہتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ میرا خدا بھی نور ہے کہ اس نے بھی مصطفیٰ کو نور کہا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو لفظ بریلوی، دیوبندی سے تعبیر کرنا کیسا ہے؟ اور ایسے مقررین کے بارے میں کیا حکم ہے آیا اس پر تجدید ایمان، تجدید نکاح، تجدید بیعت ضروری ہے یا نہیں؟

**الجواب**

وعظ کی محفلوں میں حاضری کے وقت دماغ بہت حاضر اور طبیعت کو متوجہ کر کے بغور سننا ضروری ہے، ان مقرر صاحب نے اللہ عز وجل کو بریلوی نہیں کہا ہے، بلکہ ان دیوبندیوں کو الزام دیا ہے کہ ہم حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہتے ہیں، اس بنیاد پر ہم کو بریلوی کہتے ہو تو تمہارے قول کے موجب لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی بریلوی ہو کہ اللہ عز وجل نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا ہے۔ ان کا جملہ آپ نے خود یہ نقل کیا ہے۔ ”اگر نور ہی ماننے کی بنیاد پر ہم کو بریلوی کہتے ہو تو میں کہتا ہوں کہ میرا خدا بھی نور ہے، اس نے بھی مصطفیٰ کو نور کہا اگر حرف شرط ہے تو بعد کے جملے شرط و جزا ہوئے اس کے لیے واقع میں یا اپنے اعتقاد میں شرط و جزا کا صحیح ہونا ضروری نہیں، یہ الزام دینے کے لیے ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے: ”قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ“ (۱) فرمادو اگر رحمن کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی پرستش کرنے والا ہوتا، اور جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ان كان رفضا حب آل محمد فليشهد الثقلان اني رافضي.

اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رفض ہے تو جن و انس گواہی دیں کہ میں رافضی ہوں اس شعر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو رافضی کہہ رہے ہیں، بلکہ یہ الزام ہے کہ اہل بیت کرام سے محبت اہل سنت کا جزو ایمان ہے۔ اگر حب اہل بیت کا نام رافضیت ہے تو میں بقول تمہارے رافضی ہی سہی۔ اسی طرح مقرر کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ماننا بریلویت ہے۔ جیسا کہ تم کہتے ہو تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ بھی بریلوی ہو، اس لیے کہ اس نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا ہے، مگر چوں کہ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ماننا بریلوی ہونا نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ بھی بریلوی نہیں۔ جیسے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ حب اہل بیت رافضیت نہیں تو میں رافضی نہیں، اور آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ چوں کہ اللہ عز وجل کا کوئی بیٹا نہیں۔ لہذا میں اس کا پرستار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ عز وجل کے لیے لفظ ”تھا“ کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ: حافظ عبد المنان، رضا بیکری، احسانہ چوک، فیض پور پوسٹ ہاتھ اصلی، ضلع سیٹا مڑھی، بہار،

۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

زید نے درمیان تقریر میں کئی مرتبہ بلکہ ہر مرتبہ خدا کے لیے تھا کا استعمال کیا۔ مثلاً: اللہ تعالیٰ جانتا تھا، لیکن نہیں کیا، اللہ تعالیٰ جانتا تھا لیکن نہیں بتایا۔ ایسا لفظ بولنا کیسا ہے؟ واضح فرمائیں۔

الجواب

اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ اللہ حاضر و ناظر ہے؟ اللہ ذرہ ذرہ میں موجود ہے؟

مسئولہ: شہاب الدین احمد، مدرس مدرسہ امجدیہ خالص پور، اعظم گڑھ، ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین، مسئلہ ذیل میں کہ زید نے بکر سے پوچھا کہ ایک طغریٰ پر یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہے۔ کیا یہ جائز ہے۔ یا، کے معنی تو حاضر کے ہوتے ہیں۔ بکر نے کہا کہ یا صرف ندا ہے، اس لیے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھنا یا کہنا ناجائز نہیں ہے کہ اس سے رسول کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ اس لیے ناجائز ہے کہ قرآن شریف میں ہے کہ رسول کو اس طرح نہ پکارو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ رہی رسول کے حاضر و ناظر ہونے کی بات تو بیشک رسول حاضر و ناظر ہیں، زید نے کہا رسول حاضر و ناظر ہیں یا اللہ حاضر و ناظر ہے۔ بکر نے کہا اللہ کو حاضر ناظر نہیں کہنا چاہیے۔ زید نے کہا پھر اللہ کو کیا کہا جائے۔ بکر نے کہا اللہ شہید و بصیر ہے۔ زید نے گرم ہو کر کہا آپ کیسی بات کر رہے ہیں، اللہ حاضر و ناظر ہے۔ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ ذرہ ذرہ میں موجود ہے۔ بکر نے کہا تمہارا یہ عقیدہ کفر کی حد تک پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جگہ سے پاک و منزہ ہے۔ زید نے گرم ہو کر کہا میں فتویٰ لوں گا۔ بکر نے کہا ٹھیک ہے، فتویٰ منگا لیجیے۔ چنانچہ زید فرنگی محل وغیرہ سے فتویٰ منگا کر بکر کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے، اور اس عقیدہ کی عوام میں پرچار کر رہا ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے اور ہر ذرہ میں موجود ہے۔ برائے کرم حکم شرع متین سے مطلع فرمایا جائے کہ اللہ کو ہر جگہ اور ہر ذرہ میں موجود مانا جائے یا جگہ سے پاک و منزہ؟

### الجواب

یہ صحیح ہے کہ یا حرف ندا ہے کسی کو پکارنے کے لیے آتا ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر پکارنا ناجائز نہیں۔ اس میں بے ادبی ہے۔ جیسے ماں، باپ کو نام لے کر پکارنا بے ادبی کی وجہ سے منع ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ”لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ“ (۱) رسول کو اس طرح نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

جلالین میں اس کی تفسیر میں فرمایا:

یا محمد نہ کہو، یعنی نام لے کر نہ پکارو بلکہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو وہ بھی نرمی اور تواضع اور ہلکی آواز کے ساتھ۔

”ان تقولوا یا محمد بل قولوا یا نبی اللہ  
یا رسول اللہ فی لین و تواضع و خفض  
صوت۔“ (۲)

قرآن مجید، سورۃ النور، آیت ۶۳، پارہ ۱۸

جلالین، ص: ۳۰۲، سورۃ نور، پارہ: ۱۸، رشیدیہ

یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہنا بلاشبہ جائز ہے، اگرچہ یہ عقیدہ ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ اسپر امت کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ حضرت شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلوک اقرب السبل میں فرماتے ہیں: ”باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ درمیان امت است یک کس را دریں خلائے نیست کہ آنحضرت بہ حقیقت حیات بلاشائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی اند بر احوال امت حاضر و ناظر اند۔“ (۱)

حضرت ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں: ”لان روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرة فی بیوت جمیع اهل الاسلام۔“ (۲)

اللہ عز و جل پر حاضر و ناظر کا اطلاق درست نہیں، حاضر کا لغوی معنی جسم کے ساتھ موجود رہنے والا، ناظر کا معنی آنکھ سے دیکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم اور آنکھ اور دیگر اعضا سے پاک ہے۔ یہ کہنا اللہ ہر جگہ موجود ہے، اللہ ذرہ ذرہ میں موجود ہے، کلمہ کفر ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے:

”وفیہا أى التاتار خانیة لو قال نہ مکانی ز  
تو خالی نہ تو در ہیچ مکانی، کفر لان فید  
نسبة المكان الى الله تعالى و هو يقتضى  
الجسمية فى حقہ تعالى و الجسمية  
تقتضى الحدوث و هو محال عليه  
تعالى۔“ (۳)

کسی نے اگر یہ کہا اے خدا نہ تجھ سے کوئی  
جگہ خالی ہے نہ تو کسی جگہ ہے، یہ کفر ہے،  
اس لیے کہ یہ چاہتا ہے کہ اللہ عز و جل کے  
لیے جسم ہو اور جسم ہونے کا مطلب ہے کہ  
وہ حادث ہے، اللہ عز و جل کا حادث ہونا  
محال ہے۔

اس کی تشریح یہ ہے کہ جگہ طرف جسم کے لیے ہوتی ہے اور ہر جسم مرکب ہوتا ہے اور ہر مرکب ترکیب دیے جانے سے پہلے غیر موجود تو اگر کوئی اللہ عز و جل کے لیے جسم مانے تو لازم آئے گا کہ وہ پہلے موجود نہ تھا معدوم تھا، پھر موجود ہوا۔ پھر مرکب اپنے وجود میں ان چیزوں کا محتاج ہوتا ہے جس سے وہ مرکب ہے۔ اور ہر محتاج ممکن اور ممکن خدا نہیں۔ تو جس نے یہ کہا کہ خدا ہر جگہ ہے، ہر ذرہ میں ہے، اس نے اللہ عز و جل کو حادث مانا، ممکن مانا، بلکہ اللہ عز و جل کو اللہ نہیں مانا۔ علاوہ ازیں جگہ اس چیز کو گھیرے ہوئی ہے جو اس میں ہوتی ہے، مثلاً گلاس میں پانی ہے تو گلاس پانی کو گھیرے ہوتا ہے۔ جب اس قائل نے اللہ کو ذرے ذرے، میں مانا تو لازم آئے گا کہ ذرہ اللہ عز

سلوک اقرب السبل برہاش اخبار الاخبار، ص: ۵۵

شرح شفاء، ص: ۴۶۴، ج: ۳، مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ

حدیقہ ندیہ، ج: ۱، ص: ۲۰۵



وجل کو گھیرے ہو۔ اللہ عز وجل غیر متناہی ہے، ذرہ تو بے مقدار ہے، ساتوں آسمان بھی اس کو نہیں گھیر سکتے، بلکہ کوئی چیز اس کو نہیں گھیر سکتی، جسے کوئی چیز گھیرے وہ اللہ نہیں ہو سکتا۔ زید پر فرض ہے کہ وہ اس قول سے توبہ کرے اور تجدید ایمان بھی اور بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی کرے۔ در مختار میں ہے: ”وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجديد النکاح.“ (۱)

اللہ عز وجل جگہ سے منزہ ہے یہی اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے، تمام کتب عقائد میں تصریح ہے: ”ولا یتممکن فی مکان.“ (۲) اللہ عز وجل جگہ سے پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ کی طرف ستانے کی نسبت کرنا کفر ہے  
یہ کہنا کفر ہے کہ اگر اللہ نے انصاف نہ کیا تو اس کی خدائی میں فرق ہے

مسئولہ: شبیر احمد راہی، رائے بریلی، ۱۸ جمادی الاخرہ ۱۴۰۴ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص جو کہ امام بھی ہے، اس نے مجمع کے سامنے کہا ایک طرف تو لوگ پریشان کر رہے ہیں، دوسری طرف تو اللہ میاں بھی ستارہ ہے ہیں کہ امام حسین کس کے ساتھ لواطت کرنے گئے تھے کہ ستائے گئے (قتل کیے گئے)۔ اور بعض لوگوں نے ایک معاملہ میں کہا کہ اگر اللہ میاں نے ہمارے معاملہ کا فیصلہ نہ کیا تو ان کی خدائی میں فرق ہے۔ ان جملوں کی روشنی میں اس شخص پر کیا حکم لگایا جائے، اور کیا اس کی امامت درست ہے، اور کیا اس شخص کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھا جائے گا۔ بینوا تو جروا۔

### الجواب

یہ شخص بلاشبہ کافر و مرتد ہو گیا، دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا، اس کے اب تک کے سارے اعمال صالحہ ضبط اور رائیگاں ہو گئے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، نہ اس کی نماز، نماز ہے، نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز صحیح، جو لوگ اسے مسلمان سمجھ کر لائق امامت جان کر اس کی اقتدا کریں گے، ان کے بھی ایمان کی خیر نہیں۔ یہ ایسا کافر ہو گیا کہ جو اس کے کفریات پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ اس پر فرض ہے کہ ان کلمات کفریہ سے توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو اس سے پھر سے نکاح کرے اگر یہ توبہ اور تجدید ایمان نہ کرے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ امامت سے فوراً بلاتاخیر معزول کریں۔ ان کلمات کفریہ کے بکنے کے بعد اس کے پیچھے جن جن لوگوں نے جتنی نمازیں پڑھی

در مختار، ص: ۳۹۰، ج: ۶ کتاب الجہاد باب المرتد، دار الکتب العلمیہ، لبنان

شرح عقاید نسفی، ص: ۵۹، مجلس برکات۔

ہیں، سب کی قضا کریں (پڑھیں) اس ظالم نے ارحم الراحمین کے بارے میں یہ بکا کہ اللہ تعالیٰ بھی ستاتا ہے۔ یہ صریح کلمہ کفر ہے، اور قرآن مجید کا انکار۔ ارشاد ہے: ”إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ“ (۱) اور ارشاد ہے: ”إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا“ (۲) اس بے باک گستاخ نے یہ بکا کہ اگر ”اللہ میاں“ نے ہمارے معاملہ کا فیصلہ نہ کیا تو ان کی خدائی میں فرق ہے۔ یہ بھی کفر صریح ہے۔ اس بد زبان نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں وہ بکا، یہ انتہائی گستاخانہ بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کے لیے بھول جانے کی نسبت کفر ہے معنی سوء کا ایہام بھی ممانعت کے لیے کافی ہے

مسئولہ: حافظ محمد ادریس، مدرسہ شمس العلوم، ضلع سیتا مڑھی، بہار، ۱۲ جمادی الاول ۱۴۱۲ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مندرجہ ذیل شعر کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ پڑھنے والوں پر شرعاً کیا حکم ہے۔

رحم کر اپنے نہ آئیں کرم کو بھول جا ہم تجھے بھولے ہوئے ہیں تم نہ ہم کو بھول جا

### الجواب

اس شعر کا پڑھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، بھول جانے کی نسبت اللہ عز وجل کی طرف کرنا کفر ہے کہ اس کو جہل لازم ہے، اور غفلت بھی اللہ عز وجل اس سے منزہ ہے لیکن اردو میں بھول جانے کے معنی مہربانی نہ کرنا بھی آتا ہے، اور مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا لازم، اس لیے اس کے کلام کو اچھے محل پر حمل کرنا ضروری اس لیے بہ طور حسن ظن یہی کہیں کہ شاعر کی مراد یہی ہے، مگر جب اس کا معنی حقیقی کفر ہے تو اچھے معنی مراد لے کر بھی اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق جائز نہیں ہوگا۔ علماء نے لکھا ہے: ”مجرد ایہام المعنی کاف للمنع“ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

## خدا کو حاضر و ناظر نہ ماننے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئولہ: محمد علقمہ شبلی، مدرسہ عالیہ فرقانیہ، لکھنؤ، یو. پی.

﴿مسئلہ﴾ ”ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں“۔ حضور والا سے گزارش ہے کہ ایسا لکھنے والا

قرآن مجید، پارہ ۵، آیت: ۴۰، سورة النساء

قرآن مجید، پارہ ۱۱، آیت: ۴۴، سورة یونس

شامی، ج: ۹، ص: ۵۶۷، کتاب الحظر والاباحہ/ باب الاستبراء وغیرہ، دارالکتب العلمیہ لبنان

مسلمان ہے کہ کافر جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

مولیٰ عزوجل شہید و بصیر ضرور ہے، حاضر و ناظر نہیں۔ حاضر کے معنی جسم کے ساتھ موجود ہونے والا اور ناظر کے معنی آنکھ سے دیکھنے والا ہے اور مولیٰ عزوجل جسم اور اعضاء سے منزہ ہے اس لیے جو یہ کہتا ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت نہیں وہ مسلمان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

### اللہ عزوجل کو بھگوان کہنا کفر ہے

مسئلہ: محمد یار علی نوری، مقام گلہانگر، پوسٹ پانڈو، ضلع پلاموں، بہار، ۱۴۱۰ھ

مسئلہ: ہندی مثل کہنا جس میں بھگوان یا ایشور یا اسی قسم کے الفاظ (جسے ہندو لوگ اپنے معبود کے لیے خاص کر لیے ہوں) اور دوسرے ہوں کیسا ہے؟ کیا کہنے والا کافر ہو جائے گا؟ بینوا تو جروا۔

### الجواب

اللہ عزوجل کو بھگوان کہنا کفر ہے۔ کہنے والے پر تو بہت جدید ایمان اور نکاح لازم ہے، ایشور کہنا بھی جائز نہیں۔ یہ ہندوؤں کا شعار ہے۔ ہندوؤں نے بہت سے الفاظ خاص کیے ہیں، ان میں کچھ کفر ہیں حرام بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### بندے کی بیداری کو جاننے کے لیے اللہ تعالیٰ کو اذان کا محتاج بتانا کفر ہے

مسئلہ: محمد علی حسین، منجیکیری، جامع مسجد درگاہ گلی، ٹانیلاپور، ضلع کاروٹہ، کرناٹک

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مضمون کے متعلق کہ میں نے زید کو سخت تاکید کر دی ہے کہ اگر وقت پر اذان نہیں ہوئی تو وہ جا کر اذان دیدے تاکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ منجیکیری کے لوگ سوئے نہیں جاگ رہے ہیں۔

### الجواب

اس قائل پر تو بہت جدید نکاح و تجدید ایمان فرض ہے، اس نے اللہ تعالیٰ کو جاننے کے لیے اذان کا محتاج بتایا یہ کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## پیر کو خدا کہنا، خدا کو اپنے اندر سرایت ماننا

مسئلہ: عبدالرحیم خان شیرانی، سلک مرچنٹ، اپارہلی، ضلع تمکور، کرناٹک

**مسئلہ** زید مسجد میں بیٹھ کر علانیہ کہتا ہے کہ میرا پیر ہی میرے لیے خدا ہے، اور خدا میرے پیر سے جدا نہیں ہے، بلکہ خدا میرے پیر میں سرایت کر گیا ہے، اس لیے میں خدا ماننا ہوں اور سجدہ تعظیم بھی کرتا ہوں تو کیا ایسا کہنا صحیح ہے؟ اگر نہیں تو زید کی امامت درست ہے یا نہیں اور جو نمازیں زید کی اقتدا میں پڑھی گئیں ہوں اس کا اعادہ لازم ہے یا نہیں؟ مسئلہ کی نوعیت معلوم ہونے پر بھی اگر لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ نہیں کیے اور زید ہی کی اقتدا کرتے رہے تو یہ لوگ گنہگار ہیں یا بری؟

### الجواب

زید اپنے اس قول کی وجہ سے کافر و مشرک و مرتد ہو گیا۔ اس کے سارے اعمال حسنہ اکارت ہو گئے اگر بیوی والا ہے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی نہ اس کی نماز، نماز ہے، نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز صحیح۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر، بلکہ اس سے بدتر۔ بلکہ اگر اس کو مسلمان جان کر اس کے پیچھے نماز پڑھی تو مسلمان بھی نہ رہا۔ اس لیے کہ زید ایسا کافر و مرتد ہے کہ جو اس کے کفر پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانے وہ بھی کافر و مرتد۔ جب سے اس نے یہ کلمہ کفر بکا ہے اس وقت سے اب تک جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں ایک بھی نہیں ہوئیں۔ سب کی قضا فرض ہے، اور آئندہ جو پڑھیں گے ان سب کی بھی۔ اس لیے کہ نماز صحیح ہونے کے لیے ایمان شرط ہے، جب وہ مسلمان ہی نہیں تو نماز کیسی۔ درمختار میں ہے: ”وإن انکر بعض ماعلم من الذین ضرورة کفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلاً۔“ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ تمہارے مرض کو اللہ بھی ٹھیک نہیں کر سکتا

مسئلہ: محمد اقبال خان، مقام وپوسٹ، پرتاپ پور، ضلع سرگوجہ، ایم پی، ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ

**مسئلہ** ہندہ نے غصہ میں اپنے مریض شوہر سے یہ کہا کہ تمہاری بد پرہیزی کی وجہ سے خدا بھی تمہارے مرض کو ٹھیک نہیں کر سکتا ہے کیا ہندہ کے ان کلمات کی وجہ سے ہندہ پر کفر لازم ہوتا ہے کہ نہیں اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا کہ نہیں؟ ان صورتوں میں ہندہ کو کیا کرنا چاہیے؟ کیا اس پر توبہ اور تجدید نکاح لازم ہوتا ہے کہ نہیں اور اگر ہاں تو تجدید نکاح کے لیے دو گواہوں کی بھی ضرورت پڑے گی؟



### الجواب

ہندہ کا جملہ مذکورہ یقیناً کفر ہے، کیوں کہ یہ ارشاد خداوندی: ”إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ (۱) کا کھلا انکار ہے۔ ہندہ بلاشبہ کافر ہوگئی۔ ہندہ پر فرض ہے کہ بلا تاخیر توبہ کرے اور دوبارہ اپنے شوہر سے نکاح کرے۔ یہ نکاح بھی دو گواہوں کی موجودگی میں جدید مہر کے ساتھ ہونا ضروری ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### اللہ عز وجل کی شان میں گستاخی کفر ہے

مسئلہ: محمد غلام غوث، مدرس مدرسہ رضویہ اشرفیہ معین العلوم، گورٹ بازار، بستی، یوپی،

عمر و نے کفری جملہ استعمال کیا، یعنی خداوند قدوس عز اسمہ تعالیٰ کی شان اقدس میں کہا کہ اللہ چودے نعوذ باللہ من ذلک اس کفری جملہ سے عمرو کا نکاح، اس کی بیوی ہندہ سے ٹوٹا یا نہیں؟ نیز اس کی بیعت برقرار رہی یا ختم ہوگئی؟

### الجواب

جس نے اللہ عز وجل کو معاذ اللہ..... کہا وہ ضرور اسلام سے خارج ہو گیا، اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس کی بیعت ختم ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### یہ کہنا کہ خدا نہیں ہے، کفر ہے

مسئلہ: عبدالرحیم، اسٹارٹیلروے جی روڈ کوئٹہ، ضلع شہدول، ایم۔ بی۔ ۲۰۱۳ رجب ۱۴۱۳ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں۔

مولوی حنیف میاں اور مقصود عالم کہتے ہیں کہ خدا نہیں ہے۔ اگر خدا ہوتا تو بابر کی مسجد شہید نہ ہوتی، اور آج کل جو مسلمان نمازوں میں دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ مسجد کی حفاظت فرما اور مسلمانوں کی عزت بچا۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ خدا ہے نہیں تو مسجد بچائے گا کون؟ اور مسلمانوں کی عزت کی حفاظت کون کرے گا جب جو عراق کے اوپر بمباری ہوئی تو غوث اعظم کیا کر لیے، ان کا جواب جلد عطا فرمائیں۔

نوٹ:- مولوی حنیف میاں اور مقصود عالم دونوں شادی شدہ ہیں۔

### الجواب

جن لوگوں نے یہ بکا کہ خدا نہیں ہے دونوں اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ملحد بے دین ہو گئے۔ ان کی

یہ بیاں نکاحوں سے نکل گئیں ان دونوں پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر توبہ کریں اور یہ اقرار کریں کہ اللہ عزوجل موجود ہے۔ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں، بیویوں کو رکھنا چاہیں تو پھر سے نکاح کریں۔ اگر یہ لوگ یہ حکم شرعی مان جائیں تو فہما ورنہ مسلمان ان دونوں سے مکمل بائیکاٹ کر لیں، سلام کلام، میل جول بند کر دیں۔ ان کی بیویاں ان سے علیحدہ ہو جائیں، ورنہ جتنی قربت ہوگی زنائے خالص ہوگی، جو اولاد ہوگی، اولاد زنا ہوگی، اگر یہ دونوں اسی حال پر مرجائیں تو مسلمان ان دونوں کے ذن کفن جنازہ میں ہرگز شامل نہ ہوں، بلکہ اگر وسعت ہو تو مسلمانوں کے قبرستان میں ان کو دفن بھی نہ ہونے دیں۔ واللہ اعلم۔

## یہ کہنا کہ جب خودی مٹ گئی خدا ہو گیا

مسئلہ: محمد یونس، سرکانہ شریف، مظفر پور، ۱۴۱۷ھ

مسئلہ: اگر خودی مٹ گئی تو خدا ہو گیا، اس جملہ کو اکثر ایک صاحب دل اور پابند سنت ولی کہتے ہیں، کیا یہ کہنا صحیح ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ جملہ کفر ہے کیا ان کا کہنا صحیح ہے، یا اس سنی آدمی کا کہنا صحیح ہے۔ مینو او تو جروا۔

### الجواب

یہ جملہ کہ خودی مٹ گئی تو خدا ہو گیا کلمہ کفر ہے۔ اس میں کھلا ہوا دعویٰ خدائی ہے۔ عالم گیری میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ میں خدا ہوں، یعنی خود آنے والا ہوں، کافر ہے: ”ولو قال من خدایم علی وجہ المزاح. یعنی خود آیم فقد کفر کذا فی التاتار خانیہ.“<sup>(۱)</sup> اور یہاں مزاح نہیں جد ہے۔ اگر یہ کلام واقعی مسلم الثبوت ولی کا ہے تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو کسی نے ان پر جھوٹ باندھا ہے، یا حالت سکر کا کلام ہے۔ اور اگر ان کی کسی تصنیف میں ہے تو الحاق کا بھی احتمال ہے، اتنا محقق ہے کہ یہ کلمہ کفر ضرور ہے اور عامی کا کلام ہے تو ضرور کافر ہے کسی ولی کا ہے تو یا تو ثبوت میں شبہ ہے یا غلبہ حال و سکر کا کلام ہے۔ اس لیے ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت منصور اور حضرت بایزید بسطامی وغیرہ کے کلام میں علما نے توجیہ فرمائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کے لیے دل آزاری کا استعمال

مسئلہ: فیضان المصطفیٰ، نیو کریم گنج، گیا، بہار، ۱۶ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتی صاحب مندرجہ ذیل سوالوں کے بارے میں مدلل جواب تحریر فرمائیں۔ دارالعلوم اہل سنت عین العلوم کے مفتی صاحب سے سوالات۔

حضرت امام حسین نے جب اذان دینے کے لیے حضرت بلال سے کہا تو حضرت بلال نے سوچا کہ اگر امام

حسین کی بات ٹالتا ہوں تو ان کی دل آزاری ہوگی، اور نواسہ رسول کی دل آزاری سے رسول کی دل آزاری ہوگی اور رسول کی دل آزاری سے پروردگار عالم کی دل آزاری ہوگی۔ کیا پروردگار عالم کی دل آزاری کہنا درست ہے؟

### الجواب

اولاً اس قصے کی جتنی بھی روایتیں ہیں ان میں کسی میں مذکورہ بالا تصریح نہیں کہ حضرت بلال نے سوچا، الی آخر یہ مقرر صاحب نے خطابت میں زور پیدا کرنے کے لیے ایجاد کیا ہے۔ روایات میں یہ اضافہ سخت معیوب ہے۔ مقرر صاحب کو آئندہ اس کی قسم باتوں سے احتراز ضروری ہے۔ دل آزاری کے لغوی معنی میں دل دکھانا، اللہ عز وجل جسم و جسمانیات سے منزہ ہے، اس کے لیے جسمانی کوئی بھی عضو ثابت کرنا کفر ہے۔ اللہ عز وجل کی طرف دل آزاری کی نسبت کرنے میں لغوی معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے لیے دل کا اثبات لازم آتا ہے۔ لیکن عرف عام میں اس کا معنی ایذا رسانی، ایذا پہنچانا آتا ہے۔ فیروز اللغات میں ہے:

دل آزاری، دل دکھانا، ظلم و ستم، ایذا رسانی، اور یہ لفظ اب معنی عرفی ہی میں شائع ذائع ہے، سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ دل آزاری سے میری مراد اس کا عرفی معنی تھا یعنی دکھ پہنچانا، ایذا دینا ایسی صورت میں ان مقرر صاحب پر کفر عائد نہیں ہوگا۔ خصوصاً ایسی صورت میں کہ اس کا معنی مراد ظاہر ہے۔ درمختار میں ہے:

”وفی الدرر وغیرہا إذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر وواحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه ثم لونیته ذالک فمسلم وإلا لم ینفعه حمل المفتی علی خلافہ.“<sup>(۱)</sup> لیکن دل آزاری کا لفظ لغوی معنی کے اعتبار سے کفر ہے تو یہ لفظ معنی سوء کا کم از کم ایہام ضرور رکھتا ہے، اس لیے اس کی اسناد اللہ عز وجل کی طرف حرام ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ المعتمد المستند میں فرماتے ہیں: ”ومع ذالک فالایہام کاف فی المنع والتحریم.“<sup>(۲)</sup> اس لیے ان مقرر صاحب پر اس لفظ سے رجوع اور توبہ لازم ہے۔ مقرر صاحب ضد نہ کریں توبہ نہ کریں، توبہ کرنا کوئی عیب نہیں کمال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ عز وجل کفر و شرک کے سوا ہر گناہ بخشنے والا ہے

مسئولہ: محمد زین العابدین، معتمد کمیٹی، تنظیم اہل سنت و جماعت، رام گنڈم کالونی، ۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

**مسئلہ** ایک عالم دین بروز جمعہ دوران تقریر یہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ گار و بدکار سیاہ کار بڑے سے بڑے گنہگار کو بخشنے والا ہے حتیٰ کہ اپنی حقیقی ماں سے زنا کرنے والے کو بخش دے گا۔ کیا اس طرح کہنا درست ہے؟ اس بارے میں ہمیں تشویش ہے، تشریف بخش جواب عنایت فرمائیں۔

در مختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ص: ۳۶۸، ج: ۶، دارالکتب العلمیہ

المعتمد المستند، ص: ۱۴۶، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی

## الجواب

قرآن مجید میں ہے: ”إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ.“ (۱) اللہ عزوجل شرک (کفر) کو نہیں بخشتے گا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے، ماں کے ساتھ زنا بہت بڑا گناہ اور انتہائی بے حیائی گھنونا ہے مگر کفر نہیں اس لیے اس ارشاد کے عموم میں یہ بھی داخل ہے۔ لیکن ایسی باتیں بیان کرنے سے اجتناب ضروری ہے۔ خصوصاً مجمع میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کو ہری اوم کہنا کیسا ہے؟ گنہگار کے تیوہار میں چندہ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ: پٹیل شبیر علی رضوی، مقام وپوسٹ دیا درہ، ضلع بھروچ، گجرات، ۵/ ذوقعدہ ۱۴۱۲ھ

- ① مسئلہ: ایک آدمی ہندوؤں کا مشہور نعرہ ”ہری اوم“ کئی بار جان بوجھ کر بولا۔ جب دریافت کیا گیا کہ یہ کافروں کا کلام آپ کیوں بولے تو بتایا کہ اللہ کا ایک نام ہے۔ اللہ کے ناموں کا کوئی شمار نہیں ہے، اس میں کا یہ ایک نام ہے اور اس شخص کو لوگ عالم اور سید جانتے ہیں، اور بہ ظاہر ایک ذمہ دار آدمی ہے، تو ایسا بولنا اور اس کا یہ خلاصہ کرنا کیسا ہے؟ کیا ایسا بھی کوئی نام کوئی روایت میں موجود ہے، بولنے والے پر کیا حکم عائد ہوگا؟ اس کو تحریر فرمادیں۔
- ② ایک ہندوؤں کی بستی میں مسلمان کی دکان ہے اور پورا ہندو قوم کا علاقہ ہے۔ ہندوؤں کے گنہگار کے تیوہار میں وہ لوگ اپنے دھرم کی بیدھی میں کاروائی میں استعمال کرنے کو دکانوں سے چندہ کرتے ہیں اب اگر ان کو نہ دیں تو خطرہ ہے کہ فساد کے موقعہ میں دکان کو تباہ کر دیں یعنی وہ لوگ نظر میں رکھ لیں اور فساد کے زمانے میں جان مال کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے، وہ مسلم دکان دار نے پانچ روپے مجبوراً ان لوگوں کو دیئے تو یہ فعل کیسا ہے؟ ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

## الجواب

- ① ”ہری اوم“ سنسکرت کا لفظ ہے سنسکرت میں اس کے کیا معنی مجھے معلوم نہیں مگر اتنی بات طے ہے کہ یہ کلمہ مسلمانوں میں رائج نہیں بلکہ ہندوؤں کے علاوہ کسی قوم میں مستعمل نہیں صرف ہندو اس کو استعمال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر دیوار کے پیچھے کوئی ہری اوم کہے تو سننے والا یہی سمجھے گا کہ یہ کوئی ہندو ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو یہ لفظ استعمال کرنا کم از کم حرام و گناہ ضرور ہے، اگرچہ واقع میں ہری اوم کا معنی ایسے ہوں جس کا اطلاق باری عزاسمہ پر درست ہو کیوں کہ اس نعرہ کے لگانے میں تشبہ بالہندو ضرور ہے، اور حدیث میں فرمایا گیا: ”من تشبه بقوم فهو“



منہم۔“ (۱) اس شخص پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② ایسی صورت میں جب کہ چندہ نہ دینے میں اپنی جان یا مال کا خطرہ ہو دفع شرکی نیت سے چندہ دیدے تو اس پر کوئی گناہ نہیں شریعت کا مشہور قاعدہ ہے: ”دفع المضرة اہم من جلب المنافع.“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ کے وجود کا انکار کفر ہے، نماز و روزے کی فرضیت کا انکار کفر ہے

کفر یہ عقائد پر مطلع ہو کر مرید ہونا کفر ہے

یہ کہنا کفر ہے کہ پہلے پیر کے حکم کو مانیں گے بعد میں قرآن و حدیث کا

مسئولہ: انیس احمد، دہلی نگر چریاکوٹ، مؤ، یوپی، معرفت حضرت نعمانی صاحب ۲/ صفر ۱۴۲۱ھ

③ زید اپنے آپ کو پیر کہتا ہے اور کچھ لوگ اس کے مرید بھی ہیں، لیکن پیر کا حال یہ ہے کہ نماز کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ نماز کا اصل معنی ہے: ”نہ ماج“ یعنی اپنی پیشانی نہ ماجو، اور فرض تو اللہ کے لیے ادا کر لیے اور سنت رسول اللہ کے لیے، تو تو اپنے لیے کیا کیا، اس لیے اپنی نماز پڑھو، اس کا طریقہ یہ بتایا کہ نیت کی میں نے نماز کی حضرت محمد طاہر کے اللہ اکبر، واضح ہو کہ ”محمد طاہر“ پیر کے ایک مرید کا نام ہے۔ پیر صاحب نے اپنی نماز پڑھنے کا طریقہ اپنے مرید کو بتایا ہے اور اپنے آپ کو غوث و خواجہ سے بڑا بتاتا ہے کہ میں ان لوگوں سے بڑا ہوں۔ اس پیر سے جب پوچھا گیا کہ اللہ موجود ہے یا نہیں؟ تو اس نے کہا کہ اللہ لا موجود ہے۔ رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ بھی رکھتا، خود بھی دن کے اوقات میں کھانا بنا کر کھاتا ہے، اور مرید کو بھی اسی کی تعلیم دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ بھوکا رہنے سے کیا فائدہ جب کہ کھانے کا انتظام ہے۔ بھوکا تو وہ شخص رہے جس کے پاس کھانے کے لیے نہ ہو۔

قربانی کے متعلق لوگوں کو تعلیم دیتا ہے کہ لوگ قربانیاں کرتے ہیں، اور جانور کو ذبح کرتے ہیں تو کوئی اپنے ہاتھ کاٹے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے تو جانور کو تکلیف دینے سے کیا فائدہ؟ اس پیر کے ایک مرید مقبول احمد ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ بتاؤ کہ قرآن کو مانتے ہو؟ حدیث کو مانتے ہو؟ تو پہلے جو پیر کہے گا اس کو مانو گے۔ یا قرآن و حدیث کے حکم کو مانو گے، تو مرید برجستہ جواب دیتا ہے کہ پہلے اپنے پیر کے حکم کو مانیں گے۔ بعد میں قرآن و حدیث کو تو ایسے پیر و مرید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

## الجواب

یہ پیر جس کا ذکر سوال میں ہے، مسلمان نہیں بدترین کافر و مرتد ہے اس پیر نے نماز کی اور روزے کی

فرضیت سے انکار نہ صرف انکار بلکہ دونوں کا مذاق اڑایا اس کی جرات یہاں تک بڑھی کہ اللہ کے وجود کا انکار کیا اور نماز کی نیت میں جہاں اللہ کے واسطے کہا جاتا ہے وہاں طاہر کا نام بڑھایا۔ اس پیر سے مرید ہونا حرام بلکہ اس کے کفریہ عقائد پر مطلع ہو کر مرید ہونا کفر۔ جو مرید ہو چکے ہیں ان پر فرض ہے کہ اس کی بیعت فسخ کریں۔ مرید ہونا تو دور کی بات ہے، اس سے میل جول، سلام کلام حرام اور اگر یہ مرجائے تو اس کے کفن دفن میں شریک ہونا حرام۔ مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو کفن دفن کرنا حرام۔ یہ مکار پیر غوث و خواجہ سے افضل کیا ہوگا، ان حضرات کے غلام ادنیٰ مسلمان کی جوتیوں کی خاک کے برابر نہیں، ایسوں کے بارے میں فرمایا گیا: ”أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ“ (۱) یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گم راہ۔

جس نے یہ کہا پہلے اپنے پیر کے حکم کو مانیں گے، بعد میں قرآن و حدیث کو، یہ بھی اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اس بدتمیز نے ایک جاہل کافر، کافر گر، مرتد، مرتد گر پیر کے حکم کو قرآن و حدیث کے حکم پر مقدم رکھا، یہ کفر صریح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲)

پیر کو خدا کہنا کفر صریح ہے، اپنے کو لامذہب کہنے والا کافر ہے

حضرت آسی علیہ الرحمہ کے شعر کی توجیہ

مسئولہ: لائق علی خان، بستی گنج، عابد منزل، بی. یو. ایم. ایس. ۲۶ رجب الآخر ۱۴۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں ایک خانقاہ ہے، جس میں عرس کی تقریب میں ایک محفل سماع ہوئی۔ اسی محفل میں ایک قوال نے یہ مصرع کہا۔ ع ہوش کی باتیں ہیں ورنہ تو ہی ہے صنم تو ہی خدا ہے

اسی خانقاہ کی قبر کے اوپر چادر پر یہ مصرع۔ ”کیا پوچھتے ہو پیر کا دم کیا ہے یہی صنم ہے یہی خدا ہے“ یہی ہے دارالحریم کا رستہ، اس کے آگے کیا ہے مجھے پتہ نہیں ہے۔ لکھا تھا ان اشعار کی تائید و آفریں صاحب سجادہ کرتے ہیں، ایسے مذکورہ شعر کی بابت ایک عالم صاحب سے پوچھا گیا تو انھوں نے اثنائے گفتگو میں کچھ اہم باتیں بسلسلہ جواب ارشاد فرمائیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

① مذکورہ شعر طریقت کا ہے، لہذا اس میں جائز ہے، اس قسم کے اشعار علمائے اہل سنت اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ہیں۔ مثال میں آسی علیہ الرحمہ کا یہ شعر۔

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ بن کر  
مولانا موصوف نے کہا مذکورہ اشعار پر اعتراض ہے تو حضرت آسی علیہ الرحمہ کے اس شعر پر کیا کہیں گے۔  
بارہا استفسار پر اعلیٰ حضرت کا کوئی شعر پیش نہ کر سکے۔

② مولانا موصوف سے کہا گیا کہ دارالافتاء سے فتویٰ منگایا جائے گا، تو مولانا موصوف نے کہا کہ ہم کسی دارالافتاء کے فتویٰ کو نہیں مانیں گے، ہم اپنے پیر کے مذہب پر ہیں۔

③ مذکورہ شعر کے بارے میں مولانا موصوف نے عاجز آ کر کہا کہ جو ہمارے پیر کا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے، پیر کا مذہب پوچھا گیا تو بتایا کہ ہمارے پیر لا مذہب اور ہم بھی لا مذہب۔ بارہا اس کا اعادہ کیا۔  
دریافت طلب امر یہ ہے کہ مولانا موصوف نے امر مذکور کی تائید کی، ان کے بارے میں حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں

### الجواب

① اپنے پیر یا کسی مخلوق کو خدا کہنا کفر صریح ہے۔ قوال اور سجادہ نشین اور جس جس نے اسے پسند کیا، اس پر راضی ہوئے، سب کے سب اسلام سے خارج کا فر مرتد ہو گئے۔ ان سب پر فرض ہے کہ توبہ کریں، تجدید ایمان کریں اور بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح بھی کریں۔ یہی حکم ان مولوی صاحب کا ہے جنہوں نے یہ کہا کہ یہ طریقت میں جائز ہے۔ طریقت خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، خدا بننے یا بنانے کا نہیں۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر افترا کیا کہ اس قسم کے اشعار اعلیٰ حضرت کے بھی ہیں۔ اللہ عز وجل کا شکر ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ جامع شریعت و طریقت بزرگ ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا قلم، قدم، زبان سب پابند شریعت ہے، اس سے بھی ان مولوی صاحب پر توبہ فرض ہے۔ حضرت آسی علیہ الرحمہ کے اس شعر کو اس کفری کلمہ سے کیا لگاؤ۔ حضرت آسی علیہ الرحمہ کا مذکورہ بالا شعر ایک حدیث کا ترجمہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یا جابر ان اللہ قد خلق نور نبیک من نورہ۔“ (۱) اے جابر اللہ عز وجل نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ مولوی صاحب نے حضرت آسی کے شعر کو غلط پڑھا۔ صحیح یہ ہے۔

وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر  
مطلب یہ ہوا کہ جو نور خدا اب بھی مستوی عرش ہے، اسی نور سے ذات پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی ہے۔ مولوی صاحب نے اپنے کو لا مذہب کہا، اس سے بھی ان پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم۔ عالم گیری میں ہے: ”من قال انا ملحدٌ یکفر۔“ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

② پہلے یہ فتویٰ مولوی صاحب اور سجادہ نشین صاحب کو دکھایا جائے، ان کو سمجھایا جائے ان کے شبہات دور

المواہب اللدنیہ للقسطلانی، ج: ۱، ص: ۵۵، شرح المواہب للزرقانی، ج: ۱، ص: ۵۵

فتاویٰ عالمگیری، ج: ۲، ص: ۲۷۹، باب احکام المرتدین

کیے جائیں، مان جائیں تو بہتر ہے اور مجھے امید ہے کہ دونوں مان جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
ایک کفری شعر کے متعلق سوال، اللہ عز وجل وحدہ لا شریک ہے اس کے مثل کوئی شے نہیں، اس کی جملہ صفات واجب قدیم غیر مخلوق ہے، حضرت جبریل عارف باللہ بھی ہیں عارف بالرسول بھی، یہ کہنا کیسا ہے کہ جبریل حیرت میں تھے کہ مصطفیٰ کون ہے اور خدا کون ہے؟

مسئلہ: احسان احمد، کٹرہ، مبارک پور، اعظم گڑھ۔ ۱۴/ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ مندرجہ ذیل اشعار کی شرعی حیثیت کیا ہے؟  
ایک ہی نور تھا ہر طرف جلوہ گر  
عرش اعظم سے تا سدرۃ المنتہی  
محو حیرت ہیں جبریل معراج میں  
مصطفیٰ کون ہے اور خدا کون ہے  
آئیں اہل شریعت بتائیں مجھے  
ابتدا کون ہے، انتہا کون ہے

### الجواب

یہ شعر صریح کفر و شرک ہے، اس کا قائل بلاشبہ کافر و مرتد۔ اس کے قائل پر فرض ہے کہ توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اگر اس بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو تجدید ایمان و نکاح کرے۔ مسلمان کا بچہ جانتا ہے کہ اللہ عز وجل وحدہ لا شریک لہ ہے، اپنی ذات میں اپنی صفات میں بھی، اس کے مثل کوئی شے نہیں۔ لیسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (۱) قرآن مجید کا ارشاد ہے وہ نور ضرور ہے لیکن ایسا نور ہے جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس کی جملہ صفات واجب قدیم غیر مخلوق ہیں، وہ سب کا خالق ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان جانتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب، اس کے رسول، ساری مخلوقات سے افضل ہیں اور اللہ کے بندے ہیں، مخلوق ہیں۔ حادث، ممکن ہیں اس لیے یہ کہنا کہ

محو حیرت ہیں جبریل معراج میں مصطفیٰ کون ہے اور خدا کون ہے

بلاشبہ کفر صریح ہے۔ جبریل امین تو عارف باللہ بھی ہیں اور عارف بالرسول بھی، انھیں کیا اشتباہ ہو سکتا ہے، کسی دین دار کو بھی اشتباہ نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم



یہ کہنا کہ اللہ سے کم نہیں عز و شان دیں کے سلطان کا، کفر ہے،  
”اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے“ کفری شعر ہے

مسئلہ: محمد اعجاز، مقام و پوسٹ بیگم پور، ضلع سستی پور، بہار-۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین سوال ذیل کے بارے میں:

- ① حضور غوث اعظم رضی اللہ کی شان میں ے  
بنادیتا ہے سلطان آپ سا جس پر عنایت ہو  
خدا سے کم نہیں عز و جلال اُس دیں کے سلطان کا  
یہ شعر کس کا ہے، اور کہنا جائز ہے یا نہیں اور اس کے معنی کیا ہیں؟
- ② حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ے  
اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے  
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمد سے  
یہ شعر کس کا ہے، اور کہنا جائز ہے یا نہیں اور اس کا صحیح مطلب کیا ہے؟

### الجواب

- ① دوسرا مصرع کفر صریح ہے۔ اس شعر کا کہنے والا، اسے صحیح اعتقاد کرنے والا، اسلام سے خارج کافر مرتد ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو امتی ہیں کوئی نبی حتیٰ کہ سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ جو شخص کسی نبی، ولی، کسی بھی مخلوق کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے یا کہے کہ اس کی عزت و شان اس کا مرتبہ اللہ عز و جل سے کم نہیں، وہ بلاشبہ کافر مرتد ہے۔ اللہ عز و جل کی عظمت و شان کے آگے سارے جہاں کی وہ حیثیت بھی نہیں جو پانی کی ایک بوند کو ساتوں سمندر کے مقابلے میں ہے کہ یہ حیثیت تنہائی کی تنہائی کے مقابلے میں ہے اور ساری مخلوقات تنہائی ہیں اور اللہ عز و جل کی ذات و صفات غیر تنہائی۔ اس قائل کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر توبہ کرے، توبہ کے بعد پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، اور اگر اس بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو نئے مہر کے ساتھ جدید نکاح کرے۔ مجھے نہیں معلوم یہ شعر کس مرتد کا ہے۔ ویسے اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ عز و جل نے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو عالم میں تصرف کی قوت عطا فرمائی ہے۔ اولیاء کرام میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خصوصیت میں بھی ممتاز ہیں۔ یقیناً ان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ ایک ادنیٰ شخص کو سلطان بنادیں۔ ارشاد فرمایا: ”بلاد اللہ ملکی تحت حکمی“۔ اللہ عز و جل کے سارے شہر میری ملک اور میرے تحت حکم میں ہیں، مگر اس سے اللہ عز و جل کے ساتھ برابری نہیں لازم آتی۔ اللہ عز و جل کی ملک ذاتی قدیم واجب اور انبیاء کرام کی ملک عطائی، ممکن، حادث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② اس شعر کے بارے میں بھی مجھے نہیں معلوم کہ کس کا ہے۔ یہ شعر بھی کفر صریح ہے۔ اس کا قائل اور اسے صحیح سمجھنے والا اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو اور اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو تجدید نکاح کرے۔ اللہ عزوجل کے قبضہ قدرت میں سارا عالم ہے، سب کچھ ہے، اسی کی دین سے انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو ملا ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ ”اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے“ کفر صریح ہے۔ قرآن مجید کی آیات اور احادیث کا انکار کفر صریح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چند فلمی اشعار کے بارے میں سوال، یہ کہنا کہ ”خدا بھی نہ جانے“ یا ”خدا سوچتا

ہوگا“ یا اللہ تعالیٰ کو ظالم کہنا یا یہ کہنا کہ قدرت نے فرصت سے بنایا ہے کفر ہے

مسئلہ: محمد شوکت، کٹرہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، معرفت حافظ احمد رضا بن حضرت مولانا غلام حسین صاحب۔

۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

مسئلہ: کچھ نوجوان مسلم مندرجہ ذیل اشعار بہت شوق سے گاتے ہیں۔ اب یہ نہیں معلوم کہ ان اشعار کے مفہوم کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں یا یوں ہی صرف زبان پر لاتے ہیں۔ بہر حال شریعت طاہرہ کی روشنی میں ان پر کیا احکام لاگو ہوں گے۔ وہ اشعار یہ ہیں

- ① حسینوں کو آتے ہیں کیا کیا بہانے ---- خدا بھی نہ جانے تو ہم کیسے جانیں
  - ② خدا بھی جب زمیں پر آسمان سے دیکھتا ہوگا ---- مرے محبوب کو کس نے بنایا، سوچتا ہوگا
  - ③ رب نے بھی مجھ پہ کیا ستم کیا ہے ---- سارے جہاں کا غم مجھے دے دیا ہے
  - ④ پھولوں سا چہرہ ترا کلیوں سی مسکان ہے
  - ⑤ رنگ تیرا دیکھ کر روپ تیرا دیکھ کر قدرت بھی حیران ہے
  - ⑥ کتنا حسین چہرہ، کتنی پیاری آنکھیں ---- کتنی پیاری آنکھیں ہیں، آنکھوں سے چھلکتا پیار
  - ⑦ قدرت نے بنایا ہوگا فرصت سے تجھے مرے یار
  - ⑧ اومرے رباربا، اے ربایہ کیا غضب کیا ---- جس کو بنانا تھا لڑکی اُسے لڑکا بنا دیا
  - ⑨ اب آگے جو بھی ہوا انجام دیکھا جائے گا ---- خدا تراش لیا اور بندگی کر لی
- نیز کیا ان گانوں کو کیسٹوں کے ذریعہ سننا بھی گناہ ہے؟

## الجواب

جتنے اشعار سوال میں درج کیے گئے ہیں سب میں کوئی نہ کوئی کفر صریح ہے جو لوگ ان اشعار کو پڑھتے ہیں وہ سب کے سب اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گئے، ان کے تمام نیک اعمال اکارت ہو گئے، ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں، ان سب پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر ان اشعار میں جو کفریات ہیں ان سے توبہ کریں، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہوں، اپنی بیویوں کو رکھنا منظور ہو تو ان سے دوبارہ نئے مہر کے ساتھ نکاح کریں۔ ایسی کیسٹیں جن میں ایسے کفری اشعار ہوں، ان کو بجانا حرام سخت حرام منجر الی الکفر ہے اور ان کیسٹوں کو سننا بھی حرام بلکہ ایسی کیسٹوں کو ضائع کر دینا فرض۔ اگر معاذ اللہ ایسے کفری اشعار کی کیسٹوں کو پسندیدہ اور اچھی سمجھ کر لگایا، یا کسی نے ان اشعار کو سن کر پسند کر لیا تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ رضا بالکفر، کفر ہے۔ ارشاد ہے: ”إِنَّكُمْ إِذَا مَنَّاهُمْ“ (۱)

اب اشعار مذکورہ بالا کے کفریات شمار کریں۔ یہ کہنا کہ ”خدا بھی نہ جانے“ کفر ہے، یہ کہنا کہ ”اللہ تعالیٰ سوچتا ہوگا کہ میرے محبوب کو کس نے بنایا“ اس میں تین کفر ہیں۔ اول یہ کہ اس جاہل کے محبوب کو اللہ نے نہیں بنایا، دوسرے کسی نے بنایا اسے معلوم نہیں، تیسرے یہ کہ سوچتا ہوگا۔ نیز پہلے مصرعہ میں بھی کفر ہے کہ ”جب دیکھتا ہوگا“ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زمین ہمیشہ اس کی قوت بصر کے احاطہ میں نہیں، بلکہ جب زمین پر دیکھے تو زمین کے احوال اسے معلوم ہو جائیں۔ اس میں ایک کفر تو یہ ہے کہ لازم آئے گا کہ اللہ عزوجل کا بصیر ہونا اس کی صفت قدیم نہیں، حادث ہے، دوسرے یہ کہ زمین کی اشیا اور ان کے احوال کا ہمیشہ علم نہیں رکھتا۔ یہ کہنا کہ ”رب نے مجھ پرستم کیا“ اللہ عزوجل کو ظالم بنانا ہے، جو صریح کفر ہے۔ یہ کہنا کہ ”قدرت بھی حیران ہے“ کفر ہے۔ یہ کہنا کہ ”قدرت نے تجھے فرصت سے بنایا ہوگا“ کفر ہے۔ یہ کہنا کہ ”جسے لڑکی بنانا تھا لڑکا بنا دیا“ یہ اللہ عزوجل پر اعتراض ہونے کی وجہ سے کفر ہے، پھر اس کو غضب کہنا دوسرا کفر۔ ”خدا تراش لیا اور بندگی کر لی“ میں دو کفر ہے، مخلوق کو خدا کہنا، پھر اس کی بندگی کرنا۔ اس قسم کے کفر یہ اور بے ہودے اشعار اگر کوئی گائے، پڑھے تو بہر حال کافرا اگرچہ وہ یہ کہے کہ میرا یہ اعتقاد نہیں، کفر بکنے کے بعد یہ بہانہ کام نہیں دے گا۔ اسی لیے ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ علم دین حاصل کرے، کفر و اسلام کو پہچانے ضروریات دین اور ضروریات اہل سنت سے واقفیت رکھے تاکہ ایسی غلطی نہ ہونے پائے کہ آدمی کا ایمان ہی جاتا رہے اور اشعار کے سلسلے میں بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ”وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ. أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ. وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ.“ (۲) اور شاعروں کی پیروی گم راہ کرتے ہیں، کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ پرنا لے میں

پارہ: ۴، آیت: ۱۴۰، سورة النساء، پ: ۵

سورة الشعراء، آیت: ۲۲۴ تا ۲۲۶، پ: ۱۹

سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔

جو لوگ دین سے واقفیت رکھتے ہیں وہ اگر شاعروں کے کلاموں کو پڑھیں گے تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ اللہ عزوجل نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے، اس لیے کسی بھی شاعر کے شعر کو پسند کرنے سے پہلے اس پر کافی غور و خوض کر لینا چاہیے اور ذرا بھی شک ہو تو علما سے دریافت کر لینا چاہیے۔ خصوصیت سے کیسٹ میں بھرے ہوئے گانے بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اوپر والا جانے کہنا کیسا ہے؟

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ بات کرتے وقت خصوصاً ہندوؤں سے بات کرتے وقت یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اوپر والا جانے یہ جملہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

### الجواب

اوپر والا سے ان لوگوں کی مراد اللہ عزوجل ہے اس میں کفر کا شائبہ ہے اوپر والا کہنے کے مطلب یہ ہوتا ہے کہ اوپر رہتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے مکان کا اثبات ہے اور اللہ عزوجل کے لیے مکان ثابت کرنا کفر نیز اس کا بھی شائبہ ہے کہ اوپر والا ہے نیچے والا نہیں ایسے کلمات کا بولنا شرعاً ممنوع ہے حدیقہ ندیہ میں ہے اگر کسی نے کہا: ”نہ مکانی ز تو خالی نہ تو در ہیچ مکانی“ (۱) تو وہ کافر ہو جائے گا اس لیے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کیا، اگرچہ صحیح یہی ہے کہ کافر نہ ہوگا جیسا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے اس کے حاشیے میں تحریر فرمایا ہے بہر حال ایسے کلمات کے بولنے سے بچنا لازم ہے جس میں کفر کا پہلو ہو اس لیے مسلمان ہرگز نہ کہیں کہ اوپر والا جانے یا نیلی چھتری والا جانے یہ سب ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے کہا جاتا ہے یہ نیت اور بری ہے مسلمان یقین رکھیں کہ ہندو مسلمان سے کبھی خوش نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا: ”لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلَّا وَّلَا ذِمَّةً“ (پ: ۱۰، سورہ توبہ، آیت: ۸۰) کفار مومنین کے بارے میں دوستی اور عہد کا کوئی لحاظ نہیں کریں گے۔ اور فرماتا ہے: ”قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَأَمَّا تَخْفَىٰ صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ“ (پ: ۴، سورہ آل عمران، آیت: ۱۱۸) عداوت اور انہیں کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی اور جو ان کے سینوں نے چھپا رکھی ہے وہ اور بڑی ہے۔ مسلمانوں کا حافظہ بہت کمزور ہے جب انگریز تھے تو یہاں کے ہندو لیڈروں نے مسلمانوں سے کتنے لمبے چوڑے وعدے کیے تھے اور انگریزوں کے جاتے ہی کس بے دردی کے ساتھ مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا ان کو خانماں برباد کر دیا ان پر عافیت تنگ کر دی یہ کس مسلمان کو معلوم نہیں پھر ان کو خوش کرنے کے لیے ایسی باتیں کرنی جن کی شرعاً اجازت نہیں کون سی عقل مندی ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ بات چیت کرتے وقت انتہائی



جرات کے ساتھ صاف صاف کہیں اللہ عزوجل چاہے گا تو یہ کام ہوگا، اللہ تعالیٰ جانے، اس میں انشاء اللہ تعالیٰ برکت بھی ہوگی برکت دینے والا اور کام بنانے والا اللہ عزوجل ہے نہ کہ ہندو آفیسر و مہاجن۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## فتاویٰ فیض الرسول کے ایک جواب کے متعلق استفتا

مسئولہ: مولانا شعیب عالم، مدرسہ مدینۃ العلوم، تلیان، ضلع چورو، راجستھان۔ یکم ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ

**مسئلہ** فتاویٰ فیض الرسول میں ہے کہ خدا کو اوپر والا بولنا کفر ہے، تو یہ عرض ہے کہ ہمارے راجستھان میں عام طور پر اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے، چاہے جاہل ہو یا کچھ پڑھا لکھا اگر کفر کا فتویٰ ہے تو ہمارے یہاں کے اکثر لوگ ایمان سے خارج ہو جائیں گے۔ کیوں کہ اوپر والا بول کر استعلاء تو کوئی مراد نہیں لیتا کیوں کہ جاہل لوگ جانتے نہیں کہ اوپر والا بولنے سے کیا خرابی ہے؟ اور استعلاء کسے کہتے ہیں؟ کیا کوئی جاہلہ عورت بول دے تو کافر ہو جائے گی، اور نکاح فاسد ہو جائے گا۔ اکثر لوگ اس مرض کے شکار ہیں اگر فساد نکاح کا حکم لگایا جائے تو کس کس کا نکاح پڑھوایا جائے گا؟ جب تو ہر گھر میں تجدید نکاح کرنا ہوگا اور کیا اوپر والے کا سہارا اور اوپر اللہ کا سہارا ان دو جملوں میں کچھ فرق بھی ہے یا دونوں ہم معنی ہیں؟ اور کیا دونوں میں کفر لازم آتا ہے جب کہ اکثر لوگ استعمال کرتے ہیں۔ جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

اس قسم کی حرکت نہیں کرنی چاہیے۔ آپ نے فتاویٰ فیض الرسول سے صرف آدھا جواب نقل کیا ہے اور اس پر شق درشق سوالات کی لائن لگا دی ہے۔ خیریت یہ ہے کہ فتاویٰ فیض الرسول یہاں موجود ہے ورنہ آپ کو جواب بھی نہ ملتا ابتداً ہم حیرت میں پڑ گئے کہ حضرت مفتی جلال الدین امجدی جیسا نکتہ رس محتاط مفتی ایسا ناقص جواب کیسے لکھے گا۔ فتاویٰ فیض الرسول میں اس مسئلے کے اخیر میں ہے ”لیکن اگر کوئی شخص یہ جملہ بلندی اور برتری کے معنی میں استعمال کرے تو قائل پر حکم کفر نہ کریں گے۔ مگر اس قول کو برا ہی کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے“ عوام اللہ عزوجل کو جو اوپر والا بولتے ہیں ان کی مراد یہ ہرگز نہیں ہوتی کہ اللہ عزوجل اوپر کے احاطہ میں محدود ہے، ان کی مراد یہی ہوتی ہے کہ جو سب سے برتر و بالا ہے سب سے اوپر ہے اس کا حکم سب پر نافذ ہے اس لیے وہ کافر نہیں اور اگر معاذ اللہ بقول آپ کے کسی قائل کی وہی مراد ہو کہ اوپر کی جہت میں محدود ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہے۔ کوئی کلمہ کفر کہنے کا مدار اس بنا پر نہیں ہو سکتا کہ وہ جاہل ہے وہ نہیں جانتا، جانتا ہو یا نہ جانتا ہو جو بھی کلمہ کفر کہے گا وہ کافر ہے۔ جب کہ وہ کلمہ کفر کے معنی میں متعین ہو ورنہ مدانیت پر ہوگا۔ مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا واجب ہے اور ان کے کلام کو اچھے محمل پر محمول کرنا لازم۔ درمختار میں ہے: ”لا یفتی بکفر مسلم امکن

حمل کلامہ علی محمل حسن۔<sup>(۱)</sup> جب اس جملے کی ایک تاویل ظاہر ہے تو کہنے والوں کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ البتہ ان کو روکا جائے گا، سمجھایا جائے گا، اس لیے کہ اس جملے کا بولنا بہر حال ناجائز ہے، شامی میں ہے: ”ایہام المعنی المحال کاف للمنع۔“<sup>(۲)</sup> اس لیے جو لوگ یہ جملہ بولیں ان سے توبہ کرایا جائے اور ان کو سختی سے روکا جائے اصل بات یہ ہے کہ دنیا دار عام ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے ان کی بولی بولنے لگے ہیں، اوپر والا، نیلی چھتری والا یہ ہندوؤں کی بولی ہے۔ جاہل گنوار ان کو خوش کرنے کے لیے خود بھی بولنے لگے ہیں۔ حالاں کہ ان کی کوئی ضرورت نہیں، مسلمان اللہ عزوجل، خدائے تعالیٰ کہیں انھیں کون روکتا ہے اور اس سے ان کا کون سا کام بگڑتا ہے۔ علما اس کے مکلف نہیں کہ عوام کی جہالتوں کی تصحیح کریں۔ بلکہ یہ سم قاتل ہے کبھی اس تصحیح میں عالم بننے والوں کا ایمان بھی رخصت ہو سکتا ہے۔ علما کا فرض ہے کہ عوام کی اصلاح کریں، غلط قول و فعل سے انھیں روکیں نہ کہ اٹنے ان کی حمایت کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ خدائے تعالیٰ بات کرنے کے لیے بیٹھا ہوا ہے کفر ہے؟

مسئلہ: مولانا شعیب عالم، مدرسہ مدینۃ العلوم، تلیان، ضلع چورو، راجستھان۔ یکم ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ

**مسئلہ** زید کی بیوی زینب نے ایک دن زید سے کہا کہ میری شادی قریب ہوتی، آپ کے ہاتھ دور میں ہو گئی، خدائے تعالیٰ نے میری یہ بات نہیں سنی اور مجھ کو دور میں پھینک دیا اس پر زید نے کہا ایسے کلمات نہیں بولنا چاہیے توبہ کرو اور کلمہ پڑھو۔ پھر دوسرے دن زید اور زینب میں بات ہو رہی تھی زید بولا تیری شادی میرے ساتھ نہ ہوتی تو تجھ سے میری طرح کون بات کرتا۔ فوراً بولی خدائے تعالیٰ بیٹھا ہوا ہے بات کرنے کے لیے پھر زید نے توبہ کرایا اور کلمہ پڑھایا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان جملوں کا استعمال کیسا ہے؟ کیسا اس میں کوئی جملہ کلمہ کفر کا بھی ہے۔ تحریر کر دیں کہ وہ کون سا جملہ ہے، کلمہ کفر سے نکاح فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر نکاح فاسد ہو جائے تو شوہر کیا کرے کیا کلمہ کفر کے بعد فوراً توبہ کرا کے کلمہ پڑھالے جب بھی نکاح فاسد ہو جاتا ہے اور کیا تجدید نکاح کے لیے کوئی وقت مقرر ہے جس کے اندر تجدید نکاح ضروری ہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

زینب کا پہلا جملہ صحیح ہے۔ ماں باپ سے دوری پر حسرت کے اظہار کے لیے وہ کہا ہے ہاں دوسرا جملہ ظاہر معنی کے اعتبار سے کفر ہے جس کی وجہ سے زینب پر توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے: درر، غرر وغیرہ میں

در مختار، ج: ۶، ص: ۳۶۷، کتاب الجہاد/ باب المرتد۔

رد المحتار، ج: ۹، ص: ۵۶۷، کتاب الخطر والاباحت/ باب الاستبراء۔

ہے: ”وما فیہ خلاف یؤمر بالتوبۃ والاستغفار وتجديد النکاح.“<sup>(۱)</sup> توبہ اور تجدید ایمان تو فوراً بلا تاخیر کر دینی چاہیے، یہ پتہ نہیں کہ کب موت آجائے۔ معاذ اللہ بغیر توبہ و تجدید ایمان مر گئی تو کیا ہوگا، تجدید نکاح کی کوئی میعاد مقرر نہیں، البتہ تجدید نکاح کے بغیر شوہر اپنی بیوی کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے؟ رام و رحیم کو ایک کہنا مسجد و مندر کو خدا کا گھر کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: عبد اللہ خان پٹھان، محمد بخش پوسٹ سدری، ضلع باڑ میر، راجستھان - ۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

**مسئلہ** ایک شخص ہے جو کہتا ہے کہ اے مسلمانوں سنو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ”كما قال الله تعالى في شان حبيبہ.“ اس جملہ کو اللہ تعالیٰ کا فرمان بتانا قرآن مجید میں کہاں سے ثابت ہے اور اس جملہ کو قرآن کا جملہ بتانے والے پر شرع کا کیا حکم ہے اور یہی شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، رام و رحیم ایک ہے؟ مسجد مندر خدا کا گھر ہے۔ امر حال یہ ہے کہ یہ مسلمان رہا؟ کیا اس کا نکاح درست رہا؟

### الجواب

اس کا پہلے والا جملہ یعنی ”اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے: ”كما قال الله تعالى في شان حبيبہ.“ یہ اس کی جہالت ہے البتہ اس نے جو یہ بکا ”اللہ جھوٹ بول سکتا ہے، رام رحیم ایک ہے۔ مسجد مندر خدا کا گھر ہے۔ ان جملوں کی وجہ سے یہ شخص کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، رام رحیم ایک نہیں ہو سکتے۔ رام اجدو دھیا کے راجہ ایک انسان کا نام تھا جو مخلوق ہے۔ اللہ عز و جل خالق ہے دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں مسجد خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ہے۔ مندر بتوں کی پوجا کے لیے ہے۔ دونوں کو ایک کہنا سراسر کفر ہے اس پر فرض ہے کہ ان کلمات کفریہ سے توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، بیوی رکھنا چاہتا ہے تو اس سے جدید نکاح کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں، مرجائے تو مسلمان اس کے غسل و کفن و دفن جنازے میں شریک نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## دو خدا کا اعتقاد شرک ہے، ایک شعر کے متعلق سوال

مسئلہ: مولوی محمد رفیق عالم مدرس مدرسہ فیض الغربا، آرا بھوچپور، بہار

﴿مسئلہ﴾ حافظ محمد علی حسن وارثی نے ”نصرت کعبہ“ کے نام سے ایک کتاب نکالی ہے جس میں انھوں نے یہ بیان کیا ہے۔ (۱) ایک میدان محشر کا خدا ہے۔ (۲) اور ایک تمام عالم کا خدا ہے۔ میدان محشر کا خدا بے مثل نہیں، تمام عالم کا بے مثل ہے۔ تمام عالم کا خدا بے نیاز ہے۔ میدان محشر کا خدا بے نیاز نہیں۔ صورت انسان میں آکر خود دکھاتا ہے جمال رکھ لیا نام محمد کہ رسوائی نہ ہو (بحوالہ دیوان اکبر)

### الجواب

یہ کہنا کہ خدا دو ہے۔ صریح کلمہ شرک اور قرآن مجید کا رد ہے۔ (۱) یہ کہنا کہ میدان محشر کا خدا بے مثل نہیں، یہ بھی قرآن مجید کا انکار ہے اور کلمہ کفر ہے۔ یوں ہی یہ کہنا کہ میدان محشر کا خدا بے نیاز نہیں کفر صریح اور قرآن مجید کا انکار ہے۔ (۲) ارشاد ہے:

”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ.“ (۳) فرما دو اللہ ایک ہے، بے نیاز ہے۔

اور فرمایا:

”لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ.“ (۴) اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔

یہ شعر جو نقل کیا وہ بھی صریح کفر ہے اس لیے کہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ عز وجل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت میں انسانوں کو جمال دکھانے کے لیے آیا ہے۔ یہ دو کفروں کا مجموعہ ہے۔ ایک یہ کہ اللہ عز وجل نے انسانوں کی صورت اختیار فرمائی یہ عقلاً و نقلاً محال اور کفر، جس کی کوئی صورت ہو وہ متناہی ہوتا ہے۔ اللہ عز وجل غیر متناہی بالفعل ہے۔ صورت شی کو محیط ہوتی ہے۔ اللہ عز وجل سب شی کو محیط ہے اسے کوئی شی محیط نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید میں ہے:

”وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا.“ (۵) اللہ ہر چیز کو محیط ہے۔

درمختار، ج: ۲، ص: ۳۰۰

شامی، ج: ۲، ص: ۳۰۱، باب الامامة

قرآن مجید، سورة الاخلاص، آیت: ۲، پ: ۳۰

قرآن مجید، سورة الشورى، آیت: ۱۱، پ: ۲۵

قرآن مجید، سورة النساء، آیت: ۱۲۶، پ: ۵



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی

اور جب اللہ پرشی کو محیط ہے تو اسے کوئی شئی محیط نہیں ہو سکتی، اور اگر یہ مراد ہو کہ اللہ عزوجل نے صورت محمدی میں حلول کیا تو یہ بھی کفر کہ وہی متناہی ہونا ذات باری تعالیٰ کا لازم آئے گا۔ اور یہ کفر، دوسرا کفر یہ کہ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا ہیں، یہ شرک صریح۔ ان کفریات کی وجہ سے اس کتاب کا مصنف کافر مرتد اسلام سے خارج ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## موسل کو خدا کہنا کفر

مسئلہ:

**مسئلہ** جو رسوم از راہ ٹوٹکے برتی جاتی ہیں مثلاً بیاہ شادی میں مندھا گاڑنا، کنگنا باندھنا، چھپر کی اوٹی (پانی گرنے کی جگہ) آگ پانی داب دینا کہ آندھی مینہ نہ آئے۔ یا مثلاً ولادت کے بعد زچہ کی چار پائی کے پایوں کے نیچے پرانی جوتی داب دینا، چار پائی کے نیچے بند رکھڑیا لگانا، موسل (جس سے دھان وغیرہ جھڑتے ہیں) کے گلے کنگنا باندھ کر سر پر ایک کالا کپڑا ڈال کر چار پائی کے سرہانے رکھ کر عورت کا اس ”موسل“ سے گڑ گڑانا تمہیں خدا ہو، تمہیں بچہ کو بچاتے ہو، بچہ کی حفاظت کرنا وغیرہ ان کا کیا حکم شرعی ہے؟

## الجواب

موسل کو خدا کہنا کفر ہے۔ اس کے علاوہ بقیہ افعال لغو اور بے ہودہ مسلمانوں کو ان سے بچنا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ خدا اور رسول کی اطاعت سے کوئی فائدہ نہیں؟ مرتد کے احکام

مسئلہ: مستان محمد روزہ دین میاں، مقام و پوسٹ سکھوری، کوپانگج، (یو. پی.) - ۲۹/ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

**مسئلہ** بعد خیریت کے واضح ہو کہ ایک شخص مسلمان گھرانے میں پیدا ہو کر مسلم خواتین سے شادی بیاہ کرنے کے بعد بھی تمام مندرجہ ذیل شرعی احکام سے انحراف کرتا ہے۔ اس لیے اپنے فتویٰ سے مطلع کریں تاکہ اس پر شرعی پابندی عائد کی جائے وہ مندرجہ ذیل احکام یہ ہیں۔ (۱) قرآن تو ایک تاریخی کتاب ہے۔ (۲) روزہ نماز اور کلمہ سے کوئی فائدہ نہیں۔ (۳) زکوٰۃ خیرات کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ (۴) خدا اور رسول کو کوئی دیکھا نہیں ہے اس لیے ان کی پیروی کرنے سے کیا فائدہ؟ (۵) قبر کے عذاب اور آخرت کے اجر سے ڈر کس بات کا، جب کہ جو بھی گیا وہاں سے کوئی خبر نہ لایا۔ گویا کہ تمام باتوں سے انحراف کرنے کی وجہ کو مسئلہ کی رو سے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟ جوابی کارڈ ارسال خدمت ہے اس لیے جواب جلد دینے کی زحمت گوارہ کریں گے؟

### الجواب

یہ شخص مسلمان نہیں کافر و مرتد ہے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی یہ کفر یہ کلمات بکنے کے بعد اس نے اپنی بیوی سے جتنی صحبت کی زنا خالص ہوئی اور جو اولاد ہوئی ہوگی وہ اولاد زنا ہوئی۔ آئندہ جو بھی صحبت کرے گا زنا خالص ہوگی اور جو اولاد ہوگی اولاد زنا ہوگی۔ اس کی عورت پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر اس سے الگ ہو جائے پہلے اس شخص کو سمجھایا جائے اگر سمجھانے سے توبہ و تجدید نکاح کرے تو بہتر ہے ورنہ اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیا جائے، بیمار پڑ جائے تو اسے دیکھنے نہ جائیں مرجائے تو نہ اسے غسل دیں نہ کفن نہ جنازہ کی نماز پڑھیں۔ مردار کی طرح کسی گڈھے میں پھینک دیں، اس کی نجس لاش بغیر تختہ وغیرہ دیئے مٹی سے ڈھانک دیں تاکہ اس کی بدبو سے اذیت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ نماز روزے میں کیا رکھا ہے؟ یا ”اللہ تعالیٰ کرسی سے ہٹ گیا“ یا ”اللہ کی جگہ کرسی پر کوئی دوسرا بیٹھا ہے“ کفر ہے۔

مسئلہ: عبد اللہ خاں پٹھان، محمد بخش، پوسٹ سدری، ضلع باڑ میرا جستان۔ ۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ جو آدمی عام اعلان کرے کہ روزے میں کیا رکھا ہے۔ نماز میں کیا رکھا ہے؟ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کرسی سے ہٹ گیا وہاں پر کوئی دوسرا بیٹھا ہوا ہے۔ ایسے گستاخ کے لیے شرع کا کیا حکم ہے کیا اس کا نکاح رہایا نہیں کیا وہ مسلمان رہا اور ایسے شخص کا ساتھ دینے والے کے لیے شرع کا کیا حکم ہے؟

### الجواب

یہ شخص کافر و مرتد ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ نماز، روزہ میں کیا رکھا ہے۔ یہ دونوں دو مستقل کفر ہیں۔ اللہ کرسی سے ہٹ گیا ہے یہ الگ کفر ہے۔ اس کی جگہ دوسرا کرسی پر بیٹھا ہے یہ الگ کفر۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر ان تمام کفریات سے توبہ کرے کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی رکھنا چاہے تو اس سے جدید نکاح کرے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں ایسوں کے بارے میں حدیث شریف میں فرمایا گیا:

”فلا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تنالوہم۔“ (۱) نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ

تواکلوہم۔“ (۱) اسی حال میں مرجائے تو کوئی مسلمان اس کے غسل و کفن دفن جنازے میں شریک نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اللہ تعالیٰ کے لیے ”مزاج“ کا استعمال کیسا ہے؟

مسئلہ: سید احمد شاہ بخاری قادری گلشن محمدی ٹرسٹ ساکھیا ری تعلقہ بھجواؤ، ضلع کچھ۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

**مسئلہ** ایک مولانا صاحب تقریر کر رہے تھے دوران تقریر کہا کہ شیطان نے جب خدا کا مزاج پہچان لیا تو ہمارا مزاج بھی آسانی کے ساتھ پہچان سکتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مزاج اس کا ہوتا ہے جس کا جسم ہو، اور خدا جسم سے پاک ہے تو مولانا کا یہ لفظ عند الشرع کیسا ہے؟ ازراہ کرم اس سوال کا کتب معتبرہ سے جواب عنایت فرما کر ہمارے اس مسئلے پر جو فتنہ چل رہا ہے اس کا حل فرمائیں۔ خداے کریم آپ کو اجر عظیم عطا کرے اور جواب با صواب جلد عنایت فرمائیں۔

### الجواب

اللہ عزوجل کے لیے مزاج کا اطلاق کسی طرح جائز نہیں۔ اس پر آپ کا یہ اعتراض بالکل صحیح ہے کہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ہو، نیز لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ چند چیزوں سے مرکب ہو۔ پھر لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کیفیت سے متصف ہو اس لیے کہ مزاج کے معنی ہیں کہ چند چیزوں کے ملانے کے بعد مخلوط کی جوئی کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے مزاج کہا جاتا ہے۔ مثلاً فلاں کا مزاج گرم ہے، فلاں کا مزاج ٹھنڈا ہے۔ غیاث اللغات میں ہے:

”مزاج“ بکسر آمیزش و اصطلاح اطباء کیفیت کہ از آمیختن چیز ہا بہم رسد مثلاً رنگ سرخ کہ از آمیختن برگ تنبول و کتہہ و چونایا پیدا شود و سرشت و طبیعت انسان را بہمیں سبب مزاج گویند کہ کیفیت از امتزاج عناصر اربع بہم می رسد۔“

لیکن چوں کہ اس کے معنی عادت و خصلت کے بھی ہیں۔ شیخ سعدی نے فرمایا کہ ”مزاج تو از حال طفلی نہ گشت“ فیروز اللغات میں ہے: ”مزاج، عادت، خصلت، طبیعت، خاصیت، خاصہ، جوہر، حقیقت، تکبر، ناز، نخرہ۔“ اس لیے قائل کی تکفیر درست نہیں کہ ہو سکتا ہے اس کی مراد عادت ہو اور قرینہ سے یہی ظاہر ہے لیکن چوں کہ یہ لفظ معنی سوء کا ایہام رکھتا ہے۔ اس لیے اس کا اطلاق باری تعالیٰ پر جائز نہیں۔ شامی میں ہے:

”مجرد ایہام معنی السوء کاف للمنع۔“ (۱)

مگر قائل پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ اگر خدا بھی آئے تو فیصلہ نہ ہو سکے گا

مسئولہ: محمد جنید احمد قادری، خادم مدرسہ رضویہ غوث الوری موضع منجھیا واں پوسٹ عثمان پور، ضلع بارہ بنکی (یو. پی.) - ۱۲ ستمبر ۱۹۹۸ء دو شنبہ مبارکہ ۱۳/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۹ھ

**مسئلہ** زید نے گاؤں یا گھر یا کسی جگہ لڑائی جھگڑے دیکھ کر حد سے زیادہ پریشان ہو کر یہ کہا یا دھوکہ، یا غلطی یا بھولے سے یہ کہا: ”اور مدرسوں، علما و ماسٹران کے درمیان لڑائی ہوتی ہے تو ان میں صلح ہو جاتی ہے لیکن یہاں کا معاملہ اتنا سخت ہے کہ خدا بھی آئے تو وہ فیصلہ نہ ہو سکے گا۔ زید شادی شدہ نیز مرید بھی ہے۔ دریافت امر یہ ہے کہ شریعت کے اعتبار سے خط کشیدہ الفاظ کے کہنے میں کوئی حرج ہے کہ نہیں، نیز جس مجلس میں یہ الفاظ کہے گئے، اس جگہ کے مرد و عورتوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ دریاں حالے کہ لوگ سننے کے باوجود خاموش رہے ہوں۔ مع دلیل و تفصیل عنایت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔ بینا و توجروا۔ فقط۔ والسلام علیکم۔

### الجواب

جس نے یہ بکا ”اگر خدا بھی آئے تو فیصلہ نہ ہو سکے گا۔“ اس پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ اللہ عز و جل احکم الحاکمین ہے، قادر و مقتدر ہے اور جملہ مذکورہ اللہ عز و جل کی ان صفات کا بظاہر انکار ہے، لیکن اس جملہ کی تاویل ہو سکتی ہے، قائل کی مراد فیصلہ سے باہمی تصفیہ ہے، لوگوں کی عداوت کا دور ہونا، مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ ایسے ضدی ہیں کہ خدا کے حکم کو بھی نہیں مانیں گے، اپنی ضد پراڑے رہیں گے۔ مگر چوں کہ ظاہر معنی کفر ہے، اس لیے قائل پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ دروغ و غرور وغیرہ میں ہے:

”وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح.“ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم.

یہ کہنا کہ ہم لوگ اللہ کے وجود میں گھسے ہیں، کفر ہے۔ یہ کہنا کہ اللہ کی صورت آگ کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ کو رحمت کے دریا میں غوطہ لگانے والا کہنا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے منصور کو انا الحق کہنے کا حکم دیا تھا؟

مسئولہ: محمد عبدالرحمن رضوی، حضرت خواجہ بابا دربار، مقام و پوسٹ ڈمڈیہا، ضلع پرولیا، مغربی بنگال

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید مندرجہ ذیل جملوں کا قائل ہے: ہم لوگ تمام سب اللہ تعالیٰ کے وجود میں گھسے ہوئے ہیں۔

①



- ② اللہ تعالیٰ کی صورت آگ کی طرح ہے۔ قرآن میں آیا ہے: ”اللہ نور السموات الخ.“ (پ: ۱۸، رکوع: ۱۱) دلیل میں پیش کرتے ہیں۔
- ③ اللہ تعالیٰ کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ السلام علیکم اے اللہ۔
- ④ کہتے ہیں کہ حضرت منصور انا الحق کہتے تھے۔ جب لوگوں نے ان سے کہا آپ ایسا کیوں کہتے ہیں تو حضرت منصور نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے خود حکم دیتا ہے کہ تم ایسا کہو۔
- ⑤ اے اللہ تعالیٰ رحمت کے دریا میں غوطہ لگانے والے آپ ہیں۔

### الجواب

زید کے جو اقوال سوال میں مذکور ہیں ان میں تین قول بلاشبہ کفر خالص ہیں۔ پہلا یہ کہ ہم لوگ تمام سب اللہ تعالیٰ کے وجود میں گھسے ہوئے ہیں۔ اس قول کی بنا پر لازم کہ معاذ اللہ معاذ اللہ عز وجل جوف دار، کھوکھلا ہے، جس میں کوئی گھس سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صمد ہونے کا انکار ہے۔ یا اللہ عز وجل پانی اور ہوا کی طرح ایسا نرم و نازک ہے کہ جو چاہے اس کو چیر پھاڑ کر اس میں اپنی جگہ بنالے۔ یہ بھی صریح کفر خالص ہے۔ دوسرا جملہ یہ ہے: ”اللہ تعالیٰ کی صورت آگ کی طرح ہے۔ قرآن میں ہے: اللہ نور السموات۔“ یہ جملہ تین تین کفر کا مجموعہ ہے۔ اللہ عز وجل کے لیے صورت مانی، پھر اس کی صورت کو آگ کی طرح بتایا، یہ قرآن کا انکار لیس کمثلہ شی۔ پھر اسے اللہ نور السموات کا معنی بتایا، یہ قرآن کریم کی تحریف معنوی ہوئی۔ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہاں نور معنی میں منیر کے ہیں یعنی اللہ عز وجل آسمان و زمین کو روشن کرنے والا ہے۔ تیسرا یہ جملہ: اے اللہ تعالیٰ رحمت کے دریا میں غوطہ لگانے والے آپ ہیں۔“ اللہ تعالیٰ غوطہ لگانے سے پاک ہے۔ غوطہ لگانے والا غوطے لگانے کے بعد پانی سے گھر جاتا ہے۔ اللہ عز وجل کا وجود غیر متناہی، اسے کوئی چیز محیط نہیں ہو سکتی۔ زید اپنے ان اقوال کی وجہ سے کافر و مرتد، اسلام سے خارج ہو گیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ زید پر فرض ہے کہ ان اقوال کفریہ سے توبہ کرے اور تجدید ایمان و نکاح کرے اور یہ کہنا منع ہے کہ السلام علیکم اے اللہ تعالیٰ۔ حدیث میں فرمایا گیا: ”لا تقولوا السلام علی اللہ فان اللہ هو السلام۔“ (۱)

یوں ہی اس نے جو یہ کہا کہ حضرت منصور نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے خود حکم دیتا ہے کہ ایسا کہو، یہ کہیں ثابت نہیں، یہ حضرت حسین بن منصور پر افترا ہے، بلکہ وہاں معاملہ یہ تھا کہ جیسے کوہ طور پر جب ایک درخت پر تجلی ربانی کا ورود ہوا تو اس درخت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سنا: ”إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ۔“ (۲) اسی طرح حضرت حسین بن منصور پر جب تجلی ربانی کا ورود ہوا تو ان کے وجود سے یہ کلام سنائی

مسند احمد بن حنبل، ج: ۱، ص: ۴۳۱

قرآن مجید، پ: ۲۰، سورة القصص، آیت: ۳۰

دیا: ”انا الحق“۔ حضرت حسین بن منصور بمنزلہ شجر طور تھے۔ نہ انھوں نے انا الحق فرمایا اور نہ انھیں حکم ہوا۔ بلکہ جیسے شجر طور سے حالاں کہ اس میں کلام کی استطاعت نہیں، یہ کلام سنائی دیا: انی انا اللہ۔ یہ کلام اس درخت کا نہیں تھا بلکہ اللہ عز وجل کا ہی کلام تھا اور اللہ عز وجل ہی متکلم۔ اسی طرح حضرت حسین بن منصور سے جو سنا گیا انا الحق، یہ حضرت حسین بن منصور کا کلام نہ تھا اور نہ وہ اس وقت متکلم تھے اور نہ اس حالت میں انھیں تکلم کی قوت تھی۔ یہ کلام بھی اللہ عز وجل ہی کا تھا، اور وہی متکلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**اللہ تعالیٰ کے نام کی تصغیر کا کیا حکم ہے؟ امانت کے روپے خرچ کرنے کا حکم۔**

مسئلہ: اے ایس۔ علی غفرلہ، تیغیہ ہیلتھ سینٹر، مالی پور، مظفر پور، بہار۔ ۹ مئی ۱۴۰۰ھ

- ❶ **مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید جمعہ کی نماز پڑھنے جا رہا تھا۔ بارش ہو رہی تھی، اس کے ہمراہ ایک صاحب اور تھے۔ زید نے کہا ”اے اللہ واپانی بند کرو۔“ (روکو) کیا زید پر شریعت اسلامیہ کی جانب سے کوئی مواخذہ بھی ہوگا۔ آیا اگر وہ شادی شدہ ہے تو کیا حکم ہے؟
- ❷ خالد نے عمر کو پندرہ روپے دیتے ہوئے کہا کہ یہ امانت ہے، اسے اپنے پاس رکھیں، کیا عمر اس روپے کو خرچ کر کے دوسرا روپیہ واپس کر سکتا ہے یا بعینہ وہی روپیہ واپس کرنا ہوگا۔ بیواؤ تو جروا۔

### الجواب

- ❶ اللہ عز وجل کو ”اللہ وا“ کہہ کر زید کا فرو مرتد اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس کی زوجہ نکاح سے نکل گئی۔ زید پر فرض ہے کہ توبہ کرے، تجدید ایمان کرے اور تجدید نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ❷ امانت بعینہ وہی روپیہ ہے جو خالد نے عمر کو دیا تھا۔ اسے اپنے مصرف میں خرچ کرنا ضرور بالضرور خیانت ہے۔ خیانت کا وبال کو پر ہے گا اگرچہ بعد میں وہ روپیہ اپنے پاس سے ادا کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**خدا کو گالی دینے والے سے میل جول رکھنے والوں پر توبہ لازم ہے۔**

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی خدا کو گالی دیا اور اس وقت کچھ آدمی موجود تھے یعنی برادر تھے۔ یہ لوگ دعوت یا آپس کا جھگڑا سمجھنے کے غرض سے گئے تھے، بات بات میں کچھ بات بڑھ گئی، اس دوران وہ آدمی خدا کو گالی دیا جو برادر وہاں موجود تھے ان کے سامنے گالی دیا، سب لوگ سنے اور لوگوں نے کہا خدا کو گالی آپ دے رہے ہیں تو گنہگار ہو رہے ہیں۔ اس آدمی کو گنہگار سمجھتے ہوئے بھی لوگوں نے اس کے گھر کھانا کھایا اور کچھ روز تک گالی سننے والوں نے اس بات کو چھپائے رکھا۔ جس نے کہا کہ خدا کو گالی دینا گناہ ہے

ان کے لڑکے کی شادی کی بات چیت گالی دینے والے کے رشتہ داری میں ہوئی تھی، کچھ آپس میں تفرقہ پڑ جانے سے شادی کی بات چیت ختم ہو گئی، شادی نہ ہونے کی وجہ سے لڑکے کے باپ نے موقع دیکھ کر گالی دینے والے پر فتویٰ منگایا اور اس وقت منگایا جب کہ کچھ عرصہ گزر گیا، کہا جاتا ہے کہ چار ماہ کے بعد فتویٰ منگایا گیا اس فتویٰ کے مطابق گالی دینے والے کو توبہ کرنے کی خبر دیا کہ آپ جو خدا کو گالی دیتے ہیں اس پر کفارہ یعنی یہ سزا ہے گالی دینے والے کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے اپنی پوری برادری کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور جو فتوے کے مطابق تھا اس کو کیا۔ علمائے دین کے لکھنے کے مطابق اس نے کان پکڑ کر اٹھا بیٹھا اور توبہ کیا اور دوبارہ کلمہ پڑھ کر پھر مسلمان ہوا اور پھر سے نکاح پڑھوایا۔ چوں کہ یہ سزا پورے پنچان کے سامنے ہوئی گالی دینے والا تھا اس کو معلوم نہ تھا کہ اس لفظ کی سزا ہوگی مگر گالی سننے والے سمجھ دار تھے خدا و رسول کے قانون سے واقف تھے کہ خدا کو گالی دینے والا بہت بڑا گنہگار ہوتا ہے یہ سب جانتے ہوئے بھی اس کے گھر کھانا کھانا اور چار ماہ تک اس بات کو یعنی عیب کو چھپائے رکھنا، بعد میں ظاہر کرنا شرعی رو سے جائز ہے یا ناجائز؟ کھانا کھانے والوں اور اتنا بڑا عیب چھپانے والوں کے ساتھ برادری کا کیا سلوک ہونا چاہیے؟ اور جب کہ یہ لوگ جان کر ایسا کام کیے آپ علمائے دین اس فتویٰ پر غور کریں اور شرعی رو سے بتائیں اور پوری تفصیل کے ساتھ لکھیں تاکہ ہر آدمی سمجھ سکے اور پڑھ سکے۔

### الجواب

جن لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ اس نے معاذ اللہ خدا کو گالی دیا ہے اس کے باوجود ان لوگوں کا اس سے میل جول رکھنا اور کھانا پینا رکھنا ضرور ناجائز و گناہ ہے ان سب پر توبہ و استغفار لازم ہے، یہ لوگ توبہ نہ کریں تو ان سے بھی مسلمان میل جول ترک کر دیں قال اللہ تعالیٰ: ”وَمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ.“ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وحدة الوجود، وحدة الشہود مقاماتِ حال ہیں

مسئولہ: حضرت مولانا غلام آسی ابوالعلائی، رام پور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں باب ایک صوفی باصفا علامہ زماں غوث وقت حضرت شیخ الاسلام و المسلمین مولانا شاہ عبدالعلیم آسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مبارک شعر ملاحظہ فرمائیے۔ اس کا معنی جو آپ کو ظاہر ہو بیان فرمائیے: ”یہ وحدة الوجود ہے یا وحدة الشہود ہے؟“ اور بڑی مہربانی ہوگی اگر اختصار کے ساتھ ان دونوں مصلحات صوفیائے کرام کی وضاحت فرمادیں مزید بر آں استدلال کے ساتھ فسبحان اللہ و بحمدہ شعر یہ ہے:

عالم ایک آئینہ خانہ ہے ترے جلوے کا  
ہم جدھر دیکھتے آخر تجھے دیکھا کرتے

## الجواب

حضرت سرایا برکت الحاج مولانا غلام آسی صاحب مدظلہ العالی ”میں کیا جانوں راز کی بات؟  
ماندا ایم کہ منزل گر آں یار کجا است  
الحمد للہ ہم مقلد ہیں غیر مقلد نہیں، شریعت میں فقہائے احناف کے اور طریقت میں اہل اللہ کے، اور تقلید کہتے ہیں۔  
”تسلیم قول الغیر بلا دلیل“ سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر۔  
وحدة الوجود وحدة الشہود مقامات حال ہیں جن کے بارے میں عارف باللہ سعدی شیرازی قدس سرہ  
فرما گئے ہیں: (۱)

کسے را دریں بزم ساغر دہند کہ داروے بے ہوشیش در دہند  
یکے باز را دیدہ بردوختہ است یکے دیدہ بازو پرسوختہ است  
کسے رہ سوئے گنج قارون نبر وگر بردرہ باز بیرون نبرد  
کاراں کہ خبر شد خبر اش باز نیامد

ہم قادری رضوی ہیں ہمیں عراقی کی طرح بدنام ہونا پسند نہیں ہے چون خود کردند راز خویش فاش، عراقی  
را چرا، بدنام کردند۔ ہمارے مرشد نے یہ بتایا ہے کہ اس میں غور و تامل یا موجب حیرت ہے، یا باعث ضلالت،  
اگر اس کی تھوڑی سی تفصیل کروں تو کچھ سمجھ میں نہ آئے بلکہ اوہام کثیرہ پیدا ہو جائیں۔ المفلوظ، حصہ اول،  
ص: ۵۵، میں قال را بگزارد حال شو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے پر ہنود کا ایک مغالطہ

اور شارح بخاری علیہ الرحمہ کا مسکت جواب

مسئولہ: محمد مہتاب، مقام گوسائیں پور، ضلع مغربی دیناج پور، بنگال، ۲۳/ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

مسئلہ واجب الوجود ہر جا موجود ہے اور تمام روئے زمین مسجد اور سجدہ کی جگہ ہے تو پھر مسجد بنانے کی کیا  
ضرورت؟ اگر بلا ضرورت ہے تو مال و اسباب کا خرچ فضول اور اسراف اور اگر با ضرورت ہے تو عبادت نماز مساجد



کے اندر ہی محدود ہے تو تمام روئے زمین مسجد اور سجدہ کی جگہ ہے۔ یہ قول لغو اور عبث ہوگا اور ساتھ ساتھ مساجد وسیلہ ہے اور اس پر غیر مسلم کا قول و فعل سے اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ ہم بھی مورتی کو سامنے رکھ کر ایک ذات کی پوجا کرتے ہیں۔ ایک واحد شکتی کو یاد کرتے ہیں جیسا کہ آپ لوگ خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں گویا خانہ کعبہ کو سامنے رکھتے ہیں؟ مکمل جواب دیا جائے۔

### الجواب

اللہ عزوجل کے لیے یہ کہنا کہ ہر جگہ موجود ہے کفر ہے، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے: اگر کسی نے یہ کہا: ”نہ مکانی ز تو خالی نہ تو در ہیچ مکانی فہذا کفر“۔ (۱) اس لیے کہ جگہ اس کو کہتے ہیں جو کسی کو گھیرے ہوئے ہو اور اللہ عزوجل غیر متناہی بالفعل اسے کوئی چیز گھیر نہیں سکتی، اس کی کوئی حد و نہایت نہیں۔

قرآن مجید میں ہے: ”وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا۔“ (۲)

آپ اس قول سے توبہ کیجیے، اور تجدید ایمان و نکاح بھی۔

حدیث: ”جعلت الارض لی مسجدًا“ میں مسجد لغوی معنی میں ہے یعنی پاک زمین پر نماز پڑھیں گے، نماز ہو جائے گی، ایسا نہیں جیسا پہلی امتوں میں تھا کہ صرف مسجد ہی میں نماز صحیح ہوتی تھی۔ مسجد کے باہر اگر کہیں پڑھتے تو نماز صحیح نہیں ہوتی تھی۔ مسجد بنانے کا حکم اس لیے ہے کہ ایک پاک صاف معین جگہ متعین ہو جائے جہاں دوسرے کام نہ ہوں تاکہ عبادت میں خشوع و خضوع ہو، نیز زمین کی پاکی کے سلسلے میں اطمینان ہو، اور ہندوؤں کا اعتراض لغو ہے۔ ہندو مورتی کو معبود اعتقاد کر کے اس کی پوجا کرتے ہیں، مسلمان کعبہ کو معبود نہیں جانتا نہ اس کی پرستش کرتا، معبود صرف اللہ عزوجل کو جانتا ہے۔ اسی کی عبادت کرتا ہے، چوں کہ اس نے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز کا حکم دیا ہے اس لیے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**پیر کو خدا کہنا کفر ہے۔ پیر کی تصویر کو سلام کرنا کیسا ہے؟**

مسئلہ: محمد اسلام لکچر رڈ گری کالج، شہرت گڑھ، بستی، ۲۴ ربیع الاول ۱۴۹۹ھ

❶ مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ کچھ ایسے پیر اور مرید ہیں جو سال میں ایک بار عرس کرتے ہیں اور پیر صاحب مدعو کیے جاتے ہیں مزامیر کے ساتھ قوالی ہوتی ہے اتفاق سے ایک قوال نے پیر صاحب کی طرف اشارہ کر کے یہ شعر پڑھا:

❶ حدیقہ ندیہ، ج: اول، ص: ۲۰۵

❷ قرآن مجید، سورۃ النساء، آیت: ۱۲۶، پ: ۵

اے پیر و مرشد تجھ کو خدا کہوں یا اس کو خدا کہوں  
دونوں کی شکل ایک ہے کس کو خدا کہوں  
اس شعر پر واہ واہ کی آواز گونجی اور پیر صاحب اور مرید جذبہ میں مست ہوئے کیا عند الشرع یہ قوالی مزامیر  
کے ساتھ جائز ہے، نیز اس شعر کے قائل و سامع یا جائزین پر کیا حکم ہے؟  
② انھیں پیر صاحب کی تصویر رکھنا اور سفر کے ارادہ سے نکلتے وقت تصویر کو سلام کرنا اگر بتی سلگانا جائز ہوگا۔  
بنیواؤ تو جروا۔

### الجواب

① مزامیر کے ساتھ قوالی سننا ہی حرام حدیث میں ہے کہ امرنی ربی بمحقق المعازف فوائدا لفوائد میں  
محبوب الہی سلطان المشائخ سے منقول ہے مزامیر حرام ہے پھر یہ صریح کفری شعر جس میں ایک نہیں دونوں کفر۔  
خدا عز وجل کو خدا کہنے میں تردد یہ کفر ہے۔ اور پھر اپنے پیر فرتوت کو خدا کہنے کا رجحان یہ کفر اور کلمہ کفریہ کہ اللہ  
عز وجل کے لیے شکل مانا، قوال و پیر اور وہ سب سننے والے جنھوں نے اس پر واہ واہ کیا مست ہوئے، جھوٹے یا  
اس کو پسند کیا سب کے سب کافر مرتد خارج از ایمان ہو گئے ان سب کی بیعت فسخ ہو گئی ان سب کی بیویاں ان  
کے نکاح سے نکل گئیں ان سب پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کریں تجدید ایمان کریں، بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح  
بھی۔ ان سب کی بیعت بھی ختم ہو گئی اور مرید ہونا چاہیں تو کسی جامع شرائط پیر سے بیعت کریں اور پیر صاحب تو  
کام سے گئے ان کی بیعت خلافت سب ختم ہو گئی ہاں اگر کسی مرشد جامع شرائط سے مرید ہو کر پھر خلافت حاصل  
کرے تو مرید کر سکتا ہے۔ اگر پیر مرید قوال اور اس کفری شعر کو سننے والے، سن کر پسند کرنے والے، توبہ و تجدید  
ایمان اور بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح اور اگر نہ کریں تو ان سب سے میل جول، سلام کلام حرام گناہ ہے۔ واللہ  
تعالیٰ اعلم۔  
پیر کی نہیں مٹی کی بھی تصویر رکھنا حرام ہے۔ اسے سلام کرنا اور حرام اس پر اگر بتی لگانا نیز حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



## کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک سے افضل ہیں؟

مسئولہ: سید عنایت حسین شاہ، مفتیہ بٹالین پولیس کمپلیکس، چھنی ہمت، جموں کشمیر-۲۵/ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ

**مسئلہ** حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کا مرتبہ بڑا ہے یا قرآن پاک کا؟ بندہ ناچیز نے چند دن قبل ایک محفل میں دو آدمیوں کو بحث کرتے ہوئے سنا مگر اپنی کم علمی کے باعث کچھ نہ کہہ سکا، آپ سے استدعا ہے کہ تفصیلاً اس مسئلہ پر تحریر فرما کر ممنونیت کا موقع بخشیں۔

### الجواب

اصل مسئلہ سمجھنے کے لیے پہلے قرآن کے دو اطلاق کو ذہن نشین کر لیجیے۔ قرآن حقیقت میں اللہ عزوجل کا کلام اور اس کی صفت ہے جو واجب قدیم غیر مخلوق ہے۔ یہ قرآن کا حقیقی معنی ہے، لیکن ہمارے عرف میں قرآن اس مصحف یعنی کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں قرآن لکھا ہو، مثلاً بولتے ہیں، یہ قرآن مجید بہت خوب صورت لکھا ہوا ہے، اس قرآن مجید کا ہدیہ کیا ہے۔ فلاں نے قرآن مجید مسجد پر وقف کیا، قرآن مجید کی سنہری جلد بندھوا دو وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام محاورات میں قرآن سے مراد مصحف اور کتاب ہے اور یہ بلاشبہ حادث اور مخلوق ہے۔ قرآن مجید بہ معنی اول یعنی اللہ عزوجل کی صفت قدیم تمام مخلوقات حتیٰ کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہے، اس معنی کر کسی کو قرآن سے افضل بتانا کفر۔ لیکن بہ معنی مصحف مخلوق اور حادث ہے اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل ہونا بالکل واضح ہے کیوں کہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے جد الممتار میں فرمایا:

”فان القرآن ان ارید به مصحف اعنی القرطاس والمداد فلا شک انه حادث و کل حادث مخلوق و کل مخلوق فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل منه و ان ارید به کلام اللہ تعالی الذی ہی صفتہ فلا شک ان صفاتہ تعالیٰ افضل من جمیع المخلوقات و کیف یساوی غیر مالی س بغیرہ تعالیٰ۔“ (۱)

اس لیے یہ کہنا کہ قرآن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں، ایک اعتبار سے کفر ہے، جب کہ قائل



کی نیت قرآن سے قرآن کا حقیقی معنی ہو، یعنی اللہ کا کلام جو اس کی صفت ہے اور قرآن سے اس کا عرفی معنی مراد ہو یعنی مصحف اور کتاب تو درست ہے، بہر حال ایسے کلام سے بچنا ضروری ہے، جس کا ایک معنی کفر ہو اور جس سے عوام میں انتشار پیدا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کیسا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باطن میں خدا ہیں ظاہر میں رسول؟  
منکر حدیث کا حکم، کیا نمازِ مغرب سے پہلے افطار کرنا غلط ہے؟

مسئلہ: محمد جہاں گیر، ڈمری، براریہ، بیگوسراے، بہار - ۲۷ / محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

① زید ڈمری، بیگوسراے کی مسجد میں امام ہیں، وہ ہتھیار شریف، کلکتہ کے ماننے والے ہیں اور ان کا عقیدہ ہم لوگوں سے بالکل بدلا ہوا ہے، مثلاً

① زید کا عقیدہ یہ ہے کہ میں اُس حدیث کو مانوں گا جو بالکل قرآن سے ملتی جلتی ہو، اور جو بالکل ملتی جلتی نہیں وہ حدیث ہی نہیں۔

② نیز زید کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ رمضان شریف کے مہینہ میں جو افطار کرتے ہیں، نمازِ مغرب کے بعد کرنی چاہیے اور زید بعد نمازِ مغرب فوراً افطار بھی کرتا ہے۔ نیز زید دلیل یہ دیتا ہے کہ ”ثم اتموا الصيام الى الليل.“ پھر روزہ کو پورا کرو رات تک لہذا جب قرآن نے رات تک کا حکم دیا تو لوگ شام ہی میں افطار کرتے ہیں۔ لہذا قبل نمازِ مغرب افطار کرنا بالکل غلط ہے۔ نیز زید یہ بھی کہتا ہے کہ جو عالم قبل نمازِ مغرب افطار کرنے کو کہتے ہیں وہ عالم نہیں بلکہ وہ جاہل ہے۔

③ زید کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باطن میں خدا ہیں اور ظاہر میں رسول ہیں، اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ”وجاء ربك والملك صفاً صفاً.“ اور ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ اور آیا تیرا رب اور فرشتے صف بہ صف۔

④ زید کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کلمات اذان میں محمد کے دال پر پیش ہے، اور وہ دلیل دیتے ہیں کہ قرآن کے اندر محمد رسول اللہ ہے، یعنی محمد کے دال پر پیش ہے۔ لہذا اذان میں بھی محمد کے دال پر پیش ہوگا۔

⑤ زید کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ زجانور کی قربانی جائز ہے اور مادہ کی ناجائز دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اونٹ کی قربانی دیئے ہیں اونٹنی کی نہیں۔

نوٹ:- زید کا ان تمام مسئلوں پر عمل ہے اور وہ مسجد کے امام بھی ہیں۔ لہذا ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

## الجواب

① تا ⑤ زید کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، نہ اس کی نماز، نماز ہے اور نہ اس کے پیچھے کسی

کی نماز صحیح اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر ہے۔ یہ مسلمان نہیں کافر و مرتد ہے، اس لیے کہ اس نے یہ بکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باطن میں خدا ہیں، یہ جملہ صریح شرک ہے اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں نہ ظاہر میں نہ باطن میں: ”وَالْهَيْكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ“ (۱)

نیز اس نے آیت کریمہ: ”وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا“ میں رَبُّكَ سے مراد اس جاہل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا ہے یہ قرآن مجید کی تحریف معنوی اور کفر ہے، اور اس آیت میں ”رَبُّكَ“ سے مراد باجماع علماء اللہ عزوجل کی ذات ہے۔ جب یہ شخص اسلام سے باہر اسلام سے خارج کافر و مرتد ہے تو پھر اس کی کیا شکایت ہے کہ جہالت و ضلالت کے پھنکے اڑا رہا ہے، اس کا یہ کہنا کہ ”میں اس حدیث کو مانوں گا جو بالکل قرآن سے ملتی جلتی ہو اور جو بالکل ملتی جلتی نہیں وہ حدیث ہی نہیں ہے۔“ یہ بدترین گمراہی کفر تک لے جانے والی ہے اس سے لازم کہ یہ شخص حدیثوں کا منکر ہے یہ شخص نماز پڑھتا ہے۔ اسے پکڑ کر پوچھیں جس طرح تو نماز پڑھتا ہے دکھاؤ قرآن میں کہاں ہے بالکل ملتی جلتی کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ وہ بات قرآن کریم میں بھی صراحت کے ساتھ ہو، یہ مرجائے گا مگر قرآن سے اپنی نماز کو ثابت نہیں کر پائے گا۔ اسی طرح افطار کے بارے میں جو کچھ اس نے کہا سب اس کی جہالت ہے سورج ڈوبتے ہی رات شروع ہو جاتی ہے اور شام کا لفظ تو عام ہے۔ ہمارے عرف میں چوتھے پہر کے ابتدا ہی سے شام کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ مثلاً بولتے ہیں چار بجے شام کو آؤں گا، پانچ بجے شام کو آؤں گا، بہر حال جب یہ شخص کفریہ عقیدے کی وجہ سے مسلمان ہی نہیں تو اس کی ضلالت و جہالت کی کیا گنتی مسلمان فوراً بلاتا خیر اس کو امامت سے معزول کر دیں صرف امامت سے معزول کرنے ہی پر اکتفا نہ کریں بلکہ اس سے میل جول، سلام کلام سب بند کر دیں، بد مذہبوں کے بارے میں حدیث میں ہے:

”فَلَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ“ نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور کے آباؤ اجداد مومن تھے یا موحد، والدہ محترمہ کے لیے استغفار کرنے سے حضور کو کیوں منع کیا گیا تھا؟

مسئلہ: محمد ضامن علی قادری رضوی، مقام وپوسٹ کچھی پور، گورکھپور، یوپی۔ ۱۰/۱۰/۱۴۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل میں کہ سنن نسائی میں ص: ۲۸۶ پر



قرآن شریف، پارہ: ۱، سورۃ البقرہ، آیت: ۱۶۳۔

کنز العمال و تاریخ بغداد للخطیب و مستدرک للحاکم و معجم الکبیر۔

باب زیارۃ قبر المشرک میں جو حدیث نقل کی اس کا کیا مطلب ہے کیا معاذ اللہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشرکہ تھیں۔ اگر نہیں تھیں تو سنن نسائی کے مصنف اس حدیث کو اس باب کے تحت کیوں لائے، مذکورہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف یا مدلس یا مرسل وضاحت کر دیجیے۔ وہ حدیث یہ ہے: ”عن ابی ہریرۃ قال زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر امہ فبکی وابکی من حولہ وقال استأذنت ربی عزوجل فی ان استغفر لها فلم یؤذن۔ الخ۔“ (۱)

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آبائے کرام، امہات عظام سب کے سب مومن یا کم از کم موحد ناجی تھے یا ان میں کچھ کافر و مشرک بھی تھے اس بارے میں سلف سے لے کر خلف تک علما کے مابین اختلاف رہا، بہت سے حضرات اس کے قائل ہیں کہ ان میں کچھ مشرک و کافر بھی تھے جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اور حضرت عبدالمطلب بھی ہیں ان لوگوں کا استدلال سنن نسائی میں مذکورہ بالا حدیث اور اس قسم کی دوسری احادیث کے ظاہر الفاظ سے ہے۔ حضرت امام نسائی کا مسلک یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مشرک و کافر تھے۔

دوسرے بہت سے حضرات کا مذہب یہ ہے کہ حضرت آدم و حضرت حوا علیہم السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ و حضرت آمنہ تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آبائے کرام و امہات عظام مومن یا کم از کم موحد ناجی تھے۔ ان میں کوئی بھی کافر و مشرک نہیں تھا اور یہی صحیح ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور ادب کا تقاضا یہی ہے کہ اسی کو اختیار کیا جائے۔

اس موضوع پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا ایک رسالہ بھی ”شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام“ ہے۔ (۲) یہ حضرات حدیث مذکورہ کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ استغفار کی اجازت نہ ملنا اس بنا پر تھا کہ استغفار کرنے سے لوگوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کریمہ معاذ اللہ گنہگار تھیں۔ جب کہ ان کا وصال زمانہ فترت میں ہوا ہے اس لیے استغفار کی اجازت نہیں دی گئی۔ استغفار کی اجازت نہ دینا اس بنا پر نہیں تھا کہ معاذ اللہ وہ مشرکہ تھیں اگر وہ مشرکہ ہوتیں تو قبر کی زیارت کی بھی اجازت نہ ہوتی، اس لیے کہ کسی کافر و مشرک کی قبر کی زیارت جائز نہیں۔ نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر پر تشریف لے جا کر نہیں روتے اس لیے کہ کسی مشرک یا مشرکہ سے نبی تو نبی کسی مسلمان کا رشتہ باقی نہیں رہتا اور اس پر ترحم جائز نہیں۔ حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے لڑکے کے بارے میں جب یہ عرض کیا: ”إِنَّ ابْنِي مِنْ

۱۔ سنن نسائی، ص: ۲۸۶ زیارۃ قبر المشرک

۲۔ یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم، ص: ۱۵۴ تا ۱۷۱ میں شامل ہے۔ محمد نسیم

اَهْلِيَّ. (۱) تو ارشاد ہوا: ”انه ليس من اهلك.“ ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کی تھی اور بہ ظاہر پرورش بھی، مشرکین کے مقابلے میں حمایت بھی کی تھی، لیکن جب وہ مرے تو حضور نہ ان پر روئے اور نہ ان کی میت کو ہاتھ لگایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انھوں نے لے جا کر انھیں دفن کیا تو کیسے ممکن ہے کہ اگر بالفرض حضرت آمنہ مشرکہ ہوتیں تو ان کے قبر کی زیارت کرنے جاتے اور روتے۔ اس حدیث کی حیثیت کیا ہے میں اس وقت بتانے سے قاصر ہوں۔ ۲۷ رجب کی شب میں مجھے چوٹ آگئی ڈیڑھ ماہ گور کھپور ایک ہسپتال میں رہا ۱۸ شوال کو یہاں آیا ہوں اور کسی طرح لیٹے لیٹے بیٹھے بیٹھے مسائل لکھوا رہا ہوں تین ماہ کی ڈاک جمع ہے لوگوں کے تقاضے پر تقاضے آرہے ہیں ایسی صورت میں یہ تحقیق کرنی کہ یہ حدیث کس درجے کی ہے مشکل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مسلمان موحد تھے

مسئلہ: محمد فضل الرحمن، دارالعلوم قلندریہ، ہانگل شریف پوسٹ اراسیکرہ ہاسن، کرناٹک - ۲۷ شوال ۱۴۰۸ھ

مسئلہ: سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کافر تھے یا مسلمان؟ اگر کسی نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو کافر کہا تو کیا اس کو کافر کہا جائے گا؟

## الجواب

صحیح اور رائج مذہب یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین حضرت سیدنا عبد اللہ اور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہما مسلمان موحد اور ناجی تھے بلکہ حضور کے جملہ آباء و امہات حضرت عبد اللہ و حضرت آمنہ سے لے کر حضرت آدم و حوا تک اہل اسلام و توحید ہیں۔

ارشاد بانی ہے: ”الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجُودِ“ (۲)

جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ایک نمازی سے دوسرے نمازی کی طرف منتقل ہوتا آیا۔ نیز حدیث میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے نور اقدس کے متعلق فرمایا کہ اسے اصلا ب طیبہ و ارحام طاہرہ میں رکھوں گا، اور رب عز و جل کبھی کسی کافر کو طیب و طاہر نہ فرمائے گا: ”إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ“ (۳) جس سے معلوم ہوا کہ والدین کریمین بلکہ آباء و امہات کافر و مشرک نہ تھے۔ بلکہ اہل اسلام و اہل توحید سے تھے، جو انھیں کافر و مشرک جانے وہ خاطی ہے۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا ایک رسالہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ہے۔ اس کا آپ مطالعہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۱﴾ قرآن مجید، پارہ ۱۲، آیت: ۴۵ سورة اليهود

﴿۲﴾ قرآن مجید، پارہ ۱۹، آیت: ۲۱۸، ۲۱۹، سورة الشعراء. ﴿۳﴾ قرآن مجید، پارہ ۱۰، آیت: ۲۸، سورة التوبة.



## حضور کے والدین مومن درجہ صحابیت پر فائز تھے

مسئولہ: عبدالوحید، گاندھی بازار، کرناٹک

**مسئلہ** ایک عالم کا کہنا ہے کہ حضور کے والدین کو جو معاذ اللہ کافر کہے تو اس کی تکفیر نہ ہونی چاہیے۔ کیوں کہ بعض علما کا تو مذہب بھی یہی ہے۔ ملا علی قاری مرقات جلد ثانی میں فرماتے ہیں: ”ثم الجمهور على أن والديه صلى الله عليه وسلم الخ.“<sup>(۱)</sup> یہ اور بات ہے کہ ایسا شخص فاسق و گنہگار ہوتا ہم تکفیر نہ ہونا چاہیے۔ کیا عالم کا قول صحیح ہے؟

### الجواب

اس عالم نے صحیح کہا تکفیر اس وقت درست ہے جب کوئی ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرے، اور یہ مسئلہ ضروریات دین سے نہیں۔ فروعی جزئی ظنی ہے اگرچہ حق راجح صحیح یہی ہے کہ والدین کریمین مومن موحد بلکہ درجہ صحابیت پر فائز تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ایمان ابوین کریمین کا منکر کافر نہیں خاطی ہے

مسئولہ: صلاح الدین مصباحی، گھوسیا بازار، اورائی، وارانسی - ۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کی قبر پر تشریف لے گئے تو خدا نے ان کے والدین کو زندہ فرما دیا اور وہ لوگ قبر سے باہر آئے تو حضور نے انہیں کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا اور صحابی اور صحابیات کا درجہ عطا فرمایا تو اس پر بکمر نے کہا، یہ بالکل غلط روایت ہے، اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے اور اس نے ایک عالم دین کو رسوا کیا تو مفتیان کرام سے گزارش ہے کہ اگر اس کا کہیں ثبوت ہے تو تحریر فرمائیں نیز یہ بھی بیان فرمائیں کہ بکر پہ مفتیان کرام کا کیا فتویٰ لازم آئے گا، دلائل کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

### الجواب

علامہ احمد خطیب قسطلانی المواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں:

”و کذا روی من حدیث عائشة  
ایضا احیاء ابویہ صلی اللہ  
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ  
عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم حتی آمن به  
اورده السہیلی (فی الروض)  
وکذا الخطیب فی السابق  
واللاحق۔“  
علیہ وسلم کے والدین کریمین زندہ کیے  
گئے، یہاں تک کہ حضور پر ایمان لائے  
اسے سہیلی نے روض الانف میں اور خطیب  
نے سابق لاحق میں ذکر کیا (۱)

اگر کوئی اس سے انکار کرتا ہے تو وہ خاطی ہے اس انکار کی وجہ سے وہ گم راہ یا بد دین نہیں ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
**حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دل بر، دل ربا اور معشوق کا لفظ استعمال کرنا کیسا ہے؟**

مسئلہ: محمد حسن رضا شریفی، کریم الدین پور، گھوسی، مٹو، یوپی، معرفت حضرت نعمانی صاحب - ۴/ صفر ۱۴۲۱ھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دل بر، دل ربا اور معشوق کا لفظ استعمال کرنا کیسا ہے؟

### الجواب

امتی اپنے اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دل بر، دل ربا، معشوق کہہ سکتا ہے۔ عرف عام میں ان تینوں کے معنی محبوب کے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان تینوں میں سے کسی کا اطلاق صحیح نہیں۔ یعنی یہ کہنا جائز نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دل بر، دل ربا، معشوق ہیں۔ اس لیے کہ دل بر، دل ربا کہنے میں باری تعالیٰ کے لیے ایہام مجسم ہے اور معشوق کہنے میں اثبات نقص۔ کیوں کہ عشق کا حقیقی معنی محبت کی وہ منزل ہے جس میں جنون پیدا ہو جائے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

(مسئلہ اولیٰ) (۲) اللہ تعالیٰ کو عاشق اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا معشوق کہنا جائز ہے یا نہیں؟  
الجواب ناجائز ہے کہ معنی عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہیں اور ایسا لفظ۔ وروث ثابت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی۔

رد المحتار میں ہے: ”مجرد ایہام المعنی المحال کاف فی المنع۔“ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۴)

۱۔ المواہب اللدنیہ، ج: اول، ص: ۱۶۸، مع زرقانی

۲۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحہ، ص: ۶۱، ج: ۹، نصف اول، رضا اکیڈمی

۳۔ رد المحتار، جلد نہم، ص: ۶۱

۴۔ یہ فتویٰ حضور شارح بخاری نے وصال سے ایک روز قبل تحریر فرمایا ہے۔ محمد نسیم مصباحی

## حضور کی شان میں ’’غلطی کرنا‘‘ استعمال کرنے والے کا حکم

مسئولہ: محمد علی حسین، جامع مسجد، درگاہ گلی ٹائلا پور، ضلع کاروٹہ، کرناٹک

- ① مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مضامین کے متعلق کہ ہم پانچ وقت کی نماز برابر ادا کرتے ہیں جی چاہتا ہے کہ دس وقت کی نماز ادا کریں۔ مگر کیا کریں رسول اللہ نے معراج کی شب میں ایک چکر زیادہ لگا کر پہلے ہی غلطی کر دی ہے۔
- ② صرف رسول اللہ لکھنا اور اس کے آگے صلی اللہ علیہ وسلم قصداً چھوڑ دینا کیسا ہے؟

### الجواب

- ① سوال میں مذکورہ جملہ صریح تو ہیں ہے اس لیے یہ قائل کافر و مرتد ہو گیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس پر فرض ہے کہ اس کلمہ کفر سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو پھر سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② یہ محرومی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ’’میرے محبوب‘‘ کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد یلین اشرفی، محلہ پورہ صوفی، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی۔ ۱۳/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۲ھ

- ① مسئلہ اپنے آقا رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسے کہا جاسکتا ہے کہ میرے محبوب ہیں۔

### الجواب

ضرور یہ کہا جاسکتا ہے، متعدد صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ’’جی‘‘ کہا ہے جس کا ترجمہ یہی ہے۔ میرے محبوب، واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ کہنا جائز ہے

مسئولہ: نظام الدین خان، دادر بلڈنگ، نئی نگر، ممبئی مہاراشٹر

- ① مسئلہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ کہنا پڑھنا کچھ لوگ غلط بتاتے ہیں اعتراض کہاں تک صحیح ہے؟

### الجواب

یہ وہابیوں کا مذہب ہے کہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، کہنا جائز نہیں ان کے مذہب سے سنیوں کو کیا غرض اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وصال کے بعد حضور کو ندا کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ: عبدالحکیم، موضع نگر، چھپرہ، بہار-۱۳/ربیع ۱۴۲۰ھ

﴿مسئلہ﴾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے روپوش ہونے کے بعد ان کو ندا کرنا کس حدیث سے ثابت ہے یہ اعتراض ایک وہابی نے عرب میں ایک بہاری سنی پر کیا ہے۔ لہذا تفصیلی جواب سے نوازا جائے تاکہ اس وہابی کو جواب دیا جائے۔

### الجواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انھیں ندا کرنا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے اور صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک تمام امت میں رائج و معمول ہے۔ حتیٰ کہ نماز میں بھی التحیات میں ہے: ”السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ“۔ اگر بعد وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ندا کرنا حرام یا شرک ہوتا تو نماز میں جائز نہ ہوتا، جو چیز نماز کے باہر حرام یا شرک ہے نماز میں وہ بدرجہ اولیٰ حرام اور شرک ہوگا، بلکہ اور بڑھ کر بلکہ وہ چیز نماز کو فاسد کرنے والی ہوگی۔ بلکہ اگر وہ چیز شرک ہے تو ایمان بھی لے بیٹے گی۔ مثلاً نماز کے باہر بت پوجنا شرک ہے تو نماز میں بدرجہ اولیٰ شرک ہوگا بلکہ اس سے بڑھ کر شرک ہوگا۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ جب نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انھیں ندا دینا جائز ہے تو نماز کے باہر بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا اسے شرک بتانا سارے جہاں کے مسلمانوں کو شرک ٹھہرانا ہوگا۔ آئیے چند صحابہ کرام کا عمل ملاحظہ کیجیے۔ علامہ علی بن احمد بن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

”اصاب الناس قحط فی زمن عمر رضی اللہ عنہ فجاء رجل الى قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ استسق لامتک فانهم قد هلكوا فاتی الرجل فی المنام فقیل له انت عمر اقرأ السلام واخبرهم انهم یسقون۔“ (۱)

اور دلائل النبوة کی روایت میں ہے۔ فائدہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام“۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قحط پڑا ایک صاحب یعنی حضرت بلال بن حارث مزی صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگیے کہ وہ ہلاک ہوتے جا رہے ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابی کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: عمر کے پاس جا کر اسے سلام پہنچاؤ لوگوں کو خبر دے کہ بہت جلد پانی برسے گا۔ اس حدیث جلیل کو اسناد صحیح کے ساتھ امام ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم نے اپنے مصنف میں اور امام



بیہقی نے دلائل النبوة میں سند صحیح کے ساتھ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خازن مالک داری سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت امام مالک نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ زائر جب حاضر ہو یہ کہے: ”السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ۔“ (۱) ان سب روایات سے ثابت ہوا کہ وصال کے بعد بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرنا جائز صحابہ کرام کا اس پر عمل تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ: پٹیل شبیر علی رضوی، دیادرہ، ضلع بھروچ، گجرات۔ ۴-۲۲ رذو قعدہ ۱۴۱۱ھ

**مسئلہ** ایک مسجد کے محراب پر یا محمد علیہ السلام لکھا ہوا ہے تو زید کا کہنا ہے کہ یہ لکھنا ناجائز ہے۔ یہاں یا رسول اللہ یا نبی اللہ وغیرہ صفات سے رسول پاک علیہ السلام لکھ کر یا بول کر یا ذکرنا چاہیے۔ مگر کہتا ہے کہ نام پاک کے ساتھ علیہ السلام لکھا ہوا ہے تو جائز ہونا چاہیے۔ تو دلائل کا خلاصہ فرمائیں کچھ مولوی اور پیر حضرات خلاصہ نہ کر کے بات ٹال دیتے ہیں۔ اگر سمجھا دیتے تو لوگ مان بھی جاتے تو آپ تفصیلی طور پر جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

”یا“ حرف ندا ہے یعنی عربی میں کسی کو پکارنے کے لیے بولا جاتا ہے۔ جیسے اردو زبان میں اے ”اس لیے، یا محمد کے معنی ہوئے۔ اے محمد“ یعنی یہ کہنے والا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا نام لے کر پکار رہا ہے۔ اس میں حضور کی بے ادبی ہے۔ جیسے ماں باپ کو ان کا نام لے کر پکارنا بے ادبی ہے، کوئی لڑکا اگر اپنے باپ کو اس کا نام لے کر پکارے تو وہ گستاخ سمجھا جائے گا۔ باپ کو پکارا جاتا ہے تو نام نہیں لیا جاتا بلکہ ابابا یا بابا کہا جاتا ہے جو ان کا منصب ہے۔ ایسے ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر پکارنا اور یا محمد کہنا حضور کی بے ادبی ہے، اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا ہے تو ان کا منصب ذکر کر کے پکارو۔ یعنی یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ، یا رسول اللہ کہہ کر پکارو۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

”لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا.“ (۲)

جلالین میں اس کی تفسیر یوں کی:

”بان تقولوا یا محمد بل قولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ.“ (۳)

۱۔ زرقانی علی المواجب، جلد ثانی، ص: ۳۰۶

۲۔ قرآن مجید، پارہ: ۱۸، آیت: ۶۳، سورۃ النور۔

۳۔ جلالین شریف، ص: ۳۰۲، سورۃ النور مطبع فاروقیہ بک ڈپو دہلی

صاوی میں اس کی تفسیر ہے:

”لاتنادوہ باسمہ فقولوا یا محمد ولا بکنیۃ فتقولوا یا ابا القاسم بل نادوہ وخاطبوہ بالتعظیم والتکریم والتوقیر بان تقولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ الخ۔“ (۱)  
جس طرح زبان سے نام لینا منع ہے اسی طرح حرف ندا کے ساتھ نام نامی لکھنا منع ہے۔ کیوں کہ: ”القلم احد اللسانین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“

## یا رسول اللہ المدد، یا محمد المدد کہنا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ یا محمد مددی کہنا کیسا ہے؟ اللہ الصمد یا محمد مددی از روئے عربی قواعد درست ہے کہ اللہ الصمد یا محمد مدد؟

### الجواب

صحیح اللہ الصمد یا رسول اللہ المدد ہے یا محمد المدد جائز نہیں جس طرح ماں باپ کو نام لے کر پکارنا بے ادبی ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نام لے کر پکارنا بے ادبی ہے۔ اس لیے بجائے یا محمد المدد کے یا رسول اللہ المدد کہنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ماہنامہ اشرفیہ مئی ۱۹۹۴ء)

یا رسول اللہ کہنا جائز و مستحسن ہے

اسلاف کرام کے اقوال سے اس پر چند دلائل اور اس کو ناجائز کہنے والوں کا حکم

۳۰/ محرم ۱۳۸۵ھ / ۳/ جون ۱۹۶۵ء

مسئلہ کیا یا رسول اللہ کہنا ناجائز ہے، اگر نہیں تو ناجائز کا حکم لگانے والے سے شریعت کا کیا حکم ہے؟

### الجواب

یا رسول اللہ کہنا بلاشبہ جائز و مستحسن اور زمانہ رسالت سے آج تک تمام امت میں رائج و معمول ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک نابینا کو یہ دعا تعلیم فرمائی کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو نماز کے بعد دعا پڑھو۔

الہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں

”اللہم انی استلک و اتوسل

تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو نبی رحمت ہیں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو، الہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

واتوجه اليك بنبيك محمد  
نبي الرحمة يا رسول الله اني  
توجهت بك الى ربي في  
حاجتي هذه لتقضي لي اللهم  
فشفعه فيّ.

حسن حصین کی ایک روایت میں ”لتقضي لي بصيغہ معروف“ جس کا ترجمہ یہ ہوا یا رسول اللہ تاکہ آپ میری یہ حاجت روائی فرمائیں۔ بعد وصال حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا ایک صاحب کو تعلیم فرمائی۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد زمانہ خلفائے راشدین میں قحط پڑا میں نے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر عرض کیا: ”یا محمد استسقی لامتك“ یا رسول اللہ! اپنی امت کو سیراب فرمائیں۔ سیر و مغازی و اقدی اپنی مغازی میں نقل فرماتے ہیں:

کارزار کی شدت کے وقت صحابہ و تابعین کا نعرہ ہوتا یا محمد یا غوثا۔ علامہ بوصیری قصیدہ بردہ میں عرض کرتے ہیں۔

يا اكرم الخلق مالي من الوذه  
سواك عند حلول الحادث العمم  
(ترجمہ)۔ اے تمام خلق سے بزرگ تر! سوائے آپ کے کون ہیں جس کی پناہ لوں جب بڑی بڑی مصیبتیں پڑیں۔  
حضرت جامی عرض کرتے ہیں۔

زنجوری برآمد جان عالم ترجمہ یا نبی اللہ ترجمہ  
ان کی کلیات میں پوری نظم ہے جس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ندا و خطاب ہے جس کا شروع یہ ہے: یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آمدہ ام۔ حتی کہ دیوبندیوں کے پیران پیر حاجی امداد اللہ نے بھی عرض کیا مجھے ”دیدار تک اپنا دکھا دو یا رسول اللہ! زمانہ رسالت سے لے کر آج تک بلا نکیر تمام امت کا دور و نزدیک سے یا رسول اللہ! یا نبی اللہ! کہنا دلیل ہے اس کے جواز کی۔ جو اسے ناجائز کہتا ہے وہ تمام امت سے سواد اعظم سے جدا۔ ”من شذ شذ فی النار“ کا مصداق ہے ان تمام باتوں کے علاوہ التحیات میں ہر نمازی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان الفاظ میں سلام عرض کرتا ہے: السلام علیک ایہا النبی۔ اے نبی! آپ پر سلام اس میں صرف ندا و خطاب کے ساتھ پکارنا ہے جو یا رسول اللہ کہنے کو ناجائز کہتا ہے وہ التحیات کو ناجائز و حرام کہے تو یہ پتہ چلے کہ پھر اس کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
کتبہ۔ محمد شریف الحق امجدی، رضوی دارالافتاء، بریلی شریف

## حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نام یا کنیت کے ساتھ پکارنا منع ہے

مسئلہ: سید تصدق حسین اشرفی، جھنڈا بازار، موڈی واڈ، پٹلا ڈگجرات - ۲۷/ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ بکرنے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک سلام لکھا ہے۔ جس کا شعر اول ہے۔  
یا محمد کرم ہو تمہارا لے لو سلام اب ہمارا

اور اسے بار بار میلاد وغیرہ میں پڑھا جاتا ہے: لا تجعلوا دعا الرسول الایہ۔<sup>(۱)</sup> رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے تو بمطابق آیت مذکور سرکار پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم ذات کو بذریعہ لفظ یا مخاطب کرنا کیسا ہے؟ اور اس لحاظ سے مذکورہ بالا سلام کا شعر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر پکارنا منع ہے اس میں بے ادبی ہے۔ جیسے ماں باپ اور استاذ کا نام لے کر پکارنے میں ہے۔ بلکہ خطابات، القاب، اسماء صفات کے ساتھ پکارنا چاہیے۔ جیسے یا رسول اللہ، یا نبی اللہ یا حبیب اللہ۔ سوال میں سورہ نور کی مذکور آیت کریمہ کے تحت جلالین میں ہے:

بان تقولوا یا محمد بل قولوا یا نبی اللہ، یا رسول اللہ۔<sup>(۱)</sup>  
تفسیر صاوی میں ہے:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نام یا کنیت کے ساتھ مت پکارو، یا محمد یا ابا القاسم کہہ کر نہ بلاؤ بلکہ تعظیم و تکریم توقیر کے ساتھ پکارو اور مخاطب کرو یوں کہو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا امام المرسلین، یا رسول رب العالمین یا خاتم النبیین۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ کسی نبی کو اس کی حیات میں اور

ای نداء ہ بمعنی لاتنادوا! باسمہ فتقولوا یا محمد ولا بکنیتہ بان تقولوا! یا ابا القاسم بل نادوه وخطبوه بالتعظیم والتکریم والتوقیر بان تقولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا امام المرسلین یا رسول رب العالمین یا خاتم النبیین واستفید من الایة انه لا يجوز نداء



النبي بغير ما يفيد التعظيم لافي حياته ولا بعد وفاته.“  
اس لیے اس سلام کا پہلا مصرعہ اس طرح پڑھنا جائز نہیں، نام نامی کی جگہ اور کوئی صیغہ تعظیم کے ساتھ اس کو بدل دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یا محمد کہنا ممنوع ہے

مسئولہ: محمد معین الدین۔ پکھر پوری، سینٹا مڑھی

مسئلہ محترم المقام حضرت صدر مفتی صاحب دارالافتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، یو. پی. یہاں ایک شیخ طریقت تشریف لاتے ہیں جو اوصاف دیکھنے کو ملے ہیں وہ یہ ہیں اشراق چاشت، تحیۃ المسجد وغیرہ نوافل خود بھی پڑھتے ہیں اور اپنے مریدین و منسلکین کو بھی اس کی تاکید کرتے ہیں۔ سنت پر عمل کرنا انھیں محبوب ہے مردہ سنتوں کو زندہ کرنے کے عمل سے محبت رکھتے ہیں، داڑھی رکھتے ہیں حد شرعی کے مطابق لباس استعمال کرتے ہیں کوئی شخص کسی وقت بھی ان سے کچھ پوچھ سکتا ہے۔ مریدین و منسلکین میں غریب و امیر سب سے یکساں برتاؤ اور پیار کرتے ہیں، رورو کر خانہ کعبہ مسجد نبوی، روضہ منورہ، بیت المقدس و دیگر شعائر اسلام کی حفاظت کی دعائیں کرتے ہیں۔ امت کے درمیان اختلاف کا خاتمہ ہو اس کے لیے بھی گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں کرتے ہیں، قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، ہر وضو کے ساتھ مسواک کرتے ہیں، راتوں کو بیشتر حصہ عموماً رمضان المبارک کی راتوں کو خصوصاً بیداری میں گزارتے ہیں۔ فرماتے ہیں راتوں کو سونا بھی سنت ہے، لیکن تقریباً ایک گھنٹہ سونا اور اس کے بعد بارگاہ الہی میں سر بہ سجود ہو جانا، استغفار اذکار کرنا، اللہ کے لیے سونا ہے، اس سے زیادہ سونا نفس کے لیے سونا ہے۔ وہ ہر کس و نا کس کو بیعت نہیں کرتے خواہش مند لوگوں کی بیعت کو بھی ٹالتے ہیں۔ فرماتے ہیں اصل مقصود قلب کی صفائی اور محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت قلب میں پیدا ہونا ہے، اور عرفان رب ہے اس کی تعلیم لینا ہی مقصود ہے تعلیم لو مجھ ہی سے بیعت ہو جاؤ ضروری نہیں، پہلے کچھ تعلیم لو پھر دل اجازت دے تو مجھ سے بیعت ہو لینا، ورنہ کہیں اور بیعت ہو لینا لطائف عشرہ کی تعلیم کے بعد ہی بہ آسانی بیعت کرتے ہیں ان کا طریقہ تعلیم توجہ اور نسبت کا طریقہ ہے۔ شیخ طریقت سلاسل قادر یہ چشتیہ وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں ان کی تعلیمات میں ابتدائی معمولات و وظائف یہ ہیں۔ معمولات سلسلہ قادر یہ بعد نماز عشا پہلے قلب پر دھیان دے کر یہ نیت کرنا۔

”میں اپنے قلب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ آپ کی محبت کا فیض میرے دل میں آئے۔“

نیت کے بعد: صلی اللہ علیک یا محمد۔ “نوسو بار، بعد نماز فجر اول، آخر: ”اللہم صلی علی سیدنا محمد ن النبی الامی والہ وسلم۔“ سوسو بار، درمیان میں: ”حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔“ سو بار، ایصالِ ثواب اس طرح یا اللہ اس کا ثواب حضرت غوث الاعظم میرمحمی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ و حضرت سید عبدالباری شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ارواح کو پہنچے۔ یا اللہ تعالیٰ آپ دونوں کے فیوض و برکات سے مجھ غریب کو مستفیض فرما، اس کے بعد مراقبہ پھر استغفار و تلاوت، بعد نماز مغرب سورہ فاتحہ تین بار، سورہ اخلاص نو بار: صلی اللہ علیک یا محمد۔ گیارہ بار، ایصالِ ثواب اس طرح یا اللہ تعالیٰ اس کا ثواب حضرت غوث الاعظم سید میرمحمی الدین، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید عبدالباری شاہ رحمۃ اللہ علیہ و جمیع اولیائے طریقت کی ارواح پاک کو پہنچے۔ بعد نماز ظہر پھر مراقبہ، بعد نماز عصر مراقبہ، ۳۳ آیتیں استغفار وغیرہ

بعد نماز تہجد استغفار اذکار و وظائف سلسلہ چشتیہ بعد نماز عشا نیت مذکور کے ساتھ نوسو بار: صلی اللہ علیک یا محمد۔ بعد نماز مغرب سورہ فاتحہ سات بار سورہ اخلاص نو بار: صلی اللہ علیک یا محمد۔ دس بار ایصالِ ثواب سلسلہ قادریہ ہی کی طرح صرف حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام کے بجائے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لیا جاتا ہے۔ پھر مراقبہ بعد نماز فجر اول آخر سوسو بار: اللہم صلی علی سیدنا محمد ن النبی الامی والہ وسلم۔ درمیان میں: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شئی قدیدر۔ سو بار، ایصالِ ثواب سلسلہ قادریہ کی طرح صرف حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام کے بجائے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لیا جاتا ہے۔ پھر مراقبہ، دیگر اوقات کے معمولات قادریہ سلسلہ ہی کی طرح، ان کے مریدین کو یہ درود شریف بھی پڑھتے سنا گیا ہے: ”اللہم صلی علی سیدنا محمد و سلیتی الیک والہ وسلم۔“ ایک بار ان کے سامنے موجود لوگوں میں سے کسی نے یا رسول اللہ کہا، وہ بگڑ گئے غصہ میں بھرا ہوا یہ جملہ انھوں نے فرمایا، کون بدتمیز ہے جو ایسی بدتمیزی اور بے ادبی کرتا ہے؟ کچھ لوگوں کو ان کا یہ جملہ برا معلوم ہوا۔ جب شیخ طریقت نے وضاحت فرمائی تو لوگ ٹھنڈے پڑے۔ انھوں نے فرمایا کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام لیا جائے اور صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ کہا جائے، اس سے بڑھ کر بدتمیزی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ شرابی جواری مسلمان اور غیر مسلم ان کی صحبتوں میں چند بار بیٹھنے ہی سے اتنا سدھر گیا کہ تہجد گزار بن گیا، ان سے پوچھا کہ آپ فاتحہ کے ایصالِ ثواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل نہیں کرتے ہیں، کیوں؟ انھوں نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ امت کا کوئی فرد قرآن پاک کا کچھ حصہ بھی تلاوت کرتا ہے یا کوئی نیک کام تو ایصالِ ثواب کے بغیر بھی فاعل کے اجر کے برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ جاتا ہے،

دوسری بات یہ ہے کہ ہم بزرگوں کو بہ ذریعہ ایصال ثواب تحفہ بھیجتے ہیں۔ اللہ جل شانہ کے جو بندے محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور آپ کی تعلیمات نیز آپ کے محبوب افراد امت کی صحبتوں کے ذریعہ درجہ ولایت تک پہنچے، انھیں ہمارا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس تحفہ کو لیے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضری دیتے ہیں اور پیش کرتے ہیں۔ اس طرح ہم نام مبارک ایصال ثواب میں شامل نہیں کرتے ہیں تو بھی ہمارا تحفہ بہ ذریعہ ہمارے بزرگ اسلاف کے حضور عالی میں پیش ہو جاتا ہے اور پیشی کا یہ طریقہ ہمیں زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے، اس لیے ہم یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے:

ایسے شیخ طریقت سے بہ غرض اصلاح باطن تعلق قائم کرنا درست ہے یا نہیں، درست نہیں ہے تو کیوں؟

### الجواب

کسی بھی پیر کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے جب تک اس کی ساری تفصیلات ہمیں معلوم نہ ہوں مثلاً یہ کہ اس کا عقیدہ کیا ہے، عالم ہے یا نہیں، کس کا مرید ہے، کس سے اسے خلافت حاصل ہے۔ اس شخص کی چند باتیں قابل اعتراض ہیں، جس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ شخص پڑھا لکھا بھی نہیں ہے اور ریا کار بھی ہے۔ مثلاً اس نے یہ کہا، سونا سنت ہے، مگر ایک گھنٹہ۔ یہ بالکل بے بنیاد و غلط ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کے جو معمولات احادیث میں وارد ہیں، اس کے خلاف ہے۔ یہ درود شریف کا صیغہ صلی اللہ علیک یا محمد قابل اعتراض ہے۔ نام نامی لے کر پکارنا جائز نہیں۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا:

”لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا.“ (۱)

رسول کو ایسے نہ پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

جلالین میں اس کی تفسیر میں فرمایا:

”بأن تقولوا يا محمد بل قولوا يا نبي يا محمد نہ کہو، یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو۔“

اللہ یا رسول اللہ۔“ (۲)

### یا محمد کہنا عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ: اسرار حسن صدیقی، تلہری، ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ندائے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ النور، آیت: ۶۳، پ: ۱۸۔ مطبع مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

﴿۲﴾ جلالین شریف، ص: ۳۰۲، سورۃ النور، آیت: ۶۳، پ: ۸۱، مطبع فاروقیہ، دہلی، ہند۔

## الجواب

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم ذات کے ساتھ ندا کرنا جائز نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

”لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا.“ (۱)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اس کی تفسیر میں علامہ صاوی حاشیہ جلالین میں فرماتے ہیں:

”لاتنادوه باسمه فتقولوا يا محمد ولا بكنيته فتقولوا يا ابا القاسم بل نادوه وخاطبوا بالتعظيم والتكريم والتوقير بان تقولوا يا رسول الله يا نبی الله يا امام المرسلين يا رسول رب العلمين يا خاتم النبيين واستفيد من الآية انه لا يجوز نداء النبي بغير ما يفيد التعظيم لافي حياته ولا بعد وفاته.“ (۲)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نام یا کنیت سے نہ پکارو یوں نہ کہہو یا محمد یا ابا القاسم بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیم و تکریم و توقیر کے ساتھ پکارو۔ اور خطاب کرو یوں کہہو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا امام المرسلین، یا رسول رب العالمین یا خاتم النبيین، اس آیت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ نبی کو ایسے الفاظ سے ندا جائز نہیں جو تعظیم کے نہ ہوں نہ حیات ظاہری میں نہ بعد حیات ظاہری۔

یہ مضمون خازن و مدارک میں بھی ہے۔ نام یا کنیت یا ایسے خطاب جو تعظیم پر دلالت نہیں کرتے جیسے عبد اللہ وغیرہ کے ساتھ ندا کی ممانعت کا حاصل صرف یہ ہے کہ پکارتے وقت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلال کا خیال رہے جس لفظ سے پکارو وہ عظمت پر دلالت کرے اس سے توقیر شان ظاہر ہو یہ نہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا جائز نہیں جیسا کہ وہابیہ کہتے ہیں: ”حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا آج بھی جائز ہے اور ہر جگہ سے جائز ہے، مگر اسماء صفات کے ساتھ اجلال و تعظیم پر دلالت کرنے والے خطابات کے ساتھ مثلاً یا شفیع المذنبین یا رحمۃ اللعالمین وغیرہ وغیرہ۔ منع ہے یا محمد، یا احمد، یا عبد اللہ یا ابا القاسم کہنا۔ نام کے ساتھ عام لوگوں کی طرح ندا کرنا اور بات ہے اور خطاب کے ساتھ ندا کرنا اور بات ہے۔ منع پہلی صورت ہے کہ نہ دوسری۔ اس کا روشن بیان الانتباہ فی حل ندایا رسول اللہ“

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ النور، آیت: ۶۳، پ: ۱۸۔

﴿۲﴾ جلالین شریف، ص: ۳۰۲، سورۃ النور، آیت: ۶۳، پ: ۸۱، مطبع فاروقیہ، دہلی، ہند۔



رسالہ مبارکہ مصنفہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ میں مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
محمد شریف الحق امجدی، رضوی دارالافتاء، بریلی شریف

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت جائز ہے

مسئلہ: مسلمانان اہل سنت، رسول پور، محمد آباد گوہنہ، متوی پی۔ ۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

﴿مسئلہ﴾ ایک شخص مسجد کے اندر بعد نماز کئی دعائیں: ”ربنا آتنا ھ۔“ پڑھتا ہے پھر ”یا رسول اللہ انظر حالنا، یا رسول اللہ اسمع قالنا۔“ پڑھتا ہے۔ پھر ”ربنا تقبل منا ھ۔“ پڑھتا ہے تو اس طرح دعائیں پڑھنا مناسب ہے کہ غیر مناسب۔ کچھ سنیوں ہی کو یہ شبہہ ہو رہا ہے کہ مسجد میں غیر اللہ سے سوال منع ہے، تو رسول اللہ سے سوال کس طرح ہوگا۔ جب کہ فرمایا گیا ہے: ”ان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا۔“ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ سے مسجد میں سوال کر سکتے ہیں۔ مگر عین نماز کے بعد دعا میں اس طرح مناسب نہیں۔ اس کے اندر خدا و رسول اللہ سے دعا میں خلط ہوتا ہے۔ کچھ یہ بھی کہتے ہیں کہ دعا عبادت ہے اور عبادت اللہ ہی کے لیے خاص ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس طرح دعا میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔ مگر جو طریقہ عوام میں رائج نہ ہو اور جس سے وہ نامانوس ہوں اور نا آشنائی کے باعث جو ان کے انکار و وحشت کا سبب بنے احتیاطاً اس سے بچنا ہی انسب ہے۔ کسی کا نظریہ ہے کہ اس طرح کے شبہات وہابی پروپیگنڈے اور لٹریچر کی دین ہے۔ اس لیے ان کا ازالہ ضروری ہے۔ پھر مذکورہ جائز طریقہ کو عمل میں لائیں تو کوئی حرج نہیں۔ ان میں سے کس کا قول درست ہے۔ براہ کرم مختصر جامع اور مدلل جواب سے نوازیں تاکہ باہمی انتشار جلد از جلد دور ہو۔ بینوا تو جروا۔

### الجواب

اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حاجتیں طلب کرنا بلا شبہہ جائز و مستحسن ہے۔ اللہ عز و جل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین بلکہ دنیا کے تمام خزانے سپرد فرمادیئے ہیں اور سپرد فرمانا اس لیے ہے کہ لوگ ان سے مانگیں۔ بخاری و مسلم میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اعطیت بمفاتیح خزائن الارض۔“ (۱) مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کل کنجیاں دی گئیں۔

بخاری شریف ص: ۱۰۳۸، ج: ۲، باب المفاتيح في اليد، رضا اکیڈمی اور

بخاری شریف ص: ۵۰۸، ج: ۱، باب كان للنبي ثمام عنه ثنا قلبه

یہ حدیث بخاری شریف میں جنازہ مناقب، مغازی رقاق میں اور مسلم شریف میں بھی ہے۔ مسند امام احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا:

”اعطیت بمقالید الدنیا۔“ (۱)

مجھے دنیا کی سب کنجیاں دی گئیں۔  
ان احادیث کی روشنی میں علما نے تصریح فرمائی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب اکبر ہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنے کرم کے تمام خزانے اور اپنی تمام نعمتیں حضور کو عطا فرمادی ہیں، جسے چاہیں دیں۔ علامہ ابن حجر کی جو ہر منظم میں فرماتے ہیں:

”هو صلى الله تعالى عليه وسلم خليفة الله الاعظم جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه و ارادته و يعطي منهما من يشاء.“ (۲)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں:

”کارہمہ بدست ہمت کرامت اوست ہرچہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خودمیدہد۔ سارا کام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست کرم میں ہے جسے چاہیں جو چاہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرمائیں۔“ اس لیے سوال میں مذکورہ بالا اشعار بطور دعا کے پڑھنا بلاشبہ جائز و درست ہے اور جب یہ درست ہے تو جیسے مسجد کے باہر جائز مسجد کے اندر بھی جائز جو چیز کفر و شرک ہے اگر مسجد میں ہے تو بھی کفر و شرک اور مسجد کے باہر تو بھی کفر و شرک، جیسے بت پوجنا مسجد میں شرک ہے تو مسجد کے باہر بھی شرک ہے۔ تو اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا اور کچھ مانگنا شرک و کفر ہوتا تو مسجد کے باہر بھی ہوتا۔ اس لیے امام صاحب جس طرح دعا مانگتے ہیں اسے ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ اس سے احتراز کرنا چاہیے کہ بے پڑھے لکھے عوام میں خلفشار ہوگا۔ حدیث میں ہے:

”لا تتکلم بکلام تعتذر منه.“ (۳)

اور آیت کریمہ: ”اَنْ الْمَسْجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا.“ (۴) سے یہ استدلال کہ مسجد میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ مانگنا جائز نہیں۔ یوں فاسد ہے کہ اس آیت میں ”تدعوا“ سے مراد عبادت ہے جیسا کہ خود دیوبندی جماعت کے حکیم الامت صاحب اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ ”تو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو۔“ اور بہ نظر غائر دیکھا جائے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگنا یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ جیسے نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار کر مخاطب کر کے سلام عرض کرنا یقیناً اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز

۱۔ مسند امام احمد، ج: ۳، ص: ۳۲۸

۲۔ جوہر منظم، ص: ۴۲

۳۔ ابن ماجہ شریف باب الحکمة ص: ۳۰۷، ج: ۲، اشرفی

۴۔ قرآن مجید، پارہ: ۲۹، آیت: ۱۸، سورۃ جن

کے جملہ ارکان اور نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے یہ سب اللہ کی عبادت ہے۔ تو التحیات میں حضور کو پکارنا، مخاطب کرنا، سلام عرض کرنا بھی خدا کی عبادت ہے۔ جب یہ ہمارا اعتقاد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی عطا و دین سے دنیا کے خزانوں کے مالک ہیں۔ تو حضور سے مانگنا حقیقت میں اللہ ہی سے مانگنا ہے۔ دیوبندی جماعت کے ایک دوسرے بہت بڑے عالم جناب شبیر احمد عثمانی نے جناب محمود الحسن دیوبندی کے ترجمے پر جو تفسیر لکھی ہے اس میں ”ایاک نستعین“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ہاں اگر کسی مقبول بندے کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت طاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ تو جب ہم اہل سنت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت اس اعتقاد کی بنا پر کرتے ہیں کہ اللہ عز و جل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نائب اکبر بنایا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے تقسیم فرمانے والے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

”إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي.“ (۱)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مانگنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا ہے جیسا کہ شبیر احمد عثمانی نے بھی اس کی تائید کی، اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا اس حدیث کے منافی نہیں کہ دعا عبادت ہے۔ بلکہ خود ایک حدیث میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو حکم دیا کہ وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَسَّلُ  
وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ  
نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ (يَا رَسُولَ  
اللَّهِ) إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى  
رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لَتَقْضَى لِي  
اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ لِي.“ (۲)

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تو تسل کرتا ہوں  
اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کے ذریعے سے جو نبی رحمت ہیں۔ یا رسول اللہ  
میں حضور کے ذریعے سے اپنے رب کی طرف اس  
حاجت کے بارے میں متوجہ ہوں۔ تاکہ میری حاجت  
پوری ہو۔ الہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اس حدیث کو امام ترمذی، ابن ماجہ، اور طبرانی وغیرہ نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حاجت مند کو بتائی، انھوں نے مسجد میں جا کر ترکیب بالا کے مطابق اس دعا کو پڑھا ان کی حاجت پوری ہوئی۔ اس دعا میں اللہ عز و جل کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پکارا گیا ہے اور استعانت کی گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ دعا میں اور خاص مسجد کے اندر اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا جائے اور ساتھ ہی ساتھ حضور اقدس صلی اللہ

۱۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، ص: ۳۲، مجلس برکات

۲۔ ابن ماجہ شریف باب ماجاء فی صلوة الحاجة ص: ۹۹، ج: ۱، اشرفی

علیہ وسلم سے بھی کچھ مانگا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حاجتیں طلب کرنا بلاشبہ جائز ہے اور اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے بلکہ دیوبندیوں کے اکابر سے بھی منقول ہے دیوبندی جماعت کے پیران پیر حاجی امداد اللہ صاحب نے کہا ہے۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں سے چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

اور دیوبندی مذہب کے بانی، دیوبندی جماعت کے حجت الاسلام قاسم نانوتوی صاحب نے کہا۔

کرم کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم پیکس کا کوئی حامی کار

اور جب یہ جائز تو جیسے مسجد کے باہر جائز مسجد کے اندر بھی جائز البتہ نماز کے بعد امام صاحب سوال میں مذکور جس صورت سے دعا مانگتے ہیں۔ اس سے عوام کے غلط فہمی میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اس لیے اس سے بچنا چاہیے نماز سے فارغ ہو کر جب ان کا جی چاہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور جما کر مذکورہ بالا اشعار پڑھیں یا جو چاہیں مانگیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

انبیاء کرام و اولیاء سے استمداد جائز ہے یا نہیں؟

فلا تدعوا مع اللہ احداً کی تفسیر

مسئولہ: محمد نصیب علی، انٹر پرائیزز، گجر روڈ، گوتم نگر، نئی دہلی۔ ۲۳ شوال ۱۴۱۸ھ

ایک بہت اہم استفتاء خدمت خاص میں ارسال کر کے زحمت دے رہا ہوں جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔ ایک کتاب کشف الشبهات تالیف محمد ابن عبد الوہاب نجدی جو حکومت سعودیہ کی طرف سے حجاج کرام کو مفت تقسیم کی گئی ہے اسی کی رو سے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات کے لیے رجوع کیا گیا ہے۔

① حضرات انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے ان کی ظاہری حیات پاک میں ان سے غائبانہ مدد مانگنے میں اور ان حضرات سے ان کے وصال شریف کے بعد ان سے مدد مانگنے۔ مثلاً یا رسول اللہ المدد، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور یا غوث المدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کا ثبوت قرآن پاک میں کہاں ہے؟ یا پھر حدیث صحیح میں کہاں ہے؟

② کتاب کشف الشبهات میں ہے: ”وَإِنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا.“ (۱) اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں۔ لہذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ (۲) مندرجہ بالا ترجمہ کشف الشبهات میں کیا

① قرآن مجید، سورۃ الجن آیت: ۱۸، پ: ۲۹

② کشف الشبهات: ص: ۵



گیا ہے اور کنز الایمان میں حضور امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے ترجمہ فرمایا ہے..... تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ اور خزائن العرفان میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ..... (یہود و نصاریٰ اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں شرک کرتے تھے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے عبادت خانوں میں کون سا عمل کرتے تھے۔ جس کو کنز الایمان میں (غیر خدا کی) بندگی اور خزائن العرفان میں اسے شرک کہا گیا ہے۔ صحیح حدیث کے حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

کشف الشبهات میں تو یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ وہ (یہود و نصاریٰ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو غائبانہ مدد کے لیے پکارتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ ”اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔“ کہ خدا کے علاوہ کسی کو غائبانہ مدد کے لیے پکارنا یہ غیر خدا کی بندگی ہے اور غیر خدا کی بندگی شرک ہے۔ (۱) اور فلا تدعوا کا ترجمہ کنز الایمان میں ”تو بندگی نہ کرو۔“ ہے تو اس کا ثبوت حدیث صحیح میں کہاں ہے؟ کیوں کہ اس آیت پاک میں ”فلا تدعوا“ ہے، ”فلا تعبدوا“ نہیں۔

❷ ”وَأَنَّ الْمَسْجِدَ الْخ“ (۲) اس آیت کی تفسیر میں پیارے نبی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں کیا فرمایا ہے؟ یا پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کیا فرمایا ہے؟ صحیح حدیث کے حوالے سے ارشاد فرمائیں۔

برائے کرم مندرجہ بالا سوالات کے جوابات قرآن پاک یا پھر حدیث صحیح کے حوالے سے مع اصل عبارت سلیس اردو ترجمہ کر کے واضح اور عام فہم عنایت فرمائیں۔

خصوصی گزارش یہ ہے کہ ہم اہل سنت کا معمول ہے کہ اپنی مسجدوں اور مجلسوں وغیرہ میں اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدد کے لیے غائبانہ طور پر پکارتے ہیں اور پھر اولیاء کرام کو بھی بہر امداد غائبانہ پکارتے ہیں۔ مثلاً یا رسول اللہ المدد، (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور یا غوث المدد، یا غریب نواز المدد، یا شاہ مدار المدد وغیرہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) اور اسی طرح صلاۃ و سلام عرض کرنے کے لیے بھی یا کہہ کر پکارتے ہیں۔ مثلاً یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک، کشف الشبهات پڑھ کر خوف یہ ہوا کہ ہم اہل سنت کا یہ معمول کہیں آیت کریمہ: ”فَلَا تَدْعُوا الْخ“ کے خلاف تو نہیں؟ گزشتہ اہل کتاب کی طرح۔

ہمارے اس خوف نے ہمارا رات دن کا سکون چھین لیا ہے کہ کہیں بارگاہ خداوندی میں ہم سے اس بارے میں باز پرس نہ ہو جائے، پھر وہاں قرآن و حدیث کے مقابلے میں کوئی کتاب کام نہ دے گی۔ اسی لیے یہ حقیر فقیر

❶ استفاد کشف الشبهات ص: ۵، وغیرہ

❷ قرآن مجید، سورۃ الجن آیت: ۱۸، پ: ۲۹

جگہ جگہ قرآن وحدیث صحیح کا حوالہ بڑے ادب سے چاہتا ہے تاکہ کسی بھول خطا و نسیان اور شک وشبہ کی گنجائش ہی نہ رہے۔ آپ حضرات قرآن وحدیث کے امین و نائب رسول ہیں۔ ہم آپ حضرات کے در کے سوالی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ قرآن واحادیث صحیحہ سے ہمیں جوابات عطا فرما کر اطمینان بخشیں گے اور مشکور فرمائیں گے۔

### الجواب

آپ کے یہ سب سوالات خالص مناظرانہ ہیں آپ کو یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ دارالافتا دارالمنظرہ نہیں۔ مناظرہ ایک الگ کام ہے اور فتویٰ الگ کام ہے پھر مناظرہ کے شرائط میں سے یہ ہے کہ فریقین علم میں مساوی ہوں یہاں مساوات نہیں کہاں آپ کا علم کہ آپ کشف الشہات کے حافظ اور میرا علم یہ ہے کہ میں نے کشف الشہات کا نام بھی نہیں سنا۔ آئندہ یہاں مناظرانہ سوالات بھیجنے سے احتراز کریں۔ آپ نے جب وہابیوں کی کتاب ”کشف الشہات“ پڑھ کر یاد کر لی ہے اور واقعی آپ طالب تحقیق ہیں اور آپ کا مقصود مناظرہ نہیں تو آپ پر لازم تھا کہ اس موضوع پر علمائے اہل سنت کی کتابیں بھی پڑھتے۔ مثلاً: الامن والعلی، حیات الموات، انباء مصطفیٰ وغیرہ پھر شاید آپ کو ان سوالات کی حاجت نہ ہوتی۔ آپ کی تسلی کے لیے مختصر جواب لکھوا رہا ہوں۔

① آپ کے اس سوال سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ کرام نے نہیں کیا وہ ناجائز و حرام اور شرک ہے۔ بہت سے ایسے کام ہیں، جو سارے کلمہ گو کرتے ہیں خواہ وہ سنی ہوں یا وہابی اور اسے ثواب سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ وہ کام نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور نہ صحابہ نے کیا۔ مثلاً ایک شخص روزانہ بعد نماز فجر بیٹھ کر قرآن مجید دیکھ کر پابندی کے ساتھ بلا ناغہ تلاوت کرتا ہے۔ اس کو ہر فرقہ ثواب سمجھتا ہے، حالاں کہ نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت اور نہ صحابہ کرام سے ثابت۔ نیز یہ حدیث صحیحہ کا رد ہے امام مسلم وغیرہ نے حضرت جریر بن عبد اللہ بکلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من سنّ فی الاسلام سنة حسنة  
فله اجرها واجر من عمل بها من  
بعده من غیر ان ينقص من اجورهم  
شئاً.“ (۱)

جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اس  
کا ثواب ملے گا، اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل  
کریں گے سب کے برابر اسے ثواب ملے گا بغیر اس  
کے کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت تک امت کو یہ حق حاصل ہے کہ اچھے طریقے ایجاد کرے، اچھا طریقہ ایجاد کرنے والے کو ایجاد کرنے کا بھی ثواب ملے گا، عمل کا بھی ثواب ملے گا اور اس کے بعد جتنے عمل کرنے

والے ہیں سب کو ثواب ملے گا اور سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو۔  
اس لیے یہ عقیدہ رکھنا کہ جو کام صحابہ کرام نے نہ کیا ہو وہ شرک یا حرام ہے اس حدیث صحیح کا رد ہے۔ یہ بدیہی بات ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو عالم میں تصرف کرنے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ بخاری وغیرہ میں حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”او تیت بمفاتیح خزائن الارض.“<sup>(۱)</sup> مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔

مسند امام احمد میں ہے:

”او تیت بمقالید الدنيا.“<sup>(۲)</sup> مجھے دنیا کی تمام کنجیاں دی گئیں۔

تو اب ان سے مدد مانگنا شرک کیسے ہوگا۔ بخاری ہی میں یہ حدیث ہے:

”لا يزال عبدی يتقرب الی بالنوافل حتی احبته فکنت سمعه الذی یسمع بها وبصره الذی یبصر بها ویده الذی یبطش بها ورجله الذی یمشی بها.“<sup>(۳)</sup>

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ان اعضا پر اپنی خاص تجلی ڈال دیتا ہے جس کے سبب قریب کی چیز کو بھی دیکھتے ہیں اور دور کی چیز کو بھی۔ پست آواز کو بھی سنتے ہیں اور بلند آواز کو بھی قریب کی آواز کو بھی سنتے ہیں اور دور کی آواز کو بھی، اور قریب میں بھی تصرف کرتے ہیں اور دور میں بھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو یہ قوتیں عطا فرمائیں تو ان سے مدد مانگنے میں کوئی حرج نہیں خواہ حیات ظاہری میں مدد مانگیں یا بعد وصال قریب سے مدد مانگیں یا دور سے۔ اب آئیے عہد رسالت کا ایک واقعہ سن لیجیے۔

صلح حدیبیہ کے بعد بنی بکر کے ساتھ مل کر قریش نے بنی خزاعہ پر حملہ کیا ان کے بیس آدمی مار ڈالے۔ بنی خزاعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیف تھے۔ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدد کے لیے پکارا اور حضور نے سنا، اور فرمایا: لبیک لبیک لبیک، نصرت نصرت نصرت۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة میں لکھتے ہیں: ”مجموعہ صغیر از حدیث میمونہ می آرد کہ گفت شنیدم شب آل حضرت را کہ می فرمود در متوضی لبیک لبیک سہ باری فرمود نصرت نصرت سہ بار چوں برآمد گفتم یا رسول اللہ شنیدم کہ تکلم می کنی آیا بود با تو کہ گفت می کردی باوے گفت ایں راجز بنی کعب بود از خزاعہ کہ از من طلب نصرت می نمایند گوید کہ

۱۔ بخاری شریف، ص: ۱۴۱۸، کتاب التعبير، باب روى اللیل، دار الكتاب العربی، بیروت، لبنان، حدیث: ۶۹۹۸،

باب ۱۱/۱۱.

۲۔ مسند امام احمد، ج: ۳، ص: ۳۲۸۔

۳۔ بخاری شریف، ج: ۲، ص: ۹۶۳، کتاب الرقاق، باب التواضع، ۳۸، حدیث: ۶۲۵۳۔

قریش، اعانت، بنی بکر کردن تا بر سر ماشب خون آوردند۔ بعد سے روز عمر بن سالم خزاعی در میان چہل مرد از مکہ بمدینہ مطہرہ آمد تا آن حضرت را کہ خبر کند بآں چہ واقعہ شدہ است واستغاثہ کند و انتشار نماید۔<sup>(۱)</sup>

امام طبرانی معجم صغیر میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث لاتے ہیں، انہوں نے کہا میں نے ایک رات سنا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو خانہ میں فرماتے ہیں۔ لَبِیکَ لَبِیکَ تین بار، نصرت نصرت تین بار جب حضور باہر تشریف لائے تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ میں نے آج رات سنا کہ کسی سے بات کرتے ہیں؟ کیا آپ کے ساتھ کوئی تھا جس سے بات کرتے تھے؟ فرمایا بنو خزاعہ کی شاخ بنی کعب کا فریادی تھا جو مجھ سے مدد مانگ رہا تھا کہتا کہ قریش نے بنی بکر کی مدد کی اور ہم پر شب خون مارا۔ تین دن کے بعد عمرو بن سالم خزاعی چالیس آدمیوں کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ آئے تاکہ آنحضرت کو اس واقعہ کی خبر پہنچائیں، اور مدد کی درخواست کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

”فلا تدعوا مع اللہ احداً۔“ کا ترجمہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا (تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو) اس پر آپ کو بہت غصہ ہے۔ لیجیے فتح محمد جالندھری غیر مقلد نے یہ ترجمہ کیا (تو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو) اور دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب نے یہ ترجمہ کیا (تو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو) اس کے متصل بعد تھا: ”لما قام عبد اللہ یدعوا الخ۔“ اس کی تفسیر جلالین میں یہ ہے: ”یعبدہ ببطن نخلہ۔“ اور جالندھری صاحب نے یہ ترجمہ کیا اور جب خدا کے بندے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی عبادت کو کھڑے ہوئے، اور تھانوی صاحب نے یہ ترجمہ کیا۔ (جب خدا کا خاص بندہ خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے) اس کے بعد تھا (انما ادعوا ربی) اس کا ترجمہ جالندھری صاحب نے یہ کیا (میں تو اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں) اب آپ فرمائیے کیا کہتے ہیں۔

اب آپ کی تسلی کے لیے ترمذی شریف کی ایک حدیث لکھواتا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الدعاء العبادۃ۔“ ایسی صورت میں اگر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یدعوا کا ترجمہ: ”بندگی“ کیا تو اس حدیث کے مطابق کیا اس پر اعتراض حدیث پر اعتراض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر مطلق پکارنے کو کوئی شرک قرار دے تو پھر اس کا جینا مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ ان آیات میں یہ تخصیص نہیں کہ دور سے پکارتے تھے یا غائبانہ پکارتے تھے یا فوت ہونے کے بعد پکارتے تھے مطلق ہے تو لازم ہے کہ قریب کو پکارنا بھی شرک حاضر کو پکارنا بھی شرک اس لیے اس پر اجماع ہے کہ قرآن و احادیث کے ارشادات اپنے اطلاق اور عموم پر رہیں گے۔ جب تک قرآن یا حدیث سے اس کی تخصیص یا تنقید نہ ثابت ہو۔ اس لیے مطلق پکارنے کو شرک کہنا جہالت ہے اسی لیے مفسرین یدعوا کی تفسیر بعد سے کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



یہود و نصاریٰ اپنے عبادت خانوں میں کیا شرک کرتے تھے اس کی کوئی تفصیل قرآن و حدیث میں مذکور نہیں۔ یہود کے بارے میں قرآن میں ہے کہ وہ عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔ نیز نصاریٰ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی معبود جانتے تھے۔ قرآن مجید سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں کا شرک یہی تھا کہ یہود حضرت عزیر کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کو معبود جانتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے یہی ان کا شرک تھا۔ اہل سنت و جماعت مجاہدہ تبارک و تعالیٰ حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو نہ تو معبود جانتے ہیں نہ خدا کا بیٹا جانتے ہیں اور نہ عالم میں بالاستقلال متصرف جانتے ہیں۔ بلکہ اللہ کا بندہ اس کا محبوب اور اس کی عطا دین سے عالم میں متصرف مانتے ہیں۔ وہ بھی اس کے اذن سے اس لیے یہود و نصاریٰ پر قیاس کر کے اہل سنت کو مشرک کہنا افترا اور بہتان بھی ہے اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھونا بھی ہے اور ساری امت کو مشرک بنانا ہے۔ بہتر ہوگا کہ آپ وہابی علماء سے دو باتوں کی توضیح کرا دیتے۔ شرک، عبادت، تعظیم کی جامع و مانع تعریف۔ عبادت و تعظیم میں فرق۔ لیکن جس طریقے سے آپ نے ہمیں پابند کیا ہے کہ قرآن و حدیث سے جواب دیں اسی طرح ان لوگوں کو بھی پابند کریں کہ قرآن و حدیث کے حوالے سے ہر ایک کی تعریف کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وسیلہ کا معنی کیا ہے؟ وسیلہ لینے کا طریقہ کیا ہے؟

مسئلہ: حافظ محمد نعیم و حافظ محمد شفیق احمد صاحبان، تکیہ رائے گھاٹ، رائے بریلی، ۱۱ جمادی الاولیٰ

- ① **مسئلہ** وسیلہ کے معنی کیا ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وسیلہ لینے کا کیا طریقہ تھا؟
- ② سورہ مائدہ کے چھٹے رکوع کی پہلی آیت سے پتہ چلا کہ وسیلہ فرض ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وسیلہ کا کیا طریقہ عمل بتایا، اور تارک وسیلہ کی کیا وعید فرمائی اور عامل وسیلہ سے کیا وعدہ فرمایا۔ اور وسیلہ فرض ہونے کی حالت میں نواقض و مفاسد فقہ حنفی سے ثابت فرمائیں۔
- ③ بزرگان دین کے مزارات شریف سے وسیلہ لینے کا کیا طریقہ محدثین حضرات نے فرمایا؟
- ④ وہ حدیث شریف جناب والا کی نظروں سے گزری ہوگی جس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت ہے ان لوگوں پر جو لوگ اپنے بزرگوں کی قبروں کو وسیلہ بناتے ہیں۔

## الجواب

- ① وسیلہ کے دو معنی ہیں۔ ایک تو ذریعہ، دوسرا جنت کا ایک درجہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ

خاص ہے۔ (روح البیان) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک اور ان کے عزیز و اقارب کے وسیلہ سے دعا مانگتے تھے جو حقیقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے وسیلہ سے دعا مانگنا ہوا۔ علاوہ ازیں مشکوٰۃ المصابیح ص: ۵۴۵ پر ہے:

”عن ابی الجوزاء قال قحط اهل المدينة قحطا شديدا شكوا الى عائشة فقالت انظروا قبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاجعلو منه كوى الى السماء حتى لا يكون بينه وبين السماء سقف ففعلوا فمطروا حتى نبت العشبُ وَسَمِنَتِ الابل حتى تَفْتَقَتْ من الشحم فسمى عام الفتق رواه الدارمي.“

حضرت آدم علیہ السلام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگی: ”ربنا ظلمنا الى اخره“ کے ساتھ یہ عرض کیا: ”اسئلك بحق محمد ان تغفر لي.“

ایک روایت میں یہ کلمے ہیں:

”اللهم انى اسئلك بجاه محمد عبدك وكرامته عليك ان تغفر لي خطيئتي“  
یعنی اے رب میں تجھ سے تیرے بندہ خاص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جہ و مرتبت کے طفیل میں اور ان کی کرامت کے صدقہ میں جو انھیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔

یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔ اس روایت سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ مقبولان بارگاہ کے وسیلہ سے دعا بحق فلاں اور بجاہ فلاں کہہ کر مانگنا جائز ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔

”عن انس بن مالک ان عمر بن خطاب رضى الله تعالى عنه كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبد المطلب رضى الله عنه فقال اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا وانا نتوسل بعم نبينا فاسقينا فيسقون.“ (۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا.“ (۲)

یہ آیت مستدل ہے اس لیے کہ شریعت من قبلنا تلزمنا اذا قص الله تعالى ورسوله بلا انكار كذا في الكافي. عالم گیری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② طریقہ مذکور ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسندیدہ طریقہ عمل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

① بخاری شریف، ج: اول، ص: ۱۳۷

② قرآن مجید، سورة البقرة، آیت: ۸۹، پ: ۱

نے اس کی تعلیم بھی دی ہے اس لیے کہ حدیث شریف میں ہے: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين. (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

③ محدثین عظام نے بزرگان دین کے مزارات سے اس طرح وسیلہ لیا ہے۔ دیکھیے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قال اني لأتبرک بابی حنیفہ و اجئی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین و سالت اللہ عند قبرہ فتقضی سريعا.“ (۲)

جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار شریف پر حاضر ہو کر دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں، ان کی قبر کے پاس اللہ سے دعا کرتا ہوں تو دعا بہت جلد قبول ہو جاتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف محدث ہی نہیں بلکہ مجتہد بھی تھے اور بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل کرتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ وسیلہ کے صرف حنفی ہی نہیں بلکہ شافعی بھی قائل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

④ میری نظر سے اس قسم کی کوئی حدیث نہیں گزری ہے۔ البتہ حدیث شریف میں ہے: ”عن عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیہود والنصارى اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد.“ حضرت جناب کی روایت میں ہے:

”ألا ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائہم و صالحیہم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انہا کم عن ذلک.“ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے جو کچھ کہوں گا حاضر و ناظر جان کر کہوں گا

مسئلہ: محمد ادریس، محلہ حیدر آباد، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

⑤ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ پر کہ زید نے کہا کہ جو کچھ کہوں گا میں اللہ و رسول کو حاضر و ناظر جان کر کہوں گا تو کیا زید اسلام سے خارج ہو گیا۔ قرآن و احادیث کریمہ سے مدلل جواب دیجیے گا۔

الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا بلاشبہ درست ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ ”سلوک اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل“ میں فرماتے ہیں:

① مشکوٰۃ شریف، ص: ۳۰۔

② مقدمہ شامی، جلد اول، ص: ۱۴۹، مکتبہ زکریا۔

③ مسلم شریف، جلد اول، ص: ۲۰۱۔

علمائے امت میں کثیر اختلاف کے باوجود کسی ایک شخص کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقی حیات کے ساتھ مجاز یا تاویل کے کسی شائبہ و توہم کے بغیر دائم اور باقی ہیں، اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر۔

باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ درمیان علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی اند و بر احوال امت حاضر و ناظر اند<sup>(۱)</sup>

ایک حدیث یہ ہے جب گھر میں جاؤ اور کوئی نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہو۔ اس کی شرح میں شرح شفا میں حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

”لان روح النبی حاضرة فی بیوت جمیع اهل الاسلام.“<sup>(۲)</sup> اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح تمام مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے۔

قرآن مجید میں ہے: ”النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ.“<sup>(۳)</sup>

اولیٰ کا ترجمہ مولوی قاسم نانوتوی نت تحذیر الناس میں اقرب کیا ہے یعنی سب سے زیادہ نزدیک۔ اب آیت کا ترجمہ یہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ مومنوں سے نزدیک ہیں۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ اسی طرح اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ یہاں اللہ کے ساتھ رسول کو ذکر کیا۔ صحابہ کرام کی عادت کریمہ تھی کہ جب ان سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ دریافت فرماتے تو وہ عرض کرتے: ”اللہ ورسولہ اعلم.“ خود قرآن کریم میں ہے: ”أَغْنَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ.“<sup>(۴)</sup> واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا

مسئلہ: محمد ادریس، محلہ حیدر آباد، مبارک پور، اعظم گڑھ-۱۱/ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے کی اقتدا میں حنفی مسلک سے

﴿۱﴾ سلوک اقرب السبیل بالتوجه الی سید الرسل علیٰ ہامش اخبار الاخیار ص: ۵۵۔

﴿۲﴾ ص: ۴۶۴، ج: ۳، مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ۔

﴿۳﴾ قرآن مجید، پارہ: ۲۱، آیت: ۶، سورۃ الاحزاب۔

﴿۴﴾ قرآن مجید، پارہ: ۱۰، آیت: ۷۴، سورۃ التوبہ۔



نماز ہوگی یا نہیں۔ جواب مع حوالہ عنایت فرمائیں۔

### الجواب

جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں اس نے صحیح کہا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے کلمہ کفر ہے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے: ”من قال نہ تو در ہیج مکان، نہ ز تو خالسیت مکان یکھر۔“ اللہ مکان جگہ سے پاک ہے اللہ کے لیے جگہ یا مکان ثابت کرنا باتفاقِ علما کفر ہے، اسی طرح یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے جائز نہیں، اس لیے کہ ”حاضر“ کا معنی ہوتا ہے ”سامنے موجود ہونے والا“ اور ”ناظر“ کا معنی ہوتا ہے ”آنکھ سے دیکھنے والا“ اللہ تعالیٰ سامنے ہونے اور آنکھ سے پاک ہے اور یقیناً اللہ عز و جل شہید و بصیر ہے یعنی اس کی ذات غیر متناہی ہر چھوٹی بڑی چیز کو محیط ہے، اور اسے کوئی شے محیط نہیں ہو سکتی اور ہر چھوٹی بڑی ظاہر، باطن چیز کو دیکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو شہید و بصیر کہنا چاہیے۔ حاضر و ناظر نہیں۔ ہاں بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”سلوک اقرب السبل“ میں فرماتے ہیں: ”باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ درمیان علمائے امت ست یک کس را دریں مسئلہ خلافت نیست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حقیقت حیات بلا شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی اند و بر احوال امت حاضر و ناظر اند“ اور یہ مضمون خود حدیث سے مستخرج ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب گھر میں جاؤ اور گھر میں کوئی نہ ہو: ”فقلوا السلام علیک یا رسول اللہ۔“ (۱) حضرت ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں: ”لان روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرة فی بیوت جمیع اهل الاسلام۔“ (۲) اس لیے جس امام نے ایسا کہا اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### اللہ عز و جل کو حاضر و ناظر کہنا کیسا ہے۔ ایک حکایت کے متعلق سوال

① مسئلہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ فرقہ باطلہ کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں اور اللہ جل شانہ حاضر و ناظر ہے، اس پر ہمارے ایک دوست نے کہا کہ حضور پر نور حاضر و ناظر ہیں اور آپ کے سامنے ہر ذرہ ہے، اور اللہ جل شانہ کو حاضر ماننے والے لادین کافر ہیں اس پر عقائد باطلہ نے بہت شور و شر کیا، اور ہمارے دوست کا کہنا ہے کہ اللہ پہلے سے واجب الوجود ہے اس کے حاضر ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا اور زمین و آسمان اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں۔ دنیا میں کسی جگہ اللہ کو حاضر ماننا تو ہین ہے۔ کیا قرآن عظیم سے اللہ تعالیٰ کے حاضر ہونے کا ثبوت ملتا ہے؟

① شرح شفاء ص: ۴۶۴، ج: ۳، مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ

② شرح شفاء ص: ۴۶۴، ج: ۳، مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ

② زید کہتا ہے کہ حسین علیہ السلام غلط راستہ پر تھے اور یزید حق پر تھا اس پر بکر کہتا ہے کہ ایک واقعہ ہے کہ حسین علیہ السلام کو کوئی چیز اٹھانے کی ضرورت پڑی اور وہ چیز اونچائی پر تھی، وہ آپ نے قرآن شریف پر کھڑے ہو کر اٹھائی اس پر صحابہ کرام نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ حسین علیہ السلام قرآن عظیم پر کھڑے ہیں تو حضور نے فرمایا کیا جرم ہے جو قرآن پر قرآن رکھ دیا۔ بلکہ حضور حسین علیہ السلام کو قرآن فرمائیں اور تو ان کو غلط بتلائے اس پر زید کا کہنا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہے حسین علیہ السلام کو غلط کہنے والے پر شرعی کیا قانون ہے؟ جواب صحیح دلائل اور کتب سے مع واقعہ مطلوب ہے۔

### الجواب

① آپ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام نامی کے بجائے صیغہ درود شریف کے صرف صلعم لکھا جو بالکل مہمل و لغو ہے جس کے کوئی معنی کسی لغت میں نہیں یہ حرام ہے، اس سے توبہ کریں اور آئندہ بھی احتراز کریں، یہ طریقہ سنیوں کا نہیں بد مذہبوں کا ہے۔ یقیناً حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہر جگہ جلوہ فرما اور ہر چیز کے دیکھنے والے ہیں اور یہ بجدہ تعالیٰ قرآن کریم سے ثابت ہے، ارشاد ہے:

”النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ نَفْسِهِمْ“ (۱) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ مومنین سے قریب ہیں۔

جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومن کی جان سے بھی زیادہ مومن سے نزدیک ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ جہاں مومن ہوں سرکار کا جلوہ یہی معنی حاضر و ناظر ہیں۔ اللہ عز و جل کو حاضر و ناظر کہنے والا کا فرتو نہیں مگر اللہ عز و جل کو حاضر و ناظر کہنا منع ہے کہ اللہ عز و جل کے اسما تو قیفی ہیں یعنی شریعت نے جن اسما کا اطلاق باری تعالیٰ پر کیا ہے اسی کا اطلاق درست اور جن اسما کا اطلاق نہیں فرمایا ان سے احتراز چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② بکر نے جو واقعہ بیان کیا وہ بے اصل ہے رفاض کا تراشا ہوا ہے اور زید جو سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناحق پر کہتا ہے اور یزید پلید کو حق پر یزید پلید باطل کو حق پوش تھا۔ ضال مضل ہے کہ علمائے اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ لخت رسول جگر گوشہ بتول حق پر تھے اور یزید باطل پر یزید کے فسق و فجور پر سب کا اتفاق بعض علمائے یزید کی تکفیر بھی کی ہے تفصیل کے لیے پاسبان کا حسین نمبر مطالعہ کریں۔ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

**نوٹ:** حسین علیہ السلام لکھنا منع ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کو معراج میں دودھ اور شراب دیا گیا، حضور نے دودھ پی لیا اور شراب چھوڑ دیا۔ قصص الانبیاء نامی کتاب غیر معتبر ہے مسئلہ: حمزہ خاں، سلیم پور، رسول پور، اعظم گڑھ (یو. پی.)

حضرت مولانا غلام نبی ابن عنایت اللہ صاحب نے قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ حضور کو معراج شریف میں دودھ اور شراب دیا گیا۔ حضور نے دودھ اٹھایا اور پی لیا۔ مگر تھوڑا چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ پورا پی جاؤ تو حضور پی گئے، تو اللہ کا حکم ہوا کہ اگر پورا پیتے تو آپ کی امت بالکل برے نہیں ہوتے، مگر تھوڑا چھوڑنے کی وجہ سے تھوڑے لوگ برے ہوں گے، اور شراب پیتے تو سب لوگ برے ہوتے۔

### الجواب

قصص الانبیاء نامی کتاب غیر معتبر ہے، اس میں بہت سی موضوع، واہیات، خرافات روایتیں بھری پڑی ہیں۔ صحیح روایتوں میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ اور شراب پیش کیا گیا۔ حضور نے دودھ کو لے کر پی لیا تو ارشاد ہوا کہ تم نے فطرت کو اختیار کیا۔ اگر شراب لے کر پیتے تو آپ کی امت گم راہ ہو جاتی۔ یہ روایت کہیں میری نظر سے نہیں گزری کہ دودھ تھوڑا سا چھوڑ دیا، اور پھر بعد میں پیا اور نہ یہ کہیں میں نے دیکھا کہ اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت میں سب برے ہو جاتے۔

## کیا معراج میں نعلین اقدس پہن کر حضور عرش پر تشریف لے گئے تھے؟

مسئلہ: مولوی محمد عیسیٰ رضوی، انجمن ہدایت المسلمین، جوہل پور تولا، وایا سرسٹر، ضلع سیتا مڑھی (بہار)

مسئلہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ مسئلہ میں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں گئے تو نعلین مقدس پہنے ہوئے عرش پر گئے، یا نعلین مقدس کو نیچے اتار کر عرش پر گئے۔ بکر کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نعلین مکرم پہنے ہوئے عرش پر تشریف لے گئے۔ اور زید کہتا ہے کہ حضور نعلین شریف عرش سے نیچے اتار کر تشریف لے گئے۔ کس کا قول مانا جائے گا اس کا فیصلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مع دلیل جواب دیا جائے۔ عین احسان ہوگا۔

### الجواب

نعلین مقدس پہنے ہوئے عرش پر جانا جھوٹ اور موضوع ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے عرفان شریعت حصہ دوم ص: ۹ پر تحریر فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## شب معراج عرش پر حضور نعلین شریف پہنے تشریف لے گئے یا نہیں؟

مسئولہ: محمد غیاث الدین ماسٹر، سیرام پور، اردو میڈل اسکول، پوسٹ ایس. پی. (بہار)۔ ۲۳/۲۳ صفر ۱۳۹۹ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں۔ احکام شریعت حصہ دوم، ص: ۱۰ میں ابجد ہوز کے حرف دے کر مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ جس میں (ز) حرف کے مسئلہ میں سوال ہے (ز) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج عرش الہی پر نعلین مبارک پہن کر تشریف لے جانا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: (ز) یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے۔

اس سلسلہ میں کچھ لوگ چہ میگوئیاں کرتے ہیں کہ علمائے اہل سنت عجیب عجیب نئی نئی باتیں لکھتے ہیں۔ جب کہ کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے علامہ ارشد القادری و دیگر علمائے کرام سے تقریریں سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نعلین مبارک پہن کر عرش پر گئے اور دیگر کتابوں میں بھی دیکھا گیا ہے۔ بلکہ علمائے یہ بھی کہتے ہیں کہ عرش کو نعلین مبارک سے سکون اور زینت ملی، بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ادھر علمائے تقریر میں بیان کچھ ہے، اور احکام شریعت میں بیان کچھ ہے۔

لہذا مدلل اور مفصل جواب دیں کہ نعلین مبارک کے ساتھ عرش پر گئے یا نہیں؟ اگر نعلین مبارک عرش پر نہیں لے گئے تو نعلین مبارک کہاں تھا؟ اگر لے گئے تو حوالہ پیش فرمائیں۔ نیز احکام شریعت کی اس عبارت پر غور فرما کر مجھ کو مطلع فرمائیں۔

### الجواب

اس روایت کے جھوٹ اور موضوع ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ کسی حدیث کی معتبر کتاب میں یہ روایت مذکور نہیں۔ جو صاحب یہ بیان کرتے ہیں کہ نعلین پاک پہنے عرش پر گئے، ان سے پوچھیے کہ کہاں لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی نے یہ بھی نہیں بیان کیا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور نے جنت میں بلال کے کھڑاؤں کی آواز سنایا قدم کی؟

مسئولہ: محمد مظہر الحق رضوی، جامع مسجد مسلم محلہ چاس، نزہیل حال، ڈومر ڈیہہ، پوسٹ رکھانگو، ضلع گریڈیہہ (بہار)

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے حق و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی تقریر میں حضرت بلال



رضی اللہ عنہ کے ضمن میں یوں بیان کیا ہے کہ جنت میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھڑاؤں کی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت فرمائی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ لفظ کھڑاؤں کی آواز تھی یا قدم ناز کی آہٹ، مدلل بحوالہ جواب ارقام فرمائیں۔

### الجواب

کھڑاؤں کا لفظ زائد ہے۔ حدیث میں جو لفظ آیا ہے۔ وہ خشخشہ ہے اس کا صحیح ترجمہ آہٹ ہے۔ مرقاة میں ہے:

”صوتاً حادثاً من تحرك الاشياء اليابسة واصطكا كها كالسلاح و النعل و الثوب.“<sup>(۱)</sup> واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ایک روایت کے متعلق سوال

مسئولہ: ۵/ شعبان ۱۳۹۹ھ

① معراج میں جب اللہ کے پیارے رسول خداوند قدوس کے حضور میں پہنچے تو اللہ اور اللہ کے حبیب کے درمیان نوے ہزار باتیں ہوئیں۔ کیا یہ گنتی کہیں سے ثابت ہے؟  
② معراج ہی کے بارے میں بتاتے ہوئے امام صاحب نے کہا آسمان پر جب آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آدم علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ ظاہر میں تم میرے بیٹا اور باطن میں میرے باپ ہو کیا یہ جملہ کہیں سے ثابت ہے کہ باطن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے باپ تھے؟

### الجواب

① میرے علم میں ایسی کوئی روایت نہیں جس میں یہ گنتی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
② واقعہ معراج میں کہیں یہ نظر سے نہ گزرا البتہ اتنا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں فرمایا، ”یا ابنی صوره و ابی معنی“ اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔  
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

① مرقاة شرح مشکوٰۃ للملا علی القاری، ج: ۵، ص: ۶۱۸، مطبع اصح المطابع ممبئی، حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۵۷۴، باب جامع المناقب، مطبع مجلس برکات، اشرفیہ۔

## کیا حضور نے معراج میں اللہ عز و جل کا دیدار کیا ہے؟

مسئلہ: ایم. اے. این. انصاری، سین انجینئر، امپائر تھیٹر، جبل پور (ایم. پی.) - یکم محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ میں نے قرآن وحدیث کا مطالعہ بہت گہرائی سے کیا ہے۔ قرآن میں مجھے یہ کہیں نہیں ملا کہ معراج میں اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی واضح دیدار دی۔ مگر احادیث میں اختلاف پایا کہ کچھ تو بڑی شد و مد کے ساتھ انکار دیدار ہے اور کچھ اقرار دیدار ہے۔ مگر کوئی مستند اور پائدار نہیں کہ ثابت ہو سکے کہ حضور نے اللہ کا دیدار کیا۔ میرے دل و دماغ میں یہ بار بار سوال اٹھتا ہے کہ کیا رسول خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں اللہ کا دیدار کیا تھا۔ اس سوال نے میرے دل و دماغ کو پریشان کر رکھا ہے۔

لہذا آپ سے استدعا ہے کہ قرآن وحدیث سے معراج شریف میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے متعلق مستند اور پائدار ثبوت برائے کرم تحریر کرنے کی زحمت گوارہ کریں۔

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج رب تعالیٰ کو دیکھا یا نہیں اس بارے میں اختلاف ہے مگر صحیح اور رائج یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عز و جل کو چشم سر سے دیکھا۔ علامہ عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

”الراجع عند اکثر العلماء انه صلى الله عليه وسلم رأى ربه بعيني راسه ليلة المعراج.“ (۱)

اس سلسلے میں متعدد احادیث مرفوع آئی ہیں۔ امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی:

”قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربي عز وجل.“ (۲)

ابن عساکر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لان الله تعالى اعطى موسى الكلام واعطاني الرؤية.“

نیز اسی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے:

”قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لي ربي نحتل خلتي و كلمت موسى“

﴿۱﴾ زرقانی علی المواہب اللدنیہ، ص: ۲۴۴، ج: ۸۔

﴿۲﴾ مسند امام احمد بن حنبل، ص: ۲۸۵، ۲۹۰، ج: ۱۔

تکلیما و اعطیتک بالحمد کفاحا۔“  
صاحب مجمع بحار الانوار ”کفاحا“ کے معنی یہ لکھتے ہیں:  
کفاحا ای مواجهہ لیس بینہما حجاب ۔  
امام ابن مردویہ حضرت اسمائت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی:  
”سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو یصف سدرۃ المنتہی (الی ان قال)  
فقلت ما رأیت عندها قال رأیت عندها یعنی ربہ۔“  
طبرانی صحیح اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی:  
”انہ کان یقول ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ مرتین مرةً ببصرہ ومرةً بفواہہ۔“  
قرآن مجید کی آیات میں دونوں احتمال ہیں، لیکن قواعد عرب کے اعتبار سے رائج یہی ہے کہ ان سے بھی  
اثبات روایت ہوتا ہے:

”فأوحی الی عبدہ ما أوحی۔ ما  
کذب الفواد ما رأى۔ افتما رونہ  
علی ما یری۔ ولقد راہ نزلة  
اخری۔ عند سدرۃ المنتہی۔“ (۱)  
رب نے اپنے بندے کی طرف وحی فرمائی جو فرمائی،  
جو کچھ دیکھا دل نے اسے جھوٹا نہیں کہا، تو کیا تم لوگ  
اس کے دیکھنے پر ان سے جھگڑا کرتے ہو۔ انھوں  
نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا۔ سدرۃ المنتہی کے پاس۔  
ترجمہ کو ذہن میں بٹھانے کے بعد غور کیجیے، وحی کرنے والا کون، اللہ عزوجل۔ اب جو فرمایا کہ انھوں نے وہ  
جلوہ دوبار دیکھا تو لقد راہ کی ضمیر کا مرجع بھی اللہ عزوجل ہی کو ٹھہرانا اسبق الی الذہن ہے۔  
اس لیے ان آیات سے بھی متبادر یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج اللہ عزوجل کو  
دیکھا۔ دارالافتا میں اتنی فرصت نہیں کہ تفصیل کی جائے۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا رسالہ  
مبارکہ منہ المنیۃ فی وصول الحبيب الی العرش والروية کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## معراج سے متعلق ایک روایت

مسئولہ: محمد امین القادری، بہرام باغ، جوگیشوری، بمبئی۔ ۴/ رجب ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو رب کریم نے شب معراج بلایا، آنے جانے میں اور ہم کلامی میں تقریباً ۲۷ سال کا عرصہ گزر گیا،

نیز زید کہتا ہے کہ ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ آن کی آن میں گئے اور چلے آئے۔

### الجواب

زید زندہ ہے تو اس سے پوچھ لیجئے کہ اس نے یہ دونوں روایتیں کہاں دیکھی ہیں۔ بہر حال میں نے ان دونوں میں سے کوئی بھی کہیں نہیں دیکھی۔ یہ کہنا، یہ روایت کہیں نہیں، بہت مشکل کام ہے۔ ۲۷ رسالہ والی بات تو میں نے کسی واعظ سے سنی بھی نہیں البتہ آن کی آن میں جانے اور آنے کی بات سبھی واعظین بیان کرتے ہیں۔ لیکن میں نے یہ روایت کہیں نہیں دیکھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا شب معراج حضور نے براق پر سوار ہوتے وقت غوث اعظم کے کندھے پر قدم مبارک رکھا تھا؟

مسئولہ: ظہیر الدین، محلہ حبیب پورہ نئی پوکھری، قاسم باڑہ، ماتا کنڈ بنارس۔ ۱۱/ صفر ۱۴۱۱ھ

زید نے واقعہ معراج شریف بیان کرتے ہوئے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کے واقعہ ظہور کو توڑ مروڑ کر بانداز گستاخانہ بایں طور پر بیان کیا کہ عرش الہی بہت اونچا تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس پر چڑھنے میں بے حد پریشانی اور دشواری ہوئی تو آپ نے عرض کیا کہ نانا آپ کو کوئی حاجت ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں، فوراً ہی کندھا لگا دیا، جس سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشکل کشائی اور حاجت روائی ہوئی زید سے جب اس تقریر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو کہا کہ صحیح حدیث میں ہے: خالد کہتا ہے کہ کرامات اولیاء کرام قدست اسرار ہم حق ہیں۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح پاک کے ظہور اور دوش مبارک پر حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پاک رکھنے میں عقلاً اور شرعاً استحالہ نہیں ہے۔ دریافت طلب امور یہ ہیں۔

۱ ایسا وقوع ہوا بھی ہے یا نہیں؟

۲ کیا یہ واقعہ حدیث شریف کی کسی کتاب میں ہے یا نہیں؟

۳ مندرجہ بالا عبارات میں خط کشیدہ الفاظ، بے حد پریشانی، دشواری، حاجت، کندھا لگا دیا، مشکل کشائی، حاجت روائی۔ کیا یہ سب کتاب میں ہے؟ نیز یہ الفاظ گستاخانہ ہیں یا نہیں اگر ہیں تو زید پر شرعاً کیا جرم عائد ہوتا ہے۔ زید کو پھر سے کلمہ شریف پڑھنا اور نکاح کرنا ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

### الجواب

۱- ۲- ۳- مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کتب احادیث و سیر میں اس



روایت کا نشان نہیں۔ رسالہ غلام امام شہید محض نامعتبر بلکہ صریح ابا طیل و موضوعات پر مشتمل ہے۔ منازل اثنا عشریہ کوئی کتاب فقیر کی نظر سے نہیں گزری نہ کہیں اس کا تذکرہ دیکھا۔ تحفہ قادریہ شریف اعلیٰ درجے کی مستند کتاب ہے میں اس کے مطالعہ بالاستیعاب سے بارہا مشرف ہوا جو نسخہ میرے پاس ہے یا جو میری نظر سے گزرا ان میں یہ روایت اصلاً نہیں۔ فاضل عبدالقادر قادری بن شیخ محی اہلی نے کتاب تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ روایت لکھی ہے اور اسے جامع شریعت و حقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمۃ اللہ کی کتاب حرز العاشقین سے نقل کیا اور ایسے امور میں اتنی ہی سند بس ہے۔<sup>(۱)</sup>

لیکن اس کتاب میں یہ واقعہ براق پر سوار ہوتے وقت کا لکھا ہے ویسے بعض کتابوں میں عرش جانے کے بارے میں بھی لکھا ہے اس روایت میں عقلاً یا شرعاً کوئی استبعاد نہیں۔ البتہ اس جاہل نے جن کلمات کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے یہ اس کی جہالت ہے اس سے اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ کیوں کہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہے۔ جن کتابوں میں یہ روایت ہے ان میں یہ کلمات نہیں، روایت میں صرف اتنا ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک حاضر ہوئی اور اپنا کندھا پیش کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر قدم رکھا اور براق سے عرش پر تشریف لے گئے اس پر حضور نے خوش ہو کر فرمایا میرا قدم تیری گردن پر اور تمہارا قدم سارے اولیاء اللہ کی گردن پر مگر یہ شخص کافر و مرتد نہ ہوگا، اس لیے کہ بڑے چھوٹوں کو نوازنے کے لیے اس قسم کے کلمات کہیں تو اس سے توہین لازم نہیں آتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## شب معراج غوث اعظم نے پائے اقدس کو اپنے کندھے پر رکھا

مسئلہ: مظہر ادیب، سری چمپرہ، بہار-۵/صفر ۱۴۱۸ھ

شب معراج سیدنا غوث پاک نے پائے اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے کندھے کا سہارا دیا جب کہ وہ موجود نہیں تھے؟ مدلل تحریر فرمائیں

### الجواب

یہاں مراد روح مبارک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کیسا ہے کہ نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں؟ رزق کی نسبت بندوں کی طرف کرنا کیسا ہے؟ علقمہ کا معنی مسئلہ: محمد علقمہ شبلی، مدرسہ عالیہ فرقانیہ، لکھنؤ (یو. پی.)

- کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل عبارت کے بارے میں۔
- ① ”اسی طرح یہاں مومنوں میں حضور کی امت داخل ہے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں“، اس عبارت میں نعوذ باللہ حضور کو مومن قرار نہیں دیا گیا ہے۔ مومن ہونے سے انکار ایسا لکھنے والا مسلمان ہے کہ کافر، جواب جلد مرحمت فرمائیں، کرم ہوگا۔
- ② نبی کی سب شان خدا کی شان ہے تو خدا کی بعض شان ضرور نبی کی شان ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے یا نہیں۔ جواب جلد عنایت فرمائیں۔
- ③ بندے بندوں کو رزق دیتے ہیں؟ آپ حضرات ان تمام سوالات کے جوابات مدرسہ کے مہر کے ساتھ دیں۔
- نوٹ:- علقمہ شبلی کے معنی بھی لکھ دیں کہ کیا ہوتا ہے علقمہ شبلی کا معنی؟

### الجواب

- ① جب مومن سے مراد امتی ہے اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں تو مومن بہ معنی امتی مراد لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مومن کہنے کا مطلب ہوا امتی کہنا۔ کون مسلمان حضور کو امتی کہنا گوارا کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② یہ عقیدہ بھی حق ہے، شان سے یہاں مراد صفات ہیں۔ مولا عز وجل رؤف، رحیم، حفیظ، عظیم، سمیع، بصیر ہے اور اس کی عطا و دین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی رؤف، رحیم، حفیظ، عظیم، سمیع، بصیر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ③ رزق کی نسبت بندوں کی طرف حرام و گناہ منجرا لکفر ہے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔
- علقمہ بہ معنی کڑوی چیز اور اندرائن کے ہیں، وہ ایک کڑوا پھل ہوتا ہے اور ایک تابعی کا نام بھی ہے۔ شبلی میں یاے نسبتی ہے، مشہور بزرگ کا نام ہے۔ شبیل کا معنی شیر کا وہ بچہ جو شکار کے قابل ہو جائے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

## موضوع روایت فضائل میں بھی بیان کرنا حرام ہے۔

مسئلہ: محمد حسین حشمتی، مدرسہ اسلامیہ اہل سنت حشمت العلوم، رام پور، بارہ بنکی ۱۶ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج میں تشریف لے گئے تو نہ یہ ثابت کہ نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش اعظم پر تشریف لے گئے اور نہ یہ ثابت کہ نعلین پاک اتار کر تشریف لے گئے، جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب مبارکہ سے پتہ چلتا ہے۔ اور بعض مقررین تقریر میں بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب عرش اعظم پر تشریف لے گئے تو نعلین پاک اتارنا چاہا تو رب العزت نے فرمایا، اے محبوب! تم نعلین پہنے ہوئے چلے آؤ، تاکہ تمہاری نعلین کی خاک عرش اعظم کو لگے تو اس کو شرف حاصل ہو اور موسیٰ علیہ السلام کو اس لیے نعلین اتارنے کا حکم ہوا تھا کہ ان کے پیروں میں کوہ طور کی خاک لگے تو ان کو شرف حاصل ہو۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ نہ تو نعلین پاک پہن کر جانا ثابت اور نہ اتارنا ثابت تو یہ کہنا کہ رب نے فرمایا کہ نعلین پہنے ہوئے چلے آؤ، یہ کہاں سے ثابت ہے؟ ایسا کہنا تو جھوٹ ہوگا۔ میں نے اعتراض کیا کہ ایسا نہ بیان کرنا چاہیے کیوں کہ پہن کر جانا ثابت نہیں ہے تو کہا اتارنا بھی تو ثابت نہیں ہے تو فضیلت کے لیے ایسا بیان کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ کیا اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ رب نے فرمایا نعلین پہنے چلے آؤ۔ اگر نہیں بیان کیا جاسکتا تو بیان کرنے والے پر توبہ لازم آتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

### الجواب

یہ بھی حرام و گناہ ہے اور بہ حکم حدیث استحقاق جہنم کا سبب۔ موضوع روایت فضائل میں بھی بیان کرنا حرام۔ بیان کرنے والے پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا حضور نے شب معراج اللہ عز و جل کا دیدار فرمایا؟ مسئلہ علم غیب

مسئلہ: الحاج محمد ارمان، لال گنج، اعظم گڑھ (یو. پی.) - ۱۸ رذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

**مسئلہ** ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے انھوں نے اسماعیل بن ابی خالد بجلي سے انھوں نے عامر شعبی سے، انھوں نے مسروق سے انھوں نے حضرت عائشہ سے انھوں نے کہا جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے پروردگار کو دیکھا وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ تو سورۃ انعام میں فرماتا ہے، آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں اور جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ حضرت محمد غیب کی بات

جانتے تھے وہ جھوٹا ہے (اللہ تعالیٰ سورہ نمل میں فرماتا ہے) کسی کو غیب کا علم بجز خدا کے نہیں (۱)

**الجواب**

ام المؤمنین نے شب معراج رویت باری سے انکار فرمایا، ان کا مذہب یہی تھا اور یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ عہد صحابہ سے مختلف فیہ رہا ہے، اگرچہ صحیح یہی ہے کہ دیکھا ہے، جیسا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے منبہ المنیہ میں ثابت فرمایا ہے۔ صحابہ کرام میں کثیر صحابہ کا یہ مذہب ہے کہ شب معراج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چشم سر سے اپنے رب کا جلوہ دیکھا۔ ان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سید المفسرین بھی ہیں۔ انھوں نے فرمایا، ”رؤیا عین“ آنکھ سے دیکھا۔ اور مسئلہ علم غیب میں حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ ارشاد علم ذاتی کے بارے میں ہے، جیسا کہ ان کی آیت کریمہ کے استدلال سے واضح ہے کیوں کہ اس آیت میں مراد علم غیب ذاتی ہے اور غیب سے مطلق غیب کا انکار کرنا قرآن مجید کی کثیر آیتوں کا انکار ہے۔

”عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ“ (۲)

سورہ جن کی آیت مذکورہ کا ترجمہ وہابی مترجم نے غلط کیا۔ آیت مبارکہ یہ ہے: لا تدركه الابصار۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے: ”آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں“ دیوبندی جماعت کے حکیم الامت نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے: ”اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی۔ احاطہ کرنے اور محیط ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی شے کو پورے طور پر دیکھ لیا جائے، اس کا کوئی حصہ باقی نہ رہے، سب دیکھ لیا جائے۔ یہ مطلق دیکھنے کے معنی نہیں۔ ہم ہمالہ پہاڑ کو دیکھتے ہیں مگر ہماری نظر اس کو محیط نہیں۔ ہم آسمان کو دیکھتے ہیں مگر ہماری نظر اس کو محیط نہیں۔ آپ وہابیوں کے ترجمے نہ پڑھیں، نہ قرآن مجید کا نہ احادیث کا، اہل سنت کے احادیث کے ترجمے منگالیں اور پڑھیں۔ میری بخاری شریف کی شرح نزہۃ القاری منگالیں، اس کے پڑھنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ وہابیوں، دیوبندیوں کے ترجمے اور شروح سے جوش بہات پیدا ہوں گے، سب دور ہو جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**حضور کو سید نہ کہنے والے کا حکم**

مسئولہ: ابوالقاسم، خطیب آئندہ نگر، ہبلی، ضلع دھاروار، کرناٹک

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک عالم دین نے اپنی تقریر میں یہ کہا تھا کہ غیر سید کو مرید کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر وہ مرید کرتا ہے تو سید کا ایجنٹ بن کر۔ اس پر ایک دوسرے عالم نے کہا تھا

۱۔ بخاری شریف مترجم، ج: ۳، ص: ۹۲۲، باب: ۱۲۳۹، حدیث: ۲۲۱۵

۲۔ پارہ: ۲۹، آیت: ۲۶-۲۷، سورہ جن



کہ عوام کے عرف میں حضرت فاطمہ کی اولاد کو سید کہتے ہیں تو حضرت حسن و حسین سے خاندانی سید کی ابتدا ہوئی، لہذا اس معنی کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاندانی سید نہیں ہوئے اگرچہ آپ سید المرسلین ہیں۔ اس پر ایک صاحب بنام روشن شاہ نوری نے استفتا کیا۔ جن دارالافتا سے فتوے آئے ان میں سے کسی نے بھی اس دوسرے عالم دین پر حکم کفر نہیں دیا البتہ ایک فتویٰ میں اتنا ضرور تھا کہ عوام کے سامنے اس طرح کی بحث چھیڑنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیادت کی نفی کرنا نہایت غیر مناسب ہے۔ اس لیے ایسا کرنے والا عالم دین احتیاطاً توبہ کر لے۔ اس کے برخلاف ناگ پور سے یہ فتویٰ آیا کہ بہ نیت استخفاف و تعییب و تنقیص ہو تو یہ کفر ہے، جس پر ہنگامہ ہوا اور اس عالم دین نے مجمع عام میں توبہ کر لی۔ لیکن کچھ لوگ اب بھی شورش پھیلانے میں لگے ہیں۔ کچھ دنوں بعد مسند نشین مرکز اہل سنت جانشین مفتی اعظم ہند حضرت ازہری میاں صاحب حضرت مفتی مطیع الرحمن صاحب رضوی اور حضرت مفتی انور علی صاحب ایک جلسہ میں تشریف لائے تو ان کے سامنے بھی یہ مسئلہ آیا اور فتاوے پیش ہوئے۔ ان حضرات نے شورش کے پیش نظر پھر دوبارہ جلسہ عام میں توبہ کرائی اور فرمایا کہ مولانا صاحب نے اس سے پہلے بھی توبہ کر لی ہے جیسا کہ معلوم ہوا اور ابھی آپ ہزاروں آدمیوں کے سامنے بھی توبہ کر لی، لہذا اب ان پر کوئی الزام نہیں۔ اس وقت تو لوگوں نے تسلیم کر لیا، مگر پھر چند آدمی کہہ رہے ہیں کہ جو کفر نبی کی توہین کی بنیاد پر ہو اس میں توبہ مقبول نہیں اس لیے اس کی توبہ مقبول نہیں ہوگی اور جو لوگ اس کی توبہ کو مقبول کہتے ہیں ان کے لیے بھی وہی حکم ہے۔ اس لیے حضور والا سے گزارش ہے کہ صحیح حکم شرعی سے صاف صاف لفظوں میں آگاہ کیا جائے۔

### الجواب

جب مقرر نے سید کے معنی کی تعیین کر دی کہ اس سے مراد اولادِ سیدہ فاطمہ ہیں اسی معنی کو مراد لے کر اس نے یہ کہا کہ اس عربی معنی کے لحاظ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سید نہیں تو اس میں کوئی تحقیق کا پہلو نہیں، پھر بھی اگر کسی مفتی کے فتوے کو دیکھ کر، سن کر اور عوام کے خلفشار کو دور کرنے کے لیے مقرر نے توبہ کر لی وہ بھی قاضی شریعت علامہ ازہری صاحب مدظلہ العالی کے حکم سے تو اب اس مقرر پر کوئی الزام نہیں اور یہ کہنا کہ گستاخ رسول کی توبہ نہیں، اگر اس کی مراد یہ ہے کہ عند اللہ بھی اس کی توبہ مقبول نہیں تو غلط ہے۔ علما نے تصریح فرمائی ہے کہ گستاخ رسول کی توبہ نہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ حاکم اسلام اسے زندہ نہیں چھوڑے گا، مگر عند اللہ اس کی توبہ قبول ہے۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

”وکل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الکافر بسبب نبی من الانبياء فانه يقتل حدا“

ولا يقبل توبته مطلقاً“ (۱)

اس کے تحت شامی میں ہے:

”ان جزاء ه القتل على وجه كونه حدا لان الحد لا يقسط بالتوبة و افاد انه حكم الدنيا اما عند الله تعالى فهي مقبولة كما في البحر.“ (۲)

پھر یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے۔ علامہ شامی وغیرہ کا رجحان یہ ہے کہ اس کی توبہ مقبول ہے۔ اس معنی کر کہ اگر توبہ کرے گا تو قتل نہیں کیا جائے گا۔ شامی میں ہے:

”قلت فهذه العبارة مذكورة في الشفاء للقاضي العياض المالكي نقلها عنه البزازی و اخطأ في فهمها لان المراد بها ما قبل التوبة والالزم تكفير كثير من الأئمة المجتهدين القائلين بقبول توبته و سقوط القتل بها عنه على ان من قال يقتل وان تاب يقول إنه إذا تاب لا يعذب في الآخرة كما صرحوا به وقدمناه آنفاً فعلم ان المراد ما قلناه قطعاً.“ (۳)

چند سطر اوپر ہے:

”وانما الثابت انه صلى الله عليه وسلم عفى عن كثيرين من آذوه و شتموه قبل اسلامهم كابى سفيان وغيره.“ (۴)

بلکہ صاحب در مختار کا بھی رجحان یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی توبہ مقبول ہے، بہر حال اولاً مقرر دوم نے جو کچھ کہا جس تفصیل سے کہا اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کا کوئی پہلو نہیں کہ جب وہ پہلے کہہ چکا کہ سید سے میری مراد فاطمہ کی اولاد ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے نہیں۔ پھر جب مقرر دوم نے توبہ کر لی تو اب اس پر کوئی الزام نہیں اور یہ کہنا کہ اس کی توبہ اس معنی کر قبول نہیں کہ اب بھی اس کا جرم باقی ہے، شریعت پر افترا ہے۔ جو لوگ مقرر دوم کو توبہ کے بعد بھی مجرم کہتے ہیں وہ اللہ کا خوف کریں۔ بے علم کو فتویٰ دینا حرام حدیث میں فرمایا گیا:

”مَنْ افْتَىٰ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ.“ (۱)

جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتوں کی لعنت ہے اور غلط فتویٰ دینا اور سخت، ان سب

۱۔ در مختار، ج: ۶، ص: ۳۷۰ کتاب الجہاد باب المرتد، دارالکتب العلمیہ لبنان

۲۔ رد المحتار علیٰ هامش الدر المختار، ص: ۳۷۰، ج: ۶، کتاب الجہاد باب المرتد، دارالکتب العلمیہ لبنان

۳۔ رد المحتار علیٰ هامش الدر المختار، ص: ۳۷۰، ج: ۶، کتاب الجہاد باب المرتد، دارالکتب العلمیہ لبنان

۴۔ رد المحتار علیٰ هامش الدر المختار، ص: ۳۷۰، ج: ۶، کتاب الجہاد باب المرتد، دارالکتب العلمیہ لبنان

لوگوں پر علانیہ توبہ بھی فرض ہے اور مقرر دوم سے معافی مانگنا بھی واجب یاد رکھیں اللہ کی گرفت بہت سخت ہے اور اس کا عذاب شدید۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## انبیاء کرام کے مراتب میں فرق ہے

مسئلہ: محمد روزہ دین، مقام و پوسٹ سونوانی، ضلع بلیا

انبیاء کرام میں امتیاز کرنا منع ہے۔ مگر مطیع عیسیٰ اور مطیع محمد میں فرق دیکھئے۔

”جب عیسیٰ علیہ السلام پھانسی (صلیب) پر لے جائے گئے تو ان کے مطیع بھاگ گئے اور ان کا دینی جذبہ ختم ہو گیا، اور اپنے نبی کو موت کے پنجے میں پھنسا چھوڑ کر چل دیئے۔ اس کے برخلاف محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مطیع اپنے مظلوم و مجروح نبی کے چاروں طرف جمع ہو گئے اور اپنی جان کو مصیبت اور خطرہ میں ڈال کر تمام دشمنوں پر آپ کو فاح بنا دیا۔“ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اوپر کی عبارت کا بولنے یا لکھنے والا شخص شریعت اسلام میں کیا سمجھا جائے گا؟ اسے امام بنایا جائے کہ نہیں؟

### الجواب

یہی غلط ہے کہ انبیاء کرام میں امتیاز کرنا منع ہے۔ خود قرآن مجید میں اور احادیث میں انبیاء کرام کا باہمی امتیاز مذکور ہے، ارشاد ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ. وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ. (۲)

ممنوع یہ ہے کہ کسی نبی کی اس طرح فضیلت بیان کی جائے کہ دوسرے نبی کی تحقیر ہو۔ بعد میں جو کچھ مذکور ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مابین امتیاز کا بیان نہیں، بلکہ امتیوں کے درمیان جو فرق ہے اس کو بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے امتی ایسے تھے کہ اس نازک وقت میں ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی نے خطرناک سے خطرناک موقع پر بھی ساتھ نہیں چھوڑا۔ قائل پر کوئی ایسا جرم ثابت نہیں ہوتا کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج ہو صرف پہلے جملے میں تعبیر کی غلطی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ الجامع الصغیر لأحادیث البشیر النذیر، ص: ۱۷۲، ج: ۲

۲۔ قرآن مجید، پارہ: ۳، آیت: ۲۵۳، سورة البقرة

## باب عقائد میں بہت سی چیزیں ہیں جن پر ہمارا ایمان ہے مگر کیفیت معلوم نہیں

مسئلہ: سید اقبال احمد ایم۔ اے محلہ معظم پور، پوسٹ تلہر، ضلع شاہ جہان پور۔ ۱۳ جمادی الآخرہ ۱۴۰۹ھ

﴿مسئلہ﴾ کتابوں میں بہت سی جگہوں پر لکھا ہوا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا کیا ہے۔ اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کے متعلق بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ ”زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔“ (بہار شریعت) یعنی کہ انھیں بھی علم غیب عطا کیا گیا ہے حتیٰ کہ اولیاء اللہ کے لیے بھی یہی ہے کہ ”ساتوں آسمان اور ساتوں زمین مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں جیسے کسی لقمہ و دق میدان میں ایک چھلہ پڑا ہوا ہو۔“ (ملفوظات اعلیٰ حضرت) لہذا ان عقائد کے تحت ناچیز کے ذہن میں علم غیب عطا کیے جانے کے دو مفہوم آتے ہیں۔

① اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو غیب کی ایک ایسی قوت ایک ایسی صفت یا غیبی آنکھ مستقل طور پر عطا فرمادی ہے جس کی بنا پر سارا عالم ارض و سما، شرق و غرب، شمال و جنوب غرض یہ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ روز ازل سے جو کچھ ہو چکا ہے اور آئندہ جو کچھ ہوتا رہے گا سب کا سب ذرہ ذرہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے سامنے ہمہ وقت مستقل طور پر تفصیلی و مکمل طور پر ایسے ہیں جیسے کسی لقمہ و دق میدان میں ایک چھلہ پڑا ہو، اور انھیں غیب کی کوئی بات جاننے کے لیے وحی کشف یا الہام کی قطعاً ضرورت باقی نہیں کیوں کہ علم غیب انھیں عطا کیا جا چکا ہے۔

② دوسرا مفہوم پہلی شکل کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام و اولیاء اللہ کو ایسی قوت یا صفت تو عطا نہیں فرمائی کہ سارا عالم کائنات کا ہر ذرہ ہمہ وقت مستقل طور پر ان کے پیش نظر ہے۔ البتہ اللہ عز و جل نے انھیں ایسے اشارات اور قوت عطا فرمادی ہیں جس کی بنا پر وہ بزرگ یعنی انبیاء و اولیاء جب چاہتے ہیں جو چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں اپنی مرضی و منشا اور ارادے سے سب کچھ جان لیا کرتے ہیں۔ یعنی غیب جاننے کے لیے وہ وحی کشف یا الہام کو اپنی مرضی و حکم سے جب چاہتے ہیں طلب کر لیتے ہیں۔

سوال۔ غیب عطا کیے جانے کے متعلق مذکورہ بالا دو صورتوں و شکلوں میں کون سی شکل موافق شرع اور اہل سنت ہے اور ایک مسلمان کو انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو غیب عطا کیے جانے کے سلسلے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ پہلا یا دوسرا یا کوئی اور تیسرا بھی ہو سکتا ہے۔ برائے کرم واضح کریں۔

### الجواب

باب عقائد میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جن پر ہمارا ایمان ہے، مگر ان کی کیفیت معلوم کرنا ہماری عقلوں سے بالاتر ہے جیسے عذاب قبر، رویت باری عز اسمہ خود نزول وحی۔ اسی طرح ہمارا قرآن و احادیث کی تصریحات



کے مطابق یہ ایمان ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوبان بارگاہ کو علم غیب عطا فرمایا۔ اس کی کیفیت کیا ہے وہ نہ ہمیں معلوم اور نہ اس کا معلوم کرنا ہمارے بس میں آپ خود اپنے وجود پر غور کریں، روح کیا چیز ہے، زندگی کیا چیز ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کو اللہ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا

۱۷ ستمبر ۱۹۶۴ء

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ جس نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ سمجھا کہ اللہ نے ان کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے تو اس نے اللہ کے ٹکڑے کر دیے اور اللہ میں کمی کر دی اور اس نے بہت بڑا شرک کیا وہ مشرک ہے اس کا کہنا یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے نور پاک سے پیدا نہ فرمایا۔

① جواب طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ جو زید نے اپنی زبان سے ادا کیے وہ ایک مسلمانی کے دعویدار شخص کے لیے چاہیے یا نہیں؟ اور ان الفاظ سے تو ہیں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتی ہے یا نہیں؟

② ایسا عقیدہ رکھنے اور ایسا خیال رکھنے والے کو مسلمان سمجھا جائے یا نہیں؟ اگر مسلمان سمجھا جائے تو کس طرح سمجھا جائے؟ کیا تو ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وہ شخص مسلمان ہونے کا دعویدار ہو سکتا ہے؟ کیا وہ لائق امامت ہے؟ جب کہ اکثریت کا اس پر ایمان ہے کہ فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا شک اللہ کے نور سے پیدا ہیں اس کے علاوہ لاتعداد علمائے اسلام کے کتب سے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ کے نور سے پیدا ہونا ثابت ہے۔

③ ایسی کتب جن میں علمائے اسلام کے قول سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ کے نور سے پیدا ہونا ثابت ہے کیا وہ قابل اعتماد نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ان کتب کو زید کے ساتھیوں کو دکھایا جاتا ہے۔ جس کو دیکھ کر انھوں نے زید کے مذکورہ الفاظ کو غلط بتایا اور کہا کہ بلا شک و شبہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا ہی کے نور سے پیدا ہیں لیکن زید کے ایک ہم نوا جو عالم دین بھی ہے ہرگز تسلیم نہیں کیا اور زید کے مذکورہ الفاظ پر برابر لبیک کہتے رہے ہیں اور کہتے ہیں۔

④ اب جواب طلب امر یہ ہے کہ زید اور زید کے وہ ساتھی جو خود عالم دین بھی کہلاتے ہیں مذکورہ الفاظ پر کامل یقین رکھتے ہیں، دوسرے وہ ساتھی کہ بظاہر زید کے مذکورہ الفاظ پر یقین نہیں رکھتے اور زید کی اس حرکت کو برا سمجھ رہے ہیں لیکن نہیں معلوم کس وجہ سے چشم پوشی کر رہے ہیں جب کہ یہ خود بھی عالم دین ہیں اس طرح ہر دو قسم کے لوگوں سے مسلمانوں کو کس طرح کا برتاؤ کرنا چاہیے، ان سے تعلق رکھا جائے یا قطع تعلق کر لیا جائے، اگر یہ

الفاظ تو ہیں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو ایسے اشخاص پر کیا حد شرع قائم ہوتی ہے؟ جب کہ زید کے خیال کے مطابق وہ تمام مسلمان جن میں بزرگان دین علمائے اسلام اور عام مسلمان شامل ہیں سب کے سب (نعوذ باللہ) مشرک ہوئے، ایسے لوگوں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ جواب صاف مدلل قرآن اور حدیث وفقہ کی روشنی میں دیا جائے۔ فقط۔

### الجواب

بے شک بلاشبہ یہ حق و صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے نور سے پیدا فرمایا یہ حدیث سے ثابت ہے، امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد، اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور شیخین امام بخاری و امام مسلم کے استاذ حافظ الحدیث والاعلام عبد الرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنی تصنیف میں سیدنا وابن سیدنا حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی:

”قال قلت يا رسول الله بابي انت وامى اخبرني عن اول شئ خلقه الله تعالى قبل الاشياء قال يا جابر ان الله قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره الحديث بطوله.“

حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بتا دیجیے سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا اے جابر بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اس حدیث کے اخیر میں مذکور ہے کہ پھر اسی نور سے لوح و قلم، عرش و کرسی، ملائکہ جن و انس، جنت و دوزخ، زمین و آسمان بنایا، اجلہ ائمہ دین مثلاً امام احمد خطیب قسطلانی مواہب اللدنیہ میں، امام ابن حجر مکی افضل القری میں، علامہ فاسی نے مطالع المسرات میں، علامہ عبد الباقی زرقانی نے شرح مواہب میں، اور خاتم الحدیث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوة وغیرہا میں اس حدیث کو ذکر فرمایا، اس سے استناد فرمایا، اس پر تعویل و اعتماد فرمایا جس سے ظاہر ہے کہ یہ حدیث تلقی امت بالقبول سے آراستہ ہے، تلقی امت بالقبول وہ شے عظیم ہے، جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی بلکہ قوت پا جاتی ہے جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں اس کی جانب اشارہ فرمایا اور ہمارے علما نے اصول میں اس کی تصریح فرمائی۔ مرقاة میں ہے:

”رواه الترمذی وقال غریب والعمل علی هذا عند اهل العلم قال النووی و اسنادہ

ضعیف نقلہ میرک فکان الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اهل العلم۔“

امام جلال الدین سیوطی تعقبات میں امام بیہقی سے ناقل:

”تداولها الصالحون بعضهم عن بعض وفي ذلك تقوية للحدیث المرفوع۔“  
اے صالحین نے ایک دوسرے سے لیا اور ان کے  
اخذ کرنے سے حدیث مرفوع کی تقویت ہے۔

اسی میں فرمایا:

”قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحة الحدیث قول اهل العلم به وان لم یکن اسناد یعتمد علی مثله۔“  
کتنے ائمہ نے یہ تصریح کی ہے کہ اہل علم کی  
موافقت صحت کی دلیل ہے اگرچہ اس کی سند  
قابل اعتماد نہ ہو۔

علاوہ ازیں اس حدیث کو الفاظ کے تغیر کے ساتھ امام بیہقی نے دلائل النبوة میں نقل فرمایا ہے، اسے  
اصطلاح حدیث میں متابعت کہتے ہیں اور علما نے تصریح فرمائی کہ متابعت سے حدیث میں قوت پیدا ہو جاتی  
ہے۔ مقدمہ شیخ میں ہے: ”والمتابعة یوجب التائید والتقویۃ۔“

ان تمام تصریحات کا ماحصل یہ ہے کہ یہ لائق حجت مستند و معتمد ہے لہذا زید کا یہ کہنا کہ ”جس نے سرکار  
دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق یہ سمجھا کہ اللہ نے ان کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے تو اس نے اللہ کے  
ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، اور اللہ میں کمی کر دی اور اس نے بہت بڑا شرک کیا وہ مشرک ہے۔“ حقیقت میں حضور  
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مشرک کہنا ہوا یہی نہیں  
بلکہ اس حدیث کے تمام رواۃ امام عبد الرزاق کو مشرک کہنا ہوا، نیز ان تمام ائمہ دین کو بھی مشرک کہنا ہوا جنہوں  
نے اس پر اعتماد فرمایا اس سے سند لائے اسی کی روشنی میں یہ تحریر فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے اپنے نور  
سے اپنے حبیب کے نور کو پیدا فرمایا ظاہر ہے کہ جو بدنصیب تمام مسلمانوں، ان ائمہ جلیل الشان کو صحابی رسول کو  
حتیٰ کہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرک کہے وہ کتنا بڑا بدنصیب جاہل گمراہ بلکہ بدترین کافر مرتد  
ہوگا۔ حدیث میں فرمایا:

”انما امری قال لاخیه یا کافر جس نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہا ان دونوں میں

فقد باء باحدھما۔“ (۱) سے ایک کی طرف رجوع اس کا یقیناً ہوگا۔

عالم گیری میں ہے:

اس قسم کے مسائل میں مختار و مفتی بہ یہ ہے کہ اگر اس قسم کے قائل نے گالی کا ارادہ کیا تو کافر نہ ہوگا اور اگر مسلمان کو کافر اعتقاد کیا اور یہ سمجھ کر کافر کہہ کے پکارا کہ وہ کافر ہے تو کافر ہے۔

”المختار للفتویٰ فی جنس هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات ان كان اراد الشتم ولا يعتقده كافر الا يكفر وان كان يعتقده كافرا فخاطبه بهذا بناء على اعتقاده انه كافر يكفر.“ (۱)

اور یہاں ایسی صورت ہے کہ کسی صورت میں نہیں بچتا ہے اگر اس نے گالی کی نیت سے کہا تو یوں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینی کفر اور اگر کفر اعتقاد کیا تو بھی کافر مگر چوں کہ اس نے اس حدیث پر اس لیے جھک مارا کہ اس جاہل کو یہ خبر ہی نہیں کہ یہ حدیث ہے۔ اس گھامڑ کا خیال ہے کہ یہ حدیث نہیں بلکہ سنیوں نے اپنے زعم سے یہ عقیدہ بنالیا ہے اس لیے وہ اپنے زعم سے جو چاہا بک دیا اس لیے کفر کلامی سے تونچ گیا مگر عند الفقہاء اس پر ضرور کفر لازم اور توبہ تجدید ایمان، اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی ضرور لازم کہ اس سے توبہ انکار نہیں کر سکتا کہ اس نے کروڑوں سنی مسلمانوں کو مشرک جانا مشرک کہا کہ اس حدیث کی روشنی میں اپنا یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور سرِ اُپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور رب جل وعلا نے اپنے نور سے پیدا فرمایا تو مسلمان کو مشرک کہہ کے لزوم کفر سے نہیں بچا اور عند الفقہاء ضرور کافر۔ لہذا توبہ تجدید ایمان و نکاح ضرور لازم، زید پر بھی اور زید کے تمام حامی یا اور اس کی اس بکو اس کو حق جاننے والے پر، ارشاد ہے:

”إِنَّكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ.“ (۲) اب تم بھی انھیں کے مثل ہو۔

زید جب تک توبہ و تجدید ایمان و نکاح نہ کرے، نہ اسے امام بنانا جائز اور نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز درست اس کے پیچھے نماز پڑھنی نہ پڑھنے کے برابر ہے۔ در مختار میں ہے:

”وان أنکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر لا یصح الاقتداء به اصلاً.“ (۳) نہ اگر ضروریات دین میں سے کسی بات کا منکر ہے تو کافر ہے اور اس کی اقتداء صحیح نہیں۔

زید کے وہ ساتھی جو زید کے اس کفری قول کو توبہ برا جانتے ہیں مگر پھر بھی زید سے میل جول رکھے ہوئے ہیں اس سے قطع تعلق نہیں کرتے وہ گنہگار و حرام کار مستحق عذاب نار مستوجب غضب جبار ہیں۔ تمام مسلمانوں کو واجب ہے کہ زید اور جو زید کے اس قول کو حق مانے، اس سے میل جول سلام کلام بند کر دیں۔ حدیث میں ہے:

عالمگیری، ج: ثانی، ص: ۲۷۸، وھکذا ایضاً فی رد المحتار، ج: ۳، ص: ۱۸۳، باب التعزیر، مطبع بیروت۔



”ایاکم و ایاہم لا یضلوکم و لا یفتنونکم۔“ (۱)

اس حدیث پاک پر وہابیہ کا بہت پرانا اعتراض ہے کہ اگر یہ صحیح ہے تو لازم کہ ذات باری میں کمی لازم آئے گی۔ ان ظالموں نے ذات باری عزوجل کو سمجھا ہی نہیں۔ اسے اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں کہ جیسے ان کے نطفہ سے ان کی اولاد بنی تو ان میں کمی پیدا ہوگئی:

”سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا۔“ (۲) اسے پاکی اور برتری ان کی باتوں سے بڑی

برتری۔

ذات باری تعالیٰ کی قدرت تو وہ ہے کہ اس کی کنہ جاننا ادراک سے باہر ہے۔ ہمارے سامنے ایسی چیزیں ہیں کہ اگر ان سے دوسری چیزیں اس کے مثل بنائی جائیں تو شئی اول میں کوئی کمی نہ ہو۔ مثلاً چراغ ہے۔ ایک چراغ سے ایک ہزار چراغ روشن کیجیے، پہلے چراغ میں کوئی کمی نہ ہوگی آفتاب کے سامنے ایک کروڑ آئینے رکھ دیں سب چمک اٹھیں گے آفتاب میں کوئی کمی نہ ہوگی، جب ان محسوسات ممکنات میں ایسا ممکن تو کیا نسبت اس غیر محسوس، غیر مرئی، غیر فانی، غیر متجزی ایسی تخلیق کیوں محال کہ وہ اپنے نور سے نور محبوب بنائے اور اس کی ذات میں نہ تجزی ہونہ کمی ہو۔ لیکن خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

محمد شریف الحق امجدی، رضوی دارالافتا بریلی شریف

## حضور کے نور ہونے پر ایک تفصیلی فتویٰ

مسئولہ: شاہد رضا، نفعی المرکز الاسلامی، لیسٹر، برطانیہ

مسئلہ حضرت مخدومی و مکرمی زیدت مکارمکم العالیہ سلام مسنون

یہاں ایک غیر مقلد وہابی سے نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ گفتگو چل رہی ہے۔ اس سلسلے میں اس کی ایک تحریر کا عکس بھی حاضر خدمت ہے، نیز اس کی روشنی میں اپنی جانب سے کچھ سوالات میں نیچے درج کر رہا ہوں، براہ کرم اس معترض کی تحریر کا اور میرے سوالات کے تحقیق و تفسیٰ بخش جوابات مع حوالہ جات تحریر فرما کر جلد تر روانہ فرمائیے، بے حد کرم ہوگا، ممکن ہو تو کچھ الزامی جوابات و اعتراضات بھی اپنی جانب سے شامل فرمادیں۔

① حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسی و معنوی طور پر نور ماننے کا عقیدہ کس منزل میں ہے۔ یعنی ایسا اعتقاد

① مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۸۔

② قرآن مجید، پ: ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت: ۴۳۔

رکھنا فرض و واجب ہے یا افضل و مستحب یعنی صرف باب فضائل سے اس کا تعلق ہے؟  
 ② مصنف عبد الرزاق کی جو روایت حضرت جابر سے مروی ہے کہ: ”اول ما خلق الله نوري... الى آخره.“ یہ حدیث پاک حدیث کے اقسام کے اعتبار سے کس درجہ میں ہے۔

③ اس حدیث پاک کی سند کیا ہے۔  
 ④ اگر کسی حدیث کی اسناد نہ ہوں تو کیا اس کو قبول کیا جاسکتا ہے۔ اصول حدیث کے کس قانون کی روشنی میں یہ ممکن ہے۔ وہ اصول حدیث کیا ہے اور کس کتاب میں ہے حوالہ اور اصل عبارت ضرور تحریر فرمائیں۔  
 ⑤ کیا کچھ دوسری احادیث ایسی ہیں جن سے حضرت جابر کی مذکورہ بالا روایت کو تقویت پہنچتی ہو۔ اگر ہیں تو چند واضح اور مشہور احادیث کا حوالہ دیجیے۔

⑥ جماعت محدثین و علما میں جن حضرات نے اس روایت کو قبول کیا ہے ان کے اسما اور کتابوں کا حوالہ ذکر فرمائیے۔  
 ⑦ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رسالہ ”صلاة الصفا في نور المصطفى“ میں تحریر فرمایا ہے: ”فان الحديث يتقوى بتلقي الائمة بالقبول كما اشار اليه. الامام الترمذی في جامعه و صرح به علماؤنا في الاصول.“

اصول حدیث کے اس قانون کی تصریحات ہمارے کن علمائے کن کتابوں میں پیش فرمائی ہیں۔  
 ⑧ ترمذی شریف کی حدیث: ”اول ما خلق الله القلم.“ سے کیا واقعی ”اول ما خلق الله نوري“ کا تضاد ہے، اگر اس تضاد کو دور کرنے کے لیے یہ کہا جائے کہ قلم والی حدیث میں اولیت اضافی مراد ہے تو یہ قول کس کا ہے۔ کیا محدثین نے اس طرح کی تاویل کی ہے۔  
 محترمی ابراہیم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خیریت جانبین مطلوب ثاقب صاحب کے ذریعہ ایک رقعہ ملا جس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور ہونے کے دلائل درج تھے میں ذیل میں اختصار کے ساتھ اس دلائل کا تجزیہ کر رہا ہوں۔

① جس آدمی نے نور کے ثبوت میں جو روایت تحریر کی ہے اس نے اس بات کو بیان کر کے اپنی دلیل کو مضبوط بنانے کی کوشش کی ہے کہ امام عبد الرزاق کی کتاب میں یہ روایت ہے اور یہ امام موصوف امام بخاری اور امام مسلم کے اساتذہ میں سے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امام عبد الرزاق کا مقام ائمہ دین میں بڑا اونچا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جو روایت ان کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ ثابت بھی ہے یا نہیں اور امام موصوف نے خود اس روایت کے بارے میں کیا کوئی وضاحت کی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ روایت غیر ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر سے کہا کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیا سے قبل تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

② اس لیے کہ جتنے لوگ یہ روایت پیش کرتے ہیں وہ اس کی سند پیش نہیں کرتے اور علم حدیث کے ساتھ تھوڑا سا تعلق رکھنے والا بھی یہ جانتا ہے کہ بغیر سند کے کوئی روایت چاہے کتنا ہی بڑا امام کیوں نہ پیش کرے اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ خاص طور پر ایک اختلافی موضوع میں تو ٹھوس اور ثقہ راویوں کی بات ہی قبول و ترجیح کا درجہ حاصل کرے گی اور یہ مسئلہ چوں کہ عقیدے سے تعلق رکھتا ہے اس لیے یہاں ایسی بے سند روایت کا سہارا نہیں لیا جاسکتا۔

③ دوم یہ کہ جو آدمی یہ روایت پیش کرتا ہے اور حوالہ امام عبدالرزاق کی کتاب مصنف کا دیتا ہے اس کو چاہیے کہ سند کا حوالہ دے اور بتائے کہ یہ روایت سند سمیت مصنف عبدالرزاق کی کون سی جلد کون سے باب اور کس صفحہ پر ہے۔ اس کے بعد ہم اس روایت کی سند کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ ہمیں تلاش کے باوجود یہ روایت سند کے ساتھ کسی جگہ نہیں مل سکی۔ جو لوگ یہ روایت پیش کرتے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ اس کا مکمل حوالہ پیش کریں بلکہ ہو سکے تو اس کی فوٹو اسٹیٹ ہمیں بھیج دیں تاکہ ہم بھی اس کی سند کا ملاحظہ کر سکیں۔

④ تیسری بات یہ ہے کہ جامع ترمذی (باب القدر) اور حدیث کی دوسری کتابوں میں صحیح سند کے ساتھ یہ روایت ہم پیش کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ.“ کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ اب ایک طرف یہ صحیح حدیث ہے اس کے مقابلے میں ایک بے سند روایت کو کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ کیا نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو متضاد چیزوں کو بیان کر سکتے ہیں۔

⑤ دوسری حدیث میں سے یہ ٹکڑا پیش کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ: ”وَجْعَلْ لِي نورا.“ ترجمہ یہ کہا گیا ہے کہ اے اللہ مجھے نور ہی بنا دے۔“

پہلی بات یہ ہے کہ ترجمہ بالکل غلط کیا گیا ہے اور جس آدمی نے یہ ترجمہ کیا ہے یا تو وہ جاہل ہے اور یا اس نے جان بوجھ کر بددیانتی سے کام لیا ہے، اور معمولی عربی جاننے والا بھی لی کا ترجمہ کر سکتا ہے ”لی“ کا معنی ہوتا ہے میرے لیے اور پورا ترجمہ ہوگا ”اے اللہ میرے لیے نور (روشنی) پیدا فرما دے، یا نور کر دے یعنی آپ نور، روشنی اور ہدایت اللہ کی بارگاہ سے طلب کر رہے ہیں۔ جیسا کہ متعدد مقامات پر وہ دعائیں آئی ہیں جو آپ کیا کرتے تھے کہ: ”اللہم اغفر لی.“ اے اللہ مجھے بخش دے۔ اللہ مجھے ہدایت دے ”اللہم اھدنی“ اسی طرح یہاں فرمایا اے اللہ میرے لیے نور کر دے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضور نے نور بننے کی دعا کی اور اللہ نے وہ دعا قبول کر کے آپ کو نور بنا دیا تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس دعا سے پہلے آپ کیا تھے، اور اگر اس دعا کے بعد اللہ نے آپ کو نور بنا دیا تو پھر یہ عقل کے اندھے جو دوسری اوپر والی حدیث پیش کرتے ہیں کہ اللہ نے سب سے پہلے پیدا ہی آپ کے نور کو کیا تھا۔ اس کی حیثیت کیا ہے کیوں کہ خود ہی یہ لکھ دیا کہ دعا کے بعد آپ نور ہوئے۔ کیوں کہ اللہ نے آپ کی دعا قبول کر لی، اس کا مطلب ہے پہلے آپ نور نہیں تھے

اور یہ روایت غلط ہے کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔

① جہاں تک قرآن کی اس آیت کے سلسلے میں مفسرین کے اقوال کا تعلق ہے کہ: ”قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين.“ کے بیان سے مراد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو اس امر میں کوئی باہمی اختلاف نہیں کہ آپ کی ذات اقدس کفر، ظلم، جہالت و گمراہی کے لیے نور تھی اور اس نور سے ہر قسم کے اندھیرے چھٹ گئے اور ان کی جگہ ایمان اور ہدایت کی روشنی نے لے لی۔ لیکن قرآن میں ایک بھی ایسی آیت نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ اللہ کے نور میں سے نور ہیں اگر صرف نور کے لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نور من نور اللہ ہیں، تو پھر سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۷ میں قرآن کو بھی نور کہا گیا۔ سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۱۶ میں دین اسلام اور ہدایت کو نور کہا گیا۔ مائدہ کی ایک آیت ۴۴ میں توراۃ کی اصل تعلیمات کو نور کہا گیا۔ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۳۲ میں دین اسلام کو نور کہا گیا، تو قرآنی آیات میں متعدد مقامات پر جو لفظ نور آیا ہے وہ قرآن، دین، ایمان، اسلام اور سچائی اور ہدایت کے لیے استعمال کیا گیا اور اس نور صاحب رسالت صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی نور کا لفظ استعمال کیا گیا۔ خود اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں لفظ نور آیا کہ: ”اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ.“<sup>(۱)</sup> بعض مقامات پر سورج اور چاند کو بھی نور کہا گیا ہے۔ جیسے سورہ یونس کی آیت ۵ میں۔ لیکن اکثر مقامات پر نور کا لفظ دراصل ہدایت کے معنی میں گمراہی کے مقابلے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ لہذا اگر کتاب کو نور کہا جائے گا تو مراد ہوگی کتاب ہدایت، اگر دین کو نور کہا جائے گا تو مراد دین ہدایت اور اگر رسول کو نور کہا جائے گا تو رسول ہدایت ہوگا۔ اس میں نہ کوئی اختلاف ہے نہ جھگڑا۔ لیکن اللہ کے نور میں سے نور خدا ہونے کے لیے کوئی دلیل قرآن و حدیث سے پیش نہیں کی جاسکتی۔ جو ایک روایت یہ لوگ اس بارے میں جگہ جگہ پیش کرتے ہیں اس کی حیثیت کے بارے میں ہم نے شروع میں تحریر کر دیا ہے۔ اس موضوع پر مزید تفصیلات صراط مستقیم کی کسی قریبی اشاعت میں شائع ہوں گی۔ انشاء اللہ۔

محمود احمد برینگھم

### الجواب

① حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور ماننے کا عقیدہ صرف باب فضائل ہی تک محدود ہے اس کے منکر کی نہ تکفیر جائز نہ تفسیق۔ لیکن اس زمانے میں یہ مسئلہ اہل سنت و جماعت کا اتفاقی و اجتماعی عقیدہ بن چکا ہے اور اس زمانے میں اس کا منکر اہل سنت میں سے کوئی ایک فرد نہیں۔ صرف وہابی، نیچری وغیرہ بد مذہب گمراہ ایسے کہ جن کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچی ہوئی ہے۔ وہی اس کا انکار کرتے ہیں۔ اس لیے اس زمانے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے سے انکار کرنا بد مذہبی کا شعار ہو چکا ہے پس اب جو بھی نورانیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ



والثنا کا انکار کرے اس کو وہابی بد مذہب کہہ سکتے ہیں۔ نہ اس لیے کہ یہ انکار بد مذہبی ہے بلکہ اس لیے کہ یہ انکار بد مذہبوں کا شعار ہے۔ جیسے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے اہل سنت کی علامت پوچھی تو فرمایا: ”تفضیل الشیخین وحب الختین والمسح علی الخفین۔“ (۲) کہ اُس زمانے میں اہل سنت اور روافض و خوارج کے مابین یہ تین چیزیں مابہ الامتیاز تھیں۔ اسی طرح اس زمانے میں میلاد، قیام، نیاز، فاتحہ ندائے یار رسول اللہ اور استعانت، بالاولیاء وغیرہا کی طرح سرکار علیہ التحیۃ والثناء کے بارے میں یہ اعتقاد کہ آپ نور تھے یا نہیں؟ اہل سنت اور وہابیہ کے مابین امتیازی نشان بن چکا ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

❶ تا ❷ مصنف امام عبدالرزاق کی روایت: ”یا جابر ان اللہ قد خلق نور نبیک من نورہ۔ الخ“ کو اجلہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں درج فرمایا اور اس سے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اول خلق ہونے پر استدلال فرمایا۔ مثلاً علامہ دیار بن بکری ”تاریخ خمیس“ میں، علامہ احمد بن حجر مکی ”فضل القرئی“ میں، علامہ عبدالغنی نابلسی ”حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ“ میں، علامہ احمد خطیب قسطلانی شارح بخاری ”مواہب اللدنیہ“ میں علامہ عبدالباقی زرقانی اس کی شرح میں، حضرت ملا علی قاری ”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ میں اور اپنے رسالہ ”المورد الروی فی المولد النبوی“ میں سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی ”شرح شاکل ترمذی میں، محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی ”مدارج النبوت“ میں اور علامہ فاسی ”مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات“ میں، اور علامہ اسماعیل حق ”تفسیر روح البیان“ میں رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ علامہ فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”مطالع المسرات“ میں امام اہل سنت امام ابوالحسن الاشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس حدیث سے استدلال نقل فرمایا، چنانچہ لکھتے ہیں:

”قد قال الاشعری انه تعالى نور ليس كالانوار. والروح النبوية القدسية لمعة من نوره، والملئكة شرر تلك الانوار و قال صلى الله تعالى عليه وسلم: أول ما خلق الله نوري و من نوري خلق كل شيء وغيره مما في معناه.“

امام ابوالحسن الاشعری نے فرمایا، اللہ عز وجل نور ہے مگر اور نوروں کے مثل نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک اس نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے پھول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اس کے سوا اور حدیثیں اس مضمون

میں وارد ہیں۔ (مطالع المسرات)

ان بزرگوں کے علاوہ اور بہت سے حضرات نے حدیث مذکور سے سرکار کے اول خلق ہونے پر استناد کیا ہے اور محدثین کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ جب کسی حدیث سے علمائے معتمدین استدلال کر لیں تو وہ حدیث ضرور بالضرور صحیح اور قابل استناد ہے۔ حضرت ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

”رواہ الترمذی. وقال غریب والعمل علی  
هذا عند اهل العلم قال النووی و اسنادہ  
ضعیف نقلہ میرک. فكان الترمذی یرید  
تقویۃ الحدیث بعمل اهل العلم.“ (باب ما  
علی الماموم من المتابعة. الفصل الثانی)  
خاتم الحفاظ امام اجل سیوطی طبقات میں امام بیہقی سے نقل فرماتے ہیں:

”تداولها الصالحون بعضهم عن بعض  
و فی ذلک تقویۃ للحدیث  
المرفوع.“ (تحت حدیث صلاة التسبیح)  
اسے صالحین نے ایک دوسرے سے اخذ کیا  
اور ان کے اخذ میں حدیث مرفوع کی  
تقویت ہے۔

نیز اسی میں ترمذی کی حدیث من جمع بین الصلاتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب  
الکبائر کے بارے میں ہے: ”اخرجه الترمذی و قال حسنٌ ضعفه احمد وغیره. والعمل علی  
هذا الحدیث عند اهل العلم.“ اس کے بعد فرمایا:

”فاشار بذلک الی ان الحدیث اعتضد  
بقول اهل العلم وقد صرح غیر واحد  
بانّ من دلیل صحة الحدیث قول اهل  
العلم به. وان لم یکن له اسناد یعتمد  
علی مثله.“

ان سب ارشادات سے یہ ثابت ہو گیا کہ کوئی حدیث ایسی ہو کہ اس کی سند قابل اعتماد نہ ہو لیکن اہل علم  
اسے قبول کر لیں اور اس پر عمل کریں، اس سے دلیل لائیں تو حدیث قوی ہو جاتی ہے، ایسی حدیث صحیح مانی جائے  
گی۔ تعقبات کی اخیر عبارت میں صاف تصریح ہے کہ اہل علم کی موافقت حدیث کی صحت کی دلیل ہے اور یہ تصریح  
ایک دو کی نہیں متعدد علما کی ہے۔ اب مصنف عبدالرزاق کی اس حدیث کے بارے میں غور کیجیے۔

مصنف عبدالرزاق نایاب ہے اس لیے اس کی سند نہیں دیکھی جاسکتی۔ مگر جب کہ مذکورہ بالا جلیل الشان

محدثین اور بالاتفاق علمائے معتمدین نے اس حدیث کو قبول فرمایا اور اس سے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اور اول مخلوقات علی الاطلاق ہونے پر استدلال فرمایا تو حسب اصول حدیث اس حدیث کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔ حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی کی یہ عادت ہے کہ: ”مواہب اللدنیہ“ میں مذکور کسی حدیث پر اگر کچھ کلام ہوتا ہے تو اسے ضرور ذکر فرماتے ہیں۔ مگر ”مواہب اللدنیہ“ کی شرح جلد اول ص: ۳۲-۳۳ پر یہ حدیث مذکور ہے، اور انھوں نے اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا۔ اس حدیث کی سند میں اگر کوئی نقص ہوتا یا سند نہ معلوم ہونے کی وجہ سے اس میں کوئی نقص پیدا ہوتا تو اسے ضرور ذکر فرماتے، اس حدیث پر کسی قسم کا کوئی کلام اٹکانا فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث ان کے نزدیک قابل استناد ہے ان کا یہ عمل اس حدیث کے معتمد ہونے پر ان کی تقریر ہے۔ حدیث پر کلام تو کیا کرتے انھوں نے اس کی تائید میں فرمایا: ”وقد رواہ البيهقي ببعض المخالفة.“ اسے بیہقی نے بھی کچھ اختلاف کے ساتھ ذکر کیا۔ اس لیے دیانت داری کا تقاضا یہی ہے کہ اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا جائے۔ اسی پر بس نہیں۔ بہت سے علمائے اس کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”مدارج النبوة“ جلد دوم، ص: ۲ پر فرماتے ہیں: در حدیث صحیح وارد شدہ کہ: ”اول ما خلق الله نوري.“ وسائر مکونات علوی وسفلی ازاں نور وازاں جو ہر پاک پیدا شدہ، نیز علامہ عبد الغنی نابلسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ کی ”مبحث ثانی فی ذم الطعام“ میں فرماتے ہیں:

”قد خلق كل شئ من نوره صلى الله تعالى عليه وسلم كما ورد به الحديث الصحيح.“

بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنائی گئی۔ جیسا کہ اس بارے میں حدیث صحیح وارد ہے۔ محدثین جب کسی حدیث کے بارے میں یہ تصریح فرمادیں کہ یہ حدیث صحیح ہے تو اس کی صحت میں شبہہ نہیں رہ جاتا۔ ہاں اگر کسی نے اس کے خلاف کہا ہو تو پھر غور و خوض کی گنجائش نکل آتی ہے۔ مصنف عبد الرزاق اور بیہقی کی اس روایت کے بارے میں باوجود کوشش کے وہابیوں کو کسی محدث یا عالم کا کوئی قول آج تک نہیں مل سکا کہ یہ ضعیف ہے یا موضوع ہے۔ اگر خدا نخواستہ ملا ہوتا تو آسمان سر پر اٹھا لیتے یہ کھوکھلی بات نہیں کرتے کہ سند نہیں معلوم۔ اگر غیر مقلدین کا خود زائیدہ یہ قاعدہ صحیح مان لیا جائے کہ جس حدیث کی سند نہ معلوم ہو وہ نامقبول و مردود ہے، تو لازم آئے گا کہ امام بخاری نے ان سب کو بلا سند ذکر کیا، اور اگر یہ کہیں کہ اگر چہ امام بخاری نے ان سب کو بلا سند ذکر کیا ہے مگر بعد میں شارحین نے اس کی سند تلاش کر لی ہے تو عرض ہے کہ جب تک اس کی سندیں نہیں معلوم تھیں اس وقت تک ان کا کیا حکم تھا۔ بقول اس غیر مقلد کے ماننا پڑے گا کہ اس وقت تک وہ سب مردود تھیں۔ معلوم نہیں اس غریب غیر مقلد نے امام بخاری سے کب کی عداوت نکالی ہے۔ علاوہ ازیں حدیث

اول ما خلق اللہ نوری کی صحت اس درجہ مضبوط ہے کہ غیر مقلدین کے برادران علاقائی دیوبندی بھی اسے صحیح مانتے ہیں اور اسے مقام استدلال میں پیش کرتے ہیں۔ دیوبندیوں کے سب سے بڑے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی نے مخدورات عشرہ ص: ۵ میں بہ طور دلیل پیش کیا۔ لکھتے ہیں: اور ”اول ما خلق اللہ نوری“ وغیرہ کی تعلیل کیجیے۔ نیز دیوبندیوں کے حکیم الکل فی الکل تھانوی صاحب نے نشر الطیب ص: ۷ پر اس حدیث جابر کو نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا۔ کیوں کہ جن جن اشیا کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیا کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ مصابیح میں امام بغوی نے صرف احادیث کے متن ذکر کیے سندیں ترک کر دیں۔ اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تھا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں: ”و ان كان نقله و انه من الثقات كالا سناد.“ (۱)

اس کے تحت ملا علی قاری فرماتے ہیں: ”هذا شان من اشتهرت امانته و علمت عدالته و صيانته فيعول على نقله و ان تجرد عن اسناد الشئ لمحلہ.“ (۲) یعنی جب کہ امام بغوی ثقات سے ہیں تو ان کا بلا سند نقل کرنا مثل اسناد کے ہے۔ یہی ہر اس شخص کی شان ہے جس کی امانت مشہور ہو اور جس کی عدالت و صیانت معلوم ہو اگرچہ اسناد سے خالی ہو۔ پھر یہی صاحب مشکوٰۃ اپنی اس طرز کے بارے میں کہ انھوں نے احادیث کو بلا سند رہنے دیا اور حدیث کی کتابوں کا حوالہ دے کر چھوڑ دیا، فرماتے ہیں:

”وانی اذا نسبت الحديث اليهم كانی  
اسندت الى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم لانهم قد فرغوا منه واغنوننا  
عنه.“ (۳)

میں نے جب ان محدثین کی طرف نسبت کر دی  
تو گویا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک سند پہنچا  
دی، اس لیے کہ یہ لوگ سندیں ذکر کر چکے اور ہم  
کو سند کے ذکر سے بے پرواہ کر دیا۔

اس کے تحت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

”عن تحقیق الاسناد من وصله و قطعه و  
وقفه و رفعه و ضعفه و حسنه و صحته و  
ضعفه و من ثم لزم الاخذ بنص احدهم

ان محدثین نے ہم کو اسناد کی تحقیق سے بے پرواہ  
کر دیا کہ یہ موصول ہے کہ مقطوع، موقوف ہے  
کہ مرفوع، ضعیف ہے کہ حسن، صحیح ہے کہ

۱۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۱۰ (دیباچہ) مجلس برکات۔

۲۔ مرقاۃ، ج: اول، ص: ۱۲۔

۳۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۱۰ (دیباچہ) مجلس برکات



موضوع۔ اسی وجہ سے محدثین میں سے کسی ایک کا یہ ارشاد قبول کرنا لازم ہے کہ یہ سند یا حدیث صحیح ہے کہ حسن، ضعیف ہے کہ موضوع۔ مصنف کے کلام سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کتابوں سے حدیث نقل کرنا جائز ہے جو معتمد اور مشہور ہوں یا ان کی نسبت مصنف کی جانب صحیح ہو جیسے صحاح ستہ یا دوسری حدیث کی کتابیں۔ یہ نقل کرنا اس کے مضمون پر عمل کرنے کے لیے ہوا اگرچہ احکام میں ہو، خواہ اس سے دلیل لانا مقصود ہو۔

على صحة السند او الحديث او على حسنه و ضعفه او وضعه فعلم من كلام المصنف انه يجوز نقل الحديث من الكتب لمؤلفة المعتمدة التي اشتهرت او صحت نسبتها من الكتب الستة وغيرها من الكتب المؤلفة سواء في جواز نقله مما ذكر كان نقله للعمل بمضمونه و لو في الاحكام او للاحتجاج. (ديباچہ مشکوٰۃ)

صاحب مصابیح و مشکوٰۃ کے عمل اور صاحب مشکوٰۃ اور صاحب مرقات کے ارشادات صریحہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اگر کسی معتمد کتاب میں کوئی حدیث مذکور ہو تو اس حدیث سے استدلال درست اور اس پر اعتماد جائز۔ کسی حدیث پر اعتماد کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ کسی معتمد کتاب میں موجود ہے، اگرچہ اس کی سند نہ معلوم ہو۔ نیز محدثین اگر کسی حدیث کو صحیح کہہ دیں تو اس حدیث کو صحیح ماننا ضروری۔ جب تک اس کے خلاف قابل تسلیم دلیل قائم نہ ہو۔ امام عبدالرزاق بلاشبہہ قابل اعتماد محدث ہیں، اس درجہ کے محدث ہیں کہ امام بخاری و مسلم کے استاذ الاستاذ اور امام احمد بن حنبل کے استاذ ہیں، نیز یہ حدیث بیہقی میں بھی ہے، جیسا کہ زرقانی کے حوالے سے گزرا اور بیہقی بلاشبہہ معتمد ہیں۔ خود صاحب مشکوٰۃ نے انھیں معتمدین میں گنا۔

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ یہ حدیث مصنف عبدالرزاق اور کچھ اختلاف کے ساتھ بیہقی میں بھی موجود ہے اور مصنف عبدالرزاق و بیہقی بالاتفاق معتمد و مستند ہیں۔ کسی حدیث کا کسی معتمد و مستند کتاب میں مذکور ہونا اس کے لائق استناد ہونے کے لیے کافی ہے، جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو جب کہ یہ معلوم ہو کہ یہ حدیث فلاں معتمد کتاب میں ہے۔ صرف سند نہ معلوم ہونے کی بنا پر اس کو رد کرنا جہالت ہی نہیں حدیث سے عداوت بھی ہے۔ تلقی امت بالقبول کسی بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اگرچہ اس کی سند نہ معلوم ہو، یا اس کی سند میں کچھ خلل ہو۔ کسی حدیث کے بارے میں کسی معتمد عالم کا یہ فرمانا کہ یہ حدیث صحیح ہے، اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے، جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ اس لیے یہ حدیث جابر بلاشبہہ صحیح ہے اگرچہ اس کی سند ہم کو معلوم نہیں اس لیے کہ یہ دو دو معتمد کتابوں میں مذکور ہے اور اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہیں، کسی نے کوئی کلام نہیں کیا، نیز اسے تلقی امت بھی حاصل ہے۔ علاوہ ازیں دو مسلم الثبوت علما نے اس کی تصحیح بھی کی ہے اور جب یہ حدیث صحیح ہے تو اس پر اعتماد کرنا اس کے مطابق اعتقاد رکھنا ضرور لازم و ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑧ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث ”اول ما خلق اللہ نوری“ میں اولیت سے مراد اولیت حقیقیہ علی الاطلاق ہے، اس لیے کہ دوسری احادیث میں جن جن چیزوں کی اولیت مذکور ہے، حدیث جابر میں ان سب کی نور محمدی سے تاخیر مذکور ہے۔ علاوہ ازیں حدیث ”اول ما خلق اللہ القلم“ کا پچھلا حصہ اس پر دلیل ہے کہ اس حدیث میں اولیت سے مراد اولیت اضافیہ ہے۔ اس غیر مقلد نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں ان کے مداحین اہل سنت کو عقل کا اندھا تو کہہ دیا، اب وہ یہ بتائے کہ اسے اس حدیث کے بعد والا حصہ نظر آیا کہ نہیں، اگر نہیں نظر آیا تو وہ نظر کے ساتھ عقل کا بھی اندھا ہے۔ اگر خود انکھیا رہا ہوتا تو پورا حصہ دیکھتا، لیکن اگر وہ واقعی اندھا ہے اور اسے عقل ہوتی تو کسی انکھیارے سے پوری حدیث پڑھوا کر سن لیتا۔

سچ ہے: ”حَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ.“ (۱)  
اور حق ہے: ”ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٍ لَا يُبْصِرُونَ. صُمُّ بَكْمٌ عُمًى فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ.“ (۲)

اس اندھے کو کیا دکھائیں، البتہ ایمان والے پوری حدیث دیکھیں، ارشاد ہے:  
”ان اول ما خلق اللہ القلم و قال له اكتب قال ما اكتب قال اكتب القدر فكتب ما كان وما هو كائن الى الابد.“ (۳)  
بے شک اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے حکم دیا لکھ، اس نے عرض کیا، کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر لکھ، تو جو کچھ ہو چکا تھا اور جو اب تک ہونے والا تھا سب قلم نے لکھا۔

غور کیجیے! اگر قلم سے پہلے کچھ پیدا نہیں کیا تھا تو ماکان کا صدق کیسے ہوگا۔ ماکان بتا رہا ہے کہ قلم سے پہلے بھی کچھ پیدا ہو چکا تھا، جس کو قلم نے لکھا۔

اس ٹکڑے سے ثابت ہو گیا کہ اس حدیث میں اولیت سے مراد اولیت اضافیہ ہے۔ علاوہ ازیں اجلہ محدثین و علمائے معتمدین نے صاف صاف تصریح کی ہے کہ نور مصطفیٰ کو اولیت حقیقی حاصل ہے اور قلم وغیرہ میں اولیت سے مراد اولیت اضافیہ ہے۔ حضرت ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

”و فی الازہار اول ما خلق اللہ القلم یعنی بعد العرش و السماء و الريح لقوله ازہار میں ہے، پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم پیدا فرمایا یعنی عرش اور پانی اور ہوا کے بعد، اس لیے حضور

① قرآن مجید، پارہ ۱، سورہ بقرہ، آیت: ۷

② قرآن مجید، پارہ ۱، سورہ بقرہ، آیت: ۱۷

③ مشکوٰۃ شریف، باب الایمان بالقدر، ص: ۲۱، مجلس برکات

علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھیں، اس حالت میں کہ اس کا عرش پانی پر تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کا عرش پانی پر تھا تو پانی کس پر تھا؟ فرمایا ہوا کی پیٹھ پر۔ اسے بیہقی نے روایت کیا، یہ سب ابہری نے بیان کیا اس لیے قلم میں اولیت اضافی ہے، اول حقیقی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ میں نے المورد للمولد میں ذکر کیا ہے۔

علیہ الصلاۃ والسلام کتب اللہ مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسين الف سنة وعرشه علی الماء . رواہ مسلم و عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سئل عن قوله تعالیٰ کان عرشہ علی الماء علی اى شیء کان الماء قال علی متن الریح رواہ البیہقی ذکرہ ابہری فالأولیة اضافیة و الاول الحقیقی هو النور المحمدی علی ما بینتہ فی المورد للمولد۔“

اس عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حدیث ”اول ما خلق اللہ القلم۔“ میں اگر اولیت سے مراد اولیت حقیقیہ لیا جائے تو یہ مسلم شریف کی مذکورہ بالا حدیث صحیح کے معارض ہوگی، اس لیے دفع تعارض کے واسطے لازم ہے کہ قلم میں اولیت سے مراد اولیت اضافی لی جائے اور اگر یہ غیر مقلد اس پر راضی نہیں تو غیر مقلدین کے طریقے پر یہ کہا جائے کہ چوں کہ مسلم شریف کی یہ حدیث ترمذی شریف کی اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ اس لیے خود امام ترمذی نے اس کے بارے میں فرمایا: ”غریب اسناداً۔“ اور مسلم شریف کی حدیث بے داغ ہے اس لیے کہ مسلم کی حدیث راجح و مقبول، اور ترمذی شریف کی حدیث مرجوح نامقبول، پھر اب جھگڑا ہی ختم اس لیے کہ جب ترمذی شریف کی حدیث: ”اول ما خلق اللہ القلم۔“ غیر مقلدین کے اصول سے ناقابل اعتبار۔ تو اب یہ حدیث: اول ما خلق اللہ نوری۔“ کے معارض نہ رہی اور حدیث اول: ”اول ما خلق اللہ نوری۔“ کا مدلول بلا تعارض و تزاح باقی۔ بولے غیر مقلد جی اب کیا کہتے ہیں آپ کے عمل بالحدیث کا ادعا کہاں گیا۔ لیکن ہم اہل سنت مسلم شریف کی اور ترمذی شریف کی ان دونوں حدیثوں پر ایمان رکھتے ہیں اور حدیث ترمذی کی یہ توضیح کرتے ہیں کہ قلم کی اولیت اضافی ہے۔ جیسا کہ حدیثوں کے منطوق سے ثابت۔ اجلہ علمائے معتمدین کے ارشادات سے ثابت، حضرت علامہ ملا علی قاری کا ارشاد گزر گیا اور بقیہ علماء کے ارشادات آگے آتے ہیں۔ اب کوئی اس غیر مقلد سے پوچھے کہ کسی حدیث کا انکار کرنا کس کا شیوہ ہے۔ سینوں کو گالی دینے والے، جلی کٹی سنانے والے اس یہودی سرشت کو سنادیں: ”افتونمون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔“ اول ما خلق اللہ نوری۔“ میں اولیت حقیقی مراد ہے، اور ”اول ما خلق اللہ القلم۔“ میں اولیت اضافی۔

اس پر اسلاف کے اتنے کثیر ارشادات موجود ہیں کہ اگر ان سب کا استقصا کیا جائے تو دفتر تیار ہو جائے۔ ان کثیر ارشادات میں سے پہلے سند الحفظ علامہ ابن حجر عسقلانی جیسے جلیل الشان کا ارشاد سنئے:

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حدیث کتب مقدار الخلاق کے تحت ہے:

قال ابن حجر اختلف الروایات فی  
اول المخلوقات وحاصلها لما بینتها  
فی شرح شمائل الترمذی ان اولها  
النور الذی خلق منه علیہ الصلاة  
والسلام ثم الماء ثم العرش۔<sup>(۱)</sup>

ابن حجر نے فرمایا کہ اول مخلوقات کے بارے  
میں روایتیں مختلف ہیں۔ ان سب کا حاصل جیسا  
کہ میں نے شرح شمائل ترمذی میں بیان کیا ہے  
کہ ان سب سے اول وہ نور ہے جس سے حضور  
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا فرمائے گئے۔  
پھر پانی، پھر عرش۔

خاتم المحدثین حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:

”وحدیث اول ما خلق اللہ القلم۔“ نیز گفتہ اند کہ مراد بعد العرش والماء است واقع شدہ است۔<sup>(۲)</sup>

وکان عرشہ علی الماء ودر بعضہ احادیث تصریح ہوا واقع شدہ است وآمدہ است کہ خلق ماء پیش تر از عرش  
است وخلق نور و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازاں سابق است علاوہ ازیں علامہ احمد خطیب قسطلانی مواہب  
اللہ نیہ میں اور علامہ عبدالباقی زرقانی نے اس کی شرح میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کے نور پاک کی تخلیق مطلقاً سب سے پہلے ہوئی۔ اس لیے حدیث: ”اول ما خلق اللہ نور۔“ میں  
اولیت سے مراد اولیت حقیقی ہے، اور قلم میں اولیت سے مراد اولیت اضافی۔ علاوہ ازیں امام اجل امام اہل سنت  
سیدنا ابوالحسن الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اوپر مذکور ہوا کہ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہر چیز بنی۔  
علامہ عبد الغنی نابلسی کا ارشاد گزرا کہ ہر ایک چیز اسی نور پاک سے بنائی گئی۔ ان دونوں ارشادات میں لفظ کل عموم و  
استغراق پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے نور مصطفیٰ کا اول حقیقی ہونا متعین ہو جاتا ہے۔ حضرت ملا علی قاری  
”المورد الروی“ میں فرماتے ہیں: ”فعلم ان اول الاشیاء علی الاطلاق النور المحمدي ثم  
الماء ثم العرش ثم القلم فذكر الاولیة فی غیر نورہ اضافیة۔“ معلوم ہوا کہ تمام اشیا سے پہلے نور  
محمدی ہے مطلقاً۔ پھر پانی، پھر عرش، پھر قلم۔ اس لیے نور پاک کے غیر میں اولیت کا ذکر اضافی ہے: ”اکلیل  
التنزیل۔“ اخیر سورہ توبہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ آپ کے سوالوں کا جواب تھا اب اس غیر مقلد کی خدمت گزاری کے لیے چند باتیں معروض ہیں۔

۱۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ص: ۱۲۲، ج: ۱

۲۔ مدارج النبوة، جلد دوم، ص: ۲۰



① اس نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ: ”قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين.“ میں نور سے مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہی ہے اس پر عرض ہے۔

یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ نصوص کو ان کے ظاہر معنی پر حمل کرنا واجب ہے جب تک ظاہر معنی سے پھیرنے پر کوئی دلیل نہ قائم ہو۔ یہ دلیل بھی اس درجہ کی ہو جس درجہ کی وہ نص ہو عقائد لسانی اور اس کی شرح تفتازانی میں ہے:

”والنصوص من الكتاب والسنة تحمل على ظواهرها ما لم يصرف عنها دليل قطعي.“ (۱)

کتاب و سنت کے نصوص اپنے ظاہر معنی پر حمل کیے جائیں گے جب تک ظاہر معنی سے پھیر رہا ہے تو اس پر لازم ہے کہ کوئی دلیل قطعی لائے۔

اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہی نہیں اس کی پوری برادری قیامت تک کوئی دلیل نہیں لاسکتی اور جب اس کے ظاہر معنی سے پھیرنے والی کوئی دلیل نہیں۔ بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نص قرآن حسب اعتراف مخالف نور حسی معنوی حقیقی ہیں۔

② اس نے تسلیم کر لیا کہ: ”اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ.“ میں نور اپنے حقیقی معنی پر ہے ہم اوپر مطالع المسرات کے حوالے سے سیدنا ابوالحسن الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد نقل کر آئے: ”والروح النبوية القدسية لمعة من نوره.“ روح نبویہ قدسیہ نور الہی کی تابش ہے۔ تو ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی حقیقی معنی میں نور ہیں۔

③ اس نے اپنے مضمون میں قبول کیا ہے کہ چاند و سورج کا نور ہونا اپنے حقیقی معنی پر ہے۔ اب آئیے چند احادیث سنیں۔ امام ترمذی شاکل میں جابر بن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ انھوں نے فرمایا:

”رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في ليلة اضحيان وعليه حلة حمراء فجعلت انظر اليه والى القمر فلَهُوَ عندى احسن من الذى فى راسى“ (۲)

میں نے چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کے اوپر سرخ حلتہ تھا۔ میں حضور کو دیکھنے لگا اور چاند کو دیکھنے لگا بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے نزدیک چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

ہوسکتا ہے حسب عادت یہ غیر مقلد عداوت رسول میں عنندی اور احسن پر کلام کرے اس لیے دوسری حدیث لیجیے۔ مدارج النبوة میں ہے:

① شرح تفتازانی، ص: ۱۱۹

② شمائل ترمذی باب ما جاء فى خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص: ۲۔

ابوہالہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عظیم باہیت تھے۔ حضور کا چہرہ یوں چمکتا تھا جیسے چودہویں رات کا چاند۔

”در حدیث ہند بن ابی ہالہ آمدہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخمًا مخفمًا يتلأ لؤ وجهه تلالؤ القمر ليلة البدر.“ (۱)

نیز اسی میں ہے:

حضور ایسے روشن و تاباں تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب حضور کے چہرہ میں چل رہا ہے۔

”در حدیث ابی ہریرہ آمدہ چنآں روشن و تاباں بود گویا سیر می کند آفتاب در روی وے صلی اللہ علیہ وسلم.“ (۲)

اب بھی اگر آنکھ نہ کھلی ہو تو مزید سنئے۔ زرقانی میں ہے:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا جب کبھی سورج کے ساتھ کھڑے ہوتے تو حضور کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب آتی۔

”روی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوء الشمس.“ (۳)

اب عمل بالحدیث کے اس دعویدار دشمن رسول سے پوچھیں اب کیا کہتا ہے۔

❷ یہ غریب چلاتھا ”اللہم اجعل لی نوراً۔“ کی حجامت بنانے مگر خود اسی کے استرے سے چار ابرو کا صفایا ہو گیا۔ یہاں ”لی“ کی آڑ لے کر یہ ترجمہ کیا: اے اللہ میرے لیے نور کر دے، مگر دروغ گور حافظہ نباشد۔ چند سطر بعد ”اللہم اغفر لی“ کا ترجمہ کیا: اے اللہ مجھے بخش دے یہاں بیچارے کو ”لی“ نظر نہیں آیا یا نظر آیا تو ہضم کر گیا اور کیوں نہ ہضم کرتا اس کے مورثان اعلیٰ کی عادت تھی ”وتکتمون الحق۔“ پرانی رگ جوش مارتی ہی ہے ورنہ بات صاف ہے۔ جب اللہم اغفر لی کا ترجمہ مجھے بخش دے صحیح ہے، اسی طرح ”اللہم اجعل لی نوراً۔“ کا ترجمہ اے اللہ مجھے نور بنا دے درست۔

❸ یہاں تو غریب نے ”لی“ کی آڑ لے کر اپنے دل کو تسکین دے لیا مگر مسلم شریف میں وارد: ”واجعل فی نفسی نوراً۔“ میں کیا کرے گا اور اگر یہاں ”فی“ پر اترائے تو صاحب نسائی کی اس روایت کو جس میں ”واجعلنی نوراً۔“ ہے اس سے کیسے جان بچائے گا۔ پھر اس بے چارے کو جو حضرت ملا علی قاری نے بلکلیہ ذبح کر دیا ہے اس سے کیسے جان بچالے گا۔ مرقاۃ میں اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

❶ مدارج النبوة ج: اول ص: ۵

❷ مدارج النبوة ج: اول ص: ۴

❸ زرقانی، ص: ۱۲۲، ج: ۴

”وفی رواية النسائی والحاکم  
واجعلنی نوراً. وهو ابلغ من الكل.“ (۱) نوراً. یہ سب روایتوں سے زیادہ بلیغ ہے۔

❶ یہاں بھی وہی صیہونی رگ پھڑکی ”اَفْتُوْهُمْ نُوْرًا بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضِ.“ (۲) اس حدیث میں تین الفاظ وارد ہیں ”واجعلنی نوراً“، کولیا اور دوسری دو روایتوں کو ترک کر دیا، کیا یہی دین و دیانت ہے، کیا یہی عمل بالحدیث ہے؟ عمل بالحدیث وہ ہے جو حضرت ملا علی قاری نے فرمایا کہ سب روایتوں سے زیادہ بلیغ ”واجعلنی نوراً“ ہے۔ اس کا ما حاصل یہ ہوا کہ سب روایتوں کا معنی ایک ہے وہ اس طرح کہ جیسے ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر ہوا کرتی ہے، اسی طرح ایک روایت دوسری روایت کی بھی تفسیر ہوتی ہے۔ اس لیے تینوں روایتوں کا معنی ایک ہے۔

❷ ”واجعل لی نوراً“ پر یہ اعتراض جڑ دیا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے پہلے نور نہیں تھے۔ اگر ہر دعا کا مطلب یہ ہوتا کہ دعا سے پہلے وہ چیز حاصل نہیں تھی تو کوئی اس جاہل سے پوچھے کہ وہ خود کہتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے ”اللھم اغفر لی.“ اے اللہ مجھے بخش دے۔ تو اس کے بقول اس دعا کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ صد ہزار بار معاذ اللہ حضور گنہ گار معصیت کا رتھے اور طرفہ ظلم یہ کہ بقول اس کے اس دعا سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت بھی نہیں ہوئی تھی۔ حالاں کہ علمائے اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور بطور غیر مقلدین یہ الزام ثابت۔ غیر مقلدین پر کہ سورہ فتح میں فرمایا: ”لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ.“ (۳) تو اب مغفرت حاصل ہونے کے بعد مغفرت کی دعا کا کیا معنی؟

❸ پھر یہی حافظہ نباشد لکھتا ہے کہ حضور یہ بھی دعا مانگا کرتے تھے ”اهدنی“ مجھے ہدایت دے۔ اس کے نزدیک دعا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کی دعا مانگی جائے وہ پہلے سے حاصل نہیں ہوتی، تو اس کے بقول لازم کہ اس دعا سے پہلے معاذ اللہ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت پر نہیں تھے۔ ایسی بات ایک غیر مقلد تو کہہ سکتا ہے، کوئی مسلمان ہرگز ہرگز نہیں کہہ سکتا۔

❹ علاوہ ازیں غیر مقلدین کا عقیدہ ہے کہ نبی کی بھی دعا کا قبول ہونا ضروری نہیں، تو اب سوچیں بات کہاں تک جا پہنچی۔ بقول اس گمراہ کے دعا کے وقت تک حضور ہدایت سے محروم تھے اور دعا کے بعد بھی ہدایت ملی یا

❶ ۱: مرقاة، ص: ۱۲۲، ج: ۲

❷ ۲: قرآن مجید، سورہ البقرہ، پارہ: ۱، آیت: ۸۵

❸ ۳: قرآن مجید، سورہ الفتح، پارہ: ۲۶، آیت: ۲

نہیں، یہ مشکوک ہے۔ جب نبی ہی کا ہدایت پر ہونا مشکوک تو امت کا حال خدا ہی جانے۔ یہ دین کی خدمت ہے یا دین کو جیسے اکھاڑ بھینکنے کی سیہونی کوشش؟

⑩ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کیا لازم آیا، اس سے غیر مقلدین کو کیا مطلب۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بھی توہین و تنقیص ہو، غیر مقلدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا چین، روح کا اطمینان، مگر اب اپنی خبر لیں، کسی اور وقت ہدایت کی دعا مانگتے ہیں یا نہیں، یہ تو نہیں معلوم، مگر نمازوں میں سورہ فاتحہ ضرور پڑھتے ہیں، اس میں ہے: ”اهدنا الصراط المستقیم“ مرتے وقت جو بھی نماز پڑھیں گے سب میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ہدایت کی دعا مانگیں گے کہ اے اللہ صراط مستقیم کی ہدایت دے تو بقول اس غیر مقلد کے لازم کہ مرتے دم تک اسے اور کسی غیر مقلد کو ہدایت نصیب نہیں، سب گمراہ، ضال، مضل رہتے ہیں: ”كَذَلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ.“ (۱)

⑪ اس غیر مقلد نے واجعل لی نوراً کی تشریح میں کہا یعنی آپ نور و روشنی و ہدایت اللہ کی بارگاہ سے طلب کر رہے ہیں اور اس کے نزدیک دعا کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ دعا سے پہلے وہ چیز حاصل نہیں تھی تو اس کے بقول لازم آیا کہ اس دعا سے پہلے آنحضور کو نہ نور ملا نہ روشنی نہ ہدایت پھر حافظہ نباشد کہ بہ طور آیہ کریمہ: قد جاءکم من اللہ نور۔ کے بارے میں یہ تسلیم کر چکا ہے کہ حضور نور بمعنی ہدایت اور حق ہیں۔ تو اس آیت کی تشریح میں جو کچھ اس نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدا ہی سے نور اور حق ہیں اور یہاں واجعلنی نوراً کی تشریح میں جو کچھ کہا اس سے لازم کہ اس دعا سے پہلے حضور کو ہدایت نہ ملی۔ اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہوا کہ قرآن میں جو حضور کو نور بمعنی ہدایت کہا گیا وہ غلط ہوا۔ اب ناظرین انصاف کریں کہ حدیث کا ایسا مطلب بتانا جو قرآن کی تکذیب کو مستلزم ہو کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہودیوں کے فتنہ کا عمل بالحدیث کے مدعی غیر مقلدین کا ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سری نے سچ فرمایا۔

یہ ہے دیں کی تقویت اس کے گھریہ ہے مستقیم صراط شر  
کہ شفی کے دل میں ہے گا و خرتو زباں پہ چوڑا چمار ہے  
ع بھیڑ میں ہاتھ سے کبخت کے ایمان گیا۔

⑫ اب ہم عوام اہل سنت کی تسکین خاطر کے لیے اخیر میں دعائے اقدس ”واجعلنی نوراً۔“ کی اور ”اللہم اھدنی۔“ کی تھوڑی سی تشریح عرض کرتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً بلاشبہ مجسم نور



سراپا ہدایت تھے اور ہیں لیکن نور کوئی چھوٹی موٹی چیز نہیں جسے ہتھمہا حاصل کر لیا جائے کہ وہ باقی نہیں رہتی۔ نور ایک عظیم شے ہے اور پھر جب کہ حسب تصریح امام ابوالحسن الاشعری حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور الہی کی تابش ہیں اور نور الہی غیر متناہی تو اس کی تابش بھی غیر متناہی، اس دعا کا حاصل یہ ہوا کہ اے اللہ تو نے مجھے نور بنایا میں نور ہوں لیکن اس پر بس نہ فرما۔ اپنے نور غیر متناہی کی تابشیں اور زیادہ کر اور دن بہ دن زیادہ کرتا جا۔ اسی طرح حضور سراپا ہدایت تھے۔ ”اللہم اھدنی۔“ سے مراد یہ ہے کہ ہدایت پر ثابت قدم رکھ۔ یا امت کی تعلیم کے لیے دعا ارشاد فرمائی جیسا کہ ”دب اغفر لی۔“ امت کی تعلیم کے لیے ارشاد فرمائی یا اس دعائیں غفران بہ معنی ستر ہے جیسا کہ علامہ احمد خطیب قسطلانی نے شرح بخاری میں تصریح فرمائی ہے تو اب اس کا ترجمہ وہ نہیں ہوگا جو غیر مقلد نے کیا اب ترجمہ یہ ہوگا۔ اے اللہ مجھے گناہوں سے بچائے رکھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرح بشر ہیں؟

مسئلہ: محمد شمیم رضا خاں نوری رضوی، مدرسہ غوثیہ رضویہ، کھنڈیل، بشن پورہ، ضلع گیا (بہار) ۱۸/ صفر ۱۴۱۰ھ

رسول اکرم کو اپنی طرح بشر کہہ سکتے ہیں؟



### الجواب

یقیناً بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں مگر ہم جیسے بشر نہیں خود انھوں نے ارشاد فرمایا:

”لست کا حد منکم۔“ (۱) میں تم جیسا نہیں ہوں۔

اور ارشاد فرمایا:

”لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی۔“ میری حقیقت کو میرے رب کے علاوہ کسی نے نہیں جانا۔

دیوبندیوں کا یہ ضرور عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر ہیں، بڑے بھائی کی طرح ہیں، دیوبندی مجیب نے آیہ کریمہ کا وہ حصہ نقل کیا جس سے مثلثیت ثابت ہوتی تھی اور آگے جو فرمایا:

”یُوْحٰی اِلَیَّ۔“ (۲) میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

اسے نقل نہیں کیا اس لیے کہ یہی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عام بشر کی طرح نہیں بلکہ عام بشر کی سطح سے بہت بلند و بالا ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ بخاری شریف، ج: اول، ص: ۳۹۰، کتاب الصوم، باب الوصال، ۴۸/ ۴۸، حدیث ۱۹۶۱، دار الکتاب العربی، لبنان۔

۲۔ قرآن مجید، سورہ الکہف، آیت: ۱۱۰۔ پ: ۱۶

## انبیاء کرام کی بشریت کا انکار کفر ہے۔ مکتوبات امام ربانی میں بہت سی باتیں سکرا میز ہیں۔ صحواور سکرا مطلب۔

مسئولہ: سید اقبال احمد، محلہ معظم پور، تلہر، شاہ جہاں پور (یو. پی.) - ۱۷/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۷ھ

﴿مسئلہ﴾ حضرت شیخ احمد سرہندی جن کو دنیا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی حامی سنت اور نگہبان ملت وغیرہ کے نام سے جانتی ہے، کے مکتوبات پڑھ کر ناچیز عجب ذہنی کش مکش میں مبتلا ہو گیا ہے۔ حضرت مجدد کے ان مکتوبات کے مطالعہ کا شرف ابھی حال ہی میں ایک دوست کے توسط سے حاصل ہوا ہے۔ ویسے تو حضرت مجدد کے یہ مکتوبات بلاشبہ توحید و سنت اور اخلاق و معرفت کا ایک بیش بہا خزانہ ہیں، مگر ساتھ ہی ان مکتوبات میں مجھے کچھ ایسی چیزیں نظر آئیں جو مذہب اہل سنت و جماعت کے بالکل خلاف ہیں۔ حضرت شیخ کے لیے عقیدت و احترام کا وہ جذبہ آہستہ آہستہ ختم ہوتا ہوا معلوم پڑتا ہے، جو پہلے تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے عقائد و نظریات رکھنے والے شخص کو امام ربانی مجدد الف ثانی اور حامی سنت وغیرہ جیسے ناموں سے کیوں کر منسوب کیا جاتا ہے؟

حضرت شیخ کے مکتوبات کی وہ چند عبارتیں آپ کے لیے نقل کر رہا ہوں جو ناچیز کے نزدیک اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں، ساتھ ہی ساتھ خدا سے دعا ہے کہ حضرت شیخ کی ان عبارتوں کا وہ مطلب نہ ہو جو ناچیز کے ناقص ذہن نے سمجھے ہیں۔

”اماد نبوت و رسالت درجہ ایست مرنبی را کہ ملک باں نرسیدہ است و آں درجہ از راہ عنصر خاک آمدہ است کہ مخصوص بہ بشر است۔“ (۱)

”نمی بینی کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ السلام با عامہ در نفس انسانیت برابر اند و در حقیقت و ذات ہمہ متحد تفاضل باعتبار صفات کاملہ آمدہ است۔“ (۲)

”اے برادر! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باں علوشان بشر بود و بدایغ حدوث و امکاں منقسم۔“ (۳)

مذکورہ عبارتوں میں حضرت شیخ نے انبیاء کرام خصوصاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف بشر کہا ہے بلکہ نفس انسانیت اور حقیقت و ذات کے اعتبار سے سب کے ساتھ متفق بتایا اور حدوث و امکاں کے داغ سے بھی متصف قرار دیا ہے جب کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا کفر ہے کیوں کہ

﴿۱﴾ مکتوبات دفتر اول، حصہ چار، ص: ۱۲۳

﴿۲﴾ مکتوبات دفتر اول، حصہ چار، ص: ۱۲۸

﴿۳﴾ مکتوبات: ۱۷۳ دفتر اول، ص: ۱۷۷

قرآن پاک میں انبیاء کرام کو بشر کہنے والوں کو جا بجا کافر فرمایا گیا ہے<sup>(۱)</sup> اسی طرح حضرت شیخ نے اپنے ایک طویل مکتوب میں بعض ان مسلمانوں کو بت پرست فرمایا ہے جو بزرگوں کی نذر و نیاز کے لیے کسی جانور کو ان کے مزار پاک پر ذبح کرتے ہیں اور اسی مکتوب میں حضرت شیخ نے ان عورتوں کو بھی شرک زدہ قرار دیا کہ جو پیروں اور بیبیوں کے نام پر روزے رکھتی ہیں۔ ان کے لیے خاص اہتمام کرتی ہیں اور ان روزوں کے توسل سے اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی چاہتی ہیں۔ عورتوں کے ان افعال کو بھی شیخ نے شرک و کفر قرار دیا ہے اور اپنی بات کی تائید میں کافروں اور مشرکوں کے حق میں نازل ہونے والی آیت: ”وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهْمٌ مِشْرُكُونَ“ کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا ہے۔<sup>(۲)</sup> حضرت شیخ نے بس اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے ایک خط میں انھوں نے میلاد شریف جیسی سعادت کو بھی بدعت سمیہ قرار دیتے ہوئے اسے مطلقاً بند کر دینے کی بات بھی کہی ہے۔<sup>(۳)</sup> اور ایک جگہ عرس کی بھی مذمت کی ہے۔ اس سلسلے میں علمائے اہل سنت کے موقف کو واضح کرتے ہوئے یہ بتانے کی زحمت گوارا کریں کہ حضرت شیخ کی مذکورہ تمام عبارتوں کے ہوتے ہوئے انھیں امام ربانی مجدد الف ثانی اور ولی کامل وغیرہ مانا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہاں تو پھر وجہ بیان کریں۔

### الجواب

پہلی بات یہ ہے کہ مکتوبات امام ربانی کی اسناد میں بھی ضعف ہے انھوں نے مختلف دیار و امصار میں اپنے مریدین و معتقدین کو خطوط روانہ کیے جو ان کے وصال کے بعد کسی نے تلاش کر کے جمع کیا۔ اس میں اس کا بھی امکان ہے کہ الحاق ہوا ہو جو مکتوب حقیقت میں ان کا نہ ہو کسی خدا ناترس نے شامل کر دیا ہو۔ دوسرے یہ کہ حضرت مجدد صاحب نے اپنے مکتوب ”صد بست وکیم“ میں اقرار فرمایا ہے کہ میں نے اپنے مکتوب میں سب باتیں صحوخالص میں نہیں لکھی ہے بہت سی باتیں سکر آمیز ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں:

”ایں فقیر ایں ہمہ دفاتر در بیان علوم و اسرار این طائفہ علیہ نوشتہ است ظاہراً بخاطر شتا قرار یافتہ است کہ از روئے صحوخالص نوشتہ است بے مزج سکر حاشا و کللاً“<sup>(۴)</sup>

”صحو“ کا مطلب ہوتا ہے کہ عارف غلبہ محبت و جذب اور استغراق کی وجہ سے مغلوب نہ ہو اور ”سکر“ کا مطلب ہوتا ہے کہ مغلوب ہو۔ عالم سکر کی باتیں حجت نہیں اس لیے مکتوبات میں جو باتیں شریعت کے مطابق ہوں وہ مقبول ہیں اور جو اس کے خلاف ہوں وہ قابل قبول نہیں پھر یہ کہ آپ نے جو عبارتیں نقل کی ہیں ان سب

۱۔ خزائن العرفان اور جاء الحق وغیرہ

۲۔ مکتوبات: ۴۱

۳۔ مکتوبات: ۷۲، بنام حضرت خواجہ حسام الدین

۴۔ ص: ۵۶۵، دفتر دوم

کی تاویل و توجیہ ممکن۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آپ نے یہ لکھا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا کفر ہے، یہ غلط ہے اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ نہیں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بشر تھے اور ان کی بشریت سے انکار کرنا کفر ہے۔ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کا بشر ہونا ضروری ہے۔ وہابیوں سے ہمارا اختلاف اس میں نہیں کہ ہم بشریت سے انکار کرتے ہیں اختلاف اس میں ہے کہ وہ ہمارے جیسے بشر تھے، ان کی تعریف اتنی کرو جتنی بڑے بھائی کی کرتے ہو۔ سو اس میں بھی کمی کرو جیسا کی تقویت الایمان میں ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام ہم جیسے بشر نہیں ان کی ظاہری صورت ہم سے بدرجہا اعلیٰ و احسن اور ان کی ذات بدرجہا افضل و اعلیٰ، ارفع و اکمل، بڑا بھائی تو بڑا بھائی کسی کا باپ بھی انبیاء کرام کے ہم منصب نہیں۔ خزائن العرفان میں مطلقاً یہ نہیں لکھا کہ انبیاء کرام کو بشر کہنا کفار کا طریقہ ہے۔ بلکہ یہ تحریر فرمایا قرآن کریم میں جا بجا کفار کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ انبیاء کو اپنے مثل بشر کہتے تھے اور اسی سے گمراہی میں مبتلا ہوئے<sup>(۱)</sup>

اور یہ بات اپنی جگہ پر حق ہے کہ کفار نے انبیاء کو جھٹلانے کے لیے عام طور پر یہی کہا کہ ہمارے مثل بشر ہیں میری یادداشت میں ۱۳/۱۲ جگہ کفار کا یہ قول قرآن کریم میں مذکور ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ کفار انبیاء کرام کی نبوت و رسالت سے انکار کے لیے عام طور پر یہی کہتے تھے کہ یہ ہمارے مثل بشر ہیں۔ ان کے ایمان نہ قبول کرنے میں یہی وسوسہ آڑے آیا۔ کھلے کافروں کی طرح وہابی بھی حضرات انبیاء کرام کے فضائل و کمالات سے انکار کے لیے یہی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے مثل ہیں۔ اسی لیے ان کا رد کیا جاتا ہے۔ ایک خاص بات یہاں یہ ہے۔ آیت کریمہ: ”انما انا بشر مثلكم۔“<sup>(۲)</sup> میں خطاب مشرکین سے ہے اور یہ بات وہابی جماعت کے بانی مولوی اسماعیل دہلوی کو بھی تسلیم ہے۔ تقویت الایمان کے اخیر میں مولوی اسماعیل دہلوی کا ایک خط چھپا ہے، جس میں لکھتے ہیں۔

”ولا يخفى ان المخاطبين انما انا بشر مثلكم هم المشركون۔“ اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ بشر مثلكم کا خطاب مشرکین کی طرف ہے ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں یہ مذکور ہے کہ نبی ہمارے مثل ہیں اس کے قائل مشرکین ہیں اور جہاں کہیں یہ ہے کہ تم فرما دو میں تمہارے مثل بشر ہوں اس کے مخاطب بھی مشرکین ہی ہیں۔ اس تخصیص میں جو نکتہ ہے وہ یہی ہے کہ مسلمان کو اس کی اجازت نہیں کہ انبیاء کرام کو اپنے مثل بشر کہیں۔ آپ نے یہ لکھا کہ قرآن پاک میں انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو جا بجا کافر کہا گیا ہے۔<sup>(۳)</sup> یہ خزائن العرفان اور جاء الحق پرافتر ہے ان میں سے کسی میں مذکورہ بالا عبارت نہیں غالباً آپ نے کسی وہابی سے سن کر یہ لکھ دیا ہے۔ اگر آپ صفحہ کا حوالہ دے دیتے تو آسانی ہو جاتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ خزائن العرفان، قرآن مجید، پارہ: ۱۶، سورہ کہف کی آخری آیت

۲۔ قرآن مجید، سورہ الکہف آیت: ۱۱۰

۳۔ خزائن العرفان وجاء الحق وغیرہ



## حضور نور بھی ہیں، بشر بھی

مسئولہ: حاجی لطیف الرحمن، غریب نواز ہوٹل، گھنٹہ گھر، کوٹہ - ۱۷/ ذی قعدہ ۱۴۱۳ھ

مسئلہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور والا کو نور مانیں یا بشر؟ اس کا جواب قرآن و حدیث صفحہ نمبر تحریر فرمائیں۔

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: ”قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين.“ (۱) اور قرآن مجید ہی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہلوا یا گیا: ”انما انا بشر مثلكم.“ (۲) دونوں میں منافات نہیں اس کی تفصیل کے لیے رسالہ مبارکہ صلات الصفا کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں یا بشر؟

### مودودی جماعت نیو ماڈل وہابی جماعت ہے

مسئولہ: محمد نصیر الدین خاں، بشن پورہ، گیا (بہار) - ۲۳/ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

- ① جماعت اسلامی کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے کہ نہیں؟ نہیں تو کیوں تفصیل سے وضاحت کریں۔
- ② مولانا مودودی کی لکھی ہوئی کتاب ”تفہیم القرآن“ صحیح ہے یا غلط؟ غلط ہے تو کیسے تفصیل سے لکھیں۔
- ③ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر تھے یا نور؟ قرآن و حدیث و اجماع سے بتائیں؟ قل انما انا بشر مثلكم کی تفسیر کریں۔
- ④ میلاد النبی میں قیام کرنا صحیح ہے یا غلط؟ صحیح تو کیسے؟ تفصیل سے لکھیں۔

### الجواب

نمبر ایک سے چار تک کے جواب کے لیے علمائے اہل سنت و جماعت کی مندرجہ ذیل تصانیف کا مطالعہ کریں۔ آئینہ مودودیت، اسلامی جماعت، شیش محل، اقامت القیامہ، جاء الحق۔ آپ کے چاروں سوالات اتنے تفصیل طلب ہیں کہ دارالافتا میں ان سب کا تفصیلی جواب لکھنا بہت مشکل ہے۔ مودودی صاحب کی تفہیم

① قرآن مجید، سورۃ المائدہ، آیت: ۱۵۔

② قرآن مجید، سورۃ الکہف، ۱۸، آیت: ۱۱۰۔

القرآن میں نے نہیں دیکھی ہے اور نہ میرے پاس ہے کہ میں اسے دیکھ سکوں۔ مودودی جماعت نیو ماڈل وہابی جماعت ہے مودودیوں کے پیچھے نماز پڑھنا قضا کے برابر ہے۔ بلکہ قضا سے بدتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی ہیں نور بھی ہیں آپ کو ”انما انابشر مثلکم“ کی آیت ملی اور آیت کریمہ: ”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین“ نہیں ملی ہمارا اور مودودیوں کا اس مسئلہ میں اختلاف یہ ہے کہ مودودی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر ذرہ ناچیز سے کمتر چمار سے زیادہ ذلیل مانتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ بڑے بھائی کا مرتبہ دینے کو تیار ہیں یا گاؤں کے چودھری یا پردھان کے برابر اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں مگر ہم جیسے نہیں ہم سے بدرجہا افضل، بہتر، برتر، سید البشر، افضل البشر ہیں وہ ایسے بشر ہیں کہ رسل ملائکہ سے بھی افضل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کیسا ہے کہ ظاہری شکل میں حضور ہماری طرح ہیں

مسئلہ: اقبال اختر، ردولی شریف، فیض آباد (یو. پی.) - ۲۵ رجب ۱۴۱۸ھ

زید قائل ہے اس قول کا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہری شکل و صورت میں ہماری طرح بشر ہیں۔ مگر کہتا ہے کہ سرکار بشر ہیں مگر یہ نہیں کہنا چاہیے کہ ظاہری شکل و صورت میں رسول اللہ ہماری طرح بشر ہیں۔ زید اپنے قول کے استدلال میں اس آیت شریفہ کو پیش کرتا ہے۔ ”انما انابشر مثلکم“۔ اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری مثل کہا گیا۔ مگر ساتھ ہی زید یہ بھی کہتا ہے کہ ہمارا یہ عقیدہ وہابیہ دیانہ کی طرح نہیں ہے اور نیز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ جو سرکار کو اپنی طرح بشر کہے وہ بھی کافر اور جو نہ کہے وہ بھی کافر اس کی تصریح فرمائیں، اور مگر کا یہ کہنا کہ سرکار ظاہری شکل میں ہماری طرح ہیں۔ اس کا حکم کیا ہے؟

## الجواب

میرے علم میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ایسا کوئی فتویٰ نہیں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہے وہ بھی کافر اور جو نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ جس نے یہ کہا ہے اس سے حوالہ مانگا جائے۔ اس کو چھوڑا نہ جائے اور اس کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہری شکل و صورت میں ہماری طرح بشر ہیں یہ حق ہے۔ خود مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے آیہ کریمہ کا ترجمہ فرمایا: ”تم فرماؤ کہ ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کو اپنی طرح بشر کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: سید عبدالرحمن، رام چندر پور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں:

اگر کوئی مسلمان مسجد میں جماعت کے روبرو یہ کہے کہ جو بھی شخص رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر کہے گا اس کی گردن تلوار سے اڑا دوں گا۔ شرع میں ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

نوٹ:- یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جو بھی مسلمان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رسول سمجھ کر نبوت کے مستحق سمجھ کر، سردار انبیا سمجھ کر، سرور کائنات سمجھ کر، رحمت اللعالمین سمجھ کر، اور اس پر ایمان رکھ کر ہی ظاہری اور جسمانی طور سے آپ کو انسان کہتا ہے صرف کفار مکہ جو آپ کو ادنیٰ انسان سمجھتے تھے، کیوں کہ ان کو آپ کی رسالت پر نبوت پر اور اللہ کے نبی ہونے پر ایمان نہ تھا۔ ایسی حالت میں گردن اڑا دینے والے صاحب کے متعلق شرع کیا کہتی ہے؟ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر اور آپ کی رسالت پر خود ایمان نہیں رکھتا ہے۔

### الجواب

چوں کہ وہابی، دیوبندی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے جیسا معمولی بشر کہتے ہیں، بڑے بھائی کی طرح سمجھتے ہیں۔ ذرہ ناچیز اور چمار سے بھی ذلیل جانتے ہیں، اور دلیل میں بھی کہتے ہیں کہ حضور بشر تھے، اور ہم بھی بشر ہیں۔ دیوبندیوں کے اس دھوکے کو دور کرنے کے لیے اس کے جواب میں اگر کسی نے کہا تو ٹھیک کہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں، مگر ہماری طرح معمولی ادنیٰ بشر نہیں۔ سید البشر، خیر البشر، افضل البشر ہیں۔ اس لیے اگر کوئی گستاخ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل سے انکار کرنے کے لیے بشر کہتا ہے تو ضرور وہ قابل گردن زدنی ہے۔ رفع فتنہ کے لیے ایسا تشدد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا، اور منافقین نے سورش مچانی چاہی تو فرمایا جو یہ کہے گا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اس کی گردن اڑا دوں گا۔ یہ اس لیے نہیں تھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس میں شبہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ بلکہ رفع فتنہ کے لیے، اسی طرح وہابی، دیوبندی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام فضائل و کمالات سے انکار کے لیے آپ کو بشر کہتے ہیں۔ اسی سورش اور فتنے کو ختم کرنے کے لیے مذکورہ بالا بات کہنا درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا فرشتوں نے حضور کو بھائی کہا؟

مسئلہ: محمد ضیاء الرحمن ہیڈ مولوی ہائی اسکول اسماعیل پور، ڈاک خانہ ڈبور، ضلع گیا (بہار) ۱۷ ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مندرجہ ذیل حدیث بیہقی کی ہے یا نہیں اگر ہے تو فرشتوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں لفظ بھائی استعمال کیا تو اس کا کیا مفہوم ہے، دیوبندیوں کے لیے یہ محل استدلال ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بیہقی میں ابوسعید سے اس طرح روایت ہے کہ آپ نے داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ (یعنی اس جماعت کے امام آپ ہوئے) جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہمراہ کون ہیں انھوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں ملائکہ نے کہا کہ کیا ان کے پاس پیام الہی (نبوت کے لیے یا آسمانوں پر بلانے کے لیے) بھیجا گیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر توحیت نازل فرمائے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں۔ (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ)

نوٹ: یہ واقعہ شب معراج کا ہے جب کہ بیت المقدس میں داخل ہوئے۔

### الجواب

یہ حدیث میری نظر سے نہیں گزری، اگرچہ یہ حدیث ہے تو اس کی تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ فرشتوں نے جو بھائی کہا تو ہمسری اور برابر کی نیت سے نہیں کہا، بلکہ اظہار محبت کے لیے کہا۔ جیسے ہمارے عام عرف میں مخاطب کو بھائی کہہ دیتے ہیں۔ برخلاف وہابیہ کے وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کی اتنی تعظیم کرو جتنی بڑے بھائی کی ہونی چاہیے۔ اس جملہ میں اہانت کا پہلو غالب ہے۔ برخلاف فرشتوں کے اس قول سے اس سے صرف اظہار محبت ہونی ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ کہہ کر فرشتوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل و کمال کو بھی ظاہر کر دیا کہ اللہ کے خلیفہ و نائب ہیں اس لیے وہابیوں کے کفری قول کی اس سے کسی قسم کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور کی شان میں لفظ ”تھے“ استعمال کرنا کیسا ہے؟ حضور حقیقی  
حیات کے ساتھ اب بھی زندہ ہیں اور منصب رسالت پر فائز ہیں

مسئلہ: محبوب احمد، سرانے ترین، سنجل۔ ضلع مراد آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ”لفظ تھے“



استعمال کرنا کیسا ہے۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے وہ اللہ کے رسول تھے نیز ایسے کہنے والے کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ اور جس کتاب میں ایسا لکھا ہوا ہو اس کتاب کو داخل نصاب کرنا کیسا ہے؟

### الجواب

یہ کہنا مناسب نہیں اس میں ایہام ہے کہ پہلے رسول تھے اب نہیں حالاں کہ پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی حقیقی دنیوی حیات کے ساتھ اب بھی زندہ ہیں اور منصب رسالت پر فائز ہیں جیسے پہلے رسول تھے اب بھی ہیں۔ اس لیے کہنا یہی چاہیے کہ رسول ہیں لیکن اس قول کی تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ وہ باعتبار ظاہر کہہ رہا ہے۔ ایسی کتابوں کو نصاب میں ہرگز داخل نہیں کرنا چاہیے۔ جس سے بچوں کے عقیدے میں کسی قسم کی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور جملہ مذکورہ سے اس کا اندیشہ ہے اس لیے اس کتاب کو نصاب سے نکال دینا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ حضور نے ساری جنگیں حکومت کے لیے کی تھیں نہ کہ دین کے لیے

مسئولہ: شمع شوز اسٹور، نگر پالیکا روڈ دیوریا (یو. پی.) - ۱۲ صفر ۱۴۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس شخص کے بارے میں، جس کا یہ عقیدہ ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی جنگیں لڑیں وہ سب حکومت کے لیے تھیں نہ کہ دین کے لیے؟

### الجواب

یہ شخص کافر و مرتد ہو گیا، اسلام سے خارج ہو گیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کرے اس کلمہ کفر سے اور پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو۔ اگر اس کی بیوی راضی ہو اور یہ بھی رکھنا چاہتا ہو تو نئے مہر کے ساتھ پھر نکاح کرے۔ اس جاہل کو یہ بھی پتہ نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جنگ میں پہل نہیں کی ہے۔ جتنی جنگیں عہد رسالت میں ہوئی ہیں سب کی سب مدافعت اور اپنی حفاظت کے لیے ہوئی ہیں۔ اگر یہ شخص تاریخ سے واقف ہوتا تو ایسی بات ہرگز نہ بکتا۔ اس جاہل کو یہ نہیں معلوم کہ ابتدا میں مکہ والوں نے خود یہ پیش کش کی تھی کہ تم اگر بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم تم کو بادشاہ بنانے کے لیے تیار ہیں مگر بتوں کا رد اور ہمارے مذہب کے خلاف تحریک بند کرو۔ اگر معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بادشاہ بننا اور ملک حاصل کرنا تھا تو اسے قبول فرما لیتے، پھر وہ مصائب و آلام جو اس کے بعد خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اور صحابہ کرام پر نازل ہوئے، سے محفوظ رہتے اور مقصد حاصل ہو جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ کے علم کے سامنے ساری مخلوق ذرۂ ناچیز سے کم تر ہے؟  
ذرۂ ناچیز سے کیا مراد ہے؟ معجزہ و کرامت میں کیا فرق ہے؟  
مسئلہ: حافظ عتیق الرحمن، مقام پکوره، پوسٹ بھمن جوت، ضلع گونڈہ (یو. پی.) - ۲۶/۲۶ رجب ۱۴۱۱ھ

- ① مسئلہ زید نے دورانِ تقریر یہ بیان فرمایا کہ خدا کی قدرت یا علم کے سامنے ساری کائنات کی مخلوق ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہے۔
- ② ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا، اللہ کی شان کے آگے ذرۂ ناچیز سے بھی زیادہ کم تر ہے۔ مذکورہ بالا دو جملوں میں شرعاً کچھ فرق ہے یا نہیں؟ مذکورہ بالا دونوں جملوں میں کسی ایک جملے پر اعتقاد رکھنے والا مومن ہے یا کافر؟ اور قائل پر شرعاً کچھ عائد ہوتا ہے یا نہیں؟
- ③ معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟
- ④ ذرۂ ناچیز سے کیا مراد ہے؟

### الجواب

- ① - ② یہ دونوں جملے کفر ہیں۔ پہلے جملے میں ساری کائنات کے استغراق کلی میں اور ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا کے عموم میں انبیاء کرام بھی داخل ہیں۔ انبیاء کرام کے لیے ایسا کہنا ضرور کفر اور قرآن کا انکار۔ سورۂ احزاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ارشاد ہوا:
- ”وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا.“ (۱)
- اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے سورۂ مریم میں فرمایا گیا:
- ”وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا.“ (۲)
- وہ اپنے رب کے حضور پسندیدہ تھے۔
- ان جملوں کے قائل پر توبہ و تجدیدِ ایمان و نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- ③ جو خرق عادت نبی سے ظاہر ہو اس کو معجزہ کہتے ہیں اور جو خرق عادت کسی ولی سے ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں۔ خرق عادت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جن چیزوں کا ہونا عادتاً محال ہو، مثلاً مردے جلانا، مادر زاد اندھے کو انکھیاں کر دینا، تھوڑی غذا یا پانی کو بہت زیادہ آدمی کو کھلا پلا دینا وغیرہ وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ④ ہوا میں جو بہت باریک اڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، صبح یا شام کسی دروازے یا روشن دان سے

① قرآن مجید، سورۃ الاحزاب، ۳۳، آیت: ۶۹، پ: ۲۱

② قرآن مجید، سورۂ مریم، آیت: ۵۵، پ: ۱۶

دھوپ مکان کے اندر آ رہی ہو، سائے میں کھڑے ہو کر اس مکان والی دھوپ میں نظر ڈالیں گے تو بہت چھوٹے چھوٹے ریزے اڑتے ہوئے دکھائی دیں گے، انھیں کو ذرہ کہتے ہیں۔ عرف عام میں اس کے معنی ہیں بے وقعت چیز، جس کی نہ کوئی قیمت ہو، نہ کوئی عزت و وقعت۔ ناچیز کے بھی تقریباً یہی معنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## رسلانِ عظام کی تعداد ۳۱۳ اور آسمانی صحائف ۱۰۴ تو ہر رسول

### صاحب کتاب کیسے ہوئے

مسئلہ: نعیم ایم کیا تھل ایجنسی بوکس اینڈ ڈائجسٹ کا ول پیٹھ، ہبلی، کرناٹک

**مسئلہ** یہ بات ظاہر ہے کہ جس پیغمبر کو کتاب دی گئی وہ رسول کہلاتے ہیں اور جنہیں کتاب نہیں دی گئی وہ سب نبی ہیں مگر جس وقت ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عبد اللہ بن سلام نے سوال کیا تھا تو آپ نے کل رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ بتائی تھی اور جب آسمانی کتب کے متعلق تعداد پوچھی گئی تو آپ نے بتایا کہ کل ایک سو چار کتابیں جن میں پچاس صحیفے حضرت شعیب علیہ السلام پر تھیں حضرت ادریس علیہ السلام پر، بیس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر داؤد علیہ السلام پر زبور موسیٰ علیہ السلام پر تورات، عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن مقدس نازل ہوا۔ تو اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ کل صرف سات انبیاء کو کتب آسمانی دیئے گئے اور وہ رسول کہلائے۔ بقیہ تین سو چھ رسول کس طرح رسول کہلائے جب کہ انھیں کتاب نہیں دی گئی تو پھر بھی وہ کس بنا پر رسول ہیں؟

### الجواب

رسول و نبی دونوں ہم معنی ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے اس سلسلے میں ائمہ کے چار اقوال ہیں جس کی تفصیل نزہۃ القاری، شرح بخاری<sup>(۱)</sup> میں ملاحظہ کریں۔ رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ یا پندرہ تھی اور صحیفے کل ۱۰۴ نازل ہوئے اس تفصیل سے کہ دس صحیفے حضرت آدم علیہ السلام پر، پچاس حضرت شیث علیہ السلام پر، تیس حضرت ادریس علیہ السلام پر، دس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر (بشیر القاری) اس کے مطابق صاحب کتاب صرف نو انبیاء کرام ہوئے اس لیے جن لوگوں نے رسول کی تعریف میں صاحب کتاب کی شرط لگائی ہے ان پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے مگر اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے یا دیا جاسکتا ہے کہ ممکن ہے کتابوں کا نزول دو مرتبہ ہوا ہو۔ جیسے سورہ فاتحہ کا نزول دو مرتبہ ہوا ایک دفعہ مکہ میں دوسری دفعہ مدینہ میں مگر یہ محتاج دلیل ہے اس لیے راجح تعریف یہ ہے۔ جسے محققین نے اختیار کیا کہ نبی وہ بشر ہے جس کی طرف وحی ربانی آتی ہو وہ تبلیغ کا مامور ہو

یاد رہے کہ جس کے پاس وحی بھی آئے اور وہ تبلیغ کا بھی مامور ہو۔<sup>(۱)</sup>

## مخلوق میں کسی کو بلا واسطہ حضور کچھ نہیں مل سکتا

مسئلہ: محمد مبین الدین قادری رضوی - ۱۵ جمادی الآخر ۱۴۱۹ھ

زید کہتا ہے کہ حضرت بدیع الدین قطب مدار رحمۃ اللہ علیہ بلا کسی واسطہ کے حق تعالیٰ سے فیض حاصل کرتے تھے۔



### الجواب

یہ کہنا غلط ہے۔ مخلوق میں کسی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ کچھ نہیں مل سکتا۔ بخاری وغیرہ میں صحیح حدیث ہے کہ فرمایا:

”انما أنا قاسم واللہ يعطی.“<sup>(۲)</sup> میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے۔

قاسم اور يعطی دونوں کا متعلق محذوف ہے جو عموم کو افادہ کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ عز وجل مخلوقات میں جس کسی کو جو کچھ بھی دیتا ہے خواہ وہ نعمت جسمانی ہو، یا روحانی یا ظاہری ہو یا باطنی سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے دلاتا ہے۔ اس لیے علامہ احمد خطیب قسطلانی شارح بخاری نے المواہب اللدنیہ میں فرمایا، جسے علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نے باقی رکھا:

”هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزائن السر و موضع نفوذ الأمر فلا ينقل خیر الا عنه ولا ينفذ امر الا منه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.“<sup>(۳)</sup> حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزائن السر ہیں اور اللہ کے حکم کے نافذ ہونے کے مرکز۔ اس لیے ہر چیز حضور ہی سے منتقل ہوتی ہے اور ہر حکم حضور ہی سے نافذ ہوتا ہے۔

اس لیے یہ کہنا کہ کسی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ فیض پہنچتا ہے، یا پہنچ رہا ہے، باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[۱] جلالین، المعتقد المتفق

[۲] مشکوٰۃ شریف، ص: ۳۲، کتاب العلم، مجلس برکات

[۳] المواہب اللدنیہ



## تخلیق آدم سے پہلے بھی حضور نبی تھے

مسئولہ: ممتاز علی رضوی، محلہ ڈیہہ پور، کھیری (یو. پی.) - ۶/ ذوقعدہ ۱۴۲۰ھ

مسئلہ بکر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو قبل آدم علیہ السلام نبی نہیں مانتا، کہتا ہے قبل آدم علیہ السلام آدمی نہیں، نبی جسمانی کا کیا مطلب؟ بحیثیت نور تو اس نور کو رکھا کہاں، ملائکہ یا جنت میں، یہ ممکن نہیں، احادیث اختلافی ہیں، اس معاملہ میں قول بکر کفر ہے یا نہیں؟

### الجواب

بکر حدیث صریح صحیح کا انکار کر رہا ہے۔ جامع صغیر میں بحوالہ حلیہ وابن سعد و طبرانی ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”كنت نبيا و آدم بين الروح والجسد.“ (۱)

اور مصنف عبد الرزاق میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ حدیث مذکور ہے:

”يا جابر! ان الله قد خلق قبل الاشياء نور نبیک من نوره.“ (۲)

اس سے ثابت ہے کہ سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا گیا۔ رہ گیا یہ سوال کہ نور رکھا کہاں گیا؟ یہ جاہلانہ سوال ہے۔ کیا اتنے بڑے عالم میں نور مصطفیٰ رکھنے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی؟ سیکڑوں باتیں ایسی ہیں جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں مگر ان کی تفصیل مذکور نہیں۔ دوسری حدیث کے معارض تو کچھ حدیثیں ہیں مگر پہلی حدیث کے معارض کوئی حدیث نہیں۔ بکر اس انکار کی وجہ سے کافر تو نہیں ہوا مگر ایک حدیث صحیح کا منکر ضرور ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم کہنا کیسا ہے

مسئولہ: غلام احمد نوری، مدرس دارالعلوم انوار مصطفیٰ، قالن بازار ضلع سرنا، نیپال - ۷/ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ

مسئلہ خالد نے دوران تقریر کہا کہ پیارے محبوب رب کے عطا کرنے سے سب کو سب کچھ بانٹتے ہیں اور دیتے ہیں اور پیارے محبوب خدا کے وزیر اعظم ہیں۔ عمر نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وزیر اعظم کہنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے قرآن و حدیث میں حضور کے لیے کہیں بھی وزیر اعظم کا لفظ نہیں ہے اور یہاں تک کہ یسرنا القرآن

۱۔ جامع صغیر فی احادیث البشیر النذیر

۲۔ مواہب لدنیہ، ج: ۱، ص: ۹

میں حضور کے ننانوے نام میں سے نہیں ہے، لہذا حضور کو وزیر اعظم کہنا ناجائز ہے، جب کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ۷۰ نام تک گنائے ہیں اور عمر کو صرف ننانوے ہی یاد ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ خالد و عمر میں کون حق پر ہے اور کون باطل پر واضح لفظوں میں جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عز وجل کا نائب اکبر، مظہر اتم، مظہر ذات و صفات کہنا چاہیے، وزیر اعظم نہیں کہنا چاہیے۔ وزیر کے لغوی معنی بوجھ اٹھانے والے کے ہیں، وزیر کو وزیر اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بادشاہ کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ اللہ عز وجل پر کوئی چیز بوجھ نہیں، خود فرماتا ہے: ”وَلَا يُوَدُّهُ حِفْظُهُمَا“ (۱) حدیث میں ہے: ”ان الله لا يمل“ (۲) اللہ کا وزیر اعظم کہنے میں اس کا ایہام ہے کہ اللہ عز وجل پر کچھ بار تھا۔ ایسے الفاظ استعمال کرنے ممنوع ہیں۔ شامی میں ہے: ”ايهام المعنى المحال كاف للمنع“ (۳) اور یہ لفظ شریعت میں وارد بھی نہیں، اس لیے اس کے استعمال سے احتراز ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں

مسئولہ: نظام الدین

ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ کیسا رکھنا چاہیے، زندہ یا مردہ؟



### الجواب

اس پر عہد صحابہ سے لے کر آج تک پوری امت کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی، جسمانی، دنیوی حیات کے ساتھ اب بھی زندہ ہیں، حدیث میں فرمایا: ”إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يَرْزُقُ“ (۴) واللہ تعالیٰ اعلم

## کیا کفار نے حضور کی تکذیب کی یا نہیں

مسئولہ: شمس الحق، شہر کہنہ، بریلی

زید نے تقریر کے اندر کہا کہ ابو جہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ بہت بد صورت ہیں، جھوٹے ہیں، بکر کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابو جہل نے جھوٹا نہیں کہا تھا اور نہ کسی کافر نے جھوٹا



- ۱۔ قرآن مجید، پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت: ۲۵۵
- ۲۔ بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۱۵۴، کتاب التہجد باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ، اصح المطابع
- ۳۔ رد المحتار، ج: ۹، ص: ۵۶۷، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء، مکتبہ زکریا
- ۴۔ سنن ابن ماجہ، ج: ۱، ص: ۱۱۸، کتاب الجنائز باب ذکر وفاته و دفنه صلی اللہ علیہ وسلم۔ سنن ابی داؤد، ص: ۱۵۰، باب تفریع، ابواب الجمعة۔

کہا، بلکہ ساحر وغیرہ کہا تھا۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ زید نے صحیح کہا تھا یا بکر نے؟

### الجواب

جس موقع کا یہ واقعہ ہے، اس وقت ابو جہل نے بد صورت کہا تھا، جھوٹا کہا تھا یا نہیں، یہ یاد نہیں۔ مثنوی مولانا روم میں واقعہ ہے مگر مثنوی یہاں موجود نہیں، البتہ دوسرے موقعوں پر کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر اور کذاب دونوں بکا ہے:

”وَقَالَ الْكُفْرُونَ هَذَا سِحْرٌ كَذَّابٌ.“<sup>(۱)</sup> اور کافر بولے، یہ جادو گر ہے بڑا جھوٹا۔

### ابو جہل حضور کا چچا نہیں

مسئلہ: اصغر صاحب ارئی، پوسٹ ہنڈیہ بازار، ضلع الہ آباد-۱۸/رجب

۲۳ مارچ ۱۹۸۶ء کو موضع بھداری میں سنی تبلیغ جماعت کا پروگرام ہوا۔ دوسرے دن گرام روسان گنج میں زید بکر سے اسی جلسہ کے سلسلہ میں بحث ہوئی۔ اس بحث کے درمیان زید نے کہا، یہ مولوی لوگ نذرانہ کے لیے اتنی دور تقریر کرنے چلے آتے ہیں۔ پہلے اپنے گھر والے اور گاؤں والے کو سدھار لیں تو دوسری جگہ جا کر تقریر کریں۔ اس پر بکر نے جذبات اور غصہ میں کہا، ایسے تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو دین کی طرف بلایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو اسلام کی دعوت دی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو جہل کو دعوت دی تو یہ حضرات انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمان نہ کر سکے تو زید نے کہا، یہ لوگ سنتوں پر عمل نہیں کرتے ہیں، دعویٰ کچھ ہے اور کرتے کچھ ہیں تو بکر نے کہا، دس کام اچھا کرتے ہیں، ایک کام خراب بھی کرتے ہیں تو کیا ہوا ہم سے تو اچھے ہی ہیں۔ اس پر زید نے بکر کے بارے میں دعویٰ کیا کہ بکر نے نبیوں کی شان میں گستاخی کی ہے اور بکر کافر ہو گیا اور نکاح ٹوٹ گیا۔ چنانچہ یہ استفادہ دیوبندی مولوی کے پاس پہنچا تو دیوبندی نے زید کی بات کی تصدیق کی، نیز دیوبندی کے فتوے پر بکر کلمہ پڑھنے پر تیار ہے، لیکن جس وقت بکر پر سختی کی گئی تو کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ ہم بھی بکر ہیں، یہ کہہ کر بکر کا ساتھ دیا تو رہا زروے شرع بکر حقیقتاً کافر ہوا کہ نہیں، نیز جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہم بھی بکر ہیں، وہ کافر ہوں گے کہ نہیں۔ فقط والسلام۔

### الجواب

بکر نے جو کچھ کہا صحیح کہا سوائے اس کے کہ ابو جہل کو حضور کا چچا کہا۔ ابو جہل حضور کا چچا نہیں تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کا نام ابوطالب تھا۔ بکر نے جو کچھ کہا وہ کلمہ کفر نہیں، جس دیوبندی جاہل نے

اسے انبیاء کرام کی گستاخی قرار دے کر کفر بتایا اور بکر کو کافر کہا وہ انتہائی معاند اور سخت جاہل ہے۔ بکر نے جو کچھ کہا، بہ اختلاف الفاظ قرآن مجید میں بھی ہے۔ معاذ اللہ اللہ عز وجل بھی اس دیوبندی مولوی کے نزدیک کافر ہے۔ بکر پر کسی قسم کی توبہ لازم نہیں، جو لوگ توبہ کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ خطا پر ہیں۔ توبہ زید پر لازم ہے۔ زید نے علمائے اہل سنت پر صرف اپنے عناد اور جہالت کی وجہ سے اعتراض کیا، جس سے ظاہر ہوا کہ وہ علمائے اہل سنت سے بغض اور عداوت رکھتا ہے۔ عالم گیری میں ہے:

”من ابغض عالما بلا سبب ظاہر خیف جو کسی عالم سے بلا وجہ عداوت رکھے، اس پر کفر کا علیہ الکفر۔“ (۱)

اس نے جھوٹ باندھا کہ علمائے اہل سنت اپنے گھروالوں کو ارشاد و ہدایت نہیں کرتے اور سنت کی پابندی نہیں کراتے، علمائے اہل سنت بحمدہ تبارک وتعالیٰ اپنے گھروالوں کو بھی ارشاد و تلقین کرتے ہیں تو دوسری جگہ بھی تشریف لے جاتے ہیں۔ رہ گئی نذرانہ کی بات تو مسلمان ازراہ اخلاص و نیاز ان کی خدمت میں کچھ پیش کرتے ہیں اس میں کون سا جرم ہے۔ زید ذرا اپنے مولویوں کی خبر لے جو لمبی لمبی تنخواہیں لے کر مدرسوں میں پڑھاتے ہیں وہ بھی اس طرح کہ تنخواہ طے ہوتی ہے، اگر ایک پیسہ کم کر کے دیں تو واپس کر دیں، جھگڑا کریں، فتنہ اٹھائیں، وہ کیسے جائز ہے اور اگر مسلمان بخوشی بغیر کسی مطالبہ کے از خود علمائے اہل سنت کی خدمت میں کچھ پیش کریں تو وہ ناجائز و حرام ہو؟ زید ذرا دہلی جا کر وہابی تبلیغی جماعت کے دفتر میں دیکھئے کہ روزانہ ہزاروں ہزار روپے لوگ پیش کرتے ہیں، وہ کیسے جائز ہے؟ مگر دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ دیوبندیوں کے لیے کوئی چیز حرام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

انجیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فارقلیط کہا گیا

بنیادی عقائد سارے پیغمبروں کے ایک تھے

مسئولہ: محمد مصعب مصباحی اشرفی، مصباحی کتب خانہ، مسجد چھپان، پالی، مارواڑ

کیا فرماتے ہیں علمائے ملت اسلامیہ اس بارے میں کہ:

کس آسمانی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی ”فارقلیط“ تھا؟

اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا مذہب کیا ہے؟

فتاویٰ عالمگیری، ج: ۲، ص: ۲۵۷، الباب التاسع فی احکام المرتدین



### الجواب

- ① انجیل میں حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کو فارقلیط کہا گیا ہے۔
  - ② ان حضرات کے مذاہب کی تفصیل نہیں معلوم بنیادی عقائد حضرت آدم سے لے کر ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک سب ایک تھے۔ اعمال حلال و حرام میں تفاوت تھا، اس کی پوری تفصیل نہیں معلوم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- یہ کہنا کیسا ہے کہ حضور کو نبوت ۳۵ سال بعد ملی؟ حضور کو اپنے نبی ہونے کا علم کب ہوا؟ یہ کہنا کہ حضور اعلان نبوت سے پہلے کچھ نہیں تھے۔ بلا عذر شرعی بیعت توڑ کر دوسرے سے مرید ہونا؟ کیا عورت کو

### چہرہ چھپانا ضروری ہے؟

مسئولہ: محمد ایوب انصاری، دار السلام، تنزانیہ، افریقہ

- ① مسئلہ زید کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ۳۵ سال بعد نبوت ملی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ظاہری عمر شریف کے ۳۵ سال قبل کچھ نہیں تھے، کیا یہ کہنا صحیح ہے؟
- ② جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی ظاہری عمر شریف کے چالیس سال قبل یہ معلوم نہیں تھا کہ میں نبی ہوں، بلکہ حضرت جبریل علیہ السلام کے بتانے سے معلوم ہوا، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا یہ عقیدہ درست ہے؟
- ③ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے نبی ہونے کا علم کب ہوا؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں، کرم ہوگا۔
- ④ ایک شخص بلا کسی شرعی عذر کے ایک پیر کی بیعت توڑا کر دوسرے پیر کا مرید بناتا ہے، کیا یہ عمل جائز ہے؟
- ⑤ عورت سواے چہرہ کے سارے بدن کا پردہ کرے، کیا یہ کافی ہے یا چہرہ بھی چھپانا ضروری ہے؟

### الجواب

- ① اس شخص کا یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳۵ سال کی عمر سے قبل کچھ بھی نہیں تھے، بد تمیزی اور گستاخی ہے۔ کچھ نہیں کا جملہ بہت سخت ہے۔ یہ تحقیر کے لیے متعین ہے۔ جو شخص واقعی معمولی درجہ کا ہو اور اس کو کہہ دیا جائے کہ تم کچھ نہیں تو اگر اس کا بس چلے گا تو کہنے والے کو جوتے مارے گا، جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اعلان نبوت سے پہلے بھی ایسی وسیع تھی کہ پورا مکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلیٰ کردار، اعلیٰ اخلاق، حسن معاملہ، سچائی اور دیانت کا معترف تھا اور آنحضور کو الصادق الامین کہتا تھا۔ یہ تو ظاہری

حال تھا۔ باطنی حال یہ تھا کہ ترمذی وغیرہ میں حدیث پاک ہے:  
”كنت نبيا و آدم لمنجدل في“ میں اس وقت بھی نبوت کے منصب پر فائز تھا  
طینتہ۔“ (۱) کہ ابھی آدم کا خمیر بھی نہیں تیار ہوا تھا۔

یہ کہنے والا گمراہ، بد دین، گستاخ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
② اس بارے میں کوئی تصریح میری نظر سے نہیں گزری۔ مسند امام احمد بن حنبل اور مسلم شریف جلد ثانی میں  
حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو  
مکہ میں تھا اور قبل بعثت مجھ کو سلام کرتا تھا۔ (۲) مواہب اللدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں علامہ بدر الدین محمد بن عبد  
اللہ زکشی متوفی ۷۹۲ھ سے ناقل کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
پیدا ہوئے تو ان کے کان میں خازن جنت رضوان نے کہا، اے محمد! آپ کو بشارت ہو، ہر نبی کا علم آپ کو عطا کیا گیا  
اور آپ ان سب سے زیادہ علم والے اور ان سب سے زیادہ بہادر ہیں۔ (۳)  
ان روایتوں سے ظاہر ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل بعثت بھی یہ جانتے تھے کہ میں نبی  
ہوں، بلکہ یوم پیدائش ہی میں بتا دیا گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

③ ابھی روایت گزری کہ پیدائش کے وقت ہی بتا دیا گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
④ برہنایہ طریقت یہ سخت محرومی کا سبب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
⑤ اس زمانے میں چہرہ بھی چھپانا واجب ہے کہ اصل کشش چہرہ میں ہوتی ہے، اور چہرہ دیکھنا فتنہ کا باعث ہے،  
بلکہ پوری کشش بغیر چہرہ دیکھے نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا انبیاء و اولیا کو تصرف کا اختیار ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب اکبر ہیں؟

مسئلہ: سید اقبال احمد ایم اے، محلہ معظم پور، پوسٹ شاہ جہاں پور (یو. پی)۔ ۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

① مسئلہ ہے کہ انبیاء و اولیاء اللہ حاجت روا مشکل کشا اور صاحب عطا ہیں۔ یعنی کہ انبیاء کرام و اولیاء  
اللہ اپنی حاجت و بعد وفات لوگوں کی دستگیری حاجت روائی و مشکل کشائی کرتے ہیں۔ انبیاء کرام اور اولیاء

① مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین، مطبع مجلس برکات اشرفیہ

② مسند امام احمد بن حنبل، ج: ۵، ص: ۸۹، و مسلم شریف جلد ثانی، ص: ۲۴۵

③ زرقانی، جلد اول، ص: ۱۱۵

کرام کے تصرفات کے عجیب و غریب واقعات بہت کثرت سے ملتے ہیں اور اسی بنا پر عوام الناس مشکل و مصیبت میں انبیاء و اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں اور ان سے تکوینی امور میں مدد چاہتے ہیں۔ مگر ناچیز کے ذہن میں اس مسئلہ کے متعلق کبھی سوال اٹھتے ہیں جن کا ناچیز خود نہیں جٹا پاتا۔ اس لیے آپ کو زحمت دیتا ہوں۔ براہ کرم آپ میرے ان خدشات کا حل بتائیے اور وہ یہ کہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو تصرفات کے یہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے مستقل طور پر ہمہ وقت کے لیے عطا فرمادیئے ہیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تصرفات کا مالک و مختار بنا دیا ہے کہ خدا کی طرف رجوع کیے بغیر اپنی مرضی و منشا سے اور اپنے ہی حکم یا ارادے سے جو چاہیں جب چاہیں اور جیسا چاہیں تصرف کر سکتے ہیں کیوں کہ کسی چیز کا اختیار دیے جانے کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے یا پھر یہ ہے کہ انبیاء کرام و اولیاء اللہ مطلوب بندہ کے مسئلہ کو جان کر اس کی دستگیری حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے وہ بزرگ خدائے تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور خدائے تعالیٰ اس بندہ کے حق میں ان برگزیدہ بندوں کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور اس طرح وہ نیک مقبول بندے لوگوں کی حاجت روائی و مشکل کشائی کرتے ہیں۔ بلکہ کروایا کرتے ہیں اور جہاں تک دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا یہ بھی صرف خدائے تعالیٰ کی مرضی و منشا پر ہی منحصر سمجھتا ہوں مگر چوں کہ انبیاء و اولیاء کرام چوں کہ اللہ عز و جل کے نیک و پسندیدہ بندے ہوتے ہیں اس لیے ان کی دعاؤں کا زیادہ سے زیادہ قبول ہونا ہی مانتا ہوں مگر ضروری نہیں سمجھتا ہوں کہ کسی نبی یا ولی کی دعا مقبول ہی ہو، رد بھی ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ وہ قادر مطلق ہے اسے کسی بات کے لیے مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

① مذکورہ بالا دو صورتوں میں ایک مسلمان کو کس پر عقیدہ رکھنا چاہیے اور ایک مسلمان کو کسی تکوینی امور میں مدد طلب کرنے کے لیے سوال سیدھا (حیات یافتہ یا وفات یافتہ) بزرگان دین سے ہونا چاہیے کہ اے اللہ کے نبی یا ولی اے فلاں اے فلاں میں بیمار ہوں آپ مجھے شفا عطا کیجیے یا میں بے اولاد ہوں مجھے ایک نیک سیرت بیٹا عطا کر دیجیے، یا آپ میری روزی و روزگار میں برکت اور ترقی عطا فرمائیے، وغیرہ وغیرہ۔ (اللہ نے انھیں یہ اختیارات عطا کر دیئے ہیں، اور تصرف کے معاملے میں انھیں مستقل مالک و مختار بنا دیا ہے)

② یا کسی امور میں استعانت کے لیے سوال خطاب سیدھا انبیاء اور اولیاء اللہ سے نہ ہو کر اس طرح ہو کہ اے اللہ کے فلاں ولی آپ اللہ سے بہت قریب ہیں۔ آپ اس سے اور وہ آپ سے راضی ہیں براہ کرم آپ میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ میں بیمار ہوں وہ مجھے شفا عطا فرمائے میں بے اولاد ہوں وہ مجھے ایک نیک بیٹا عطا کر دے وغیرہ وغیرہ۔ براہ کرم آپ یہ واضح کریں کہ ایک مسلمان کو انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے استعانت کیسے کرنی چاہیے۔

دوم یہ کہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ لوگوں کی حاجت روائی، مشکل کشائی اور دستگیری خود اپنے عطا کردہ

اختیارات سے کرتے ہیں یا خداے تعالیٰ سے دعا کر کے کرواتے ہیں۔ براہ کرم تفصیل سے مدلل واضح کریں۔

### الجواب

اس موضوع پر علمائے اہل سنت کی کثیر تصانیف ہیں۔ آپ ان کا مطالعہ کریں مثلاً مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی یہ تصنیفات ”الامن والعلی، الانتباه، برکات الایمان، حیات الموات، دارالافتاء میں اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ سائلین کو رسالے لکھ لکھ کے بھیجے جائیں۔ کتابیں اسی لیے لکھی گئی ہیں کہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں۔ حق اور صحیح یہی ہے کہ محبوبان بارگاہ کو اللہ عزوجل نے محض اپنے فضل و کرم سے اور ان کی عزت افزائی کے لیے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ امور تکوینیہ میں تصرف کریں اور یہ ان کے اختیار میں ہے جس کی چاہیں مدد فرمائیں اور جس کی نہ چاہیں نہ فرمائیں۔ ہاں اللہ عزوجل کو یہ قدرت ہے کہ وہ چاہے تو روک دے یا انہیں منع کر دے۔ علامہ ابن حجر مکی جو ہر منتظم میں فرماتے ہیں:

”هو صلى الله تعالى عليه وسلم خليفة  
الله الأعظم جعل خزائن كرمه و موائده  
نعمه طوع يديه و ارادته يعطى من  
يشاء.“

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے  
نائب اکبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے  
خزانے اور اپنی نعمت کے کل دسترخوان حضور اقدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست کرم اور ارادے  
کے تابع کر دیے ہیں، جسے چاہیں عطا فرمائیں۔

دیوبندی مذہب کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ معجزات نبی کے قدرت و اختیار میں ہوتے ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”من استغاث بی فی کربة کشف  
عنہ.“

جو کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے گا، میں  
اس کی مصیبت دور کروں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا یہ حدیث ہے کہ جب تک امت محمدیہ کونیوں کا درجہ نہ مل جائے  
انہیں نہیں اٹھایا جائے گا؟ واستغفر لذنوبک کی تفسیر

مسئولہ: سید یوسف قدری، معرفت خواجہ میاں مین پوسٹ آفس، فلک نما حیدر آباد۔ ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

① مسئلہ ایک شخص جو خود کو عالم دین سنی مسلمان بتاتا ہے جس کو اس کے ہم خیال علما محدث کا خطاب دیتے ہیں۔ جس کے لاکھوں مسلمان مرید ہیں وہ اپنی کسی کتاب میں ایک حدیث لکھا ہے۔ جس میں نہ راوی کا پتہ ہے، نہ حدیث کا حوالہ ہے۔ وہ حدیث مندرجہ ذیل ہے۔



”ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت غمگین تھے یہ فکر تھی کہ معلوم نہیں میری امت کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ فوراً جبریل علیہ السلام پیام لائے کہ اللہ فرماتا ہے کہ میرے پیارے نبی آپ مغموم نہ ہوں۔ آپ کی پیاری امت میرے پاس بھی پیاری ہے۔ جب تک میں دنیا میں آپ کی امت کو نبیوں کا درجہ نہ دے دوں گا دنیا سے نہ اٹھاؤں گا۔ کیوں نبی اب تو خوش ہوئے۔ اس پر آپ سجدہ شکر بجالائے۔“

یہ حدیث کہاں تک صحیح ہے اس کا راوی کون ہے؟ حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ پیغمبروں کا درجہ ملے بغیر کسی امتی کو موت نہیں آئے گی۔ (معاذ اللہ)

۲۲ مذکورہ شخص اپنی دوسری کتاب میں قرآن کی آیت کا ترجمہ اس طرح کرتا ہے: ”وَأَسْتَغْفِرُ لِدُنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط.“ (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نماز میں ہوں یا غیر نماز میں اپنے گناہوں سے جو صورتاً گناہ ہیں۔ مغفرت مانگئے، اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے واقعی گناہوں سے بھی مغفرت مانگئے۔ (مزید لکھتا ہے) گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو واقعی گناہ ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے۔ دوسرا گناہ یہ ہے کہ صورت تو گناہ کی ہے واقع میں گناہ نہیں بلکہ افضل عمل ترک کر کے جو افضل نہیں ہے اس کو اختیار کیا گیا ہے۔ اسی واسطے مقررین کا افضل کام چھوڑ کر غیر افضل کام کا اختیار کرنا۔ ان کے درجہ کے لحاظ سے گناہ سمجھا جائے گا۔ بخلاف اس کے یہی عمل اگر عوام کریں وہ ان کے لیے گناہ نہیں بلکہ عبادت ہی ہوگا۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ: ”حسنات الأبرار سیئات المقربين.“ بعض وقت نیکوں کی نیکیاں مقررین کے لیے گناہ ہو جاتے ہیں۔ جیسے ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابن ام مکتوم نابینا صحابی آئے، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کافر کو اسلام کی حقانیت سمجھا رہے تھے، ایسے وقت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بچ میں دخل دے کر خود کچھ پوچھنے لگے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار ہوا۔ یہ واقعہ سورہ عبس میں مذکور ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ایک طرف مسلمان ہو اور دوسری طرف کافر ہو تو اس وقت مسلمان کے فرعی سوال کے جواب کو ملتوی کر کے اس کافر کو اصل دین کی دعوت دینا کون نہیں جانتا کہ عبادت ہے؟ مگر اس کا فائدہ یقینی نہ ہونے کی وجہ سے افضل نہیں ہے اور مسلمان کے سوال کا جواب دے کہ مسئلہ سمجھانا یہ بھی عبادت ہے اور اس کا فائدہ یقینی ہونے کی وجہ سے یہ افضل ہے۔ مسلمان کو چھوڑ کر کافر کو تفہیم کرنا اوروں کے لیے گناہ تو نہیں، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہی عمل صورتاً گناہ سمجھا گیا۔ اسی لیے یہ اور اسی طرح کے غیر افضل امور جو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لحاظ سے ان کو گناہ سمجھا گیا اور حکم کیا گیا۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے گناہوں سے جو صورتاً گناہ ہیں، مغفرت مانگیے۔

قال الله عز وجل: ”رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط.“ (۱)

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو شخص ایمان لا کر میرے گھر میں پناہ کے لیے آیا ہے، اس کو اور عام با ایمان مردوں اور با ایمان عورتوں کو بخش دیجیے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تشہد اور درود کے بعد سلام پھیرنے سے قبل یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ میں عذاب قبر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ مجھے اس سے بچائیے اور میں دجال کے فتنہ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، الہی میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں گناہوں میں مبتلا ہونے سے اور قرض میں مبتلا ہونے سے مجھے بچائیے۔

مذکورہ شخص کی کتب حیدر آباد میں جنکی صورت اختیار کر چکی ہیں مذکورہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے جو لکھی گئی ہیں اور آخر میں عائشہ صدیقہ کو راوی بنا کر جو دعا لکھی گئی ہے، یہ کہاں تک صحیح ہے۔ برائے خدا جلد از جلد جواب دیجیے۔ یہاں کے سنی مسلمانوں پر آپ کا احسان عظیم ہوگا۔

نوٹ:- مذکورہ شخص کی کتابیں رکھنا یا اس کو صحیح سمجھ کر اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟ کیا یہ عقائد سنیوں کے ہیں؟ ایسا شخص آپ کی نظر میں کیسا ہے؟ فتویٰ صادر فرمائیں۔

### الجواب

① یہ حدیث نہیں کسی کی من گھڑت اور جعل ہے کسی خدا نادر نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ کر اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنایا ہے۔ بلکہ اللہ عز وجل پر بھی جھوٹ باندھا ہے، اس کے غضب کو مول لیا ہے۔ کوئی امتی نبی کے درجے پر پہنچے یہ عقلاً نقلاً دونوں طرح باطل ہے اور یہ اعتقاد رکھنا کہ کوئی امتی نبی کے درجے تک پہنچ سکتا ہے کفر ہے۔ یہ شخص اپنے آپ کو محدث بنے، مجتہد بنے مگر حقیقت میں جاہل اور گمراہ ہے، اور اگر اس سے مطالبہ کیا جائے کہ یہ حدیث اس نے کہاں سے لکھی ہے اگر وہ کسی کتاب میں لکھی ہوئی دکھائے تو خیر! اور نہ دکھا سکے تو وہ بلاشبہ اسلام سے خارج کافر، مرتد ہے کہ اس نے اللہ عز وجل کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کفر منسوب کیا۔ بہر صورت نہ اس سے مرید ہونا جائز اور نہ اس کی کتابیں پڑھنا جائز، اور نہ اس کی تقریر سننا جائز۔ بلکہ اس سے میل جول، سلام کلام حرام حدیث میں فرمایا گیا:

”فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تنالواهم“ (۱)۔  
نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔

اس پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر توبہ کرے کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو۔ بیوی والا ہو اور بیوی کو رکھنا چاہتا ہو تو اس سے دوبارہ نکاح کرے۔ اس کی بیعت و خلافت بھی فسخ ہوگئی اس کے جتنے مریدین ہیں سب بے پیر ہو گئے۔ اب اگر یہ پیری مریدی کا دھندا کرنا چاہتا ہے تو توبہ اور تجدید ایمان کے ساتھ کسی جامع شرائط پیر سے مرید ہو اور خلافت حاصل کرے، پھر پیری مریدی کرے۔ اگر یہ شخص توبہ اور تجدید ایمان کر لے فہا ورنہ اسی حال پر مرجائے تو مسلمانوں کو جائز نہیں کہ اس کے کفن دفن میں شریک ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② آیت کریمہ: ”واستغفر لذنبک“ کا ترجمہ اس نے ایک حد تک ٹھیک کیا ہے بہت سے مترجمین نے اس آیت میں: ”ذنب“ کا ترجمہ گناہ ہی کیا ہے۔ ترجمے میں کلمات قرآن کا لفظی ترجمہ جائز ہے۔ لیکن ترجمہ سے خارج اپنے بیان میں اس کو انھیں الفاظ سے ذکر کرنا ممنوع ہے۔ لیکن چوں کہ لفظی ترجمے سے بے پڑھے لکھے عوام کی غلط فہمی کا اندیشہ ہے۔ اس لیے علمائے محققین نے ترجمہ میں اس کا لحاظ رکھا اور جو اس کی تاویل تھی اس کے مطابق ترجمہ کیا، البتہ اپنے ترجمہ کی توجیہ میں بہک گیا۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ غلط بیان کیا۔ صحیح واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عتبہ بن ربیعہ، ابو جہل، عباس بن عبدالمطلب، ابی بن خلف اور امیہ بن خلف قریش کے رؤسا کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے، اسی اثنا میں عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے، یہ نابینا تھے۔ انھوں نے دیکھا نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کن لوگوں سے کلام فرما رہے ہیں، انھوں نے پکار کر بار بار عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو سکھایا ہے، مجھے بھی تعلیم فرمائیے۔ درمیان کلام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی یہ مداخلت ناگوار خاطر ہوئی جس سے حضور کی پیشانی پر بل آگیا اور حضور نے رخ انور پھیر لیا اس پر عتاب ہوا اور سورہ عبس نازل ہوئی۔ اس میں اس نکتہ کی کوئی گنجائش نہیں جو اس شخص نے لکھا ہے۔ اس پر علما کا اتفاق ہے کہ جن آیات میں ذنب کی نسبت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوئی ہے ان میں ”ذنب“ سے مراد گناہ نہیں، کیوں کہ اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام گناہ سے معصوم ہوتے ہیں بلکہ یہاں وہ امور ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ کے لائق نہیں تھے۔ وہ حقیقت میں جائز و مباح تھے: ”حسنات الأبرار سیئات المقربین“۔ سے مراد گناہ نہیں بلکہ وہی خلاف شان امور مراد ہیں۔ جو لوگ اس قول میں ”سیئات“ سے گناہ مراد لیتے ہیں وہ نہ شریعت سے واقف ہیں نہ طریقت سے۔ ان سب باتوں کی تفصیل کے لیے دفتر درکار ہے۔ مجھے اتنی فرصت نہیں، اختصار سے لکھ دیا ہے۔ اس پر آپ غور کریں آپ اہل ہیں تو کوئی اشکال باقی نہیں رہ جائے گا۔ ان آیات کے ترجمے کے سلسلے میں سب

سے احوط اور عمدہ وہ روش ہے جو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اختیار فرمائی ہے کہ ان آیات میں ”ذنب“ اپنے معنی متعارف میں ہے۔ البتہ اضافت میں مجاز ہے۔ جیسے بولتے ہیں: ”هزم السلطان فتح السلطان.“ بادشاہ شکست کھا گیا۔ بادشاہ فتح پا گیا۔ حالاں کہ حقیقت میں فتح اور شکست سپاہیوں کو حاصل ہوئی۔ لیکن چوں کہ یہ بادشاہ سے متعلق تھے اس لیے بادشاہ کی طرف اضافت کردی گئی۔ اسی طریقہ سے ان آیات میں مراد یہ ہے کہ اپنے خاص لوگوں کے گناہوں کی مغفرت چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**تمام انبیاء کرام معصوم ہیں، حضور کے لیے لفظ توبہ کا استعمال کیسا ہے؟**

مسئولہ: حبیب احمد جیلانی، عمر کوٹ، نورنگ پور، اڑیسہ-۱۲/شوال ۱۴۱۹ھ

**مسئلہ** اگر کوئی مولوی نماز جمعہ سے پہلے تقریر میں قرآن کے ترجمہ میں غلط بیانی کرتا ہے۔ جیسے اے حبیب آپ اپنے لیے توبہ کریں اور اپنی اولادوں کے لیے بھی، دوبارہ عالم کی عظمت کے مد نظر محفل میں نہیں کہا گیا اور نماز جمعہ کے بعد یاد دلایا گیا پہلے تو مکر گئے۔ جب کچھ لوگوں نے تصدیق کیا تو مان گئے۔ ایسی صورت میں بغیر توبہ کے نماز ہوئی یا نہیں؟ اور ان پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟ جماعت کے سامنے یا اکیلے میں۔

### الجواب

ہمارے عرف میں جب یہ کہا جاتا ہے کہ زید نے توبہ کی تو اس سے ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ زید سے کوئی گناہ سرزد ہوا تھا، اس لیے اس نے توبہ کی اور سارے انبیاء کرام علیہم السلام، خصوصاً ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام گناہوں سے معصوم ہیں، اس لیے یہ کہنا کہ نبی نے توبہ کی صحیح نہیں۔ لیکن قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: ”وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ“ (۱) اپنوں کے لیے اور تمام مومنین اور مومنات کے لیے استغفار کرو۔ ”ذنب“ کے مشہور و معروف معنی گناہ کے ہیں، اور استغفار بھی توبہ ہے۔ اس کا لحاظ کرتے ہوئے اگر کسی نے کہہ دیا، یہ فرمایا گیا ہے۔ اے حبیب آپ اپنے لیے توبہ کریں وہ کافریا فاسق نہیں ہوگا۔ البتہ اسے ایسے کلام سے رجوع ضروری ہے۔ آئندہ ایسی چیز سے بچنا لازم ہے جس سے عوام میں شور و شر ہو اور لوگوں کی غلط فہمی میں پڑنے کا اندیشہ ہو، یہ نماز ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**کیا انبیاء کرام کو توبہ کا حکم دیا گیا؟**

مسئولہ: محمد نعیم الدین ریوڑی تالاب، بنارس-۴/جمادی الآخرہ ۱۴۱۹ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے میں۔



① زید نے ایک مسجد میں جمعہ کے دن تقریر کیا کہ نبیوں اور صحابہ نے اورتا بعین نے توبہ کیا، مگر ان کی توبہ قرب الہی کے لیے تھی اور دوران تقریر ایک جگہ یہ بھی کہا۔ نبیوں کی توبہ تعلیم امت کے لیے تھی مذکورہ وضاحتوں کے کچھ دیر بعد زید کے منہ سے یہ نکل گیا کہ اللہ نے نبی کو حکم دیا کہ توبہ کرو اور بالکل تقریر کے آخر میں زید نے یہ کہا کہ اے اللہ اگر میری زبان سے قصد آیا سہواً کوئی غلطی نکل گئی ہو تو معاف فرما، ان جملوں کے بعد زید نے اپنی تقریر ختم کر دی۔ اس کے بعد مسجد کے امام صاحب بکمر نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ زید کی تقریر اچھی ہوئی، مگر ایک جگہ غلطی کر گئے۔ یعنی زید نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ اللہ نے نبی کو توبہ کرنے کا حکم دیا ہے امام صاحب اعلان کرتے ہوئے یہ کہا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو توبہ کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ لہذا زید کھڑے ہو کر علانیہ توبہ کریں، امام صاحب کے کہنے کے بعد زید نے کھڑے ہو کر یہ کہا کہ ہم نے یہ تقریر بڑے بڑے علما کے سامنے کی مگر کسی نے گرفت نہیں کی اور آج امام صاحب (بکر) نے توبہ کا حکم نافذ کیا ہے، توبہ کرنا اچھا کام ہے، لہذا میں توبہ کرتا ہوں۔

جمعہ کے بعد زید اور بکر اور کچھ لوگ ایک سنی عالم کے پاس آئے اور مسئلے کو سامنے رکھا تو سنی عالم نے زید سے بیان لیا، پھر بکر سے کہا کہ زید نے جب تقریر کے آغاز اور دوران میں تشریح کر دی ہے کہ نبیوں کی توبہ قرب الہی اور تعلیم امت کے لیے تھی تو پھر امام صاحب آپ نے توضیح و تشریح کے بعد توبہ کا حکم کیسے نافذ فرما دیا؟ اور رہا یہ سوال کہ قرآن میں کہیں بھی کسی بھی نبی کو اللہ نے توبہ کا حکم نہیں دیا ہے تو سورہ اذا جاء میں فسبح بحمد ربک واستغفر لہ انہ کان توابا۔ میں استغفار کا حکم کس کو دیا گیا؟ تو امام صاحب (بکر) نے جواباً یہ کہا کہ استغفار کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے تو سنی عالم نے کہا کہ توبہ اور استغفار میں کیا فرق رہ جاتا ہے، جب کہ توبہ استغفار کے معنی میں آتا ہے، لہذا امام صاحب آپ نے حکم نافذ کرنے میں غلطی کی ہے۔

اس کے بعد امام صاحب نے کہا کہ ہم نے زید کی تقریر کی ابتدائی تشریح نہیں سنی تھی اس لیے ہم نے توبہ کا حکم دیا ہے تو سنی عالم نے جواباً یہ کہا کہ حکم لگانے کے لیے اول و آخر کا سننا ضروری ہے، پھر امام صاحب نے یہ وعدہ فرمایا کہ آئندہ جمعہ کو میں اعلان کر دوں گا کہ زید کی توضیح و تشریح کو میں نے نہیں سنا تھا اس لیے توبہ کا حکم دے دیا تھا، اب جب کہ زید کی وضاحت معلوم ہو گئی تو میں اعلان کرتا ہوں کہ زید پر توبہ واجب نہیں تھی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام صاحب نے وعدہ کے باوجود آئندہ جمعہ میں اعلان نہیں کیا اور مسلسل لوگوں سے یہی کہتے ہیں کہ ہم نے صحیح توبہ کرائی تھی۔ لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمایا جائے کہ زید پر توبہ واجب ہے یا نہیں، اور اگر نہیں تو امام صاحب وعدہ کے باوجود وعدہ پورا نہیں کیا تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں

کوئی شرعی قباحت ہے یا نہیں؟ اور لفظ توبہ، استغفار کے معنی میں آتا ہے یا نہیں؟

① اٹھارہ دن کے بعد امام صاحب سنی عالم سے پھر ملے تو سنی عالم نے بیضاوی شریف دکھایا، ص: ۶۷ پر کہ حضرت آدم علیہ السلام کے سلسلے میں حضرت صاحب بیضاوی نے امر بالتوبۃ تحریر فرمایا ہے۔ امام صاحب کو دوسرے سنی عالم نے تفسیر خازن ج: ۶، ص: ۹۷ اور تفسیر بغوی بر خازن، ص: ۱۳۱ اور تفسیر خازن جلد: ۷، ص: ۲۰-۱۱۶ اور (سورہ اذا جاء) کی عبارت لکھ کر بھیجا اس لیے تاکہ امام صاحب پر واضح ہو جائے کہ زید پر توبہ واجب نہیں تھی مگر تفسیر خازن اور تفسیر بغوی کی عبارتوں کو دیکھنے کے باوجود امام صاحب پیہم اصرار کر رہے ہیں کہ زید پر توبہ واجب تھی، لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ تفسیر خازن و تفسیر بغوی کی عبارتوں کو دیکھنے کے باوجود امام صاحب کا اپنی بات پر مصر رہنا صحیح ہے یا نہیں؟

### الجواب

امام صاحب پر واجب تھا کہ وہ اعلان کر دیتے کہ میں نے مقرر کی پوری تقریر نہیں سنی تھی اور مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی اس لیے میں نے مقرر کو توبہ کرنے کا حکم دیا تھا، اگر وہ اعلان کر دیتے تو بری الذمہ ہو جاتے، انھوں نے اعلان نہیں کیا اور اب وہ پھر اسی پر مصر ہیں کہ مقرر پر توبہ لازم ہے۔ یقیناً دو وجہ سے فاسق معلن ہے۔ اولاً وہ مفتی نہیں اور غیر مفتی کو فتویٰ دینا حرام۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی ہے، فرمایا گیا:

”من افتری بغیر علم لعنتہ ملائکۃ جو بغیر علم فتویٰ دے اس پر زمین و آسمان کے فرشتوں کی لعنت ہے۔“ (۱)

اور فرمایا:

”اجراً کم علی الفتیا اجراً کم علی جو فتویٰ دینے پر زیادہ جزی ہوگا وہ جہنم میں جانے میں زیادہ بے باک ہے۔“ (۲)

دوسرے یہ کہ انھوں نے غلط فتویٰ دیا۔ انبیاء کرام نے توبہ فرمایا ہے یہ خود قرآن کریم میں مذکور ہے۔ سورہ بقرہ میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ارشاد ہے:

”فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ پھر آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے سیکھ لیے تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔“ (۳)

① الجامع الصغير للسيوطي، ج: ۲، ص: ۲۷۲

② الجامع الصغير للسيوطي، ج: ۱، ص: ۱۸

③ قرآن مجید، سورة البقرة، آیت: ۳۷

جلالین میں ہے: ”قبل توبتہ۔“ (۱)  
 اسی سورۃ بقرہ میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسماعیل علیہم السلام کے بارے میں ہے کہ انھوں نے یہ دعا کی:  
 ”وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبَّ عَلَيْنَا ج“ (۲)  
 اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور  
 ہماری توبہ قبول فرما۔

جلالین میں اس کی تفسیر میں ہے:  
 ”سئلہ التوبۃ مع عصمتہما تواضعا  
 وتعلیمًا لذریعتہما۔“ (۳)  
 ان دونوں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کا سوال کیا  
 تواضعا اور اپنی اولاد کی تعلیم کے لیے۔  
 علاوہ ازیں قرآن مجید میں متعدد جگہ ہے:  
 ”واستغفر لذنبک۔“

اور استغفار کے معنی بخشش چاہنا۔ بخشش کی درخواست کرنا بھی توبہ ہے۔ لفظاً توبہ اور استغفار اگرچہ الگ  
 الگ ہیں مگر معنی اور مال کے اعتبار سے ایک ہیں بہر حال مقرر کا یہ کہنا کہ اللہ نے نبیوں کو حکم دیا کہ توبہ کرو، صحیح ہے  
 جب کہ مقرر نے پہلے ہی توضیح کر دی کہ انبیاء کرام کی توبہ تواضع اور امت کی تعلیم کے لیے ہے اور یہ ٹھیک قرآن  
 مجید سے ثابت ہے، اس پر توبہ کا حکم دینا اور یہ بتانا کہ یہ بات غلط ہے اور جو چیز قرآن مجید سے ثابت ہو اسے غلط  
 کہنا بہت بڑا جرم ہے، اور گمراہی ہے۔ اس لیے امام پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر خود توبہ کر لے اور اعلان کرے کہ  
 میں نے جو حکم دیا تھا غلط ہے۔ اور حق یہی ہے کہ انبیاء کرام کو توبہ کا حکم دیا گیا، اگر امام توبہ نہ کرے اور اعلان نہ  
 کرے تو فوراً اسے امامت سے معزول کر دیں۔ اسے امام بنانا گناہ ہوگا۔ نیز امام اس سے بھی توبہ کرے کہ مفتی نہ  
 ہو کر اس نے فتویٰ دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا حضور اللہ عز وجل کے محتاج ہیں؟

مسئولہ: محمد شبیہ الحسن، دارالعلوم اہل سنت حشمت رضا، ہردولی، ضلع باندہ (یو. پی.)

مسئلہ سرکار تاجدار مدینہ صل المولیٰ تعالیٰ کو خدائے تعالیٰ کا محتاج کہنا کیسا ہے؟ کیا رسول پاک صلی اللہ  
 علیہ وسلم اللہ کے محتاج ہیں یا نہیں؟

۱۔ جلالین شریف، ص: ۸، البقرۃ، مختار اینڈ کمپنی

۲۔ قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۲۸

۳۔ جلالین شریف، ص: ۱۹، البقرۃ، مختار اینڈ کمپنی

## الجواب

یہ سچ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے محتاج ہیں۔ ارشاد ہے:  
 ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۚ اَللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ“ (۱)  
 اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے  
 نیاز ستودہ صفات ہے۔

اس عموم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں علاوہ ازیں اس کی دلیلیں، اہل سنت کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے کمالات عطائی ہیں، اور ہر ”مُعْطٰی لَہُ مُعْطٰی“ کا محتاج ہوتا ہے۔ مگر عرف عام میں محتاج استخفاف کے لیے بولا جاتا ہے، اس لیے بلا ضرورت خواہ مخواہ یہ کہتے پھرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محتاج ہیں۔ سخت ناپسندیدہ ہے۔ بلکہ بہ نیت استخفاف ہو تو کفر۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کلکٹر پورے ضلع کا حاکم ہوتا ہے۔ لیکن وہ خود کمشنر کے ماتحت ہوتا ہے اور اس کا محتاج۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ کلکٹر کیا مالک ہوگا وہ خود کمشنر کا محتاج ہے اس میں ضرور کلکٹر کی توہین ہے۔ اسی طرح وہابی جو کہتے پھرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اسی کو کہا گیا ہے:  
 ”کلمۃ حق اريد به باطل“  
 کلمہ حق بول کر باطل معنی مراد لیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## سرکار کے دیدار کے لیے کیا عالم و حافظ ہونا ضروری ہے؟

مسئولہ: کفیل احمد خاں، بھروچ، گجرات۔ ۱۳/ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:  
 ایک شخص حضور مفتی اعظم کا مرید ہے۔ وہ شخص کہتا ہے میں نے خواب میں حضور کا دیدار دو مرتبہ کیا ہے۔ مگر زید مولوی انکار کرتا ہے اور کہتا ہے ہرگز سرکار کا دیدار نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ عالم اور حافظ کے علاوہ دوسرا حضور کا دیدار ہی نہیں کر سکتا۔ کیا عالم اور حافظ کے علاوہ دوسرا مسلمان حضور کا خواب میں دیدار نہیں کر سکتا؟

## الجواب

زید نے یہ غلط کہا عالم ہو یا غیر پڑھا لکھا سرکار جس پر کرم فرمائیں، اپنا دیدار کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



## یہ کہنا کیسا ہے کہ تمام اشرف المخلوقات گنہگار ہوئے؟ زوجہ کی نس بندی کرانا کیسا ہے؟

مسئولہ: معین الدین، پلاموں، اداری، سرگجہ (ایم. پی.) - ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں:

- ① ایک حافظ جو قرآن یاد کر کے بھول گیا ہے۔ اس نے دوران تقریر یہ کہا کہ سبھی اشرف المخلوقات گنہگار ہیں۔ لیکن اولیائے اللہ کم گنہگار ہوتے ہیں کیا ایسا کہنا درست ہے؟ انبیاء کرام اشرف المخلوقات میں سے ہیں یا نہیں؟
- ② مذکورہ حافظ نے دوران تقریر کسی پیر طریقت با کرامت کو گنہگار تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ گنہگار ہوتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ انھیں عذاب قبر سے نجات عطا فرمائے، ان کے گناہوں کو بخش دے، جنت الفردوس عطا فرمائے، اور سامعین نے آمین کہا۔ از روئے شرع دونوں کا اس طرح کہنا کیسا ہے؟
- ③ زید نے اولاد کی کثرت کی بنا پر بیوی کی مرضی پاتے ہوئے بیوی کا آپریشن کرادیا ہے۔ عندالشرع زید اور اس کی بیوی پر کیا حکم نافذ ہوگا۔

### الجواب

- ① یقیناً ایسا کہنا غلط ہے کہ تمام اشرف المخلوقات گنہگار ہیں۔ اشرف المخلوقات میں انبیاء کرام داخل ہیں، بلکہ انبیاء کرام ہی کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات ہے۔ انبیاء کرام گناہ سے معصوم ہیں، ان کو گنہگار کہنا گمراہی ہے۔ زید اس جملہ سے توبہ کرے۔
- ② کسی کے لیے بھی اگرچہ وہ پیر طریقت ہو، مذکورہ بالا دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر سے پناہ کی دعا مانگی ہے اور اپنے لیے جنت کا سوال فرمایا ہے۔ ایسی صورت میں کسی امتی کے لیے نیچے اور جنت الفردوس کی دعا کرنے میں کیا حرج ہو سکتا ہے۔
- ③ یہ دونوں گنہگار ہوئے ہیں، توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث تفتیق امتی کو ضعیف کہنا کیسا ہے؟ وَوَجَدَكَ ضَالًّا مِّنْ ضَالِّاتٍ  
کا معنی گمراہ، بے خبر بتانا غلط۔ ضال کا صحیح معنی۔ تمام انبیاء کرام قبل نبوت  
ہدایت پر تھے۔ حضور روز اول سے منصب نبوت پر فائز تھے۔

مسئولہ: حافظ منظور احمد، وگیان نگر، کوٹہ۔

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ ایک مسجد میں دو فریق کے

درمیان بحث چھڑ گئی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت تہتر فرقے میں تقسیم ہو جائے گی، جس میں ایک فرقہ جنتی ہوگا، یہ حدیث میں آیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے آپ کو مولوی کہلاتے ہیں، کہنے لگے وہ حدیث ضعیف ہے۔ مسجد میں بیٹھے ایک دینی بزرگ نے ان مولوی صاحب سے پوچھا کہ ضال کا کیا معنی ہے تو جواب دیا، گم راہ، بے خبر، حالاں کہ یہ سوال وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ کے ضالًّا سے متعلق تھا، پس دریافت طلب امر یہ ہے کہ حدیث صحیح کو ضعیف اور ضال کے معنی گم راہ و بے خبر بتانا کیسا ہے؟

### الجواب

یہ حدیث صحیح ہے۔ تمام امت نے اس کی صحت پر اتفاق کیا ہے، اسے ضعیف بتانا جہالت ہے، بلکہ گم راہی کی طرف مفسی کیوں کہ اس کا مفاد یہ ہے کہ اس نے صحیح حدیث کا انکار کیا اور حدیث صحیح کا انکار گم راہی ہے۔ اگر اس شخص نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ سوال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ہے ضالًّا کا ترجمہ گم راہ کیا تو وہ خود گم راہ بد دین ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ وسلم اور تمام انبیاء کرام قبل نبوت بھی ہدایت پر تھے، اس پر اجماع ہے۔ شرک، کفر، ضلالت، گم راہی سے معصوم تھے بلکہ گناہوں سے بھی معصوم تھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزول وحی کی ابتدا سے پہلے ہی بلکہ روز ازل سے منصب نبوت پر فائز تھے۔ اس آیت میں ضالًّا کا ترجمہ بے خبر کرنا بھی غلط ہے۔ اولاً ضالًّا کے معنی بے خبر کے ہے ہی نہیں، ثانیاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول روز سے منصب نبوت پر فائز تھے تو بے خبر کہنا غلط۔ اس آیت میں ضالًّا کے معنی خود رفتہ کے ہیں یعنی محبت الہی میں۔ عرب میں یہ معنی شائع ذائع تھا۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحب زادگان سے فرمایا، میں یوسف کی خوشبو پارہا ہوں تو صاحب زادگان نے عرض کیا تھا، بے شک آپ یوسف کی محبت میں پرانی وارفتگی میں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا حضور نے فرمایا ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی؟

مسئولہ: محمد یونس کرانہ مرچنٹ پورہ صوفی، مبارک پور

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں؟

کیا یہ صحیح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، بہتر دوزخی ایک جنتی ہوگی تو صحابہ نے عرض کیا کہ وہ ایک کون ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ البتہ جو لوگ زندہ رہیں گے وہ لوگ بہت سے نئے نئے کام دیکھیں گے بس نئی نئی چیزوں سے بچتے رہنا اگر یہ صحیح ہے تو میلاد شریف اور بزرگوں کا عرس اس قسم کا کام ہم لوگ کیسے نیا نیا کرتے ہیں۔

## الجواب

جو لوگ زندہ رہیں گے وہ بہت سے نئے نئے کام دیکھیں گے، اس حدیث کا حصہ نہیں۔ یہ دوسری حدیث ہے: اور اس کے مراد ایسی نئی بات ہے جو سنت کے مزاحم ہو اور اس کی اصل نہ ہو۔ ہر نئی بات مراد نہیں۔ ورنہ دوسری حدیثوں کا انکار لازم آئے گا۔ حضور نے فرمایا جو اسلام میں کوئی نیا اچھا طریقہ نکالے گا اسے اس کا ثواب ملے گا اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کے ثواب برابر اس کو ثواب ملے گا۔ اسی بنا پر صحابہ سے لے کر آج تک ہر زمانے میں مسلمان صحیح العقیدہ علما و فقہائے نئے طریقے نکالتے رہے۔ مثلاً جماعت کی پابندی کے ساتھ تراویح، جمعہ کی پہلی اذان، قرآن مجید کا اکٹھا ایک جلد میں لکھنا زیر زبر لگانا۔ آج جو طریقہ تعلیم ہے وہ پورے کا پورا، جو کتابیں پڑھائی جا رہی ہیں وہ سب نئی ہیں حتیٰ کہ بخاری و مسلم بھی نئی ہیں یعنی تیسری صدی میں لکھی گئی ہے۔ اس حدیث کی شرح دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا:

”من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو جودین میں ایسا طریقہ ایجاد کرے جو دین سے نہ ہو مردود“ (۱)۔

ہے۔

اس لیے کہ ایسا طریقہ جس سے دین کی تقویت ہو نشر و اشاعت ہوتی ہو وہ سب مستحسن اور باعث ثواب ہے۔ میلاد شریف میں دین کی نشر و اشاعت ہوتی ہے۔ اسی طرح اہل سنت کے تمام معمولات میں دینی فائدے ہیں اس لیے وہ سب مستحسن ہیں۔ تفصیل کے لیے جاء الحق کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا تہتر فرقے سب کے سب مسلمان ہوں گے؟

مسئولہ: محمد یلین کرانہ مرچنٹ پورہ صوفی، مبارک پور

- ① کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو قیامت تک تہتر فرقہ ہوگا کیا سب لوگ مسلمان ہوں گے اور روزہ اور نماز اور کلام پاک کے ماننے والوں میں سے ہوں گے؟
- ② ہمارے عقیدے سے جس کا عقیدہ الگ ہو جائے وہ ۷۳ فرقوں میں سے ایک فرقہ ہوگا یا نہیں؟ جواب جلد از جلد دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

## الجواب

① حدیث میں امتی کا لفظ ہے اس سے مراد ہے کہ وہ سب یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم مسلمان ہیں قرآن کو مانتے ہیں، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کو فرض جانتے ہیں مگر ان میں کوئی نہ کوئی گمراہی ایسی ہوگی کہ وہ جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② جس بدعقیدہ کا عقیدہ ہم سے الگ ہو وہ بھی ان تہتر میں داخل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کی ہر بات وحی الہی ہے

مسئولہ: محمد ارشاد حسین جامعہ عربیہ انوار القرآن ضلع بلرام پور، یو. پی۔ ۲۸/ ذوقعدہ ۱۴۱۹ھ

**مسئلہ** زید کہہ رہا ہے کہ حضور کی ہر بات وحی خدا نہیں ہے، جب کہ خالد کا قول ہے کہ حضور کی ہر بات وحی خدا ہے اور خالد دلیل دے رہا ہے: ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ.“ اب زید اعتراض یہ کر رہا ہے کہ حضور نے اگر کسی صحابی سے فرمایا کہ پانی لے آؤ، کیا یہ بھی وحی خدا ہے۔ اب ایسی حالت میں کس کی بات صحیح ہے، کس کی غلط؟

حضور والا سے گزارش ہے کہ مندرجہ بالا سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل عنایت فرمائیں، کرم ہوگا۔ فقط۔

### الجواب

یہ حق و صحیح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر بات وحی خدا ہے، خواہ یہ ظاہری ہو یا باطنی، اس لیے کہ آیت کریمہ ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ.“ کا یہی مفاد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر وحی کے کوئی بات نہیں فرماتے، اور حضور کا کسی سے یہ فرمانا بھی کہ پانی لاؤ، یہ فرمانا بھی وحی خدا سے ہے۔ اسی لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر کسی سے فرمائیں کہ پانی لاؤ، تو اس پر پانی لانا فرض ہو جاتا ہے۔ اگر نہیں لائے گا گنہ گار ہوگا، اور سرتابی کرے گا کافر ہو جائے گا، اور یہ بات خالد کا کلام نہیں، اگر زید کسی سے کہے پانی لاؤ، وہ نہ لائے تو گنہ گار نہیں ہوگا، بلکہ بہت سی صورتوں میں ثواب پائے گا۔ مثلاً زید وہابی رافضی ہے تو اس کے مانگنے پر اسے پانی نہ دینا ثواب کا کام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا غلط ہے کہ انتقال کے بعد انبیاء اولیا کی طاقت ختم ہو جاتی ہے

مسئولہ: محمد ادریس نوری، مدرسہ حیدریہ احیاء السنّت، نوتنوا، مغربی چمپارن، بہار۔ ۶/ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید بکر سے کہتا ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا پاورٹیج ہو جاتا ہے، خواہ وہ ولی ہوں خواہ نبی۔ اس صورت میں زید پر کیا حکم صادر ہوگا۔ از روئے شرع ثبوت کے ساتھ مدلل جواب سے نوازیں۔



Madinah.iN

اپنی عید کی نماز الگ پڑھنا چاہیے یا اتحاد کے پیش نظر وہابی عالم کے پیچھے؟ دوسری بات یہ ہے کہ عید گاہ کے علاوہ مسجد میں عید بقرعید کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عید گاہ ہی میں عید کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔

### الجواب

① تبلیغی جماعت اصل میں دیوبندیت پھیلانے کے لیے قائم کی گئی ہے۔ اس کے بانی محمد الیاس نے صراحتاً کہا ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہرگز نہیں، ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں مجھے ایک نئی قوم بنانی ہے۔ (بحوالہ دینی دعوت) نیز انھوں نے یہ بھی کہا ہے مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت کام کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ طریقہ کار میرا ہو اور تعلیمات ان کی پھیلائی جائیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی وہ ہیں جنھوں نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے صفحہ ۷ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ارفع واعلیٰ کو ہر کس وناکس زید، عمر، بکر بلکہ ہر بچے و پاگل اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح امریکہ کا (C.I.A.) سی.آئی.اے. اپنے مخالفین میں گھس کر ان کا دوست بن جاتا ہے بہ ظاہر ان سے ہمدردی جتا ہے ان کے کاز کی حمایت کرتا ہے، مگر چالاکی و عیاری سے اپنے مخالفین میں اختلاف پیدا کرتا ہے اور ان کے نظام کو درہم برہم کر دیتا ہے، اسی طرح تبلیغی جماعت والے مسلمانوں میں گھل مل کر نماز روزے کی باتیں کرتے ہیں اور اسی میں اپنی بدعقیدگی کو پھیلاتے ہیں، تبلیغی جماعت اصل میں انگریزوں کی قائم کی ہوئی ہے۔ ایک دیوبندی کی لکھی ہوئی کتاب ”مکالمۃ الصدرین“ میں تصریح ہے کہ تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کو انگریزوں سے روپے ملتے تھے، اور مولوی اشرف علی تھانوی کو انگریز اس زمانے میں ۵۰۰ روپے ماہ وار دیتا تھا، جو اس زمانے کے تقریباً چالیس ہزار ہوئے۔

اس تبلیغی مبلغ نے جو یہ کہا کہ قیامت کے دن سب سے خواہ انبیاء ہوں یا اولیا حساب کتاب ہوگا، اس نے حدیث کا رد کیا۔ مسلم شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں حساب۔“ (۱)

یہ صحیح ہے کہ پل صراط پر انبیاء، اولیا، عوام و خواص سبھی کو گزرنا ہے، لیکن گزرنے میں فرق ہے۔ حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام بکلی کی طرح تیزی سے گزر جائیں گے، کچھ ایسے اللہ کے بندے ہوں گے کہ جب وہ پل صراط سے گزریں گے جہنم ان سے کہے گا:

① مسلم شریف، جلد اول، ص: ۱۱۶، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب والعذاب، مطبع اصح المطابع

”جز یا مومن فان نور ایمانک یطفی اے مومن! جلدی سے گزر جا، اس لیے کہ تیرے ایمان کا نور میری آگ کو بجھا رہا ہے۔“ ناری۔

کافر کٹ کٹ کر گریں گے۔ اس نے ازراہ خیانت و گم راہ گردی یہ تو بیان کیا کہ سب کو پل صراط سے گزرنا ہے، لیکن گزرنے کا جو فرق ہے اس کو گول کر گیا تا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا جو مرتبہ ہے وہ عوام نہ سمجھ سکیں اور سب یہ سمجھیں کہ انبیاء و اولیاء عوام سب ایک درجے کے ہیں۔ مسلم کی حدیث گزری کہ ستر ہزار بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے، مگر مسند امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث میں ہے ان ستر ہزار میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے، پھر اللہ عزوجل تین چلو جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے مزید بلا حساب و کتاب جنت میں داخل فرمائے گا۔<sup>(۱)</sup>

تبلیغی جماعت والے اپنی تقریر میں اسی طرح کی فریب کاری اکثر کرتے رہتے ہیں، اسی لیے عوام کو جائز نہیں کہ ان گم راہوں کی باتیں سنیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② اس ندوی سے کوئی پوچھے کہ پھر وہ کیوں اپنا الگ فرقہ بنائے ہوئے ہے، کیوں کراہل سنت کو مشرک و بدعتی، گم راہ کہتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ حضور نے فرمایا کہ آپس میں متفرق مت ہونا، الگ فرقے مت بنانا، مگر خود ہی یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت میں ۳۷ فرقے ہوں گے، سوائے ایک فرقہ کے سب جہنم میں جائیں گے۔ یہ صحیح ہے کہ فرقہ بندی نہیں ہونی چاہیے تھی مگر یہ مقدر ہو چکا اور امت میں فرقہ بندی ہو کر رہی، جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو اب ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ تلاش کرے کہ ۲۷ فرقے کون ہیں جو جہنمی ہیں اور ایک اکیلا وہ فرقہ کون ہے جو جنتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جہنمی اور جنتی کے درمیان اتحاد نہیں ہو سکتا، جنتی کی نماز جہنمی کے پیچھے صحیح نہیں۔ جہنمی کے پیچھے نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے کسی رافضی کے پیچھے پڑھی ہو، یا قادیانی کے پیچھے پڑھی۔ اس ندوی سے پوچھیے رافضی اور قادیانی کے پیچھے نماز صحیح ہے؟

ندوی، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد ضروریات دین کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں، نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے کسی کی نماز صحیح۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا ایسے ہی ہے جیسے نماز نہیں پڑھی۔ نماز صحیح ہونے کے لیے ایمان شرط ہے۔ جب ایمان نہیں تو نماز کیسی؟ درمختار میں ہے:

”و ان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلاً۔“<sup>(۲)</sup>

شہر کی مسجدوں میں عید کی نماز صحیح ہے، ہاں بہتر یہ ہے کہ عید گاہ میں پڑھی جائے، جب کہ عید گاہ کا امام سنی

① مشکوٰۃ شریف، ص: ۴۸۶

② در مختار، ج: ۲، ص: ۳۰۰-۳۰۱، کتاب الصلاة باب الامامة، مطبع زکریا

صحیح العقیدہ ہو۔ اور اگر عید گاہ کا امام بد مذہب ہے، مثلاً ندوی، مودودی، وہابی، دیوبندی تو عید گاہ میں ہرگز نماز نہ پڑھیں، محلے کی مسجد میں عید کی نماز پڑھ لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم کی تخلیق سے پہلے ہی منصب نبوت پر فائز تھے۔ انبیاء کرام سے قبل اعلان نبوت گناہ صغیرہ سہواً بھی صادر نہیں ہو سکتا

مسئولہ: اقبال احمد اشرفی، بنگلہ مسجد، پونہ۔ ۵/۵/۵۷

① مسئلہ ۱ زید کہتا ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں بہ حیثیت جسم آنے کے چالیس سال بعد نبوت عطا کی گئی تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ ”میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام آب و گل کی منزل طے کر رہے تھے۔“ بہ حیثیت روح نبی ہونا اور بہ حیثیت جسم نبی ہونا، کیا ان میں فرق ہے، جواب اہل سنت کے مطابق عطا فرمائیں۔

② انبیاء کرام سے قبل نبوت سہواً گناہ صغیرہ کا صدور ہو سکتا ہے یا نہیں، اس کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیے اور اس میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی تخصیص ہے یا نہیں، جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

### الجواب

① صحیح اور مختار یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے منصب نبوت پر فائز تھے، جیسا کہ حدیث میں ہے: ”كنت نبيا و آدم لم يجد ل في طينته۔“ (۱) اعلان نبوت کا حکم اور نزولِ قرآن کی ابتدا چالیس سال کے بعد ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② صحیح اور مختار یہی ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے قبل نبوت قصداً کسی گناہ صغیرہ کا بھی صدور نہیں ہو سکتا، رہ گیا سہواً تو بہت سے علما اس کے قائل ہیں مگر تحقیق یہ ہے کہ سہواً بھی کسی گناہ کا صدور نہیں ہو سکتا اور نظیر میں جو کچھ پیش کیا جاتا ہے، وہ حقیقت میں گناہ نہیں، لوگوں کو دھوکا لگا ہے جس کی تفصیل بہت طویل ہے، مجھے اتنی فرصت نہیں کہ اسے لکھوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



## نعرہ رسالت کے جواب میں لا الہ الا اللہ کہنا

مسئولہ: ارشاد علی ٹھیکیدار، درگاہ شریف، بہرائچ (یو. پی.) - ۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:  
نعرہ رسالت پر لا الہ الا اللہ کہا گیا ہے۔ کیا یہ کہنا درست ہے۔ نعرہ ہائے جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم منسلک ہے۔  
نعرہ ہائے جلوس محمدی

نعرہ تکبیر	اللہ اکبر	صدیق اکبر	زندہ آباد
نعرہ رسالت	لا الہ الا اللہ	فاروق اعظم	زندہ آباد
نور مجسم	صلی اللہ علیہ وسلم	عثمان غنی	زندہ آباد
سرور عالم	صلی اللہ علیہ وسلم	علی مرتضیٰ	زندہ آباد
فخر دو عالم	صلی اللہ علیہ وسلم	نعرہ تکبیر	اللہ اکبر
رحمت عالم	صلی اللہ علیہ وسلم	عشرہ مبشرہ	زندہ آباد
محسن انسانیت	صلی اللہ علیہ وسلم	اسلام	زندہ آباد
صحابہ کرام	زندہ آباد		

نوٹ:- براہ کرم جو نعرے دیئے گئے ہیں، یہی نعرے لگائے جائیں۔

المشتہرین

سعید احمد خاں سکریٹری  
سیرت کمیٹی بہرائچ

عبدالرحمن کنوینر  
سیرت کمیٹی بہرائچ

## الجواب

ہر لفظ کے معنی عرف عام میں وہی مراد ہوتے ہیں جو اہل عرف متعین کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ نیا معنی کسی شخص واحد کا بنانا جہالت ہے۔ نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت عوام کے عرف میں نام ہے۔ مخصوص نعرے کا۔ یعنی نعرہ تکبیر کے معنی اللہ اکبر اور نعرہ رسالت کے معنی یا رسول اللہ۔ جیسے کلمہ طیبہ کے معنی ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ حالاں کہ لغت میں کلمہ طیبہ کے معنی ہیں پاک بات۔ قرآن و حدیث کا ہر ایک کلمہ پاک بات ہے مگر کلمہ طیبہ بول کر کوئی قرآن کی تلاوت یا حدیث پڑھنا مراد نہیں لیتا مثلاً کسی سے کہا جائے کہ کلمہ طیبہ پڑھو تو وہ قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرے گا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پڑھے گا۔ اس لیے کہ مسلمانوں کے عرف میں کلمہ طیبہ علم ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا۔ اسی طرح مسلمانوں کے عرف میں نعرہ تکبیر

علم ہے اللہ اکبر کا اور نعرہ رسالت علم ہے یا رسول اللہ کا۔  
 لہذا نعرہ رسالت پر لا الہ الا اللہ پڑھنا اس کی دلیل ہے کہ نعرہ رسالت یا رسول اللہ سے ان کو جلن ہے۔  
 نعرہ رسالت کس معنی کر۔ لا الہ الا اللہ ہے اس کو کوئی صاحب سمجھا دیں۔ یہ معنی لغوی ہے کہ عرفی کہ شرعی۔ اگر لا الہ  
 الا اللہ کو نعرہ رسالت اس معنی کر کہتے ہیں کہ یہ نعرہ رسول اللہ نے لگایا تو غلط ہے۔ یہ دعویٰ کرنے والے ثبوت  
 لائیں کہ کسی بھی موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے اجتماعی طور پر لا الہ الا اللہ کہلایا ہو۔  
 دوسرے یہ کہ لا الہ الا اللہ صرف بغیر محمد رسول اللہ کے نعرہ رسالت کیا ہوگا نعرہ اسلام بھی نہیں، اس لیے کہ اس  
 کے معنی ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس سے مسلمان ہونا لازم نہیں۔ یہود و نصاریٰ بھی اس کے قائل ہیں کہ اللہ  
 عز وجل ایک ہے، آریہ بھی توحید کے مدعی ہیں، صرف لا الہ الا اللہ کا نعرہ تو کیا ہوگا اسلام کا بھی کلمہ نہیں۔ جب تک کہ محمد  
 رسول اللہ ملا یا نہ جائے۔ اس سے نعرہ رسالت پر لا الہ الا اللہ کہنے والے کے ایمان کا حال ظاہر ہو گیا کہ ان لوگوں کو یا  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کتنی عداوت ہے۔ بات یہی ہے کہ وہابیہ یا رسول اللہ کہنے کو شرک جانتے ہیں۔ اور نعرہ  
 رسالت یا رسول اللہ سے اتنا چڑھتے ہیں کہ اتنا ہندو بھی نہیں چڑھتے۔ اس کے توڑ کے لیے انھوں نے یہ ڈھکوسلا نکالا  
 ہے۔ اگر وہابیہ کی بات درست ہو کہ نعرہ رسالت کے معنی رسول اللہ کا لگایا ہو نعرہ تو پہلے وہ ثبوت لائیں کہ حضور اقدس  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نعرہ لگوا یا ہو۔ واضح ہو کہ نعرہ کے معنی ہیں بلند آواز سے اجتماعی آواز نکالنا، اور جب کہ اس کا  
 کوئی ثبوت نہیں تو یہ بدعت ہو وہابیوں کے اصول پر، تو وہابیہ اپنے اصول پر بدعتی ہوئے، اور جب نعرہ تکبیر کے  
 معنی کے لیے اللہ اکبر اور نعرہ رسالت کے معنی لا الہ الا اللہ تو معلوم ہوا کہ اللہ اکبر کا نعرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم کا لگوا یا ہوا نہیں، اور یہ صریح انکار حدیث ہے۔ پھر وہابیوں کے اصول پر جلوس نکالنا، میلاد شریف کی طرح  
 ناجائز و حرام و بدعت سیئہ و ضلالت ہے۔ پھر اس میں وہابی شریک ہو کر بدعتی اور اسے جائز جان کر گمراہ ہوئے۔  
 مسلمان ان کے غوغا پر کان نہ دھریں۔ نعرہ رسالت یا رسول اللہ ہے۔ اور یہ علم ہے۔ صحابہ کرام نے جنگ یرموک  
 میں یا محمد کا نعرہ لگایا تھا۔ اس کو اہل سنت نے یا رسول اللہ سے بدل دیا۔ جلوس محمدی کے پمفلٹ میں محمدی پر اور  
 صحابہ کرام کے نام نامی کے ساتھ (رض) لکھا ہوا ہے، یہ ممنوع ہے۔ طحطاوی علی الدرر میں ہے: ”یکرہ  
 الرمز بالترضی بل یکتب ذلک کلمہ بکمالہ۔“ پورا صیغہ درود لکھیں اور صیغہ ترضی نہ لکھیں۔ ان بے  
 معنی مہمل لفظ کے لکھنے سے کیا فائدہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء نہ ماننا گمراہی ہے

مسئولہ: محمد انصار الحق، امام جامع مسجد، پچھم دروازہ، پٹنہ سٹی۔ ۱۰/ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حسب ذیل عبارات سے متعلق اس کے کہنے والے پر از روئے شرع کیا حکم عائد



ہوتا ہے؟

## بانی اسلام ایک نظر میں

**تاریخ ولادت:** ۱۲/ربیع الاول شریف سال عام الفیل مطابق ۲۲/اپریل ۵۷۱ء دوشنبہ کو صبح صادق کے وقت بمقام مکہ معظمہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے چھ ہزار ایک سو پچپن سال بعد اور افضل الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار پانچ سو سال بعد۔

**تاریخ عطاے نبوت:** ۷/ربیع الاول شریف مطابق ۲۲/فروری ۶۱۰ء بروز پنجشنبہ بہ عمر چالیس سال (کچھ ایام کم و بیش)

خط کشیدہ ہر دو جملے افضل الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عطاے نبوت کے بارے میں بتایا جائے کہ آیا لکھنے والوں نے از روے شرع صحیح لکھایا یا غلط اگر صحیح ہے تو کیوں! جب کہ افضل الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بہت پہلے عطا کی گئی۔ اور اگر غلط ہے اور اس غلطی پر لکھنے والے کو توجہ دلائی گئی تو انھوں نے غلطی تسلیم نہ کر کے یہ کہہ دیا کہ میری تحقیق صحیح ہے۔ میں نے جو لکھا سب صحیح ہے، اس مسئلہ کو لے کر یہاں ایک نزاع کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ لہذا تشفی بخش جواب فرما کر نزاع کو دور کر کے مشکور فرمائیں۔

## الجواب

اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم حتیٰ کہ سب انبیاء کرام سے افضل ہیں۔ یہ مضمون قرآن مجید کی متعدد آیتوں سے ثابت ہے اور کثیر آیات کریمہ کی نص صریح سے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ“ (۱) میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔ نیز انھیں سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”فَضَّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بَسْتٍ“ (۲) مجھے تمام انبیاء کرام پر چھ باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی۔ نیز ایک طویل حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے، کچھ لوگوں نے کہا اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ بنایا، دوسرے نے کہا موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ایک صاحب نے اور کہا حضرت عیسیٰ اللہ عزوجل کے کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ پھر کسی نے کہا آدم کو اللہ نے چن لیا یہ سب سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے جو کچھ کہا سب حق ہے سنو میں اللہ کا حبیب ہوں اور میں فخر یہ نہیں کہتا اور میں قیامت کے دن لواء محمد اٹھائے رہوں گا۔ آدم اور ان کے علاوہ سب ان کے نیچے ہوں گے، اور یہ فخر یہ نہیں کہتا۔ (۳) پہلی

﴿۱﴾ مشکوٰۃ المصابیح ص: ۵۱۱، باب فضائل سید المرسلین، مطبع اشرفیہ مجلس برکات

﴿۲﴾ مشکوٰۃ المصابیح ص: ۵۱۲، باب فضائل سید المرسلین، مطبع مجلس برکات اشرفیہ مبارک پور

﴿۳﴾ مشکوٰۃ المصابیح ص: ۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین، مطبع مجلس برکات اشرفیہ مبارک پور

والی دو حدیثیں اپنے عموم کے اعتبار سے اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے بھی افضل ہیں۔ اور دوسری حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے بھی اور خاص طور سے بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل سے بھی افضل ہیں۔ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے سے انکار کرے یا یہ کہے کہ فلاں نبی مثلاً حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل ہیں، وہ گمراہ ہے۔ کلینڈر والے نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو افضل الانبیاء لکھا۔ تنبیہ کے بعد بھی اس پر اڑا ہوا ہے یہ ضرور گمراہ ہے، اس پر توبہ فرض ہے۔ تنبیہ میں اس سے یہی کہا گیا ہوگا کہ افضل الانبیاء ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم افضل الانبیاء نہیں۔ پھر بھی اس نے یہ کہا میں نے جو کچھ لکھا وہ صحیح ہے، اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو افضل نہیں مانتا یہ بلاشبہ گمراہی ہے۔ دوسرے اس نے اعطائے نبوت کی تاریخ ۷ ربیع الاول شریف مطابق ۲۲ فروری ۶۱۰ء بروز پنجشنبہ لکھی یہ بھی غلط ہے، اور حدیث کے خلاف ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی، فرمایا: ”وآدم بین الروح والجسد۔“ (۱) اس وقت سے کہ ابھی آدم روح و جسم کے مابین تھے۔ مسند امام احمد کی روایت میں ہے: ”وآدم لمنجدل فی طینتہ۔“ (۲) اور آدم علیہ السلام ابھی اپنی خمیر میں تھے اس لیے یہ کہنا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی غلط ہے۔ کلینڈر بنانے والے نے بات نہیں سمجھی غار حرا میں جو واقعہ پیش آیا یہ اعطائے نبوت نہ تھی، نبوت تو پہلے ہی سے مل چکی تھی۔ قرآن مجید کے نزول کا پہلا موقع تھا۔ اس کو یہ کہنا کہ اس وقت نبوت ملی یہ غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا نبی رسول ہو سکتا ہے؟

مسئلہ: کبیر احمد، قصبہ کیمری، ضلع رام پور (یو. پی.)

مسئلہ رسول تو نبی و پیغمبر ہو سکتا ہے، بتائیے نبی بھی رسول ہو سکتا ہے یا نہیں؟

## الجواب

ہو سکنے کی کیا بات ہے، تین سو تیرہ انبیاء کرام رسول بھی تھے اور نبی بھی۔ جتنے انبیاء کرام اور رسل عظام ہو سکتے تھے وہ ہو چکے اب نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے نہ کوئی رسول۔ اس لیے اس سلسلے میں ہو سکنے کا لفظ استعمال کرنا بے کار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جامع الترمذی ج: ۲، ص: ۲۰۱، باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبع مجلس برکات الأشرافہ مبارکفور

المستدر للحاکم ج: ۲، ص: ۶۰۹، المسند للعقیلی، ج: ۴، ص: ۳۰۰



## کیا جبرئیل حضور کے استاد تھے؟

مسئلہ: محمد ادریس رضا مصباحی، مقام ڈیوان، پوسٹ کہویا، ضلع گریڈ یہہ (بہار) ۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

- ① مسئلہ: زید کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امام حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوئے۔ بکر کہتا ہے کہ نہیں یہ بات بالکل غلط ہے، وہ امام نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حضرت جبرئیل نے وقت پہنچوانے کے لیے امامت کی تھی۔ اس مسئلہ پر زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا قول صحیح ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔
- ② زید کا کہنا ہے کہ حضور علیہ السلام کے استاذ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوئے کیوں کہ زید مثال پیش کرتا ہے کہ وحی لانا استاد کی دلیل ہے، اور قرآن کی آیت اقراء کی مثال دیتا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قاصد بن کر آئے۔ بکر مثال دیتا ہے کہ جیسے میں نے عتبہ کو ایک خط دیا، جا کر شیبہ کو دے دو۔ علمائے کرام کیا فرماتے ہیں۔ زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا قول صحیح ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب مرحمت فرمائیں۔

### الجواب

- ① یہ صحیح ہے کہ شب معراج کے دوسرے دن حضرت جبرئیل امین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کی۔ بخاری باب بدأ الخلق میں ہے: فأمنی جبرئیل۔<sup>(۱)</sup> جبرئیل نے میری امامت کی۔ ترمذی شریف میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں بھی یہی ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ مفضل افضل کی امامت کرے۔ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی، غزوہ تبوک کے موقع پر مدینہ طیبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے مسجد نبوی کا امام حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ جن کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازیں پڑھتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② یہ غلط ہے کہ حضرت جبرئیل امین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استاذ ہیں۔ وحی پہنچانے میں حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حیثیت صرف ایک قاصد کی تھی۔ قرآن مجید میں نہایت وضاحت کے ساتھ فرمایا:

”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“۔<sup>(۲)</sup> آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے ہم نے وہ سب آپ کو سکھایا۔

یہ ارشاد اس پر نص ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب کچھ اللہ عزوجل نے سکھایا علاوہ ازیں

بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۵۷، کتاب بدأ الخلق باب ذکر الملائكة، مطبع رضا اکیڈمی

قرآن مجید، سورة النساء، آیت: ۱۱۳

خاص قرآن مجید کے بارے میں سورہ قیامہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا:  
 اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ. فَاِذَا  
 قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ. ثُمَّ اِنَّ  
 عَلَيْنَا بَيَانَهُ. (۱)  
 ہماری ذمہ ہے۔ ہم جب اسے پڑھ چکیں اس کے بعد آپ  
 اسے پڑھیے۔ اس کے معانی کا بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔  
 پیغام پہنچانے والا استاد نہیں ہوتا اس خصوص میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ایک رسالہ بھی ہے  
 افسوس یہ ہے کہ وہ طبع نہیں ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## جبریل امین وحی پہنچانے کا واسطہ تھے

مسئلہ: محمد حسین کھکھوالا، ایم آزاد روڈ، نل بازار، بمبئی۔ ۲۳/محرّم ۱۴۱۷ھ

مسئلہ: یوم جمعہ ۲۷ شعبان ۱۴۱۶ھ مدرس مکتب و امام مسجد جناب عبدالحمید صاحب جمعہ سے پہلے شعبان  
 کی فضیلت بیان کی اور نزول قرآن شریف بیان کیا۔ عبدالحمید صاحب نے بیان کیا کہ جبریل امین نے اقرأ لے  
 کر نازل ہوئے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا پڑھو اقرأ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ما انا  
 بقاری۔“ دوبارہ جبریل نے کہا پڑھو اقرأ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوبارہ کہا: ”ما انا بقاری۔“ امام  
 صاحب نے پھر کہا سرکار علیہ الصلاۃ والتسلیم کو دبوچا پھر جبریل نے اقرأ پوری سورہ پڑھا پھر سرکار علیہ السلام نے  
 ایسا ہی پڑھا۔

نماز جمعہ ختم ہونے کے بعد محمد حسین نے امام عبدالحمید صاحب کو تنہائی میں روکا مسجد اور امام صاحب سے  
 پہلے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اس لیے کہ آپ نے جو بیان اقرأ کا کیا ہے ایسا نہیں ہے۔ میں نے سنا ہے  
 کہ جبریل نے اقرأ پڑھا جہاں رب کا نام آیا رب کے نام سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری سورہ  
 پڑھا نہ کہ جبریل کے پڑھانے سے پڑھا۔ پڑھانے والا استاد ہوتا ہے۔ عبدالحمید صاحب نے کہا جبریل وحی  
 لاتے تھے۔ محمد حسین نے کہا سچ ہے جبریل وحی کے لیے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور جبریل نے  
 کہا ”الف“ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا ”نعم“ جبریل نے کہا ”لام“ سرکار نے کہا ”نعم“ جبریل نے کہا  
 ”میم“ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ”نعم“ محمد حسین نے کہا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سمجھا اور جبریل کچھ  
 نہ سمجھ پائے، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے پوچھا وحی کیسے لائے ہو؟ جبریل نے کہا پردے سے حکم ہوتا  
 ہے وہ آکر آپ کو سنا دیتا ہوں۔ پھر عبدالحمید نے کہا جبریل وحی لے کر اُحد میں آئے، بدر میں آئے، محمد حسین نے  
 کہا جبریل کا کام ہے وحی لانے کا اس پر بہت ضد کیا۔ محمد حسین کا تجویزیہ ہے کہ عبدالحمید کا کہنا یہ ہے جو کچھ جبریل

آکر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتاتے ہیں تب آپ کو جانکاری ہوتی ہے۔ محمد حسین نے جمعہ بعد کہا صلاۃ و سلام پڑھو امام نے کہا میری مرضی ہوگی تب پڑھوں گا، تمہارے کہنے سے نہیں پڑھوں گا، سلام نہیں پڑھا کافی مسلمان جمع ہو گئے۔ عبد الحمید صاحب نے کہا کہ تم ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھنا، محمد حسین نے امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا۔ اقرأ کے بارے میں کہا کہ میں حوالہ دوں گا، ایسا ہی لکھا ہے۔ محمد حسین نے کہا: قرآن پڑھ کر آدمی گمراہ ہو جاتا ہے، اور قرآن پڑھ کر آدمی راہ راست پر ہو جاتا ہے۔ قرآن سب کے سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

### الجواب

بے پڑھے لکھے لوگوں کو آپس میں اس طرح دینی امور میں بحث کرنا جائز نہیں، ان کو جوش بہہ ہو وہ علماء کی خدمت میں حاضر ہو کر اسے پیش کریں۔ ارشاد ہے:

”فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ (۱) اہل علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو۔  
بہمئی میں بحمدہ تبارک و تعالیٰ علمائے اہل سنت کی کمی نہیں اب بھی آپ کو یہی مشورہ دیتا ہوں۔ آپ کی تسلی کے لیے چند کلمے لکھوا دیتا ہوں۔ جبریل امین وحی پہنچانے کا واسطہ تھے، بلا تمثیل جیسے زبانی پیغام کسی کے ذریعہ مثلاً زید کے ذریعہ عمر و تک بھیجا جائے اور زید، عمر و تک پیغام پہنچا دے تو زید، عمر و کا استاذ نہیں ہوتا اسی طرح حضرت جبریل امین اللہ عز و جل کے ارشادات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچانے کا واسطہ تھے۔ اس لیے جبریل امین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استاذ نہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“ (۲) اور اللہ نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔

جب اللہ نے سب کچھ سکھا دیا تو جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی اور کے سکھانے کی کوئی حاجت نہیں رہتی ہے کہ غار حرا میں جب پہلی بار جبریل امین وحی لے کر آئے اور حضور سے عرض کیا پڑھئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نہیں پڑھتا اس کا سبب یہ تھا کہ اس وقت غار حرا میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات و صفات باری تعالیٰ عز اسمہ کے مشاہدے میں مستغرق تھے۔ محویت کا عالم طاری تھا، اسی حالت کو ارشاد فرمایا کبھی میرا اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ ہوتا ہے جس میں ملک مقرب اور نبی مرسل کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس استغراق کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں پڑھتا۔ اسی استغراق کو ختم کرنے کے لیے جبریل امین نے طاقت بھر دبوچا، ایک بار دبوچنے سے استغراق ختم نہیں ہوا تو دوبارہ دبوچا، دوسری بار بھی استغراق ختم نہیں ہوا تو تیسری بار دبوچا یہاں تک کہ جب استغراق ختم ہو گیا تو جبریل امین نے اللہ عز و جل کا پیغام پہنچا دیا۔ مجھے امید ہے کہ اب آپ کو کوئی خلجان نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ النحل، آیت: ۴۳، پارہ: ۱۴۔

﴿۲﴾ قرآن مجید، سورۃ النساء، آیت: ۱۱۳، پارہ: ۵۔

## کیا حضرت ابراہیم حضور سے افضل ہیں؟

مسئلہ: محمد انیس، نوادہ، ضلع ہزاری باغ، بہار-۲۱ جمادی الآخرہ ۱۴۱۰ھ

**مسئلہ** زید ایک سنی صحیح العقیدہ عالم ہے، اس نے ایک دن اپنی تقریر کے دوران ”زینا و ابعت فیہم“ کو موضوع بنا کر اس پر روشنی ڈالی اور کہا کہ بعض حیثیت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل ہیں اور ثبوت میں یہ کہا کہ درود ابراہیمی ”اللہم صل علی محمد کما صلیت علی ابراہیم الخ“ میں حضور علیہ السلام مشبہ ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مشبہ بہ ہیں اور مشبہ بہ مشبہ سے افضل ہوتا ہے، جیسے زید شیر کی طرح ہے، یقیناً شیر زید سے زیادہ بہادر ہے، نیز بنوٹ سے ابوت افضل ہوتی ہے، اس سے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ زید کی اس تقریر کے بعد ایک ہنگامی کیفیت پیدا ہو گئی۔ زید سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو افضل کیسے کہہ دیا، جواب میں زید نے مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ کی مشہور کتاب ”تفسیر نعیمی“ جلد: ۱، ص: ۸۶۰ کی یہ عبارت پیش کی: ”دوسرا اعتراض درود ابراہیمی کو مشبہ بنایا گیا، کما صلیت علی ابراہیم اور مشبہ بہ مشبہ سے بڑھ کر ہوتا ہے، جیسے زید شیر کی طرح ہے، جواب بے شک ایک میں ابراہیم علیہ السلام واقعی بہت بڑھ چڑھ کر ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا فرزند ملا۔“ کہو اب ابراہیم علیہ السلام بڑھ کر ہیں یا نہیں؟، بے شک افضل ہیں مگر حضور ہی کے طفیل۔ بکر کہتا ہے کہ زید کی تقریر جس میں افضلیت ابراہیم کا تذکرہ ہے، نص قرآن کے خلاف ہے، اس لیے توبہ کرنی چاہی۔

- ① زید پر از روئے شرع کیا حکم ہے؟
- ② حضرت علامہ احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟
- ③ تفسیر نعیمی کی یہ عبارت قرآن وحدیث کی روشنی میں کیسی ہے؟
- ④ کچھ سنی حضرات زید کے بارے میں پروپیگنڈہ کر رہے ہیں، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟
- ⑤ بکر کا قول از روئے شرع کیا حکم رکھتا ہے؟
- ⑥ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں تاکہ ہنگامی ماحول پر قابو حاصل کیا جائے۔

### الجواب

اہل سنت وجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام بلکہ ساری مخلوقات سے افضل ہیں۔ تجلی الیقین میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اسے قرآن مجید کی آیات اور



احادیث سے ثابت فرمایا ہے اور اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے کہ کسی نبی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل بتانا گم راہی اور بددینی ہے۔ اس قائل نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مطلقاً افضل نہیں کہا ہے، اس لیے گم راہ بددین نہیں ہوا۔ اور اس نے جو یہ کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بعض حیثیت سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل ہیں، یہ اس کی جہالت ہے اور دلیل میں جو اس نے کما صلیت علی ابراہیم پیش کیا، یہ پہلے سے بھی بڑی جہالت اور یہ کہنا کہ مشبہ بہ کا مشبہ سے افضل ہونا ضروری ہے، یہ ان دو جہالتوں سے بڑھ کر جہالت اور ثبوت میں جو مثال پیش کی ہے، وہ خود اس کا رد۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ زید شیر کے مثل ہے، اس سے کوئی عاقل یہ نہیں سمجھتا کہ شیر انسان سے افضل ہے اور نہ واقعہ ایسا ہے، انسان اشرف المخلوقات ہے اور شیر سے بہ درجہ افضل۔ تشبیہ میں ضروری صرف یہ ہے کہ وجہ شبہ کا مشبہ بہ میں پایا جانا مشہور و معروف ہو۔ بارگاہ رسالت کا ادب اور یہی اس مثال میں پایا جا رہا ہے۔ انسان بزدل بھی ہوتا ہے اور بہادر بھی اور شیر بہر حال بہادر ہوتا ہے اور شیر کا بہادر ہونا ہر شخص کو معلوم ہے۔ کما صلیت علی ابراہیم میں بھی یہی بات ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمت و تقدس عرب میں مشہور و معروف تھا۔ ان پر اللہ عز و جل کے بے پایاں فضل و کرم کو تمام اہل عرب بلکہ دوسرے لوگ بھی جانتے تھے۔ تشبیہ کے لیے اتنی بات کافی ہے، خود مفتی احمد یار خاں صاحب نے یہی لکھا ہے: ”عام علما یہ فرماتے ہیں یہاں محض شہرت کی وجہ سے تشبیہ دی گئی۔“ (۱) یہ بھی مفتی احمد یار خاں صاحب پر اقرار ہے کہ انھوں نے یہ لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور سے افضل ہیں۔ انھوں نے تو خود اسی کتاب میں قائل کے بتائے ہوئے ص: ۸۶۰/۱ پر صاف صاف لکھا۔ ان وجوہ سے حضور علیہ السلام کی افضلیت کا صاف پتہ لگتا ہے۔ غالباً اس قائل کو ان کے اس جملہ سے شبہ ہوا کہ انھوں نے لکھا ہے۔ بے شک ایک میں ابراہیم علیہ السلام واقعی بہت بڑھ چڑھ کر ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا فرزند ملا، جس سے ان کی شہرت، عزت اور حرمت کو چار چاند لگ گئے، اور اس درود میں یہی رحمت مراد ہے۔ کہو اب ابراہیم علیہ السلام بڑھ کر ہیں یا نہیں، بے شک افضل ہیں مگر حضور ہی کے طفیل۔“

اس عبارت کو پڑھ کر ایک عام آدمی یہی سمجھے گا جو اس قائل نے سمجھا۔ لیکن جب مفتی صاحب موصوف نے یہ تصریح کر دی کہ یہ فضیلت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل انھیں حاصل ہوئی ہے تو اس کا صاف مطلب ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے افضل ہیں۔ جب ظاہری فرزند ہونے کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ شرف ملا تو لامحالہ فرزند ان سے افضل ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ماہ صفر کے آخری بدھ کی حقیقت، حضور کے مرض کی ابتدا آخری بدھ سے ہوئی، حضور پر جھوٹ باندھنا جہنم کا مستحق ہونا ہے۔

مسئلہ: امام الدین انصاری، جامع مسجد، مسجد روڈ، بلاس پور (ایم. پی.)

مسئلہ زید کہتا ہے کہ ماہ صفر میں جو لوگ آخری بدھ مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مہینے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شکار کو گئے تھے اور حضور نے سفر بھی کیا تھا یہ غلط ہے بلکہ ان دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت سے تھا تو کفار مکہ خوشی میں شکار کو نکلے تھے، اس لیے ہم کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ جب کہ زید بہار شریعت کا حوالہ پیش کر رہا ہے۔ لیکن بکر ماننے کو تیار نہیں ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

### الجواب

صحیح یہی ہے کہ آخری بدھ کی کوئی اصل نہیں اور یہ کہنا کہ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفا حاصل ہوئی تھی، اور جنگل میں تفریح کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ سراسر من گڑھت اور جھوٹ ہے، کہیں کسی روایت میں یہ نہیں بلکہ بعض روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرض وصال کی ابتدا آخری چہار شنبہ سے ہوئی تھی۔ مدارج النبوة میں ہے: ”ابتداے مرض آل حضرت در آخر صفر بود و از دوشبے کہ باقی ماندہ بود و در روایت روز چہار شنبہ۔“ (۱) آل حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض وصال کی ابتدا صفر کے آخر میں ہوئی تھی۔ صفر دو دن باقی رہ گیا تھا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ چہار شنبہ سے ہوئی تھی۔ اس دوسری روایت کا حاصل یہ نکلا کہ صفر کے آخری چہار شنبہ سے مرض کی ابتدا ہوئی تھی۔ بکر نہیں مانتا تو اس کے منانے کا ہمارے اور آپ کے پاس کیا ذریعہ، کتنے لوگ بتوں کو خدا مانتے ہیں۔ بکر کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ البتہ بکر کو یہ بتادیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا جہنم کا مستحق ہونا ہے۔ حدیث مشہور بلکہ متواتر ہے:

”من کذب علی متعمداً فلیتبو مقعده من النار.“ (۲)

جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مدارج النبوة، ج: ثانی، ص: ۱۷-۱۸

مسلم شریف، ج: ۱، ص: ۷، کتاب الایمان، مطبع اصح المطابع

## کیا پیغمبر اسلام کچھ نہیں دے سکتے؟

مسئلہ: قاضی سمیع اللہ شہر قاضی مندر سور، محلہ مند چوک، مندر سور-۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

**مسئلہ** پیغمبر اسلام کچھ نہیں دے سکتے اور نہ قرآن میں ایسا کچھ ہے۔ لینے دینے کا واسطہ صرف خدا اور بندوں کے درمیان کا ہے، اور غوث و خواجہ بھی کچھ نہیں دے سکتے ہیں اور اگر غوث و خواجہ کچھ دے سکتے ہیں تو پیشو پتی ناتھ مندر اور سوم ناتھ مندر والے بھی دے سکتے ہیں۔ ایسا کہنے والے پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

یہ کہنا کہ پیغمبر اسلام کچھ نہیں دے سکتے، نہ قرآن میں ایسا کچھ ہے، گمراہی ہے، قرآن کی آیتوں اور صدہا احادیث کا انکار ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

”اغناهم الله ورسوله.“ انھیں اللہ اور رسول نے مال دار کر دیا۔

اور اگر رسول نے کچھ نہیں دیا تھا تو مال دار کرنے کی نسبت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیسے درست ہے۔ حدیث میں ہے:

”اوتیت بمفاتیح خزائن الارض، اوتیت مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئیں، بمفاتیح الدنيا.“<sup>(۱)</sup> مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں۔

اس کم راہ نے یہ کہا، غوث و خواجہ بھی کچھ نہیں دے سکتے، اگر غوث و خواجہ کچھ دے سکتے ہیں تو پیشو پتی ناتھ اور سوم ناتھ والے بھی دے سکتے ہیں، یہ اس کی جہالت و حماقت و ضلالت ہے۔ غوث و خواجہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ حدیث میں فرمایا:

”فكنت سمعه الذی یسمع بی و بصره الذی یبصر بی و یدہ التی یطش بها ورجله الذی یمشی بها.“<sup>(۲)</sup>

میں اپنے محبوب بندوں کا کان ہو جاتا ہوں، وہ مجھ سے سنتے ہیں، ان کی آنکھ ہو جاتا ہوں کہ وہ مجھ سے دیکھتے ہیں، ان کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتے ہیں، ان کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”جب اللہ کے محبوب بندے اس منزل پر پہنچ جاتے ہیں تو بلند

المسند لأحمد بن حنبل، ج: ۱، ص: ۹۸، السنن الکبریٰ للبیہقی، ج: ۱، ص: ۲۱۳

الصحيح للبخاری، ج: ۲، ص: ۹۶۳، کتاب الرقاق باب التواضع، مطبع رضا اکیڈمی، ممبئی

وآہستہ، دور و نزدیک کی آواز سنتے ہیں، قریب و دور کو دیکھتے ہیں، ہر جگہ تصرف کر سکتے ہیں، ہر جگہ پہنچ سکتے ہیں۔“ اللہ عز و جل نے اپنے محبوب بندوں کو یہ قوت عطا فرمائی ہے وہ جسے جو چاہیں دیں اور اللہ عز و جل سے دلائیں، اور یہ دیوتا نا چیز محض ہیں، ان پر اولیائے کرام کو قیاس کرنا گمراہی و جہالت ہے۔ اولیائے کرام کو اللہ عز و جل نے یہ قوت عطا فرمائی ہے کہ جسے جو چاہیں دیں، دلائیں، مگر دیوتاؤں کو کوئی قدرت و طاقت نہیں دی ہے اس لیے وہ کسی کو کچھ نہیں دے سکتے۔ اس شخص پر فرض ہے کہ توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک ارض و سما ہیں۔

مسئلہ: افروز عالم، مقام چھوٹی بورنا، ڈاک خانہ بورنا، ضلع مونگیر، بہار۔ ۱۷/ ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

- ① کہ زید کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالک ارض و سما ہیں۔ یعنی زمینوں اور آسمانوں پر آپ ہی کی ملکیت ہے اور آپ ہی کی حکومت ہے؟
- ② یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالک ارض و سما ہیں جس کو چاہیں حلال و حرام قرار دیں اور جس شخص پر چاہیں جتنے وقت کی نماز فرض کریں۔
- ③ کہ زید کا عقیدہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی حاکم نہیں وہ حاکم ہیں کسی کے محکوم نہیں، تمام چیزوں کو نافذ کرنے والے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں۔
- ④ زید کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان کن فیکون ہے کیا قرآن و حدیث کی روشنی میں ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے۔ اہل سنت والجماعت اس عقیدے کے قائل ہیں اگر یہ عقیدہ قرآن و سنت و اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا دائرہ ایمان سے باہر ہے یا نہیں؟ امید ہے کہ کتب شرعیہ معتبرہ عند المجہور کے حوالہ سے بھی فرمائیں گے۔ فجزاءکم اللہ عنی و عن جمیع المسلمین۔

## الجواب

اللہ عز و جل کی عطا و دین سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور ضرور مالک ارض و سما ہیں امر بھی ہیں ناہی بھی ہیں حاکم بھی ہیں اور ان کی زبان مظہر کن فیکون ہے۔ بخاری میں ہے:

”اوتیت بمفاتیح الارض“ ایک اور حدیث میں بمفاتیح الدنیا بھی وارد ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا

ہے: ”قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ۔“

علامہ صاوی اس تفسیر میں فرماتے ہیں: ”ای الا ما شاء تملیکہ فاملکہ“

جو ہر منظم میں ہے: ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الاعظم جعل خزائن کرمہ



و موائد نعمه طوع یدیه و ارادته يعطی منهما من یشاء. (۱)

علامہ بوصیری فرماتے ہیں: ”نبینا الامر والناهی“

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں: هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاکم لاحکم سواہ۔  
اس پر مفصل دلائل کا مطالعہ کرنا ہو تو الامن والعلیٰ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**بہار شریعت حصہ اول میں رسول اللہ کی عظمت یا تو ہیں؟**  
**وہابی مکتب فکر کے ایک اشتہار کا تحقیقی جواب۔ وہابیوں سے چند سوال۔**

علماء اہل سنت ومفتیان دین وملت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

**مسئلہ** علمائے دیوبند نے زیر نظر پرچہ ”عظمت یا تو ہیں“ شائع کر کے ایمان والوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے لہذا آپ سے گزارش ہے کہ اس کا مفصل جواب عنایت فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے (آمین) (اراکین نیاز حسین کمیٹی ۳۲۸ عبدالرحمن اسٹریٹ بمبئی ۳)

نقل اشتہار: عظمت یا تو ہیں

رضا خانی مسلک کی مشہور کتاب بہار شریعت حصہ اول میں صفحہ ۱۶ تا ۱۷ ایک عقیدہ بتلایا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ عز وجل کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہاں حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں تمام جہاں میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں تمام جہاں ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں تمام آدمیوں کے مالک ہیں جو انھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم ہے تمام زمین ان کی ملک ہے اور تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ ملکوت السموات والارض، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان، جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں دنیا و آخرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کا ایک حصہ ہے احکام تشریعیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں کر دیئے گئے ہیں کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔

اس عبارت میں جنت کو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاگیر بتلایا ہے پھر آسمان اور زمین کی بادشاہی (ملکوت السموات والارض) کو حضور کے حکم کا پابند بتلایا ہے اور جنت اور جہنم کی کنجیاں سرکار کے پاس ہیں کہہ کر مزید توضیح کر دی کہ آپ جنت اور جہنم کے مالک ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مالک کبھی بھی سفارش نہیں کرتا وہ تو حکم کرتا ہے کبھی آپ نے یہ نہیں سنا ہوگا کہ

کوئی مالک اپنی ملکیت میں اپنا اختیار چلانے کے لئے سفارش کرتا ہو بلکہ ”مالک تو دوسروں کی سفارش قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے اب اگر یہ عقیدہ تسلیم کر لیا جائے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنت اور جہنم کے مالک ہیں تو پھر شفاعت کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے حالاں کہ پوری امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ”شفاعت“ ایک بہت بڑا جلیل القدر اعزاز ہے جو خصوصاً خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگا اور آپ کے علاوہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ بھی شفاعت کا شرف حاصل کریں گے،

بہار شریعت کے مذکورہ عقیدے سے ”عقیدہ شفاعت ختم ہو جاتا ہے۔ حالاں کہ قرآن کریم کی کئی آیات ”شفاعت“ کی بشارت دیتی ہیں قرآن کی ایک آیت کا منکر بھی کافر ہے، لہذا ہرگز ایسا عقیدہ نہیں رکھنا چاہیے جس سے عقیدہ شفاعت پر ادنیٰ سا غبار آئے۔

اسی طرح جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں، اس عقیدے سے آیت یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک (سورہ تحریم) کا انکار ہوتا ہے۔ رضا خانی مترجم کا ترجمہ اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کیے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی، (کنز الایمان)

آیت یہ کہہ رہی ہے کہ حلال و حرام سرکارِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں نہ تھا ایک عام آدمی اس طرح کی باتوں سے شک و شبہات اور وسوسوں کا شکار ہو جاتا ہے قرآن کریم کی طرف سے آدمی کے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کرنا کسی مسلمان کے شایان شان نہیں

اس عقیدے سے بھی قرآن کریم کی آیات کا انکار ہو رہا ہے اور قرآن کی آیت کا منکر کافر ہے عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں یہ دین حنیف کے ساتھ توہین آمیز شرمناک کھلواڑ ہے جس کے مرتکب رضا خانی مسلک کے سربراہ ہیں ”ادارہ فروغ سنت بھوپال“

## الجواب

اس قسم کے مناظرانہ بلکہ مجادلانہ مغالطوں کے لئے بمبئی کے علمائے کرام ہی کافی تھے یہاں استفتاء کی اتنی کثرت ہے کہ ان کے مختصر جواب لکھنے کے لئے بھی وقت نکالنا مشکل ہوتا ہے اور میں اب عمر کی اس منزل میں ہوں کی تقریباً ناکارہ ہو کر رہ گیا ہوں لیکن چند مختصر ضروری باتیں عرض کر دیتا ہوں پہلے بہار شریعت میں جو عقیدہ تحریر ہے ان کے دلائل ملاحظہ کیجیے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی میں سیدنا حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض. (۱) مجھ کو زمین کے تمام خزانوں کی کل کنجیاں دیدی گئیں۔

امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں امام نسائی و دارمی نے اپنی سنن میں اسی مضمون کو ان الفاظ میں حضرت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

وبینما انانائم رأیتُی اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔ (۱)  
میں سو رہا تھا کہ میرے پاس زمین کے تمام خزانوں کی کل کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔  
نیز امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اوتیت بمقالید الدنیا۔ (۲)  
نیز داری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
والمفاتیح یومئذ بیدی۔ (۳)  
میرے پاس دنیا کی کل کنجیاں لائی گئیں۔  
قیامت کے دن سب کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی

سب کنجیوں میں جنت اور دوزخ کی کنجیاں بھی داخل ہیں۔  
امام مسلم نے اپنی صحیح میں امام ابو داؤد اور امام ابن ماجہ نے اپنے سنن میں اور امام ابوالقاسم طبرانی نے معجم کبیر میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا سئل اور طبرانی کی روایت میں یہ لفظ ہے سلنی فاعطیک مجھ سے مانگ میں تجھے دونوں گا اس کے تحت حضرت ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

یوخذ من اطلاقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامر بالسوال ان اللہ تعالیٰ ممکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق۔ (۴)  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا:  
از اطلاق سوال کہ فرمود سئل بخواہ تخصیص نکرہ بمطلوب خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ  
سوال کے مطلق ہونے سے کہ حضور نے حضرت ربیعہ سے فرمایا کہ مانگ اور کسی خاص مطلوب کی تخصیص نہیں کی معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام حضور کے دست

۱۔ بخاری، ج: اول، ص: ۴۱۸، مسلم جلد اول، ص: ۱۹۹، نسائی، ج: ۲، ص: ۴۲، دارمی، جلد اول، ص: ۴۰۳، مشکوٰۃ، ص: ۲۱۵۔

۲۔ مسند للامام احمد بن حنبل، ج: ۳، ص: ۳۲۸، دار الفکر، بیروت۔

۳۔ مسلم، جلد اول، ص: ۲۵۳، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل السجود والحث علیہ مشکوٰۃ: ص: ۸۴۔

۴۔ مرقاة المفاتیح، ج: ۲، ص: ۳۲۳۔

علیہ وسلم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پرور اقدس میں ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں جس کو دگار دہد۔ (۱)

متعدد احادیث میں بتصریح مذکور ہے کہ قیامت کے دن ایک فرشتہ پکارے گا اور یہ فرشتہ رضوان داروغہ جنت ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، ابوبکر کو سپرد کر دیں۔ الاکتفاء فی فضیلة اربعة الخلفاء اسی لیے حضرت شیخ عبدالحق محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج میں فرمایا:

”آمدہ است کہ ایستادہ می کند اور پروردگار وے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ عزوجل حضور اقدس صلی یمن عرش و در روایتے بر عرش و در روایتے بر کرسی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے دانے یا عرش پر یا کرسی پر و می سپارد بوی کلید جنت۔“ کھڑا کرے گا اور جنت کی کنجی سپرد فرمائے گا۔ علامہ خطیب قسطلانی شارح بخاری نے مواہب اللدنیہ میں فرمایا اور اسکے شارح علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نے اس کی شرح میں اس کی تائید کی ہے فرماتے ہیں:

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم راز کے خزانہ ہیں اور حکم الہی نافذ خزانة السرو موضع نفوذ الامر کرنے کے مرکز اور کوئی حکم حضور کے علاوہ کہیں سے فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا نافذ نہیں ہوتا اور کوئی خیر حضور کے علاوہ اور کہیں سے عنہ۔ منتقل نہیں ہوتا۔

الابابی من کان ملکا وسیدا وادم بین الماء والطين واقف اذا رام امرا لایکون خلافة ولس لذلک الامر فی الکون صارف (۲) سنو! میرے باپ اس ذات پر قربان جو اس وقت سردار اور بادشاہ تھے کہ آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر بھی تیار نہیں ہوا تھا۔ جب کسی کام کا ارادہ فرمائیں تو اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اور کائنات میں کوئی اس کا پھیرنے والا نہیں۔ علامہ بن حجر مکی جو ہر منظم میں فرماتے ہیں:

هو صلی اللہ علیہ وسلم خلیفة حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے سب سے بڑے اللہ الاعظم جعل خزائن کرمہ نائب ہیں اللہ نے اپنے کرم کے تمام خزانے اور اپنی نعمت و موائد نعمہ طوع یدیدہ و ارادته کے تمام دسترخوان حضور کے ہاتھ میں دیدے ہیں اور حضور

۱۹ اشعة اللمعات، جلد اول، ص: ۲۷۴۔ باب هشتم وصل در تفضیل آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشفاعت و مقام محمود۔

۲۰ زرقانی علی المواہب، جلد اول، ص: ۵۶، ۵۷، المقصد الاول فی تشرف اللہ تعالیٰ لہ علیہ السلام۔



يعطى منهما من يشاء . (۱) کے ارادہ کے ماتحت کر دیا ہے جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔  
مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت اُشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حضور  
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور منظوم عرضداشت پیش کی جس کا پہلا مصرع یہ ہے  
یا مالک الناس و دیان اے تمام انسانوں کے مالک اور اے عرب کے جزاء  
العرب . (۲) سزا دینے والے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حاجت پوری فرمادی۔  
ان احادیث کریمہ اور محدثین و فقہائے کرام کے ارشادات جلیلہ سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت صدر الشریعہ  
قدس سرہ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہی عقیدہ صحابہ کرام سے لیکر آج تک پوری امت کا ہے بات یہیں سے پوری  
ہو گئی مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ رہ گیا منکرین مجادلین، معاندین کی ریشہ دوانیاں تو اس سے کوئی عقیدہ نہیں  
بچا ہے کیا لا الہ الا اللہ پر ملحدین کے شبہات نہیں اگر منکرین کے محض شبہات سے اس کے کہنے کی اجازت دے  
دی جائے کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں تو پھر مذہب کا خدا حافظ جس طرح اس بھوپالی نے سوال کیا ہے اسی طرح اہل سنت  
پر لازم ہے کہ اب اس سے یہ پوچھیں تو میرا تجربہ ہے کہ دیوبندی وہ ضدی قوم ہے کہ تحقیقی جواب سے مطمئن نہیں  
ہوتی ہاں جب اس سے تابڑ توڑ سوال کئے جاتے ہیں تب ان کے منہ پر مہر لگتی ہے حلق میں خناق ہو جاتا ہے قلم  
ٹوٹ جاتا ہے اس لئے آئندہ ان بھوپالیوں کے شر سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ان سے تین چار سوالات کر  
لیے جائیں۔

اول بھوپالی یہ بتائے کہ ہم نے جو احادیث کریمہ محدثین و فقہائے کرام کے ارشادات عالیہ ذکر کیے ہیں، یہ  
اس کے نزدیک حق ہیں یا باطل؟ اگر حق ہیں تو بھولی ہی بتائے کہ جب تیرے بقول اس سے شفاعت کا انکار لازم  
آتا ہے تو اب تو ہی بتا اس کا کیا جواب ہوگا؟

دوم اگر وہ اپنی آنتیں اپنی گردن میں پھنسی دیکھ کر کہہ دے یہ سب حدیثیں اور ارشادات سلف و خلف باطل  
ہیں تو اب بھوپالی بتائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور راویان حدیث صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین  
و محدثین اور وہ محدثین و فقہاء جنہوں نے وہ تشریحات کیں وہ شفاعت کے منکر ہوئے یا نہیں؟ اگر تیرے بقول  
منکر ہوئے تو ان کا حکم کیا ہے؟ گمراہ ہوئے کہ نہیں؟ اور جب تیرے بقول خاک بدہن حضور اقدس صلی اللہ علیہ  
وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین عظام یہ سب گمراہ ہوئے تو تجھے کلمہ پڑھنے کا کیا حق ہے جس کا کلمہ پڑھتا ہے اسی کو  
گمراہ کہہ رہا ہے تجھے چاہیے کہ کلمہ چھوڑ کر رام رام جب، شیطان کا کام و سوسہ ڈالنا ہے ہو سکتا ہے اس بھوپالی کے

اس وسوسہ سے کچھ نا سمجھ یا کم فہم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں اس لئے ہم خاص برداران اہل سنت کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں پر مہر نہیں ہو چکی ہے اس وسوسہ کا جواب لکھوادے رہے ہیں اہل سنت کا عقیدہ مرضیہ حقہ یہ ہے کہ سارے جہان کا اللہ عز وجل مالک حقیقی مستقل بالذات ہے یہ تمام انبیاء کرام ملائکہ عظام اولیاء فحاش اس کے مملوک اور بندے ہیں مگر اللہ عز وجل نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوبان بارگاہ کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے اور انھیں عالم کا مالک بنایا ہے ان کی ملکیت عطائی اور مرضی الہی کے تابع ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شہنشاہ خود مختار اپنے مقربان بارگاہ میں سے جسے چاہتا ہے اپنی سلطنت کے جز یا کل کا حاکم بنا دیتا ہے۔ ان مقربان بارگاہ کی حکومت بادشاہ کی عطا اور دین ہے اور اس کی مرضی کے تابع یہ مقربان بارگاہ اپنے حدود سلطنت میں اپنی صواب دید سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں رعایا میں کسی کو ان کے معاملے میں دخل دینے کا قانونی حق نہیں مگر بادشاہ کو یہ حق ہے کہ اپنے نائبان سلطنت کو ہدایت کرے انھیں حکم کرے انھیں روکے ایسا بہت ہوتا ہے کہ کسی رحم دل حاکم کی رحم دلی سے رعایا میں سرکشی پیدا ہو جاتی ہے حکم عدولی کرنے لگتی ہے اس وقت بادشاہ کو غصہ آ سکتا ہے اور غصہ میں رعایا پر عتاب کر سکتا ہے بل کہ انھیں سزا دے سکتا ہے اس موقع پر بادشاہ کے مقربان خاص نائبان سلطنت بادشاہ کے حضور سفارش و شفاعت کر سکتے ہیں۔

یہ شفاعت ان مقربان بارگاہ کی اس حکومت کے منافی نہیں جو بادشاہ نے دی تھی، بلا تمثیل اس طرح سے اللہ عز وجل نے اپنے فضل و کرم سے عنایت و مہربانی سے اپنے محبوب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیفہ اعظم اور نائب اکبر بنایا۔ دنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائیں مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو پھیر سکے اللہ عز وجل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی مالک ہے انھیں جو چاہے حکم فرمائے جس چیز سے چاہے منع فرمائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض و واجبات بیان فرما دیے حرام و حلال واضح فرما دیے مگر امت نے نافرمانی کی جس پر اللہ عز وجل قیامت کے دن غضب فرمائے گا وہ بھی ایسا غضب کہ نہ اس کے پہلے کبھی ایسا کیا اور نہ آئندہ کرے گا حتیٰ کی جلال و غضب کی شدت کا احساس کر کے اور انبیاء کرام نفسی پکاریں گے اس موقع پر سید محبوبین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ ذوالجلال میں شفاعت فرمائیں گے یہ شفاعت مالک حقیقی شہنشاہ حقیقی کی بارگاہ میں ہوگی یہ شفاعت ملک عطائی و مجازی کے منافی نہیں شفاعت ملک حقیقی کے منافی ہے یہ بہت اہم نکتہ ہے اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے تو سب واضح ہو جائے گا ایک باپ نے اپنا سارا کاروبار اپنے بیٹوں کو سپرد کر دیا مالک و مختار بنا دیا بیٹے اپنی صواب دید سے کاروبار کر رہے ہیں لیکن بیٹوں کی رحم دلی یا غفلت سے کچھ لوگوں کے یہاں بقایا زیادہ ہو گیا باپ کو معلوم ہوا اسے غصہ آیا اس نے ان باقی داروں کو ڈانٹا ان پر کیس کرنے کی دھمکی دی آئندہ مال دینے سے روک دیا باقی دار عاجز آ کر بیٹوں ہی میں سے کسی کو یہ سمجھ کر کہ یہ باپ کا چہیتا ہے باپ کو اس پر اعتماد ہے باپ کے یہاں سفارشی بنایا اس بیٹے نے باپ کے

یہاں سفارش کی یہ سفارش اس کے کب منافی ہے کی باپ نے اپنے بیٹوں کو کاروبار کا مالک و مختار بنایا تھا لیکن وہابیوں خصوصاً بھوپالیوں کا یہ حال ہے کہ کہا کچھ جاتا ہے سنتے کچھ اور ہیں سمجھتے کچھ اور ہیں اور پھر بولتے کچھ اور ہیں یہ سب قصداً کرتے ہیں: فی قلوبہم مرض فزاد ہم اللہ مرضاً۔ اور بھوپالی تو فریب دہی و چار سو بیسی میں مشہور زمانہ ہے۔

لکھاتے لکھاتے خیال آیا ایک عنوان رہ گیا کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ جسے جو چاہیں حلال فرمادیں اور جس ممنوع شئی سے چاہیں مستثنیٰ فرمادیں اس خصوص میں احادیث اتنی کثیر ہیں کہ سب کو بیان کرنا اس وقت میرے بس سے باہر ہے۔ سونے کا زیور مردوں کے لیے حرام ہے لیکن حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے کسریٰ کے سونے کا کنگن پہننے کی اجازت دی اور حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنائی ڈھائی سال کی عمر کے بعد یہ جائز نہیں کہ کوئی مرد یا عورت کسی عورت کا دودھ پیے یا اگر پی لے تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی لیکن حضرت سالم مولیٰ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت حذیفہ کی اہلیہ کا دودھ پی لیں۔ نماز پانچ وقت فرض ہے لیکن ایک صاحب کے لئے تین وقت کی معاف فرمادی، اس قسم کی متعدد احادیث مروی ہیں جس کا قدرے بیان مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے منبہ اللیب بان التشریع بید الحیب میں واضح فرمایا اسی بنا پر علامہ احمد خطیب قسطلانی نے ارشاد الساری شرح بخاری میں فرمایا:

کان له صلى الله عليه وسلم ان يخصص من شاء بما شاء من الاحكام. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حق حاصل تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔ اسی مضمون کا ارشاد خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں فرمایا اور یہ مضمون خود قرآن مجید سے ثابت ہے ارشاد ہے:

ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا. (۱) رسول جو تمہیں عطا فرمائیں اسے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

نیز فرمایا:

مَنْ يُطِيعُ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ. (۲) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ رہ گیا بھوپالی کا سورہ تحریم کی آیت کریمہ سے استدلال یہ اس کے بھوپالی پن کا نتیجہ ہے یا وہابیت کی بیماری کا اثر۔ یہ ارشاد غایت محبت کی دلیل ہے شہد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھا حضرت

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ الحشر، پ: ۲۸، آیت: ۷

﴿۲﴾ قرآن مجید، سورۃ النساء، آیت: ۸۰

ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں کہیں سے شہد آ گیا تھا عادت کریمہ تھی کہ روزانہ ایک بار تھوڑی تھوڑی دیر تمام ازواج مطہرات کے یہاں تشریف لے جاتے اس میں بھی یہ لحاظ فرماتے کہ سب کے یہاں برابر وقت دیں ام المؤمنین حضرت زینب کے یہاں جب تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں جس کی وجہ سے وہاں کچھ زیادہ قیام ہو جاتا یہ بات بعض دیگر ازواج مطہرات کو گراں گزری محبت کا مقتضا ہی کچھ اس قسم کا ہے ”باسایہ ترا نمی پسندم“ اور انھوں نے شہد کی بوکونا گوار لہجہ میں تعبیر کیا جس پر حضور نے فرمادیا کہ اب میں شہد استعمال نہیں فرماؤں گا اس کا حاصل یہ نکلا کہ شہد جو حضور کو مرغوب تھا بعض ازواج کی رضا جوئی کے لئے حرام فرمایا تھا اس پر پیار بھرے انداز میں ارشاد ہوتا ہے۔ اے محبوب اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے ایسی چیز اپنے اوپر کیوں حرام فرمائی جو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمائی تھی محبوب سے پیار بھرے انداز میں خطاب کی لذت وہابی بھوپالی کیا جانے یہ اس کی دلیل نہیں کہ حضور کو احکام تشریعی میں رد و بدل کا اختیار نہیں تھا اگر حضور کو اس کا حق نہ ہوتا تو تبغی مرضات ازواج کو نہ فرمایا جاتا بلکہ شہد اس کا حق نہیں۔

اب بھی اگر بھوپالی دیوبندیوں کو نہ سمجھ میں آئے تو ان سے پوچھئے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ جس حلال کو چاہیں حرام فرمادیں تو شہد کو اپنے اوپر حرام کرنا گناہ ہوتا تب دیوبندیوں کے عقیدے کے مطابق ثابت ہوتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بالقصد گناہ کا ارتکاب کیا حیرت ہے کہ اللہ عزوجل نے اس پر توبہ کا مطالبہ نہیں فرمایا۔ بولو بھوپالیو کیا اتنی ہمت ہے کہ یہ کہہ دو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کیا گناہ کر کے فاسق ہوئے اب تمھارے لئے دوہی راستے رہ گئے ہیں یا تو یہ کہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ جس حلال کو چاہیں جس کے لئے چاہیں حرام فرمادیں یا کہو کہ شہد کو اپنے اوپر حرام فرما کر گنہگار ہوئے فاسق ہوئے اخیر میں دیوبندیوں سے ایک سوال اور کر لیا جائے کہ تمھارا تو عقیدہ یہ ہے کہ خدا کی بارگاہ میں کسی کو شفیع ماننا شرک ہے دیوبندیوں کی بنیادی مذہبی کتاب تقویۃ الایمان میں ہے ”پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھیں سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر“ اس عبارت سے بالکل ظاہر ہے کہ سارے وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کوئی کسی کو اپنا سفارشی اور شفیع مانے اور شفاعت کا عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے اور وہ بھی معمولی نہیں بلکہ ابو جہل کے برابر میں شریک ہے اب کسی وہابی کو خواہ وہ بھوپالی ہو یا جنگلی کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ شفاعت کا نام لے اور اگر لیتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ پہلے تقویۃ الایمان کے مصنف امام الطائفہ اسماعیل دہلوی سے بیزار ی کا اظہار کرے اور اسے گمراہ اور گمراہ کرمانے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)



## حضور کی عظمت، اسلام کی روح ہے۔ وہابی کے کھڑے ہونے سے صف منقطع ہوگی۔ اللہ اکبر کا معنی۔

مسئولہ: پیر محمد صاحب پٹواری، جھابوا۔ ۲۶ ستمبر ۶۵ء

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اسلام اور وہابیوں کے مذہب میں عمل اور اعتقاد کے اعتبار سے کیا کیا اختلافات ہیں۔ ایک نامور شخص وہابی ہے اور اسلام کے خلاف وہابیہ عقائد رکھتا ہے، ہندو مسلم فساد کرانے کی کوشش کرتا ہے اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر کا یہ مطلب بتاتا ہے کہ ایک دو کراتا ہے یعنی قتل کرنا ”یا قتل کرو“ اہل سنت و جماعت مسلمانوں کی مسجد میں نماز بھی پڑھنے آتا ہے، اس شخص کو یا وہابی عقائد کے کسی شخص کو مسلمانوں کی مساجد میں آنا شرعاً منع ہے یا نہیں؟ اور سنی مسلمانوں کی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں، اور ایسے شخص کے کھڑے ہونے سے صف منقطع ہوگی یا نہیں اس کو یا اس قسم کے دوسرے لوگوں کی سنی مسلمان اپنی مساجد میں آنے سے روک سکتے ہیں یا نہیں، نعرہ تکبیر اور اللہ اکبر کے کیا معنی ہیں اور اللہ اکبر کی کیا فضیلت ہے؟ بیجا و تو جروا۔

### الجواب

اسلام کی روح عظمت محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہے:

”لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ کوئی بھی اس وقت تک ہرگز مؤمن نہیں ہوگا جب تک میں من والدہ و ولده والناس اجمعین“ (۱) اسے اس کے باپ اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

اور وہابیت کی بنیاد شان رسالت کی توہین پر ہے۔ امام الوہابیہ دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا سارے اولیا انبیاء اللہ کے نزدیک ذرۃ ناچیز سے کمتر ہیں، چمار سے زیادہ ذلیل ہیں، مگر مٹی میں مل گئے۔ اللہ ہی کو مان کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا خبط ہے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں کوئی کسی کا وکیل اور سفارشی نہیں، پھر دیوبندیوں کے سرگروہ نانوتوی نے ختم نبوت کا انکار کیا، گنگوہی اور انبیٹھی نے شیطان کے علم کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی زیادہ وسیع بتایا، تھانوی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس زید و عمر و بلکہ ہر بچے اور پاگل اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی۔ ان پر تمام علمائے عرب و عجم نے یہ فتویٰ دیا: ”من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر“، تفصیل کے لیے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کا مطالعہ کریں جب یہ شان الوہیت اور رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہو گئے تو مسلمانوں پر واجب کہ ان کو ہرگز ہرگز مسجد میں نہ آنے دیں۔ درمختار میں ہے:

”ویمنع منه کل موذولو بلسانہ“ مسجد میں آنے سے ہر موزی کو روکا جائے، اگرچہ وہ

اپنی زبان سے ایذا دیتا ہے۔

شاتم رسول سے بڑھ کر اور کون موزی ہوگا اس لیے ان وہابیوں کو ہرگز مسجد میں نہ آنے دیا جائے۔ یقیناً وہابی کے کھڑے ہونے سے صف قطع ہوگی کہ ان کا کھڑا ہونا خالی جگہ رہنے سے بدتر ہے۔ جس نے اللہ اکبر کے معنی وہ بتائے جو کہ سوال میں لکھے ہیں اس نے غلط بتایا اپنے جی سے معنی گڑھا ہے۔ اللہ اکبر کے معنی اللہ سب سے بڑا ہے اس کے پڑھنے پر بہت ثواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شریف الحق امجدی، رضوی دارالافتا بریلی شریف

## حضور کو بولتا قرآن کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد بھورے خان، امراتوی، ایم۔ ایس۔ ۲۱/۲/۱۴۰۶ھ

**مسئلہ** زید عالم دین ہے، اپنی تقریر میں عوام سے مخاطب ہو کر کہتا ہے بلا تشبیہ کے کہ قرآن دو ہیں، ایک خاموش ہے اور دوسرا بولتا۔ بولتا سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور خاموش سے مراد قرآن مجید ہے۔ عمر کا یہ اعتراض ہے کہ زید نے اپنی تقریر میں بلا تشبیہ و تمثیل کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن بتایا ہے، اس لیے سامعین کو دو باتیں تسلیم کرنی پڑیں گی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن مجید دونوں مخلوق ہیں یا غیر مخلوق۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو کیا بلا تشبیہ و تمثیل قرآن کہہ سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو ایسا کہنے والے کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا حکم ہے۔ زید کی امامت درست ہے یا نہیں؟

## الجواب

زید نے جو لفظ کہے ہیں اس کا ظاہر مفہوم بہت خطرناک ہے، لیکن مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا لازم اور اس کے معنی کو اچھے کلام پر محمول کرنا ضروری۔ زید نے حضور کو بولتا قرآن کہا۔ یہ حقیقت میں حضرت ام المومنین محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد ”کان خلقه القرآن“ کی دوسری تعبیر ہے یا جیسے باب مدینۃ العلم سیدنا اسد اللہ الغالب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”انا مصحف ناطق“ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول و عمل قرآن کی تفسیر ہے، قرآن کے معانی اور مطالب وہی حق اور صحیح ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعمال و اقوال کے مطابق ہوں جو ان حضرات کے اعمال و ارشادات کے معارض ہو وہ قرآن کی تفسیر معتبر نہیں۔ یہ معنی یقیناً حق ہیں اور زید کی یقیناً یہی مراد ہے۔ اگر زید کی اس قول کی بنا پر تکفیر کی جائے گی تو حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کی بھی تکفیر لازم آئے گی۔ یہ دوسری بات ہے کہ عوام میں ایسی باتیں نہیں بیان کرنی چاہیے جس سے لوگوں میں غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ ہمارے دیار میں قرآن

بول کر مصحف بھی مراد لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں الماری میں قرآن رکھا ہوا ہے۔ یہاں یقیناً قرآن سے مصحف ہی مراد ہے، اس لیے کہ مصحف ہی الماری میں رکھا جاسکتا ہے۔ قرآن اس معنی پر جو اللہ عز وجل کی صفت اور قدیم غیر متناہی غیر مخلوق ہے وہ الماری میں نہیں رکھا جاسکتا۔ قرآن بہ معنی مصحف ضرور مخلوق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**حضور نے آخری نماز کس طرح پڑھی ہے؟**

**حضور سے آمین بالجہر و آمین بالسر دونوں طرح پڑھنا مروی ہے۔**

**غیر مقلدین سے بنیادی اختلافات کیا ہیں؟**

مسئولہ: جمن علی انصاری، مصر پور، نیا پورہ، ضلع اعظم گڑھ

مسئلہ: جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ضروری تحریر یہ ہے کہ ان سوالوں کا جواب حدیث و قرآن سے دیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخری نماز کس طرح ادا کی ہے، آمین بالجہر اور رفع الیدین کیے ہیں یا نہیں۔

**الجواب**

احادیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آمین بالجہر پڑھنا بھی مروی ہے اور آمین بالسر بھی پڑھنا مروی ہے۔ اسی طرح رفع یدین میں بھی دونوں روایتیں آئی ہیں۔ احناف کے یہاں رائج آمین بالسر ہے اور رفع یدین نہ کرنا ہے۔ اس ترجیح کے دلائل کتب فقہ میں شرح و بسط کے ساتھ مذکور ہیں جن کا جواب مخالفین کے پاس کچھ نہیں۔ غیر مقلدین سے اختلاف بنیادی آمین بالجہر و بالسر یا رفع یدین کرنا اور نہ کرنا نہیں بلکہ عقیدے کا اختلاف ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مر کمرٹی میں مل گئے۔ نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ہر وہ کام جو بندہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی کر سکتا ہے، مثلاً جھوٹ، چوری، ظلم، خودکشی، شراب خوری، بدکرداری۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء و اولیا چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں، اس بنا پر غیر مقلد وہابیوں کے بارے میں یہ فتویٰ ہے کہ وہ گم راہ بددین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**خاتم النبیین کا معنی**

مسئولہ: سید یوسف قدیر حسینی، حیدر آباد (اے. پی. اے. ۱۳ صفر ۱۴۲۰ء)

مسئلہ: کتاب ”آفتاب نبوت“ حصہ دوم مصنف طیب قاسمی دیوبندی وہابی نے ص: ۹۷ پر لکھا ہے کہ

حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا، نبی ہو گیا اور اس طرح نور نبوت آپ ہی سے چلا اور آپ ہی پر لوٹ کر ختم ہو گیا اور یہی شان خاتم کی ہوتی ہے، کہ اسی سے اس کے وصف خاص کی ابتدا بھی ہوتی ہے اور اسی پر انتہا بھی ہو جاتی ہے، اس لیے ہم آپ کو وصف نبوت کے اعتبار سے صرف نبی ہی نہیں کہیں گے، بلکہ خاتم النبیین کہیں گے کہ آپ ہی پر تمام انوار نبوت کی انتہا ہے، جس سے آپ معتبراے نبوت ہیں۔ آپ ہی سے نبوت چلتی ہے اور آخر کار آپ ہی پر عود کر آتی ہے۔ پس آفتاب کی تمثیل سے آفتاب نبوت، نبوت کا مبداء بھی ثابت ہوتا ہے اور معتبرا بھی۔ نبوت میں اول بھی نکلتا ہے اور آخر بھی، فاتح بھی ثابت اور خاتم بھی چناں چہ آپ نے اپنی نبوت کی اولیت کا تو ان الفاظ میں اعلان فرمایا کہ: کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد۔ مولوی طیب قاسمی کی مذکورہ تحریر کے متعلق ان کے بعض ہم خیال علما نے یہ بتایا کہ مولانا ہرگز ختم نبوت کے منکر نہیں ہیں، جو بھی لکھا ہے وہ انبیاء سابق سے متعلق لکھا ہے۔ براہ کرم آپ اس کا مدلل جواب دیجیے تاکہ ہم مطمئن ہو جائیں، مزید یہ بھی بتائیے کہ مولوی طیب کی طرز تحریر اور قادیانیوں کی طرز تحریر میں جو ختم نبوت سے متعلق ہے، کیا فرق ہے؟ یہ دونوں شریعت کی نظر میں کیسے ہیں؟ فقط۔

### الجواب

طیب جی نے حقیقت میں اپنے دادا نانوتوی صاحب کی ”تخذیر الناس“ کی کفری عبارت کی مرہم پٹی کی ہے۔ نانوتوی نے تخذیر الناس میں لکھا ہے ”خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا عوام کا خیال ہے، وغیرہ وغیرہ خاتم النبیین کے معنی موصوف بہ وصف نبوت بالذات ہے۔ اسی لیے حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاص نبوت محمدی میں کوئی فرق نہیں ہوگا اور آپ بدستور خاتم رہیں گے۔“ جس پر علمائے حرین طیبین حل و حرم نے نانوتوی صاحب کو کافر کہا، طیب جی اپنے دادا کے اس کفر کی اصل میں توضیح کر رہے ہیں اور کفر کے پھنکے اڑا رہے ہیں۔ یہاں دو باتیں قابل لحاظ ضروری ہیں۔ اول یہ کہ یہ حق ہے کہ ہر نبی کو نبوت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست پاک سے ملی، جس کی دلیل حدیث صحیح: انما انا قاسم واللہ يعطی۔<sup>(۱)</sup> یہ اہل سنت کا اجماع ہے، اس سے ہمیں انکار نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی کیا ہیں اور اس معنی کی حیثیت کیا ہے، مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کا معنی سب سے پچھلا نبی، آخری نبی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے یہی معنی متعارف اور متواتر ہیں اور قطعی اور یقینی ہے جس میں ذرہ برابر شک کی گنجائش نہیں، حتیٰ کہ خاتم النبیین کا معنی ضروریات دین سے ہے علما تو علما دین سے واقف کار مسلمانوں سے بھی پوچھیں گے۔ آپ کے نزدیک خاتم النبیین کے کیا معنی تو وہ یہی بتائے گا کہ آخری نبی ہے اور یہ مسلم عند الفریقین ہے کہ قرآن مجید کے کسی ایسے معنی کا



انکار کفر ہے، مثلاً ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ عز وجل کے سوا کوئی معبود برحق نہیں نہ چھوٹا نہ بڑا۔ اب ایک شخص یہ کہتا ہے کہ اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کا معبود ہے۔ فضیلت اس میں ہے کہ معبودوں کا بھی معبود ہو اس میں کوئی حرج نہیں کہ کروڑوں چھوٹے چھوٹے معبود برحق ہوں، ان سب معبودوں کا بھی۔ معبود اللہ تعالیٰ ہو اس میں اللہ کی شان دو بالا ہوگی اس پر اگر کوئی یہ مواخذہ کرے۔

”وَاللّٰهُمَّ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ“ (۱)

اس لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہو سکتا تو یہ جواب دے کہ اللہ پر تنوین تعظیم کے لیے ہے اور لا الہ میں لائے کمال کے لیے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ سب سے بڑا معبود ایک ہی ہوگا یہ اس کے منافی نہیں کہ چھوٹے چھوٹے کروڑوں معبود برحق ہوں۔ اب آپ خود بتائیے کہ یہ شخص کافر ہے کہ نہیں اسی طرح جب پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ خاتم النبیین کے معنی سب میں پچھلا اور آخری نبی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی معنی بتایا، صحابہ کرام نے یہی معنی بتایا تو اب اگر کوئی کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں خاتم بالذات کے ہیں تو یقیناً بلاشبہ کافر و مرتد ہوگا۔ تفصیل کے لیے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ: ”جزاء اللہ عدوہ“ اور میری کتاب منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کر لیں۔ حقیقت یہی ہے کہ مسئلہ خاتمیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیوبندی اور قادیانی متحد العقیدہ ہیں۔ بلکہ درون خانہ کی خبر یہ ہے کہ قادیانی کو دعوائے نبوت کی ہمت تحذیر الناس پڑھ کر ہوئی، اسی لیے علمائے دیوبند ابتداءً زمانہ دراز تک قادیانیوں کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں دیتے تھے اور بہت بھولے پن سے کہہ دیتے تھے کہ ہمیں ان کا حال معلوم نہیں یہ تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خنجر خوں خوار و برق بار کا فیض ہے کہ دیوبندیوں کو بھی قادیانیوں کے خلاف فتویٰ دینا پڑا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے کہ حضرت یوسف وزلیخا، حضرت سلیمان و بلقیس کا واقعہ قرآن میں کیوں آیا؟ کیا حضور کا وصال زہر کھانے سے ہوا؟ کیا حضور کا جنازہ تین دن تک کمرے میں بند تھا؟ تدفین میں تاخیر کی وجہ کیا تھی؟

مسئلہ: حافظ کرامت علی، پہلوارہ، بہرائچ شریف، یو. پی۔ ۱۳-۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید مندرجہ ذیل بکواس کرتا ہے، ایسے قائل اور اعتقاد رکھنے والے شخص کے بارے میں احکام شرع کیا ہیں۔ زید کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ

السلام وزلیخا اور حضرت سلیمان علیہ السلام و بلقیس کا قصہ قرآن پاک میں کیوں آیا، اور اعلیٰ حضرت کو کوڑھی ہو کر مرنے کو کہتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ زہر کھا کر مرے، بلکہ ان کو زہر دیا گیا اور ان کی لاش تین دن کمرے میں بند تھی، خلافت کا جھگڑا چالو رہا، بعد میں دفن ہوئے۔ رمضان میں وہ اپنے پیر کے پاس آیا دریاں حالے کہ وہ روزے سے تھا۔ اس کے پیر نے کہا کہ اگر روزہ قبول کرانا ہے تو آؤ تھوڑا سا چاول کھا لو۔ علی الاعلان چاول کھانا شروع کر دیا، کہتا ہے میرا روزہ نہیں ٹوٹا، میں اپنے پیر کے کہنے پر کھایا ہوں، جو میرا پیر کہے گا وہی کروں گا، ہمارے پیر بھی دن میں حالت روزہ میں چاول کھاتے ہیں۔

### الجواب

وہ زید کفریات کہنے کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا، اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس کی بیعت فسخ ہو گئی، اس پر فرض ہے کہ ان کفریات سے توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، تجدید نکاح بھی کرے۔ اس نے قرآن مجید پر اعتراض کیا، یہ اس کا کفر صریح ہے۔ یوسف اور زلیخا، حضرت سلیمان اور بلقیس علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے جو واقعات قرآن مجید میں مذکور ہیں، ان میں بے شمار فائدے ہیں، عبرت و موعظت ہے، پھر اس پر اعتراض کرنا بد باطنی کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہ بھی بالکل جھوٹ اور افتراء ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زہر کھا کر مرے اور یہ جملہ توہین کا بھی ہے۔ زہر کھا کر مرنا خودکشی ہے خودکشی گناہ کبیرہ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام گناہ سے معصوم ہیں، اس پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح اس دریدہ دہن نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ مبارک کے بارے میں جو کہا کہ تین دن تک کمرے میں بند رہا، اس کی خباثت اور بد باطنی کا نتیجہ ہے، یہ صحیح ہے کہ صحابہ کرام نے دفن پر خلافت کے مسئلہ کا حل مقدم رکھا۔ شرعاً اور عقلاً یہی ضروری تھا اور آج اس پر اعتراض کرنا سراسر شرارت ہے۔ آج پوری دنیا کا قانون ہے، اگر کسی ملک کا والی مر جائے یا صدر یا وزیر اعظم مر جائے تو سب سے پہلے اس کے جانشین کا انتخاب کرتے ہیں، اس کے بعد کفن دفن، کریا کرم، پھونک تاپ کا انتظام کرتے ہیں۔ اس جاہل کو کیا پتہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں تاخیر کے اسباب کیا کیا تھے۔ دوشنبہ کو بعد دوپہر وصال ہوا۔ صحابہ کرام پر بجلی گر گئی، ہوش و حواس قابو میں نہ رہ گئے۔ صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بہت بحال تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حال دیکھ کر عوامی مدینہ چلے گئے۔ وصال کی خبر سن کر وہاں سے آئے، مسجد نبوی سے عوامی مدینہ تین میل ہے، وہاں سے صدیق اکبر کو آنے میں کم از کم ڈیڑھ گھنٹے لگ گئے ہوں گے کا شانہ اقدس میں پہنچ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا وہ مشہور و معروف خطبہ دیا۔ جس سے صحابہ کرام کو ایک گونا سکون حاصل ہوا اس سے فراغت کے بعد اطلاع ملی کہ انصار کرام ثقیفہ بن ساعدہ میں جمع ہیں اور خلیفہ کا انتخاب کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ

عنہما کو لے کر وہاں پہنچے بہت دیر تک بحث کے بعد سب نے باتفاق رائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔ اتنے میں شام ہو گئی یہ بیعت خاص تھی کہ مخصوص لوگوں نے بیعت کی تھی اس لیے ضروری تھا کہ اعلان کر کے بیعت عامہ لی جائے، دوسرے دن سہ شنبہ کو مسجد نبوی میں بیعت عامہ ہوئی جب اطمینان ہو گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر سب کا اتفاق ہو گیا ہے تو اب یہ مسئلہ کھڑا ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے اس میں کچھ وقت صرف ہوا اس کے بعد غسل دیا گیا پھر نماز جنازہ پڑھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ اجتماعی طور پر نہیں ہوئی حجرہ مبارکہ میں جنازہ رکھا ہوا تھا۔ حجرے میں جتنے آدمی کی گنجائش تھی جاتے اور نماز جنازہ پڑھ کر واپس آ جاتے اس طرح رات ہو گئی اور پھر رات ہی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد خاک کیا گیا۔ حضرت شیخ عبدالحق نے فرمایا:

”تاخیر کہ در دفن راہ یافت سبب اس بود وفات روز دوشنبہ بود در روز سہ شنبہ تمام روز گزاشتہ شد سر بروئے

در بیت وی و نماز گزاردند و دفن کردہ شد و شب چہار شنبہ۔“ (۱)

اس نے یہاں بھی جھوٹ بولا کہ تین دن جنازہ گھر میں رہا وصال دوشنبہ کو بعد دوپہر ہوا اور سہ شنبہ کا دن گزار کر چہار شنبہ کی رات میں دفن کیے گئے۔ یہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دن ہوتا ہے۔ ڈیڑھ دن کو اس نے تین دن بتایا چوبیس گھنٹہ چھتیس گھنٹہ جنازے کو روکنا عام بات ہے جب یہ گستاخ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر چکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھ چکا۔ جس کی وجہ سے مسلمان نہ رہا کافر و مرتد ہو گیا اس سے اس کی کیا شکایت مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو وہ کہا، یہ سفید جھوٹ دیوبندی جماعت کے سرغنہ اور بانی گنگوہی کی ایجاد ہے نیز پھر اس کی کیا شکایت۔ روزے کی حالت میں کھاتا پیتا ہے۔ خود بھی کھاتا ہے اور پیر بھی کھاتا ہے۔ جب مسلمان نہیں رہا تو کیا دارو گیر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے کہ ”حضور قطرہ ناپاک سے پیدا ہوئے؟“

امام معین کے بعد دوبارہ نمازِ عیدین پڑھانا کیسا ہے؟

مسئولہ: حافظ شوکت علی، جنرل اسٹور، سر رائے جامع مسجد، مانک شاہ چوک، بیگوسرائے (بہار)۔ ۲۲/ صفر ۱۴۱۵ھ

**مسئلہ** حافظ ولی محمد صاحب نے بھری مجلس میں کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطرہ ناپاک سے پیدا ہوئے (نعوذ باللہ من ذالک) ایسے قول پر یہ اسلام سے خارج ہوتے ہیں یا نہیں، اور ان کا نکاح باقی ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اب تک اپنی بیوی کے ساتھ شب و روز گزارنا کیسا ہے؟ ان کی امامت کیسی ہے، اور مقتدیوں کی سابقہ نماز ان کے پیچھے باقی رہی یا نہیں، اور لوگوں کے گھر گھر جا کر تقریر و نیاز و فاتحہ کرنا کیسا ہے؟ اور عید کی نماز پڑھ کر روپے کی

لاچ میں دوبارہ عید کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اسلام اور قرآن کا کیا فرمان ہے مکمل مدلل جواب سے نوازیں۔

### الجواب

① یقیناً یہ جملہ سخت توہین آمیز ہے کسی بھی شخص کو اگر یہ کہا جائے کہ تو قطرہ ناپاک سے پیدا ہوا ہے تو وہ کہنے والے کا دماغ صحیح کر دے گا۔ اس لیے حافظ پر اس جملہ سے توبہ، تجدید ایمان و نکاح لازم ہے اگر یہ اس جملہ سے توبہ کر لے اور تجدید ایمان و نکاح کر لے تو مسلمان اس سے وعظ کروائیں، نیاز و فاتحہ دلائیں۔ لیکن اگر توبہ، تجدید ایمان و نکاح نہ کرے تو مسلمان اس کا بائیکاٹ کر دیں۔ صحیح و محقق یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق جن مبارک نطفوں سے ہوئی ہے وہ ناپاک نہیں پاک تھے۔ جس طرح سے حضرات انبیاء کرام کے بول برازا پاک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② اگر حافظ ولی محمد نے عیدین کے امام معین کے نماز پڑھانے کے بعد اسی مسجد یا عید گاہ میں دوبارہ نماز عید پڑھائی تو وہ کئی گناہ کا مرتکب ہوا، اس نے جو نماز پڑھائی وہ صحیح نہیں ہوئی، خود اس نے نماز عید چھوڑ دی اور اس کے پیچھے جن جن لوگوں نے پڑھا سب کی چھڑائی نماز عید واجب ہے، اس کا چھوڑنا گناہ پھر بنام نماز عید جو پڑھائی وہ نماز عید نہ ہوئی نفل ہوئی، اور جس طرح نماز عید پڑھی جاتی ہے اس طرح کوئی نماز نفل مشروع نہیں تو یہ ایک غیر صحیح فعل کو عبادت سمجھ کر اس میں مشغول ہونا ہوا پھر تداعی کے ساتھ۔ واضح ہو کہ نماز جمعہ و عیدین بیخ گانہ نمازوں کی طرح نہیں یہ اس وقت صحیح ہوں گی جب کہ وہی امام پڑھائے جو عیدین پڑھانے کے لیے مقرر ہے دوسرا شخص اس کے بغیر اجازت پڑھائے گا تو نماز عید صحیح نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## انبیاء کرام سے سہو و نسیان ممکن ہے یا نہیں؟ گاندھی کو مہاتما کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: حامد رضا، دارالعلوم عربیہ اسلامیہ سعدی پور، مدن پورہ، ضلع باندہ (یو. پی.)۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

① بحرالعلوم حضرت مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں:

① علمائے حق اس مسئلہ میں کہ زید نے عام لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہر انسان سے خطا و نسیان ہوتی ہے، مگر وہ ہستیاں ایسی ہیں جو خطا و نسیان سے پاک ہیں ان کے لیے محال ہے۔ وہ مبارک ہستیاں انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کی ہیں۔ بکر نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ ہرگز نہیں انبیاء کرام کے لیے نسیان محال نہیں ہے بلکہ ممکن ہے۔ زید نے جواب دیتے ہوئے قرآن شریف کی آیت کریمہ پیش کیا:

”سَنُقَرِّئُكَ فَلَا تَنْسَى“ (۱)

اے محبوب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم بھولو گے نہیں۔

قرآن مجید، سورۃ الاعلیٰ، پارہ ۳۰، آیت ۶:



مفتی احمد یار خان صاحب قبلہ کی تفسیر بھی پیش کیا۔ ”انبیاء کرام کے بھول و نسیان بھی رب کی طرف سے ہے، جن میں ہزار حکمتیں ہیں سارے عالم کا ظہور آدم علیہ السلام کے ایک نسیان کی برکت سے ہے۔ لہذا ہماری بھول اور ان کی بھول میں بڑا فرق ہے۔ ہماری بھول نفسانی و شیطانی ہے، ان کی بھول رحمت ربانی ہے۔ (تفسیر کے اخیر میں ہے کہ) جہاں کہیں حضور کے لیے نسیان ثابت ہے وہ ظاہری نسیان ہے اور رب کی مشیت سے ہے ورنہ حضور کمزوری حافظہ نسیان کی بیماریوں سے پاک ہیں۔ اس کے بعد حوالہ ثانی دیتے ہوئے کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے احکام تبلیغیہ میں سہو و نسیان محال ہے۔“ (۱)

دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید و بکر میں کون شرعاً حق پر ہے اور کون ناحق پر واضح فرمائیں تبلیغیہ سے کیا مراد ہے۔  
 ۲۔ حامد دوران تقریر حدیث قدسی کا ترجمہ باللفظ کرنے جا رہا تھا مگر باللفظ کے بجائے اس کا مفہوم بیان کر دیا مثلاً آدم علیہ السلام کی توبہ کے سلسلہ میں جو حدیث آئی ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرش کے قوائم پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھ کر اسی کا وسیلہ لے کر توبہ کی تو رب تعالیٰ نے استفسار فرمایا۔ ”کیف عرفت“ تو بجائے کیسے پہچانا کے! یہ کہا کہ یہ پیارا نام تم کو کیسے ملا، یا کہاں سے ملا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ حامد کا بیان کس حد تک صحیح ہے۔ واضح فرمائیں۔

## الجواب

۱۔ حضرات انبیاء کرام سے بعض امور میں بہ حکمت ربانی نسیان ہوا ہے۔  
 قرآن کریم میں ہے:  
 ”فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا.“ (۲) سو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔  
 خود آیت کریمہ: ”سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى“ (۳) کے ساتھ استثناء مذکور ہے: ”الا ما شاء اللہ.“ جلالین میں اس کی تفسیر یہ ہے:  
 ”اَنْ تَنْسَاهُ بِنَسْخِ تِلَاوَتِهِ وَحُكْمِهِ.“ (۴)

خود مفتی احمد یار خان صاحب کی جو عبارت نقل کی گئی ہے اسی سے ظاہر کہ انبیاء کرام سے نسیان ہوتا ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پانچ بار نماز میں نسیان ہوا۔ بہار شریعت میں جو فرمایا کہ احکام تبلیغیہ میں نسیان محال ہے اسی سے ظاہر ہے کہ احکام تبلیغیہ کے علاوہ

۱۔ بہار شریعت، ج: ۱، ص: ۱۴

۲۔ قرآن مجید، سورۃ طہ، پارہ: ۱۶، آیت: ۱۱۵

۳۔ قرآن مجید، سورۃ الاعلیٰ، پارہ: ۳۰، آیت: ۶

۴۔ جلالین، ص: ۴۹۷، مکتبہ ملت

میں ممکن۔ احکام تبلیغیہ سے مراد وہ احکام ہیں جن کی تبلیغ یعنی امت تک پہنچانے کے انبیاء کرام مامور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نکیرین کے سوال کے وقت قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف

لاتے ہیں، یا ان کی شبیہ پیش کی جاتی ہے؟

مسئلہ: سید سیف الدین، اندراجی ٹیوٹ، کشمیر یونیورسٹی

مسئلہ اب تک یہی پڑھا ہے کہ قبر میں: ”ما تقول فی هذا الرجل.“ کے سوال کرنے پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوتے ہیں اور مومن ان کی رسالت کی گواہی دیتا ہے اور بے سرو سامان عشاق اور غمزدگان مشتاقان کے لیے یہ ایک نوید روح افزا اور بشارت عظمیٰ ہے۔ ایک طرف جو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتا ہے، اور دوسری طرف اطاعت کی طرف راغب جیسا کہ امام زرقانی ملا علی قاری محقق دہلوی رحمہم اللہ علیہم نے بتصریح لکھا ہے۔ مگر آج غیر مقلد عبد الحکیم سیالکوٹی کی کتاب مسلمان کا سفر آخرت ص: ۳۲۰ ہاتھ لگی تو انھوں نے اس بارے میں یوں لکھا ہے:

”تحفة القضاة“ میں ہے: ”یزعمون ان روحه يحيى وحاضراً فيهم باطل بل هذا الاعتقاد شرك وقد منع الائمة الاربعة عن مثل هذا.“ پھر آگے یوں رقم طراز رہا: ”هذا“ تو یہ قریب کے لیے آتا ہے۔ لیکن جب ہذا کے ساتھ ”الذی“ آئے تو پھر مراد حاضر اور موجود نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ نکیرین کے سوال ”ما هذا الرجل بعث فيكم.“ کا جواب: ”هو رسول الله.“ آیا ہے یعنی وہ اللہ کے رسول ہیں تو ”هو“ غائب کے لیے آتا ہے، اگر حاضر سے مراد حاضر اور موجود ہوتی تو جواب ہوتا هو رسول الله جب بہ نص حدیث جواب میں ”هو“ غائب ہے تو لامحال سوال میں ”هذا“ سے مراد بھی غائب ہے حاضر اور موجود نہیں۔ پھر کلام عرب میں کسی مشہور غائب شخصیت کے لیے ہذا آتا ہے۔ چنانچہ مکہ کے سوداگروں سے روم کے بادشاہ ہرقل نے سوال کیا: ”ایکم اقرب نسباً بهذا الرجل الذی یزعم انه النبی.“ غور کریں هذا الرجل کہہ کر اشارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا۔ اب بصدا احترام آپ کی جناب میں عرض ہے کہ تحفة القضاة کس کی کتاب ہے کیسی ہے؟ اس کا جواب کیا ہے، ہذا الرجل کی تفہیم یہ نہیں تو کلام عرب میں اس کی حالت کیا ہے؟ محض لوجہ اللہ و بحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امام احمد رضا کی روح مبارک کو خوش کرنے کے لیے بہ تحقیق اولین فرصت میں جواب مرحمت فرمائیں۔

## الجواب

تحفۃ القضاۃ کس کی کتاب ہے یہ معلوم نہیں اور نہ آج سے پہلے اس کا نام سنا احادیث میں صرف اتنا ہی ہے کہ نکیرین یہ سوال کریں گے: ”ما تقول فی هذا الرجل.“ ظاہر ہے کہ یہ سوال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مشخص، معین ہو کر مردے کو معلوم ہوگی۔ حدیث میں نہیں ہے کہ یہ تعین و تشخیص کس طرح حاصل ہوگا نہ اس حدیث میں ہے نہ کسی اور حدیث میں ہے، اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے صحابہ کرام یا تابعین عظام سے اس بارے میں کچھ منقول نہیں۔ مگر یہ سوال بہت اہم ہے اس لیے شارحین حدیث نے اس کی تین توجہیں کی ہیں۔

ایک تو یہ کہ قبر سے گنبد خضریٰ تک کے سارے حجابات اٹھا دیئے جائیں گے، اور مردہ جمال جہاں آرا سے مشرف ہوگا۔ اب نکیرین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے پوچھیں گے۔ دوسری توجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک نکیرین کے پاس ہوگی، اس کی طرف اشارہ کر کے پوچھیں گے۔ تیسری توجہ یہ کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لاتے ہیں، مگر ان تینوں میں سے کوئی قطعی نہیں کہ ان میں سے کسی کا انکار کرنے والا کافر و مرتد گمراہ ہو۔ واعظین اپنا بازار چمکانے کے لیے وعظوں میں تیسرے احتمال کو اس زور و شور کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ گویا یہی قطعی یقینی ہے اور دوسرے احتمالات باطل، عوام واعظوں سے سن سن کر اس کو قطعی سمجھنے لگے ہیں، رہ گیا اس غیر مقلد کا جاہلانہ استدلال، اس کا جواب یہ ہے کہ ہذا کی اصل وضع محسوس، مبصر، قریب، موجود کی طرف اشارہ کے لیے ہوئی ہے، اور یہی اس کا اصل معنی ہے۔ کبھی مجازاً بوقت قرینہ محسوس، مبصر کے بجائے حاضری الذہن کی طرف بھی اشارہ ہذا سے کیا جاتا ہے جو شے ذہن میں موجود ہے وہ محسوس مبصر تو نہیں مگر باعتبار حضور فی الذہن کے قریب ضرور ہے۔ تو ثابت ہوا کہ ہذا کے استعمال میں مثلاً الیہ کا قریب ہونا لازم ہے خواہ یہ قرب حقیقی ہو یا حکمی اس حدیث میں حضور فی الذہن مراد لینا صحیح نہیں اولاً قرآن و حدیث کے کلمات میں ان کے ظاہر حقیقی معنی مراد لینا متعین ہے۔ جب تک کہ اس کے خلاف پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو۔ نکیرین کے سوال میں ہذا کا معنی حقیقی محسوس مبصر مراد لینے میں کوئی شرعی نقص نہیں اور نہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود ہے۔ تیسرے احتمال پر غیر مقلدین اور تمام وہابی شرک کی پھبتی کس سکتے ہیں۔ اور دوسرے احتمال پر بھی کوئی کیڑا نکال سکتے ہیں، مگر پہلے احتمال پر ان کے اصول کے مطابق بھی کوئی اعتراض نہیں پڑ سکتا پھر معنی حقیقی سے عدول کیوں کیا جائے گا۔

ثانیاً یہاں معنی مجازی بن ہی نہیں سکتا، اس لیے کہ مسلمانوں کے بارے میں یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ان کے ذہنوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر ہیں مگر منافقین اور کفار کے بارے میں کسی طرح یہ صحیح نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ اگر ان کے ذہنوں میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر ہوں تو پھر لا ادری کیسے

کہیں گے۔ یہ کہنا کہ ”ہُوَ“ بعید کے لیے آتا ہے یہ صریح جہالت ہے۔ اولاً اس پر علمائے نحو کا اتفاق ہے کہ ہذا قریب کے لیے ہے اب اگر ”ہُوَ“ کو بعید کے لیے مانیں تو تعارض لازم آئے گا۔ قبر کے سوال و جواب میں بھی اور دوسری بہت سی جگہ۔ ثانیاً یہ قرآن کی نص کے خلاف ہے۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں جاڑے کے پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کے پھل جاڑوں میں آتے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے پوچھا یہ کہاں سے آتے ہیں تو انھوں نے ارشاد فرمایا، یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے: ”قَالَ يَمْرُؤُا اَنِّى لَكَ هٰذَا ط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط“ (۱) زکریا نے پوچھا یہ کہاں سے آتے ہیں، انھوں نے کہا اللہ کے پاس سے ہے، یہاں وہ میوے قریب موجود ہیں اس لیے ”ہُوَ“ کا استعمال ہوا۔ صحیح یہ ہے کہ ”ہُوَ“ نہ قریب کے لیے ہے نہ بعید کے لیے۔ یہ واحد مذکر غائب کی ضمیر ہے۔ اس کا مرجع قریب بھی ہو سکتا ہے اور بعید بھی، یہاں غائب سے مراد مجلس سے غائب نہیں بلکہ ہر وہ چیز ہے جو مخاطب نہ ہو۔ یہاں غائب بمعنی غیر مخاطب وغیرہ متکلم ہے مجلس میں چند آدمی موجود ہوں ایک سے آپ بات کر رہے ہوں ایک ہی آپ کا مخاطب ہے تو بقیہ لوگوں کے لیے غائب کا صیغہ استعمال ہوگا۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ یہاں ہذا یعنی سوال نکیرین میں اپنے معنی حقیقی محسوس مبصر قریب کے لیے ہے۔ معنی مجازی پر یہاں پر کوئی قرینہ نہیں اس لیے حقیقی معنی متعین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سرکار کے جسم کا سایہ نہیں تھا۔ ایک حدیث چند سندوں سے مروی ہو، تو اگر کسی سند پر کلام ہو تو بھی حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا

مسئلہ: صغیر احمد، راجہ بازار، کھڈا، دیوڑیا

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کی جو حدیث شفا قاضی عیاض میں درج ہے، اس کی سند فن رجال کے اصول سے کیسی ہے؟ اس کے سب راوی ثقہ و معتبر ہیں کہ نہیں، اور روایت کرنے والوں کی آخری کڑی کسی صحابی پر ختم ہے کہ نہیں؟

### الجواب

شفا شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کی جو حدیث مذکور ہے اس کے بعض راویوں پر کلام کیا گیا ہے اور وہ ذکوان تابعی تک منتہی ہے۔ ایسی حدیث کو مرسل کہا جاتا ہے اور ایسے امور میں جو قیاس سے نہ جانے جائیں بلکہ اس کا علم سماع پر موقوف ہو مرسل حدیث بھی مرفوع کے حکم میں ہے۔ جیسا کہ غنیۃ وغیرہ میں مذکور ہے۔ اس روایت کے بعض راویوں پر کلام بھی مضر نہیں کہ اولاً یہ باب فضائل میں ہے اور باب



فضائل میں حدیث ضعیف بھی مقبول اس پر محدثین کا اجماع ہے۔ ثانیاً اس حدیث کو تلقی امت حاصل اور تلقی امت سے حدیث ضعیف حسن ہو جاتی ہے۔ ثالثاً اس حدیث کا ضعیف ہونا اصل مقصود میں مضر نہیں۔ اس مضمون کی دوسری حدیثیں مرفوع موجود ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن مبارک اور علامہ حافظ ابن جوزی، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

”لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا، اور  
علیہ وسلم ظل ولم یقم مع جب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کے سامنے کھڑے  
شمس الا غلب ضوءه ضوءه.“ ہوتے تو آپ کا نور آفتاب کی روشنی پر غالب آ جاتا۔

علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کو کتاب الوفا میں نقل کیا اور اس پر کوئی کلام نہ کیا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے۔ حدیث کے بارے میں ان کی شدت سب کو معلوم کہ انھوں نے صحیح حدیثوں کو بھی موضوع کہہ دیا ہے۔ ایسے تشدد کسی حدیث پر کوئی طعن نہ کریں۔ تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ کسی مقصود پر اگر چند احادیث آئی ہوں تو اگر ان میں بعض حدیثیں ضعیف ہوں یا کسی حدیث کی ایک سند پر کلام ہو تو اس سے دوسری صحیح حدیث اور دوسری صحیح سند پر اثر نہیں پڑتا وہ اپنی جگہ صحیح ہی رہتی ہے بلکہ اس صحیح حدیث کی وجہ سے وہ حدیث ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہاں شفا شریف میں مذکور حدیث کی سند میں اگرچہ کچھ سقم ہو بھی تو اس سے دوسری حدیث پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ بلکہ دوسری حدیث سے اس حدیث کا ضعف دور ہو جائے گا، اور وہ ضعیف سے ترقی کر کے حسن کے درجہ تک پہنچ جائے گی۔ تفصیل کے ساتھ ان مباحث کو سمجھنے کے لیے نفی الفی، ہدی الحیران فی نفی الفی عن سید الاکوان، اور منیر العین کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نام پاک کے ساتھ ”ص“ یا صلعم  
اور صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ ”رض“ لکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ: انجمن رضائے مصطفیٰ، مانک پور، پرتاپ گڑھ (یو. پی.) - ۱۶/۱۱/۱۴۱۰ھ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کے بعد ”ص“ یا صلعم لکھنا یا صحابیوں کے نام کے بعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رض لکھنا کیسا ہے از روئے شریعت کتب ہائے فقہاء سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

نام نامی کے بعد ”ص“ یا صلعم یا ”رض“ وغیرہ اشارات لکھنا ممنوع ہے۔ کیوں کہ یہ مہمل الفاظ ہیں۔ ان کا

کوئی معنی نہیں۔ ہمیں نام نامی کے ساتھ درود پڑھنے اور لکھنے کا حکم دیا گیا ہے، نہ کوئی الم غم مہمل کلمات کا جس کے کوئی معنی نہیں۔ بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ ”حطۃ“ کہو۔ یعنی گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ انھوں نے اسے بدل کر ”حنطۃ“ کہا۔ جس کے معنی گیہوں کے ہیں۔ اس پر انھیں عذاب دیا گیا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

”فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رَجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ.“<sup>(۱)</sup>

جس بات کا حکم ہوا تھا ظالموں نے اسے بدل کر اور کچھ کر لیا۔ تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا ان کے فسق کا بدلہ۔

ہمیں نام نامی کے ساتھ درود پڑھنے اور لکھنے کا حکم ہے۔ ارشاد ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا.“<sup>(۲)</sup>

اے ایمان والوں نبی پر درود بھیجو اور کما حقہ ان پر سلام پڑھو، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نبی اسرائیل نے جو بدلاتھا تو اس کے عوض بامعنی لفظ کہا تھا، اور وہ بھی ایک نعمت الہی کی طلب کی تھی اور یہاں درود و سلام کے بجائے مہمل بے معنی لکھتے ہیں۔ ان کا فعل جب فسق ہے تو بدرجہ اولیٰ یہ بھی فسق جس کا اقل درجہ ناجائز و حرام۔ خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ پہلے جس شخص نے ایسا کہا تھا اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ طحاوی علی الدر میں فتاویٰ تارخانہ سے ہے:

”من كتب عليه السلام بالهمزة والميم کسی نبی کے نام پاک کے ساتھ بجائے درود یکفر لانه تخفيف وتخفيف الانبياء و سلام کے ہمزہ اور میم لکھنے والا کافر ہے۔ اس کفر بلا شک۔“<sup>(۳)</sup>

لیے کہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کرام کی شان میں تخفیف کفر۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی انبیاء کرام کی شان میں تخفیف کی نیت سے ایسا لکھے تو ضرور کافر۔ لیکن عام طور پر لوگ سستی، کاہلی، نادانی، جہالت کی وجہ سے ایسا لکھتے ہیں تخفیف شان کی نیت نہیں ہوتی، اس لیے کفر نہیں۔ مگر ناجائز و گناہ ضرور ہے۔ رد المحتار میں ہے:

”ايهام معنى المحال كاف للمنع.“

معنی محال کا احتمال منع کے لیے کافی ہے۔

صحابہ کرام اور علمائے عظام و اولیاء کرام کے اسماء مبارکہ کے ساتھ ”اور“ بھی لکھنا ممنوع ہے۔ طحاوی

۱۔ قرآن مجید، سورة البقرة ۲، آیت: ۵۹، پ: ۱۔

۲۔ قرآن مجید، سورة الاحزاب ۳۳، آیت: ۵۶، پ: ۲۲۔

۳۔ حاشیة الطحاوی علی الدر المختار، ج: اول، ص: ۶۰۔

علی الدرر میں ہے:

”یکره الرمز بالصلاة والترضى بالكتابة بل یکتب ذلک کله بکماله۔“ (۱)

بلکہ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

”ومن اغفل هذا حرم خيراً عظيماً وفوت فضلاً جسيماً۔“

جو اس سے غافل ہوا اجر عظیم سے محروم رہا، اور بڑے فضل کو اس نے فوت کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کلمہ طیبہ میں لفظ رسول اللہ پر الف، لام لانا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد نظام الدین، روم نمبر: ۱۸۴، علی گڑھ (یو. پی.) - ۲۴/ صفر ۱۴۱۱ھ

**مسئلہ** کلمہ طیبہ میں لفظ رسول اللہ سے قبل الف لام لانا صحیح ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیوں کر اور نہیں ہے تو کس طرح؟ اثبات نفی میں جن پہلو کو اپنائیں مدلل، مفصل تحریر فرمائیں۔ اگر برائے تحسین کلمات الف لام لگائے جائیں تو معنی میں کوئی فساد تو نہ ہوگا۔ نیز الف لام کی صورت میں کوئی گناہ تو نہیں اور الف لام کے ساتھ کوئی ترکیب ہو سکتی ہے یا نہیں؟

### الجواب

کلمہ طیبہ میں ”رسول“ پر الف، لام لانا از روئے قواعد کے بھی غلط ہے اور شرعاً ناجائز بھی۔ از روئے قواعد یوں غلط ہے کہ لفظ ”رسول“ اسم جلالت کی طرف مضاف ہے اور مضاف پر الف لام لانا نحو کے قواعد کی رو سے نادرست جیسا کہ نحو کی ہر کتاب میں تصریح ہے، اور از روئے شرع یوں جائز نہیں کہ یہ غلط طریقہ سے استعمال کرنا ہے۔ یعنی غلط تلفظ کرنا ہے۔ جسے لحن کہتے ہیں۔ بالقصد آیات واحادیث و وظائف میں لحن حرام ہے۔ اس لیے کہ یہ تحریف لفظی ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں لحن بالقصد کفر ہے۔ اس پر الف لام داخل کرنے سے حسن پیدا نہ ہوگا، بلکہ قبح پیدا ہوگا۔ ہر لفظ کا حسن یہی ہے کہ اسے اس زبان کے قاعدے کے مطابق ادا کیا جائے۔ قاعدے کے خلاف اضافہ کرنے سے کلمے کا حسن ختم ہو جاتا ہے اور وہ بھونڈا اور قبیح ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## من رأی فقد رأی الحق کی تشریح

مسئولہ: رحمت اللہ، جروں روڈ، بہرائچ (یو. پی.) - ۲۳/ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید اور بکر میں دینی باتیں چل رہی تھیں، دوران گفتگو زید نے کہا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ جس نے ہم کو دیکھا ہے گویا اس نے خدا کو دیکھا ہے۔ اس بات پر بکر کو سخت

تشویش ہوئی۔ از روئے شرع اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔ کہاں تک درست ہے۔ جیسا حق ہو تحریر فرمائیں۔

### الجواب

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم ابوقادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”من رأى فقد رأى الحق.“ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا، اور ایک تاویل کی بنا پر اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ جس نے مجھے دیکھا۔ اس نے (حق) یعنی خدا کو دیکھا۔ حدیث دونوں معنوں کا احتمال رکھتی ہے۔ لہذا زید نے جو کہا درست کہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابو جہل حضور کا چچا نہیں۔ حضور کے بول و براز کو زمین نکل جاتی۔  
بہت سے لوگوں نے حضور کے پیشاب کو نوش کیا۔ بول و براز کے  
متعلق علامہ عینی کا عقیدہ۔

مسئولہ: مولانا محمد ادریس، ۳۰ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مضمون کے لکھنے والے کے بارے میں جس نے اپنے مضمون میں لکھا۔ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے، رسول کے چچا ابو جہل سب سے زیادہ مورتیوں کے بھگت تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ معراج کو آسمان پر گئے یہ سچ ہے، خدا کا کرم تھا لیکن پھر اپنی استغنیٰ کے مطابق لوٹا لے کر پاخانہ گئے تھے، یہ بھی سچ ہوگا کہ محمد رسول اللہ کا پسینہ مہکتا ہوگا، لیکن صبح اس کے ساتھ یہ بھی ان کے انسان ہونے کی استغنیٰ بتاتی ہوگی کہ ان کا پاخانہ بدبو کرتا ہوگا۔

### الجواب

محمد حنیف سنگاریہ کا یہ مضمون جو اخبار سودیش اور اخبار دشیوردرشن ۱۸ دسمبر ۱۹۸۳ء میں چھپا ہے بہت ہی غلط اور مسلمانوں کے لیے بہت ہی دل آزار اور مشتعل کرنے والا ہے۔ اس مضمون میں بہت سی غلط باتیں ہیں مثلاً ابو جہل کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا یہ بالکل غلط بھی ہے اور مسلمانوں کے لیے اشتعال انگیز بھی، ابو جہل قبیلہ بنی مخزوم کا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی ہاشم سے تھے۔ پھر ابو جہل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا کیسے ہو سکتا ہے۔ ابو جہل بہت سرکش، فساد کی فضا کا فر تھا کسی فساد کی سرکش بدنام آدمی کو اگر کسی شریف، عزت دار آدمی کا چچا بتایا جائے اور رشتہ میں وہ اس کا چچا نہ ہو تو یہ ایک طرح کی گالی ہوتی ہے۔ اس لیے حنیف سنگاریہ نے ابو جہل جیسے فساد کی بدنام آدمی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ



علیہ وسلم کا چچا کہہ کر آپ کی توہین کی جو مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ اس کے علاوہ اس نے لکھا۔ ”لیکن صبح پھر اپنی استنحی کے مطابق لوٹا لے کر پاخانہ گئے تھے، یہ بھی سچ ہوگا کہ محمد رسول اللہ کا پسینہ مہکتا ہوگا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ان کے انسان ہونے کی استنحی بتاتی ہوگی کہ ان کا پاخانہ بدبو کرتا ہوگا۔“

اس میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ کسی شریف آدمی کو یہ کہنا کہ تم اچھے آدمی ہو لیکن روز صبح کو پاخانہ کرتے ہو جو بدبودار ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی احمق کلکٹر کو کہے کہ تم ضلع کے حاکم صحیح، گورنر کے یہاں بھی جاتے ہو گے لیکن روز صبح کو پاخانہ کرتے ہو جو بدبودار ہوتا ہے، یقیناً یہ کلکٹر کی توہین ہے۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے یہ لکھنا کہ اگرچہ وہ معراج کو گئے مگر صبح کو لوٹا لے کر پاخانہ گئے، اور پاخانہ بدبودار تھا یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

پھر یہ واقعہ کے بھی خلاف ہے دوسرے آدمیوں کا پاخانہ ضرور بدبودار ہوتا ہے اور ناپاک ہوتا ہے، اسی طرح پیشاب بھی، لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاخانہ اور پیشاب نہ بدبودار تھا نہ ناپاک۔ علما نے اس کی تصریح کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قضاے حاجت کرتے تو جو کچھ نکلتا ان سب کو زمین نگل جاتی اور وہاں سے عمدہ خوشبو اڑتی تھی۔ حضرت شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو عہد اکبری کے سب سے بڑے عالم اور محدث تھے، اپنی مشہور کتاب مدارج النبوة میں لکھتے ہیں:

”و چون آنحضرت می خواست تغوط کند یعنی قضاے حاجت نماید شگافتہ می شد زمین و فرومی برد بول و غائط اور او فاتح می شد ازاں بوے خوش مطلع نمی شد برآنچه بیرون می آمد ازوے ہیچ بشرے۔ و از عائشہ رضی اللہ عنہا آمدہ است کہ گفت مرا آن حضرت را تو می آئی متوضاً را و نمی بینم از تو چیزے از پلیدی فرمود کہ آیا ندانستہ تو اے عائشہ کہ زمین فرومی برد آنچه بیرون می آید از انبیاء پس دیدہ نمی شود ازاں چیزے و مرویست از بعضے صحابہ کہ گفت صحبت داشتم من آنحضرت را در سفرے چوں خواست قضاے حاجت را در آید در مکانے پس قضا کرد حاجت را پس در آدم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاے حاجت فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور جو کچھ نکلتا اسے نگل لیتی اور اس سے عمدہ خوشبو اڑتی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے آنحضرت سے پوچھا کہ آپ قضاے حاجت کے لیے جاتے ہیں مگر میں وہاں کوئی گندگی نہیں دیکھتی فرمایا اے عائشہ کیا تو نہیں جانتی ہے کہ انبیاء کرام سے قضاے حاجت کے وقت جو کچھ نکلتا ہے اسے زمین نگل لیتی ہے، ایک صحابی سے روایت ہے کہ وہ ایک دفعہ سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھے ایک دفعہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضاے حاجت سے

واپس ہوئے یہ وہاں گئے وہاں صرف ان کو ڈھیلے ملے ان سے نہایت عمدہ خوشبو اٹھ رہی تھی وہاں اور کچھ نہ ملا۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں فرمایا، بہت سے علما نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پاخانہ پاک ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب کو بہت لوگوں نے دیکھا بھی ہے اور پیا بھی ہے آنحضور کے چار پائی کے نیچے پیالہ رکھ دیا جاتا تھا جس میں پیشاب فرماتے تھے، ایک بار آنحضور کی خادمہ حضرت ام ایمن نے اسے پی لیا حضور نے اس پر تبسم فرمایا کہ اب تمہارا پیٹ بھی درد نہ کرے گا، اگر یہ مبارک پیشاب ناپاک ہوتا تو حضور ام ایمن کو حکم دیتے کہ منہ دھوؤ اور آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا، مگر منہ دھونے کے لیے کہا نہ آئندہ کے لیے منع کیا۔ ایسے ہی حضور کی دوسری خادمہ حضرت برکہ نے بھی پیشاب پی لیا تھا ان سے فرمایا تو کبھی بیمار نہ ہوگی۔ انھیں سوائے مرض الموت کے بیماری نہ ہوئی ایک اور صحابی نے آنحضور کا مبارک پیشاب پی لیا تو ان کے اور کئی پشت تک ان کی اولاد کے جسم سے خوشبو اڑتی تھی۔

من آں مکان را کہ برآمد آنحضرت از اں پس ندیدم مرا ورا اثر غلط و نہ بول و دیدم در آنجا کلوخ پس گرفتم آنہا و یافتم آنہا را را راحۃ طیبہ و قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ در شفا گفتہ کہ بتحقیق رفتہ اند قومے از اہل علم بطہارت حدیثین از آنحضرت و انیست قول بعضے اصحاب شافعی و اما بول را مشاہدہ کردہ اند بسیارے و نوشیدہ است اور ام ایمن کہ خدمت میکرد آنحضرت را آوردند کہ شبہا در تحت سریر آنحضرت قدحی می نہادند کہ در اں بول میکرد شبے در اں قدح بول کردہ بود چوں صبح شد فرمود یا ام ایمن بریز آں چہ در اں سفال است پس نیافتند در اں چیزے گفت ام ایمن واللہ تشنہ شدم و خوردم آنرا پس خندہ کرد۔ آنحضرت و امر نکرد بغسل نم و نہی نکرد از عود و گفت درد نکند شکم تو ہرگز۔ بارے دیگر نے بود کہ نام وے برکہ بود او نیز خدمت میکرد آنحضرت را پس بخورد بول را فرمود آنحضرت صحت یا ام یوسف بیمار نشوی ہرگز پس بیمار نہ شد آں زن ہرگز مگر ہماں بیماری کہ در اں روز از عالم رفت و در بعضے روایات آمدہ است کہ مردے بول آنحضرت را خورده بود پس بوئے خوش می و مید از وے و از اولاد وے تا چند پشت۔ (۱)

اس کے علاوہ علامہ بدر الدین محمود عینی متوفی ۸۵۵ھ جو اپنے زمانہ میں مصر کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے انھوں نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں بھی اس کی تصریح کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیشاب و پاخانہ پاک ہے۔ یہاں تک کہ اخیر میں لکھا:

”وانا اعتقد انه لا يقاسُ عليه غيره وان قالوا غير ذلك فاذني عنه صماء.“ (۱)

ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسروں کا قیاس نہ کیا جائے اور جو اس کے علاوہ کچھ اور کہے، میرا کان اس کے سننے سے بہرا ہے۔

جب یہ واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات مبارکہ (پیشاب پاخانہ) پاک ہیں اور خوشبو دار ہیں تو ان کو بدبودار کہنا یقیناً غلط ہے اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والوں کو ایذا پہنچانا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## الصلاة والسلام عليك يا مكي الله پڑھنا کیسا ہے؟

مسئلہ: فیروز علی، ساکن بنگال۔ ۹ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں زید حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھتے ہیں جس میں نظر اس لفظ پر ہے: الصلاة والسلام عليك يا مكي الله، يا مدني الله، يا هاشمي الله، يا قريشي الله۔ اب سوال یہ ہے کہ پڑھنے میں آواز آتی ہے مکی اللہ الف فتح کے ساتھ اور عوام الناس بھی یہی پڑھتے ہیں۔ بہ صورت دیگر اگر مکی اللہ پر فتح ہو تو ترکیب کیا ہوگی؟ بکر کہتا ہے کہ الف پر فتح کے ساتھ پڑھنا کفر ہے اور اگر اضافت کے ساتھ پڑھیں تو ممنوع ہے، کیوں کہ از روئے ترکیب مضاف ومضاف الیہ کے درمیان فاصلہ ہو جاتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے، لہذا اس کا پڑھنا منع ہے، مگر زید درود اکبر مثال میں پیش کرتا ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے مگر وظائف رضویہ میں جو درود اکبر ہے، اس میں یہ عبارت نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مندرجہ بالا عبارت کا سلام میں پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اطلاع کریں۔

### الجواب

یا مکی اللہ پڑھنا بظاہر کفر ہے کہ اب ترجمہ یہ ہوگا ”صلاۃ و سلام ہو آپ پر اے مکی جو اللہ ہیں۔“ اس تقدیر پر لازم آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کہا یہ ضرور شرک و کفر ہے۔ اس کی ترکیب دو ہوگی ”اللہ“ کو ”مکی“ کی صفت مانیں یا ”مکی“ کو مبدل منہ اور ”اللہ“ کو بدل۔ یہ دونوں صورتیں کفر ہیں اور از روئے قواعد بھی خلجان ہے، اس لیے کہ علم خصوصاً اسم جلالت صفت نہیں ہو سکتا۔ اسم جلالت موصوف ہونے کے لیے متعین ہے، بدل کے چار اقسام میں سے دو بن سکتے ہیں، بدل الكل، اور بدل الغلط، ان دونوں صورتوں میں کفر، ہاں مکی اللہ پڑھیں تو معنی صحیح و درست۔ بکر کا یہ کہنا کہ اضافت کے ساتھ پڑھنا ممنوع ہے، اس لیے کہ مضاف مضاف الیہ میں فصل ہو جاتی ہے، لایعنی بات ہے، یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کافصل ہوگا۔ بہر حال ایسا جملہ جس میں کفر کا پہلو ہو خصوصاً

اس طرح جب لوگ پڑھتے ہیں یقیناً قابل اعتراض ہے۔ حتیٰ کہ جو شخص اس کے اس معنی کا قصد کر کے پڑھے جو کفر ہے تو ایسا شخص کافر بھی ہو جائے گا، لیکن عوام عربی نہیں جانتے اور ان کی نیت ہرگز وہ نہیں ہوتی جو کفر ہے، اس لیے پڑھنے والوں کو کافرتو نہ کہیں گے مگر اس طرح پڑھنے سے سختی کے ساتھ روکا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حالت نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اوجھڑی ڈالی گئی

مسئولہ: قطب الدین قادری، نیا پوہ، ضلع تھانہ۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تاریخ اسلام کی روایات میں ایک بات یہ ملتی ہے کہ کفار مکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جواذیتیں دیں ان میں آپ پر کوڑا کرکٹ ڈالنا، حالت نماز میں اوجھڑی ڈالنا بھی ثابت ہے۔ مگر زید کہتا ہے کہ یہ سلوک عام مومنین کے ساتھ ہوا ہے۔

### الجواب

زید غلط کہتا ہے۔ نماز پڑھنے کی حالت میں اوجھڑی ڈالنے کی روایت اکثر کتب حدیث میں موجود ہے، حتیٰ کہ بخاری شریف میں بھی ہے کہ عین حالت نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی خبثاء نے ڈالی۔ ڈالنے والا ایک تھا، ابھارنے والا ابو جہل تھا، سات خبثاء تھے جو اس پر خوش ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بہ نام ان کی ہلاکت کی دعا کی اور یہ ساتوں بدر میں مارے گئے۔ کوڑا کرکٹ ڈالنے کی روایت اس وقت یاد نہیں ہے۔ تین ماہ سے آنکھ کی شدید تکلیف میں مبتلا ہوں لکھنا پڑھنا بند ہے، اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور اعلان نبوت سے پہلے نبی تھے، اعلان نبوت کا اذن چالیس سال بعد ملا۔

مسئولہ: قطب الدین قادری، نیا پوہ، ضلع تھانہ۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں منصب نبوت پر سرفراز ہوئے۔ دریافت طلب ہے کہ ماقبل نبوت کی زندگی کیا نبوی زندگی نہ تھی جب کہ اس سلسلے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم آب و گل کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ بیواؤ تو جروا۔

### الجواب

حق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی منصب رسالت و



نبوت پر فائز تھے، جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے: ”كنت نبيا و آدم لمنجد ل في طينته.“ اور قرآن کریم میں بھی اس کا اشارہ موجود ہے۔ انبیاء کرام سے عالم ارواح میں جو عہد لیا گیا، اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا گیا: ”ثم جاء کم رسول“ اس عالم میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول فرمایا گیا، البتہ اعلان نبوت کا اذن چالیس سال کی عمر میں ملا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## حضور کو نبوت تخلیق آدم سے پہلے ملی۔ اعلان نبوت کے وقت حضرت علی کی عمر کتنی تھی؟

مسئلہ: عبد الغفار قادری، چریا کوٹ، اعظم گڑھ۔ ۱۳/۱۳۰۰ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور کو نبوت ملنے سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے یا بعد میں، نیز اگر پہلے پیدا ہوئے تو نبوت ملنے کے وقت ان کی عمر شریف کتنی تھی اور اگر بعد میں ہوئی تو نبوت ملنے کے کتنے سال بعد۔ بینوا تو جروا

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی مل چکی تھی۔ حدیث ہے: ”كنت نبيا و آدم لمنجد ل في طينته.“ اس لیے یہ تو طے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نہیں حضرت آدم علیہ السلام کی بھی تخلیق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے بعد ہوئی ہے۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو نبوت ملی جیسا کہ وہابی کہتے ہیں۔ ہاں چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کا اذن ملا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش اعلان نبوت کے پہلے ہوئی ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ اعلان نبوت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک کیا تھی۔ ۱۵/۱۶/۱۰۵۱ سال کی عمر کے اقوال ہیں۔ زیادہ رائج دس سال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور نے اعلان نبوت کب کیا؟ کیا اب کوئی عثمان و علی ہو سکتا ہے؟

مسئلہ: شیخ افتخار الدین، مقام ویوسٹ ہٹا (بہار) ۲۴/۲۳ صفر ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ ① اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کب کیا؟

② ہم عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

### الجواب

① غار حرا میں پہلی بار نزول وحی کے بعد جب نزول وحی سے قویٰ بشری پر جو اثر پڑا تھا اس کے ختم ہوتے

ہی نوراً پوشیدہ طور پر اپنے خصوصی معتمدین کو مطلع فرما دیا۔ پھر جب آیہ کریمہ: فاصدع بما توامر۔ نازل ہوئی تو اعلان عام فرمایا۔ یہ کتنی مدت بعد ہوا اس میں علما کا اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ مدت تین سال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ اب کوئی عثمان و علی رضی اللہ عنہما نہیں ہو سکتا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ حضرات صحابی تھے اور اب کوئی صحابی نہیں ہو سکتا۔ یہ سابقین و اولین میں سے ہیں اور اب کوئی سابقین و اولین میں سے نہیں ہو سکتا۔ یہ حضرات عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، شرکاء بدر، شرکاء بیعت رضوان میں سے ہیں اور اب کوئی نہ شریک بدر ہو سکتا ہے نہ شریک بیعت رضوان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا غلط ہے کہ حضور کفار پر ہمیشہ سختی فرماتے

مسئولہ: ماسٹر سید محمد مختار حسن قادری، رسول پور، ضلع کٹک

مسئلہ زید ایک مسجد میں امام ہے اور بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ خاص خاص مجلسوں میں یہ کہتا ہے کہ رسول پاک ﷺ کی رحمت مجھے تسلیم ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفار پر ہمیشہ سختی فرماتے۔

الجواب

زید کا یہ کہنا کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفار پر ہمیشہ سختی فرماتے تھے۔ جھوٹ ہے۔ قرآن کریم کی تکذیب ہے۔ ارشاد ہے:

”فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ص.“ (۱)

یہ اللہ کی کتنی مہربانی ہے کہ تم ان کے لیے نرم ہو اگر تم تند مزاج، سخت دل ہوتے تو ضرور لوگ تمہارے پاس سے دور ہو جاتے۔

قرآن مجید ہی نہیں صدہا احادیث کو جھٹلانا ہے۔ جو سختی کے مستحق تھے ان پر سختی فرماتے اور جو نرمی کے اہل تھے ان پر نرمی فرماتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو افضل الانبیاء کہنا گمراہی ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ حضور کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی۔ فاسق معین کو دینی انجمن کا صدر بنانا۔

مسئولہ: رمز عظیم آبادی، کشمیری کوٹھی، پٹنہ-۲۵ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ شہر عظیم آباد میں ایک دینی انجمن (انجمن محمدیہ) کے نام سے مذہبی پروگرام کرتی ہے جو ہر سال ایک تبلیغی کلینڈر مسلمانوں کے درمیان تقسیم کرتی ہے۔ اس

سال ۱۹۸۳ء تبلیغی کلینڈر پر ہمارے یہاں کے عالم دین حضرت سید شاہ فرید الحق عمادی سجادہ نشین خانقاہ عمادیہ پٹنہ سٹی معترض ہیں۔ نماز جمعہ کے خطبہ میں کلینڈر کے مضمون پر اعتراض کرتے ہوئے اس میں توہین رسول کریم بتایا۔ حضرت کی خدمت میں اس ساک کا کلینڈر ارسال کر رہا ہوں، براہ مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنی رائے سے مطلع فرما کر عظیم آباد کے مسلم عوام کے اضطراب کو دور فرمائیں۔

② انجمن ہذا ہر سال محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر ۱۱ تا ۱۳ ربیع الاول شریف کو یوم بانی اسلام کے نام سے سیرت کانفرنس، جلوس محمدی، کل ہند نعتیہ مشاعرہ، خواتین کا کھلا اجلاس (بند جگہ پر جہاں کسی بھی نامحرم کو آنے کی اجازت نہیں ہے) مناتی ہے۔ مگر اس انجمن کے صدر کے عہدہ پر ایک شخص فائز ہے جو کھلے عام دن کی روشنی میں موٹر سائیکل کے پیچھے بے پردہ اپنی اہلیہ کو بیٹھا کر پورے شہر میں گشت کرتا ہے۔ از روئے شرع بتایا جائے کہ ایسا شخص کسی بھی مذہبی ادارے کے اہم عہدہ پر فائز رہ سکتا ہے؟

(کلینڈر): بانی اسلام ایک نظر میں:-

تاریخ ولادت:- ۱۲ ربیع الاول شریف، سال عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء دوشنبہ کو صبح صادق کے وقت بمقام مکہ معظمہ۔ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے چھ ہزار ایک سو پچپن سال بعد اور افضل الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار پانچ سو سال بعد۔

تاریخ عطاے نبوت:- ۷ ربیع الاول شریف، مطابق ۲۲ فروری ۶۱۰ء بروز پنج شنبہ بہ عمر چالیس سال، کچھ کم و بیش۔  
تاریخ ہجرت:- ۷ ربیع الاول شریف بروز دوشنبہ مطابق ۲۵ ستمبر ۶۲۲ء داخلہ مدینہ پاک (قبا) ۱۲ ربیع الاول شریف مطابق ۲۹ ستمبر ۶۲۲ء بروز جمعہ۔

تاریخ فتح مکہ:- ۱۰ھ مطابق مارچ ۶۳۲ء۔

تاریخ وفات:- ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۱ھ مطابق ۸ جون ۶۳۲ء بروز دوشنبہ مبارکہ۔

قیام دنیا:- ۲۳۳۰ ایام چھ گھنٹے یعنی تریسٹھ سال پانچ یوم بحساب ہجری اور اکتھ سال چوراسی دن بحساب عیسوی۔

بشری زندگی:- چالیس سال، بے عیب، بے داغ، ستھری، اور نہایت پاکیزہ۔

نبوی زندگی:- تینیس سال، روشن، تابناک، اور فضل و معجزات سے لبریز۔

قیام مکہ:- بعد نبوت تیرہ سال صرف، اسلام کی خاطر قریش کی مخالفتوں کے زغے میں۔

قیام مدینہ:- بعد ہجرت پورے دس سال، فتوحات اور کامیابی سے بھرپور۔

ایام تبلیغ:- ۸۱۵۵، ایام یعنی تقریباً تینیس سال، کچھ ایام کم و بیش۔

تعداد اصحاب:- بہ وقت وصال آپ کے اصحاب کی تعداد لگ بھگ ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی کسی نبی کو بہ کثرت

نصیب نہیں ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذلک

مشیت نے جسے پیدا کیا بہر شناسائی زمین و آسمان نے نور سے جس کے ضیا پائی

## الجواب

① اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم حتیٰ کہ جملہ انبیاء کرام سے بھی افضل ہیں۔ یہ مضمون قرآن مجید کی متعدد آیتوں سے ثابت ہے اور کثیر احادیث کریمہ کی نص صریح سے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا سید ولد ادم یوم القیم۔ (۱) میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔

اور ارشاد فرمایا: انا اکرم الاولین والآخرین۔ (۲)

اس لیے جس نے حضرت ابراہیم علیہ الصلا والسلام کو افضل الانبیاء لکھا وہ گمراہ ہے۔ بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس کو تنبیہ کی گئی کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہیں تو اس نے کہا میں نے جو کچھ لکھا ہے ٹھیک لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس گمراہ کی مراد یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلا والسلام کو تسلیم ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں، یہ یقیناً گمراہی ہے، اس پر توبہ فرض ہے۔ اس نے جو یہ لکھا کہ عطاے نبوت کی تاریخ ۷ ربیع الاول مطابق ۲۲ فروری ۶۱۰ء بروز پنج شنبہ ہے، یہ غلط ہے اور حدیث کے خلاف ہے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی۔

ارشاد فرمایا: و آدم بین الروح والجسد۔ (۳)

مسند امام احمد میں ہے: و آدم لمنجدل فی طینتہ۔ (۴)

اس لیے یہ کہنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی، غلط ہے۔ کلنڈر والے نے بات نہیں سمجھی۔ غار حرا میں جو واقعہ پیش آیا، یہ اعطائے نبوت کا نہیں تھا، نبوت تو پہلے ہی مل چکی تھی۔ قرآن مجید کے نزول کا پہلا موقع تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② جو شخص اپنی بیوی کو موٹر سائیکل پر بٹھا کر بے پردہ بازاروں میں گھمائے، گھومے۔ وہ شخص کسی طرح اس لائق نہیں کہ کسی دینی انجمن کا صدر یا عہدہ دار ہو رہے۔ یہ بڑا ہی بے باک فاسق ہے۔ حدیث میں ہے:

① مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۵۱۱، باب فضائل سید المرسلین ﷺ، الفصل الاول، مجلس برکات۔

② مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۵۱۴، باب فضائل سید المرسلین ﷺ، الفصل الاول، مجلس برکات۔

③ ایضاً، ص: ۵۱۳۔

④ ایضاً، ص: ۵۱۳۔



”اذا قلت للفسق يا سيّد فقد استخطمت ربكم.“<sup>(۱)</sup>  
اگر تم نے کسی فاسق کو کہا، اے سردار! تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔

تبيين الحقائق اور شامی میں ہے:

”في تقديمه تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً.“<sup>(۲)</sup>  
فاسق کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے اور شرعاً ان کی توہین واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## چالیس سال کی عمر میں حضور پر جی آنی شروع ہوئی تھی۔ کیا بخاری و مسلم میں ضعیف حدیثیں بھی ہیں؟

مسئولہ: پی. ایس. ایم. برہان الدین ہودی - ۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

- ❶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں  
زید نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی، یہ سن کر بکرنے کہا۔ حدیث:  
”كنت نبيا و آدم بين الماء والطين.“ کے لحاظ سے غلط ہے اور یہ اہل سنت و جماعت کے عقیدے کے خلاف۔ براہ کرم یہ بتائیں کہ کس کا قول صحیح ہے۔
- ❷ کسی نے کہا کہ ترمذی بخاری ابن ماجہ وغیرہ کتب حدیث و تفسیر میں تمام روایات صحیح نہیں ہوتیں۔ بلکہ ضعیف اور موضوع بھی ہوتی ہیں۔ براہ کرم یہ واضح کریں کہ یہ کہاں تک صحیح ہے۔ خاص کر کے بخاری کے بارے میں بتائیں کہ بخاری میں ضعیف اور موضوع حدیثیں ہے یا نہیں اگر ہیں تو نشانہ ہی کیجیے۔

### الجواب

- ❶ زید نے غلط کہا، بکر صحیح کہہ رہا ہے، امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور امام ترمذی نے اپنی جامع میں بہ اختلاف الفاظ حدیث روایت کی ہے کہ میں اس وقت بھی نبی تھا کہ آدم اپنی خمیر میں تھے۔ اوکا قال حضرت ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں اس کی تصریح فرمائی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت منصب نبوت پر فائز تھے۔ اس لیے یہ کہنا یقیناً غلط ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی۔ بلکہ یہ کہا جائے گا کہ چالیس سال کی عمر میں حضور پر جی آنی شروع ہوئی، اور حضور نے اعلان نبوت فرمایا۔ وغیرہ وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ❷ ان کتابوں میں بھی ضعیف احادیث ہیں بلکہ بخاری و مسلم چھوڑ کر بقیہ کتابوں میں کچھ موضوع احادیث

❶ السنن لأبي داود، ج: ۲، ص: ۶۸۰، باب لا يقول المملوك ربی، مطبع اصح المطابع۔

❷ رد المحتار، ج: ۲، ص: ۲۹۹، کتاب الصلوٰۃ باب الامامة۔

بھی درج ہو گئی ہیں جس کی قدرے تفصیل میں نے شرح بخاری کے مقدمہ میں کر دی ہے۔ اس کا مطالعہ کریں۔ حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمعات شرح مشکوٰۃ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

”وفی هذه الكتب الاربعة اقسام من الاحادیث من الصحاح والحسان والضعاف وتسميتها بالصحاح الست بطريق التغليب.“<sup>(۱)</sup>

ان کتابوں میں کتنی حدیثیں ضعیف ہیں اور کتنی موضوع ہیں ان سب کی نشاندہی کے لیے کافی فرصت چاہیے، اور مجھے اتنی فرصت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا

مسئلہ: نبی احمد جنرل اسٹور اسپسٹ نیچن پی جی شاہ جہاں پور (یو. پی.)

اللہ کے آخری رسول پاک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ تھا یا نہیں، جواب سند کے ساتھ ارسال فرمائیں۔

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا۔ حدیث میں ہے: ”لم یکن له ظل فی شمس ولا قمر.“<sup>(۲)</sup> واللہ تعالیٰ اعلم۔

بد مذہبوں کا رد فرض ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کافروں کی ایذاؤں پر صبر فرمایا؟ حضور نے دشمنوں کے لیے دعائے ہلاکت بھی کی ہے۔ بنو عرینہ کو کیسی سزائیں دی گئیں؟ کس کافر کو مطاف میں قتل کیا گیا؟

مسئلہ: سید شوکت علی نوری، پاکیزہ بیکری، پوسٹ آفس روڈ، کلم نوری، ضلع پربھنی (ایم. ایس.) - ۲۱- ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ

عرض یہ ہے کہ ہمارے شہر میں سے تمام نجدیت و وہابیت کا بہ فضل الہی اور آقاے دو جہاں کے صدقے و طفیل اور تمام اولیاء اللہ و بالخصوص حضرت سید نور الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور مدد غیبی کی وجہ سے مکمل طور پر خاتمہ ہو چکا ہے۔ لیکن ایک شخص جو اپنے آپ کو اسلام کا خیر خواہ بتاتے ہوئے اس برے مذہب کی پھر سے بنیاد رکھنا چاہتا ہے، سنی بن کر بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو تین تین گھنٹے مذہبی باتیں

﴿۱﴾ مقدمة لمعات التنقيح شرح مشکوة المصابيح، ص: ۴۲، ج: ۱۔

﴿۲﴾ سيرت حليبه، ج: ۳، ص: ۳۸۱۔

بتاتا ہے اور نئے اور میٹھے انداز سے مسلمانوں کو مذہب اہل سنت کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔ ہمارے یہاں حضرت علامہ منصور علی خاں صاحب بمبئی اور مولانا محبت محمد قادری اور دیگر علمائے اہل سنت کی تقریریں ہوئیں اور ان حضرات نے گستاخ رسول کا بھرپور قرآن و حدیث کی روشنی میں رد کیا، مذمت کی تو یہ دانش ور کہتا ہے کہ مولانا کی زبان پھیل گئی اور کسی کی دل آزاری نہیں کرنی چاہیے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوگوں نے تکلیفیں دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی برا نہیں کہا اس طرح کی دلیل دیتا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ جس کتاب میں رد ہوتا ہے یعنی گستاخ رسول کا علمائے اہل سنت نے جن کتابوں میں مذمت کیا ہے میں ایسی کتابوں کو خرید کر جلا ڈالتا ہوں، پھاڑ ڈالتا ہوں۔ اسی طرح کی دن بہ دن بڑھتی ہوئی چال کو دیکھ کر سید شوکت علی نوری نے اس اشتہار کو شائع کیا ہے، تو اس کی بھی مخالفت کر رہا ہے، اور فتنہ پھیلا رہا ہے اور کہتا ہے کہ کسی کو اختیار نہیں کہ اس طرح کا اشتہار نکالے۔

اور پوچھنے پر یہ فریب دیتا ہے کہ رد و مذمت کرنے سے آپس میں اختلاف ہوتا ہے، میں مسلمانوں میں اتحاد چاہتا ہوں۔ الحاصل آپ سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا باطل عقائد والوں کا رد کرنا جائز ہے یا نہیں اور جو رد کرنے کو برا کہے اور رد کرنے والوں کے خلاف لوگوں کو بہکاوے تو ایسے شخص کے متعلق شرع کا کیا حکم ہے اطمینان بخش جواب دے کر ہماری رہنمائی کریں۔

❷ یہ اشتہار صحیح ہے یا نہیں، جو باطل فرقے کے رد و مذمت کرنے کو برا کہے اور دشمنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رد میں لکھی گئی کتابوں کو خرید کر جلانے کا اقرار کرنے والا منکر قرآن ہے یا نہیں؟ براہ کرم مہربانی فرما کر جلد از جلد تشفی بخش جواب دے کر ہمیں حق کی راہ دکھائیں۔

## الجواب

یہ شخص گمراہ بد دین، دیوبندی ہے یا صلح کلی ہے، قرآن کریم کا منکر اور اسلام کا باغی ہے۔ کلمہ پڑھنے والے بد مذہبوں کا رد فرض ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا:

”اذا ظهرت الفتن او قال البدع فلم يظهر العالم علمه فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين لا يقبل الله صرفا ولا عدلا.“ (۱)

جب فتنے ظاہر ہوں یا فرمایا جب بدعتیں ظاہر ہوں تو جو عالم اپنے علم کو ظاہر نہ کرے۔ اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

اشتہار کا مضمون صحیح ہے، مزید یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں کے بارے میں جانتے تھے کہ ایک دن حق ان پر واضح ہوگا اور یہ ایمان قبول کریں گے، انھیں کی ایذاؤں پر صبر فرمایا ہے اور انھیں کو دعائے ہدایت دی، مثلاً حضرت خالد بن ولید سیف اللہ، حضرت عکرمہ بن ابو جہل، حضرت ابوسفیان بن حرب

رضی اللہ عنہم۔ ورنہ احادیث میں متعدد واقعات ہیں کہ دشمنوں کی ہلاکت کی بھی دعائیں فرمائیں۔ عاص بن وائل کے لیے فرمایا:

”اللهم سلط عليه كلبا من كلابه۔“<sup>(۱)</sup> اے اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مقرر فرما۔

اور ہوا یہی کہ اس کوشیر نے پھاڑ ڈالا۔ آل ذکوان کے لیے ایک مہینے تک دعاے ہلاکت فرمائی۔ بنی عرینے کو یہ سزا دی کہ مدینہ کے سنگستان پر ان کے ایک ہاتھ ایک پاؤں کٹوائے، ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری جس سے آنکھیں پھوٹ گئیں اور پھر انھیں یوں ہی تپتی ہوئی پتھر ملی زمین پر چھوڑ دیا۔ تکلیف کی شدت میں کنکریاں دانتوں سے پکڑتے تھے، پیاس سے جاں بلب ہو کر پانی مانگتے تھے مگر پانی دینے کی اجازت نہ تھی، یوں ہی تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

فتح مکہ کے دن ابن خطل وغیرہ کے قتل کا حکم دیا۔ ابن خطل کعبہ کے پردے سے لپٹ گیا، حکم ہوا اسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اسے گھسیٹ کر مطاف ہی میں قتل کر ڈالا۔ بنی قریظہ یہود کے تمام مردوں کو جن کی تعداد چھ سو تھی قتل کر دیا۔ مسلمان کہلانے کے باوجود ان واقعات سے انکار کرنا پرلے درجے کی بے ایمانی ہے، پھر یہ امن وامان کے قیام کے بھی منافی ہے کہ ہر دشمن کو چھوڑ دیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ یہ شخص بد مذہب، گم راہ، در پردہ دیوبندی اور صلح کلی ہے۔ اس کا مقصد ان باتوں سے یہ ہے کہ اس کے ان پیشواؤں کو جنہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہینیں کیں انھیں کچھ نہ کہا جائے۔ ان کے کفریات پر بھی پردہ پڑا رہے، مسلمان اس کے فریب میں نہ آئیں، اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**لا تسمع الموتی کی تفسیر۔ حضور کو حضرت عائشہ کی پاک دامنی کا علم پہلے ہی سے تھا۔ ابن عبد الوہاب نے روضہ اقدس کو صنم اکبر کہا، کافر مرتد سے جو میل جول رکھیں ان کا بھی بائیکاٹ کر دیں**  
مسئلہ: منظر خان، حاجی عبدالرحمن، محمد امجد علی و جملہ مسلمانان، قتال پور ویراٹولہ، کجھوہٹی، ضلع گوپال گنج

(بہار)۔ ۴/ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ

مسئلہ حاجی اکبر نامی ایک شخص ہمارے یہاں ہے جو کچھ دنوں سعودی عربیہ رہ چکا ہے۔ وہاں سے واپسی



کے بعد عوام الناس میں نئے عقائد کا پرچار کرنا شروع کیا ہے، اس کے پاس کتاب التوحید ”عربی ٹو اردو“ تقویۃ الایمان، اس طرح کی متعدد کتابیں ہیں۔ جن کو پڑھ کر عوام کو سناتا ہے، نیز علمائے دیوبند کی کتابیں مفت تقسیم کرتا ہے اور علمائے اہل سنت پر طرح طرح کے بہتان لگاتا ہے۔ اس کے چند اعتراضات یہ ہیں۔

① بہار شریعت میں تقویۃ الایمان کو کتاب التوحید کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ جب کہ دونوں میں کوئی مطابقت نہیں، بہار شریعت میں یہ بھی لکھا ہے کہ محمد ابن عبد الوہاب نجدی نے رسول اللہ کے مزار اقدس کو (صنم اکبر) بڑا بت لکھا ہے، جب کہ اس کا نام و نشان نہیں۔ محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی تاریخ پیدائش جو بہار شریعت میں درج ہے وہ بھی جھوٹی ہے۔ اس لیے بہار شریعت لائق اعتبار نہیں۔

② ”لا تسمع الموتی“ سے دلیل دیتا ہے کہ مردے سنتے نہیں۔ لہذا صاحب قبر سے استمداد بت پرستی ہے۔

③ اعلیٰ حضرت نے حضرت عائشہ کی شان میں گستاخی کی ہے۔

④ اگر حضور کو غیب کا علم ہوتا تو حضرت عائشہ پر جو بہتان تھا اس کی صفائی رسول اللہ نے کیوں نہیں کی، اس کے علاوہ بھی اس کے بہت سارے اعتراضات ہیں جن کے جوابات مولانا اسلام الحق خطیب جامع مسجد قتال پور و مولانا دیان احمد نوری مصباحی نے بھرپور طور پر دیا لیکن وہ اپنی تحریک چلاتا رہا، مجبور ہو کر امام صاحب نے اسے مسجد سے نکال دیا۔ بعدہ جمعہ وعیدین دوسری بستی میں ادا کرتا رہا، اس بستی کی مسجد سے بھی نکالا گیا، بعدہ علمائے چارپانچ بستی کے لوگوں کو جمع کر کے اس کا بائیکاٹ کیا۔ ایک ہفتہ کے بعد اس نے ممبر پر کھڑے ہو کر توبہ کیا اور علمائے دیوبند کی تکفیر بھی کیا لیکن ہفتہ عشرہ کے بعد اپنی بستی چھوڑ کر علاقہ میں انھیں عقائد مذکورہ کا پرچار کرنا شروع کر دیا اور کتاب التوحید پڑھتے ہوئے پکڑا گیا۔ جب لوگوں نے کتاب التوحید اور اس کے بارے میں عوام کو بتایا کہ اسی جرم میں اس کا بائیکاٹ کیا گیا تھا پھر بھی یہ اپنی عادت سے مجبور ہے تو اس نے انکار کر دیا کہ میں نے توبہ نہیں کی ہے اور اپنی قدیم روش پر چلتا رہا اور امام صاحب قتال پور کے خلاف ریشہ دوانی شروع کر کے اپنے خاندان کے لوگوں کو ملا کر اسی مسجد میں دوسری جماعت قائم کیا اور خود ہی امامت بھی کی۔ جب حالات بد سے بدتر ہو گئے تو پورے علاقے کے لوگ جمع ہو کر ایک کمیٹی کا انتخاب کیے، متفقہ طور پر اس کا شوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ پورے علاقے کے مسلمانوں نے اس کی حمایت کی اور تحریری دستخط بھی دیا کہ اس سے ہم تمام مسلمانوں کو کسی طرح کا تعلق نہ رہا اور اگر کوئی اس فیصلہ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے بھی سماج سے الگ سمجھا جائے گا، جس کی رپورٹ اخبار میں چھپی اور سرکاری محکمہ سے کمیٹی کی منظوری بھی کرائی گئی کہ یہ مسجد اہل سنت و جماعت کی ہے، لہذا بدعتیہ اس میں داخل نہ ہوں۔ علاوہ ازیں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اب اگر وہ تائب ہونا چاہتا ہے تو ضروری یہ ہے کہ پہلے امام سے معافی مانگے۔ چونکہ امام صاحب کو بھی سخت وسوسہ تھا کہ چکا ہے اور امام صاحب عوام الناس میں اس کی توبہ کا اعلان کریں گے، بعدہ عوام اس سے تعلقات رکھیں گے۔ ایسی صورت میں وہ عاجز ہو کر یہاں

کے امام اور لوگوں سے نہ مل کر علاقہ میں جا کر کہتا ہے کہ میں توسنی ہوں، مفتی اعظم کا مرید ہوں، ذاتی خامصت کی بنیاد پر میرا بایکٹ کیا گیا ہے، میں علمائے دیوبند کی تکفیر کرتا ہوں لیکن علماء اس کی باتوں پر دھیان نہ دے کر فرماتے ہیں کہ پورے علاقے کے جید علماء کو جمع کرو، اس کے بعد ہی کوئی صورت نکلے گی۔ عاجز ہو کر غیر مسلم لوگوں سے کہتا ہے کہ ہمارے گاؤں کے امام یہ شعر نماز میں پڑھتے ہیں۔

بہر شہلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا ایک کارکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے تو آپ لوگوں کو کتا کہہ کر گالی بولتے ہیں، محض اس مقصد کے تحت تا کہ ہندو مسلم منافرت پھیلا دیا جائے۔ ایسی صورت میں ایک نیم مولوی جو ہر شفع آبادی جو کہ اپنے آپ کو پیر بھی کہتے ہیں، ان لوگوں سے اچھے مراسم رکھے ہوئے ہیں، ان کے یہاں کھاتے پیتے ہیں، ان سے علیک سلیک بھی ہے۔ جب عوام ان سے پوچھتے ہیں کہ علاقے کے تقریباً تمام علماء اور مسلمانوں نے اس کا بایکٹ کیا ہے تو آپ ان لوگوں کے یہاں کیوں جاتے ہیں؟ تو ان کا برجستہ یہ جواب ہوتا ہے کہ، وہ سنی ہے، کسی کے دل میں کیا ہے، وہ کوئی نہیں جانتا، ہم سمجھا دیں گے، وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

۵) اب حضور والا سے گزارش ہے کہ ان لوگوں کا مقاطعہ از روئے شرع درست ہے یا نہیں، اگر درست ہے تو جو لوگ اپنے آپ کو مفتی اعظم کا مرید بھی کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ میں اپنے بھتیجے سے الگ نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ سماج سے الگ ہو جاؤں، ایسے شخص پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

۶) پیر مذکور پر کیا حکم شرع عائد ہوتا ہے، محض اپنے مفاد کی خاطر کسی بد عقیدہ کا سپورٹ کیا جاسکتا ہے، اس کی وکالت کرنے والے پر کیا حکم ہے؟ قبل از تو بہ ان سے مراسم رکھنے والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟ حدیث و قرآن کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، نیز اس کو سماج میں ملانے کی صورت کیا ہوگی، جو سامنے تو بہ کرے اور پیٹھ پیچھے وہی عقائد کو صحیح مانتا ہے؟

### الجواب

۱) اللہ عز وجل آپ لوگوں کو ہدایت پر قائم رکھے اور توفیق خیر عطا فرمائے۔ آپ لوگوں کو نہ تو اس کی توفیق ہے کہ علماء اہل سنت کی کتابیں خریدیں اور پڑھیں اور نہ اس کی توفیق ہے کہ علماء کی خدمت میں حاضر ہو کر معلومات حاصل کریں۔ آپ لوگوں نے اگر بہار شریعت دیکھ لیا ہوتا تو اس اکفر کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا۔ بہار شریعت میں ابن عبد الوہاب کی تاریخ پیدائش لکھی ہی نہیں لکھا ہے تو یہ لکھا ہے: وہابی ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا۔ یہ وہابی فرقے کی پیدائش کا سنہ ہے ابن عبد الوہاب نجدی کی پیدائش کا نہیں۔ کوئی شخص پیدا ہوتے ہی کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالتا ہے، اسے نہیں پھیلاتا ہے۔ پیدا ہونے کے بعد سن شعور تک پہنچ کر پڑھتا ہے، لکھتا ہے، کچھ سوچتا ہے، غور کرتا ہے، مختلف مذاہب کی معلومات حاصل کرتا ہے، پھر اپنے مذہب کی نوک

پلک درست کرتا ہے، پھر نئے مذہب کی بنیاد ڈالتا ہے، یہی ابن عبد الوہاب نے بھی کیا۔ ۱۲۰۹ھ میں اس نے اپنے نئے مذہب و ہابیت کا پرچار شروع کیا۔ بہار شریعت میں یہ بھی نہیں کہ اس نے کتاب التوحید یا اپنی کسی کتاب میں روضۃ انور کو صنم اکبر لکھا ہے۔ ہے تو یہ ہے: روضۃ اکبر کا نام معاذ اللہ صنم اکبر رکھا تھا، یعنی بڑا بت۔ اس بدطینت نے یہ جملہ زبانی اس وقت کہا تھا جب مدینہ طیبہ فتح کرنے کے بعد جنت البقیع وغیرہ کے تمام کتبے و مزارات ڈھا کر، کھود کر، پھینک کر مسجد نبوی میں آیا تو گنبد خضریٰ دیکھ کر اس نے کہا تھا۔ ہذا صنم اکبر۔ جیسا کہ سیف الجبار میں تصریح ہے واضح ہو کہ سیف الجبار مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی یا ان کے کسی تلمیذ و خلیفہ کی کتاب نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت سے تقریباً ۵۰ سال پہلے کے عالم مولانا فضل رسول بدایونی کی کتاب ہے۔ اب جو سعودی حکومت کتاب التوحید چھپوا رہی ہے، یہ مکمل نہیں۔ وہ گندے زہریلے جملے، جس کے ترجمے تقویۃ الایمان میں ہیں جن پر اس وقت کے علمائے مکہ نے کفر کے فتوے دیئے تھے، اسے نکال دیا ہے۔ سیف الجبار میں اس کی اصل عربی عبارت چھپی ہے، اس سے تقویۃ الایمان کو ملا لیں۔ مثال کے طور پر ایک جگہ کی عبارت دیکھیں۔ سیف الجبار میں جو اقتباس درج کیا گیا ہے، وہ یہ ہے: ”قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أريت لو كنت مررت بقبري اتسجد له ای اذا كنت رمة في التراب.“

تقویۃ الایمان میں ہے، مذکورہ بالا حدیث کے بعد: ”یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ یہ رمة فی التراب کا ترجمہ نہیں تو پھر اور کیا ہے۔ آپ لوگ سیف الجبار منگا کر پڑھ لیں، پوری تسلی ہو جائے گی۔ اب غور کیجیے اس اکبر شیطان نے کتنا دھوکا دیا۔ پہلا دھوکا یہ دیا، بہار شریعت میں وہابی فرقے کی پیدائش کا سنہ لکھا تھا، اس کو اس اکبر شیطان نے ابن عبد الوہاب نجدی کی پیدائش کا سنہ بتایا۔ دوم بہار شریعت میں تھا: ”روضۃ اکبر کا نام صنم اکبر رکھا تھا“، اس کو اس اکفر نے لکھا بنا لیا، سوم، یہ دھوکا دیا کہ اسے کتاب التوحید میں لکھا ہوا بتایا۔ چوتھا دھوکا یہ دیا کہ کئی چھٹی کتاب التوحید کو اصل کتاب التوحید بتایا۔ اسی سے آپ لوگ سمجھ لیجیے کہ آدمی کذاب و دجال، فریب کار پہلے ہوتا ہے، وہابی بعد میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② اس آیت میں ”موٹی“ سے مراد کفار ہیں جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے۔ روح البیان میں ہے:

”هذه الآية واردة في حق الكفار و قطع الطمع للنبي صلى الله عليه وسلم في هذا يتهم فان كونهم كالموتى موجب لقطع الطمع.“ (۱)

جلالین میں ہے: ”وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ أَيْ الْكُفَّارِ شَبَّهَهُمْ بِالْمُوتَى.“ (۲)

① روح البیان، ص: ۳۶۹، ج: ۶، سورة النمل، آیت: ۸۰

② جلالین شریف، ص: ۳۶۶، سورة فاطر ۳۵، آیت: ۲۲

ورنہ اس آیت کا کثیر احادیث سے تعارض لازم آئے گا، مثلاً دفن والی حدیث سے جس میں یہ ہے کہ جب لوگ دفن کر کے لوٹتے ہیں تو مردہ ان کے جوتے کی چاپ سنتا ہے: ”یسمع قرع نعالہم۔“ علاوہ ازیں مسند امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی وغیرہ میں ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں سے لوٹنے لگے تو تین دن کے پاس اس کنویں پر تشریف لے گئے، جس میں چوبیس رؤسائے مشرکین کو ڈالا گیا تھا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا، ہم سے ہمارے پروردگار عالم نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ ہم نے حق پایا، کیا تم سے تمہارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا تم نے بھی اسے حق پایا۔ اس پر حضرت عمر نے عرض کیا، حضور مردوں کو بلارہے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا، تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تمہارے برابر سنتے ہیں۔ دیوبندیوں کی مشہور داستان ہوش ربا ارواح ثلاثہ میں ہے: ایک مرتبہ نانوتہ میں جاڑا بخاری کی بہت کثرت ہوئی، سو جو شخص مولانا یعقوب (ایک دیوبندی مولوی) کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا، اسے ہی آرام ہو جاتا، پس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلوادیں تبھی ختم۔ کئی مرتبہ مٹی ڈال چکا، پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر پر جا کر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہوگئی، یاد رکھو اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈلوائیں گے، ایسے ہی پڑے رہو، لوگ جوتا پہنے تمہارے اوپر چلیں گے، اسی دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا۔ (ص: ۳۲۳)

اس مسئلے کی پوری تفصیل و تحقیق مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے اپنے رسالہ مبارکہ ”حیات الموات فی سماع الاموات“ میں درج کر دیا ہے، اور اس خادم نے نزہۃ القاری شرح بخاری کی جلد چہارم میں اختصار کے ساتھ بہ قدر ضرورت لکھ دیا ہے، اس کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ یہ بالکل جھوٹ اور افتراء ہے۔ حدائق بخشش جلد سوم کے جو اشعار یہ مفتری پیش کرنا ہے وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نہیں بلکہ عرب کی مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں، جن کا ذکر بخاری و مسلم وغیرہ حدیث کی کتابوں میں ہے۔ حدیث میں ان میں سے ایک کے بارے میں وارد ہے: ”ملاً کسائہا“ جس کا ترجمہ شاعرانہ انداز میں کیا گیا ہے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تو ہیں دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے کی ہے ”الخطوب المذیبہ“ میں لکھا ہے کہ ایک صالح کو مکشوف ہوا کہ حضرت عائشہ احقر کے گھر میں آنے والی ہیں، میرا خیال معاً (یعنی اپنی نوپلی کم سن بیوی کی) طرف گیا، کیوں کہ ام المؤمنین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئی تھیں تو بہت کم سن تھیں، وہی معاملہ یہاں ہے۔ اپنے حکیم الامت کے چہرے کا کالک چھپانے کے لیے دیوبندیوں نے وہ افتراء کیا ہے۔ اس افتراء کا منہ توڑ مدلل اور مفصل جواب میں نے اپنی کتاب ”تحقیقات“ میں دیا، اس کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ یہ بھی اس جاہل کی جہالت اور دیوبندیوں کا اپنا باطل مذہب بچانے کے لیے کتمان حق ہے۔ خود بخاری



میں موجود ہے کہ سورہ نور کے نزول سے پہلے ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع عام میں فرمایا تھا:  
 ”واللہ ما علمت فی اہلی الا خیرا۔“  
 خدا کی قسم میں اپنے اہل کے بارے میں خیر ہی جانتا ہوں۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑤ علمائے اہل سنت اور مسلمانان اہل سنت نے اس اکفر اور اس کے حامیوں کے بارے میں بایکٹ کا جو فیصلہ کیا وہ حق ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:  
 ”فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔“ (۱)  
 اور یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔

اور اس سے بڑھ کر ظالم اور کون جو مسلمانان اہل سنت اور علما پر افترا اور بہتان باندھتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو اپنا پیشوا جانتا ہے حدیث میں صحابہ کرام کی شان میں تنقیص کرنے والوں کی شان میں فرمایا:

”فَلَا تَجَالِسُوْهُمْ وَلَا تَشَارِبُوْهُمْ وَلَا تَوَاكَلُوْهُمْ وَلَا تَصَلُّوْا مَعَهُمْ وَلَا تَقُولُوا لَهُمْ سَلَامًا“ (۲)  
 نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو جمعہ کے دن عین خطبہ کی حالت میں مسجد نبوی سے نکلوا دیا۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑥ یہ پیر جب اس فسادِ وہابی کے حامیوں کے ساتھ نیز اس کے ساتھ میل جول رکھتا ہے ان کے یہاں کھانا پیتا ہے، تو یہ پیر نہیں دین دار تاجر ہے۔ جو چند قموں چند ٹکڑوں کے عوض وہابیت کو تقویت پہنچاتا ہے۔ اس پیر سے مرید ہونا جائز نہیں جو لوگ مرید ہو چکے ہیں ان پر واجب ہے کہ بیعت فسخ کر دیں۔ جو لوگ اپنے آپ کو مفتی اعظم کا مرید بتاتے ہیں پھر بھی اس وہابی کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ان سے آپ لوگ کہیں کہ حضرت مفتی اعظم ہند نے بیعت لیتے وقت یہ اقرار کرایا تھا یا نہیں۔ بد مذہب کی صحبت سے دور رہوں گا، جب یہ اس اقرار سے پھر گیا تو مفتی اعظم کا مرید کہاں رہا۔ حضرت مفتی اعظم ہند نے جو شجرہ دیا تھا اس میں خصوصیت کے ساتھ وہابیوں، دیوبندیوں سے دور رہنے کی ہدایت ہے۔ مان جائیں فہماور نہ ان کا بھی بایکٹ جاری رکھیں۔ رہ گیا یہ اکفر تو یہ یاد رکھیں۔ گستاخانِ رسول کے بارے میں آچکا ہے: ”ثم لا یعودون“ وہ اپنے عقیدے سے نہیں پلٹیں گے۔ مولوی اشرف علی تھانوی بارہ سال کان پور میں سنی بنے رہے، اور اندراندر وہابیت پھیلاتے رہے۔ خود

قرآن مجید، سورۃ الانعام، آیت: ۶۸، پ: ۷۔

المستدرک للحاکم، ج: ۳، ص: ۶۳۲

حسین احمد ٹانڈوی نے اپنے مکتوبات میں اپنے متعلقین کو ایسی جگہ تقیہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جہاں سنیوں کا غلبہ ہو اس مکار کی توبہ پر ہرگز اعتماد نہ کریں۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ ایک بار توبہ کر کے وہ دغا دے چکا ہے۔ حدیث میں ہے:

”لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین۔“ (۱) ایک سوراخ سے مومن دوبار ڈنک نہیں کھاتا۔ اب اگر یہ توبہ کرنے پر آمادہ ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ امام صاحب سے معافی مانگے۔ مجمع عام میں وہابیت دیوبندیت سے توبہ کرے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توبہ کے جرم میں رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی کو کافر و مرتد کہے اور اس مضمون کی تحریر بھی لکھ کر دے جسے چھپوا کر آپ لوگ علاقے میں تقسیم کر دیں مگر پھر بھی اس سے ہوشیار رہیں، اس کی کڑی نگرانی کریں، اگر وہ اپنی توبہ پر قائم رہے، فہما۔ ورنہ اس کا اور اس کے حامیوں کا بایکٹ جاری رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**کیا حضور محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں؟ کیا حضور کو اپنی تعظیم پسند ہے۔**

مسئولہ: غلام سرور، مدرسہ دارالعلوم سرکار آسی، سکندر پور، بلیا، یو۔ پی۔ ۱۵۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں:

سلام اور قیام اور فاتحہ کو کس نے ایجاد کیا؟ کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میلاد میں تشریف لاتے ہیں؟ تو اگر تشریف لاتے ہیں تو اپنی تعظیم کو کیوں کر پسند کرتے ہیں؟ کیا ان کو قدرت حاصل نہیں کہ بند کرا سکیں؟

**الجواب**

تاریخ معلوم نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر میلاد شریف میں تشریف لائیں۔ اپنے کرم سے جہاں چاہیں تشریف لا سکتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگر اپنی تعظیم پسند نہ ہوتی تو اپنی تعظیم و تکریم کا حکم نہ دیتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام و اولیاء عظام کو عالم میں**

**تصرف کا اختیار دیا ہے**

مسئولہ: اعجاز اختر قادری، بیگم پور

**مسئلہ** زید کا کہنا ہے کہ کسی بھی نبی یا ولی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ کے ایسے پیارے اور

چہیتے اور مقرب ہیں کہ اللہ نے ان کو ایک درجہ اور دائرہ میں کن فیکونی تصرف کی قدرت دے دی ہے۔ یعنی صرف وہ اپنے ارادہ اور حکم سے تصرف کر سکتے ہیں اور یہ ان کے اختیار میں ہے۔ یہ بعینہ وہی عقیدہ ہے جو مشرکین عرب اپنے معبودوں اور دیوتاؤں کے بارے میں رکھتے تھے، یہ شرک ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ ”الفوز الکبیر“ ص: ۲۰ پر فرماتے ہیں:

”شرک آنست کہ غیر خدا را صفات  
مختصہ خدا اثبات نماید مثل تصرف در عالم  
بارادہ کہ تعبیر از اں بکن فیکونی میشود۔“  
ترجمہ: شرک یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی ہستی کے لیے اللہ کی  
خاص صفات ثابت کی جائے، مثلاً اپنے ارادہ سے عالم  
میں تصرف کرنا جس کو کن فیکونی تصرف کہا جاتا ہے۔

اور قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ ”ارشاد الطالبین“ کے ص: ۲۰ پر فرماتے ہیں کہ:

”اولیا قادر نیستند بر ایجاد معلوم یا اعدام  
موجود پس نسبت کردن ایجاد و اعدام و  
اعطاء رزق یا اولاد و دفع بلا و مرض و غیرہ  
آں بسوے شان کفر است۔“  
ترجمہ: اولیاء اللہ کو یہ قدرت نہیں ہے کہ کسی غیر موجود کو  
وجود بخش دیں یا کسی موجود کو معدوم یا نیست کر دیں، پس  
کسی چیز کو وجود بخشنے یا معدوم کر دینے یا کسی کو رزق دینے  
یا اولاد دینے یا کسی سے کوئی بیماری یا بلا دور کرنے کی کسی  
بزرگ یا ولی کی طرف نسبت کرنا کفر ہے۔

پس زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط۔ بر تقدیر ثانی قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔“

### الجواب

اس موضوع پر علمائے اہل سنت کی متعدد معرکۃ الآراء تصانیف موجود ہیں جس کے جواب سے مخالفین عاجز ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔ آپ اگر واقعی اطمینان حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ کی تصنیف ”الامن والاعلیٰ“ کا مطالعہ فرمائیں، جس میں اس قسم کے سارے شکوک و شبہات کا بالکلہ استیصال ہے۔

ہم اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عز وجل نے اپنے محبوب بندوں، انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔ یہ حضرات اس کی عطا اور اس کے اذن سے عالم میں تصرف فرماتے ہیں، لوگوں کی حاجتیں پوری فرماتے ہیں، بیماروں کو شفا دیتے ہیں حتیٰ کہ مردے جلاتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ اور قاضی پانی پتی صاحبان سے بدرجہا افضل و اعلیٰ، برتر و بالامعتمد و مستند سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”من استغاث بی فی کربۃ کشفتم  
عنہ۔“  
جو کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے گا میں  
اس کی مصیبت دور فرما دوں گا۔

ایک بار بغداد شریف میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مشائخ بغداد کی دعوت تھی۔ سب لوگ تشریف لے گئے، دسترخوان لگا دیا گیا، کھانا چن دیا گیا۔ صاحب خانہ نے سب سے گزارش کر دی کہ آپ حضرات کھانا کھائیں، مگر سرکار غوث اعظم سر جھکائے مراقبہ میں تھے۔ جب غوث اعظم نے کھانا شروع نہیں کیا تو کسی نے پیش قدمی نہیں کی۔ اسی مکان میں ایک طرف ایک ٹوکری رکھی ہوئی تھی۔ سرکار غوث اعظم نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ اس ٹوکری کو اٹھا لاؤ۔ خادم ٹوکری اٹھا لایا۔ اسے کھول کر دیکھا گیا تو اس میں صاحب خانہ کا ایک بچہ تھا جو پیدائشی نابینا، اپانچ و مبروص تھا۔ سرکار غوث اعظم نے فرمایا:

”قم معافاً باذن اللہ۔“ اللہ کے حکم سے صحت یاب ہو کر کھڑے ہو جا۔

فوراً وہ بچہ صحت یاب ہو کر کھڑا ہو گیا، اس کی بینائی واپس آ گئی، جذام اور برص دور ہو گئے۔ مجلس میں ایک شور برپا ہو گیا اور سب مشائخ نے بیک زبان فرمایا:

”ان الشيخ عبد القادر يبرئ الاكمه  
والابرص و يحيى الموتى باذن  
الله۔“ بے شک شیخ عبد القادر مادر زاد اندھے اور مبروص کو  
ٹھیک کرتے ہیں اور مردے جلاتے ہیں اللہ کے اذن  
سے۔

یہ دونوں باتیں علامہ نور الدین شطنوفی قدس سرہ نے ہجرت الاسرار میں سند محدثانہ کے ساتھ ذکر فرمائی ہیں۔ ان دونوں افراد سے بدرجہا افضل و معتمد امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ انھوں نے اپنی تفسیر کبیر سورہ کہف میں کرامات اولیا کے حق ہونے کے ثبوت میں پہلے بخاری شریف کی یہ حدیث صحیح ذکر فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”فاذا احببته فكنت سمعه الذى  
يسمع به و بصره الذى يبصر به  
ويده التى يبطش بها و رجله التى  
يمشى بها۔“ اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے جب میں کسی کو محبوب بنا  
لیتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا  
ہے، اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا  
ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے  
اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد امام رازی فرماتے ہیں:

”كذلك العبد اذا واطب على  
الطاعات بلغ الى المقام الذى يقول  
الله كنت له سمعا و بصرأ فاذا صار  
اور ایسے ہی جب بندہ طاعات پر پابندی کرتا ہے تو  
اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،  
میں اس کے لیے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں پس



جب اللہ کے جلال کا نور اس کا کان بن گیا تو قریب کی بھی آواز سنے گا اور دور کی بھی اور جب یہ نور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے تو قریب کو بھی دیکھتا ہے اور دور کو بھی اور جب یہ نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ سخت و نرم اور قریب و بعید میں تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔

نور جلال اللہ سمعاً له سمع القريب و البعيد و اذا صار ذالك النور بصراً له راي القريب و البعيد و اذا صار ذالك النور يداله قدر على التصرف بالصعب و السهل و البعيد و القريب۔“ (۱)

ان دونوں بزرگوں سے بدرجہا افضل و اعلیٰ امام ابوالبرکات نسفی قدس سرہ ہیں وہ عقائد نسفی میں لکھتے ہیں:

خرق عادت کے طور پر ولی سے کرامت ظاہر ہوتی ہے، جیسے بڑی مسافت تھوڑی سی مدت میں طے کرنا، کھانے پینے کی چیزوں کا حاجت کے وقت حاضر ہونا، پانی پر چلنا اور ہوا میں اڑنا، جمادات اور حیوانات کا کلام کرنا، بلا میں گرفتاران کی طرف متوجہ ہو تو بلا کا دور کر دینا، دشمنوں کی وجہ سے جو پریشانی لاحق ہو اس کی کفایت کرنا اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری چیزیں ہیں۔

”فتظهر الكرامة على طريق نقض العادة باللولى من قطع المسافة البعيدة فى المدة القليلة و ظهور الطعام و الشراب واللباس عند الحاجة والمشى على الماء و الطيران فى الهواء و كلام الجماد والعجماء و اندفاع المتوجه من البلاء وكفاية المهم عن الاعداء و غير ذالك من الاشياء۔“ (۲)

رہ گیا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا وہ قول اور قاضی صاحب پانی پتی کا وہ کہنا۔ خود ان دونوں حضرات کی دوسری کتابوں میں لکھی ہوئی باتوں کے معارض ہے۔ تفصیل کے لیے ”الامن والعلی“ اور ”الکوکبة الشہابیہ“ ملاحظہ کریں۔ اپنے اپنے مدعا کی تائید میں نہ قرآن پیش کیا نہ حدیث، صرف شاہ ولی اللہ صاحب اور قاضی صاحب پانی پتی کے اقوال پر اکتفا کیا، اور ہم سے قرآن و حدیث سے دلیل کا مطالبہ ہے۔ آپ نے اپنے مدعا کے ثبوت میں تیرہویں صدی کے دو عالم کا قول پیش کیا، جو خود ان کے اقوال کے معارض ہے، اس کے جواب میں ایک حدیث اور ان دونوں بزرگوں سے بدرجہا افضل و اعلیٰ، معتمد حضرات کے اقوال پیش کر دیے۔ اگر شاہ ولی اللہ صاحب اور قاضی صاحب پانی پتی کا قول حجت ہے تو پھر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام رازی، امام ابوالبرکات نسفی کے اقوال بدرجہا حجت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کیسا ہے کہ ہماری نجات و ترقی درجات کے لیے رسول پاک کا حکم کافی ہے

مسئولہ: ابوالکلام احمد، کسم گھو، ضلع فرخ آباد (یو. پی.) - ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

- ❶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ زید کا کہنا ہے کہ ہماری نجات و ترقی درجات کے لیے رسول پاک کا حکم کافی ہے، اور جس چیز کو شریعت مطہرہ نے قبول فرمایا ہے، اس کو کوئی بھی رد نہیں کر سکتا، اور ”علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين.“ اور ”ما انا عليه واصحابی“ بھی اسی میں شامل ہیں۔ زید کا یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے؟
- ❷ شریعت مطہرہ نے جہاں پر کوئی واضح حکم نہیں فرمایا ہے، وہاں پر اشیا میں اباحت بہر حال قائم ہیں۔ زید کا یہ قول کیسا ہے؟
- ❸ زید کا کہنا ہے کہ نمبر ۱ سوال کی روشنی میں ہم ایسی طریقت کو نہیں مانتے جو حکم رسول سے ٹکرائے اور شریعت پر ایسی بالادستی قائم رکھے۔ اور شریعت نے جس کو مسلمان تسلیم کیا ہے اس کو طریقت میں کافر کہا جائے۔ مدلل جواب دیا جائے۔ اور اس کو بھی وضاحت سے بیان کیا جائے کہ زید کے اس دعویٰ کے خلاف کسی مجمع علمایا صوفیا میں یا کسی مدرسہ یا کسی خانقاہ میں یا کسی جلسہ یا مسجد میں تردید بیان کرنے والے، اور سن کر چپ رہنے والے علماء و صوفیاء کے بارے میں کیا حکم ہے؟

### الجواب

سوال نمبر ۱ اور ۲ میں جو مذکور ہے وہ حق ہے اور اس کی روشنی میں ان کلمہ گو فرقوں کی علانیہ تردید فرض ہے جو طریق اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں۔ حدیث میں ہے:

”اذا ظهرت الفتن او البدع ولم يظهر العالم علمه فعليه لعنة الله والناس اجمعين.“

جب فتنے یا بدعتیں ظاہر ہوں اور عالم اپنے علم کو ظاہر نہ کرے اس پر اللہ اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

حضور ہی نے ارشاد فرمایا:

”ستفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقة عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سب کے سب جہنمی ہیں مگر ایک۔“

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے قتال فرمایا۔ اس کے علاوہ اس سلسلے میں کثیر احادیث اور صحابہ کرام کے ارشادات ہیں۔ جن سے ثابت ہے کہ ہر بد مذہب گمراہ کی تردید فرض ہے۔ اب

اگر کوئی بد مذہبوں اور گمراہوں کی تردید کرتا ہے تو فرض ادا کر رہا ہے۔ اس پر وہ ثواب کا مستحق ہے، یہ جہاد باللسان ہے۔ اس کا رد گناہ ہے اور اسے ناپسند کرنا گمراہی، بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہے۔ مثلاً وہابیوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی اب اگر کوئی وہابیوں کے اس جرم کی وجہ سے وہابیوں کی تردید کر رہا ہے، اور ان کے کفری مضامین کو رد کر رہا ہے، اسے جو شخص ناپسند کرے گا، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کو پسند کر رہا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کو پسند کرنا کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنے عقد کیے؟

مسئلہ: ڈاکٹر جعفر علی علوی شاہ میڈیکل ہال، ڈھوڈھیر، ضلع مرینہ پرگند، شیوپور، کلاں (ایم. پی.)۔ ۲-۱۳۹۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کتنے عقد کیے تھے، جن جن ازواج مطہرات سے آپ نے عقد کیے اس وقت آپ کی اور آپ کی بیوی صاحبہ کی عمر کتنے سال کی تھی، مع نام کے تحریر فرمائیں۔

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گیارہ ازواج مطہرات سے عقد کیے۔ حضرت خدیجہ، حضرت سودہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت میمونہ، حضرت ام سلمہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت صفیہ، حضرت جویریہ، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت زینب بنت جحش۔ کس سن میں کس سے عقد کیا اور بوقت عقد ان کی عمریں کیا تھیں، اس کو آپ سیرت رسول عربی، توارخ حبیب الہ، سیرت النبی میں دیکھ لیں۔ مجھے اس وقت سب زبانی یاد نہیں اور کتابوں سے دیکھ کر لکھنے میں کئی گھنٹے صرف ہوں گے، اور ان دنوں مسائل بہت جمع ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کے وصال کے بعد انگوٹھی مبارک کس کے پاس گئی، اور اب کہاں ہے؟

مسئلہ: امیر الدین، دھرم پور، ساٹھی، چمپارن، (بہار)۔ ۲۳-۱۳۹۹ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل سوالوں میں  
بعد وفات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی انگوٹھی کس کے پاس گئی اور اب کہاں ہے؟  
بعد شہید ہو جانے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی انگوٹھی کنویں میں گر گئی، اس کنواں کا نام کیا تھا؟  
کس غزوہ کے وقت تاج دار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جانوروں کے گوشت کو حرام کیا تھا؟ جس میں

کا ایک گدھا ہے، دوسرا کون جانور تھا، نیز وہ کون غزوہ تھا؟

### الجواب

- ① وصال کے بعد خاتم مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی ہی میں یہ انگوٹھی جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تھی، اریس نامی کنویں میں گر گئی تھی۔ بہت تلاش کے بعد نہ ملی، مولیٰ عز وجل ہی خوب جانتا ہے کہ اب کہاں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

③ جنگ خیبر کے موقع پر دیسی گدھے اور خچر کھانے سے منع فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سید ہیں یا نہیں؟

مسئلہ: خلیفہ یا شاکا قادری مدارشاہی، کرناٹک

① مسئلہ آپ کی خدمات عالیہ میں حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی صاحب کا فتویٰ پیش ہے۔ حضرت نے اس سوال پر جواب لکھے ہیں۔ جس کو یہاں کے سنی عوام اکثریت پر ہیں۔ مگر اس بات پر یہ فتویٰ تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ لہذا آپ اس پر دستخط فرما کر روانہ کریں یا آپ خود اس کا جواب وضاحت فرما کر اس فتنہ کو دور کریں۔

- ① حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید ہیں یا نہیں؟ کیا اس میں کوئی تاویل بھی ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ کیا لغت اور بشری اور نسب کے اعتبار سے اس کا جواب الگ الگ ہوگا؟
- ② کیا کسی مولانا کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نسب سید اور قریشی کہنے سے گستاخی ہوگی؟ کیا اس کے لیے توبہ واستغفار کرنا چاہیے، یا کافر و مرتد ہو جائے گا؟
- ③ کسی گستاخ رسول کی توبہ قبول ہے کہ نہیں؟ تاریخ اسلام میں کیا کوئی گستاخ بھی توبہ نہیں کیا؟

### الجواب

① حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً حتماً جزاً سید ہیں نہ صرف سید بلکہ سید الاولین، والاخرین ہیں۔ سید الانبیاء والمرسلین ہیں جو بد نصیب یہ کہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سید نہیں وہ یقیناً گمراہ بد دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② لیکن آج کے عرف میں سید ایک قوم اور برادری کا نام ہے۔ جیسے شیخ، پٹھان، مغل، مرزا وغیرہ۔ سیدنا سبطین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد امجاد کو سید کہا جاتا ہے، اگر کسی نے اس معنی کو مراد لے کر یہ کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید نہیں تو نہ وہ کافر ہو نہ گمراہ اس لیے کہ آج کا عرف سامنے رکھ کر کسی کو سید کہنے کا



مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کسی ایک کی اولاد ہیں، اور یہ سب کو معلوم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرات سبطین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد نہیں۔ البتہ اس چیز کو بھی کہنے سے احتراز ضروری ہے کہ عوام کا لانا عام اپنی بے علمی کی وجہ سے الجھن میں پڑیں گے۔ حدیث میں ہے: ”ایاکم وما يعتذر منه.“ ایسی بات کہنے سے بچو جس سے معذرت کرنی پڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں

مسئولہ: عبدالسلام، موضع بڑو کھر، ضلع اعظم گڑھ۔ ۱۵/۱۲/۱۴۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مقام پر بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں لیکن زید اس عقیدے کو ماننے سے انکار کرتا ہے، اور ان لوگوں سے اس بارے میں قرآن و حدیث سے دلیل طلب کرتا ہے۔ وہ لوگ دلیل دینے سے قاصر ہیں۔ لہذا حضور والا سے گزارش ہے کہ اگر یہ عقیدہ صحیح ہے اور قرآن و سنت نبوی سے ثابت ہے تو اس کے دلائل سے مطلع فرمائیں۔

### الجواب

اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا.“ (۱)  
اے غیب کی خبر دینے والے نبی ہم نے تمہیں حاضر و ناظر بنا کر بھیجا۔

شاہد کے معنی حاضر کے ہیں۔ حدیث میں ہے:

”فليبلغ الشاهد الغائب.“ (۲)  
حاضر غائب تک پہنچا دے۔

نماز جنازہ کی دعائیں ہے:

”اللهم اغفر لحينا و ميتنا و شاهدنا و غائبنا“  
اے اللہ ہمارے زندے کو بخش دے، ہماری میت کو بخش دے، ہمارے حاضر کو بخش دے، ہمارے غائب کو بخش دے۔

ان دونوں حدیثوں میں غائب کے تقابل کی وجہ سے شاہد بہ معنی حاضر متعین ہے، اس لیے اس آیت کریمہ کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ ہم نے آپ کو حاضر بنا کر بھیجا، اور اس شاہد کے لیے جو آنکھ والا ہو، ناظر ہونا لازم تو آیت کریمہ کا مکمل ترجمہ یہ ہوا ”ہم نے آپ کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ الاحزاب، پ: ۲۲، آیت ۴۵

﴿۲﴾ بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۲۱، باب يبلغ العلم الشاهد الغائب، کتاب العلم، رضا اکیڈمی

”النبي اولیٰ بالمومنین من انفسهم۔“ (۱) نبی مومنین سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔  
بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ یہاں اولیٰ بہ معنی اقرب ہے تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانوں سے زیادہ ہم سے قریب ہیں تو جہاں مسلمان موجود وہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر۔ ایک حدیث ہے کہ جب تم گھروں میں داخل ہو اور کوئی نہ ہو تو رسول اللہ کو سلام کرو اور اس کی شرح میں حضرت ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں:

”لأن روح النبي صلى الله عليه وسلم حاضرة في بيوت اهل الاسلام۔“ (۲) یہ حکم اس لیے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے۔  
حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلوک اقرب السبل میں لکھتے ہیں:

”با چندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در میان علمائے امت است دریں مسئلہ را اختلاف نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بلا شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی اند و براحوال امت حاضر و ناظر اند۔“ (۳)  
علمائے امت کے درمیان کثیر اختلافات اور مذاہب کے باوجود اس مسئلے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی زندگی کے ساتھ معنی مجازی کا شائبہ اور تاویل کا کوئی شائبہ نہیں دائم اور باقی ہیں۔ اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا درود و سلام کے لیے طہارت شرط ہے؟

اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: عبد الجلیل، محلہ سالار گنج، بہرائچ (یو. پی.) - ۲۶ ربیع الآخر ۱۴۰۷ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ صلاۃ و سلام پڑھنے کے لیے با وضو ہونا شرط ہے یا نہیں، مسجد کا ہونا شرط ہے یا نہیں، لاؤڈ اسپیکر کا ہونا شرط ہے یا نہیں؟ چند آدمی آواز بنا کر ایک ساتھ پڑھنا افضل ہے یا فرداً فرداً۔ کیا کھڑے، بیٹھے، لیٹے کیا ہر حالت میں صلوٰۃ و سلام پڑھ سکتا ہے، یا کھڑا ہونا ضروری

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ الاحزاب، پ: ۲۱، آیت ۶۔

﴿۲﴾ شرح شفاء، ج: ۳، ص: ۴۶۴، سلفیہ، مدینہ منورہ۔

﴿۳﴾ سلوک اقرب السبل بالتوجه إلى سيد الرسل على هامش اخبار الاخيار، ص: ۵۵۔

ہے۔ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتا ہے تو اس کا عقیدہ کیسا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کیا حضور بھی حاضر و ناظر ہیں۔ اگر دونوں اس صفت میں متحد ہوں تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کیا فرق ہے؟

### الجواب

دروود و سلام پڑھنے کے لیے با وضو رہنا ضروری نہیں، مگر بہتر یہی ہے کہ با وضو ہے۔ اسی طرح مسجد کا ہونا ضروری نہیں، مگر مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ اس لیے کہ اس میں زیادہ تعظیم ہے۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ وہ بابتی کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے کو حرام و شرک کہتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے زیادہ تر کھڑے ہو کر ہی درود شریف پڑھا جائے، تاکہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ یہ شرک و بدعت و حرام نہیں۔ لاؤڈ سپیکر پر درود و سلام پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، مگر لاؤڈ سپیکر پر پڑھنے میں چون کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا اعلان دور دور تک ہوتا ہے۔ اس لیے لاؤڈ سپیکر پر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ مجمع کے ساتھ درود و سلام پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ بہ نیت حسن مستحسن ہے۔ مثلاً غافلوں کو تنبیہ اور اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے غیظ دلانا مقصود ہو۔ بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے:

”إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا.“ (۱) اے نبی ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا۔

شاہد کے اصل معنی حاضر کے ہیں۔ نماز جنازہ کی دعا میں جو حدیث سے ثابت ہے:

”اللهم اغفر لحينا و ميتنا و شاهدا و اے اللہ ہمارے زندے و مردے اور حاضر و غائبنا“

دوسری حدیث میں ہے:

”فليبلغ الشاهد الغائب.“ (۲) حاضر، غائب کو میرا پیغام پہنچا دے۔

اور ہر حاضر کے لیے ناظر ہونا ضروری ہے۔ اس لیے ”إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا.“ کے معنی ہوئے اے محبوب ہم نے تم کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا۔ حضرت ملا علی قاری شرح شفا میں لکھتے ہیں:

”روحه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک حاضرة في بيوت اهل الاسلام.“ (۳) تمام مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ”سلوک اقرب السبل“ میں فرماتے ہیں:

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ الاحزاب، پ: ۲۲، آیت ۵۵

﴿۲﴾ بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۲۱، کتاب العلم، باب لیبغ العلم الشاهد الغائب، رضا اکیڈمی

﴿۳﴾ شرح شفاء، ج: ۳، ص: ۴۶۴، سلفیہ، مدینہ منورہ

”وہ احوال امت حاضر و ناظر اند۔“ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں۔ اللہ عز و جل اگرچہ شہید و بصیر ہے مگر اس کی ذات پر حاضر و ناظر کا اطلاق جائز نہیں بلکہ بہت سے فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ جو اللہ عز و جل کو حاضر و ناظر کہے کافر ہے، اور اگر بالفرض اللہ عز و جل پر اس کا اطلاق صحیح بھی ہو تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر کہنے کی وجہ سے شرک لازم نہیں آئے گا۔ جیسے اللہ عز و جل حفیظ، علیم، سمیع، بصیر ہے۔ مگر اس کا اطلاق غیر خدا پر خود قرآن مجید میں وارد ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ارشاد فرمایا:

”إِنِّي حَفِیْظٌ عَلَیْہِمْ۔“ (۱)

بیشک میں حفیظ (حفاظت والا) علیم (علم والا) ہوں۔

ہر انسان کے لیے اللہ عز و جل نے فرمایا:

”فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔“ (۲)

تو ہم نے اسے سنتادیکھتا کر دیا۔

وجہ فرق یہ ہے کہ اللہ عز و جل کی ہر صفت ذاتی، قدیم، واجب، غیر متناہی ہے، اور انبیاء کرام و اولیاء عظام و دیگر مخلوقات کی ہر صفت عطائی، ممکن، حادث، متناہی ہے۔ اس لیے اگر بالفرض اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہو تو بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے سے شرک لازم نہیں آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا نبی امتی کے حال سے باخبر رہتے ہیں؟

اٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا جائز ہے۔

مسئلہ: محبت علی، کپڑے والے، کمال گنج، فرخ آباد (یو. پی.)

① کیا ہر نبی اپنی امت کے ہر امتی کے ہر حال سے ہمہ وقت باخبر رہتے ہیں؟

② اٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا اور حاضر و ناظر جاننا کیسا ہے؟

الجواب

① یہ ممکن ہے کہ ہر نبی ہر وقت اپنے ہر امتی کے جملہ احوال کی خبر رکھتا ہو مگر اس سلسلے میں مجھے کوئی دلیل نہیں ملی، البتہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ثبوت ہے۔ ارشاد فرمایا، مولیٰ عز و جل نے زمین میرے پیش نظر فرمادی میں زمین کو اور زمین میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں، جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو (طبرانی)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

① قرآن مجید، سورۃ یوسف، آیت ۵۵، پ: ۱۳

② قرآن مجید، سورۃ الانسان، آیت ۷۶، پ: ۲۹



② اٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا بلاشبہ جائز و مستحسن و باعث برکت ہے، اور بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ قرآن کریم میں حضور کو شاہد کہا گیا۔ اور شاہد کے اصل معنی حاضر ہی کے ہیں۔ گواہ کو شاہد اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ موقع پر حاضر رہتا ہے۔ نماز جنازہ کی دعا ہے۔

”اللهم اغفر لحينا و ميتنا و شاهدنا و اے اللہ ہمارے زندے و مردے اور حاضر و غائبنا“

حضرت ملا علی قاری نے شرح شفا میں لکھا:

”روحه صلى الله تعالى عليه وسلم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک تمام حاضرۃ فی بیوت اهل الاسلام۔“ (۱)

مسئولہ: حاجی سیف الاسلام صاحب، لال چوک، پرانی بستی، مبارک پورا عظیم گڑھ (یو. پی.)

## انبیاء کرام زندہ ہیں۔ غیر مقلدوں سے چند سوالات

③ آنحضور حاضر و ناظر نہیں ہیں اور اگر حاضر و ناظر ہیں اور ان کی وفات نہیں ہوئی ہے تو آپ یہ بتائیے کہ آنحضور کی قبر مدینہ میں کیسے ہے، اور کیوں ہے، اور پھر قرآن شریف میں ایک جگہ اللہ کا ارشاد ہے کہ: ”إِنَّكَ مَيِّتٌ وَ إِنَّهُمْ مَيِّتُونَ.“ اور حدیث شریف میں موجود ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا یا جب وفات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ کے عالم میں مسجد حرام کے صحن میں ایک جانب سے دوسری جانب تلوارنگی لے کر آ جا رہے تھے، اور وہ یہ سننے کو تیار نہیں تھے کہ حضور کا انتقال ہو چکا ہے، اور وہ کہہ رہے تھے کہ اگر کسی نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے تو میں اس کی گردن مار دوں گا، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک خطبہ دیا اور اس خطبے میں ارشاد فرمایا کہ: ”من كان يعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن كان يعبد الله فان الله حي لا يموت.“

تو مذکورہ بالا آیت اور مذکورہ واقعہ کے متعلق علمائے دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں۔ وضاحت فرمائیں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ہمارے دلوں کے شکوک و شبہات کا ازالہ فرمائیں۔ فقط

## الجواب

علمائے اہل سنت کا خواہ سلف ہوں یا خلف اس پر اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مزار پاک میں حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں

فرماتے ہیں:

علامہ سبکی نے اپنے طبقات میں ابن فورک سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار میں حقیقی حیات کے ساتھ نہ کہ مجازی حیات کے ساتھ زندہ ہیں، اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

”نقل السبکی فی طبقاتہ عن ابن فورک انه علیہ السلام حی فی قبرہ علی الحقیقۃ لا المجاز یصلی فیہ باذان واقامة.“<sup>(۱)</sup>

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ”سلوک اقرب السبل“ میں فرماتے ہیں:

اس کے باوجود کہ علمائے امت میں بہت سے اختلافات ہیں کسی ایک شخص کا اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقی زندگی کے ساتھ جس میں مجاز کا کوئی شائبہ نہیں اور تاویل کا توہم نہیں دائم و باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر اور حقیقت کے طالبین اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچانے والے اور تربیت فرمانے والے ہیں۔

”باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی اند و بر اعمال امت حاضر و ناظر اند و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی اند۔“<sup>(۱)</sup>

اور جب یہ مسئلہ اتفاقی ہے تو اس میں کوئی شبہ کی گنجائش نہیں۔ حدیث میں ہے:

”لا تجتمع امتی علی الضلالة.“<sup>(۳)</sup> میری امت گمراہی پر اکٹھا نہیں ہو سکتی۔

دین دار، انصاف پسند مسلمانوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ لیکن وہابی غیر مقلدین کو ان کے گھر تک پہنچانے کے لیے چند حدیثیں بھی لکھوا دیتا ہوں۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے سب سے افضل دنوں میں جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اسی دن ان کا وصال ہوا، اسی دن صور پھونکا جائے گا،

”من افضل ایامکم یوم الجمعة فیہ خلق ادم وفیہ النفخة وفیہ الصعقة فاکثروا علی من الصلاة فیہ فان صلاتکم

مواہب اللدنیہ، جلد سادس، ص ۱۵۹۴

بر حاشیہ اخبار الاخیار ص ۵۵۰

مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مجلس برکات۔

اسی دن لوگ بے ہوش ہوں گے، اس لیے ان دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھو تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا، حالاں کہ آپ کا جسم مبارک معدوم ہوگا۔ فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ انبیاء کرام کے جسم کو کھائے۔

معروضة علی فقال رجل یا رسول اللہ وکیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمیت یعنی بلیت فقال ان اللہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ رواہ ابو داؤد والنسائی و ابن ماجہ والدارمی والبیہقی فی الدعوات الکبیر۔<sup>(۱)</sup>

یہ حدیث صحیح اس کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جملہ انبیاء کرام زندہ ہیں کیوں کہ اگر زندہ نہ مانا جائے اور وہابی غیر مقلدین کی طرح یہ مان لیا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر چکے ہیں البتہ صرف ان کا جسم باقی ہے تو پھر درود شریف پیش کرنا ایک لغو کام ہوگا اس لیے کہ جب حضور کو مردہ مانا تو پیش کرنے کے باوجود کوئی خبر نہ ہوگی۔ پھر پیش کرنے سے کیا فائدہ، اس لیے ماننا پڑے گا کہ اس حدیث کا صریح مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جملہ انبیاء کرام زندہ ہیں۔ اسی لیے شارحین نے اس حدیث کے تحت فرمایا۔ حضرت ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

”فان الانبیاء فی قبورهم احياء۔“<sup>(۲)</sup> انبیاء کرام اپنے مزارات میں زندہ ہیں۔

نیز اسی میں علامہ سید جمال الدین سے نقل فرمایا:

”ان الانبیاء احياء فی قبورهم فیمكن لهم سماع صلاتهم من صلی علیهم۔“<sup>(۳)</sup> انبیاء کرام اپنے مزارات میں زندہ ہیں، اس لیے درود پڑھنے والوں کے درود شریف کا سننا انہیں ممکن ہے۔

پھر چند سطر بعد ہے:

ان سب مسائل کو خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے اپنی کتاب ”شرح الصدور فی احوال القبور“ میں ذکر کیا ہے۔ اسے صحیح احادیث اور صریح آثار سے ثابت کیا ہے۔ سند

”هذه المسائل كلها ذكرها السيوطی فی كتابه الشرح الصدور فی احوال القبور بالاخبار الصحيحة والآثار الصريحة قال ابن حجر كما افاده من

سنن ابن ماجہ، ج: ۱، ص: ۷۶، کتاب الصلوٰۃ باب فی فضل الجمعة۔ مشکوٰۃ، ص: ۱۲۰۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج: ۲، ص: ۲۰۹۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج: ۲، ص: ۲۰۹۔

الحفاظ علامہ ابن حجر نے فرمایا یہ افادہ کہ انبیاء کرام کے لیے ایسی حیات ثابت ہے کہ وہ عبادت بھی کرتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں اپنی قبروں میں اس میں کوئی شک نہیں۔

ثبوت حیات الانبياء حياة بها يتعبدون ويصلون في قبورهم امر لا مريية فيه فقد صنف البيهقي جزءاً في ذلك۔“ (۱)

ملا علی قاری نے اس حدیث کے بارے میں مزید فرمایا۔ اسے نسائی اور دارمی اور ابن خزمیہ نے اپنی صحیح اور بیہقی نے دعوات کبیر میں بھی روایت کیا۔ امام نووی نے فرمایا اس کی سند صحیح ہے۔ ابن دجیہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اسے عادلوں نے عادلوں سے نقل کیا۔ ابن ماجہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

جمعہ کے دن مجھ پر درود بہ کثرت پڑھا کرو اس لیے کہ وہ یوم مشہود ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں تم میں سے جو کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ تم اس سے فارغ ہو جاؤ میں نے عرض کیا وصال کے بعد؟ فرمایا اور وصال کے بعد بھی بیشک اللہ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے تو اللہ کا نبی زندہ ہے اسے روزی دی جاتی ہے۔

”اکثروا الصلاة على يوم الجمعة فانه مشهود وتشهده الملائكة وان احدا لن يصل على الا عرضت على صلاته حتى يفرغ منها قال قلت فبعد الموت قال وبعد الموت ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فبني الله حي يرزق۔“ (۲)

علماء اہل سنت کو جانے دیجیے دیوبندی جماعت کے صف اول کے مقتدا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی بذل المجہود میں لکھتے ہیں:

”فان الانبياء في قبورهم احياء۔“ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

سائل نے حضرت صدیق اکبر کا جو قول نقل کیا ہے: ”وان محمدا قدمات۔“

غیر مقلدین کے طور پر اس کا جواب سیدھا سادہ یہ ہے کہ یہ ایک صحابی کا قول ہے: ”وان الله حرم على الارض۔“ (الحديث) اور ”فنبی اللہ حی یرزق۔“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح ارشاد ہے اور غیر مقلدین کے اصول کے طور پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کو بہر حال صحابی کے ارشاد پر ترجیح ہے۔ اس لیے رائج وہی ہوگا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی طرح آیہ کریمہ: ”وانک میت

۱۔ ۱۶۹ مرقاة شرح مشکوٰۃ، ج: ۲، ص: ۲۱۰

۲۔ ۱۶۹ سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز باب ذکر وفاته ودفنه صلی اللہ علیہ وسلم ص: ۱۱۸



وانہم میتون۔“ سے بھی کوئی غیر مقلد معارضہ نہیں کر سکتا ہے۔ کیوں کہ ان کے اصول میں داخل ہے کہ اگر کوئی آیت کسی حدیث کے منافی ہے تو ان کے یہاں ترجیح حدیث کو ہوتی ہے۔ اور ہم اہل سنت کے طور پر اس کا جواب یہ ہے کہ وعدہ الہیہ کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی موت طاری ہوئی، مگر پھر حیات حقیقی عطا فرمادی گئی، اور کفن دفن سب ظاہر کے اعتبار سے ہوا، اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا وہ بھی ظاہر کے اعتبار سے فرمایا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں پہلے: ”بعد الموت“ ہے اور پھر فرمایا: ”فنبی اللہ حی“ یہاں بھی وہی بات ہے کہ بعد الموت جو فرمایا وہ ظاہر کے اعتبار سے ہے اور ”حی“ یوزق“ جو فرمایا یہ حقیقت کے اعتبار سے فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ:- سوال مذکور بالا کسی غیر مقلد مولوی کا لکھا ہوا ہے اس لیے اس سوال کے مرتب کرنے والے غیر مقلد سے ہم دو سوال کرتے ہیں۔ اول حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے یا مسلمان؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یہ کہنا کہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے یا نہیں؟ اور ایسا لکھنے والا کافر ہے یا مسلمان؟ اور ایسے لکھنے والوں کو جو شخص ولی شہید مانے وہ مسلمان ہے یا کافر؟

## حضور کے حاضر و ناظر ہونے پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ امام حسین کی شہادت کے وقت حضور کر بلا میں موجود تھے۔

مسئولہ: محمد بدرالدین احمد، محلہ عمر گنج، پلتھر اروڈ، ضلع بلیا۔ ۱۹/ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ذیل میں کہ  
زید نے میلاد پاک میں لوگوں سے خطاب فرماتے ہوئے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اور حضور قبر میں تشریف لاتے ہیں اور فرشتے منکر نکیر مردے سے سوال کرتے ہیں۔ تیسرا سوال:  
”ما كنت تقول في هذا الرجل“ اس مرد کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔  
مردہ اگر مومن ہے تو جواب دیتا ہے: ”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔“ المختصر اپنی خطابت کو ختم کرتا ہے۔

بعد بکر کو خطابت کے لیے بلایا گیا جو مسجد کے امام ہیں، بکر نے دوران خطابت کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حاضر و ناظر کہنا یا سمجھنا زیبا نہیں دیتا، بلکہ حضور پر یہ بہتان عظیم ہے۔ حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کے لیے آیا ہے۔ اس لیے کہ رسول اگر حاضر و ناظر ہوتے تو کر بلا میں امام حسین کو شہید ہوتے وقت کیوں نہیں بچا لیے، حضور

کے حاضر و ناظر ہوتے ہوئے کیوں حضور کے نوا سے پراتنے ظلم و تشدد ڈھائے گئے، آپ دیکھتے رہے کیوں نہیں بچا لیے، اور حضور قبر میں تشریف نہیں لاتے ہیں۔ ان کو اتنی فرصت کہاں ہے کہ قبر میں تشریف لائیں فرشتے انھیں ساری خبریں پہنچاتے ہیں یہ تمام باتیں کہتے ہوئے بکر نے تقریر کا اختتام کیا تو کیا بکر کے اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ یا شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

### الجواب

بکر وہابی معلوم ہوتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ”سلوک اقرب السبل“ میں لکھا ہے، اللہ عز و جل کو حاضر و ناظر کہنا جائز نہیں، شہید و بصیر کہنا چاہیے۔ مشکوٰۃ میں یہ حدیث ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کربلا میں موجود تھے اور شہدائے خون کو شیشی میں جمع فرما رہے تھے، پھر بکر وہابی سے پوچھیے کہ حضرت امام حسین اللہ عز و جل کے نبی کے نوا سے تھے، اللہ نے ان کو کیوں نہیں بچایا؟ پھر حضرت یحییٰ و زکریا علیہما السلام اللہ عز و جل کے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے، یہودیوں نے انھیں شہید کر دیا، اللہ تعالیٰ نے انھیں کیوں نہیں بچایا؟ واللہ تعالیٰ اعلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک مومنوں کے گھر میں حاضر ہے

مسئلہ: محمد ادریس، محلہ حیدر آباد، مبارک پور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں:

زید نے کہا کہ جو کچھ کہوں گا میں اللہ اور رسول کو حاضر و ناظر جان کر کہوں گا تو کیا زید اسلام سے خارج ہو گیا؟

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا بلاشبہ درست ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ”سلوک اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل“ میں فرماتے ہیں:

”باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در  
علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ  
ایک شخص کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے  
کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقی حیات

وسلم تحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل کے ساتھ مجاز یا تاویل کے کسی شائبہ و توہم کے دائم و باقی اندر اعمال امت حاضر و ناظر۔<sup>(۱)</sup> بغیر دائمی اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر۔

ایک حدیث ہے جب گھر میں جاؤ اور کوئی نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہو، اس کی شرح میں ”شرح شفا“ میں حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

”لأن روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضرة فی بیوت جمیع اهل الاسلام۔“<sup>(۲)</sup> اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح تمام مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے۔

قرآن مجید میں ہے: ”النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ“<sup>(۳)</sup> اُولٰی کا ترجمہ قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں اقرب کیا ہے، یعنی سب سے زیادہ نزدیک۔ اب آیت کا ترجمہ یہ ہوا ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ مومنوں سے نزدیک ہیں۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کیا دیگر انبیا بھی حاضر و ناظر ہیں؟

مسئلہ: چنے ٹیلر ماسٹر، محلہ وزیر باغ، آنکھ اسپتال روڈ، نزد پھل منڈی، بہرائچ

زید ایک سنی المذہب آدمی ہے اور عبدالرحیم ایک وہابی المذہب آدمی ہے۔ زید نے کہا حضور علیہ السلام خدا کی عطا کردہ طاقت سے حاضر و ناظر ہیں اور اولیاء کرام بھی۔ اس پر عبدالرحیم نے کہا، کیا حضور کے علاوہ جتنے انبیا کرام آئے سب کے سب ایک ساتھ حاضر و ناظر ہیں اور صحابی اور صحابیہ جتنی بھی تعداد میں ہوئے انبیا اور اولیا میں سے کوئی بھی ایک یا ایک سے زیادہ شخص ایسے نہیں جو حاضر و ناظر نہ ہوں۔ اس پر زید نے کہا، ہاں ایسا ہی ہے، یہ میرا عقیدہ ہے۔ براے مہربانی بتائیے کہ زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط۔ دوسری بات یہ کہ سارے انبیا و اولیا حاضر و ناظر ہیں، ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس کی حاضر و ناظر صفت نہ ہو۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

﴿۱﴾ سلوک اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل علی ہامش اخبار الاخیار، ص: ۵۵

﴿۲﴾ شرح شفا، ج: ۲، ص: ۶۴، مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ، قدیم نسخہ، ص: ۱۱۷

﴿۳﴾ قرآن مجید، پ: ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت: ۶

### الجواب

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ عطاے الہی حاضر و ناظر ہیں۔ دیگر انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے لیے یہ عقیدہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔**

**بلاشبہ حضور کو غیب حاصل ہے۔**

مسئلہ: محمد کرامت علی، بالون گرام، تھانہ کلیا چک، ضلع مالہ، بنگال

جناب مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدمت عالیہ میں گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

- ① حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے یا نہیں؟
- ② حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں یا نہیں؟
- ③ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور سے ہیں یا نہیں؟

### الجواب

① بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے، قرآن مجید میں ہے:

”وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ“ (۱)

② صحیح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں، ارشاد ہے:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا“ (۲)

اور شاہد کے اصل معنی حاضر کے ہیں۔ نماز جنازہ کی دعائیں ہے: نو شاہدنا و غائبنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

③ حدیث میں ہے:

”يا جابر ان الله قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره“ (۳)

ان مسائل پر علمائے اہل سنت کی بہ کثرت تصانیف موجود ہیں، ان کا مطالعہ کریں، مثلاً خالص الاعتقاد، انباء المصطفیٰ، الكلمة العليا، صلوة الصفا، الشاهد، جاء الحق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

① قرآن مجید، پ: ۳۰، سورة التکویر، آیت: ۲۴

② قرآن مجید، پ: ۲۲، سورة الاحزاب، آیت: ۴۵

③ صلات الصفا فی نور المصطفیٰ، ص: ۳



## حضور کو عالم الغیب کہنا منع ہے۔

مسئولہ: ماسٹر سید مختار حسن قادری، رسول پور، ضلع کلک، اڑیسہ

مسئلہ: زید کھلے عام کہتا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا درست نہیں ہے؟

### الجواب

بعض الفاظ کی خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، ان کا اطلاق اللہ عز وجل کے علاوہ کسی پر نہیں ہوتا، جیسے ”رحمن“ کہ اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں مگر حضور کو رحمن کہنا منع ہے۔ اسی طرح اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں مگر عالم الغیب کہنا منع ہے۔ مگر وہابی اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے۔ یہ ان کی گم راہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا انبیاء کرام جب چاہیں غیب جان لیتے ہیں،  
یا جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے انھیں باخبر کرتا ہے؟

مسئولہ: محمد اعجاز احمد، مقام وپوسٹ بیکم پور، ضلع سستی پور، بہار۔ ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ

مسئلہ ۱: زید کہتا ہے کہ وحی یا کشف والہام سے اس کا علم (علم غیب) حاصل کرنا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا کہ جب چاہیں اپنے ارادہ اور اختیار سے اللہ تعالیٰ کی وحی یا الہام اتار لیں، بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے ارادہ اور فیصلہ سے وحی یا الہام فرماتا ہے۔ زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟ بر تقدیر ثانی کتاب وسنت کی روشنی میں جواب تحریر کریں۔

مسئلہ ۲: زید کہتا ہے کہ معجزہ یا کرامت نبی یا ولی کا فعل نہیں ہوتا، جن کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے اور نبی و ولی اس کے صرف مظہر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”سبحان الذی اسریٰ بعبدہ۔“ یعنی وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو راتوں رات یہ معجزانہ سفر کرایا۔ زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟ بر تقدیر ثانی اس کا صحیح جواب کتاب وسنت کی روشنی میں تحریر کریں۔ ان سارے سوالوں کا جواب کتاب وسنت کی روشنی میں تحریر فرما کر عند اللہ مشکور ہوں۔

## الجواب

دونوں سوالوں کا حاصل ایک ہی ہے، علم غیب بھی نبی کا معجزہ ہے اور معجزہ نبی کی قوت میں ہوتا ہے اور دیگر معجزات کی طرح علم غیب بھی، منکرین کے سب سے بڑے پیشوانا نو تووی صاحب نے تحذیر الناس میں لکھا، سو بعینہ یہ مضمون: ”علمت علم الاولین و الآخیرین ہے۔ اور یہی وجہ ہوئی کہ معجزہ خاص جو ہر نبی کو مشل پر دانہ تقرری بہ طور سند نبوت ملتا ہے اور بہ نظر ضرورت ہر وقت قبضے میں رہتا ہے۔ (۱) حجۃ الاسلام امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا۔ نبوت وہ وصف ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے۔ جس کی وجہ سے غیر سے ممتاز ہوتا ہے۔ نبی چند قسم کے خواص کے ساتھ مختص ہوتے ہیں: ”الی ان قال“ ثانی۔ نبی میں ایک صفت (قوت) ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ معجزات دکھاتا ہے، جیسے ہمیں یہ قوت ہے کہ ہم اپنے ارادے سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں یہی قدرت ہے۔ ”الی ان قال“ ثالث۔ اسے ایک ایسی قوت ہوتی ہے۔ جس سے یہ جان لیا کرتا ہے کہ غیب میں کیا ہوگا، اصل عبارت یہ ہے: ”قال الغزالی النبوة عبارة عما يختص به النبي ويفارق به غيره وهو يختص بانواع من الخواص. (الی ان قال) ثانیہا. انّ له فی نفسه صفة بها تتم الافعال الخارقة للعادة كما انّ لنا صفة تتم بها الحركات المقرونة بارادتنا وهي القدرة. (الی ان قال) رابعہا. انّ له صفة بها يدرك ماسيكون من الغيب.“ (۲) حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

”ومتی تشاء يخبرك عما في غد.“ جب تم چاہو تمہیں بتا دیں گے کل کیا ہونے والا ہے۔

دوسری احادیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ فرمایا:

”فتجلی لی کلّ شئی وعرفت.“ (۳) مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے جان لیا۔

جب ہر چیز جان لیا تو یہ کہنا کہ بتانا اختیار میں نہیں اس حدیث کا انکار ہے۔ نیز فرمایا:

”اعطيت بمفاتيح خزائن الارض.“ (۴) مجھے زمین کے کل خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔

مسند امام احمد میں ہے:

”او تيت بمقاليد الدنيا.“ (۵) مجھے دنیا کی تمام کنجیاں دی گئیں۔

١٦٦ تحذیر الناس ص: ٧

١٦٧ زرقانی علی المواہب جلد اول، ص: ٢٠، ١٩۔

١٦٨ مشکوٰۃ المصابیح، ص: ٧٢، الفصل الثالث، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔

١٦٩ صحیح مسلم، ص: ١٩٩، ج: ١، کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔

١٧٠ مسند امام احمد بن حنبل، ص: ٣٢٩، ج: ٣۔

نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا:  
 ” اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ مِّنَ الطَّیْنِ کَهَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فِیْکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَابْرِیْ الْاَکْهَمَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحِیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ج۔“ (۱)  
 میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

اور اصل اسناد میں حقیقی ہے جب تک کہ مجازی پر قرینہ قائم نہ ہو اور معنی اسناد حقیقی سے صارف کسی درجے کا نہ ہو، اور یہاں کوئی صارف نہیں اس لیے اسناد حقیقی ہونا متعین اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلق ”ابراء“ احياء پر قدرت ثابت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور غیب داں ہیں مگر عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔ حضور کو رحمن کہنا جائز نہیں۔ منکر شفاعت کا حکم۔ برزخی زندگی دنیاوی زندگی سے مختلف ہے۔ کتاب قصص الانبیاء کی حکایت کے بارے میں سوال کا جواب۔ کتاب قصص الانبیاء غیر معتبر ہے۔

مسئولہ: حمزہ خاں، سلیم پور، رسول پور، اعظم گڑھ (یو. پی.) ۱۱ صفر ۱۴۱۱ھ

① مولانا غلام نبی بن عنایت اللہ صاحب نے قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ حضور کو معراج شریف میں دودھ، شراب دیا گیا۔ حضور نے دودھ اٹھایا اور پی لیا، مگر تھوڑا چھوڑ دیئے۔ اللہ کا حکم ہوا کہ پورا پی جاؤ۔ تو حضور پی گئے۔ تو اللہ کا حکم ہوا کہ اگر پورا پیتے تو آپ کی امت میں بالکل برے نہیں ہوتے مگر تھوڑا چھوڑنے کی وجہ سے تھوڑے لوگ برے ہو گئے، اگر شراب پیتے تو سب لوگ برے ہوتے۔

② انسان مرنے کے بعد فنا نہیں ہوتا تو قبر میں جانے کے بعد منکر نکیر آتے ہیں اور اس سے حساب کرتے ہیں، اور پھر آخرت میں اس سے حساب ہوگا، اور وہ اپنے اعمال کے مطابق جنت میں ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کبھی نہیں مرتا۔ موت کسے کہتے ہیں؟ موت کس چیز کا نام ہے؟

- ③ ایک مسلمان نہ وہ نماز پڑھتا ہے، نہ روزہ رکھتا ہے، بلکہ شراب پیتا ہے، ناچتا اور نچواتا، اس کو کیا کہا جاسکتا ہے، اس کے جنازے میں شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟
- ④ ہر کلمہ گو جنتی ہے۔ اگر ہر کلمہ گو جنتی ہے تو ایک نمازی کے ساتھ بے نمازی بھی جنتی ہے۔ کیوں کہ وہ کلمہ گو ہے۔
- ⑤ ماجد نے کہا اکرم سے کہ حضور آخرت کے دن ہر ایک مسلمان کو جنت میں بھیجوا سکیں گے، تو کریم نے کہا نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا جب ایک پیغمبر اپنے ایک نافرمان بیٹے کو جنتی نہیں بنا سکتا تو ایک نبی کیسے اپنے نافرمان امتی کو جنتی بنا سکتا ہے؟
- ⑥ ماجد نے کہا اکرم سے حضور عالم الغیب ہیں، اس لیے کہ اگر عالم الغیب نہ ہوتے تو کیسے بتاتے کہ آگے چل کر ہماری امت کی ۳۷ فرقہ ہوں گے۔ اکرم نے کہا نہیں، حضور عالم الغیب نہیں، اس لیے اگر عالم الغیب ہوتے تو یہ ضرور بتاتے کہ قیامت کس سن میں آئے گی، اور بھی دلیل پیش کی۔

### الجواب

- آپ کے سارے سوالات مناظرانہ ہیں، مناظرانہ سوالات کے لیے آپ علما کی خدمت میں حاضر ہو کر زبانی استفادہ کر لیا کریں۔ دارالافتا کو دارالمناظرہ نہ بنائیں۔
- ① قصص الانبیاء نامی کتاب غیر معتبر ہے، اس میں بہت سی موضوع و اہیات، خرافات روایتیں بھری پڑی ہیں۔ صحیح روایتوں میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ اور شراب پیش کیا گیا۔ حضور نے دودھ پی لیا تو ارشاد ہوا تم نے فطرت کو اختیار کیا، اگر شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ یہ روایت کہیں میری نظر سے نہیں گزری کہ دودھ تھوڑا سا چھوڑ دیا اور پھر بعد میں پیاء اور نہ یہ کہیں میں نے دیکھا کہ اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت میں سب برے ہو جاتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② دنیوی زندگی ختم ہونے کا نام موت ہے۔ مرنے کے بعد برزخی زندگی شروع ہوتی ہے وہ دنیوی زندگی سے مختلف ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں چار مہینہ کے بعد بچے کے جسم میں جان ڈال دی جاتی ہے اور وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ ماں کے پیٹ کی بھی زندگی زندگی ہے مگر دنیا کی زندگی سے مختلف ماں کے پیٹ میں غذا کچھ اور ہے۔ غذا حاصل کرنے کا طریقہ بھی کچھ اور ہے۔ آکسیجن حاصل کرنے کا بھی طریقہ کچھ اور اسی طرح برزخی زندگی بھی دنیوی زندگی سے مختلف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ③ یہ فاسق معین بدکردار فاجر ہے، مگر اسے کافر نہیں کہہ سکتے۔ گناہ کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہوتا۔ اس کے جنازے کی نماز بھی پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ④ یہی غلط ہے کہ ہر کلمہ گو جنتی ہے، کلمہ گو تو قادیانی، نیچری، رافضی، وہابی بھی ہیں مگر یہ جنتی نہیں کافر مرتد



جہنمی ہیں۔ منافقین بھی کلمہ گو تھے۔ مگر ان کے بارے میں فرمایا گیا:  
 ”إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج.“ (۱)  
 بیشک منافقین جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ ہر مسلمان جنت میں ضرور جائے گا، اب اس کی دو صورت ہے۔ ایک یہ کہ وہ بہ طور سزا جہنم میں بغیر گئے شروع ہی سے جنت میں جائے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو کچھ دن جہنم میں رہنے کے بعد جنت میں جائیں گے۔ جو مسلمان حرام و گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں ان میں سے تو کچھ لوگ وہ ہیں۔ جنہیں معاف کر دیا جائے گا۔ خواہ اللہ عزوجل اپنی رحمت سے خود معاف فرمائے گا، یا کچھ لوگ وہ ہوں گے کہ اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لیے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر پوری سزا بھگتنے سے پہلے ہی کسی کی شفاعت یا اللہ عزوجل کی مہربانی سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑤ ماجد نے صحیح کہا، اکرم نے غلط کہا اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور احتیاطاً تجدید ایمان و نکاح بھی کرے۔ اکرم کے قول سے لازم آتا ہے کہ وہ مطلقاً شفاعت کا منکر ہے۔ حالاں کہ شفاعت کے حق ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ ارشاد ہے:  
 مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ. (۲)  
 وہ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی بارگاہ میں شفاعت کرے۔

معلوم ہوا اذن کے بعد کچھ لوگ شفاعت کریں گے۔ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
 اعطيت الشفاعة. (۳)  
 مجھے شفاعت دی گئی ہے۔

اور ارشاد فرمایا:  
 شفاعتي لاهل الكبائر من امتي. (۴)  
 میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے لیے ہے جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں۔

رہ گیا حضرت نوح علیہ السلام کا ان کے بیٹے کے ساتھ معاملہ تو اس کا سبب یہ ہے کہ وہ کافر تھا کافر کے لیے شفاعت نہیں۔ اگرچہ وہ نبی کی اولاد ہو۔ امتی کے لیے شفاعت ہے، اگرچہ کوئی خونی رشتہ نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

① قرآن مجید، سورۃ النساء، ۴، آیت: ۱۴۵، پ: ۵۰۔

② قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، ۲، آیت: ۲۵۵، پ: ۳۔

③ صحیح مسلم، ص: ۱۹۹، ج: ۱، کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔

④ مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۴۹۴، الفصل الثانی، باب الحوض والشفاعة۔

⑥ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ حتمًا، یقینًا، جزماً، غیب داں تھے، اور ہیں یہ قرآن مجید کی کثیر آیتوں اور سیکڑوں احادیث سے ثابت ہے، جو تفصیل دیکھنا چاہے وہ ”الدولة المکیة، الفیوض المملکیة، خالص الاعتقاد، انباء المصطفیٰ، ادخال السنان اور الکلمة العلیا“ وغیرہ کا مطالعہ کرے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

”عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ  
أَحَدًا إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ.“ (۱)

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا سوائے ان رسولوں کے جسے اس نے چن لیا۔

اور فرمایا:

”مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ  
وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ“ (۲)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ ہر کس و نا کس کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا ہاں اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے منتخب فرما لیتا ہے۔

مسند امام احمد، ترمذی وغیرہ میں یہ حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”فتجلی لی کل شئی فعرفت.“ (۳) تو ہر چیز میرے لیے روشن ہو گئی، اور میں نے پہچان لیا اور ایک روایت میں ہے:

”فعلمت ما فی السموات والارض.“ (۴) آسمان وزمین میں جو کچھ ہے سب میں نے جان لیا۔

رہ گیا یہ خبر نہ دینا کہ کس سن میں قیامت قائم ہوگی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ جانتے نہیں تھے۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جاننے کے باوجود راز میں رکھی جاتی ہیں۔ انھیں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ علامہ صاوی تفسیر جلالین کی شرح میں لکھتے ہیں:

”قال العلماء الحق انه لم يخرج  
نبينا من الدنيا حتى اطلعه الله  
على تلك الخمس لكنه امر  
بكتمها.“ (۵)

علماء نے فرمایا یہ حق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں پر حضور کو مطلع فرمادیا تھا البتہ ان کے چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔

① قرآن مجید، سورة الجن، آیت: ۲۶، ۲۷، پ: ۲۹

② قرآن مجید، آل عمران، آیت: ۱۷۹، پ: ۴۔

③ مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۷۲، الفصل الثالث، باب المساجد و مواضع الصلوة۔

④ مشکوٰۃ شریف، ص: ۷۲۔

⑤ صاوی شریف، ج: ۳، ص: ۲۶۱۔

زر قانی علی المواہب میں طبرانی کے حوالے سے یہ حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 ”ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة كانما انظر الى كفى هذه.“ (۱)  
 بیشک اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے کر دیا ہے تو میں دنیا کو اور دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔  
 اس لیے یہ ارشاد اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہو کہ قیامت کب قائم ہوگی، ورنہ یہ فرمانا درست نہ ہوگا کہ قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کو دیکھ رہا ہوں۔ البتہ اللہ عز وجل کے علاوہ کسی کو عالم الغیب کہنا منع ہے، کیوں کہ یہ لفظ اللہ عز وجل کے ساتھ خاص ہے، جیسے لفظ ”رحمن“ جس کے معنی بہت مہربان کے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر چہ رحمت عالم ہیں مگر حضور کو رحمن کہنا جائز نہیں، اس لیے کہ یہ لفظ اللہ عز وجل کے لیے خاص ہے۔ اسی طرح اس کے باوجود کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام غیب کے عالم ہیں مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا منع ہے، اس لیے یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ اکرم نے چوں کہ اس بات کا انکار کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اس لیے وہ کافر ہو گیا۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اس بات کو سچ جانے اور زبان سے اقرار کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کو عالم الغیب کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: مولوی محمد یوسف، امام مسجد جمہیہ ٹولہ، فیروزہ آباد، آگرہ-۱۳/ صفر ۱۴۰۶ھ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ علم غیب کے لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر فرمائیں۔



## الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز وجل نے جمیع ماکان و مایکون کا علم عطا فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ غیب جانتے تھے، غیب داں ہیں۔ مگر حضور پر لفظ ”عالم الغیب“ کا اطلاق درست نہیں۔ لفظ ”عالم الغیب“ اللہ عز وجل کے ساتھ خاص ہے، دوسرے پر اس کا اطلاق درست نہیں۔ اس کی مثال لفظ ”رحمن“ ہے اس کے باوجود کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، قرآن میں حضور کو ”رحیم“ فرمایا گیا، پھر بھی حضور کو رحمن کہنا جائز نہیں، اس لیے یہ لفظ اللہ عز وجل کے ساتھ خاص ہے۔ ویسے ہی لفظ ”عالم الغیب“ ہے کہ اس کے باوجود کہ حضور جمیع ماکان و مایکون کے عالم ہیں، حضور کو عالم الغیب کہنا درست نہیں، اس لیے کہ اللہ عز وجل کے ساتھ

خاص ہے۔ ہمارا اور دیوبندیوں کا اختلاف یہ نہیں ہے کہ ہم حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں اور دیوبندی منع کرتے ہیں۔ ہمارا ان کا اس سلسلے میں اختلاف یہ ہے کہ، دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل نہیں تھا، حضور کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں تھی، اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں تھا۔ حضور کے لیے علم غیب ماننا شرک ہے۔ شیطان کا علم حضور سے زیادہ ہے۔ حضور جیسا علم ہر کس و ناکس، زید، عمرو و بکر بلکہ ہر بچہ اور پاگل اور تمام حیوانات اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔ اس کے برخلاف تمام امت کے مطابق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عز و جل نے تمام ”ماکان وما یکون“ کا علم عطا فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ حضور سے زیادہ تو بڑی بات ہے، حضور کے مساوی بھی مخلوقات میں کسی کو علم غیب حاصل نہیں۔ علم غیب کے لغوی معنی ہیں پوشیدہ بات کا جاننا۔ علم غیب کی شرعی تعریف یہ ہے:

”الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا یقتضیہ بداهۃ العقل۔“ (۱) وہ پوشیدہ چیز جس کو حواس پنج گانہ سے نہ جانا جا سکے اور نہ بداهت عقل سے اس کا جاننا ممکن ہو۔

علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس پر کوئی دلیل قائم ہو، جیسے وجود باری اور قیامت کے حالات، جنت و دوزخ وغیرہ۔ علم غیب کی پہلی قسم یعنی وہ جس پر کوئی دلیل قائم ہو اسے کوئی بھی دلائل کے ذریعہ جان سکتا ہے، جیسا کہ فلاسفہ نے وجود باری اور عالم کے حادث ہونے کو جانا ہے۔ دوسری قسم، یہ رسول کا خاصہ ہے۔ مخلوقات میں اگر کسی کو بھی حاصل ہوتا ہے تو رسول کے بتانے ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کے علم غیب کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

مسئلہ: از پرولیا، مغربی بنگال

مسئلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب کلی تھا یا نہیں؟ نیز آپ کے ہمہ وقت ہمہ جگہ حاضر و ناظر ہونے کے بارے میں علمائے اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے۔

## الجواب

بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع ماکان و مایکون کا علم غیب حاصل تھا۔ تفصیلی دلائل کے لیے ”جاء الحق“، ”الکلمۃ العلیا“ کا مطالبہ کریں۔ بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”سلوک اقرب السبل“ میں فرماتے ہیں:

تفسیر بیضاوی، زیر آیت ”و یؤمنون بالغیب“



علمائے امت میں کثیر اختلاف کے باوجود کسی ایک شخص کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقی حیات کے ساتھ مجاز یا تاویل کے کسی شائبہ و توہم کے بغیر دائم اور باقی ہیں اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

”باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در میان علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحقیقت حیات بلا شائبہ مجاز و توہم تاویل باقی اند و بر احوال امت حاضر و ناظر اند۔“

حضور اللہ کی عطا سے غیب جانتے تھے، حضور کو عالم الغیب کہنا منع ہے،

کیا حضور مجلس میلاد میں تشریف لاتے ہیں؟

سلام میلاد کے آخر میں کیوں پڑھا جاتا ہے؟

مسئولہ: سراج احمد، بسکٹ والے محلہ منصور گنج، بہرائچ شریف - ۱۲/ صفر ۱۴۱۲ھ

- ① مسئلہ حضور عالم الغیب تھے یا نہیں؟ اگر عالم الغیب تھے تو اس کی دلیل کیا ہے۔ جب کہ بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے حضور کا عالم الغیب ہونا ثابت ہے۔
- ② حضور میلاد میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں؟ اگر لاتے ہیں تو کیا شروع میلاد سے رہتے ہیں، یا بیچ میں آتے ہیں اگر بیچ میں آتے ہیں تو اس وقت کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور حاضر و ناظر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضور تشریف لاتے ہیں تو اب اس میں اختلاف پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضور حاضر و ناظر ہیں تو تشریف لانے کا کیا مطلب؟ اور اگر حضور تشریف لاتے ہیں تو کیا بدکار، زانی، مکار، طوائف وغیرہ اگر میلاد کرائیں تو حضور وہاں بھی تشریف لے جائیں گے؟

### الجواب

یقیناً بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ عطا الہی غیب جانتے تھے۔ جو قرآن کی آیات اور سیکڑوں احادیث سے ثابت ہے۔ سورہ جن میں فرمایا:

”عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ.“ (۱)

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا۔

مسند امام احمد، ترمذی وغیرہ میں یہ حدیث ہے کہ، اللہ عزوجل نے اپنا دست قدرت میرے سینے پر رکھا تو مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی، تفصیل کے لیے ”الدولة المکیة، خالص الاعتقاد، انباء المصطفیٰ، الکلمة العلیا“ کا مطالعہ کریں۔ جن آیتوں سے نفی ثابت ہوتی ہے۔ ان میں علم ذاتی مراد ہے، ورنہ قرآن مجید میں تعارض لازم آئے گا۔ البتہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا منع ہے۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اس کی مثال لفظ ”رحمن“ ہے جس کے معنی مہربان ہیں اس کے باوجود کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمن کہنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ ہاں لفظ ”رحیم“ کہہ سکتے ہیں بلکہ قرآن مجید میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحیم فرمایا گیا۔ ارشاد ہے: ”وَبِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ“ (۱) غیب جاننے والا دانائے غیب وغیرہ کہہ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے رسالہ مبارکہ سلوک اقرب السبل میں لکھا ہے:

”یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ کسی ایک کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحقیقت حیات بلا شائبہ مجاز دائم و باقی اند و بر احوال امت حاضر و ناظر اند۔“

جس میں کسی مجاز کا شائبہ اور تاویل کا تو ہم نہیں دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔

رہ گیا عوام کیا کہتے ہیں اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں۔ میلاد شریف میں صلاۃ و سلام اس تصور سے نہیں پڑھا جاتا کہ اس وقت حضور تشریف لاتے ہیں۔ جیسے التحیات میں ہے: ”السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ۔“ کوئی التحیات میں سلام اس اعتقاد سے نہیں پڑھتا کہ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں، اسی طرح میلاد شریف میں صلاۃ و سلام اس اعتقاد سے کوئی نہیں پڑھتا کہ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میلاد میں تشریف لاتے ہیں۔ اب رہ گیا یہ سوال کہ اخیر میں کیوں پڑھتے ہیں، یہ سوال نا سمجھی پر مبنی ہے جس وقت بھی آپ درود و سلام پڑھیں گے، تو کوئی بھی یہ سوال کر سکتا ہے کہ اس وقت کیوں پڑھتے ہیں۔ اس کو آپ یوں سمجھئے کہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ہمیں درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس میں کسی وقت کا تعین نہیں ہم جس وقت بھی پڑھیں گے اللہ عزوجل کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ اب اگر کوئی شخص عشا بعد بیٹھ کر بلا ناغہ پابندی کے ساتھ سو بار درود شریف پڑھتا ہے اس کو آپ بھی مانیں گے کہ یہ کار ثواب ہے اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ عشا بعد بیٹھ کر سو بار درود کیوں پڑھتے ہیں، تو آپ اس کی سند نہیں پیش کر سکتے ہیں اور یوں ہی

کہیں گے کہ اللہ عزوجل نے چوں کہ درود و سلام پڑھنے کے لیے کسی وقت کی تعیین نہیں کی ہے۔ اس لیے ہم جس وقت بھی پڑھیں گے وہ حکم خداوندی کی تعمیل ہوگی۔ اس کو اصول فقہ کی کتابوں میں اصول الشاسی وغیرہ میں لکھا ہے: ”الاتی بای فرد کان آتیا للما مورد به.“ مطلق کا حکم یہ ہے کہ اس کے کسی فرد کا ادا کرنے والا مورد بہ کا ادا کرنے والا ہے۔ تفصیل کے لیے اثبات ایصال ثواب کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## علم غیب کا معنی۔ کیا حضرت عائشہ نے علم غیب کا انکار کیا ہے؟

### حضور نور ہیں یا بشر؟

مسئولہ: ایم۔ اے۔ راشد، مدرسہ احسن العلوم، ڈالٹن گنج۔ ۱۷/۱ رمضان ۱۴۰۱ھ

❶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ علم غیب کے کیا معنی ہیں؟ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو کون سا؟ اور اس حدیث کا کیا مطلب ہے جو بخاری شریف میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جو کوئی تم سے کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے تو وہ جھوٹا ہے۔ (بخاری و ترمذی) اب سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا درست ہے یا نہیں؟

❷ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے یا بشر، اور قرآن کریم کی اس آیت کا ترجمہ: قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ۔ کیا ہوگا؟ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہی تھے، اور بہار شریعت حصہ اول کی عبارت ”کہ انبیا سب بشر تھے اور مرد“ سے کیا مراد ہے۔ بہ ظاہر قرآن کریم اور بہار شریعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشریت ثابت ہے۔

دونوں سوالات کے جوابات مکمل و مدلل مع حوالہ کتب حنفی سے دے کر مشکور فرمائیں۔ چوں کہ آج کل ان دونوں سوالات پر مسلمانوں کا اتحاد ختم ہوتا جا رہا ہے۔

### الجواب

❶ دارالافتا میں اتنی فرصت نہیں کہ مناظرانہ سوالات پر کتاب لکھے، سائل ان مسائل کو حل کرنا چاہتا ہے تو علمائے اہل سنت کی کتابیں مطالعہ کرے۔ مثلاً ”خالص الاعتقاد، الدولة المکیة، الکلمة العلیا، جاء الحق، صلاة الصفا.“ وغیرہ علی سبیل الاختصار تحریر ہے۔ قاضی بیضاوی نے تفسیر میں علم غیب کی یہ تعریف کی وہ علم جو حواس پنج گانہ سے نہ حاصل ہو، اور جس پر بداہتہ عقل حکم نہ کرے۔ بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو علم غیب حاصل تھا۔ قرآن کریم میں ہے:

”مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ.“ (۱)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ ہر کس و ناکس کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا ہاں اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

اور فرمایا:

”عَلِمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ.“ (۲)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

تیسری جگہ فرمایا:

”وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ.“ (۳)

یہ رسول غیب بتانے پر بخیل نہیں۔

اور کثیر آیتوں سے ثابت ہے۔ حتیٰ کہ ان کی تعداد تیس سے تجاوز ہے، اور احادیث اس باب میں اتنی کثیر ہیں کہ ان کا شمار نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول ہے کسی صحابیہ یا صحابی کا قول قرآن کے مقابلے میں لائق ترجیح نہیں۔ علاوہ ازیں اس سے مراد علم غیب ذاتی ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ام المؤمنین نے قرآن کا انکار کیا اور یہ سوائے رافضی کے اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ جس طرح اس کے باوجود کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہے:

”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ.“ (۴)

اور فرمایا: وَبِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ.“ (۵)

مگر پھر بھی آپ کو رحمن کہنا منع ہے۔ حالاں کہ آپ رحمت عالم ہیں اور لغوی اعتبار سے رحیم اور رحمن کے معنی ایک ہی ہیں، صرف اس وجہ سے کہ رحمن اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے۔ اسی طرح اس کے باوجود کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے، مگر لفظ عالم الغیب کا اطلاق آپ پر منع ہے۔ اس لیے کہ لفظ عالم الغیب اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔ یوں سمجھو کہ عزوجل کے معنی ہیں عزت والا، بزرگی والا، اور بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوقات سے زیادہ عزت و بزرگی والے ہیں۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

۱۔ قرآن مجید، سورۃ ال عمران، آیت: ۱۷۹، پ: ۴

۲۔ قرآن مجید، سورۃ الجن، آیت: ۲۶، پ: ۲۹

۳۔ قرآن مجید، سورۃ التکویر، آیت: ۲۴، پ: ۳۰

۴۔ قرآن مجید، سورۃ الانبیاء، آیت: ۱۰۷

۵۔ قرآن مجید، سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۲۸، پ: ۱۱



وسلم کے نام اقدس کے ساتھ عزوجل لگانا منع ہے۔ اس لیے کہ عزوجل اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ یہی حال لفظ عالم الغیب کا بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور بھی تھے اور بشر بھی تھے۔ دونوں میں منافات نہیں۔ قرآن مجید ہی میں ہے: ”قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين.“ اس آیت میں نور سے مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ حدیث میں ہے: ”یا جابر ان الله قد خلق نور نبيك من نوره.“ نور اور بشر میں کوئی تفریق نہ ہو تو لکھیں۔ بلاشبہ یہ حق ہے کہ سارے انبیاء کرام بشر تھے اور مرد۔ اور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بشر تھے، اور مرد تھے اور اب بھی ہیں وہابیوں اور ہم میں یہ اختلاف نہیں کہ وہابی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر مانتے ہیں اور ہم نہیں مانتے۔ اختلاف یہ ہے کہ وہابیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی و ولی ہماری طرح معمولی بشر تھے۔ عاجز و نادان چہار سے بھی زیادہ ذلیل تھے، کمتر تھے، اور اہل سنت کہتے ہیں کہ بشر تھے، اور ہیں مگر ہماری طرح عاجز و نادان و ذرۃ ناچیز سے کمتر نہیں۔ بلکہ اللہ کے محبوب اور اس کے مصطفیٰ، مجتبیٰ، مرتضیٰ رسول ہیں، بہ ظاہر بشر ہیں، اور حقیقت میں نور ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

مصطفیٰ بکشايد ار پر جمیل تابد بے ہوش ماند جبرئیل

یہ پر جمیل کیا ہے، اور کیا جلوہ ہے جو جبرئیل امین کو بھی بے ہوش کر دے۔ جس کو آپ یوں سمجھو کہ خود جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرشتے ہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ فرشتے نوری مخلوق ہیں، مگر یہی جبرئیل انسانی شکل میں خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام بھی زیارت کرتے۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا تمثیل سمجھئے حقیقت میں نور ہیں اور نور ہوتے ہوئے کیا ہیں، یہ کوئی نہیں جان سکا۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”لم يعرفنی حقیقۃ غیر ربی.“ اور بہ ظاہر بشر تھے، اور بہ نص قرآنی نور بھی ہم ظاہر کے ساتھ قرآن پر ایمان لانے کے مکلف۔ لہذا اجماعی طور پر یہ ایمان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ ان دونوں مسئلوں میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہ ہے نہ رہے گا۔ البتہ اہل سنت و جماعت اور وہابیوں کا ہے، اور رہے گا۔ اس کو نہ آپ ختم کر سکتے ہیں اور نہ کوئی ختم کر سکتا ہے۔ جب کہ حدیث میں وارد ہے کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ بہتر جہنمی ایک جنتی۔ اور اہل سنت اور وہابی دیوبندی کا اختلاف بنیادی یہ مسئلہ نہیں، بلکہ یہ ہے کہ دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونا صحیح نہیں، اگر آپ کے زمانہ میں یا آپ کے زمانے کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ایسا علم تو ہر کس و ناکس بلکہ ہر بچے، پاگل بلکہ سب حیوانوں اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔ حوالے کے لیے آپ نے بہار شریعت حصہ اول کا حوالہ سوال میں دیا ہے اسے دیکھ لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا مقطعات کا علم حضور کے سوا کسی اور کو ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کل غیب حاصل ہے یا بعض؟ ماکان ویکون کا مطلب۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ کی تفسیر۔ اللہ عز وجل کی ذات و صفات کا احاطہ کوئی نہیں کر سکتا۔ ایک مرید کیا کسی دوسرے پیر سے مرید ہو سکتا ہے؟

مسئولہ: غلام سرور، شیب پور، ہوڑہ، ویسٹ بنگال - ۲۹ صفر ۱۴۱۳ھ

- ❶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ
- ❶ حروف مقطعات کا علم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ اولیاء عظام کو سینہ بہ سینہ حاصل ہے۔
- ❷ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کل علم غیب حاصل ہے یا بعض؟ اگر کل علم غیب حاصل ہے تو اللہ کے علم کا مساوی ہے یا کم؟ اگر اللہ کے علم کے مساوی ہے تو اعلیٰ حضرت نے یہ کیوں فرمایا کہ اللہ کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے آپ کے علم کی حد کیوں مقرر کی؟ زید کہتا ہے کہ اللہ نے اپنا سارا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیا، مگر عمر اس کا منکر ہے۔ عمر کا قول ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو علم غیب سے سرفراز فرمایا ہے۔ مگر کل علم غیب جس کا خدا متحمل ہے رسول اللہ کو عطا فرمایا اس طور پر کہ خدا اور رسول کے علم میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ اسے تسلیم نہیں کرتا۔ آپ بالتفصیل روشنی ڈالے کہ مساوات میں خدا اور رسول اللہ بالکل برابر ہیں یا کم و بیش؟
- ❸ زید بیعت کے شرف سے مشرف ہے، مگر پیر و مرشد سے دوری یا پیر و مرشد کے پردہ پوشی اور شجرہ فوت ہو جانے کے سبب دوسرے پیر سے بیعت ہونے کا خواہش مند ہے۔ آیا بیعت دوبارہ کے سلسلے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

- ❶ غالباً ابریز شریف یا الیواقیت والجوہر میں عارف باللہ حضرت سیدنا عبدالعزیز ذباع قدس سرہ کا یہ قول منقول ہے کہ اولیاء کرام میں جو اہل خدمت ہیں وہ اس وقت تک اپنے منصب پر فائز نہیں ہوتے۔ جب تک

مقطعات کا ان کو علم نہ ہو اس سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے اولیاء کرام کو بھی مقطعات کا علم ہوتا ہے۔ لیکن یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ اس میں کسی سے الجھا جائے یا اگر کوئی انکار کر دے تو اس کی تضلیل و تفسیق کی جائے۔ مقطعات متشابہات میں سے ہیں جن کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا:

”وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا.“ (۱)

یہاں دو تفسیریں ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ پر وقف تام اور والراسخون جملہ مستاتفہ۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ متشابہات کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن اس تفسیر پر بھی علم سے مراد ذاتی علم ہوگا، جو اللہ کی صفت ہے، تو اب انبیاء و اولیاء سے عطائی کی نفی نہ ہوگی۔ قاضی بیضاوی نے اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ اللہ کے سوا ان کے معنی کوئی نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب لغو ہو جائے گا۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقطعات کا علم تھا۔ اب اگر ذاتی و عطائی کا فرق نہ کریں گے تو بات نہیں بنے گی۔ مجھے بتانا یہ ہے کہ اس تفسیر کی بنا پر بھی یہ آیت اس کے منافی نہیں کہ حضرات انبیاء عظام و اولیاء کرام مقطعات کا علم رکھتے ہیں۔ اس آیت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ والراسخون فی العلم کا اللہ پر عطف ہے اب معنی یہ ہوئے اور اس کی تاویل اللہ اور پختہ علم والوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اب یہ آیت اس کی دلیل ہوگی کہ انبیاء کرام و اولیاء عظام مقطعات کا علم رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۲﴾ مجھہ تبارک و تعالیٰ آپ کے یہاں ہوڑہ ٹکیہ پاڑہ میں ایک عظیم الشان دارالعلوم ہے، آپ کو چاہیے تھا کہ وہاں حاضر ہو کر وہاں کے علمائے کرام سے اس مسئلہ کو سمجھ لیتے یا پھر بریلی شریف بھیج دیتے۔ اس مسئلہ میں پوری تشفی کے لیے آپ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ ”خالص الاعتقاد“ کا مطالعہ کر لیں تو آپ کی ساری الجھن دور ہو جائے گی۔ صرف دو ایک باتیں لکھوا دیتا ہوں۔ امید ہے کہ یہی کافی ہوں گی۔ دیوبندی انتہائی بددیانت اور خدا نافرست قوم ہے ان کے عقیدے میں جھوٹ بولنا عبادت ہے۔ اسی لیے تو عوام تو عوام ان کے بڑے بڑوں نے اپنے مذہب کی یہ سب سے بڑی عبادت ہمیشہ ادا کی ہے۔ ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ اللہ عز و جل نے اپنا سب علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیا یہ ممکن بھی نہیں۔ شرعاً، عقلاً محال۔ دیوبندیوں نے شان الوہیت و رسالت میں جو گستاخیاں کی ہیں ان پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ فریب کار یہودی صفت ہمارے عقیدے کو غلط طور سے بیان کرتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عز و جل نے محض اپنے فضل سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان بڑھانے کے لیے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو جمیع ماکان و مایکون کا علم عطا فرما دیا۔ ماکان و مایکون سے مراد یہ ہے کہ جس دن سے دنیا کی تخلیق ہوئی اس دن سے لے کر قیامت قائم ہونے تک جتنی چیزیں عالم وجود میں آچکی ہیں یا آئیں گی وہ سب ماکان و مایکون ہیں۔ اور ان سب کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ دیوبندی اسی کو سب علم مانتے ہیں، اور انھوں نے جسے خدا گمان کر لیا ہے اس کا بس اتنا ہی علم محدود مانتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ان ظالموں نے اللہ ہی کو نہیں پہچانا اور کیسے پہچانیں گے۔ جب کہ انھوں نے رسول ہی کو نہیں پہچانا۔ اب آئیے ماکان و مایکون کے علاوہ علوم کی وہ بحر بیکراں دیکھئے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔

ماکان و مایکون سے یہ علوم خارج ہیں۔ اول:- ذات باری تعالیٰ کا علم۔ دوم:- صفات باری تعالیٰ کا علم، یہی دونوں ایسے ہیں کہ کسی مخلوق کے لیے ان کا حصول محال ہے۔ ذات باری تعالیٰ غیر متناہی، اس کی صفات غیر متناہی، صفات کی تعداد بھی غیر متناہی اور ہر صفت غیر متناہی۔ ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات واجب قدیم غیر متناہی، غیر مخلوق، کس مخلوق کی مجال کہ ان کا احاطہ کر سکے۔ سوم:- ممکنات میں وہ اشیا جن کا وجود نہ ماضی میں ہو نہ مستقبل میں مثلاً یا قوت کا پہاڑ ہے یہ بھی غیر متناہی۔ چہارم:- ممکنات میں وہ اشیا جن کا وجود نہ ماضی میں ہو نہ مستقبل میں ہو نہ ممکن ہے مگر موجود نہیں اور ماکان و مایکون سے خارج اور غیر متناہی۔ پنجم:- کسی بھی چیز کا علم محیط تفصیلی مثلاً ایک ذرہ کہیں فرض کیجیے، اور اس کا نام الف رکھیے۔ اس کی دوری دوسرے ہر ہر ذرہ سے تفصیلی طور پر پھر ہر ہر موجود تفصیلی طور پر مثلاً آپ نے ہندوستان میں کسی جگہ الف فرض کیا وہاں سے اس ذرہ کی دوسرے ذرات سے دوری خواہ وہ اسی ریگستان میں ہوں یا دنیا کسی حصے میں مثلاً یورپ یا امریکہ میں۔ پھر دنیا کے تمام درختوں سے دوری پھر درختوں کے پتے پتے سے دوری، پھر مکانات سے دوری، اور مکانات کے ذرے ذرے سے دوری، پھر اسی طرح صحراؤں، پہاڑوں، دریاؤں پھر فضا کے اجزائے مستحیلہ پھر چاند سورج آسمان کے ذرہ ذرہ سے اس فاصلہ کا علم، اور اس سے پیدا ہونے والی وضع اور ہیئت کا علم وغیرہ وغیرہ۔ علوم کثیرہ یہ بھی ماکان و مایکون سے خارج ہیں۔ اگر میں ان پانچوں علوم کی تفصیل کروں تو دفتر ہو جائے، پھر بھی کما حقہ تفصیل نہ ہو سکے گی۔ یہ سب ماکان و مایکون سے خارج ہیں، اور یہ سارے علوم غیر متناہی بالفعل ہیں اور ماکان و مایکون متناہی بالفعل اور یہ حق ہے کہ، متناہی کو غیر متناہی کے ساتھ وہ نسبت نہیں جو ایک قطرہ کو ساتواں سمندروں سے ہے اس لیے کہ یہاں ساتواں سمندر کتنے ہی عظیم سہی لیکن ہیں متناہی۔ تو یہاں قطرہ اور سمندر میں متناہی کی نسبت متناہی سے ہوئی اور جمیع ماکان و مایکون متناہی اور علوم باری تعالیٰ غیر متناہی بالفعل تو یہاں متناہی کی نسبت غیر متناہی سے۔ اسی لیے اس اعتقاد پر کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع ماکان و مایکون کا علم حاصل ہے۔ دیوبندیوں کا یہ الزام دینا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو باری تعالیٰ کے علم کے برابر کر دیا، گم راہ گردی و فریب دہی ہے اہل سنت



کے عقیدے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع ماکان و مایکون کا علم حاصل تھا، اتنا ہمیں معلوم ہے اس کے علاوہ اور کثیر علوم حاصل تھے، اسے وہ جانیں یا ان کا رب جانے، اس کی کوئی تعیین و تحدید نہیں کی جاسکتی۔ امید ہے کہ آپ اصل مسئلہ کو سمجھ گئے ہوں گے، اور اگر بالفرض نہ سمجھے ہوں تو مقامی علما کی طرف رجوع کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳) اپنے مرشد سے اعراض اور استنکار کے بغیر کسی بھی مرشد برحق سے طلب فیض کے لیے بیعت ہو سکتا ہے، ایسے کو طالب کہتے ہیں، لیکن یہ ذہن میں رہے کہ اپنے پہلے مرشد کو فراموش نہ کرے، ان سے ذرہ برابر بد اعتقادی تو دور کی بات ہے، بے اعتقادی بھی نہ رکھے، یہ سم قاتل ہے، کسی اللہ والے سے اعراض سم قاتل ہے، بلکہ یہ عقیدہ رکھے کہ یہ میرے مرشد برحق ہی کا فیض ہے جو مجھے ان دوسرے پیر صاحب تک پہنچایا۔ البتہ اس کا لحاظ رکھے، اگر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہے تو طالب بھی کسی سلسلہ قادریہ میں ہو جو کسی بادشاہ کا غلام ہے وہ اگر کسی صوبہ کے والی کا غلام بنے تو یہ اس کی ترقی نہیں تنزیل ہے۔ ع: ہمیں شیران جہاں بستہ اس فتراک اند۔ مزرع چشت و بخارا و سمرقند و عراق۔ کون سے کشت پہ برسائیں جھالا تیرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کے علم غیب کا انکار کفر ہے

مسئولہ: مشتاق احمد قادری رفاقی، سکریٹری مدرسہ الجمعیۃ الغوثیہ، منتظم کار تو سبج جامع مسجد سمستی پور، بہار۔ ۲۰ اگست ۱۹۸۷ء

مسئلہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبر نہیں (معاذ اللہ) ایسا عقیدہ رکھنے والا کیسا مسلمان ہے، جواب قرآن و حدیث کے حوالوں سے عنایت فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

### الجواب

ایسا شخص کافر ہے، اس لیے کہ یہ قرآن مجید کی صریح آیت کا انکار کر رہا ہے۔ ارشاد ہے:

”مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَ عَلَىٰ الْغَيْبِ  
وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ  
يَشَاءُ“ (۱)

اللہ تعالیٰ ہر کس و نا کس کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا، ہاں اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے منتخب فرما لیتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

”عَلِمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا  
إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ“ (۲)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے برگزیدہ رسولوں کے۔

۱۔ قرآن مجید، سورۃ ال عمران، پارہ: ۴، آیت: ۱۷۹

۲۔ قرآن مجید، سورۃ الجن، پارہ: ۲۹، آیت: ۲۶-۲۷

اور فرماتا ہے:

”وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ.“ (۱)

یہ رسول غیب کی بات بتانے پر بخیل نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

## بلاشبہ حضور کو علم غیب تھا

مسئلہ: ہارون رشید، موضع سمی ٹولہ، رام پور، پوسٹ شنکر پٹکا، مولیٰ، ضلع دیوڑیا

حضور کو علم غیب تھا کہ نہیں؟



الجواب

بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا جو قرآن مجید کی آیتوں اور سیکڑوں احادیث سے ثابت ہے۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع ما کان و ما یکون کا علم ہے

مسئلہ: سید عبدالرحمن

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل سوالات کے بارے میں!



۱. فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ. (یونس: ۲۰)
۲. قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ. (النمل: ۶۵)
۳. رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ. (الانعام: ۵۰)
۴. فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا. إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ. (الجن: ۲۶)
۵. وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ. (النجم: ۳-۴)
۶. وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ. (آل عمران: ۱۷۵)
۷. وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ. (البقرہ: ۲۵۵)
۸. مستقبل کے واقعات کا بھی علم انسان کو نہیں جیسا کہ کلام پاک میں ارشاد ہے: ”وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ.“ (لقمان: ۳۴)
۹. وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ. (ہود: ۳۱)
۱۰. تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا. (ہود: ۴۹)

نوٹ: جیسا کہ سورہ ہود اور لقمان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم مثلاً قیامت، بارش، موت، مادر شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی، اور کل کیا ہوگا، ان باتوں کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ بذریعہ وحی جو علم غیب وقتاً فوقتاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے۔ نبوت کا اتم نامہ غیبی علم ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بعض آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ اس کا علم تم کو نہ تھا جیسا کہ غزوہ تبوک میں عدم شرکت بعض لوگوں کے متعلق سورہ توبہ میں ذکر ہے۔ جہاں جھوٹی قسمیں کھا کر اجازت حاصل کر لی تھی۔ حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، سید کونین، سردار دو جہاں، سرور کائنات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب اللہ کی طرف سے عطا ہوا وہ بذریعہ وحی، کشف، الہام، رویا (خواب) ہے جو نبوت کا اتم نامہ غیبی علم ہے۔ اسی کو علم غیب عطائی کہتے ہیں۔ (اللہ کی طرف سے عطا کیا گیا)

نوٹ: مذکورہ بالا آیات ربانی کے اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، عالم الغیب ہیں اور آپ کو پورا علم غیب بغیر وحی کے بھی حاصل ہے۔ ایسے شخص کے لیے شرع میں کیا حکم ہے۔

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بہ عطائے الہی حاصل تھا یا نہیں یہ مسئلہ علمائے اہل سنت اور علمائے وہابیہ و دیوبندیہ غیر مقلدین کے مابین مختلف فیہ ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عز و جل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع ماکان و مایکون کا علم عطا فرمایا۔ یہ عطا بذریعہ وحی بھی ہے، بذریعہ الہام بھی، بذریعہ کشف بھی۔ اس کی تکمیل نزول قرآن کی تکمیل کے ساتھ ہوئی۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ مطلق علم غیب تو آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتداء ہی سے تھا، مگر جمیع ماکان و مایکون کا علم نزول قرآن کے اختتام پر مکمل ہوا۔ اس پر قرآن کریم کی متعدد آیتیں اور بہ کثرت احادیث دلیل ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

”وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ“ (۱)

اے محبوب ہم نے تم پر ایسی کتاب اتاری جو ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

اور فرمایا:

”وَلَكِنْ تَصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِّلُ كُلَّ شَيْءٍ“ (۲)

یہ (قرآن) اپنے سامنے کی کتابوں کی تصدیق اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔

کُلُّ شَيْءٍ ہر چیز کے وہی معنی ہیں جو جمیع ماکان و مایکون کے ہیں۔ لہذا بہ نص قرآن ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید میں جمیع ماکان و مایکون کا علم مذکور ہے۔ لہذا ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ النحل، آیت: ۸۹، پ: ۱۴

﴿۲﴾ قرآن مجید، سورۃ یوسف، آیت: ۱۱۱، پ: ۱۲

وسلم کو جمیع ماکان و مایکون کا علم حاصل تھا۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:  
 ”فتجلی لی کل شیء و عرفت“ (۱)  
 مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔  
 ص: ۷۰ پر ہے:

”فعلمت ما فی السماوات و الارض“ (۲) میں نے جان لیا جو کچھ زمین و آسمان میں ہے۔  
 بخاری و مسلم میں ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:  
 ”قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما ماترک شیئا یكون فی مقامه ذلک الی قیام الساعة الا حدث به“ (۳)  
 ایک بار ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، قیامت تک اس جگہ جو کچھ ہونے والا تھا سب کو بیان فرما دیا، کچھ نہیں چھوڑا۔

بخاری شریف میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:  
 ”قام فینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم“ (۴)  
 ایک بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے، ابتداء آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کا حال ہم سے بیان فرمایا۔

اور وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم حاصل نہ تھا، نہ ذاتی نہ عطائی۔ تقویۃ الایمان میں صاف صاف ہے۔ ”اللہ صاحب نے یہ طاقت (علم غیب) کسی کو نہیں بخشی۔“ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے: ”حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا، صریح شرک ہے۔“ یہی نہیں براہین قاطعہ میں یہاں تک لکھ دیا کہ ”شیطان کے علم کی وسعت (زیادتی) قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعت علم پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم کی وسعت و زیادتی ماننا شرک ہے۔“ اور حفظ الایمان میں تو یہاں تک ہے کہ ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید، عمرو بکر، ہرنچے، پاگل، چوپائے کو حاصل ہے۔“

﴿۱﴾ مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۷۲، الفصل الثالث، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔

﴿۲﴾ مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۷۰، الفصل الثانی، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔

﴿۳﴾ مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۴۶۱، الفصل الاول، کتاب الفتن/صحیح مسلم، ص: ۳۹۰، ج: ۲، کتاب الفتن و أشرط الساعة۔

﴿۴﴾ صحیح بخاری، ص: ۴۵۳، ج: ۱، کتاب بدء الخلق۔



دنیا میں کوئی مسلمان نہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسی بے ادبی و گستاخی کو برداشت کرے۔ اسی بنا پر علمائے اہل سنت علمائے دیوبند کو کافر کہتے ہیں۔ اب آپ اپنے سوال کا جواب لیجیے۔ جن آیتوں میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور سے علم غیب کی نفی سمجھی جاتی ہے ان سے مراد علم ذاتی ہے۔ اور جن آیتوں سے انبیاء و اولیاء کے لیے علم غیب ثابت ہوتا ہے ان سے مراد علم عطائی ہے۔ اگر یہ فرق نہ کریں گے تو قرآن مجید میں تعارض لازم آئے گا۔ دنیا میں کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر ذاتی علم حاصل تھا۔ اس لیے یہ سوال ہی ساقط ہے۔ دیوبندی چوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قطعاً علم غیب نہیں مانتے، نہ ذاتی، نہ عطائی۔ جب ان پر مذکورہ بالا آیات و احادیث سے الزام دیا جاتا ہے تو عاجز آ کر اپنا بھرم قائم کرنے کے لیے اہل سنت پر جھوٹا الزام رکھتے ہیں کہ یہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ذاتی علم مانتے ہیں۔ عالم الغیب کہتے ہیں۔

اہل سنت کا بجمہ تعالیٰ یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص علم غیب نہیں بلکہ ایک ذرے کا علم اللہ عزوجل کے علاوہ کسی مخلوق حتیٰ کہ انبیاء کرام یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ذاتی مانے، کافر و مشرک ہے۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی عطا سے جمیع ماکان و مایکون کا علم رکھتے ہیں، مگر پھر بھی آپ کو عالم الغیب کہنا منع ہے۔ یہ اس لیے کہ لفظ عالم الغیب اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔ اس کی مثال لفظ ”رحمن“ ہے کہ اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں مگر آپ کو ”رحمن کہنا منع ہے۔ کیوں کہ ”رحمن“ کا لفظ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔ جس طرح رحمۃ للعالمین ہوتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ”رحمن کہنا منع ہے، رحیم و رؤف کہا جاتا ہے، اسی طرح جمیع ماکان و مایکون کا علم حاصل ہوتے ہوئے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”عالم الغیب“ کہنا منع ہے۔ مگر یہ کہنا درست ہے کہ آپ جمیع ماکان و مایکون کے عالم تھے۔ غیب جانتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## علم غیب سے متعلق شرح فقہ اکبر کی عبارت سے معارضہ کا جواب

مسئولہ: محمد ضامن علی قادری رضوی، مقام وپوسٹ کچھی پور خورد، گورکھپور یو. پی۔ ۲۵/ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ شرح فقہ اکبر، ص: ۱۸۵ کی اس عبارت کا مطلب کیا ہے؟

”ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما اعلمهم الله تعالى احيانا وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يعلم الغيب بمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من في

السموات والارض الغیب الا اللہ کذا فی المسامرة۔“

اردو زبان میں تشریح کیجیے۔

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق جس عبارت کو آپ نے شرح فقہ اکبر سے نقل کیا اس کی تشریح یہ ہے کہ انبیاء کرام غیب کی باتیں نہیں جانتے تھے مگر وہ باتیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انھیں مطلع فرمایا اور حنفیہ نے اس شخص کو صراحتہً کافر کہا جو یہ اعتقاد رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے، کیوں کہ آیت کریمہ: قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (۱) سے معارضہ لازم آتا ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں اس صورت میں کفر ہوگا اور آیت کریمہ سے معارضہ لازم آئے گا، جب کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ذاتی علم سے مانا جائے ورنہ آیت سے معارضہ اور کفر کی کوئی صورت ہی نہیں، کیوں کہ سورہ جن میں فرمایا گیا: ”عَلَّمَ الْغَيْبَ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا. إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ.“ (۲) اور ایک جگہ فرمایا: ”مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ.“ (۳) اور خود ملا علی قاری نے اس عبارت میں فرمایا: ”الا ما اعلمهم اللہ.“ یعنی انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے بتانے سے غیب جانتے ہیں۔ یہ استثنا متعین کر رہا ہے کہ تکفیر اس صورت میں ہے جب کہ علم ذاتی کا اثبات انبیاء کے لیے کیا جائے۔ لہذا معلوم ہوا کہ خداوند قدوس کے عطا کردہ علم سے انبیاء کرام غیب جانتے تھے۔ اور اگر اس کے متعلق زیادہ تحقیق طلب ہو تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ ”خالص الاعتقاد“ کا مطالعہ کریں۔ وہ تعالیٰ اعلم۔

### حضور کو علم غیب مکمل کب دیا گیا؟

### حضرت عائشہ کے گم شدہ ہار کا علم حضور کو تھا یا نہیں؟

مسئلہ: محمد علی حسین، بھگوان پور، ٹیگور باڑہ، اساڑیادہ، مرشد آباد، بنگال۔ ۱۵ شوال ۱۴۱۹ھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل علم غیب کب دیا گیا؟ اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہو گیا تھا اس وقت حضور کو علم غیب تھا یا نہیں؟ اگر حضور کو علم غیب تھا تو اس سے انکار کرنے والے پر کیا حکم نافذ ہوگا، قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب تحریر فرمائیں۔

### الجواب

علم غیب کو کما حقہ سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل رسائل کا مطالعہ کریں۔ خالص الاعتقاد، انباء المصطفیٰ، الدولة

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ النمل، آیت: ۶۵، پ: ۲۰، ﴿۲﴾ قرآن مجید، سورۃ الجن، پارہ: ۲۹، آیت: ۲۶-۲۷

﴿۳﴾ قرآن مجید، سورۃ ال عمران، پارہ: ۴، آیت: ۱۷۹

المکیۃ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتدا ہی سے علم غیب عطا فرمایا گیا۔ اس لیے کہ نبی کے لیے علم غیب جاننا لازم ہے۔ علم غیب نبی کے خصائص سے ہے، جو علم غیب نہیں جانے گا وہ نبی نہ ہوگا، لیکن جمیع ماکان و مایکون پر اطلاع اس وقت مکمل ہوئی جب نزول قرآن کی تکمیل ہوئی۔ قرآن کی تکمیل سے پہلے اگر بالفرض دو ایک باتوں کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں تھا، وہ اس کے منافی نہیں کہ وہ غیب کے عالم تھے۔ جیسے علما میں کوئی عالم تمام علوم کا عالم نہیں ہوتا، لیکن بہ نسبت عوام کے کثیر اور بہت زیادہ علوم کا عالم ہوتا ہے، اس لیے اُسے عالم کہتے ہیں۔ اس لیے اگر کوئی عالم ایک آدھ مسئلے میں یہ کہہ دے کہ مجھے معلوم نہیں تو یہ اس کی دلیل نہیں کہ عالم ہی نہیں جب کہ وہ بہت کثیر وافر علوم کا جامع ہے۔ اسی طرح اگر یہ مان لیا جائے کہ نزول قرآن کی تکمیل سے قبل بعض غیب کو حضور نہیں جانتے تھے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ غیب ہی نہیں جانتے تھے، جب کہ بہت کثیر در کثیر وافر غیب کو جانتے تھے۔ اور ہار والے قصہ سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کو معلوم نہیں تھا کہ ہار کہاں ہے۔ مگر چوں کہ معلوم تھا کہ یہیں آیت تیمم نازل ہوگی، جس سے امت کے لیے آسانی ہوگی، اس لیے بہ اطمینان آرام سے سوئے۔ واضح ہو کہ یہ ہار منگنی کا تھا۔ کسی کا ہار غائب ہو جائے وہ بھی منگنی کا وہ بھی عرب کے ریگستان میں تو وہ اتنے اطمینان سے سوئے گا؟ جس اطمینان سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس رات سو رہے تھے۔ اسی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زانو پر سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے کہ حضرت صدیق اکبر حاضر ہوئے اور حضرت ام المومنین پر عتاب فرمایا، انگلیوں سے کچھ مارے اور فرمایا، تو نے مسلمانوں کو اور رسول اللہ کو ایسی جگہ روک لیا ہے جہاں پانی نہیں ہے اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔ بات یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ بار بہ حفاظت اونٹ کے پیٹ کے نیچے ہے، صبح کو جب اونٹ اٹھایا جائے گا تو مل ہی جائے گا، مگر اسی جگہ آیت تیمم نازل ہوگی، اس لیے قیام فرمالیا۔ لہذا اس واقعہ سے یہ ثابت کرنا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا، جہالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**نبی کا معنی کیا ہے؟ کیا حضور کو ماکان و مایکون کا علم ہے؟**

مسئولہ: احمد حسین رضوی، مدرسہ شمس العلوم، مکند گڑھ، جھنجھنوں راجستھان۔ ۱۹/رجب ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

- ① زید کہتا ہے کہ ”نبی“ کا معنی غیب بتانے والا، لغت کی کسی کتاب میں نہیں۔
- ② زید کا یہ بھی کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ”ماکان و مایکون“ کا علم ہرگز نہیں تھا۔ اس کے برعکس بکر کا کہنا ہے کہ حضور کو ”ماکان و مایکون“ کا علم تھا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ”نبی“ کا معنی غیب بتانے والا ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو لغت کی کس کتاب میں؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”ما کان و ما یكون“ کا علم ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں مع حوالہ جات تحریر فرمائیں؟ نیز زید و بکر میں کون حق پر ہے؟ اور زید کی طرح عقیدہ رکھنے والے شخص کا حکم کیا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

① لغت کی مشہور کتاب ”المنجد“ میں نبی کے معنی ”غیب کی خبر دینے والے“ تحریر ہے۔ واضح ہو کہ ”المنجد“ کا مصنف عیسائی ہے۔ پھر نبی کے معنی غیب کی خبر دینے والے، دیوبند کے مشہور فاضل اور دیوبندی جماعت کے سرمایہ افتخار ادیب عبد الحفیظ بلیاوی صاحب نے بھی مصباح اللغات میں نبی کے معنی ”غیب کی خبر دینے والے“ لکھا ہے۔ المنجد میں ہے: ”النبي المنخب عن الغيب.“ (۱)۔

مصباح اللغات میں ہے: ”النبي - اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی خبر بتانے والا۔“ (۲) حق یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نزول قرآن کی تکمیل پر جمع ماکان و ما یكون کے عالم ہو گئے تھے۔ ارشاد ہے: ”وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ.“ (۳)

اور فرمایا: ”مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ.“ (۴) بخاری وغیرہ میں حضرت سیدنا تروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا:

”قام فينا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ایک بار کھڑے مقاماً فاخبرنا بدء الخلق حتى دخل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذالك من حفظه و نسيه من نسيه.“ (۵)

رکھا، جو بھول گیا بھول گیا۔

اس کے علاوہ اس مضمون کی کثیر احادیث کریمہ ہیں۔ تفصیل کے لیے الدولة المکیه، الفيوض المکیه، ادخال السنن، خالص الاعتقاد کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

① المنجد، ص: ۷۸۴

② مصباح اللغات، ص: ۸۴۷

③ قرآن مجید، سورة النحل، آیت: ۸۹، پ: ۱۴

④ قرآن مجید، سورة يوسف، آیت: ۱۱۱، پ: ۱۲

⑤ بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، ص: ۴۵۳، ج: ۱، رضا اکیڈمی



## امورِ خمسہ کا علم حضور کو تھا یا نہیں

مسئلہ: محمد اشرف حسین، مقام کدھون، پوسٹ بھونچ پور، ضلع پلاموں (بہار) - ۳/ صفر ۱۴۱۰ھ

**مسئلہ** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کل علوم غیبیہ جس میں علوم خمسہ بھی ہیں ثابت ہیں یا بعض؟ علامہ سید احمد آفندی نے غایۃ المامول میں کل علوم غیبیہ کے بطلان کا قول جو کیا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے؟ تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔

### الجواب

مولانا سید احمد برزنجی مفتی شافعیہ کا مذہب مختار یہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم خمسہ کے علاوہ جمیع ماکان و مایکون کا علم تھا۔ جمیع ماکان و مایکون میں علوم خمسہ بھی داخل ہیں۔ جیسا کہ الدولۃ المکیہ میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے تحقیق فرمائی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم خمسہ کا علم تھا یا نہیں، یہ مسئلہ ہمیشہ مختلف فیہ رہا ہے اور یہ ظنی ہے۔ اس میں موافق یا مخالف کسی کی تکفیر تو بڑی چیز ہے، تفسیق بھی جائز نہیں، دلائل متعارض ہیں۔ مجھے اتنی فرصت نہیں کہ میں اس موضوع پر کوئی کتاب لکھوں۔ علمائے اہل سنت کی بہت سی کتابیں اس موضوع پر موجود ہیں۔ ان کا مطالعہ کریں۔ یہاں تو مجھے، ہاں، نہیں میں جواب دینا مشکل ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## علم غیب پر دیوبندی اعتراض کا تفصیلی جواب۔ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ کی تفسیر۔

مسئلہ: جناب جمال احمد صاحب بریلی شریف - ۲۳/ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ - ۱۵/ اگست ۱۹۵۷ء

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غلیظ القلب و ہبڑہ کہتا ہے عقائد قطعیہ کو ثابت کرنے کے لیے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة دلائل کی ضرورت ہے اس لیے ہم قرآن کی اس آیت: ”وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ“ سے استدلال کرتے ہیں جو اثبات مدعا میں بالکل صریح ہے آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شعر کا علم نہیں دیا اور یہ علم ان کی شان گرامی کے مناسب بھی نہیں ہے، اور چوں کہ شعر بھی ماکان و مایکون میں داخل ہے اس لیے جب علم شعر کی نفی ہوگئی تو جمیع ماکان و مایکون کا علم کہاں رہا۔ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ ہمارے مخالفین کا دعویٰ کہ حضور کو ماکان و مایکون کا علم حاصل تھا غلط ہو گیا کیوں کہ جمیع ماکان و مایکون کا علم عنوان ایجاب

کلی کے مترادف ہے اور ایجاب کلی کے ابطال کے لیے سلب جزئی کافی وافی ہے۔ کیوں کہ موجبہ کلیہ کی نفیض سالبہ جزئیہ آتی ہے۔ اس سے مدعا ثابت ہو جاتا ہے اس کے لیے ہمارے مخالفین ایجاب کلی کے قائل ہیں اور ہم ایجاب جزئی اور سلب جزئی دونوں کے قائل ہیں، لہذا برائے مہربانی وہابی کے اس بکواس کا جواب بالذلائل عقلیہ اور نقلیہ عنایت فرمایا جائے۔ بینوا تو جروا۔

### الجواب

علم کے دو معنی آتے ہیں ایک جاننا، دوسرے ملکہ (یعنی کسی کام کی مشق رکھنا) یہ اطلاق زبان عربی میں بھی شائع ہے، اور اردو میں بھی۔ علم بمعنی دانستن کا محاورہ ہر شخص جانتا ہے۔ علم بمعنی ملکہ کے محاورات سنئے:

”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِيُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ.“ (۱)

ہم نے داؤد کو تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھا دیا کہ تمہیں تمہاری آنچ سے بچائے تو کیا تم شکر کرو گے؟

اس آیت میں تعلیم سے ملکہ دینا مراد ہے، ورنہ کون ایسا ہے جو علم بمعنی دانستن زرہ بنانا نہیں جانتا۔ حدیث شریف میں ہے:

”عَلِّمُوا غِلْمَانَكُمْ الْعُومَ، وَمُقَاتِلَتَكُمْ أَيْمَانَكُمْ كَوْتِيرَاكِي أَوْ تِيرَانْدَازِي سَكْهَاؤَ۔ الرمی۔“ (۲)

دوسری حدیث میں لڑکیوں کے بارے میں ارشاد ہے:

”لَا تَعْلَمُوا هُنَّ الْكِتَابَةَ وَعِلْمُو هُنَّ الْغَزْلَ.“ عورتوں کو لکھنا مت سکھاؤ انھیں کا تنا سکھاؤ۔

ان احادیث کریمہ میں بھی تعلیم سے مراد ملکہ اور مشق ہے۔ اردو میں بولتے ہیں۔ ”میں گھوڑے کی سواری نہیں جانتا، تم سائیکل چلانا نہیں جانتے۔“ ان دونوں جملوں میں جاننے سے مراد ملکہ اور مشق ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب علم کی نسبت کسی صنعت کی طرف ہوتی ہے تو اس سے مراد ملکہ ہوا کرتا ہے۔ جیسے وہ لوہاری جانتا ہے، وہ معماری جانتا ہے، ان دونوں جملوں میں صنعت کی طرف اضافت کی وجہ سے جاننے سے مراد ملکہ ہے ورنہ کون ہے جو نہیں جانتا کہ لوہا پیٹ کر فلاں چیز اس طرح بنائی جاتی ہے اور کون ہے جو نہیں جانتا کہ اینٹیں کیسے چنی جاتی ہیں مگر ملکہ سب کو نہیں ہوتا اب جب کہ علم کے دو معنی معلوم ہو چکے تو سنیہ آیت کریمہ: ”وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ.“ (۳) میں علم سے مراد ملکہ ہے یعنی ہم نے نہ ہی شعر کا ملکہ دیا اور نہ یہ تمہارے شایان شان ہے، اس قسم

[۱] قرآن شریف، پ: ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت: ۸۰۔

[۲] مسند امام احمد بن حنبل، ج: ۱، ص: ۴۶، حدیث نمبر: ۳۳۔

[۳] قرآن مجید، سورہ یس، آیت: ۶۹، پ: ۲۳۔

کے محاورات خود اردو میں ہیں۔ لوگ بولتے ہیں کہ فلاں کیا شاعری جانے، یعنی اس کو شاعری کا کیا ملکہ ہے اس کی تائید تقاسیر سے ہوتی ہے، تفسیر خازن میں ہے:

”ای ما یسهل له ذلک وما یصلح منه  
بحیث لو اراد نظم شعر لم یتأت له  
ذلک.“ (۱)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شعر  
آسان نہیں اور نہ ان کے لائق ہے، اگر وہ کوئی  
شعر بنانا چاہتے تھے تو نہ بنتا۔

اور تفسیر مدارک میں ہے:

”ای جعلناه بحیث لو اراد قرض الشعر  
لم یتأت له ولم یتسهل.“ (۲)

یعنی ہم نے انھیں ایسا بنایا کہ اگر شعر کہنا چاہیں تو  
نہ کہہ سکیں۔

ابوسعود میں ہے:

”ای جعلناه بحیث لو اراد قرض الشعر  
لم یتأت له.“ (۳)

انھیں ایسا بنایا کہ اگر شعر کہنا چاہیں تو نہ ہو سکے۔

تمام مفسرین نے وما علمناہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہاں مراد یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر گوئی عطا نہیں کی اور انھیں شعر کہنے کا ملکہ نہیں عطا ہوا۔

کسی نے ان کے یہ معنی نہیں بیان کیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اشعار کا علم نہیں عطا ہوا اور سابقہ قرینہ کہ علم کی اضافت جب کسی صنعت کی طرف ہوتی ہے تو اس سے مراد ملکہ ہوتا ہے یہی بتا رہا ہے کہ علم سے مراد ملکہ کی نفی ہے کیوں کہ شعر گوئی بھی ایک صنعت ہے۔ علاوہ ازیں علما نے تصریح کی ہے اور احادیث کریمہ بھی وارد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اشعار پڑھے ہیں اور اشعار پر تنقیدیں کی ہیں، اصلاح فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

”اصدق کلمۃ قالها الشاعر کلمۃ لبید  
الا کل شی ما خلا اللہ باطل.“ (۴)

سچی بات جو شاعر نے کہی وہ لبید کی بات ہے کہ  
سن لو خدا کے سوا ہر چیز باطل ہونے والی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام شعرا کے کلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر تھے جیسا تو یہ فیصلہ فرماتے ہیں کہ لبید کا یہ مصرع تمام شعرا کے تمام کلمات سے صادق ترین ہے، اگر شعرا کے تمام کلمات حضور

الجزء الرابع، ص: ۱۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت۔

الجزء الرابع، ص: ۱۲۔

الجزء السابع، ص: ۱۷۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۴۰۹۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر نہ ہوتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے فرماتے کہ یہ مصرع شعر ا کے تمام کلمات سے زیادہ سچا ہے یہ وہی کہہ سکتا ہے جس کے پیش نظر تمام اشعار ہوں اور وہ ان کے حسن و قبح اور صدق و کذب سے مباحقہ واقف ہو بلکہ صاحب روح البیان یہ فرماتے ہیں:

”ولما كان الشعر مما لا ينبغي للانباء عليهم السلام لم يصدر من النبي عليه السلام بطريق الانشاء دون الانشاد والا ما كان بغير قصد منه وكان كل كمال بشري تحت علمه الجامع فكان يجب كل فصيح و بليغ و شاعر و اشعار و كل قبيلة بلغاتهم و عباراتهم و كان يعلم الكتاب علم الخط و اهل الحرف حرفهم و لذا كان رحمة العالمين.“ (۱)

چوں کہ شعر انبیاء علیہم السلام کی شان کے لائق نہیں اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شعر بنانے کا صدور نہیں ہوا مگر بلا قصد، مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعر پڑھا ہے اور ہر کمال بشری حضور کے علم جامع کے تحت تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر فصیح و بلیغ ہر شاعر و اشعار اور ہر قبیلہ کو ان کے زبان اور محاورے میں جواب دیتے تھے۔ اور کاتبوں کا لکھنا اور ہر پیشے والے کو اس کا پیشہ سکھاتے تھے اس لیے رحمۃ اللعالمین تھے۔

اس عبارت سے مندرجہ ذیل افادے ہوئے۔ (۱) شعر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ انبیاء علیہم السلام کی شایان شان نہیں۔ (۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قصد اشعر بنایا نہیں بلا قصد شعر کبھی کبھی بنا بھی دیا۔ (۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعر پڑھا ہے۔ (۴) ہر کمال بشری حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم جامع ہے۔ (۵) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر قبیلہ کی زبان اور محاورے سے واقف تھے۔ (۶) ہر صنعت و حرفت کو سکھاتے تھے۔ اب نہایت واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعر پڑھا، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شعر حفظ بھی تھے ورنہ پڑھتے کیسے۔

نفی شعر بنانے کی ہے نہ کہ دوسرے کے اشعار کا علم اگر اس آیت میں علم بمعنی دانستن کی نفی مراد لی جائے تو یہ ان احادیث کریمہ کے صریح منافی ہے جن میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد قبا تعمیر کے وقت، پھر خندق کی کھدائی کے وقت بہ نفس نفیس اشعار پڑھے، اور ایک مرتبہ ابوطالب کے ان اشعار کو دہرایا جو انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدحت میں کہے تھے۔ نیز اس کا کیا جواب ہوگا کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے مسجد نبوی میں منبر مبارک پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی میں اور کفار مکہ کے رد و طرد میں اشعار پڑھے اور دیگر مواقع پر دوسرے شعراے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے نعت گوئی کی یہ سب اشعار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں آئے تو یہ و ما علمناہ الشعر کے صریح منافی



ہوا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ آیت کریمہ میں علم بمعنی دانستن مراد نہیں بلکہ ملکہ و مشق مراد ہے اس آیت کے معنی ہوئے ہم نے اپنے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو شعر گوئی کا ملکہ نہیں دیا اور نہ یہ ان کے شایان شان ہے ملکہ کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہوتی۔ لہذا یہ آیت: ”ماکان وما یكون“ کے ایجاب کلی کے منقض نہیں ہوئی اور ہم اہل سنت کا یہ دعویٰ کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”جميع ماکان وما یكون“ کے عالم ہیں اپنے عموم کے ساتھ صادق رہا، رہ گیا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ”جميع ماکان وما یكون“ کا علم ثابت ہے اس کے دلائل کیا ہیں اسے علمائے اہل سنت کے مصنفات ”الدولة المکیة، خالص الاعتقاد، الکلمة العلیا“ وغیرہ دیکھ لو فقیر کی مصروفیت بہت زیادہ ہے ورنہ اسے بھی دلائل قاہرہ سے ثابت کر دیتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**آج کل ایک طغریٰ نکلا ہے جس میں حضور کے جبہ، عمامہ شریف اور عصا مبارکہ کی تصویر ہوتی ہے، اس کی تعظیم کرنا کیسا ہے؟**

مسئولہ: محمد ممتاز عالم قادری، امام سنی جامع مسجد، کمپنی باغ، ستنا (ایم. پی. اے)۔ ۹-۱۴۱۳ھ

**مسئلہ** آج کل عام طور پر طغریٰ نکلا ہے، جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ شریف، جبہ شریف، و عصا مبارکہ کی تصویر ہے جس کو عقیدت مند مسلمان تبرکاً اپنے گھروں میں اور مسجدوں میں لٹکاتے ہیں اور اس کو تعظیماً و تبرکاً بوسہ دیتے ہیں اور آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ کیا چومنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ عقیدت مندوں کو چومتے ہوئے دیکھ کر شرک کہا جا رہا ہے۔ شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

### الجواب

یہ طغریٰ مصنوعی اور جعلی ہے۔ اسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کی شبیہ سمجھ کر بوسہ دینا یا اس کی تعظیم کرنا جائز نہیں۔ البتہ یہ شرک بھی نہیں، کسی کام کا گناہ ہونا اور بات ہے اور شرک ہونا اور بات ہے۔ ہر گناہ شرک نہیں یہ وہابیوں کا طریقہ ہے کہ بات بات پر بلکہ ادنیٰ باتوں پر شرک کا حکم لگاتے رہتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ نہ یہ شرک سے واقف ہیں اور نہ توحید سے دیوبندیوں کا معیار یہ ہے کہ جو چیز انھیں ناپسند ہو اسے دھڑام سے شرک کہہ دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**سرکار کے جبہ و عمامہ و عصا مبارک کے جو طغریٰ بک رہے ہیں کیا وہ صحیح ہیں؟**

مسئولہ: محمد عبدالشکور، مقبولی مظفری سوداگر، کرانہ مرچنٹ، کنچ گار، محلہ ہانگل شریف، کرناٹک

**مسئلہ** حضور پر نور سرکار نائب مفتی اعظم ہند، بعد ہدیہ سلام معروض ایک آپ کا عطا کردہ ایک فتویٰ

برائے طغری مبارکہ جبہ، عمامہ اور عصاے پاک کے بارے میں جو اشرافیہ میں نافذ ہوا ہے اس سے قبل یہ جو فتویٰ بریلی شریف کے مفتیان سے مع تصدیق کے آیا ہوا ہے۔ جس کا عکس حاضر خدمت ہے تو اس میں صحیح اور قوی کیا ہے؟ بینوا تو جروا۔

عکس: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ مبارک عصا شریف، اور عمامہ شریف جو شاہی جامع مسجد (لاہور) پاکستان میں موجود ہے، جو فوٹو بنا کر لوگ اپنے مکانوں دوکانوں اور کارخانوں میں بڑی عقیدت سے لگاتے ہیں۔ زید کہتا ہے کہ لوگ بڑی محبت والفت کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ آقائے نعت کا سایہ نہ تھا تو پھر اب تبرکات کا فوٹو کیسے آگیا۔

لہذا شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ مدلل جواب عنایت کریں کہ اس کو گھروں و کمروں میں لگائیں کہ نہیں؟ ہمراہ تعویذ بھی ہو۔

### مفتی محمد اعظم رضوی دارالافتا بریلی شریف کا جواب

بیشک حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ یہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک کے مسلمانان اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے مگر جسم اقدس کا سایہ نہ ہونے سے یہ سمجھنا کہ آپ کے مبارک لباس و عصا کا بھی عکس و سایہ نہ ہوگا۔ آپ سے جدا ہونے کے بعد محض نادانی ہے۔ البتہ ان اشیاء کا بھی سایہ نہ ہونا اسی وقت تک تھا جب تک آپ کے جسم اقدس سے متصل تھیں۔ جدا ہونے کے بعد سایہ اور عکس اور فوٹو ہونا سایہ نہ ہونے کے خلاف نہیں۔ جب ان تبرکات کا فوٹو لیا گیا تو اصل تبرکات سے حاصل ہونے اور ان کی نقل صحیح ہونے کے سبب یہ بھی ایک طرح قابل احترام ہیں۔ ادب و احترام کی جگہ ان چیزوں کا رکھنا، لگانا حصول برکت کے لیے جائز و مستحسن ہے۔ جیسے کعبہ معظمہ و روضہ اقدس وغیرہ غیر جان دار محترم امور کے عکس و فوٹو لگانا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد اعظم غفرلہ رضوی دارالافتا بریلی شریف / ۸ شعبان المعظم، ۱۴۱۹ھ

### (حضور شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جواب)

#### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمامہ مبارکہ، جبہ شریف، عصا شریف کے فوٹو کے بابرکت ہونے میں مجھے کوئی کلام نہیں۔ میرا بھی عقیدہ یہی ہے کہ یہ بابرکت ہے، کلام اس میں کہ بازاروں میں جو فوٹو بک رہے ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط؟ میری تحقیق یہی ہے کہ یہ سب فرضی اور غلط ہیں۔ خود شاہی مسجد لاہور میں جو تبرکات ہیں وہ خود محل نظر ہیں۔ پھر یہ انھیں کے عکس ہیں۔ یہ بھی زیر غور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## سرکار کے جبے و عمامے کے عکس کے متعلق شبہات کا جواب

مسئولہ: فخر الدین احمد القادری، المصباحی - ۱۹ رجب ۱۴۱۳ھ

بسم الله الرحمن الرحيم. الصلاة والسلام عليك يا رسول الله وعلى الك واصحابك يا حبيب الله. سگ مدینہ و بغداد و بریلی خاک پاے علما فخر الدین احمد القادری المصباحی کی جانب سے استاذ العلماء، ملاذ الفقہا قدوة المحدثین، عمدة المفسرین، راس المصنفین قائد المبلغین، استاذی سیدی و سندی، شارح البخاری، صدر دارالافتا الجامعة الاثریہ کی بارگاہ پروقار میں تمناؤں کے ساتھ۔

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته الحمد لله رب العالمین علی کل حال بصداہب و احترام و خلوص و انکسار عرض ہے کہ ماہنامہ اشرفیہ میں عمامہ مبارکہ، جبہ مبارکہ و عصائے مقدسہ کے تعلق سے فتویٰ پڑھا۔ دل میں کچھ خلجان پیدا ہوا۔ حضور سے گزارش ہے کہ اسے دفع فرمائیں۔ یہ تبرکات جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور برسوں سے لاہور کے میوزیم میں رکھے ہوئے ہیں تو انتساب کے بعد اب بغیر دلیل شرعی ان کا انکار کیسے مناسب ہے۔ جب کوئی شخص اپنے آپ کو سید کہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرے تو بغیر ثبوت شرعی ہم اس کی سیادت کا انکار نہیں کر سکتے۔ حالاں کہ اس میں سیادت کی خود نہ ہو تو اس کا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ رہا اعتماد کا مسئلہ تو عرض ہے کہ بہت ممکن ہے ٹوپی شریف اور عمامہ مبارک الگ الگ، عمامہ مبارکہ کو الگ رکھنے میں چادر کا گمان ہو سکتا ہے۔ اس لیے ٹوپی شریف پر پلیٹ دیا گیا ہو۔ اب رہا عصائے مبارک کے نقش و نگار کا معاملہ تو عرض ہے کہ اس عصائے مبارک کو غور سے دیکھنے پر سادگی ہی کا احساس ہوتا ہے۔ نقش و نگار ترکی یا مغل شہنشاہوں کی طرح بنائے گئے ہو سکتے ہیں۔ جس طرح منبر شریف اس سادگی کے عالم میں نہیں ہے۔ جس طرح حجرہ عائشہ اس سادگی کے عالم میں نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کسی دیوانہ نے اپنی عقیدت کا اظہار اسی طرح کیا ہو۔ جبہ تو ان شبہات سے بالاتر ہے۔ ایک ساتھ منسوب کی گئی تینوں چیزوں میں سے ایک کا اقرار اور دو کا انکار بھی غیر مناسب ہے۔

الحاصل یہ کہ اس کے انکار کے لیے کوئی ٹھوس ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے۔ جتنی باتیں فتویٰ میں فرمائی گئی ہیں وہ خلجان پیدا کرتی ہیں۔ اس طرح کے تبرکات اگر خاص شخص کے پاس ہوں تو اس سے سند حصول طلب کی جاسکتی ہے۔ لیکن جب وہ اس جگہ زیارت عوام کے لیے وقف کر دی گئی ہیں تو پھر اب کس سے سند حصول طلب کی جائے۔ ہو سکتا ہے، وہیں میوزیم میں اس کی سند بھی رکھی ہو۔ بغیر سند دیکھے بغیر اس طغریٰ کے پبلیشر سے معلومات کیے یہ

کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ غلط ہے۔ ابھی مقدمات اور تحقیق کی منزل ہی پوری نہیں ہوئی اور نتیجہ کیسے سامنے آ گیا۔ حضور والا سے گزارش ہے کہ اس خلجان کو دور فرمائیں۔ ہو سکتا ہے کہ مجھ نکلے بے تہذیب کا کوئی جملہ حضرت کی لطافت مزاج پر گراں ہو۔ لیکن اپنے شفیق استاذ محترم کی بارگاہ سے مجھے یہی امید ہے کہ معاف فرمائیں گے۔ فقط

### الجواب

محض شاہی مسجد میں رکھا رہنا کوئی ثبوت نہیں کہ فلاں چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی استعمال کی ہوئی ہے۔ اس کے لیے ثبوت کی حاجت ہے اس لیے دلیل آپ کے ذمے ہے، اور سادات کے سلسلے میں جو کچھ آپ نے لکھا اس زمانے میں وہ مجھے تسلیم نہیں۔ میرے علم میں بہت سے خاندان ایسے ہیں جو حقیقت میں سید نہیں اور سید بن بیٹھے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### حضور کے بول و براز پاک تھے،

### بعض صحابہ نے حضور کے خون اور پیشاب اور غسسالہ کو پیا

مسئولہ: محمد شبیر عالم رضوی، خرا دی محلہ، پی. بی. روڈ، ہبلی ضلع دھارواڑ، کرناٹک۔ ۱۰ جمادی الآخر ۱۴۲۰ھ

﴿مسئلہ﴾ آفتاب شریعت حضور مفتی اعظم صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بول و براز پاک ہیں یا ناپاک؟

سرمکار کی خادمہ ام ایمن نے سرکار کے پیشاب کو، سلمی ام رافع نے غسل کے پانی اور مالک بن سنان نے حضور کے جسم پاک سے لگے ہوئے خون کو پیا ہے یا نہیں؟

### الجواب

صحیح اور محقق یہی ہے کہ فضلات شریفہ پاک اور طیب ہیں بلکہ مطیب اور شفا ہیں۔ جس پر مختصر سا کلام نزہۃ القاری جلد اول، ص: ۵۱۵، ۵۱۶ میں ہے۔ علامہ بدر الدین عینی قدس سرہ نے اس پر بہت مفصل بحث فرمائی ہے۔ اخیر میں عظمت رسول سے سرشار ہو کر تحریر فرمایا:

”ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کو قیاس

نہیں کیا جاسکتا اور اس کے علاوہ کوئی کچھ اور کہے تو اس

کے سننے سے میرا کان بہرہ ہے۔

”انا نعتقد انه لا يقاس عليه غيره

وان قالوا غير ذلك فاذني عنه

صماء۔“ (۱)



حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة جلد اول صفحہ ۲۵-۲۶ پر حضرت ام ایمن اور حضرت مالک بن سنان کے خون پینے کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ نیز حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی روایت کیا ہے۔ نیز ایک حجام کے بارے میں بھی ذکر فرمایا ہے، اور حضرت رافع کی زوجہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غسالہ مبارکہ پینے کو علامہ عینی نے روایت کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کے فضلات مبارکہ پاک ہیں۔

مسئلہ: محمد مشتاق احمد قادری، بادوٹولہ، پوسٹ ڈمری، بیگوسرائے (بہار) ۲- ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضلات و بول ناپاک ہیں اور بکر کہتا ہے کہ نہیں بلکہ پاک ہے۔ ایسی صورت میں کس کا قول درست ہے؟

### الجواب

بکر کا قول صحیح ہے۔ علامہ بدر الدین عینی قدس سرہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات مبارکہ پاک نہیں۔ اس کی بات سننے سے میرے کان بہرے ہیں۔ اور حضرت شیخ محدث عبدالحق دہلوی قدس سرہ نے بھی مدارج النبوة جلد اول میں دلائل سے ثابت فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات مبارکہ طیب و طاہر ہیں<sup>(۱)</sup>۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

موئے مبارک کو حرام کہنا، فضلات مبارکہ طیب و طاہر ہیں۔

کس صحابی نے جسم اطہر کے بہتے ہوئے خون کو نوش کیا؟

کس صحابیہ نے بول مبارک نوش کیا؟

مسئلہ: ماسٹر سید مختار حسن قادری، رسول پور، ضلع کلٹک، اڑیسہ

زید کہتا ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام کا موئے مبارک حرام ہے۔ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ ایک صحابیہ نے رسول پاک کا بول پی لیا تھا اور وہ صحت مند ہو گئیں تو خاموش ہو جاتا ہے۔ وہ کون سی حدیث ہے جس میں صحابی کا یہ واقعہ مذکور ہے۔ اس کی تفصیل کیا ہے؟ ایک ہمارے عالم نے بتلایا کہ ایک حدیث یوں بھی ہے کہ کسی صحابی نے رسول پاک کا بہتا ہوا خون چوس کر پی لیا تھا اور اس کے جنتی ہونے کی بشارت دے دی گئی۔ یہ حدیث کس کتاب میں، تفصیل کیا ہے؟

## الجواب

یہ کہنا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک حرام ہے۔ یقیناً گستاخی ہے۔ عرف عام میں حرام کو نجاست لازم سمجھی جاتی ہے اور کسی کو حرام کہنے میں اس کی توہین ظاہر ہوتی ہے۔ اس لیے حرام کہنے سے احتراز لازم ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو کھانا جائز نہیں۔ اس لیے کہ کھانے میں اس کی توہین ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک اور ذات مبارک کے جمیع اجزا طیب، طاہر پاک ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد وصال مخاطب ہو کر عرض کیا:

”طُبْتُ وَحَيًّا وَمَيِّتًا.“ آپ حیاتِ ظاہری میں بھی طیب تھے اور اب بھی ہیں۔

جسم مبارک کے اجزاء تو اجزا فضلات مبارکہ بھی طیب و طاہر ہیں۔ حضرت شیخ محدث دہلوی قدس سرہ مدارج النبوة میں فرماتے ہیں: ”وقاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ درشفاء گفتہ کہ بہ تحقیق رفتہ اند، قومے از اہل علم بہ طہارت حدیث از آں حضرت و اینست قول بعضی اصحاب شافعی۔ و روایت ست کہ مردم تبرک می کردند۔ بول و دم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔“ (۱)

مدارج النبوة میں مذکور ہے کہ: ”جنگ احد کے موقع پر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زخمی ہوئے تو مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان زخموں کا خون چوس کر پی گئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں بشارت دی کہ جو جنتی آدمی کو دیکھنا چاہے تو انھیں دیکھے۔“ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بول مبارک کو حضرت برکہ، وام ایمن رضی اللہ عنہما نے پیاتھا۔ ام ایمن کو یہ فرمایا، تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا۔ اور برکہ کے لیے فرمایا، تم ہمیشہ صحت مند رہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## انبیاء کرام کے خون اور بول و براز طیب و طاہر ہیں۔

مسئلہ: محمد عابد حسین رضوی، دولت پور، بنگال۔ ۲۷/ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بہار شریعت حصہ دوم، ص: ۲۵ تحت مسئلہ انبیاء کرام کا وضو نیند سے ٹوٹتا ہے یا نہیں، بطور فائدہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے ارقام فرمایا ہے کہ، علاوہ نیند کے اور نوافض سے انبیاء کرام کا وضو جاتا ہے یا نہیں، اس میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جاتا رہتا ہے بوجہ ان کی عظمت شان کہ نہ بسبب نجاست کہ ان کے فضلات شریفہ طیب و طاہر ہیں، جن کا کھانا پینا ہمیں حلال اور باعث

﴿۱﴾ مدارج النبوة، جلد اول، ص: ۳۱

﴿۲﴾ مدارج النبوة، جلد اول، ص: ۳۱

برکت۔ اس عبارت پر ایک وہابی دیوبندی نے اعتراض کیا ہے کہ دیکھو سنی بریلوی عالم کو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز کو پاک اور کھانا حلال بتا رہا ہے۔ اس عبارت کو دکھا کر عوام کو دھوکا دینا شروع کیا۔ حضور والا اس عبارت کی توضیح اور ثبوت مع حوالہ کتب و عبارت مرحمت فرمائیں۔ اگر وہابی عالم کی کسی کتاب میں یہ مسئلہ موجود ہو تو اس کتاب کا نام بھی درج کریں۔ بیٹو۔

### الجواب

انبیاء کرام کے فضائل شریفہ پاک ہیں، اس کی تصریح عمدة القاری شرح بخاری میں علامہ بدر الدین محمود عینی قدس سرہ نے کی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے مدارج النبوة میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے پی لیا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بشارت دی تھی تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ بول مبارک طیب و طاہر ہیں۔ اسی میں ہے کہ ایک بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکھی لگوائی، جو خون نکلا وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو دیا کہ اسے کسی محفوظ جگہ ڈال دو، وہ لے گئے اور پی لیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بھی بشارت دی، اس سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دم مبارک طیب و طاہر ہے۔ میں تین ماہ سے شدید آنکھ کی تکلیف میں مبتلا ہوں، لکھنا پڑھنا بند ہے اس لیے اصل عبارت نقل نہیں کر سکا۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

”محمد سر وحدت ہے، کوئی رمز اس کی کیا جانے“ یہ شعر کیسا ہے؟

مسئولہ: علی محمد قادری، مدرسہ تیغیہ سراج العلوم، شہباز پور، پوسٹ سیریاں، ضلع مظفر پور۔ ۲۳ صفر ۱۴۱۰ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ مختلف علمائے کرام سے درمیان تقاریر یہ شعر سننے میں آیا، وہ شعر یہ ہے کہ۔  
محمد سر وحدت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے  
شریعت میں وہ بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے  
از روئے شرع درست ہے یا نہیں۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ اور کیا ایسا شعر پڑھنے والے پر تو بہ لازم ہے؟ جواب جلد دیں۔

### الجواب

یہ شعر بالکل صحیح اور حق ہے۔ دوسرے مصرع کا پہلا حصہ بالکل ظاہر ہے، اس میں کوئی خفا نہیں اور پہلا مصرع یعنی ”محمد سر وحدت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے“ اور دوسرے مصرع کا اخیر حصہ یعنی ”حقیقت میں خدا جانے“ اس حدیث کا ترجمہ ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یا ابا بکر لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی.“ اے ابو بکر! میری حقیقت کو سوائے میرے رب کے کسی نے نہیں جانا۔  
اس لیے اس شعر کا پڑھنا حق اور درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے ”جلوۃ روئے محمد جلوۃ رحمن ہے“؟

”من رانی فقد رأى الحق“ میں ”حق“ سے کیا مراد ہے؟

مسئلہ: مولانا عقیل احمد مصباحی، کیر آف مقبول احمد، سکراول، ٹانڈہ، امبیڈ کرنگر (یو. پی.) - ۳۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

مسئلہ: زید جو کہ ایک معروف و نامور شاعر ہے، اس نے ایک نعت لکھی، جس میں ایک شعر یہ ہے:

من رانی کی صدا اس بات کا اعلان ہے جلوۃ روئے محمد جلوۃ رحمن ہے

زید نے حاشیے میں یہ حدیث پاک حوالے کے طور پر لکھی کہ ”من رانی فقد رأى الحق“ (جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا)۔ بکر نے شعر میں پیش کیے گئے عقیدے کو کفر و شرک سے تعبیر کیا اور زید کو اعادۃ کلمۃ طیبہ کی تلقین کی۔ بکر کہتا ہے کہ زید نے اس شعر میں معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا بنا دیا جو سر اسر کفر و الحاد ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اصل حدیث یوں ہے: ”من رانی فقد رأى الحق ان الشیطن لا یتمثل بی“ (جس نے مجھے دیکھا اس نے حقیقت مجھے دیکھا کیوں کہ شیطان میری شکل نہیں بنا سکتا، اور زید نے حق سے مراد باری تعالیٰ لیا ہے جو صریح غلط ہے۔ اب دریافت طلب امور یہ ہیں:

- ① کیا واقعی مذکورہ بالا زید کا شعر سر اسر کفر و شرک ہے؟
- ② کیا حق کا معنی باری تعالیٰ نہیں ہے، اور اس حدیث پاک میں حق سے بایں معنی کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام آئینہ ذات باری تعالیٰ ہیں۔ اللہ کا معنی لینا غلط ہے؟
- ③ زید کا یہ کہنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ خود قرآن پاک میں فرما رہا ہے کہ: ”وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى“ اور ”يَذُ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ“ تو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوۃ اللہ کا جلوۃ کیوں نہیں اور اس کی تائید میں حدیث مذکور کا لانا کیوں کر درست نہیں؟
- ④ اگر عقیدہ مذکورہ کو سر اسر کفر و شرک ٹھہرانے کا بکر کا قول درست نہیں تو ایسا غلط فتویٰ دینے کی وجہ سے اس پر از روئے شریعت مطہرہ کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟

الجواب

یہ کہنا صحیح ہے کہ ”جلوۃ روئے محمد جلوۃ رحمن ہے“۔ اس کو کفر و شرک کہنا اپنا ایمان کھونا ہے۔ اس سے صریح



حدیث بخاری شریف میں ہے کہ فرمایا:

”خلق اللہ آدم علی صورته.“

جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ اللہ نے حضرت آدم

علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

بکر نے اپنے کفر و شرک کا فتویٰ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لگایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روئے زیبایا روئے زیبایا کے جلوے کو جلوہ رحمن کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ غالباً حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مظہر ذات الہی ہیں۔ البتہ اس کی دلیل حدیث: ”من رانی فقد رای الحق.“ ٹھہرانا صحیح نہیں اس لیے کہ اخیر کا جملہ: ”فان الشیطن لا یتمثل بی.“ اس پر قرینہ ہے کہ یہاں حق سے مراد ذات باری تعالیٰ نہیں اور یہاں حق بہ معنی ثابت ہے۔ ایک مخصوص حدیث سے کسی مضمون کا ثابت نہ ہونا اس کی دلیل نہیں کہ وہ مضمون غلط ہے۔ جب کہ دوسرے طریقوں سے ثابت ہو۔ بکر پر فرض ہے کہ وہ توبہ کرے، زید سے معافی مانگے: ”من قال لا خبیہ یا کافر فقد باء باحدہما.“<sup>(۱)</sup> جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہا تو یہ قول ان دونوں میں سے کسی ایک پر لوٹے گا۔ جس کو کافر کہا اگر وہ حقیقت میں کافر نہیں تو کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**نعت مصطفیٰ حقیقت میں حمد خدا ہے۔**

**حضور نے دنیا میں کسی سے پڑھا لکھا نہیں۔**

مسئلہ: شمیم اختر، کٹرہ، مبارک پور، اعظم گڑھ۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

**مسئلہ**

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل کے بارے میں۔

دنیا کو سبق دیتے ہیں حیرت کی یہ جا ہے سرکارِ دو عالم نے لکھا ہے نہ پڑھا ہے

کہتے ہوئے یہ اہل بصیرت سے سنا ہے جو نعت ہے سرکار کی وہ حمد خدا ہے

مندرجہ بالا اشعار کے بارے میں کیا فرماتے ہیں علمائے دین۔ شریعت کی روشنی میں دیکھ کر وضاحت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں، خصوصیت کے ساتھ اشعار کا آخری مصرع جو نعت ہے۔ چوں کہ زید کا کہنا ہے سرکار کی نعت کو حمد خدا کہہ کر شاعر نے کفر بک دیا ہے۔ اب آپ براے کرام تفصیلی جواب دے کر مشکور کریں۔

**الجواب**

مصنوع کی تعریف اصل میں صانع کی تعریف ہے۔ کوئی چیز قابل تعریف بنتی ہے تو وہ بنانے والے کا کمال

ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں جتنے بھی کمالات ہیں وہ سب اللہ عز وجل کے پیدا کردہ وعطا فرمودہ ہیں۔ اس لحاظ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف حقیقت میں اللہ عز وجل کی حمد ہے کہ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسی جامع کمالات ذات کو بنایا۔ اس اعتبار سے اس شعر کا معنی درست ہے، اسے کفر کہنا جہالت ہے۔ جس نے اس کو کفر کہا اس پر توبہ فرض ہے۔ پہلا شعر بھی درست ہے، اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ ظاہر دنیا میں کسی سے کچھ پڑھا لکھا نہیں۔ اسی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسما میں سے ایک اسم ”اُمی“ بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## ایک شعر کے متعلق سوال۔

مسئولہ: فاروق احمد ہوسپٹل روڈ، کمرہٹی، کلکتہ، بنگال۔ ۱۹/شوال ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ زید جو کہ ایک نعت خواں ہے، اسٹیج پر اکابر علمائے کرام کی موجودگی میں نعت کا یہ شعر پڑھتا ہے۔ ایک روز مسجد نبوی میں سرکار نے کہا تھا ایمان جو لائیں گے عمر تو کیسا لگے گا بکر کا اعتراض ہے کہ یہ شعر تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں سراسر لفاظی ہے جو شرعی نقطہ نظر سے درست نہیں۔ کیا بکر کا یہ اعتراض درست ہے؟ واضح ہو کہ علما میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا، جس کا مطلب خاموش رضا مندی ہی ہو سکتا ہے، ورنہ علما فوراً اعتراض کرتے۔ ایسے صورت میں زید اور دوسرے علما پر شرعی گرفت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

## الجواب

اس شعر میں دو غلطیاں ہیں۔ اس شعر کے پہلے مصرعہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد بلکہ نعت خواں کے مزعمومہ کے مطابق اس وقت تک جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان نہیں لائے تھے، یہ غلط ہے۔ سیدنا فاروق اعظم عمر رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ مسجد نبوی کی تعمیر سے بہت پہلے اسلام کے ابتدائی دور میں مکہ معظمہ میں ایمان لائے تھے۔ ایمان لانے والوں میں آپ کا چالیسواں نمبر ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کبھی نہیں فرمایا: ”ایمان جو لائیں گے عمر تو کیسا لگے گا“۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا ہے۔ یہ شاعر یقیناً اس حدیث:

”من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده“ جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں

من النار۔“ (۱) بنائے گا۔

کا مصداق ہے۔ اس شاعر پر بھی توبہ فرض ہے، اور ان علما پر بھی جو اسٹیج پر بیٹھے تھے۔ حدیث میں

﴿۱﴾ مسلم شریف، کتاب الایمان، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج: ۱، ص: ۷، مطبوعہ فاروقیہ

ہے: الساکت عن الحق شیطان اخرس۔“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کو خاکساروں کا خاکسار کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: نوجوانان اہل سنت و جماعت، ادونی - ۱۹/شوال ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و مفتیان شریعت کہ مندرجہ ذیل صلاۃ و سلام پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ چونکہ اس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاکسار، کو ہسار اور آبشار وغیرہ کہا گیا ہے۔

خاکساروں کے خاکسار سلام شہر یاروں کے شہر یار سلام  
کون سا غم ہے کہ نہیں ٹوٹا استقامت کے کوہسار سلام  
دشمنوں کو بھی ماننا ہی پڑا اے صداقت کے آبشار سلام  
اے امین کلام ربانی اے خدا کے راز دار سلام  
دل محبت سے جیتنے والے نرم لہجے کے شاہکار سلام  
زندگی بخش دی زمانے کو اے زمانے کے تاجدار سلام  
آبرو حشر میں بچا لیو اے شفاعت کے تاجدار سلام  
ہے شفیق کی بھی یہی حسرت ہو قبول اس کا عاجزانہ سلام  
زید کہتا ہے کہ مذکورہ سلام میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہو رہی ہے، لہذا نہ پڑھا جائے۔ بکر  
کہتا ہے کہ مذکورہ سلام میں کوئی تحقیر و توہین نہیں ہے، لہذا سلام پڑھا جائے۔  
دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ سلام پڑھا جائے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

### الجواب

اس نظم میں کوئی شرعی قباحت نہیں، خاکسار کے معنی عاجزی فروتنی کرنے والا ہے۔ خاکساروں کے خاکسار کا مطلب یہ ہوا کہ سارے تواضع فروتنی کرنے والوں میں سب سے زیادہ تواضع فروتنی کرنے والے۔ کہسار کے معنی ہوتا ہے پہاڑ۔ مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استقامت میں پہاڑ کی طرح اٹل تھے۔ آبشار کا معنی چشمہ۔ صداقت کے آبشار کا مطلب یہ ہوا کہ سچائی کے سرچشمہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### ایک شعر کی توجیہ۔

مسئلہ: رضی الدین رضوی، خطیب و امام مسجد ابراہیمیہ، کٹی باڑی، دھارواری بمبئی - ۲۷/ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک صوفی صاحب کی قیادت میں ایک جلسہ منعقد

ہوا، جس میں نعت کے یہ شعر پڑھے گئے۔

مالک کائنات سے وارث کائنات نے      ورثہ خاص لے لیا، ورثہ عام لے لیا  
عرش پہ اولیں بنے، فرش پہ آخر الزماں      یہ بھی مقام لے لیا، وہ بھی مقام لے لیا  
یہ دونوں شعر صحیح ہیں یا غلط۔ اگر غلط ہیں تو پڑھنے والے اور اس کی تائید کرنے والوں کے لیے حکم شرع کیا ہے؟

### الجواب

یہ دونوں شعر صحیح ہیں، وارث بہ معنی مالک، خود قرآن کریم میں وارد ہے، ارشاد ہے:  
”أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ“ (۱) کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔  
وارث میں صرف یہ ملحوظ ہوتا ہے کہ دوسرے کی نیابت میں وہ مالک ہوتا ہے، اسی طرح اس شعر میں ورثہ بہ معنی حصہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### چند نعتیہ اشعار کے متعلق سوال۔

مسئولہ: ڈاکٹر غلام رسول، نزد مکن کنواں، ڈاک خانہ، گودھرا، گجرات۔ ۲۴/۲ ذوقعدہ ۱۴۰۶ھ

﴿مسئلہ﴾ مقام گودھرا میں معماروں کی مسجد میں ماہ رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں ہر چار رکعت کے بعد جناب عبدالحکیم صاحب اشرفی متفرق شعر کا نعتیہ کلام پڑھتے ہیں۔ یہ کلام بہ طور دعا پڑھا جاتا ہے۔ اس سال رمضان المبارک میں راز الہ آبادی کا ایک نعتیہ کلام جس کی تفصیل حسب ذیل ہے، پڑھا گیا تو جناب عبد الکریم نامی صاحب نے یہ اعتراض اٹھایا کہ یہ کلام پڑھنے اور اس پر آمین کہنے سے کفر عائد ہوتا ہے۔ پوری نعت یوں رقم ہے۔

### عنوان نعت۔۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

متاع دیں کو ہم کیسے بچائیں یا رسول اللہ      ہمیں گھیرے ہیں اب کافر گھٹائیں یا رسول اللہ  
اگر قسمت سے تم کو دیکھ پائیں یا رسول اللہ      یہ مہر و ماہ بھی قربان جائیں یا رسول اللہ  
ہمارا ایک سجدہ بھی نہیں مقبول ہو سکتا      نمازوں میں جو تم کو بھول جائیں یا رسول اللہ  
مرا ایمان تو یہ ہے یقیناً آپ سنتے ہیں      مرے ٹوٹے دل کی صدائیں یا رسول اللہ  
غموں کی دھوپ میں جلتی ہے کب سے زندگی اپنی      کب آئیں گی مدینے سے گھٹائیں یا رسول اللہ  
سگِ طیبہ سمجھ کر ہی پڑا رہنے دو طیبہ میں      کہاں تک ٹھوکریں درد کی کھائیں یا رسول اللہ  
مرے مرشد مدینے کو چلیں جب حاضری دینے      انہیں کے ساتھ مجھ کو بھی بلائیں یا رسول اللہ

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ الانبیاء، آیت: ۱۰۵، پ: ۱۷



ہم ایسے راز لاکھوں ہوں تو تم سے چھپ نہیں سکتے ہم اپنا راز تم سے کیا چھپائیں یا رسول اللہ (حوالہ کتاب، بارش رحمت، اعجاز بک ڈپو، ہوڑہ) کیا واقعی تحریر کردہ نعت میں ایسے کوئی اشعار ہیں جن سے کفر عائد ہوتا ہے؟ اگر کفر عائد نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں ایسے اعتراض کرنے والے پر کفر لوٹ جاتا ہے یا نہیں، اور اگر وہ تائب نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

### الجواب

ان نعتیہ اشعار میں کفر تو بہت دور ہے کوئی ایسی بات نہیں جو نامناسب ہو، جس شخص نے ان اشعار کو کفر و شرک کہا وہ شخص خود کافر ہو گیا۔ آپ لوگوں پر لازم تھا کہ اس سے پوچھتے کہ اس میں کیا کفر و شرک ہے۔ اہل سنت و جماعت کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیاوی جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور امت کے احوال سے باخبر۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”سلوک اقرب السبیل“ میں فرماتے ہیں:

”باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ درمیان علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحقیقت حیات و بلا شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی اند و بر احوال امت حاضر و ناظر اند۔“

”یعنی اس کے باوجود کہ امت میں بہت زیادہ اختلافات ہیں اس مسئلہ میں کسی ایک کا کوئی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقی حیات کے ساتھ بغیر کسی مجاز و تاویل کے زندہ اور باقی ہیں، اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں۔“ حضرت ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں:

”روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک ہر حاضرۃ فی بیوت جمیع اہل الاسلام۔“ (۱) مسلمان کے گھر میں حاضر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جو بات حضور نے نہ فرمائی ہو اسے حضور کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔

کوہ صفا سے عام کفار کے لیے حضور سے دعا کرنا ثابت نہیں،

یہ کہنا کیسا ہے کہ خدائے تعالیٰ بتوں سے برتر و بالا ہے

مسئولہ: تنویر احمد، پورہ رانی، مبارک پور، اعظم گڑھ (یو. پی.) - ۴-۲۲ رجب الآخر ۱۴۱۹ھ



صفا سے دی پیہر نے صدایہ اہل مکہ کو

بتوں کو مت مانو خدا، بتوں کو مت مانو خدا  
 ارے یہ بت پرستی چھوڑ دو تم خدا یکتا ہے، اب تو مان لو تم  
 پکڑ لو سچا راستہ، پکڑ لو سچا راستہ  
 خدا کا برگزیدہ ہوں پیغمبر بتوں سے جو ہے بالا اور برتر  
 عبادت اُس کی ہے روا، عبادت اس کی ہے روا  
 مجھے بھیجا ہے دنیا میں اُسی نے یہ لوگوں سے کہا میرے نبی نے  
 پڑھو تم سب کلمہ مرا، پڑھو تم سب کلمہ مرا  
 یہی ہے جادہ حق جان لو تم نشان منزل کا اب پہچان لو تم  
 اندھیرے سے نکلو ذرا، اندھیرے سے نکلو ذرا  
 نہ لاؤ گے اگر ایمان لوگو مٹے گی آپ کی پہچان لوگو  
 یہ شہرت بھی ہوگی فنا، یہ شہرت بھی ہوگی فنا  
 عذاب اللہ کی جانب سے ہوگا خدا کا قہر نازل تم پہ ہوگا  
 بڑی مشکل ہوگی سزا، بڑی مشکل ہوگی سزا  
 مگر شاہ ہدیٰ کی سن کے باتیں نہایت سرخ ہوا ٹھیں وہ آنکھیں  
 کہ جن میں غصہ تھا بھرا، کہ جن میں غصہ تھا بھرا  
 خفا سرکار سے سب لوگ ہو کر چلے راہوں میں اپنی خار بو کر  
 نبی کو گالی بھی دیا، نبی کو گالی بھی دیا  
 اٹھائے ہاتھ سرور نے دعا کو خدایا بخش دے ان کی خطا کو  
 ہوئی نادانی میں خطا، ہوئی نادانی میں خطا  
 یہی مہتاب تھی تبلیغ پہلی صد احب حق کی کانوں میں تھی گونجی  
 ہوا باطل کا خاتمہ، ہوا باطل کا خاتمہ  
 ان اشعار کا پڑھنا درست ہے یا نہیں، جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

اس نظم کا یہ مصرع: ”بتوں سے ہے جو بالا اور برتر“ اس موقع پر پڑھنا یوں غلط ہے کہ جب کوہ صفا پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش کو جمع کر کے فرمایا تھا تو مصرع مذکورہ کے ہم معنی کوئی جملہ نہیں ارشاد فرمایا تھا اور جو بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو اسے یہ کہنا کہ حضور نے فرمایا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

پر جھوٹ باندھنا ہے اور جہنم کا مستحق بننا ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”من یقل علی مالم اقل فلیتبوا مقعده من النار.“ (۱)  
جس نے وہ بات میری طرف منسوب کی جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

علاوہ ازیں اس میں معنوی خرابی بھی ہے، جب دو چیزوں کے موازنے کے موقع پر یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں سے برتر ہے تو اس کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جس چیز میں موازنہ ہے وہ دونوں میں پائی جائے۔ مثلاً کسی نے کہا زید عمر سے علم میں برتر و بالا ہے۔ یہ اس وقت کہنا صحیح ہوگا، جب عمر و بھی عالم ہو اور زید بھی۔ جب شاعر نے یہ کہا کہ خدا بتوں سے برتر و بالا ہے تو اس کے لیے لازم کہ جس وصف میں اللہ عز و جل کو بتوں سے برتر و بالا کہا گیا ہے وہ وصف بتوں میں بھی پایا جائے اور اللہ عز و جل کا کوئی وصف بتوں میں ماننا کفر ہے۔ اس مصرع کا یہ پہلو منجر الی الکفر ہے۔ اول وہلہ میں ذہن اسی طرف جاتا ہے، اس لیے ایسا مصرع پڑھنے سے بچنا لازم ہے۔ مگر اس کا ایک معنی صحیح بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ عز و جل سارے موجودات سے اعظم و اکبر و اجل ہے، جس پر مشہور جملہ ”اللہ اکبر“ شاہد ہے اور موجودات میں بت بھی داخل، اس طور پر یقیناً حتماً اللہ تعالیٰ بتوں سے اعظم و اکبر و اعلیٰ ہے۔ اگر شاعر نے اس نیت سے کہا تو اس پر کوئی الزام نہیں۔ لیکن چوں کہ اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوئی جملہ نہیں فرمایا ہے جس کا معنی وہ ہو جو اس مصرع میں مذکور ہے، اس لیے یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا ہوا جو گناہ کبیرہ ہے۔ اور جہنم میں لے جانے والا ہے۔ اسی طرح اس نظم کا اخیر حصہ:

اٹھائے ہاتھ سرور نے دعا کو  
خدا یا بخش دے ان کی خطا کو  
ہوئی نادانی میں خطا، ہوئی نادانی میں خطا

یہ بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا ہے، اس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائے مذکور نہیں کی تھی۔ بلکہ عام کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی کوئی روایت نہیں۔ اس لیے شاعر پر، قوال پر اور جن لوگوں نے اسے سن کر پسند کیا ان سب پر بہر حال توبہ واجب ہے اور اس کا اعلان بھی کہ اس نظم میں یہ دو باتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی تھیں۔ اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## چند اشعار کے متعلق سوال۔ خدا و رسول کو ایک کہنا کفر ہے۔

مسئلہ: معزالدين، مقام مصري گنج، حيدرآباد-۲۴ جمادى الآخرة ۱۴۱۲ھ

حضرت مفتی اہل سنت محمد شریف الحق امجدی مدظلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد قدم بوسی عرض خدمت یہ ہے ایک مندرجہ ذیل نعت روزنامہ ریاست حیدرآباد میں مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۹۱ء کو شائع ہوئی۔ اس نعت کی بابت براہ کرم اسلامی فکر و نظر اور عقیدہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔

محمد خدا ہے، خدا کا خلاصہ علی ہے محمد	حقیقت محمد کی کیا کوئی جانے
بہ ظاہر بشر کی تو وہ حیثیت ہیں	محمد کے جلوؤں سے روشن ہے دنیا
یہ رمز طریقت کو کیا کوئی جانے	محمد نہ ہوتے تو دنیا نہ ہوتی
خدا مجھ میں ہے اور محمد ہے مجھ میں	کہو بے جھجک سائیں اہل نظر سے
احد کا خلاصہ علی ہے محمد	خدا سے کہو کب جدا ہے محمد
بہ باطن خدا ہی خدا ہے محمد	احد احمد و مصطفیٰ ہے محمد
سوا سے سوا ماسوا ہے محمد	عیاں اس سے ہے دیکھو کیا ہے محمد
میرے آئینہ کی ضیا ہے محمد	تجلی نور خدا ہے محمد

نتیجہ افکار: محمد عبدالصمد سائیں مرزائی چشتی و قلندری

نوٹ:- اس نعت کی فوٹو بھی حاضر خدمت ہے۔ امید کہ حضرت قبلہ جس طرح میری بارہا علمی سرپرستی اور شرعی رہنمائی کیے ہیں اور متعدد فتوے احقر کے طلب کرنے پر عنایت فرمائے ہیں، اسی طرح اس مرتبہ اس سائل کو سرفراز فرمائیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ بخاری شریف کی شرح لکھنے کے اہم کام میں مصروف ہیں، مگر کیا کروں میں بھی مجبور ہوں کہ مجھے آپ ہی کی رہنمائی سے تشفی ہوگی۔

### الجواب

اس نظم کے تین مصرعوں پر نشان لگے ہوئے ہیں وہ سب قابل اعتراض ہیں، ان میں سے یہ مصرع:

محمد خدا ہے، خدا کا خلاصہ علی ہے محمد	احد کا خلاصہ علی ہے محمد
بہ ظاہر بشر کی تو وہ حیثیت ہیں	بہ باطن خدا ہی خدا ہے محمد

جس پر لکیر کھینچی ہوئی ہے، شرک خالص اور کفر صریح ہے۔ اس کا قائل، اسے حق سمجھ کر پڑھنے والے، اسے سن کر پسند کرنے والے، سب کافر، مشرک، اسلام سے خارج ہیں۔ ان کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، ان سب کی بیویاں ان کے نکاح سے نکل گئیں، یہ اگر کسی کے مرید تھے تو ان سب کی بیعت فسخ ہو گئی۔



ان سب پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر اس کفر و شرک سے توبہ کریں، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہوں، ان میں جو بیوی والے ہیں وہ اپنی بیویوں سے دوبارہ نئے مہر کے ساتھ نکاح کریں اور کسی جامع شرائط پیر سے دوبارہ مرید ہوں۔ اگر یہ لوگ ایسا کر لیں، فہما، ورنہ ان سے میل جول، سلام کلام، خور و نوش حرام و گناہ۔ اگر اسی حال میں مرجائیں تو ان کے کفن دفن، جنازے میں شرکت حرام و گناہ۔

خدا اور محمد ایک نہیں دو ہیں۔ اللہ عز وجل خالق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق۔ وہ معبود ہے اور یہ عبد۔ وہ قدیم ہے اور یہ حادث۔ وہ واجب ہے یہ ممکن، وہ غیر متناہی ہے اور یہ متناہی۔ اس کی ذات و جملہ صفات ذاتی اور ان کی ذات و جملہ صفات عطائی، جس پر قرآن مجید کی ایک نہیں سیکڑوں آیتیں دلالت کر رہی ہیں: ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ (۱) اور ارشاد ہوا: ”إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ“ (۲) اور فرمایا: ”إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ“ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ“ (۳) اور فرمایا: ”هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ“ (۴) اور فرمایا: ”مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ (۵)

یہ سب آیتیں صراحتہً بتا رہی ہیں کہ اللہ عز وجل اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ایک نہیں۔ ان مصرعوں میں ان تمام آیتوں کے قطعی مفہوم کا انکار کیا گیا ہے۔ یہ جب اللہ عز وجل اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک مانتا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معبود بھی جانتا ہوگا، اور غیر خدا کو معبود جاننا شرک اور قرآن مجید کی صدہا آیتوں کا انکار کرنے والا، قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کفر اور انکار کرنے والا کافر چہ جائے کہ صدہا آیتوں کا کوئی انکار کرنے والا۔ کافروں منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا:

”وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّتَّ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ“ (۶) ان میں سے کوئی مرجائے تو ان کی کبھی بھی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

حدیث میں بد مذہبوں کے بارے میں فرمایا:

”فَلَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تَوَاكَلُوهُمْ وَلَا تَصَلُّوْا عَلَيْهِمْ“ (۷) نہ ان کے پاس اٹھ بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔

رواہ العقیلی و ابن حبان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فی رواية ولا تناکحوهم۔ اور

﴿۱﴾ قرآن مجید، پ: ۱۷، سورة الانبياء، آیت: ۱۰۷

﴿۲﴾ قرآن مجید، پ: ۲۲، سورة الاحزاب، آیت: ۴۵۔

﴿۳﴾ قرآن مجید، پ: ۳۰، سورة الكوثر، آیت: ۱-۲

﴿۴﴾ قرآن مجید، پ: ۲۶، سورة الفتح، آیت: ۲۸

﴿۵﴾ قرآن مجید، پ: ۲۶، سورة الفتح، آیت: ۲۹

﴿۶﴾ قرآن مجید، پ: ۱۰، سورة التوبة، آیت: ۸۴

﴿۷﴾ المستدرک للحاکم، ص: ۶۳۲، ج: ۳

ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔ اور یہ مصرع: ”خدا مجھ میں ہے اور محمد ہے مجھ میں“۔ یہ مصرع بھی اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے کفر، کیوں کہ اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ خدا عز وجل قائل کے اندر حلول کیے ہوئے ہے۔ یہ صریح کفر اور اسے لازم کہ اللہ عز وجل محدود ہو اور وہ بھی اتنا مختصر کہ انسان میں گھس آیا اور یہ قرآن مجید کا صریح انکار۔ ارشاد ہے: ”إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ۔“ (۱) اور فرمایا: ”وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا۔“ (۲) اس کی وجہ سے بھی قائل وغیرہ پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم۔ درمختار میں ہے: ”وما فيه خلاف يومر بالتوبة والاستغفار و تجديد النكاح۔“ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ایک شعر کے متعلق سوال کا جواب

مسئولہ: مولوی حکیم نثار احمد، پیگاپور، سلطان پور، (یو. پی.)۔ ۱۶/ صفر ۱۴۱۹ھ

حضور سرور کائنات فخر موجودات کی شان اقدس میں نعت شریف کا یہ مصرع: ”ڈوبا ہوا سورج لوٹنا سب کے بس کی بات نہیں“ از روئے شرع کسی قباحت کا حامل تو نہیں؟

مسئلہ

الجواب  
یہ مصرع بالکل صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ”لو لاک لما خلقت الافلاک“ حدیث ہے یا نہیں؟

مسئولہ: احمد حسین رضوی، مدرسہ شمس العلوم، مکند گڑھ، جھنجھنوں، راجستھان۔ ۱۹/ رجب ۱۴۱۸ھ

مسئلہ حدیث پاک (۱) ”لو لاک لما خلقت الافلاک“۔۔۔ (۲) ”لو لا محمد و امتہ لما خلقت الجنة والنار الخ“۔۔۔ کے متعلق زید کہتا ہے کہ یہ دونوں احادیث موضوع من گڑھت ہیں، صحاح ستہ میں نہیں اور نہ ہی حدیث کی کسی مستند کتاب میں۔ نیز زید کہتا ہے کہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ حدیثیں موضوع ہیں یا مرفوع یا مقطوع؟ اور یہ کہ حدیث کی کسی مستند کتاب میں یہ احادیث ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ کیا حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے اسے کیا واقعی موضوع قرار دیا ہے؟ براہ کرم جواب مع حوالہ و اسانید عنایت فرمائیں۔

۱۔ قرآن مجید، پ: ۲۵، سورة حم السجدة، آیت: ۵۴

۲۔ قرآن مجید، پ: ۵، سورة النساء، آیت: ۱۲۶

۳۔ در مختار، ص: ۳۹۰، ج: ۶، کتاب الجہاد، باب المرتد، دار الکتب العلمیہ، لبنان

## الجواب

حضرت ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں صرف حدیث: ”لو لاک لما خلقت الافلاک“ (۱) کے بارے میں صنعانی کا قول نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس کو موضوع کہا، اپنی کوئی تحقیق ذکر نہیں کی ہے، بلکہ فرمایا: ”لکن معناه صحیح فقد روى الديلمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً اتانی جبریل فقال یا محمد لو لاک لما خلقت الجنة و لو لاک لما خلقت النار و فی رواية ابن عساکر لو لاک لما خلقت الدنيا“ (۲)

آپ نے دوسری حدیث جن الفاظ میں لکھی ہیں ان کے بارے میں حضرت ملا علی قاری نے کچھ بھی نہیں لکھا ہے بلکہ مذکورہ بالا روایت سے ظاہر ہے ”لو لاک لما خلقت الجنة لو لاک لما خلقت النار لو لاک لما خلقت الدنيا“ (۳) مستند ہے۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس موضوع پر یعنی احادیث لولاک کی تخریج پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ آپ اس کا مطالعہ کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا حضور نے اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کیا تھا کہ تو نے کیوں آدم کو جنت میں بھیجا اور مجھے زمین میں؟

مسئولہ: عبدالخلیل، اڈکیگرے، سی ایس پورہ، ضلع نمکور، کرناٹک

﴿مسئلہ﴾ ہمارے آقا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے حکم سے رجب کی ستائیس تاریخ کی شب معراج میں اللہ تعالیٰ کے حضور جلوہ گر ہوئے تھے۔ اس وقت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سوال کیا کہ یا اللہ تو حضرت آدم علیہ السلام کو بنا کر جنت میں بھیجا اور مجھے پیدا کر کے دنیا میں بھیجا، ایسا کیوں؟ اس مضمون کو تبلیغی جماعت والے ایک شخص نے اپنی تقریر میں جمعہ کے دن بیان کیا۔ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سوال اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی زبان پاک سے ادا کیے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اس کا تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہان میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

## الجواب

یہ روایت اب تک میری نظر سے کسی کتاب میں نہیں گزری ہے۔ بہ ظاہر یہ موضوع معلوم ہوتی ہے۔ یہ

﴿۱﴾ موضوعات کبیر، ص: ۵۹

﴿۲﴾ موضوعات کبیر، ص: ۵۹

﴿۳﴾ موضوعات کبیر، ص: ۵۹

سوال ہی مہمل ہے۔ اس تبلیغی جماعت والے سے پکڑ کر پوچھیں کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے؟ یقین مانیے اس نے اس کو خود گڑھا ہے اور بہ حکم حدیث جہنمی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”من کذب علی متعمداً فلیتبعوا مقعده“ جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں من النار۔“ (۱)

اس جہنمی تبلیغی کو اپنا امام بنانا گناہ، اس کے پیچھے نماز پڑھنا نمازوں کو برباد کرنا ہے۔ اس کو بلاتا خیر امامت سے الگ کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ”علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل“ حدیث ہے

مسئلہ: محمد صدیق، ہیٹ کلرک، ٹی سی سیکشن، سی سی ایس آفس ان اسی ریلوے گورکھپور۔ ۱۸/۱۸ رمضان ۱۴۰۱ھ

محترم! سلام مسنون۔ جناب کی خدمت میں اپنے چھوٹے بچے حسن خالد جو گورکھپور میں سینٹ جوزف اسکول میں انگلش میڈیم کا طالب علم ہے اور دینی معلومات کا انتہائی اشتیاق مند ہے، اس کا مندرجہ ذیل حدیث سے تعلق رکھنے والا سوال برائے استفتا ارسال کر رہا ہوں، توجہ فرمائیں۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ بعض اولیائے کرام (علمائے کرام) قوم بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثل ہیں۔ یہ حدیث عربی میں مع ترجمہ اردو مصدقہ حوالہ تفصیل ارسال فرمائیں۔

## الجواب

ہاں یہ حدیث صحیح ہے:

”علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔“ میری امت کے علمائے اسرائیل کے انبیاء کے مثل ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں یہ طریقہ تھا کہ ایک نبی کے تشریف لے جانے کے بعد دوسرا نبی اس کی جگہ تشریف لاتا اور قوم کی ہدایت کرتا، ان کے دین و ایمان کی حفاظت کرتا، اور ہر قوم کے جدا جدا نبی ہوتے۔ ایک ایک وقت میں کثیر انبیاء کرام موجود ہوتے تھے اور یہ سب شریعت موسوی کے پابند اور اس کے محافظ تھے، سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چوں کہ خاتم النبیین ہیں، حضور کے بعد اور کوئی نبی پیدا نہ ہوگا تو جیسے کہ بنی اسرائیل میں انبیاء شریعت موسوی کی حفاظت کا کام انجام دیتے تھے اسی طرح میری امت کے علمائے میری شریعت کی حفاظت کریں گے اور مخلوق کو ہدایت کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



## ایک حدیث کے متعلق سوال

مسئولہ: خلیفہ پاشا قادری، کرناٹک - ۲۹ جمادی الآخر، ۱۴۲۰ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں: یہ حدیث جو لکھی گئی ہے، کیا یہ ٹھیک ہے، کیا اس میں سید "سادات کرام" کی بے حرمتی نہیں ہوگی؟ اس کا اصل معنی و مطلب کیا ہے، معلوم کرائیں اور اس طرح کے اشتہارات سنی مساجد میں لگانا کیسا ہے؟

حدیث: عن عبد الله بن عمر قال كنا قعوداً عند النبي صلى الله عليه وسلم فذكر الفتن فأكثر في ذكرها حتى ذكر فتنة الاحلاس قال قال وما فتنة الاحلاس قال هرب و حرب ثم فتنة السراء دختها من تحت قد في رجل من اهل بيتي يزعم انه مني و ليس مني انما اوليائي المتقون. (الحديث)

### الجواب

یہ حدیث صحیح ہے۔ مشکوٰۃ میں ص: ۴۶۴ پر ابو داؤد کے حوالہ سے مذکور ہے۔ ابو داؤد کے علاوہ یہ حدیث امام حاکم نے مستدرک میں بافاضات صحیح ذکر فرمائی۔ امام منذری نے بھی۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر اس حدیث کی تصدیق ضروری ہے، کسی کی توہین ہو یا تذلیل۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو ایسا ہو کر رہے گا، بلکہ ہو رہا ہے۔ روافض کے سارے سرغنہ اپنے آپ کو سید کہتے ہیں۔ ہندوستان میں وہابیت، غیر مقلدیت، دیوبندیت اور مودودیت کا بیج بونے والے اسماعیل دہلوی کا پیر بھی اپنے آپ کو سید کہتا تھا۔ اور جہاں تک شجرہ نسب کی بات ہے تو اس کا شجرہ نسب درست بھی ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث غلط بیان کرنے والے پر توبہ فرض ہے۔

یہ روایت کیسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کو اپنے نور سے پیدا فرمایا

مسئولہ: محمد سمین القادری، دارالعلوم انوار مصطفیٰ، سالوہ، کھمبات، گھیرا، گجرات - ۴ رجب، ۱۴۱۳ھ

**مسئلہ** ۱) زید تقریر کر رہا تھا دوران تقریر حدیث پاک کا تذکرہ کیا جن کے الفاظ یہ ہیں: "ان النبی ادم بین الماء و الطین." تو یہ حدیث کے الفاظ کہاں تک غلط ہیں، کہاں تک صحیح؟

۲) مندرجہ بالا حدیث کا ترجمہ نہ بیان کر کے اس کی تشریح یوں بیان کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ زید صریح

لفظوں میں بول رہا تھا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ ساتھ مولائے کائنات حضرت علی رضاه عنہ کا بھی نور موجود تھا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبوت بانٹ رہے تھے، اور مولائے کائنات ولایت۔ یہ مندرجہ کلمات زید کے ہیں تو زید کے بارے میں کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں؟

### الجواب

① یہ جملہ حدیث نہیں، حدیث یوں ہے: کنت نبیاً و آدم لمنجدل فی طینتہ۔<sup>(۱)</sup> زید پر توبہ فرض ہے کہ اس نے غیر حدیث کو حدیث کہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② یہ بھی زید کی من گڑھت اور افترا ہے، اور افضیوں کی بکواس کی اشاعت، اس نے حضرت علی کے بارے میں جو کچھ کہا اس سے بالتفصیل اس پر توبہ واجب ورنہ اس کا ٹھکانہ جہنم۔ اللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا امام بخاری نے ساری حدیثیں حضور سے دریافت کر کے لکھی ہیں؟

### الہام حجت نہیں

مسئلہ: علی محمد عمر، خطیب امام درگاہ مسجد، داد بستی - ۲۳/رجب، ۱۴۱۰ھ

① زید کا کہنا ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ جب کبھی کوئی حدیث نقل فرماتے تو لکھنے سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت فرماتے کہ اے آقا! یہ آپ کا ارشاد ہے تو جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے کہ ہاں یہ میرا ارشاد ہے تو اس قول کو امام بخاری علیہ الرحمہ نقل فرماتے۔ اسی طرح انھوں نے ساری احادیث کریمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت فرما کے لکھیں۔ اب اس صورت میں زید کا یہ کہنا ہے اس سے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی نقل شدہ احادیث جو انھوں نے نقل فرمائی ہیں، سب کے سب احادیث صحیحہ ہو جائیں۔ اس لیے کہ درمیان میں کسی راوی کا دخل بھی نہیں ہے کہ ضعیف وغیرہ کا احتمال ہو۔ حالاں کہ بخاری شریف میں صحیح احادیث کے علاوہ اور بھی احادیث مذکور ہیں۔ تو اب مذکور واقعہ کا کیا مطلب ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعة اللمعات میں یہ روایت نقل کی ہے کہ امام بخاری احادیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش فرماتے۔ جس کے بارے میں انھیں یقین ہو جاتا۔ خواہ واقعہ میں یا الہام سے کہ اس کے بارے میں حضور کی اجازت ہے تو اسے لکھتے۔ یہ خود خبر واحد ہے۔ نیز ایک باطنی چیز ہے جو

کسی چیز کی فضیلت کے لیے تو مفید ہے۔ مگر احکام شرعیہ کی بنیاد کے لیے کافی نہیں۔ علما نے تصریح کی ہے کہ الہام حجت نہیں۔ اس لیے اس واقعہ کو اس کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا کہ بخاری شریف کی تمام احادیث صحیح ہیں، اور حجت ہیں۔ بخاری شریف کی احادیث پر جو نقد و جرح ہے وہ دلائل شرعیہ سے ہے جس کے مقابلے میں عالم واقعہ یا الہام کی بات دلیل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**میری امت تہتر مذہب میں بٹ جائے گی، اس حدیث میں مذہب سے کیا مراد ہے؟ ائمہ اربعہ کا عقائد میں کوئی اختلاف نہیں؟**

مسئلہ: معراج علی، ادریس، سیٹھ چال کھولی نمبر ۳، غیبی نگر بھونڈی، تھانہ (مہاراشٹر) - ۱۸/۱۱/۱۴۰۰ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے حق اس مسئلہ میں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت تہتر مذہب میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذہب والے ناری اور جہنمی ہوں گے۔ (انوار الحدیث: ص: ۴۳) اب سوال یہ ہے کہ مذہب سے مراد کیا ہے، اور مذہب کسے کہتے ہیں؟ اور یہ چار مصلے جو ہیں ان کو فرقہ کہا جائے یا مذہب یا مصلے ہی پر مبنی ہے۔ اور اگر یہ چاروں مصلے پر ہی مبنی ہیں تو یہ تہتر مذہب کون سے ہیں؟

### الجواب

حدیث میں جو فرمایا گیا کہ میری امت میں تہتر فرقے یا مذہب ہوں گے ایک کے سوا بقیہ جہنمی اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے عقائد میں اختلاف ہوگا۔ ان میں سے بہتر ایسے عقیدہ رکھتے ہوں گے۔ جن کی بنا پر وہ گمراہ ہوں گے اور گمراہی کی وجہ سے جہنمی ہوں گے۔ ایک کا عقیدہ صحیح ہوگا، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ ان چاروں کے عقائد میں کوئی اختلاف نہیں، ان چاروں کے عقائد ایک ہیں اختلاف چند فروعی احکام میں ہیں۔ عقائد میں سب متفق ہیں اس لیے یہ چاروں ایک ہی فرقہ ایک ہی مذہب اہل سنت و جماعت ہیں۔ مذہب کا عرف میں دو اطلاق ہے ایک یہ کہ کسی مخصوص عقیدے کو مذہب بولتے ہیں، دوسرا کسی مخصوص طریقہ کار کو بھی مذہب کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**مطلقاً احادیث کے بارے میں تدبذب رکھنے والا شخص گمراہ ہے**

مسئلہ: ۳۰/ محرم ۱۳۸۵ھ/ ۳/ جون ۱۹۶۵ء

**مسئلہ** جو شخص احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تدبذب خیالات رکھے اس کے لیے

شریعت کا کیا حکم ہے؟

**الجواب**

جو شخص مطلقاً احادیث کے بارے میں تذبذب رکھے وہ گمراہ ہے، بددین ہے اور اگر کسی حدیث مخصوص کے بارے میں ہے تو وہ حدیث ذکر کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شریف الحق۔ رضوی دارالافتاء، بریلی شریف

**حضور سید عالم ﷺ کے معجزات کا مطلق انکار کفر ہے**

مسئلہ: ۳۰ / محرم ۱۳۸۵ھ / ۳ جون ۱۹۶۵ء

**مسئلہ** جو شخص حضور کے معجزات کو جھوٹا کہے اس کے لیے شرع کا کیا حکم ہے؟

**الجواب**

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کا مطلق انکار اور کسی خاص معجزے کے انکار کا حکم اسی وقت بیان کیا جاسکتا ہے جب یہ تصریح ہو کہ اس نے فلاں معجزے کا انکار کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد شریف الحق۔ رضوی دارالافتاء، بریلی شریف

**ابوطالب کے ایمان لانے کی دعا قبول نہیں ہوئی**

مسئلہ: کفیل احمد خاں، بھڑوچ، گجرات - ۱۳ / رجب، ۱۴۱۳ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید عالم نے دوران گفتگو بتلایا کہ حضور کی دعا اللہ تعالیٰ نے ایک بار قبول نہیں کی، کیوں کہ حضور اپنے چچا ابوطالب کے لیے دعا فرما رہے تھے، اس لیے ان کی دعا قبول نہیں ہوئی اور فوراً آیت کریمہ نازل ہوئی سورہ توبہ کی، کیا یہ سچ ہے؟

**الجواب**

یہ روایت صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**ایک موضوع روایت،**

**کیا امام حسین نے مسجد نبوی کے اندر قرآن کے پاروں پر قدم رکھا؟**

مسئلہ: صدر مدرسہ ہاشمیہ، بیجاپور، کرناٹک - ۸ جمادی الاخریٰ، ۱۴۱۲ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک واعظ اپنے وعظ میں



اکثر واقعات کو بیان کرتا ہے جن کی سند موجود نہیں ہوتی اور پوچھنے پر کہ یہ واقعہ کس کتاب میں ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں پڑھا ہوں لیکن مجھے یاد نہیں تو کہنے والوں نے کہا کہ جب آپ کو کتاب کا نام یاد نہیں تو آپ ایسا واقعہ کیوں کہتے ہیں، تو وہ جواب دینے سے قاصر رہا۔ مثلاً واعظ اپنی تقریر میں اکثر یہ واقعہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ چھوٹے تھے، آپ کھیلتے ہوئے مسجد نبوی شریف میں آئے۔ کوئی چیز آپ کے ہاتھ میں نہیں آ رہی تھی تو آپ نے مسجد نبوی شریف میں رکھے ہوئے قرآن مجید کے جدا جدا پاروں کو اوپر رکھ کر ان پاروں پر قدم رکھ کر یعنی چڑھ کر اس چیز کو حاصل کیا۔ جب یہ بات رسول کریم کے دربارزی وقار میں کسی صحابی نے اعتراضاً کہا تو حضور نے فرمایا کہ قرآن پر قرآن رکھنے میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کیا تم حسین کو میرے دوش پر سوار ہوتا نہیں دیکھتے۔ برائے کرام اس واقعہ کے تعلق سے اصلاح بیان کریں کہ یہ کس کتاب میں ہے اور اس کی سند درست ہے یا نہیں اور غیر معتبر واقعات جس کی سند نہیں ہوتی اس کو وعظ یا تقریر یا خطبہ میں بیان کرنا کیسا ہے اور ایسے واعظ کے تعلق سے کیا حکم ہے، جو اس طرح کے غلط واقعات کو بیان کرتا ہے، جس کی کہیں سند کتاب میں موجود نہیں ہوتی۔ برائے کرم کتاب وسنت کی روشنی میں مذکورہ مسئلہ کی وضاحت کریں۔

### الجواب

یہ واقعہ جو سائل نے بیان کیا، سراسر گڑھا ہوا اور جھوٹ ہے۔ یہ کسی انتہائی بے باک رافضی نے گڑھا ہے۔ اس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر بھی جھوٹ باندھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ حضور اقدس کے عہد مبارک میں ابھی قرآن مجید یکجا طور پر لکھا ہی نہیں گیا تھا اور نہ مسجد نبوی میں رکھا گیا تھا، نہ تمیں پاروں کی طرح اس کی تقسیم ہوئی تھی، اس لیے اس کا امکان ہی نہیں کہ مسجد میں پارے رکھے ہوئے ہوں جن کو تہ بہ تہ رکھ کر ان پر حضرت امام حسین چڑھیں اور پھر حضور وہ فرمائیں۔ اس واعظ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا۔ حدیث میں ہے:

”من کذب علی متعمداً فلیتوباً مقعدہ من النار۔“ (۱)

اس قسم کی جھوٹی روایتیں بیان کرنے کے عادی فاسق معطل ہیں اور گمراہ کن۔ انھیں امام بنانا گناہ، ان سے وعظ کہلانا گناہ۔ حدیث میں ہے:

”یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بمالہم تسمعون انتم ولا آباؤکم۔“ (۲)

آخری زمانہ میں جھوٹے دجال ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جن کو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے سنا۔

۱۔ مسلم شریف، ص: ۷۰، ج: ۱، کتاب الایمان، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۸، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

اور فرمایا:

”فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔“ (۱)

بغیر علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے  
اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

تیسری حدیث میں فرمایا:

”کان اثمہ علی من افتاہ۔“ (۲)

اس کا گناہ اس پر ہوگا جو ان سے فتویٰ پوچھے۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

## دو موضوع روایتوں سے متعلق سوال۔

مسئلہ: محمد امیر الحسن قادری، یتیم خانہ صفویہ، کرنیل گنج، گونڈہ (یو. پی.) - ۲۰/ صفر، ۱۴۱۲ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں:

زید ایک مستند عالم، دینی ادارے کا استاذ بھی ہے۔ اس نے اس مفہوم میں ایک حدیث بیان کی کہ قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ایک زمانہ آئے گا، قراء کی کثرت ہوگی، چنانچہ یہ وہی دور ہے۔ تقریباً ہر ادارے سے قاریوں کی فراغت ہوتی ہے اور اس شعبے کا ہر ادارے میں قیام کیا جا رہا ہے، آیا کیا یہ عین حقیقت ہے اور قراء سے مراد کون لوگ ہیں، صرف قاری یا حافظ اور عالم بھی؟

بکر ایک دینی ادارے کے شعبہ پرائمری کا ماسٹر ہے جس نے مشورہ کے سلسلے میں ایک حدیث پیش کی جس کا مفہوم اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ یہودیوں کے کچھ سرغنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مشورہ لینے حاضر ہوئے اور کہا کہ مسلمانوں سے جنگ جیتنے کی کیا صورت ہے؟ اس پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب مسلمان نماز کے لیے کھڑے ہوں تو ان پر حملہ کر دو، کامیاب ہو جاؤ گے۔ جب وہ چلے گئے تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز ہی میں ہم لوگ قتل کر دیے جائیں، اس طرح اسلام اور مسلمانوں کا بڑا نقصان ہوگا۔ یہ سن کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدھے لوگ نماز پڑھیں اور آدھے لوگ جنگ کے لیے تیار رہیں۔ چنانچہ ایک بار دھوکے سے یہودیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ آدھے مسلم مجاہد جو نماز میں مشغول نہیں تھے جنگ لڑے، کامیابی ملی۔ نتیجہً ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ سرکار نے کافروں کو بھی صحیح مشورہ دیا۔ لہذا عرض ہے کہ کیا اس طرح کی کوئی حدیث ہے اور یہ واقعہ کب رونما ہوا؟

سنن ابن ماجہ، ص: ۶، ج: ۱، باب اجتناب الراي والقياس - اشرفی

مشکوٰۃ شریف، ص: ۳۵، کتاب العلم، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

## الجواب

پہلے ایک قاعدہ ذہن نشین رکھیے جو شخص حدیث یا کوئی مضمون کسی کتاب سے بیان کرے تو پہلے اس سے سند مانگی جائے کہ تم نے کس کتاب میں یہ حدیث دیکھی ہے اور اب یہی آپ بھی کیجیے۔ اگر یہ لوگ سند بتادیں تو جس کتاب کا نام بتائیں اسے آپ خود لکھ لیں۔ کسی عالم کا نام بتائیں تو اگر وہ زندہ ہوں تو ان سے دریافت کر لیں۔ قاری صاحب اور ماسٹر صاحب کی بیان کردہ دونوں حدیثیں میں نے ابھی تک نہ کسی کتاب میں دیکھی ہیں اور نہ کسی سے سنی ہیں۔ پہلی حدیث بھی بہ ظاہر موضوع معلوم ہوتی ہے، اس لیے کہ یہ حدیث صحیح اور ثابت کے معارض ہے۔ اس لیے کہ قیامت کی نشانیوں میں یہ فرمایا گیا:

”ان من اشراط الساعة ان يقل العلم و قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم کم ہو  
یظهر الجهل۔“ (۱)

اور ماسٹر کی بیان کی ہوئی حدیث تو یقیناً جعلی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہودیوں سے تین جنگیں ہوئیں، کسی میں نماز کی حالت میں یہودیوں نے حملہ نہیں کیا ہے، نیز جب تک یہودی مدینے میں رہے نماز خوف مشروع نہیں ہوئی تھی۔ ان لوگوں کو بتادیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا اتنا بڑا گناہ کبیرہ ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ماسٹر پر تو یقیناً تو بہ فرض ہے اور قاری اگر سند دکھادیں تو پھر میرے پاس لکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ایک حدیث کے متعلق سوال

مسئولہ: جی باشاہ، متن مارکیٹ، کالیڈھ ہاسپیٹ، بلاری، کرناٹک

مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ میں تمہارے لیے دو چیزوں کو چھوڑ رہا ہوں ایک قرآن اور دوسرے میری سنت۔ یہاں پر کسی کا کہنا ہے کہ سنت نہیں وہاں پر لفظ ”آل“ ہے، یعنی قرآن اور میری آل کو چھوڑ رہا ہوں، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ قرآن کے بعد سنت کا لفظ ہے یا ”آل“ کا۔ اس کی وضاحت فرمائیں۔

## الجواب

روایتیں دونوں کی ہیں۔ سنت بھی ہے عمرۃ بھی ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ”آل“ کا لفظ کسی روایت میں نہیں۔ امام حاکم نے مستدرک میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ترکت فیکم شیئین لن تضلوا  
بعدها کتاب اللہ و سنتی۔“ (۱)  
اور امام احمد نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے معجم میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ فرمایا:

”انی تارک فیکم خلیفتین کتاب  
اللہ جبل ممدود ما بین السماء  
والارض و عترۃ اہل بیٹی۔“ (۲)  
نیز مشکوٰۃ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان  
دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ  
ہو گے، اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔

نیز مشکوٰۃ ہی میں یہ حدیث بھی ہے:  
”و انا تارک فیکم الثقلین اولہما  
کتاب اللہ فیہ الہدیٰ و النور فخذوا  
بکتاب اللہ و استمسکوا بہ فحث  
علی الکتاب و رغب فیہ ثم قال و  
اہل بیٹی اذکرکم اللہ فی اہل بیٹی  
اذکرکم اللہ فی اہل بیٹی۔“ (۳)  
میں تم میں دو وزنی چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان دونوں  
میں پہلے اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے  
تو اللہ کی کتاب کو لو اور اسے مضبوطی سے تھامے رہو۔  
اللہ کی کتاب پر لوگوں کو ابھارا اور اس پر رغبت دلائی پھر  
فرمایا اور میرے اہل بیت، میں اپنے اہل بیت کے  
بارے میں تم کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل  
بیت کے بارے میں تم کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔

اور ان میں منافات نہیں۔ اہل بیت سے مراد امیر المومنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ، سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ  
الزہراء، حضرات حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن ہیں اور  
حضرات حسنین کریمین کی وہ اولاد امجاد جو ثابت النسب مسلمان صحیح العقیدہ سنی ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۳۱، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مجلس برکات

۲۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۶۹، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مجلس برکات

۳۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۳۱، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مجلس برکات

۴۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۶۸، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مجلس برکات



## رمضان المبارک میں جمعہ کے دن کوئی ہیبت آنے کا ذکر حدیث میں ہے

مسئلہ: وجاہت رضا، مدرسہ عربیہ حیاۃ العلوم، توپ خانہ، شاہ گنج، جالون (یو. پی.) - ۲۷ ذوالحجہ، ۱۴۲۰ھ

**مسئلہ** عرض ہے کہ ایک مسئلہ بہت اہم ہو گیا ہے۔ ہوا یہ کہ ایک عالم صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بیان کیا کہ پندرہویں رمضان دن جمعہ کو ایک ہیبت آنے والی ہے۔ تقریر کرنے کے بعد اس کو پیپر میں شائع بھی کرادی جو مضمون انھوں نے اخبار والوں کو دیا، انھوں نے چھاپ دیا۔ موصوف نے ایک جھوٹی حدیث بیان کیا اور اخبار میں شائع بھی کرادی ہیں۔ ثبوت کے لیے باریکی سے مطالعہ فرما کر صادر فرمائیں۔ موصوف نے جو جھوٹی حدیث بیان کی اور اسے فرمان رسول کہا۔ گویا رسول کی بارگاہ میں الزام تراشی کی ہے، اور حد یہ کہ موصوف نے خود ہی حدیث گڑھی اور پھر اسی حدیث کی خود ہی تردید بھی کردی۔ موصوف پر توبہ واجب ہوئی یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔

### الجواب

مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم میں یہ حدیث ذکر کی ہے اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ضروری نہیں کہ فلاں سال یہ حادثہ پیش ہوگا، قیامت تک کبھی بھی پیش آسکتا ہے (۱) یہ حدیث جھوٹی نہیں صحیح ہے یہ بمبئی کے ایک خامکار مولوی نے اس کو پھیلایا اور پھر پورے ملک میں پھیل گیا، جس کی اشاعت کی کوئی حاجت نہیں تھی عوام کو بلا وجہ خوف و ہراس میں مبتلا کیا گیا، مگر فائدہ سے خالی نہ رہا۔ اس کی وجہ سے کروڑوں مسلمانوں نے توبہ و استغفار کیا، اللہ کو یاد کیا، آپ نے اس حدیث کو جھوٹی کہا، آپ بھی توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### حضور پر جھوٹ باندھنا

مسئلہ مسئلہ: غلام مصطفیٰ حبیبی، پتیل کنڈہ، وارانسی - ۱۶ رجب، ۱۴۱۰ھ

**مسئلہ** زید ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان پابند صوم، صلوٰۃ، خطیب سنی مسجد مسائل شرعیہ سے آگاہ ہے۔ کچھ درسی کتب فن مولوی حضرت علامہ محمد باقر علی خان اشرفی سابق شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ بنارس سے پڑھا ہے۔ حضرت سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند و سرکار مجاہد ملت رضی اللہ عنہما و دیگر علمائے اہل سنت زید کو لفظ مولوی سے زبانی تحریری نوازتے رہے، اور سرکار مجاہد ملت و دیگر علمائے کرام نے زید کی اقتدا میں نمازیں ادا فرمائیں ہیں۔ زید کو سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت حضرت مفتی عبدالرب صاحب مراد آبادی سے حاصل ہے۔ اجازت نامہ پر لفظ مولوی موجود ہے۔

بکر جو غیر عالم ہے، زید کے بارے میں کہتا پھرتا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عالم نہیں اسے

مولوی کہنے والے کے چہرے کا گوشت قیامت میں جدا کر دیا جائے گا۔ لہذا مفتیان کرام سے گزارش ہے کہ زید کو مولوی کہا جائے یا نہیں؟ اور بکر پر شرع کا کیا حکم ہے؟ جواب مرحمت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

### الجواب

آج کل کے عرف عام میں مولوی کے معنی عالم کے نہیں۔ آج کل لوگ معمولی پڑھے لکھے لوگوں کو بھی مولوی کہتے پھرتے ہیں، اس لیے زید کو جس کے اوصاف سوال میں مذکور ہیں مولوی کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ بکر جھوٹا ہے۔ ایسی کوئی حدیث نہیں۔ بکر نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔ ارشاد ہے: ”من کذب علی متعمداً فلیتبعوا مقعده من النار۔“ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنت میں کھانے پینے سے پیشاب پاخانہ کی حاجت نہیں۔ ایک غلط روایت

مسئولہ: حاجی نور محمد فروٹ مارکیٹ، گلی ۳۶۰، نیومبئی

﴿مسئلہ﴾ خنزیر کی پیدائش کب ہوئی اور کس کے زمانے میں ہوئی۔ زید کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو رفع حاجت ہوئی تو اللہ نے خنزیر کو پیدا فرمایا اور اس نے گندگی کو صاف کیا، کیا یہ صحیح ہے؟ زید علماے کرام کا حوالہ دیتا ہے کہ ہم کو عالم صاحب نے بتایا ہے، مع حوالہ تحریر فرمائیں۔

### الجواب

مجھے نہیں معلوم۔ بظاہر یہ روایت غلط معلوم ہوتی ہے، اس لیے کہ جنت میں کھانے پینے سے پیشاب پاخانہ کی حاجت نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جھوٹی حدیث بیان کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: حمید یار، مدن پور، دیواریا، یو. پی۔ ۶۔ ۱۲/ ذوقعدہ ۱۴۱۰ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس حدیث کے متعلق کہ زید کہتا ہے حضور کی حدیث ہے کہ شرابی کو سلام کہنا، مصافحہ کرنے سے چالیس سال کی عبادت برباد ہو جاتی ہے۔ کیا یہ حدیث خود ساختہ حدیث ہے، براے مہربانی جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

ایسی کوئی حدیث میرے علم میں نہیں بظاہر موضوع اور من گڑھت معلوم ہوتی ہے۔ زید سے دریافت کیا جائے کہ اس نے یہ حدیث کہاں دیکھی ہے۔ اگر حوالہ دے تو اسے یہاں بھیجیں، حوالہ نہ دے تو اسے بتادیں کہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من کذب علی متعمداً فلیتبو مقعده من النار.“ (۱)

جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

میرے صحابہ ستاروں کے مثل ہیں جس کی بھی اقتدا کرو گے کامیاب رہو گے۔

مسئولہ: نور محمد کریم - ۷۱ سوال المعظم

مسئلہ ایک حدیث کا ترجمہ ہے کہ میرے صحابی کو کب کی طرح ہیں جس نے جس کی پیروی کی وہ ہدایت پا گیا۔ یہ کس حدیث شریف کی کتاب میں ہے اور کس باب میں ہے؟

الجواب

اس حدیث کے الفاظ کریمہ یہ ہیں:

”اصحابی کالنجوم باہم اقتدیتم اہتدیتم.“ (۲)

میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں، ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

یہ حدیث مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۵۴ پر مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مقام صہبا میں سورج لوٹانے والی روایت کس کتاب میں ہے؟

مسئولہ: مطلوب احمد خاں نوری، محلہ کھنسا رے، رام نگر، نینی تال (یو. پی.) - ۲۵/شوال ۱۴۱۸ھ

مسئلہ ایک امام صاحب نے جمعہ میں تقریر کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام صہبا میں سرکار کے سر مبارک کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زانوے مبارک پر سر رکھ کر سونے کے واقعہ کی طرف لوگوں کی توجہ دلاتے ہوئے بیان فرمایا کہ جب نماز عصر کے فوت ہونے کا خوف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ جس کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہو کر ارشاد فرمایا کہ علی تم کیوں رورہے ہو؟ کیا تمہیں کوئی تکلیف ہے، کوئی درد ہے، تم سے کسی نے کچھ کہا ہے، تمہیں کسی نے پیٹا ہے کوئی زیادتی کی ہے، وغیرہ۔ عصر کی نماز کے وقت چند لوگوں نے امام صاحب سے معلوم کیا کہ آپ نے مذکورہ الفاظ بیان کیے ہیں وہ کس کتاب میں درج ہیں، ہم اس کتاب کو دیکھنا چاہتے ہیں، امام صاحب نے پہلے تو کہا کہ تاریخ کی کتاب میں

۱۔ مسلم شریف، ج: ۱، ص: ۷، کتاب الایمان، مطبع اصح المطابع۔

۲۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۵۴، الفصل الثالث، باب مناقب الصحابة۔

درج ہے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ احادیث کا تاریخ سے کیا واسطہ۔ تو امام صاحب نے فرمایا کہ سچی حکایات میں وہ واقعہ درج ہے، جب وہ دیکھنے کو مانگی تو امام صاحب نے دوسرے محلے کے ایک شخص کا نام لے کر کہا کہ اس کے پاس جا کر دیکھ لو۔ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام صاحب کے مذکورہ خط کشیدہ الفاظ از روئے شرع شریف کیسے ہیں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے الفاظ منسوب کر کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائے ہوں، کہنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

### الجواب

امام ابو جعفر طحاوی نے شرح مشکل الآثار میں اور امام طبرانی نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے، یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ حضرت علی نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ جاگنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی، کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ انھوں نے عرض کیا، نہیں۔ الخ۔ اس میں رونے دھونے کا ذکر نہیں ہے۔ امام نے حضرت علی پر بھی جھوٹ باندھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ اس سے توبہ کرے، علما ہمیشہ واعظوں سے بیزار رہے ہیں۔ واعظین ہمیشہ عوام کو خوش کرنے اور ان سے پیشہ اینٹھنے کے لیے اس قسم کی روایات میں اس قسم کی رنگ آمیزی کر دیتے ہیں، اللہ ان کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین۔ امام پر اس سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ”کلہم فی النار“ کی توضیح

مسئولہ: عابد حسین مصباحی، امام ٹیمبر، مقام وپوسٹ لوکھا، ضلع مدھوبنی، بہار۔ ۲۲/ ذوقعدہ ۱۴۱۲ھ

بہار شریعت حصہ اول، ص: ۵۵ پر ”ستفترق امتی ثلثا و سبعین فرقة کلہم فی النار الا واحد۔“ والی حدیث نقل کر کے ان بہتر ناری فرقوں میں قادیانی، رافضی اور وہابی وغیرہ مقلد کو شمار کیا ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ یہ چاروں ان بہتر فرقوں میں داخل اور جہنمی ہیں ساتھ ہی یہ کہ علما اہل سنت جن میں خود حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان بھی ان بد مذہب کی تکفیر کے قائل ہیں، اس کے برخلاف حال میں شیخ محقق عبدالحق دہلوی کی طرف منسوب ”مرج البحرین“ نامی کتاب دہلی سے شائع ہوئی ہے جس میں مذکورہ بالا حدیث کو نقل کر کے یوں لکھا ہوا ہے: ”وہ بہتر فرقے اہل بدعت و ضلالت اور نفس کے بندے کہلاتے ہیں اور ان کو اہل قبلہ بھی کہا جاتا ہے۔ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہنا چاہیے اور نہ ان کو دائرۃ اسلام سے خارج سمجھنا چاہیے۔“ حضرت شیخ کی عبارت کا حاصل یہ ہوا کہ بہتر فرقے میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ وہ اہل قبلہ ہیں اور حضرت صدر الشریعہ کا انھیں بہتر فرقوں میں سے چند کی تکفیر کرنا کیا معنی رکھتا ہے، اس کی تطبیق مطلوب ہے۔



حضرت ملا علی قاری نے جو مرقاة میں حدیث مذکور کے تحت توضیح کی ہے اس سے تو توفیق ممکن ہے مگر شیخ کی عبارت میری سمجھ سے باہر ہے، کیوں کہ شیخ نے اشعة اللمعات جلد اول میں بھی امت اجابت اور اہل قبلہ ہی سے کی ہے۔ دوسرا شبہ یہ ہے کہ اسی ”مرج البحرین“ میں اور مرقاة جلد اول میں ایسی عبارات ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بہتر ناری فرقے مخلد فی النار نہیں ہوں گے، بلکہ عذاب کے بعد جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ تو سوال یہ ہے کہ جب یہ بھی مخلد فی النار نہیں اور ناجی فرقے کے فساق بھی مخلد فی النار نہیں تو آخر حدیث میں بہتر فرقوں کے ناری ہونے کی تخصیص کیوں کر ہے؟ ”مرج البحرین“ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے: ”ان میں سے بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے اور گم راہی کے سبب اور عقیدہ کی خرابی کی وجہ سے اور بدعت کے باعث عذاب نار میں گرفتار ہوں گے جب تک قادر مطلق چاہے کہ ان کو آلائش اور کثافت سے پاک کر کے جنت میں داخل کرے۔“ (حوالہ مذکورہ، ص: ۸۱، مطبوعہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اکادمی، نئی دہلی) تفصیلی طور پر جواب سے اپنے اس خادم کو ذاتی طور پر ممنون فرمائیں کرم ہوگا۔ اگر پہلے تعارض کا دفعیہ حضرت شیخ ہی کی کسی تصنیف سے ہو تو اطمینان خاطر کے لیے احریٰ و انسب ہوگا، اگر ممکن نہ ہو تو دیگر کتب سے۔

### الجواب

”مرج البحرین“ یہاں موجود نہیں اور آپ کے پاس جو موجود ہے وہ اصل کتاب نہ ہوگی، ترجمہ ہوگا۔ ترجمہ میں بسا اوقات غیر محتاط یا خدانا ترس مترجمین اپنی طرف سے بھی بڑھادیے ہیں یا ترجمہ بھی غلط کر دیتے ہیں، اس لیے کسی کتاب کے ترجمہ پر اعتماد کلی کرنا درست نہیں۔ صحیح یہی ہے کہ ان بہتر فرقوں میں تعلیم ہے، یہ اہل بدعت و اہل ہوا کچھ وہ ہوں گے جو کافر ہیں اور وہ مخلد فی النار ہیں اور کچھ وہ ہوں گے جو گمراہ بددین ہوں گے جن کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہوگی، یہ اپنی بد عقیدگی کی سزا میں جہنم میں جائیں گے، پھر سزا بھگت کرنجات پائیں گے۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ ”کلہم فی النار“ میں تعلیم ہے، یعنی یہ لوگ بظاہر کتنے ہی پابند شریعت ہوں اپنی بد عقیدگی کی سزا میں جہنم میں جائیں گے۔ جن کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچی ہوگی وہ مخلد فی النار ہوں گے، اور جن کی بد عقیدگی حد کفر کو نہیں پہنچی ہوگی وہ بالآخر نجات پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

### منافقین کو مسجد سے نکالنے والا واقعہ کس کتاب میں ہے؟

مسئولہ: محمد عطاء اللہ خاں سوداگر، رانی بنور، کرناٹک

مسئلہ ہمارے شہر رانی بنور کرناٹک میں اہل سنت و جماعت کی مسجد سے بد عقیدہ کو یہ کہتے ہوئے نکالا کہ تم گستاخ رسول ہو، تم کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اس کے نکالے جانے کے بعد بعض مذہب سنیوں نے ہم سے یہ سوال کیا کہ یہ کس حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد سے ہر ایک منافق کا نام لے لے کر نکالا؟ اب

دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکالے جانے والے اوقات کے جواب بحوالہ جلد و صفحہ نمبر بالتفصیل عنایت فرمائیں۔

### الجواب

خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ تفسیر ”در منثور“ میں آیت کریمہ: ”سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ“ (۱) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار جمعہ کے دن خطبہ کے دوران حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک منافق کا نام لے کر مسجد سے نکل جانے کا حکم دیا۔ فرمایا: اخرج یا فلان فانک منافق، اخرج یا فلان فانک منافق۔ اس طرح نام لے لے کر ہر منافق کو مسجد سے نکال دیا۔ مسجد سے نکالے جانے کے بعد یہ لوگ اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جمعہ کی حاضری میں کچھ تاخیر ہوگئی تھی انھوں نے جب ان کو واپس ہوتے دیکھا تو سمجھا کہ نماز ہوگئی اور منافقین رسوائی کی وجہ سے انھیں دیکھ کر چھپنے لگے۔ علاوہ تفسیر در منثور، تفسیر ابن جریر، ابن ابی حاتم، تفسیر صاوی وغیرہ میں بھی یہ روایت مذکور ہے۔ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

### چند موضوع روایتیں

مسئولہ: محمد عثمان

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں  
زید نے اپنی تقریر میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گشت کے دوران کا واقعہ جو کہ ایک بیوہ کے متعلق مشہور ہے، بیان کیا۔ ان الفاظ میں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیوہ کے پاس جا کر پوچھتے ہیں کہ اس ہانڈی میں کیا ہے؟ تو بیوہ جواب دیتی ہے کہ عمر کا کلیجہ ہے۔ پھر کہتی ہے کہ اللہ نے بڑی بے انصافی کی کہ عمر کو ہمارا خلیفہ مقرر کیا۔ ایک حدیث یہ بیان کی کہ ایک بار اللہ کے رسول نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے حسین بتاؤ تم بڑے ہو یا ہم تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، بعض معاملوں میں تو آپ بڑے ہیں اور بعض میں میں۔ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون سے معاملے ہیں جن میں تم بڑے ہو تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جیسے میرے نانا ہیں، ویسے آپ کے نانا نہیں۔ جیسے میرے باپ ہیں ویسے آپ کے نہیں۔ عظمت شہدائے کربلا بیان کرتے ہوئے زید نے اس تبصرے کے ساتھ یہ حدیث نقل کی کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں بہتر فرقے ہوں گے۔ جن میں سے ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ یہ تو سرکار نے فرمایا لیکن میرا عقیدہ ہے کہ بہتر شہدائے کربلا،

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۰۱

﴿۲﴾ یہ واقعہ تفسیر صاوی، جلد ۳، ص: ۲۷۱، پر زیر تفسیر آیت کریمہ ”وَمَنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ“ سورۃ توبہ، تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ محمد نسیم مصباحی

بہتر ہی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادر کے پیوند اور بہتر ہی فرقے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ہر ایک فرد ہر ایک چادر کا پیوند ہر ایک فرقے کو قیامت کے دن ڈھانک لے گا۔ یہ حدیث بھی بیان کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حشر کے دن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر جوڑا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرخ جوڑا ہاتھ میں لے کر اور حضرت امیر المومنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صافہ سر پر رکھ کر عرش اعظم کی طرف بڑھیں گی کہ مجھے ان سب کا انتقام چاہیے تو اس وقت حضرت جبریل دوڑتے ہوئے سرکار کے پاس پہنچیں گے یا رسول اللہ جلد چلیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ حضرت فاطمہ کو دیکھ لے۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت فاطمہ کو دیکھ لے گا تو غضب ہو جائے گا، اور اس کے انتقام سے کوئی نہیں بچے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت تیز دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ اس حالت میں کہ سرکار کی کملی مبارک آدھی زمین پر گھسٹ رہی ہوگی، اور آدھی کندھے پر ہوگی۔ وحی الہی کو اس انداز میں بیان کرتا رہا کہ اے جبریل تم کہاں ہو فوراً میرے محبوب کے پاس میرا پیغام لے جاؤ، تو کیا مذکورہ بالا احادیث جو زید نے بیان کی سب درست ہے یا نہیں، اگر نہیں تو زید کے متعلق از روئے شرع کیا حکم ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

### الجواب

سوال میں مذکور روایتیں سب من گڑھت موضوعات وواہیات ہیں۔ ان کو بیان کرنا حرام اور حسب فرمان حدیث جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنانا ہے۔ ارشاد فرمایا:

”من کذب علی متعمداً فلیتبنوا مقعده من النار۔“ (۱) جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

اس میں بعض الفاظ کفر بھی ہیں۔ مثلاً اس نے یہ کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ لے گا۔ الخ۔ یہ کلمہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ سے ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ اس سے کسی وقت کوئی چیز پوشیدہ نہیں، اور یہ کہنا کہ اگر دیکھ لے گا یہ بتاتا ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوشیدہ ہوں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### کیا کسی صحابی نے خودکشی کی ہے؟

مسئولہ: قاری امانت رسول رضوی، محلہ بھورے خاں، پبلی بھیت

مسئلہ ایک شخص سرکار کی طرف سے لڑ رہا تھا، سرکار نے فرمایا یہ جہنمی ہے۔ صحابہ نے کہا سرکار وہ تو مشرکین کو خوب کاٹ رہا ہے۔ سرکار نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ پھر وہ زخموں کو برداشت نہیں کر سکا۔ اپنا نیزہ مار کر خود فوفت

ہو گیا۔ وہ مومن صحابی ہے یا نہیں، اور خود کشتی کرنا کیسا ہے، اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا یا بعد سزا رہائی پائے گا؟

### الجواب

اس قسم کے دو واقعے احادیث میں مذکور ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس نے اپنی تلوار زمین پر کھڑی کی اور اس کی نوک اپنے سینے میں گھونپ لیا۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس نے اپنے سینے کے اوپر والے حصہ اور گلے کے جوڑ پر ایک چھوٹا سا گڑھا ہوتا ہے، اس میں تیر کی نوک گھونپ کر اپنے آپ کو مار ڈالا تھا۔ نیزہ سے مار ڈالنے کی روایت میری نظر سے نہیں گزری، اس کے جہنمی ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ خود کشتی کرنا ہے، اگر ایسا ہے تو پھر وہ ماخلد فی النار نہ ہوگا، اور اس کا بھی احتمال ہے کہ منافق رہا ہو۔ ایسی صورت میں وہ ماخلد فی النار ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی بنا پر فرمایا کہ وہ اہل نار سے ہے کہ اپنے باطنی علم سے جانتے تھے کہ یہ منافق ہے۔ شارحین نے جو تفصیل ذکر کی ہے اس کے لحاظ سے یہ دو واقعے ہیں۔ ایک وہ جس میں یہ مذکور ہے کہ اس نے تلوار اپنے سینے میں گھونپ لی، یہ غزوہ احد میں پیش آیا تھا۔ اس کے راوی سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کے بارے میں تفتازانی میں ہے کہ یہ منافقین میں گنا جاتا تھا۔ اب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور دوسرا واقعہ خیبر کے موقع پر ہوا تھا جو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ جس میں یہ ہے کہ اس نے تیر کی نوک سے گلا کاٹ لیا تھا۔ اس حدیث میں اس شخص کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

”لرجل ممن يدعى بالاسلام.“ اخیر میں ہے کہ حضور نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ ندا کرو ”انہ لا يدخل الجنة لا نفس مسلمة.“<sup>(۱)</sup> اس سے متبادر ہے کہ وہ بھی کوئی منافق ہی تھا، مگر قطعی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے ”حضور گناہ کو پسند فرمائیں تو وہ نیکی ہو جائے“؟

مسئولہ: شمس الحق، شہر کہنہ، بریلی

❶ مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے تقریر میں کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر گناہ کو پسند کیا تو وہ نیکی ہو گئی۔ جیسے مثال پیش کیا کہ خود کشتی کرنی حرام ہے، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا اس سوراخ پر رکھ دیا۔ جس کو سانپ نے آپ کے آنے سے قبل تیار رکھا تھا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی پیش کیا کہ نماز ترک کرنا حرام ہے۔ مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گناہ کیا، مگر اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا تو وہ نیکی ہو گئی۔

❷ زید نے تقریر کے اندر کہا کہ ابو جہل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ بہت بد صورت ہیں،



جھوٹے ہیں، بکر کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو جہل نے جھوٹا نہیں کہا تھا اور نہ کسی کافر نے جھوٹا کہا۔ بلکہ ساحر وغیرہ کہا تھا اب پوچھنا یہ ہے کہ زید نے صحیح کہا یا بکر نے؟

### الجواب

① یہ جملہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اگر گناہ کو پسند فرمائیں تو وہ نیکی ہو جائے کلمہ کفر ہے۔ وہ ذات گرامی جو گناہوں کو مٹانے کے لیے تشریف لائی تھی، کیسے گناہ کو پسند کر سکتی ہے؟ زید پر تو بہ و تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ جو واقعات اس نے پیش کیے ہیں ان میں گناہ کو پسند کرنا نہیں بلکہ فرض اور ایک عبادت کو پسند کرنا ہے۔ غار ثور میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بیک وقت دو فرض عائد ہوئے تھے۔ ایک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت، دوسرے اپنی جان کی حفاظت۔ انھیں ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اہم تھی، اور قاعدہ ہے کہ جب بیک وقت دو فرض عائد ہوں، اور دونوں کی ادائیگی ممکن نہ ہو تو اہم کو ترجیح دی جائے گی، اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اپنی جان سے اہم ہے۔ لہذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوراخ میں انگوٹھا رکھ کر اور سانپ کے سرمارے پر بھی نہ ہٹا کر فرض اہم کو ادا فرمایا، اور حفاظت ذات نبوی کو مقدم رکھا یہ بہترین عبادت ہے۔ بلکہ عبادت کی جان ہے۔ اسے گناہ وہی کہے گا جو کج فہم جاہل علم دین سے بے بہرہ ہوگا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ غزوہ احد میں بعض صحابہ نے اپنے سینہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سپر بنا دیا، جو تیر حضور کی طرف آتا اسے اپنے سینے پر لیتے۔ اسے کون جاہل خودکشی کہے گا۔ کون کج فہم گناہ کہے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت میں اپنی جان خطرہ میں ڈالنی حضور پر اپنی جان نثار کرنی، اہم الفرائض و افضل عبادات ہے۔ حضور نے اگر اسے پسند فرمایا تو گناہ کو نہیں بلکہ افضل عبادات اور اہم الفرائض کو پسند فرمایا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور نماز عصر کا وقت نکلا جا رہا تھا، تو مولانا علی رضی اللہ عنہ پر دو فرض عائد تھے۔ ایک نماز عصر کی ادائیگی، دوسرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت، یہ دوسرا فرض پہلے سے زیادہ اہم تھا کہ تمام عبادات کی اصل طاعت حضور ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں تو حالت نماز میں حاضر خدمت ہونا فرض ہے، اور اگر نہیں حاضر ہوگا نماز پڑھتا رہے گا تو وہ سخت گنہگار ہوگا۔ ارشاد باری ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ۔ اس آیت کا شان نزول ہی یہ ہے کہ ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے، حضور نے انھیں آواز دی، وہ فوراً نہیں حاضر ہوئے۔ نماز پوری کی اور پھر حاضر ہوئے، حضور نے جب دریافت کیا تو نماز پڑھنے کا عذر بیان کیا۔ اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ علما فرماتے ہیں کہ اگر حالت نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بلائیں اور وہ حاضر خدمت ہو تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ وہ حالت نماز ہی میں رہے گا۔ تو

جب کہ نماز شروع کرنے کے بعد عین حالت نماز میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی اطاعت فرض ہے، اور حاضری بارگاہ عبادت اور نماز پڑھنے کی وجہ سے ادنیٰ تا خیر حرام و گناہ تو جو ابھی نماز نہ شروع کیے ہو تو اس پر اطاعت حضور کس درجہ فرض ہوگی۔ اور ترک اطاعت کس درجہ قبیح و گناہ۔ اطاعت حضور میں اگر نماز کا وقت نکل جائے تو یہ گناہ نہیں بلکہ بہترین عبادت ہے، اور اہم فرض کی ادائیگی اس کو گناہ کہنے والا عبادت اور فرض کو گناہ کہہ رہا ہے۔ غرض کہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دو فرض عائد تھے۔ انھوں نے ان میں جو اہم تھا۔ بلکہ روح فرض یعنی اطاعت حضور، اس کو ادا کیا۔ لہذا اس وقت نماز چھوڑنا قطعاً گناہ نہیں ہوا بلکہ بہترین عبادت ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا تو یہ گناہ کو پسند فرمانا نہیں بلکہ عبادت کو پسند فرمانا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② جس موقع کا یہ واقعہ ہے اس وقت ابو جہل نے بد صورت کہا تھا جھوٹا کہا تھا یہ یاد نہیں مثنوی مولانا روم میں واقعہ ہے، مگر مثنوی یہاں موجود نہیں۔ البتہ دوسرے موقعوں پر کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سحر اور کذاب دونوں بکا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ”وَقَالَ الْكُفَرُؤْنَ هَذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ“۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد شریف الحق امجدی، رضوی دارالافتاء، بریلی شریف

یہ کہنا کہ ”اللہ تعالیٰ نے جو کچھ علم تھا سب حضور کو دے دیا“ کیسا ہے؟  
اللہ عز وجل کا علم غیر متناہی بالفعل ہے، شئی کے تین معانی ہیں

مسئولہ: شبیر علی رضوی، کیر آف فیضان رضا منزل، دیدارہ، بھروچ۔ ۳۰ شوال ۱۴۱۲ھ

③ ایک بیان کرنے والے نے اپنے بیان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں یوں کہا کہ آؤ میرے محبوب کا علم تمہیں بتاؤں ”الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ“ کہ میں نے سارا علم جو کچھ میرے پاس تھا اپنی قدرت کاملہ سے اپنے حبیب کو عطا فرمادیا۔ ہر شے کا بیان قرآن مقدس میں موجود ہے۔ تو رب قدر نے ساری چیزوں کا علم عطا کیا۔ زید کا کہنا ہے کہ بیان کرنے والے کا یہ کہنا ہے کہ سارا علم جو کچھ میرے پاس تھا یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اپنے حبیب کو عطا فرمادیا۔ اس بیان میں بھاری غلطی ہوئی ہے اور بیان دینے والے پر علانیہ توبہ و استغفار لازم ہے۔ تو از روئے شریعت حکم واضح فرمائیں اور غلطی اگر ہے تو کیا ہے اور توبہ کا طریقہ کیا ہوگا، تحریر فرمائیں۔

### الجواب

یہ کہنا کہ اللہ عز وجل کے پاس جو کچھ علم تھا سب اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمادیا، کفر ہے، کیوں کہ اس میں اللہ عز وجل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں مساوات لازم آتی ہے اور اللہ عز وجل کا علم

غیر متناہی بالفعل ہے۔ یہ محال ہے کہ کسی مخلوق یا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک غیر متناہی بالفعل ہو اور نہ یہ تحت قدرت باری تعالیٰ داخل کہ وہ کسی مخلوق کو اپنا سب علم عطا فرمائے۔ اس بیان کرنے والے پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ وہ علانیہ بیان کرنے والا یوں توبہ کرے کہ میں نے یہ بیان کیا تھا (جملہ مذکورہ کو دہرائے) یہ کلمہ کفر ہے، اس سے میں توبہ کرتا ہوں، اللہ عز وجل نے اپنا سب علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں عطا فرمایا، کچھ عطا فرمایا ہے، مگر یہ کچھ بھی اتنا کثیر ہے کہ جمیع ماکان و مایکون کو شامل ہے۔ یقیناً قرآن مجید میں سب کچھ ہے، اولین و آخرین کے جملہ علوم ہیں، ارشاد ہے:

”وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلُمْتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ“ (۱)  
اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک جو ایک روشن کتاب میں نہ لکھا ہو۔

بلاشبہ قرآن مجید حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ ارشاد ہے:  
”وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ“ (۲)  
اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو

اس آیت کی تقریر یہ ہے کہ اللہ عز وجل نے قرآن اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھایا اور قرآن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے روشن بیان، اس لیے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم حاصل ہے۔ ”شئی“ کے تین معنی ہیں۔ ”ما یعلم و یخبر عنہ“ اس معنی میں ”شئی“ اللہ کی ذات و صفات اور جملہ محالات و جملہ معدومات ازلاً و ابداً کو شامل ہے۔ اور آیت کریمہ ”و هو بكل شئی علیم“ میں یہی مراد۔ ”ممکن“ اگرچہ ازلاً ابداً معدوم ہو، آیت کریمہ ”ان اللہ علی کل شئی قدير“ میں ”شئی“ سے یہی مراد ہے۔ ”موجود ممکن“ اللہ خالق کل شئی“ میں یہی مراد ہے۔ اور آیت کریمہ ”تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ“ میں بھی یہی معنی مراد۔ فافہم و تدبر و تفکر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گنہگار کہنا کفر ہے۔**

مسئلہ: محمد الیاس جیبی، سمبھی، پوسٹ گنہگار بن، اعظم گڑھ (یو. پی.) - ۵/ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے الوداعی جمعہ ۱۹۹۷ء کو مسجد میں



۱۔ قرآن مجید، سورۃ الانعام، پ: ۷، آیت: ۵۹

۲۔ قرآن مجید، سورۃ النحل، پ: ۱۴، آیت: ۸۹

تقریر کیا تھا، بکر مسجد میں پڑھنے گیا تھا نماز کے بعد گھر گیا اس کے بعد مانک پر اعلان کیا کہ زید نے جمعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گنہگار بتایا، لیکن زید کا کہنا ہے کہ مجھ کو علم نہیں، اور نہ گواہ ہے۔ جتنے مصلیٰ نماز پڑھنے آئے تھے کسی نے اس بات کی گواہی نہ دی کہ ایسا جملہ زید نے ادا کیا۔ بکر بار بار مانک پر اعلان کرتا رہا جس کی وجہ سے زید کو کافی دشواری ہوئی۔ تو زید بکر کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ میں نے کون سی غلطی کی تھی؟ مجھ کو علم نہیں لیکن بہ ضد ہوا کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گنہگار بتایا ہے تو میں اس جملہ کو واپس لیتا ہوں۔ آپ کے کہنے پر اور معافی مانگتا ہوں، تو بکر نے کہا کہ مسجد میں بھی توبہ کرنی ہوگی۔ تمام مصلیوں کے سامنے زید نے بکر کے اصرار پر عید کے دن تمام مصلیوں کے سامنے توبہ کی اور معافی مانگی۔ اس کے بعد دونوں فریق خاموش ہو گئے، دو سال بعد ۵ مارچ بروز جمعہ ۱۹۹۹ء کو اس مسئلہ کو لے کر مانک پر بار بار اعلان کرتے رہے کہ زید مسلمان نہیں کافر ہے۔ زید ایمان سے خارج ہو گئے ہیں زید کے نکاح سے بیوی نکل گئی، زید پھر سے ایمان لائیں اس کے بعد نکاح پڑھوائیں ورنہ میں ان کو مسلمان نہیں مانتا ہوں اور میں یہاں بھی پریشان کروں گا اور قیامت میں بھی پریشان کروں گا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں بالتفصیل تحریر فرمائیں کہ زید ایمان سے خارج ہے یا بکر، زید یا بکر پر کیا حکم صادر ہوتا ہے۔ بینوا تو جروا۔

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گنہگار کہنے والا یقیناً کافر ہے لیکن بکر کہتا ہے کہ زید نے مسجد میں اپنی تقریر میں یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گنہگار ہیں۔ لیکن زید اس کا انکار کرتا ہے، تو اب بکر پر واجب ہے کہ گواہ پیش کرے۔ سوال میں تصریح ہے کہ بکر کوئی گواہ پیش نہ کر سکا، شریعت کا قانون یہی ہے کہ مدعا علیہ کے انکار کے بعد مدعی ثبوت پیش کرتا ہے۔ حدیث مشہور ہے:

”البينة على المدعى واليمين على من انكر.“<sup>(۱)</sup>

تعب ہے کہ زید نے یہ تقریر بھری مسجد میں کی اور بکر کوئی گواہ اس پر نہیں پیش کر سکا۔ کیا بھری مسجد میں جتنے لوگ تھے بہرے تھے، صرف ایک ہی بکر سننے والا تھا۔ اس لیے بکر کا دعویٰ ساقط اور زید بری الذمہ۔ پھر ایک خاص بات یہ ہے کہ اگر بکر کا کہنا صحیح ہے تو اس پر واجب تھا کہ جس وقت بقول اس کے زید نے یہ جملہ کہا تھا اسی وقت اس کو ٹوکتا۔ یا زیادہ سے زیادہ تقریر ختم ہونے کے بعد فوراً ٹوکتا۔ اس نے اس وقت نہیں ٹوکا نہ کچھ کہا۔ گھر سے آکر مانک سے اعلان کیا۔ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ بکر نے کوئی سازش کی ہے پھر ان سب سے ہٹ کر جب رفع نزاع کے لیے زید نے عید گاہ میں آکر مجمع عام میں توبہ کر لی تو بات ختم ہو گئی۔ توبہ سے کفر



بھی ختم ہو جاتا ہے۔ بات ختم ہو گئی تھی۔ سوال میں تصریح ہے کہ بکر نے پھر دو سال کے بعد مائیک پرزید کے خلاف اعلان کرنا شروع کر دیا۔ اب بکر اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس نے زید کو کافر کہا حالاں کہ وہ کافر نہیں اور حدیث میں ہے:

”ایما رجل قال لایخیه یا کافر فقد باء  
بها أحدھما۔“ (۱)

جس نے اپنے بھائی کو اے کافر کہا تو کفران دونوں میں سے کسی ایک کی طرف لوٹے گا۔  
بکر کے تمام اعمال حسنہ اگر تھے تو اکارت ہو گئے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ بکر سے میل جول سلام کلام حرام۔ اسی حال میں مرجائے تو بہ طریق مسنون اس کا کفن دفن اور اس کے جنازہ کی نماز حرام و گناہ۔  
بلکہ منجر الی الکفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کچھ دنوں پہلے زید اور بکر میرے پاس آئے تھے، میں نے بکر کو مذکورہ بالا حکم شرعی بتا دیا تھا اور پھر دونوں کو ملا دیا تھا، پھر معلوم ہوا کہ بکر حسب عادت مائیک پرزید کے بارے میں وہی جملہ کہہ رہا ہے۔ یہ بکر کی انتہائی درجہ کی فتنہ پروری ہے اور شریعت سے بغاوت ہے۔ مسلمان متحد ہو کر بکر کے شر کو دفع کرنے کی کوشش کریں۔  
قرآن کریم میں فرمایا گیا:

”وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔“ (۲)

اور فتنہ قتل سے بڑھ کر ہے۔  
ایسا سرکش انسان جو جامعہ اشرفیہ کے دارالافتا میں آکر حکم شرعی سن کر اور مان کر زید سے صلح کر چکا ہو، سینہ ملا چکا ہو پھر وہ زید کے خلاف شورش مچا رہا ہے اس لائق نہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ رہے۔ سب مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس سے میل جول، سلام کلام، بند کر دیں۔ حدیث میں ایسوں کے بارے میں فرمایا گیا:

”فلا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا  
تواکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا  
معھم ولا تصلوا علیھم۔“ (۳)

نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ  
پیو، نہ ان سے شادی بیاہ کرو، نہ ان کے ساتھ  
نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۱﴾ مشکوٰۃ، ص: ۴۱۱، باب حفظ اللسان، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔

﴿۲﴾ قرآن مجید، پارہ: ۲، آیت: ۱۹۱، سورۃ البقرہ

﴿۳﴾ المستدرک للحاکم، ج: ۳، ص: ۶۳۲، السنۃ لابن عاصم ج: ۲، ص: ۴۸۳

## حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”سانوریا“ کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: قاضی محمد طبعوا الحق، مقام علاء الدین پور، پوسٹ سعد اللہ نگر، ضلع گونڈہ (یو. پی.)

چند شعرا نے اپنی نعتیہ اشعار میں حضور نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لیے ”سانوریا“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں ”بعض جہال سنوریا سے ذات اقدس مراد رکھتے ہیں اس وقت وہ قریب بہ کلمہ کفر ہو جائے گا۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص: ۱۸۴) اس لفظ کے بارے میں صاحب فرہنگ آصفیہ لکھتے ہیں ”سانولیا (لفظ ہندی اسم مذکر ہے) کرشن کا لقب جو ناگ کی پھنکار سے کالے پڑ گئے تھے۔“ (فرہنگ آصفیہ جلد سوم، ص: ۱۹) لہذا اس لفظ سانوریا کی کامل تحقیق فرمادیں کہ اس کا استعمال کیوں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کریم کے لیے جائز نہیں۔

### الجواب

سانوریا، سانورے کی اور سانولیا سانولے کی تصغیر ہے اور تصغیر کا زیادہ تر استعمال تحقیر کے لیے ہوتا ہے، اور جب اس سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مراد لیں گے۔ اور تصغیر کو تحقیر کے لیے، تو یہ بلاشبہ یقیناً حتماً کفر ہے، لیکن اس میں دوسرے احتمالات بھی ہیں ایک یہ کہ تصغیر سے مراد تحقیر نہ ہو بلکہ پیار، محبت کا اظہار تو کفر نہ ہوگا۔ ہمارے عرف میں پیار اور اظہار محبت کے لیے تصغیر کا استعمال شائع ذائع ہے۔ دوسرے یہ کہ ہندی زبان میں ”سانوریا“ محبوب سے کنایہ ہے، اور یہ بھی ہندی زبان میں شائع ذائع ہے۔ اب اگر کسی نے سانوریا بول کر محبوب مراد لیا ہو تو بھی کفر نہ ہوگا۔ اخیر کی ان دونوں شقوں پر کفر نہیں، مگر ممنوع ضرور ہے، لفظ میں کسی معنی ممنوع کا ایہام اگر ہو تو اس کا اطلاق باری عز اسمہ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ممنوع ہے۔ بشرطیکہ شرع میں وارد نہ ہو۔ شامی میں ایک جگہ ہے:

”مجرد ایہام معنی المحال کاف صرف معنی محال کا وہم ہونا ہی ممنوع ہونے لل منع۔“ (۱)

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے المملفوظ میں جہاں اللہ عز وجل کو میاں کہنے کو ممنوع فرمایا وہاں یہ قید اضافہ فرمائی ”اور شرع میں وارد نہیں“ اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ لفظ مولیٰ کا اطلاق اللہ عز وجل پر قرآن و حدیث میں وارد ہے، ارشاد ہے:

”نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔“ (۱)

۱۔ رد المحتار، ج: ۹، ص: ۵۶۷، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستہزاء، مکتبہ زکریا۔

۲۔ قرآن مجید، پارہ: ۹، سورۃ الانفال، آیت: ۴۰۔

حدیث میں ہے: ”اللہ مولینا ولا مولیٰ لکم۔“ (۱) مولیٰ کے معنی غلام کے بھی ہیں اس معنی کا اطلاق باری تعالیٰ پر کفر ہے۔ اب لفظ مولیٰ میں اگرچہ معنی محال کا ایہام ہے مگر چوں کہ شرع میں وارد ہے اس لیے اس کا اطلاق درست بخلاف ”میاں اور سانوریا“ یہ شرع میں وارد نہیں۔ اس لیے اس کا اطلاق بہر حال ممنوع رہے گا۔ سانوریا میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ سانوریا کے حقیقی لغوی معنی مراد ہوں اور تصغیر تعظیم یا اظہار محبت کے لیے یہ بھی کفر نہیں۔ مگر واقعہ کے خلاف اور جھوٹ ہونے نیز معنی سوء کے احتمال کی وجہ سے معنی مذکور مراد لے کر اس کا اطلاق ممنوع رہے گا۔

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ لفظ ”سانوریا“ میں مندرجہ ذیل احتمالات ہیں۔ (۱) تصغیر سے مراد تحقیر ہو یہ مطلقاً کفر۔ سانوریا کے کچھ بھی معنی مراد لیے جائیں۔ (۲) تصغیر اظہار محبت اور پیار کے لیے ہو۔ (۳) تصغیر تعظیم کے لیے ہو، اور سانوریا سے مراد محبوب ہو۔ یہ دونوں اخیر والے کفر نہیں اس لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے وہ فرمایا کہ قریب بکلمہ کفر ہو جائے گا۔ المعتقد المعتقد میں ہے:

”ولذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی شعیر فقد کفر۔“ (۲) اور اسی لیے بعض علما نے کہا کہ اگر نبی کے مبارک بال کو تصغیر کے ساتھ ’بلوا‘ کہے تو وہ کافر ہے۔

اس کے ماتحت حاشیہ المعتمد المستند میں ہے:

”ای بالتصغیر علی وجه التحقیر وقد منّا ان التصغیر فی ما یتعلق بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ممنوع مطلقاً وان کان علی جهة المحبة بل قد یجئ للتعظیم و مثاله فی لساننا ناکراً“ فی تصغیر ”ناک“ ای الانف لا یقال الا فی الانف الجسیم ومع ذالک فالایہام کاف فی المنع والتحریم وقد نہی العلماء ان یقولوا مُصِیْحَفٌ او مُسِیْجِدٌ۔ فلیجتنب ما اقتحمہ الشعراء الذین ہو فی کل وادٍ یھیمون من

یعنی بروجہ تحقیر تصغیر کے ساتھ کہے اور ہم نے پہلے ذکر کیا کہ ان چیزوں کی تصغیر جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہے مطلقاً ممنوع ہے، اگرچہ یہ تصغیر بروجہ محبت ہو بلکہ تصغیر کبھی تعظیم کے لیے بھی آتی ہے اور اس کی مثال ہماری زبان میں ناک کی تصغیر میں ’ناکراً‘ ہے یعنی بڑی ناک یہ لفظ بڑی ناک ہی کے لیے بولا جاتا ہے اور اس کے باوجود ممانعت اور حرمت کے باب میں ایہام کافی ہے اور علما نے مصحف کی تصغیر میں ’مصحفوا‘ اور مسجد تصغیر میں ’مسجدیا‘ کہنے سے منع فرمایا۔ لہذا بعض شعرا جو ہر وادی میں سرگرداں پھرتے

بخاری، ج: ۲، ص: ۵۷۹، کتاب المغازی، باب غزوة احد، رضا اکیڈمی۔

المعتقد المنتقد ص: ۱۵۱، الباب الثانی فی النبوت، الفصل الثانی، مکتبہ حامدیہ لاہور۔

قولہم فی النعت الکریم. ”مکھڑا“ او  
ہیں نعت شریف میں ”مکھڑا“، ”انکھڑیاں“ یا ان  
جیسے الفاظ بلا غور و فکر کہہ دیتے ہیں ان الفاظ سے  
پرہیز کریں۔

فرہنگ آصفیہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ بھی ایک حد تک صحیح ہے۔ ہندوؤں کا عرف یہی ہے لیکن جب کوئی  
سانور یا بول کر کنہیا مراد لے گا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مراد لینے کی گنجائش نہیں رہے گی۔ اس  
لیے کہ یہ ظاہر ہے کہ ایک لفظ سے بیک وقت دو متضاد معنی مراد نہیں ہو سکتے۔ ہاں ایک صورت ہے کہ ہندوؤں  
کے اس مخصوص عرف کو سامنے رکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مراد لیا جائے۔ جیسے کسی فیاض شخص کو ”حاتم“  
اور متمر اور سرکش کو ”فرعون“ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اس معنی میں بھی کفر کا احتمال ہے اور معنی صحیح کا بھی۔ کنہیا کا جو  
کردار خود اس کے پجاریوں نے تحریر کیا ہے مثلاً نہانے والی عورتوں کے ساتھ جمنا کے کنارے کا قصہ وغیرہ اس  
کے لحاظ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تشبیہ دینا بلاشبہ کفر ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہندوؤں کے  
تواتر کے اعتبار سے کنہیا بہت دلکش تھا اسی وجہ سے اس کا دوسرا نام موہن بھی ہے۔ اب کوئی اس معنی کو سامنے رکھ کر  
اطلاق کرے تو کفر نہ ہوگا مگر حرام و ممنوع اب بھی رہے گا کیوں کہ اب کئی معنی خبیث کا ایہام ہو گیا۔ کما لا  
یخفی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کو ڈکٹیٹر لکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ: یوم النبی نمبر ۵۰ ہفتہ وار کوثر، ادبی مشغلہ مبارک پور، ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق  
میں ڈکٹیٹر کہنا جائز ہے یا نہیں، جیسا کہ ادبی مشغلہ مبارک پور والے نے یوم النبی نمبر ۵۰ کے معمر نمبر ۸ میں لکھا  
ہے۔ دنیا کو پیغمبر اسلام ایسے زبردست ڈکٹیٹر کی ضرورت ہے۔

## الجواب

ڈکٹیٹر انگریزی لفظ ہے، میں انگریزی نہیں جانتا، مگر ہمارے عرف میں ڈکٹیٹر خود رائے ضدی حکمران کو  
کہتے ہیں۔ اس معنی کو اس کا اطلاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح بے ادبی ہے۔ اب اگر بالفرض انگریزی زبان  
میں اس کے کوئی ایسے معنی ہوں جس میں توہین کا کوئی پہلو نہ ہو تو بھی اس کا اطلاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر  
جائز نہ ہوگا۔ صحابہ کرام جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی بات اچھی طرح نہ سن پاتے یا سمجھ نہ پاتے



تو عرض کرتے راعنا۔ ہماری رعایت فرمائیے۔ یہود کی لغت میں راعنا کے معنی بے وقوف کے تھے ان کو موقع مل گیا وہ بھی راعنا کہنے لگے۔ اور بہت خوش ہوئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

”یا ایہا الذین امنوا لاتقولوا راعنا اے مومنو راعنا مت کہو، کہو ہم پر حضور نظر و قولوا انظرونا۔“ رکھیں۔

عربی لغت کے اعتبار سے اس کے معنی بھی درست تھے، اور صحابہ کرام کی مراد بھی درست تھی۔ مگر یہودی لغت میں جو معنی تھے۔ وہ صریح توہین کے تھے تو صحابہ کرام کو بھی راعنا کہنے سے منع کر دیا گیا۔ اسی طرح اگر بالفرض انگریزی لغت میں ڈکٹیٹر کے معنی اچھے ہوں تو بھی چوں کہ ہمارے عرف میں یہ کلمہ ہجو ہے اس لیے اس کا اطلاق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جائز نہیں۔ جس نے بھی یہ لکھا ہے اس پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## نعت شریف پڑھنے سے پہلے درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

مسئولہ: اشتیاق احمد، کٹرہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یو. پی.)۔ ۶/ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ

﴿مسئلہ﴾ بکرنے نعت کے آغاز سے پہلے منتشر مجمع کو یکجا کرنے کے لیے اور محفل میں گرم جوشی پیدا کرنے کے لیے کہا کہ آپ لوگ زور، زور سے درود شریف پڑھیں۔ بس اس بات پر زید نے کہا کہ اس طرح محفل میں گرم جوشی پیدا کرنے کے لیے درود شریف پڑھنے کا حکم دینا جائز نہیں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید نے غلطی کی یا نہیں، اگر غلطی کی تو شرع سے کیا حکم جاری ہوتا ہے؟

یہ محفل فن سپہ گری کی جدید قسم مارشل آرٹ کی فیلڈ تھی۔ ہفتہ میں ایک دن ورزش کے بعد رشد و ہدایت کا ذکر ہوتا ہے۔ یہ نعت ٹھیک ورزش کے ختم ہونے کے بعد شروع کی گئی تھی، اور لوگوں کا ذہن ابھی یکجانہ ہو کر منتشر بھی تھا کہ لوگوں کی پوری توجہ اپنی جانب مبذول کرنا مقصود تھا۔ اسی لیے درود شریف پڑھنے کا حکم جاری کیا گیا تھا۔

## الجواب

مجلس میں نعت شریف پڑھنے سے پہلے حاضرین سے درود شریف پڑھنے کے لیے کہنا تمام مسلمانوں میں رائج و معمول ہے، اسے ناجائز کہنا بہت بڑی جرأت اور بے باکی ہے۔ دیار و امصار کے تمام مسلمانوں کو گناہ گار ٹھہرانا ہے۔ نعت شریف سننے کے لیے مجمع اکٹھا کرنا اور مجمع کو اپنی طرف متوجہ کرنا یہ سب چیزیں محمود اور پسندیدہ ہیں۔ حرام و گناہ نہیں کہ اس کے لیے درود شریف پڑھوانا گناہ ہو۔ زید پر فرض ہے کہ توبہ کرے۔ اس نے ایک جائز و مستحسن کام کو ناجائز کہہ کر بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ بے علم ہو کر فتویٰ دینا ہی حرام ہے۔ حدیث میں ہے:

”من افتری بغیر علم لعنتہ ملئکة السموات والارض۔ اور فرمایا: اجراکم علی الفتیا اجراکم علی النار۔“ (۱)

جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس پر آسمان وزمین کے تمام فرشتے لعنت کرتے ہیں جو فتویٰ دینے میں بہت بے باک ہو وہ جہنم میں جانے پر بہت زیادہ جری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہنا صحیح ہے

مسئلہ: افضل حسین، دارالعلوم اہل سنت تیغیہ فیض الرسول، گویال پور، سیوان (بہار)۔ ۲ ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہنا جائز ہے یا نہیں؟ دلائل سے مزین فرما کر جواب مرحمت فرمائیں، اور عند اللہ ثواب کے مستحق ہوں۔

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہنا بلاشبہ صحیح و درست ہے۔ اس میں کوئی تردید نہیں۔ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ حضور نے مذہب اسلام کو جنم دیا

مسئلہ: محمد حنیف خاں شمتی، محلہ ٹیل نگر، قصبہ اتروہ، ضلع گونڈہ (یو. پی.)۔ ۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

زید نے کہا وہ حسین جن کے نانا جان نے اسلام کو جنم دیا تھا آیا یہ قول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منسوب کرنا شرعاً درست ہے؟

### الجواب

اس لفظ کا استعمال پسندیدہ نہیں۔ اور واقعہ کے اعتبار سے بھی درست نہیں۔ جنم دیا کے معنی ہوتے ہیں پیدا کیا۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اسلام نہ تھا، اور یہ غلط ہے۔ مذہب اسلام حضرت آدم علیہ السلام کے وقت ہی سے ہے۔ لیکن اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اسلام بالکل مٹ چکا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو پھر سے زندہ فرمایا۔ اس لیے قائل پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ عالم گیری میں ہے:

۱۔ الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، ص: ۱۷۲، ج: ۲

۲۔ یہ اس لیے کہ مسلمان جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہتا ہے تو اس کی مراد وہ نہیں ہوتی جو یہود و نصاریٰ کی ہوتی ہے۔ اغیار یہ لفظ بول کر یہ بتاتے ہیں کہ اسلام اللہ کا دین نہیں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایجاد کردہ مذہب ہے اور عام مسلمان اس کا یہ معنی لیتے ہیں کہ حضور ہی کے ذریعہ پوری طرح اس دین کا ظہور ہوا اور ساری دنیا میں پھیلا۔ (از افادات خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی)

”اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنعه فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه كذا في الخلاصة. والله تعالى اعلم.“ (۱)

سارے انبیائے کرام کا دین اسلام تھا۔  
یہ کہنا کہ ”نبی نے اسلام کے علاوہ اور مذہب کی تبلیغ کی“ کفر ہے۔

مسئولہ: ڈاکٹر جمال الدین خان، محلہ بہری، ضلع غازی پور (یو. پی.) - ۱۳/ ذوقعدہ ۱۴۰۲ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صرف مسلمان تھے یا دیگر مذہب کے ماننے والے بھی تھے، اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھے کہ تمام انبیاء صرف مسلمان نہ تھے بلکہ دوسرے مذہب کے ماننے والے یا تبلیغ کرنے والے تھے۔ اس کے بارے میں علمائے کرام کا کیا فیصلہ ہے۔ مدلل جواب تحریر فرمائیں۔ بینوا و تو جروا۔

### الجواب

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء کرام تشریف لائے سب کا دین، دین اسلام تھا اور وہ سب مسلمان تھے۔ اس معنی کر کہ عقائد میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ صرف فروعی اعمال میں اختلاف تھا اور مسلمان ہونے نہ ہونے کا دار و مدار عقیدہ ہی ہے۔ کسی نبی نے اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی تبلیغ نہیں فرمائی، اور جو ایسا کہتا ہے کہ کسی نبی نے اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی تبلیغ کی اس نے نبی کو کافر بنایا۔ اس لیے کہ اس کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ نبی نے کفر کی اشاعت کی، کسی نبی کو کافر کہنا کفر صریح ہے، نبی تو نبی کسی مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے۔ حدیث میں ہے:

”ایما رجل قال لایخیه یا کافر فقد باء بها أحدهما.“ (۲)

جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کو ”اے کافر“ کہے تو ان دونوں میں سے ایک کی طرف ضرور لوٹے گا۔

دوسری حدیث میں ہے:

”من دعی رجلاً بالكفر أو قال عدواً  
الله ولیس كذلك إلا حار علیہ.“ (۳)

جو کسی کو کافر یا خدا کا دشمن کہے اور وہ حقیقت میں کافر اور خدا کا دشمن نہ ہو تو کہنے والا کافر اور خدا کا دشمن ہے۔

۱۔ فتاویٰ عالمگیری ج: ۲، ص: ۲۸۹، الباب التاسع فی احکام المرتدین

۲۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۴۱۱، باب حفظ اللسان، مجلس برکات

۳۔ مشکوٰۃ شریف، ص: ۴۱۱، باب حفظ اللسان، مجلس برکات

در مختار میں ہے:

”عزّر الشائم بيا كافر وهل يكفر؟ ان  
اعتقد المسلم كافراً نعم! وإلا لا به  
يفتي.“ (۱)

مسلمان کو ”اے کافر“ کہا تو کہنے والے کو سزا  
دی جائے گی، اور اگر اس نے مسلمان کو واقعی  
کافر جان کر اسے کافر کہا تو کہنے والا کافر ہے۔

جب ایک مسلمان کو کافر کہنے کا یہ حکم ہے تو کسی نبی کو کافر کہنے والے کا کتنا سخت حکم ہوگا۔ بناءً علیہ شفا اور اس  
کی شرح میں امام ابوالقاسم قشیری سے نقل فرمایا:

”ان صدور الكفر والشرك منه فلا  
يجوزہ الا ملحدًا.“

کسی نبی سے کفر و شرک کا صادر ہونا وہی جائز  
جانے گا جو ملحد اور بے دین ہے۔

عالم گیری میں فرمایا:

”من قال ان كل معصية كفر. وقال مع  
ذلك أن الانبياء عليهم السلام عصوا  
فكافر لأنه شاتم.“ (۲)

جو یہ کہے کہ ہر گناہ کفر ہے اس کے باوجود پھر یہ  
کہے کہ انبیاء علیہم السلام نے گناہ کیا تو وہ کافر ہے  
اس لیے کہ وہ نبی کو گالی دینے والا ہے۔

رہ گئی یہ بات کہ سارے انبیاء کرام علیہم السلام کا دین دین اسلام تھا۔ یہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں سے  
ثابت ہے۔ سورۃ انبیاء میں ہے:

”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا  
نُوحِيْهِ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ.“ (۳)

تم سے پہلے ہم نے جس رسول کو بھی بھیجا اس کی  
جانب یہی وحی کی کہ سوائے میرے کوئی معبود  
نہیں۔ اس لیے صرف میری ہی عبادت کرو۔

جلائین میں ”فاعبدون“ کی تفسیر فرمائی ”وحدونی“ بہ معنی مجھے ایک جانو، مانو، سورۃ شوریٰ میں ہے:

”شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا  
وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ  
إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا  
الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ.“ (۴)

تمہارے لیے دین کی وہ راہ مقرر فرمائی جس کا حکم  
اس نے نوح کو دیا اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی  
کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو دیا  
کہ دین ٹھیک رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

۱۔ در مختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ص: ۱۱۶، ج: ۶، دارالکتب العلمیۃ لبنان

۲۔ عالم گیری، باب الاحکام المرتدین، مایعلق بالانبياء علیہم السلام ص: ۲۶۳، ج: ۲، رشیدیہ

۳۔ قرآن مجید، پارہ: ۱۷، رکوع: ۲، سورۃ الانبیاء

۴۔ قرآن مجید، پارہ: ۲۵، آیت: ۱۳، سورۃ شوریٰ



بخاری شریف میں امام مجاہد نے اس کی تفسیر یہ نقل فرمائی:  
 ”او سیناک یا محمد وایہ دینا واحدا.“ اے محمد تمہیں اور انہیں ایک ہی دین کا حکم دیا۔  
 جلالین میں اس کی تفسیر میں فرمایا: ”هذا هو المشروع الموصی به والموحی الی محمد  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو التوحید.“<sup>(۱)</sup> اس کے تحت صاوی میں ہے:  
 ”بیان للمراد من الدین الذی اشترک یہ دین جو سارے انبیاء کرام میں مشترک ہے  
 فیہ ہؤلاء الرسل.“<sup>(۲)</sup> توحید ہے۔

سورۃ انبیاء میں کثیر انبیاء کرام کے ذکر کے بعد فرمایا:  
 ”اِنَّ هَذِهِ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً. وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُون.“<sup>(۳)</sup>  
 جلالین میں ہذہ کے بعد فرمایا:  
 ”ملة الاسلام.“<sup>(۵)</sup> یعنی یہ مذہب اسلام ہے

اس کے تحت صاوی میں فرمایا:  
 ”والمعنی اَنَّ مِلَّةَ الاسلام ملّتکم لا اختلاف فیہ من لدن آدم الی محمد فلا  
 تغییر ولا تبدل فی اصول الدین وانما التّغایر فی الفروع فمن غیر وبتدل فی  
 الملة فهو خارج عنها ضالّ مضلّ وحکمة ذکر هذه الاية عقب القصص  
 دفع مایتوهم اَنَّ رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعث بعقائد تخالف  
 عقائد من قبله من الرسل.“<sup>(۶)</sup>  
 مطلب یہ ہے کہ اگلے انبیاء کرام کا بھی مذہب  
 مذہب اسلام ہی تھا اور یہی تمہارا بھی مذہب ہے،  
 حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم تک اصول دین میں نہ کوئی اختلاف  
 ہے نہ تغیر ہے نہ تبدل ہے صرف فروع میں  
 اختلاف ہے جو مذہب میں کوئی تغیر و تبدل کرے  
 وہ مذہب سے خارج گمراہ گرے انبیاء کرام کے  
 واقعات کے بعد اس آیت کا ذکر کرنا، اس وہم کو  
 دفع کرنے کے لیے ہے جو کسی کو ہو سکتا تھا کہ  
 آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقائد اگلے انبیاء  
 کرام کے عقائد کے خلاف تھے۔

۱۔ جلالین ص: ۴۰۲، قرآن مجید، پارہ: ۲۵، سورۃ شوریٰ رشیدیہ۔

۲۔ حاشیۃ الصاوی، ص: ۱۸۶۶، ج: ۵، سورۃ الشوریٰ۔

۳۔ قرآن مجید، آیت: ۹۲، سورۃ الانبیاء۔

۴۔ جلالین ص: ۲۷۷، پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء، رشیدیہ۔

۵۔ حاشیۃ الصاوی، ص: ۱۳۱۷، ج: ۴، الانبیاء۔

یہاں تک کہ جب یہودیوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور نصرانیوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نصرانی تھے تو قرآن مجید نے اس کا رد فرمایا:

”مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا  
وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا.“ (۱)

دین کا اختلاف عقائد کے اختلاف سے ہوتا ہے۔ اسلام کے علاوہ اگر کوئی مذہب ہوگا بلکہ ہے تو وہ عقائد میں اسلام سے مختلف ہونے کی بنا پر ہے، اور اسلام کے خلاف جو بھی عقیدہ ہے وہ کفر ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ انبیاء کرام اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی تبلیغ کرتے ہوں گے یا کسی اور مذہب کے ماننے والے ہوں گے تو لازم آئے گا کہ انھوں نے کفر کی تبلیغ کی یا ان کا اعتقاد کفر تھا۔ اور یہ اجماع امت کے خلاف ہے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد میں اور ملا علی قاری نے شرح شفا اور شرح فقہ اکبر میں فرمایا:

”إِنَّهُمْ مَعْصُومُونَ مِنَ الْكُفْرِ قَبْلَ  
الْوَحْيِ وَبَعْدَهُ بِالْإِجْمَاعِ.“ (۲)

اس لیے یہ کہنا کہ انبیاء کرام اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کے ماننے والے تھے یا کسی اور مذہب کی تبلیغ کرتے تھے بالکل غلط ہے۔ انبیاء کرام کو معاذ اللہ کافر بنانا ہے۔ ایسا کہنے والا ضرور کافر و مرتد اسلام سے خارج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**نبوت منسوخ نہیں ہوتی ہے، یہ کہنا کہ نبی کی نبوت سلب ہوگئی کفر ہے**

مسئولہ: محمد حشمت رضا، پوکھریا، راولپنڈی، سیتا مڑھی، بہار۔ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

**مسئلہ** نبوت منسوخ ہوتی ہے یا نہیں؟ حکیم الامت مولانا احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح مرآۃ المناجیح کی جلد ہشتم باب فضائل سید المرسلین صلاۃ اللہ وسلامہ علیہ میں مندرج حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پاک: خَتِمَ بِيَ النَّبِيِّونَ۔ کی اس طرح تشریح فرمائی ہے۔ ”یعنی میں آخری نبی ہوں، جس پر دور نبوت ختم ہو گیا۔ میرے زمانے میں یا میرے بعد کوئی نبی نہیں، جو نبی زندہ ہیں ان کی نبوت بھی منسوخ ہوگئی اب وہ میری امت کے ولی ہیں۔“ باب فضائل میں متعدد جگہ اور اپنی تصنیف ”شان حبیب الرحمن من آیات القرآن“ میں بھی نبوت کے منسوخ ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی اس تشریح سے علما کے مابین اختلاف ہو گیا ہے۔ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ نبوت منسوخ نہیں ہوتی اور اس طرح کا عقیدہ رکھنے والے، لکھنے والے اور نقل کرنے والے پر تجدد ایمان و نکاح اور توبہ و رجوع واجب ہے۔

۱۔ قرآن مجید، پارہ: ۳، آیت: ۶۷، سورۃ آل عمران۔

۲۔ شرح عقائد، ص: ۱۰۲۔

### الجواب

نبوت منسوخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی شریعت منسوخ ہوگئی۔ یہ درست ہے، نبوت منسوخ ہونے کا مطلب سلب نبوت نہیں۔ سلب نبوت البتہ جائز نہیں اور یہ کہنا کہ کسی نبی کی نبوت سلب ہوگئی، یہ ضرور کفر ہے۔ اس کو یوں سمجھیے کہ منسوخ صرف احکام ہوتے ہیں، اصطلاح شرح میں یہ لفظ احکام کے ساتھ خاص ہے۔ اخبار اور مناصب منسوخ نہیں ہوتے۔ ویسے اس لفظ کے بولنے سے احتراز لازم کہ عوام اس کو کچھ کا کچھ سمجھیں گے۔ حدیث میں ہے: ”ایاکم و ما يعتذر منه.“ (۱) مفتی صاحب مرحوم کی کتابوں میں اس قسم کی مجذوبانہ باتیں بہت ہیں، جس سے عوام میں کافی انتشار ہو چکا ہے۔ ان کی ایسی باتوں کو بیان کرنے سے پہلے علمائے معتمدین سے استصواب کر لینا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### کیا لفظ ”انیس الغربا“ حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ خاص ہے؟

مسئولہ: محمد ابراہیم قریشی، صدر بازار دھمتری، ضلع رائے پور (ایم. پی.)۔ ۲۳/ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ

مسئلہ اگر کسی مسلمان نے اپنی جائیداد کسی مدرسہ یا یتیم خانہ میں وقف کر دی ہے تو کیا اس کو انیس الغربا کہا جاسکتا ہے۔ جب کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لقب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اگر نہیں کہہ سکتے تو کہنے والوں اور لکھنے والوں کا از روئے شرع کیا حکم ہے؟

### الجواب

اس شخص کو انیس الغربا کہنا جائز ہے اور یہ لفظ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں فقرا و یتامی، مساکین کی کسی بھی مدد کرنے والے کو کہا جاسکتا ہے، جو یہ کہتا ہے کہ یہ لفظ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اس کے ذمہ دلیل ہے۔ بلا دلیل کسی لفظ کو اللہ عز و جل یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص بتانا ادعائے محض اور تحکمِ بحت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### کیا شب ولادت شبِ قدر سے افضل ہے؟

مسئولہ: جی. ایم. اشرفی، مسجد کے آر. پورم، ہاسن، کرناٹک۔ ۲۱/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۳ھ

مسئلہ مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ والرضوان سورۃ انا انزلناہ فی لیلة القدر کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب نزول قرآن کے سبب یہ رات بہت افضل ہوئی تو جس رات یا جس دن میں صاحب قرآن کی جلوہ گری

۱۔ ابن ماجہ شریف، باب الحکمة، ص: ۳۰۷، ج: ۲، اشرفی

الجامع الصغير لاحادیث البشير النذير، ص: ۱۰۰، ج: ۱، مطبوعہ ميمنية مصر

ہوئی وہ تو اس رات سے بھی افضل ہوئی اس لیے سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شب ولادت شب قدر سے افضل و اعلیٰ ہے، اور دو شنبہ جمعہ سے اور آبادی مکہ آبادی مدینہ سے کہ کوئین کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کو خاص نسبت ہے۔ مواعظ نعیمیہ حصہ اول ص: ۵۷/ ما ثبت بالسنة میں ہے: ”انہ ولد لیلا فلیلة المولود افضل من لیلة القدر۔“ اور تفسیر صاوی شریف میں سورہ جمعہ کی تفسیر کے تحت میں ہے کہ شب ولادت تمام راتوں سے افضل ہے۔ عرض یہ ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب قول آیا درست ہے یا نہیں؟ بر سبیل اول حوالہ نقل فرمائیں اور ما ثبت بالسنة و تفسیر صاوی کی ان عبارتوں کا بھی حوالہ نقل فرمادیں۔ سوال یہ ہے کہ لیلة القدر پر لیلة المولود کو افضل بتانے کی صورت میں کیا یہ اعتراض لازم نہیں آتا کہ لیلة القدر کی افضلیت پر قرآن وحدیث کی نصوص قطعہ موجود ہیں اور لیلة المولود کی افضلیت کے لیے ایسی کوئی نص نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا افضلیت شب ولادت کا قول قرآن کی آیات واحادیث کے معارض نہیں ہے امید ہے کہ اس سوال کا تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا حوالہ ضرور نقل فرمائیں۔

### الجواب

بہت سے علما سے میں نے یہی سنا ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے کہ شب ولادت شب قدر سے افضل ہے لیکن میں نے خود کسی مستند کتاب میں یہ نہیں دیکھا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے۔ اس وقت ضعف بصارت اور اضمحلال قوی کے باعث بہت زیادہ چھان بین میں نہیں کر سکتا، ہاں تفسیر صاوی میں یہ ہے:

”و اعلم ان افضل الیالی لیلة المولود افضل ترین راتوں میں سے شب ولادت ہے ثم لیلة القدر۔“ (۱)

پھر شب قدر۔

ما ثبت بالسنة عربی یہاں کتب خانے میں نہیں، جناب اقبال احمد صاحب کا ترجمہ ہمارے یہاں ہے اس کے ص: ۸۴ پر ہے۔ اسی طرح علامہ خطیب قسطلانی شارح بخاری مواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں:

”ان لیلة مولوده افضل من لیلة القدر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب ولادت لیلة القدر سے تین وجہ سے افضل ہے۔“ (۲)

پھر اس کے بعد ان تینوں وجہوں کو تفصیل سے بیان کیا جیسا کہ مفتی احمد یار خان صاحب نے بیان کیا ہے۔ مواہب اللدنیہ کی اس تحقیق پر علامہ محمد عبدالباقی زرقانی نے علامہ شہاب بیہقی کا اعتراض نقل فرمایا کہ اگر اس سے مراد ہر ربیع الاول کی بارہویں تاریخ ہے تو استدلال تام نہیں، اور اگر مراد خاص وہ رات ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو استدلال تام ہے۔ مگر اب اس بحث سے کوئی فائدہ

۱۔ تفسیر صاوی، ج: ۴، ص: ۱۷۵۔

۲۔ مواہب اللدنیہ مع زرقانی، ص: ۱۳۵، ج: ۱۔



نہیں اس لیے کہ اب وہ رات ہم کو مل نہیں سکتی کہ اس میں کوئی عمل کریں۔ علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی نے اس اعتراض کو درست بتایا۔ بہتر یہ ہے کہ اس قسم کی بحث میں الجھانہ جائے جب علماء کے دونوں اقوال ہیں اور یہ کوئی ایسا بنیادی عقیدہ نہیں جس پر ایمان و کفر ہدایت و ضلالت کا حکم لگایا جائے، اتنی بات بہر حال مسلم ہے کہ ہزار رات کی عبادت سے بہتر اور فرشتوں کا نزول یہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود باوجود کے سامنے ہیچ ہے اور کوئی حکم جب کسی علت پر دائر ہوتا ہے تو اس علت پر دوسرے کو قیاس کرنا درست ہے قرآن و احادیث میں شب قدر کی فضیلت کے تین اسباب لکھے ہیں۔

① قرآن مجید کا نزول۔

② ایک رات کی عبادت کا ہزار رات کی عبادت سے بہتر ہونا۔

③ اور فرشتوں کا اترنا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ یہ نعمت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم کو ملی ہے۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ اس لیے حضور کا وجود، نزول قرآن اور ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے بہتر اور فرشتوں کے نزول سے بڑی نعمت ہے۔ اس لیے جس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے وہ سارے اوقات سے افضل ہے۔ اس میں کسی انصاف پسند کو انکار کی گنجائش نہیں۔ ایک بات آپ ذہن میں رکھیں کہ میں نے نزول قرآن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود باوجود کو افضل کہا ہے۔ قرآن سے افضل نہیں کہا ہے، قرآن اللہ عز و جل کا کلام حقیقی ہے اس کی صفت ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا اجودھیا میں حضرت شید، حضرت نوح اور حضرت ایوب علیہم السلام کے مزار ہیں؟

مسئولہ: محمد عطاء الرحمن سرت چیر جی روڈ، پوسٹ بی گارڈین، ضلع ہوڑہ، مغربی بنگال - ۷۱۱۱۱۱

① بخشی جنتری کلکتہ کے صفحہ ۱۴ پر مشتاق احمد بھوچور مراد آبادی نے اپنے تحریری معلومات مضمون میں یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت شید، حضرت نوح، حضرت ایوب علیہم السلام کے مزارات اجودھیا (فیض آباد) میں ہیں، جہاں بابر مسجد موجود ہے۔

### الجواب

یہ عوام میں بہت مشہور ہے مگر اس کی کوئی سند نہیں اجودھیا میں ایک احاطے میں دو قبریں ہیں ایک کے

بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام کی ہے۔ دوسری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی ہے۔ لیکن یہ سب بے اصل ہے اور بظاہر مستبعد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## صلح حدیبیہ سیاسی تھی یا مذہبی؟ اسلام میں مذہب و سیاست الگ الگ نہیں۔ کیا اس زمانے میں بد مذہبوں سے اتحاد ہو سکتا ہے؟ کافر اصلی اور مرتد کے احکام جدا گانہ ہیں

مسئلہ: معین الدین صاحب رضوی دارالعلوم شاہ عالم، جمال پور روڈ، احمد آباد (گجرات) - ۱۳۱۲۰۷۱۲۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ۔  
 صلح حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صلح کی کیا نوعیت تھی وہ صلح سیاسی تھی یا مذہبی یا کچھ اور؟ ہندوستان میں بڑھتے ہوئے فسادات کے پیش نظر ہم مسلمانان اہل سنت محض کلمہ گو اور نام نہاد مسلمانوں سے سیاسی مصالحت (جس سے ہمارے مذہبی معاملات مستثنیٰ ہوں) کر سکتے ہیں یا نہیں، کیا اس موڑ پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صلح حدیبیہ ہمارے لیے نمونہ عمل نہیں اگر نہیں تو سیرت نبوی کا کون ایسا شعبہ ہے جو ہمارے حال کے مطابق ہمارے لیے نمونہ عمل ہے؟

### الجواب

اسلام مذہب اور سیاست الگ الگ نہیں ہے، مذہب کے احکام سیاسی امور کو محیط اور سیاسی امور مذہبی احکام کے تابع کوئی ایسا سیاسی اقدام کرنا جو مذہب میں ممنوع ہو جائے نہیں اس لیے کتب حدیث و فقہ میں کتاب الجہاد، کتاب الامارت، کتاب الحدود و اپنی پوری جزئیات کے ساتھ بالتصریح مذکور ہیں اس لیے یہ سوال کہ صلح حدیبیہ مذہبی تھی یا سیاسی سرے سے ساقط ہے۔ شریعت میں اصلی کفار اور مرتدین کے احکام جدا جدا ہیں۔ اصلی کفار کے ساتھ صلح عقد ذمہ، عقد امان، بیع و شراء تجارت جائز ہے بخلاف مرتدین کے کہ ان کے ساتھ مذکورہ باتوں میں سے کوئی بھی جائز نہیں ان کے لیے صرف دو ہی راستہ ہے، یا تو اسلام قبول کریں ورنہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ تیسری کوئی صورت جائز نہیں۔ یہ مسئلہ فقہ کی تمام کتابوں میں بالتصریح موجود ہے۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

”و اعلم ان کل مسلم ارتد فانه يقتل ان لم يتب الاعماء المرأة والخنى ومن اسلامه تبعا والصبي اذا اسلم و المکره على الاسلام۔“<sup>(۱)</sup>  
 نیز اسی میں ہے:

۱۔ تنویر الابصار و در مختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ص: ۳۸۸، ج: ۶، ملخصاً، دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان۔

ولا یتروک المرتد علی ردتہ باعطاء الجزیة ولا بأمان موقت ولا بأمان مؤبد ولا یجوز استرقاقہ بعدا للحاق بدار الحرب بخلاف المرتدة۔“ (۱)

اس لیے کہ کافر اصلی کے ساتھ جن معاملات کی اجازت شریعت نے دی ہے ان پر زمانہ حال کے ان بد مذہبوں کو جن کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مرتد ہو گئے ہیں۔ قیاس کرنا درست نہیں ان میں بھی وہابیوں کا حکم اور سخت تر ہے حتیٰ کہ اگر یہ توبہ بھی کر لیں جب بھی حاکم اسلام کو یہ حق ہے کہ انھیں ضرور قتل کرے۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

”کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولة الا جماعة من تکررت ردتہ والکافر بسبب نبی من الانبیاء فانه یقتل حدا ولا تقبل توبتہ مطلقاً۔“ (۲)

اس لیے صلح حدیبیہ پر قیاس کر کے ان بد مذہبوں کے ساتھ مصالحت اور میل جول جائز نہیں ہو سکتی، اسی طرح عقود فاسدہ کے ذریعے اصلی کافر کے ساتھ معاملہ جائز ہے بلکہ عقود باطلہ کے ساتھ بھی مگر مرتدین کے ساتھ کوئی معاملہ صحیح نہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ارتداد کے بعد مرتد کا مال اس کی ملک سے نکل جاتا ہے اس طور سے کہ یہ زوال موقوف رہتا ہے، اگر وہ دوبارہ اسلام قبول کرے گا تو اس کا مال اس کو واپس کیا جائے گا اور اگر اس نے توبہ نہیں کی یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا یا بھاگ کر دار الحرب چلا گیا اور دار الحرب کے ساتھ لحاق کا حکم کر دیا گیا تو دو صورت ہے۔ زمانہ اسلام کا اس کا مال اس کے مسلمان وارثین کو دیا جائے گا اور اگر اس کا کوئی مسلمان وارث نہ ہو تو وہ مسلمانوں کے لیے ہے۔

اور اب جب کہ حکومت اسلام نہیں مذکورہ بالا احکام جاری نہیں ہو سکتے ہیں کہ یہ کام حاکم اسلام کا ہے اب مسلمان یہی کر سکتے ہیں کہ بد مذہب مرتدین سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں جیسا کہ قرآن مجید اور متعدد احادیث کریمہ اس پر ناطق ہیں۔ ارشاد ہے:

”فَلَا تَقْعُدُوا مَعَ الْكُفَرِیِّ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔“ (۳)

حدیث میں فرمایا: ”ایاکم و ایاهم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔“ (۴)

اور فرمایا: ”فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تناكحوهم۔“ (۵)

﴿۱﴾ تنویر الابصار و در مختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ص: ۳۹۱، ج: ۶۔

﴿۲﴾ تنویر الابصار و در مختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ص: ۳۷۰، ج: ۶، دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان۔

﴿۳﴾ قرآن مجید، پارہ: ۷، آیت: ۶۸، سورۃ الانعام۔

﴿۴﴾ مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ص: ۲۸، مجلس برکات اشرفیہ۔

﴿۵﴾ المستدرک للحاکم۔ ص: ۶۳۲، ج: ۳، والسنة لابن عاصم، ص: ۴۸۳، ج: ۲۔

یہ احکام کافر اصلی اور مرتدین دونوں کے لیے ہیں مگر کافر اصلی کے ساتھ صلح و معاہدہ کی شریعت نے اجازت دی ہے جس پر صلح حدیبیہ شاہد ہے۔ لیکن مرتدین کے ساتھ نہ صلح کی اجازت ہے اور نہ کسی معاہدے کی جس کی دلیل عربین کا واقعہ ہے کہ اسلام لکے بعد جب وہ مرتد ہوئے تو انھیں زندہ نہیں چھوڑا گیا اور فتح مکہ کا اعلان ہے، ان میں بہترے ایسے تھے جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے انھیں امان نہیں دی گئی جب کہ عامہ مشرکین کو یہ کہہ کر معاف فرمادیا: ”لا تشریب علیکم الیوم وانتم الطلقاء۔“ مگر اعلان فرمادیا گیا کہ فلاں فلاں جہاں ملیں انھیں قتل کر دیا جائے۔ ان میں سے صرف انھیں کی جان بخشی ہوئی جنھوں نے دوبارہ اسلام قبول کیا، مسلمانان اہل سنت پر لازم ہے کہ وہ خود اپنی تنظیم بنائیں اور خود اپنی مدافعت کریں، تجربہ اس پر شاہد ہے کہ بد مذہبوں نے فساد کے موقع پر بھی دغا دی ہے اور ظالم مشرکوں کی حمایت کی ہے۔ بظاہر مسلمانوں سے ملے رہے اور اندر اندر مسلمانوں کے راز مشرکین تک پہنچاتے رہے خود احمد آباد کے فساد کے موقع پر دیوبندی جماعت کے سرگروہ جمعیتہ العلماء کے صدر مولوی اسعد ٹانڈوی نے احمد آباد کا دورہ کرنے کے بعد جو بیان دیا وہ ظالم مشرکین کے سراسر موافق تھا۔ جو اللہ و رسول کا نہیں وہ مسلمانوں کا کب ہو سکتا ہے اس لیے ان سے کسی بھی معاملات میں بھی اتحاد کی اجادت دینی اپنے پاؤں پر کلھاڑی مارنے کے مرادف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**بد مذہبوں سے اتحاد جائز ہے یا نہیں؟ ہجرت سے قبل یہودیوں سے معاہدے کو بد مذہبوں سے اتحاد کے جواز کی دلیل بنانا کیسا ہے؟**  
**ابتدائے اسلام کے تمام معاہدے منسوخ ہیں۔ منسوخ پر عمل جائز نہیں۔**

مسئولہ: عنایت رضا خان، رضوی منزل، ڈاکٹر امبیڈکر روڈ جام جوڈھپور-۲ شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ صورت ذیل میں کہ زید نے مسلم شریعت سمیلین (یعنی مسلم شریعت کانفرنس) طلب کی جس میں ایک قاری صاحب نے تلاوت سے جلسہ کا آغاز کیا اسٹیج پر سب فرقوں کے مختلف جماعتوں کے سربراہ بیٹھے ہوئے تھے، بریلی اور جماعت اسلامی مجلس مشاورت اور جمعیتہ العلماء کے لیڈر موجود تھے۔ جس میں پریس رپورٹر نے سماج اور اس کی بدی کے انسداد کے متعلق بیان دیا تھا، ان کے بعد جماعت اسلامی کے مولانا نے اسلام میں مرد و عورت کے حقوق پر روشنی ڈالی تھی۔ بعد میں ایک لیڈر نے جس کا تعلق مجلس مشاورت سے ہے بیان دیا تھا اس کے بعد ایک لیڈر نے بتایا کہ شہر شہر اور دیہات دیہات پنچائیتیں اور بیت المال قائم کرنے چاہیے کہ مسائل سے پنچا جاسکے آخر میں سنی اور مسلک اعلیٰ حضرت کے دعویدار اس کانفرنس کے بانی نے طلاق بل وغیرہ کی باتیں کرنے کے بعد کہا کہ سنی شیعہ دیوبندی بریلوی



سب فرقوں کا سیاسی اتحاد ہو سکتا ہے اس کی دلیل میں انھوں نے ہجرت کے بعد پہلے سال سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس معاہدہ کے سولہ شرائط میں سے کچھ شرائط پر روشنی ڈال کر استدلال کیا تھا، یہودی غیر مذہب کے تھے ان سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کے لیے معاہدہ کیا تحریری معاہدہ کیا۔ ایک شرط یہ تھی کہ اگر مدینہ طیبہ پر کہیں سے حملہ ہو تو مسلمان اور یہود اجتماعی طور سے دفاع کریں اور یہ بھی شرط تھی یہود اپنے مذہب پر قائم رہیں اور مسلمان اپنے مذہب پر قائم رہیں اور ایک شرط یہ بھی تھی کہ ہر دونوں فریق ایک دوسرے کے مذہب میں مداخلت نہ کریں۔ یہ سب دلائل کے بعد سنی نے کہا کہ مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کی یہ اپیل بھارت میں دور دور بیٹھے ہوئے دیوبندی اور بریلوی اور جماعت اسلامی وغیرہ فرقوں کے پیشوا اور رہبر سے ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ معاہدہ کی روشنی میں دائمی اتحاد کی راہ نکال لیں۔

① اس قسم کی کانفرنس طلب کرنا اور گوسیاسی ہو مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے سراسر خلاف ہے یا نہیں اور جیسا کہ ندوہ کا فتنہ جو اسی سیاسی نوعیت کا تھا حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے رد میں متعدد تصنیفات شائع فرمائیں، ظاہر ہے نیز حدیث شریف میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: ”ایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔“ کہ کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں اور کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، میں بد مذہبوں سے اتحاد بھی باعث فتنہ و باعث گمراہی ہے کہ نہیں لہذا اس قسم کی کانفرنس کرنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور بد مذہبوں سے سیاسی میل جول جائز ہے یا نہیں؟

② سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہود سے معاہدہ کو مرتدوں سے سیاسی اتحاد کی دلیل بنانا جہالت ہے یا نہیں، ایسے سنی کہلوانے کے ایسے بیان پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ بینوا تو جروا۔

### الجواب

وہابیوں کی تمام شاخیں دیوبندی، غیر مقلد، مودودی شان الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں، روافض کے بارے میں عالم گیری میں ہے:

”أحكامهم أحكام المرتدین۔“ (۱) ان کے احکام مرتد کے احکام ہیں۔

اور مرتدین سے کوئی معاملہ کسی قسم کا میل جول اتحاد جائز نہیں ان کے لیے صرف دو ہی راستہ ہے یا تو ارتداد سے توبہ کر کے اسلام قبول کریں یا پھر حاکم اسلام کو حکم ہے کہ انھیں قتل کر دے۔ بلکہ جو مرتد شان رسالت میں گستاخی کرے توبہ کے بعد بھی اس کی جان بخشی نہیں ہوگی۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

۱۔ فتاویٰ عالمگیری، ص: ۲۶۴، ج: ۲، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحكام المرتدین، رشیدیہ، پاکستان۔

”وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا جماعة من تكررت رذته والكافر بسبب نبی من الانبياء فانه يقتل حداً ولا تقبل توبته مطلقاً.“<sup>(۱)</sup>

اب حاکم اسلام نہیں کہ انھیں یہ سزا دے سکے تو مسلمانوں پر یہی فرض ہے کہ ان سے دور رہیں کسی قسم کا گھال میل نہ کریں، صحابہ کرام کی تنقیص شان کرنے والوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا: ”فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم.“<sup>(۲)</sup> رواہ ابن عقیل وابن حبان عن انس رضی اللہ عنہ، جب صحابہ کرام کی تنقیص کرنے والوں کا یہ حکم ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کا کتنا سخت حکم ہوگا، ان سے یا رانہ گٹھ جوڑ کیسے جائز ہوگا۔

جس مولوی نے اس معاہدے سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء اسلام میں یہودیوں سے کیا تھا ان مرتدین کے ساتھ معاہدے کے جائز ہونے پر استدلال کیا وہ جاہل ہے اسے خبر نہیں کہ اصلی کافر کے ساتھ صلح بھی جائز، معاہدہ بھی جائز اور ان کو ذمی مستامن بنانا بھی جائز مگر مرتدین کے ساتھ کوئی رعایت نہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ ابتداء اسلام کی بات ہے جو آیت کریمہ: ”فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ.“<sup>(۳)</sup> اور حدیث مبارک: ”لئن عشت ان شاء الله لا اخرجن اليهود والنصارى من جزيرة العرب.“<sup>(۴)</sup> سے منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل جائز نہیں اہل سنت تو اتنے بھولے بھالے ہیں کہ ان بد دینوں کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں حالاں کہ بارہا کا تجربہ ہے کہ یہ ظالم ہر موقع پر دھوکہ دیتے ہیں، پہلے عوام کو پھانسنے کے لیے، چندہ وصول کرنے کے لیے بڑی میٹھی باتیں کریں گے اور عین موقع پر مشرکین سے مل جاتے ہیں۔ ان کے پھندے میں کبھی بھی نہیں آنا چاہیے، اہل سنت پر لازم ہے کہ ان سب سے الگ رہیں، اپنے آپ اپنے ناموس و مذہب کو بچانے کے لیے جو کچھ کر سکتے ہوں کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلمان جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک کے جائز قوانین کی پابندی لازم ہے۔ ہندوستانی غیر مسلموں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے؟

مسئلہ: نور محمد صاحب لاٹھیا، مقام وپوسٹ، عمرکوٹ، ضلع کوراپٹ، اڑیسہ-۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۸ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلے میں؟

۱۔ تنویر الانصار و در مختار، ص: ۳۷۰، ج: ۶، کتاب الجہاد، الباب المرتد، دار الکتب العلمیہ، لبنان۔

۲۔ المستدرک للحاکم، ص: ۶۳۲، ج: ۳، السنة لابن عاصم، ص: ۴۸۳، ج: ۲۔

۳۔ قرآن مجید، سورة التوبة، آیت: ۵۔

۴۔ مشکوٰۃ، ص: ۳۵۵۔

کہ زید نے ایک روز مسجد میں اس قسم کا بورڈ لگا دیا کہ اسلام یکجہتی اور اتحاد کا حامی ہے، مسلمان نہ صرف مسلمان کے ساتھ بلکہ سبھی مذاہب کے ساتھ خلوص و محبت کا سلوک کریں۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مل کر رہو ایک دوسرے کے خلاف نہ رہو، آسانی پیدا کرو، تنگی پیدا نہ کرو۔ یہ حدیث مسلمانوں کے حق میں ہے یا دیگر مذاہب کے لیے؟ حالاں کہ سورۃ آل عمران آیت: ۱۱۸/ سورۃ نساء آیت: ۱۳۴/ سورۃ مائدہ، آیت: ۵۱/ سورۃ مجادلہ، آیت نمبر ۲۲/ اس کے خلاف ہے۔ زید نصوص صریح کے خلاف اپنا حکم ظاہر کر کے کس زمرہ میں شامل ہوا اور زید کے لیے کیا حکم ہے؟

### الجواب

سوال میں جو حدیث نقل کی ہے اس کے مخاطب صحابہ کرام ہیں اور اس سے مراد یہی ہے کہ مسلمان آپس میں اتحاد اور اتفاق سے رہیں۔ ایک دوسرے کے لیے آسانیاں فراہم کریں۔ رہ گئے کفار ان کے لیے یہ حکم نہیں ان کے لیے وہی حکم ہے جو آپ نے آیات مذکورہ کے حوالے سے لکھا ہے، صاف صریح ارشاد ہے:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ  
وَاعْلِظْ عَلَيْهِمْ“ (۱)

اور فرمایا: ”وَلِيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً“ (۲)  
صحابہ کرام کی شان میں ارشاد ہے:

”أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ“ (۳)

البتہ جو غیر مسلم عقد ذمہ یا عقد امان لے کر سلطنت اسلام میں ہوں ان کے ساتھ مدارات کا حکم ہے۔ اسی طرح اگر مسلمان خود کسی غیر مسلم حکومت میں رہتے ہوں تو ان پر اس حکومت کے جائز قوانین کی پابندی لازم ہے۔ اس تقدیر پر جو غیر مسلم مسلمانوں کے پڑوس میں رہتے ہوں یا ملک میں کہیں بھی رہتے ہوں ان کے ساتھ بھی مدارات ضروری ہے، ان کے ساتھ شدت و غلظت چوں کہ ملکی قانون کے خلاف ہے اور ایک طرح کی بد عہدی ہے اس لیے اس کی اجازت نہیں، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہماری مسجدوں کو مندر بنائیں، ہمارے گھروں کو جلائیں، ہمیں لوٹیں قتل کریں۔ ہم پر جھوٹے مقدمات قائم کریں۔ ہمارے خلاف جھوٹی گواہیاں دیں، ہماری معیشت کو تباہ کرنے کے لیے سازش کریں اور ہم بیٹھے تماشہ دیکھیں بلکہ اس صورت میں وسعت بھر ہر ممکن مدافعت ہم پر فرض ہے، غالباً زید کی واقفیت ناقص ہے، اسی وجہ سے اس نے وہ ناقص بورڈ لگایا۔ ایسا بورڈ

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ التحريم، آیت: ۹، پ: ۲۸۔

﴿۲﴾ قرآن مجید، سورۃ التوبة، آیت: ۱۲۳، پارہ: ۱۱۔

﴿۳﴾ قرآن مجید، سورۃ الفتح، آیت: ۲۹، پارہ: ۲۶۔

لگانے کی اجازت نہیں جس میں قرآن و حدیث کا مفہوم غلط درج ہو واجب ہے کہ یہ بورڈ اتار دیا جائے اور زید پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## دینی تعلیمی کونسل، جماعت کیا ہے اور اس میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: محمد نبیہ قصاب، شاہ جہان پور (یو. پی.) - ۲۵/ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

① مسئلہ: دینی تعلیمی کونسل جماعت کیا ہے اور اس سے تعلق رکھنا کیسا ہے؟

② کیا اس جماعت سے دینی مدارس کا الحاق کرا سکتے ہیں؟

### الجواب

① دینی تعلیمی کونسل وہابیوں کی تنظیم ہے جو وہابیت پھیلانے کے لیے وہابیوں نے قائم کی ہے اس کا ممبر بننا اس کو چندہ دینا حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② دینی تعلیمی کونسل سے مدارس کا الحاق کرنا حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کے لیے لفظ ”کملی“ کا استعمال

مسئلہ: محمد اسرار نیل رضوی، مدرسہ خیر فیض عام، گھوسی، منو - ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۱ء

① مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ حضور کی شان میں ”کملی“ کا لفظ استعمال کرنا کیسا ہے اور کیوں ہے اور جو لوگ یہ لفظ استعمال کیے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ کرم ہوگا۔

### الجواب

فرہنگ آصفیہ جلد دوم ص: ۵۶۵ میں ہے ”کملی“ کمل کی تصغیر۔ ایک قسم کی اونٹنی پوتیس جو بکریوں اور بھیڑوں کی کھال سے تیار کی جاتی ہے۔ اسے غریب درویش لوگ پہنا کرتے ہیں۔ فیروز اللغات ص: ۶۶۱ میں ہے ”کملی“ کمل کی تصغیر۔ چھوٹا کمل بناء علیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کو کملی کہنا ممنوع ہے۔ شامی میں ہے: ”مجرد ایہام المعنی المحال کاف للمنع“ (۱) کسی ناروا معنی کا ایہام منع کے لیے کافی ہے۔

اس کی نظیر راعنا ہے۔ عربی زبان میں یہ مراعات باب مفاعلت سے امر کا صیغہ ہے جس کے ساتھ ضمیر منصوب جمع متکلم ہے، جس کے معنی عربی زبان میں یہ ہیں: ”ہماری رعایت فرمائیں“ (یہود کی لغت میں راعی کے معنی احمق کے ہیں) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو جب صحابہ کرام اچھی طرح سن نہ پاتے یا سمجھ نہ



پاتے تو عرض کرتے ”راعنا“ (ہماری رعایت فرمائیے)۔ یہود کی لغت میں راعی کے معنی احمق کے ہیں۔ یہ گستاخ قوم اپنی فطری بد باطنی کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا کہتے۔ قرآن مجید میں راعنا کہنے سے منع فرمایا گیا۔ لہذا انھیں ہدایت کردی گئی کہ بجائے راعنا کے ”انظرنا“ کہو۔ ارشاد ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَ اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ  
قُولُوا اُنْظُرْنَا.“ (۱)

حضور ہم پر نظر رکھیں۔

یہاں لغات دو ہیں۔ تلفظ بھی الگ الگ تھا پھر بھی منع فرمایا گیا، اور یہاں کملی میں ایک ہی زبان میں تصغیر ہے، اگرچہ دوسرا معنی بھی ہے اس لیے یہ بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا اگرچہ بولنے والے کی نیت تصغیر کی نہ ہو، دوسرا معنی ہو۔ اس لیے کہ معاذ اللہ اگر تصغیر کی نیت سے بولے گا تو کفر ہے اور یہاں کملی میں ایک ہی لغت ہے، تصغیر کا بھی معنی ہے، اس لیے یہ بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

یہ حکم اس وقت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً کملی والے کہا جائے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی چھوٹا کملی بھی استعمال فرماتے تھے۔ اب اگر حدیث میں اس کو بیان کرنے کے لیے کوئی لفظ وارد ہو تو اس کے ترجمہ میں کملی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح بعض صوفیائے کرام چھوٹا کملی استعمال فرماتے ہیں اس کے ذکر میں کملی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ان دونوں صورتوں میں متعین ہے کہ کملی تصغیر کے لیے نہیں بلکہ بیان واقعہ ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً کملی والے کہیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عام لباس کو کملی کہا۔ حالاں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عام لباس کملی نہیں۔ علاوہ ازیں حضرات انبیاء کرام کا ذکر ایسے صفات سے کرنا ممنوع ہے جس میں کوئی فضیلت نہ ہو۔ جیسا کہ شفا اور اس کی شروح میں مذکور ہے۔ یعنی حضور کے محاسن بیان کرنے کے دوران جیسا کہ لوگ کملی والے کو استعمال کیا کرتے ہیں عموماً نعت خواں اس کو استعمال کرتے ہیں، جس کا مقصد فضائل، کمالات بیان کرنا ہے، ظاہر ہے کہ کملی والے ہونے میں کوئی فضیلت نہیں۔ اس لیے مقام مدح میں استعمال سے بچنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور کے لیے لفظ کملی، مکھڑا اور قریشی کا اطلاق کیسا ہے؟

دیوبندیوں کے یہاں جاگیر کھانا اور قرآن خوانی میں جانا کیسا ہے؟

مسئلہ: محمد خلیل، شب پورہ نیواریہ

کملی، مکھڑا، قریشی وغیرہ جیسے اسما کا استعمال شانِ نبی کریم علیہ السلام میں روا ہے یا نہیں۔ زید جواز کا

مسئلہ ۱

قول کرتا ہے اور دلیل عرف عام کو پیش کرتا ہے کہ عرف میں ان کا استعمال بغرض حقارت نہیں ہوتا ہے، لہذا استعمال میں کیا قباحت ہے اور بکر عدم جواز کا قائل ہے۔ وہ مطلقاً اسمائے تصغیر کے استعمال کو بلا دخل عرف ناجائز جانتا ہے اور اس قول کو کفر اور اس کے قائل کو کافر گردانتا ہے۔ بہ نظر غایت دلائل کی روشنی میں احقاق فرما کر شکر یہ کا موقع دیں۔

❷ دیوبندیوں کے گھر طلبہ کو قرآن خوانی میں بھیجنا جب کہ مدرسہ کے فائدے کے لیے ہو اور ان کا جانا اور جاگیریں کھانا جب کہ جاگیر دار بخوشی و شوق کھلاتا ہے، از روئے شرع کیسا ہے؟

### الجواب

❶ صیغہ تصغیر کا استعمال مطلقاً ممنوع ہے اگرچہ بہ نیت محبت و تعظیم ہو، اور اگر معاذ اللہ بہ نیت تحقیر ہو تو کفر ہے۔ جیسا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے المستند المعتمد میں تصریح فرمائی ہے۔ علامہ شامی نے رد المحتار میں لکھا: مجرد ايهام المعنى المحال كافٍ للمنع۔<sup>(۱)</sup> اس لیے ایسے الفاظ جن کے کچھ معنی درست ہوں کچھ خبیث اور شرع میں وارد نہ ہوں اس کا استعمال اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ممنوع ہے۔ جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اسے مفصل لکھا ہے، جو ماہنامہ اشرفیہ کے کسی شمارے میں چھپ چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آپ نے تین لفظ لکھے ہیں ان میں سے مکھڑا کا استعمال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جائز نہیں، جیسا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کتاب مذکور میں تصریح فرمائی ہے رہ گیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قریشی کہنا یہ بلاشبہ جائز و درست ہے۔ اولاً اس لیے کہ یہ شرع میں وارد ہے اور جو کلمات شرع میں وارد ہوں وہ اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ المفسر ظ میں ہے۔ ثانیاً قریش اصل وضع کے اعتبار سے تصغیر ہے یا نہیں یہ خود مختلف فیہ ہے۔ اکثر اہل لغت کا قول ہے کہ یہ ایک سمندری مچھلی کا نام ہے جو بڑی قوی اور طاقت ور ہوتی ہے اور تمام دریائی جانوروں پر غالب رہتی ہے، اس تقدیر پر سرے سے اس میں تصغیر ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ اصل وضع کے اعتبار سے اس میں تصغیر ہے تو جب یہ قبیلہ مشہورہ کا علم ہوا تو اس میں تصغیر باقی نہ رہی، اور جب تصغیر باقی نہ رہی تو اس کی طرف منسوب کر کے قریشی کہنا تصغیر کا استعمال کرنا نہ ہوا۔ ثالثاً قریشی کہنے میں تصغیر حضور کی صفت نہ ہوئی حضور کا وصف قریشی یا نسبیت کے ساتھ ہوا۔ رہ گیا لفظ کملی اس کی بنیاد اس پر قائم ہے کہ کملی کمل کی تصغیر ہے یا نہیں؟ فیروز اللغات اور فرہنگ آصفیہ میں اسے کمل کی تصغیر بھی بتایا گیا ہے۔ اس تقدیر پر اس کا استعمال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لباس پر ممنوع ہوگا اور وہ جو بعض اکابر کے کلام میں آگیا ہے اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اکابر سے بھی بوجہ بے التفاتی اس قسم کی لغزش ہوتی چلی آئی ہے۔ جیسے مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا بالاتفاق ممنوع ہے لیکن عارف باللہ حضرت عبدالرحمن جامی قدس سرہ کے کلام میں وارد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷ دونوں باتیں ناجائز و گناہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❶ شامی، ص: ۵۶۷، ج: ۹، کتاب الحظر والاباحہ، باب الاستبراء وغیرہ، دار الکتب العلمیہ، لبنان۔

## حضور کو خدا کا دلبر کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: حاجی عبدالحکیم عریزی نئی سڑک، بنارس - ۱۱ رجب ۱۴۱۰ھ

① مسئلہ ① حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکملی والا کہنا کیسا ہے؟

② حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا کا دلبر کہنا کیسا ہے؟

### الجواب

①-② حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکملی والے یا اللہ کا دلبر کہنا جائز نہیں ”مکملی“ مکمل کی تصغیر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا انبیاء کرام سے جس چیز کا تھوڑا سا بھی تعلق ہو۔ اسے صیغہ تصغیر سے ذکر کرنا جائز نہیں۔ تصغیر کا مطلب ہوتا ہے کسی چیز کا چھوٹا پن اور اس کی تحقیر کے لیے کوئی صیغہ استعمال کیا جائے۔ جیسے اردو میں ”باپ“ کی تصغیر ”پپو“ اور بھائی کی تصغیر ”بھو“ ہے۔ اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ کسی نبی کی یا اس کے لباس یا اس سے متعلق کسی چیز کی تصغیر اگر بہ نیت تحقیر ہو تو کفر۔ اور اگر بہ نیت تحقیر نہ ہو کسی اور اچھی نیت سے ہو تو بھی جائز نہیں۔ مثلاً اظہار محبت کے لیے۔ شامی میں ہے: مجرد ايهام المعنى المحال كافٍ للمنع۔“ علاوہ ازیں مکملی والے ہونے میں کوئی فضیلت نہیں امام قاضی عیاض نے شفا میں فرمایا ہے کہ انبیاء کرام کا تذکرہ ایسے الفاظ سے کرنا جس سے عظمت ظاہر نہ ہوتی ہو جائز نہیں۔ ”دلبر“ کے لغوی معنی ”دل لے جانے والے“ کے ہیں۔ اللہ کے دلبر کہنے کا مطلب یہ ہوا۔ اللہ کا دل لے جانے والا۔ اللہ تعالیٰ دل اور عضو سے پاک ہے۔ اللہ عز وجل کے لیے کوئی عضو ثابت کرنا کفر ہے۔ اگرچہ عرف میں اس کے معنی محبوب کے ہیں۔ مگر جب کہ اس کا حقیقی معنی کفر ہے تو اس کا استعمال جائز نہ ہوگا۔ اس کی مثال لفظ ”راعنا“ اس کے معنی عربی زبان میں ہے۔ ہماری رعایت فرمائیے۔ یہودی لغت میں ”راعنا“ ہمارا بیوقوف۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کچھ ارشاد فرماتے اور صحابہ اچھی طرح سن نہ پاتے یا سمجھ نہ پاتے تو عرض کرتے ”راعنا“ ہماری رعایت فرمائیے۔ یہود اس موقع پر ”راعنا“ کہتے۔ یعنی ہمارا بے وقوف۔ صحابہ کرام کو ”راعنا“ کہنے سے منع فرما دیا گیا، ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا قُولُوا“ اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔ (۱)

اے ایمان والو! ”راعنا“ نہ کہو بلکہ ”انظرنا“ کہو، راعنا اور راعينا ”میں دو زبانوں کا فرق تھا ایک عربی، ایک عبرانی، تلفظ کا بھی فرق تھا ”راعنا“ میں ”ی“ نہیں۔ اور راعينا میں ”ی“ ہے مگر منع کر دیا گیا۔ تو جب ایک ہی زبان کے لفظ میں دو معنی ہوں جن میں ایک کفری ہو۔ تو اس کا بولنا بدرجہ اولیٰ ناجائز و حرام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## لفظ کملی اور کملیا کا استعمال جائز نہیں

مسئولہ: محمد مشتاق احمد، مدرسہ معینیہ گلزاریہ، رائن شریف، کھلڑا (بہار) - ۳۰/ محرم ۱۴۱۴ھ

- ① **مسئلہ** زید نے ایک مرتبہ لفظ کملیا والی نعت شریف پڑھا، اس پر بکر نے زید سے توبہ کرنے کا حکم دیا، لیکن اس نے انکار کیا، اپنی ہٹ دھرمی پر رہا اور ہے، بلکہ زید اور اس کے ساتھ دینے والے عمر و اور خالد بار بار اسی نعت کو پڑھتے ہیں، جس میں لفظ کملیا ہے اور یہ لوگ اس لیے پڑھتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ بکر کے اندر کتنا علم ہے اور وہ کیسے فتویٰ عائد کرتا ہے۔ جب کہ بکر نے اس لفظ کے ناجائز ہونے پر مالہ و ماعلیہ کے طور پر تقریر کیا ہے، لیکن اس کے باوجود سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی رہے لیکن اپنی عزت پر بدنماداغ نہ لگے۔ لہذا صورت مذکورہ میں زید و عمر و اور خالد پر کیا حکم عائد ہوگا مالہ و ماعلیہ بیان فرمائیں تاکہ حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہو جائے۔
- ② نیز مرتد کسے کہتے ہیں اور مرتد کا حکم بیان کرتے ہوئے صورت مذکورہ کی تفصیل کریں۔

### الجواب

- ① مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے المعتمد المستند میں تصریح فرمائی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقات کو بصیغہ تصغیر ذکر کرنا مطلقاً ناجائز ہے۔ علما نے لکھا ہے کہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو شعیر کہا وہ کافر ہو گیا۔ اس پر فرمایا:

”ای بالصغیر علی وجه التحقیر۔ وقد منّا ان الصغیر فیما یتعلق بہ صلی اللہ علیہ وسلم ممنوع مطلقاً۔ و ان کان علی وجه المحبة بل قد یجئ للتعظیم مع ذلک فالایہام کاف فی المنع والتحريم.“<sup>(۱)</sup>

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقات میں تصغیر کا استعمال مطلقاً ممنوع ہے، اگرچہ محبت کے طور پر ہو۔ بلکہ تصغیر کبھی تعظیم کے لیے آتی ہے اس کے باوجود صرف ایہام ممنوع اور حرام ہونے کے لیے کافی ہے۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ صیغہ تصغیر کسی بھی نیت سے شان نبوت میں استعمال کرنا ممنوع ہے، خواہ بہ نیت محبت ہو خواہ بہ نیت تعظیم ہو، خواہ بہ نیت اختصار، وجہ یہ ہے کہ تصغیر کی اصل وضع تحقیر کے لیے ہے اور اس کے دوسرے معانی مجازی ہیں جو قرینے کے محتاج ہیں۔ جب تصغیر کا صیغہ بولا جائے گا تو ذہن اول وہلہ میں تحقیر ہی کی طرف منتقل ہوگا، پھر قرینہ پر غور کر کے دوسرے معانی کی طرف منتقل ہوگا۔ یہ بات بھی ممنوع ہے جیسا کہ علامہ شامی وغیرہ نے تصریح فرمائی ہے: ”مجرد ایہام المعنی المحال کاف للمنع.“<sup>(۲)</sup> یقینی وجہ سے معنی سوء کی

① المعتمد المستند، ص: ۱۵۱۔

② رد المحتار، ج: ۹، ص: ۵۶۷، کتاب الحضر والاباحۃ، باب الاستبراء مکتبہ ذکر یا۔



طرف اول وہلہ میں ذہن منتقل ہو اس کا استعمال بھی منع ہے۔ یہ صرف مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق نہیں بلکہ اس پر سارے علما کا اتفاق ہے۔ شفا اور اس کی شروح میں اس کی تصریح ہے۔

فیروز اللغات، فرہنگ آصفیہ میں کملی کے تین معنی لکھے ہیں، کمل کی تصغیر، چھوٹا کمل، وہ معمولی اون کی کپڑا جو فقیر اور معمولی لوگ پہنتے ہیں۔ اس تقدیر پر کملی لفظ مشترک ٹھہرا۔ لفظ مشترک کے بارے میں شفا کی شروح میں تصریح ہے کہ اس کا استعمال جائز نہیں، بشرطے کہ شرع میں وارد نہ ہو۔ اور لفظ کملی چوں کہ شرع میں وارد نہیں اور اس کا ایک معنی تصغیر بھی ہے اس لیے یہ بہر حال ممنوع ہوگا۔ لفظ کملی میں تو یہ احتمال تھا کہ چھوٹے کمل کے معنی ہے، کملیا بلاشبہ یقیناً، حتماً، جزماً تصغیر ہے، اس لیے اس کا استعمال کسی طرح جائز نہیں۔ اس پر ضد اور ہٹ دھرمی کرنا جہالت ہے۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ کملی کمل کی تصغیر نہیں، اس لیے کہ اس کی تصغیر کملیا آتی ہے، ان لوگوں کو دھوکا لگا۔ کملیا بھی کمل کی تصغیر ہے، کملی کی نہیں۔ کبھی کبھی لفظ کے آخر میں یا بڑھا کر تصغیر بناتے ہیں جیسے لگرا کی تصغیر لگرایا، نگر کی تصغیر نگر یا۔ اس سلسلے میں بہت جلد و بہت ہی مفید کتابیں منظر عام پر آ رہی ہیں، آپ ان کا انتظار کیجیے۔ مجھے نہ اتنی فرصت ہے اور نہ میری عادت کہ ہر کس و ناکس کے منہ لگوں۔ حضرت صدر الشریعہ یا بعض اکابر کے کلام میں اگر یہ لفظ آگیا ہے، یہ عدم توجہ کی بنا پر ہے، جیسے مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا منع ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں نقل فرمایا ہے کہ بعض علما نے فرمایا کہ جو مدینہ طیبہ کو یثرب کہے اسے کوڑے مارے جائیں اور یہ بہت سے بزرگوں کے کلام میں موجود ہے۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے لکھا:

بہ مدفون یثرب علیہ السلام

بلیک حجاج بیت الحرام

حضرت جامی کا مشہور شعر ہے۔

کے بود یارب کہ رودر یثرب و بطحا کنم گہہ بمکہ منزل و گہہ در مدینہ جا کنم

ظاہر ہے کہ یہ عدم توجہ کا ثمرہ ہے۔ اسی طرح جن اکابر کے کلام میں لفظ کملی وارد ہے وہ اسی بنا پر ہے کہ اس جانب توجہ نہ ہوئی کہ یہ کلمہ تصغیر ہے ورنہ وہ ہرگز استعمال نہ کرتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کرے، یا مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے کفر کا ارتکاب کرے۔ روافض اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر چوں کہ متعدد کفری عائد رکھتے ہیں، اس لیے ان کے بارے میں فرمایا: ”احکامہم احکام المرتدین۔“ (۱) جیسے دیوبندی، قادیانی، مودودی وغیرہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر شان رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کملی والے کہنے والا یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کسے مبارک کو کملی کہنے والا کافر نہیں، خاطی یا زیادہ

سے زیادہ گنہ گار ہے، جب کہ بہ نیت تحقیر نہ کہتا ہو۔ علما نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کسی نے ایسا کلمہ استعمال کیا کہ جس کے بعض پہلو کفر کے ہوں اور بعض اسلام کے اور وہ یہ کہہ رہا ہے میری نیت اس معنی کی ہے جو اسلام ہے تو وہ کافر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا بار نبوت کو نبی کے علاوہ کوئی اور برداشت کر سکتا ہے؟

مسئلہ: مظہر ادیب، سری چھپرہ، بہار-۵/صفر ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ شب ہجرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوش حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر سوار ہونا اور ان کا بار نبوت کو برداشت کر لینا کیا ممکن ہے؟

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر سوار کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بار نبوت برداشت کر لیا۔ کیا کوئی گدھا یہ کہہ سکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک اونٹنی نے بار نبوت برداشت کر لیا۔ جسد مبارک کو اٹھالینا اور بات ہے اور بار نبوت اٹھانا اور بات ہے۔ رافضی واعظین نے یہ لفظ ایجاد کیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شانہ اقدس پر سوار ہو کر بت شکنی فرمائی تھی۔ اس کو وہ جاہل اس سے تعبیر کرتے ہیں کہ چوں کہ بار نبوت کوئی برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لیے ایسا کیا حالاں کہ ایسا نہیں، اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھے پر کسی مصلحت کی بنا پر اٹھایا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت جسم اقدس بھاری ہو چکا تھا، کندھے پر اٹھانا کسی کا بھی مشکل تھا، بار نبوت سوائے نبی کے کوئی نہیں اٹھا سکتا، لیکن جسم اقدس کا اٹھانا اور بات ہے، بار نبوت اٹھانا اور بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور نے کسی کو اپنا جانشین مقرر فرمایا یا نہیں؟

مسئلہ: مظہر ادیب، سری چھپرہ، بہار-۵/صفر ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اپنا کوئی وارث یا جانشین مقرر فرمایا کہ نہیں؟

### الجواب

صراحتہً کسی کو وارث یا جانشین نہیں فرمایا تھا البتہ اشارۃً صدیق اکبر کو ضرور فرمایا تھا۔ اپنے وصال سے تین سال پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلیٰ پر نماز پڑھانے کے لیے کھڑا فرمایا اور منبر پر خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑا فرمایا یہ حقیقت میں جانشینی کا اعلان تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ نماز میں حضور کا خیال بار بار آنے سے نماز نہیں ہوتی،  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ہودہ شے سے تشبیہ دینے والے کا حکم  
مسئولہ: محمد آصف، پورہ خواجہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یو. پی.)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ کسی شخص نے کہا کہ حالت نماز میں اگر کسی آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آجائے تو نماز درست ہے، لیکن بار بار نام پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے نماز درست نہیں ہوتی۔ معاذ اللہ اس کا کہنا ہے کہ جس طرح گندی نالی کے کیڑوں کو نکال کر جھٹک دیا جاتا ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کو جھٹکنے کو کہتا ہے۔ اس شخص کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے، مطلع فرمائیں۔

### الجواب

یہ شخص اپنی مذکورہ بالا باتوں کی وجہ سے کافر و مرتد ہو گیا، اسلام سے خارج ہو گیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس جملہ خبیثہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین ہے اور کسی نبی خصوصاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ادنیٰ سی توہین کرنے والا کافر و مرتد ہے ایسا کہ جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ یہ شخص اگر دکھاوے کی نماز پڑھتا ہے تو نماز کیسے پڑھ پائے گا، تشہد میں بھی نام نامی ہے اور درود شریف میں بھی نام نامی ہے۔ دو رکعت بھی نماز ہو اور چھانٹ چھانٹ کر ایسی آیتیں پڑھے جس میں نام نامی نہ ہو تو کم از کم ہر نماز میں نام نامی تین بار لینا پڑے۔ پھر اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں ”وما محمد الا رسول“ پڑھے اور دوسری میں ”محمد رسول اللہ“ تو یہ کیا کہے گا۔ پھر حضور کے نام نامی میں عزیز، رؤف، رحیم، رسول بھی ہے۔ کسی نے نماز میں: ”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَّحِيمٌ“ (۱) پڑھا تو یہ کیا کرے گا۔ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز کے اندر بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر نماز میں حضور کا خیال آجائے تو نماز تو نماز ایمان کی بھی خیر نہیں، جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## انبیا کی تعداد کتنی ہے؟ جو جامعیت ہمارے حضور میں ہے وہ کسی میں نہیں۔

مسئولہ: شمیم احمد قریشی، گریڈ ہیہ بازار، بہار

❶ مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا قول ہے ایک لاکھ تینیس ہزار نو سو ننانوے کم و بیش انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی کا مطالعہ ان کی کتاب سیرت میں کریں گے تو وہ جامعیت نظر نہیں آئے گی جو جامعیت تنہا آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی پاک میں نظر آتی ہے۔ مذکورہ بالا عبارت میں بحث صرف تعداد انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق ہے۔ زید کے قول کا خلاصہ حاصل کل تعداد انبیاء کرام علیہ السلام کے متعلق یہ ہے۔ ۱۲۳۹۹۹ کم و بیش انبیاء کرام علیہم السلام ایک واحد ذات سید الانبیاء کرام علیہم السلام ۱۲۴۰۰۰ کم و بیش انبیاء کرام علیہم السلام ہوئے۔ مگر بکر کو اس پر سخت اعتراض ہے۔ بکر کا کہنا ہے کہ ایسا ہرگز ہرگز درست نہیں، خواہ معنی مطلب سمجھانے کے لیے ہی ہو۔ ذات پاک مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ۱۲۳۹۹۹ کم و بیش انبیاء کرام علیہم السلام کہنا سراسر غلط ہے۔ اب دلائل و براہین کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کہ کس کا قول صحیح ہے، زید کا یا بکر کا، پھر ان دونوں پر کیا حکم عائد ہے؟

❷ بکر ایک دوسری بات پھر کہتا ہے کہ اگر کوئی کہے ۲ لاکھ چوبیس ہزار ۳ لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش ۴ لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش ۵ لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء کرام علیہم السلام آئے تو یہ غلط نہیں ہے۔ یعنی بکر کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف تعداد کے بعد لفظ کم و بیش کا لگنا شرط ہے، پھر ۲ لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش سے لے کر ۵ لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش کہنا غلط نہیں، صحیح ہے، بالکل درست ہے۔ براہ کرام جواب آج ہی پہلی فرصت میں روانہ فرمائیں۔

### الجواب

ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ کل انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، دوسری روایت میں ہے کہ دو لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ اس لیے قطعی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کل انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہی ہیں یا دو لاکھ چوبیس ہزار ہی ہیں۔ دونوں تعداد کو سامنے رکھ کر یہ کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش، چار لاکھ یا پانچ لاکھ کم و بیش کہنا درست نہیں۔ اس روایت کی بنا پر کہ کل انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، اگر کسی نے یہ کہا کہ ایک لاکھ تینیس ہزار نو سو ننانوے انبیاء کرام میں وہ جامعیت نہیں جو ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے، اس اعتبار سے درست نہیں کہ گویا اس نے تحدید کردی کہ کل انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔ یہ دوسری روایت کے منافی ہے اور اگر



اس کی مراد یہ ہو کہ ایک لاکھ تینیس ہزار نو سو ننانوے کے ماسوا دیگر انبیاء کرام میں وہ جامعیت نہیں تھی جو ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے تو بھی غلط۔ اسلم طریقہ یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ جو جامعیت ہمارے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تھی وہ کسی بھی نبی میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## دنیا میں رسول کتنے ہیں؟

مسئلہ: عبدالوہاب مدہوش، چیت بڑا گاؤں، محلہ مسجد یا گھاٹ، بلیا (یو. پی.)

مکرمی جناب مولانا صاحب! السلام علیکم  
بعد گزارش ہے کہ رسول دنیا میں کتنے ہیں اور پیغمبروں کے پاس جبریل آتے تھے کہ نہیں؟

### الجواب

انبیاء کرام کی تعداد کے بارے میں دو روایتیں آئی ہیں، ایک لاکھ چوبیس ہزار اور دو لاکھ چوبیس ہزار، اس لیے احتیاط یہ ہے کہ ان کی تعداد معین نہ کی جائے۔ غیر نبی کو نبی کہنا بھی غلط اور کسی نبی کی نبوت سے انکار کرنا بھی غلط۔ اس لیے تعداد معین نہیں کرنا چاہیے۔ ان میں رسول تین سو تیرہ ہیں۔ رسول خاص اس نبی کو کہتے ہیں جس پر کوئی صحیفہ نازل ہوا ہو اور وہ صاحب شریعت ہو۔ ہر پیغمبر کے پاس جبریل امین ہی وحی لے کر آتے تھے۔

جن کا کفر معلوم نہ ہو ان کے بارے میں سکوت لازم۔

ہر قوم میں ہادی آئے ہیں

مسئلہ: ڈاکٹر صغیر احمد، راجہ بازار، کھدوا، دیو ریا، ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آج سے ہزاروں سال قبل دیگر مذاہب میں جو اکابرین گزرے ہیں جن کے نام سے صرف لوگوں کو واقفیت ہے۔ لیکن صحیح حالات زندگی کسی کو معلوم نہیں۔ کیا ان حضرات کو علی الاعلان کافر کہا جاسکتا ہے، یا سکوت بہتر ہے؟

### الجواب

جن کا کفر معلوم ہے ان کو کافر کہنا ضروری ہے۔ اور جن کا کفر معلوم نہیں اور قرآن و حدیث میں ان کے حالات مذکور نہیں ان کے بارے میں سکوت لازم ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہر قوم میں ہادی آئے۔ مگر یہ ضروری نہیں جو کفار کے سرغنہ ہوں یہی وہ ہادی ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## خانہ کعبہ کو حضرت آدم کا مزار کہنا، کیا حجر اسود حضرت آدم علیہ السلام کی انگوٹھی کا نگینہ ہے؟

مسئولہ: مختار احمد عزیزی، خادم دارالعلوم فیض الرسول، لکھنؤ روڈ، بہیری، بلیا

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں:

- ① زید کا کہنا ہے کہ خانہ کعبہ قبر آدم علیہ السلام ہے، اگر نہیں ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کا مزار مقدس کہاں ہے؟ پھر خانہ کعبہ کو اللہ کا گھر نہیں کہہ سکتے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زمان و مکان سے پاک ہے، لہذا اللہ کا گھر کہنا دائرۃ اسلام سے خارج ہونا ہے۔
- ② حجر اسود کیا ہے؟ زید کا کہنا ہے کہ حجر اسود حضرت آدم علیہ السلام کی انگوٹھی کا نگینہ ہے۔ وہ انگوٹھی حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حوا علیہ السلام کے ساتھ نکاح کے وقت ملی تھی۔
- ③ زید کہتا ہے کہ حالت نماز میں اپنے پیرومرشد کا تصور کرتا ہوں اور یہ مسئلہ تصوف کا ہے۔ زید مندرجہ بالا باتوں پر اتفاق کرتے ہوئے بحث کرتا ہے، لیکن یہ بھی کہتا ہے کہ یہ بات ہر کس و نا کس سے کہنے کی نہیں ہے۔ اگر یہ بات غلط ہے تو شریعت کی روشنی میں زید پر کیا حکم صادر ہوتا ہے؟
- ④ زید یہ بھی کہتا ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے، یا ہر جگہ ہے کہنا کفر ہے۔

### الجواب

- ① کعبہ شریف کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے غلط ہے۔ اگر یہ نہ معلوم ہو کہ حضرت آدم کی قبر کہاں ہے تو اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ کعبہ میں ہی ان کی قبر ہو۔ اکثر انبیاء علیہم السلام کے مزارات مبارکہ کا پتہ نہیں تو کیا سب کی قبریں کعبہ ہی میں مانی جائیں گی۔ کعبہ کے اندر حضرت آدم علیہ السلام کے مزار پاک ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ کعبہ شریف کو جو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے، یہ کعبہ کی بزرگی و عظمت ظاہر کرنے کے لیے ہے، جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو خود اللہ تعالیٰ نے ناقۃ اللہ کہا ہے۔ دنیا کی ساری چیزیں اللہ کی ملک ہیں مگر خاص حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ناقۃ اللہ کہنا اس کی عظمت و بزرگی ظاہر کرنے کے لیے تشریفاً ہے۔ جس نے کعبہ شریف کو اللہ کا گھر کہنے کو دائرۃ اسلام سے خارج کہا وہ خود دائرۃ اسلام سے خارج ہو گیا، اس لیے کہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر پوری امت کو دائرۃ اسلام سے خارج کہا۔ شرح شفا میں ہے کہ جس شخص نے ایسی بات کہی جس سے پوری امت کی تکفیر لازم آئے وہ خود کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷ یہ بھی جھوٹ ومن گڑھت ہے۔ حجر اسود کے بارے حدیث صحیح میں وارد ہے کہ وہ جنت سے اتر ا تھا۔ امام ترمذی اور امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نزل الحجر الاسود من الجنة وهو اشد بياضًا من اللبن فسودته خطا يا بني ادم۔“ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

❸ نماز میں بہتر ہے کہ یہ تصور رہے کہ ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں، یہ نہ ہو سکے تو یہ تصور ہو کہ خدا ہم کو دیکھ رہا ہے، جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا۔ بالقصد نماز میں تصور شیخ ہرگز ہرگز نہیں چاہیے۔ زید اپنی ان باتوں کی وجہ سے گم راہ ہے بلکہ کعبہ شریف کو اللہ کا گھر کہنے والوں کی تکفیر کرنے سے اس پر کفر بھی لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❹ فقہانے لکھا ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے: جس نے یہ کہا کہ نہ تو در پیچ مکانے نہ ز تو خالیست مکان کہنے والا کافر ہے۔ اللہ عز وجل جگہ سے پاک ہے۔ جگہ کسی چیز کو گھیرے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ اس کو کوئی چیز گھیرے ہو۔ یہ کہنا چاہیے اللہ تعالیٰ شہید و بصیر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کعبہ کے اندر حضرت آدم کا مزار بتانا کفر نہیں

مسئولہ: محمد یوسف رضوی، نیپالی، امام جامع مسجد مہراج گنج، گورکھ پور (یو. پی.)

❶ بخدمت اقدس جناب مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ خانہ کعبہ جس پر کالا غلاف رکھا ہوا ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کا مزار مقدس ہے اور عمر و کہتا ہے کہ مزار مقدس نہیں ہے۔ وہ کیا شے ہے جس پر غلاف رکھا ہوا ہے اور کس چیز کا بنا ہے۔ آیا زید کا قول صحیح ہے یا عمر و کا اور خانہ کعبہ کو جو شخص مزار مقدس کہتا ہے وہ شریعت کے دائرے میں مسلمان رہا یا کافر اور یہ بھی واضح فرمائیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مزار مقدس کہاں ہے۔ جواب جلد از جلد دلیلوں کے ساتھ عنایت فرمائیں۔

## الجواب

زید غلط کہتا ہے۔ کعبہ مقدس میں نہ حضرت آدم علیہ السلام کا مزار مقدس ہے نہ کسی اور کا۔ خانہ کعبہ کو سب سے پہلے فرشتوں نے اس لیے بنایا تھا کہ اس میں عبادت کی جائے۔ ساتویں آسمان پر فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے، جس کا فرشتے طواف کرتے ہیں۔ اسی کی سیدھ پر زمین پر خانہ کعبہ بنا ہوا ہے۔ جو شخص خانہ کعبہ کو حضرت آدم علیہ السلام کا مزار بتاتا ہے وہ غلط کہتا ہے مگر اس کی وجہ سے وہ کافر نہیں۔ یہ بات شمع نیازی کے مریدین کہتے ہیں۔ شمع نیازی پر کئی وجہ سے حکم کفر ہے۔ یہ شخص یعنی زید اگر شمع نیازی کا مرید ہے اور شمع نیازی کی کفریات پر مطلع

ہے پھر بھی اس کو اپنا پیر بنائے ہوئے ہے تو زید پر بھی ضرور کفر ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
یہ معلوم نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مزار پاک کہاں ہے، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کعبہ میں ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

**مسئلہ** سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا مقبرہ شریف کس جگہ پر ہے اور ان کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت سائرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا اسم گرامی کیا تھا؟

### الجواب

حضرت آدم علیہ السلام کا مزار شریف کہاں ہے معلوم نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں نماز جنازہ نہیں تھی۔ حضرت سائرہ کے والد کا نام معلوم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضرت آدم علیہ السلام کو شکر جی اور حضرت حوا کو پاربتی کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: نور محمد قادری، سینٹاپور

**مسئلہ** جو شخص حضرت آدم علیہ السلام کو شکر جی کہے اور بی بی حوا کو پاربتی کہے، اس کے لیے کیا حکم ہے (معاذ اللہ) اس کی امامت کیسی ہے؟

### الجواب

یہ شخص مسلمان نہیں، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً اس کلمہ کفر سے توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو۔ کہاں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ رسول اور ان کی طیبہ طاہرہ زوجہ حضرت حوا۔ کہاں شکر اور پاربتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضرت ابراہیم نے کیا ستارے کو ”ہذا ربی“ کہا ہے

مسئلہ: جلال الدین نوری، دارالعلوم قادریہ سمرقندیہ، رحم گنج، دربھنگہ (بہار)

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل کے بارے میں:

ایک مولوی صاحب نے تقریر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حکایات بیان کیا، وہ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہاڑ کی غار سے مشتری یا زہرہ یا کوئی ستارہ دیکھا تو فرمانے لگے یہ میرا رب ہے۔ پھر جب چاند طلوع ہوا تو کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب سورج طلوع ہوا تو کہا یہ میرا رب ہے، پھر سورج ڈھل گیا



تو فرمایا: ”انی وجہت وجهی للذی فطر السموات والارض.“ سوال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے ستارے کو، چاند کو، سورج کو رب کہا اس سے مقصد لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دینا تھا۔ کیوں کہ نبی اعلان نبوت سے قبل بھی کسی کفریہ کلام کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ مولوی صاحب اتنا کہنا بھول گئے کہ اس سے مقصد توحید کی طرف بلانا ہے۔ صرف حکایت بیان کر کے چھوڑ دیا لیکن عقیدہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی ہے۔ اب اس مولوی صاحب پر کیا حکم نافذ ہوگا۔ بیان فرمائیں۔ ایک جلسہ میں بولا ہے توبہ لازم ہے یا نہیں، اگر توبہ لازم ہے تو علانیہ توبہ کی کیا صورت ہوگی؟ جلسہ میں نہیں آ سکتا ہے دو چار آدمی کے پاس بول دینے سے ہوگا یا نہیں؟

### الجواب

یہ حکایت خود قرآن مجید میں مذکور ہے۔ ارشاد ہے: ”فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي.“ (۱) ”وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ.“ (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بہ طور استفہام انکاری تھا۔ مقرر پر لازم تھا کہ وہ اس کی توضیح کر دیتا۔ لیکن اگر تقریر کے جوش میں توضیح کرنا بھول گیا تو اس پر کوئی الزام نہیں، اور کوئی توبہ واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کون تھے؟

مسئلہ: افضل عالم، متعلم دائرۃ الاسلام، چراغ علوم، رسول پور، وارانسی۔ ۲۵/محرم ۱۴۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ فرید احمد و ثقلین احمد آپس میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے والد آزر کے بارے میں مختلف الحیال ہو گئے ہیں۔  
 ① فرید احمد کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر تھے۔ غیر موحد و مومن بلکہ کافر تھے۔ اس کی دلیل قرآنی آیت: ”وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذَ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ.“

ب ﴿۱﴾ ”إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا.“ قرآن حکیم۔  
 ② اور ثقلین احمد کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد موحد و مومن تھے۔ چنانچہ دلیل پیش کرتا ہے:  
 الف ﴿۱﴾ لم ازل انقل من اصلاّب الطاهرين الى ارحام الطاهرات. (روح المعاني الجزء السابع ص: ۱۹۵)  
 ب ﴿۲﴾ ثبت بما ذكرنا ان والد ابراهيم عليه السلام ما كان مشركا وثبت ان آزر كانا مشركا

﴿۱﴾ قرآن مجید، آیت: ۷۶، پارہ: ۷، سورة الانعام

﴿۲﴾ قرآن مجید، آیت: ۷۹، پارہ: ۷، سورة الانعام

فوجب القطع بأن والد ابراهيم عليه السلام كان انساناً آخر. (التفسير الكبير للإمام الرازي الجزء الثالث عشر ص: ۳۹)  
نوٹ:- لابیہ کا ترجمہ چچا کرتا ہے۔

جب کہ اعلیٰ حضرت و مفتی احمد یار خان اور مفسر قرآن نعیم الدین وغیرہ اسلاف نے والد کا ترجمہ فرمایا ہے۔ حضور والا سے درخواست ہے کہ مفصل و مدلل تحریر رقم فرمائیں تاکہ حق واضح ہو جائے۔ فقط والسلام۔

### الجواب

یہ مسئلہ سلف اور خلف میں مختلف فیہ رہا ہے، بہت سے علمائے اہل سنت اس کے قائل ہیں کہ آبائے کرام، امہات عظام میں کچھ افراد غیر مومن بھی تھے، اور بہت سے افراد کا یہ قول ہے کہ حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لے کر سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام و سیدنا حضرت حواری اللہ تعالیٰ عنہا تک تمام آبائے کرام مسلمان یا کم از کم موحد ناجی ضرور تھے۔ نسب مبارک میں کوئی بھی فرد کافر، مشرک نہیں تھا۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا اس موضوع پر ایک بہت جامع اور محققانہ رسالہ ہے۔ جس کا نام ہے ”شمول الاسلام لاصول الرسول راباءہ الکرام“ جس کی تلخیص میں نے اپنی کتاب ”اشرف السیر“ میں کر دی ہے۔ میرا یہ مضمون ماہنامہ استقامت کے رسول عربی نمبر میں چھپ چکا ہے۔ اس کو حاصل کر کے مطالعہ کر لیں۔ تحقیق یہ ہے کہ آزر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا، چچا تھا۔ ان کے والد ماجد کا نام تاریخ تھا۔ عربی میں اب کا اطلاق چچا پر شائع و ذائع ہے، اسی طرح اردو میں باپ اور والد چچا کو بھی کہتے ہیں۔ بلکہ کچھم کے محاورے میں چچا کو چھوٹے ابا اور بڑے ابا ہی کہتے ہیں۔ کنز الایمان میں لابیہ کا ترجمہ: اپنے باپ سے کیا ہے، اسی طرح ”یا ابت“ کا ترجمہ میرے باپ کیا ہے اور سورہ بقرہ کی آیت مبارکہ:

”نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَاللَّهُ أَبَائُكَ إِبْرَاهِيمَ وَاسْمَعِيلَ وَاسْحَاقَ إِلهًا وَاحِدًا.“ (۱)  
ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا آپ کے آبا ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کا ایک خدا۔

میں ”ابائک“ کا ترجمہ دیوبندی جماعت کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے یہ کیا ہے۔ تیرے باپ دادوں کے رب کی، اور اس جماعت کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے یہ ترجمہ کیا آپ کے بزرگ کے رب کی، اور یہاں حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت یعقوب کے والد نہیں تھے، چچا تھے۔ دلائل دونوں طرف ہیں، مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے مناسب دوسرا مذہب رائج ہے۔ اسے ہر شخص جانتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کے باپ دادا کافر ہوں اور کوئی اس مسلمان سے کہے کہ تیرے باپ دادا کافر تھے تو اسے اذیت ہوگی جیسا کہ بنت ابی لہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی نے بنت حماتہ لخطب کہہ دیا تھا۔ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت

کی اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلال آگیا۔ فرمایا:  
 ”ما بال اقوام یوذینی فی نسبی و ذوی  
 رحمی قرابتی۔“  
 تویہ کہنا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابا و اجداد کا فرشتہ۔ ایذا کا باعث ہوگا۔ اس لیے اس سے  
 احتراز لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام پر افتراء

مسئولہ: الحاج عبد الجلیل، جلیل بیڑی فیکٹری، بی. ایچ. روڈ ضلع شیوگا، کرناٹک۔ ۱۷ جمادی الآخرہ ۱۴۰۰ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ  
 زید نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے دعوے خدائی پر فرمایا کہ ہمارا رب وہ  
 ہے جو مشرق سے سورج کو طلوع کرتا ہے، اگر تو خدا ہے تو مغرب سے سورج کو نکال۔ تو اگر بالفرض نمرود مغرب  
 سے سورج کو طلوع کر دیتا تو حضرت ابراہیم کو اپنے ضابطہ کے تحت نمرود کو خدا ماننے پر مجبور ہونا پڑتا۔ اس بیان کردہ  
 واقعہ پر زید کا نظریہ ایک ضابطہ پیش کرتا ہے کہ جب شرط پوری ہو جاتی ہے تو مشروط کو ماننا پڑتا ہے۔ زید کے خیال  
 میں نبی کی توہین مقصود نہیں ہے۔ بکر کا کہنا ہے کہ زید کے اس بیان کردہ واقعہ میں یہ جملہ کہ ”اگر نمرود مغرب سے  
 سورج کو طلوع کر دیتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے ضابطہ کے تحت نمرود کو خدا ماننے پر مجبور ہونا پڑتا۔“ یہ خط  
 کشیدہ جملہ نبی کی شان میں بولنا سراسر کفر ہے۔ کیوں کہ اس جملہ میں توہین کا پہلو نمایاں ہے، اور کسی نبی کی ادنیٰ  
 سی بھی توہین کفر ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا خط کشیدہ جملہ بکر کے کہنے کے مطابق از روئے شرع  
 کفر ہے یا نہیں؟ یا محض ایسا جملہ بولنے سے احتراز چاہیے۔  
 اگر یہ کفر ہے تو زید پر شرعی حکم کیا ہے؟ اور اگر کفر نہیں ہے تو بکر پر از روئے شرع کیا حکم جاری ہوتا ہے۔  
 مدلل و مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

## الجواب

زید کا یہ قول کہ اگر نمرود سورج کو مغرب سے طلوع کر دیتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے ضابطہ کے  
 تحت نمرود کو خدا ماننے پر مجبور ہونا پڑتا۔ سراسر جھوٹ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر افتراء ہے۔ حضرت ابراہیم  
 خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا کوئی ضابطہ نہیں بتایا تھا کہ اگر تو سورج کو مغرب سے نکالے گا تو میں تجھ کو خدا  
 مان لوں گا۔ زید نے سراسر غلط بات کہی ہے۔ ایک جلیل القدر نبی کی جانب منسوب کرنے کی وجہ سے زید بہت بڑا  
 گنہگار ہوا۔ زید پر اس قول سے رجوع اور توبہ فرض ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے نمرود کو عاجز

کرنے کے لیے اور اس کے دعویٰ کی تکذیب ظاہر کرنے کے لیے فرمایا تھا:  
 ”فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ.“ (۱)  
 اس میں یہ کہاں ہے کہ اگر تو سورج کو مغرب سے نکال دے گا تو میں تجھ کو خدا ماننے پر مجبور ہوں گا۔ مگر یہ کلمہ کفر نہیں، اس لیے کہ محال پر معلق ہے۔ اس لیے اس کا وقوع شرعاً ممکن نہیں۔ اس کے مثل ہے۔ جو قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:

”قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَبْدِينَ.“ (۲)  
 یا جیسے حدیث میں فرمایا گیا: ”لو عاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیاً.“ بکر جس نے اسے کلمہ کفر کہا، اس پر بھی توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## جب حضرت اسماعیل کی قربانی خدا کو پسند تھی تو حضرت ابراہیم نے گائے، اونٹ کی قربانی کیوں کی؟

مسئلہ مسئلہ: محمد شمس الدین، موضع گوری، پوسٹ، گنجہو ابراہام پور، ضلع گونڈہ (یو. پی.) - ۲۵/رجب ۱۴۱۱ھ

مسئلہ جب خداوند قدوس کو بیٹے ہی کی قربانی پسند تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسواونٹیں، اور سوا گائیں کی قربانی کیوں کیں؟ یہ جو دوسواونٹیں اور سوا گائیں اگر کیں تو فضول اور بے کار کیں، بے کار میں ان کی جانوں کو ختم کیا۔ حضرت ابراہیم نے ایسا کیا تو حرام و ناجائز کیا کہ نہیں؟ ایسا کہنے والے کو کیا کہنا چاہیے؟

### الجواب

اس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی جس کی وجہ سے وہ کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ حکم خداوندی کی تعمیل میں قربانی کرنا، جانوروں کو ضائع کرنا نہیں بلکہ عبادت ہے۔ ہوا یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلے یہ حکم ہوا کہ اپنی سب سے محبوب چیز میری راہ میں قربان کرو چوں کہ قربانی جانور ہی کی جاتی تھی۔ اس لیے انھوں نے اسے یہ سمجھا کہ مجھے جانور کی قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ انھوں نے پہلے یہ سمجھا کہ بکری اور اونٹ میں من وجہ بکری کو ترجیح ہے۔ اس لیے کہ بکری کا دودھ اور گوشت بہ نسبت اونٹ کے زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ بکری سے مہمان داری آسان ہوتی تو انھوں نے پہلی بار بکریوں کو ذبح فرمایا۔

قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۵۸، پارہ: ۳

قرآن مجید، سورۃ الزخرف، آیت: ۸۱، پارہ: ۲۵



لیکن پھر جب یہ خواب دیکھا کہ اس سے بھی زیادہ محبوب چیز تو انھوں نے اونٹ کو سمجھا۔ کیوں کہ یہ بہ نسبت بکری کے زیادہ نفع بخش ہوتا ہے۔ کیوں کہ سفر اور بار برداری کے بھی کام آتا ہے، اور قیمتی بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چوں کہ اولاد کی قربانی رائج نہیں تھی۔ اس لیے ان دو خوابوں سے فرزند کی طرف ذہن نہیں گیا۔ اس لیے تیسری بار صراحت کے ساتھ فرزند کی قربانی کا حکم ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضرت یونس علیہ السلام کی توہین کفر ہے۔

مسئلہ: ہنّس الحق، شہر کہنہ بریلی

زید نے حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اپنے مالک کا نافرمان غلام نافرمانی کر کے بھاگا جا رہا ہے۔ بکرنے کہا کہ نبی کی شان میں ایسا کہنا صحیح نہیں۔

### الجواب

حضرت یونس علیہ السلام کی شان میں یہ جملہ کہ اپنے مالک کا نافرمان غلام نافرمانی کر کے بھاگا جا رہا ہے۔ ان کی بے ادبی اور توہین ہے اور کفر ہے۔ زید پر اس جملہ سے توبہ اور تجدید ایمان و نکاح واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
محمد شریف الحق امجدی، رضوی دارالافتاء، بریلی شریف

## کیا حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے؟

مسئلہ: کفیل احمد خاں رضوی، بھوج گجرات - ۱۳/۱۳/۱۴۱۳ھ

زید یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم پاک میں کیڑے پڑ گئے تھے، ایک کیڑا دریا میں گرا تو جھینگا چھلی بن گیا، اور یہ حدیث میں لکھا ہے۔ حدیث نبوی کا حوالہ پیش کرتا ہے۔ جب کہ بکر بھی سنی مسجد کا امام ہے وہ تردید کرتا ہے کہ اللہ پاک کسی نبی کو ایسی گھناؤنی بیماری نہیں دیتا ہے۔ جس سے قوم نفرت کرے۔ حوالہ علامہ عبدالمصطفیٰ کی کتاب عجائب القرآن کا دیتا ہے۔ زید حدیث کا حوالہ دیتا ہے۔ مگر جب اس سے حدیث طلب کی گئی تو کتاب نہیں دکھاتا، زید پر شرعی کیا حکم لگتا ہے، زید حق پر ہے یا بکر حق پر ہے؟ اور سرکاری وہ حدیث جو مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ زید پرفٹ کریں تو کیا رہے گا۔

### الجواب

یہ صحیح ہے اور قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کو بہ طور آزمائش بیماری میں مبتلا کیا گیا تھا وہ بیماری کیا تھی۔ بہت سے مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ جسم اقدس میں پھوڑے نکل آئے تھے۔ جس میں

کیڑے پڑ گئے تھے۔ لیکن جو روایت سوال میں لکھی ہے وہ کہیں میری نظر سے نہیں گزری۔ جس نے بیان کیا ہے، اس پر لازم ہے کہ حوالہ پیش کرے، اور اگر وہ خود گڑھ کر بیان کیا ہے تو اس پر توبہ فرض ہے۔ ورنہ یقیناً وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی وجہ سے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا چکا، یہ بھی حق ہے کہ انبیاء کرام ایسی بیماری سے منزہ ہیں جس سے گھن آئے۔ لیکن بیماری ہونا اور بات ہے اور آزمائش میں ڈالنا اور بات ہے۔ بیماری اخلاط کے فساد سے ہوتی ہے، اور آزمائش منجانب اللہ ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش کا ایک واقعہ

مسئلہ: محمد نیر رضا حسینی، جام نگر والا - ۲۹ ر شوال ۱۳۹۹ھ

**مسئلہ** کیا سیدنا ایوب علیہ السلام کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے؟ اور ایسا بیان کرنے والے پر کیا حکم ہے؟ اور ایسی کتاب جس میں اس قسم کی باتیں لکھی ہوں اس کا پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس کتابوں سے لوگوں کو سننا کیسا ہے؟

### الجواب

حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آزمائش کا یہ واقعہ تفاسیر میں مذکور ہے اور یہ بہ طور آزمائش کے تھا، اس لیے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوا

مسئلہ: محمد شفاعت علی اشرفی، مقام وڈاک خانہ گریا، وایا سنگریا، ضلع گنگا نگر راجستھان - ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۴۰۱ھ

**مسئلہ** زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوا یا نہیں؟ منصور پوری اپنی کتاب کے ص: ۱۵۷ پر لکھتے ہیں کہ لوگوں نے بنا لیا ہے کہ پھر یہ عورت از سر نو جوان بنائی گئی تھی اور پھر یوسف صدیق علیہ السلام کے نکاح میں آگئی تھی۔ مگر اس امر کے ثبوت میں کوئی صحیح روایت اسلامی یا اسرائیلی موجود نہیں۔ امام فخر الدین رازی کے قول کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ منسی و فراہم فوطی فرع کا ہن کی لڑکی مسماۃ آس ناتھ سے ہیں جو کہ کنواری سے نکاح کیا تھا، اور العزیز کا نام فوطی فار تھا، اور پھر زلیخا یا راعین کی برائیاں بیان کر کے ص: ۱۵۹ پر لکھتے ہیں۔ ایسی عورت نبی کے پہلو میں ہرگز بیٹھنے کی اہل نہیں ہو سکتی۔ کیا یہ صحیح ہے؟

### الجواب

صحیح یہ ہے کہ زلیخا کا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح ہوا۔ زلیخا انتہائی پاکیزہ کردار بیوی تھیں اور وہ لغزش جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ محبت کی وارفتگی میں سرزد ہوئی توبہ کرنے کے بعد انسان بڑے سے

بڑے گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

”التائب من الذنب كمن لا ذنب له.“ (۱)

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس کے لیے کوئی گناہ نہیں۔

حتیٰ کہ قرآن مجید میں فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ.“ (۲)

بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں کو پسند رکھتا ہے۔

توبہ کے بعد قبل توبہ کے کسی گناہ پر بدنام کرنا اور اس کی عیب جوئی کرنا حرام ہے۔ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں حد جاری کرنے کے بعد لوگوں نے کچھ کہا اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا۔ ارشاد فرمایا: ”لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قَسَمْتُ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوْ سَعَتْهُمْ“ (۳)

تفصیل کے لیے تفسیر کبیر کا مطالعہ کریں۔ حضرت امام فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ان منصور پوری کے مقابلہ میں بہر حال لائق ترجیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرنا کفر ہے۔

کافر کو کافر نہ ماننا کفر ہے۔

مسلمان کو مردود کہنا منع ہے، اگرچہ وہ فاسق فاجر ہو

مسئولہ: محمد اسلام الدین، گیاوی - ۵/ جمادی الآخرہ

- ① مسئلہ اگر کوئی شخص کلمہ طیبہ وغیرہ کا قائل ہو، روزہ نماز وغیرہ ادا کرتا ہو لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی نہیں مانتا ہو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟
- ② کافر یا مرتد یا ان کے علاوہ اور کسی کو مردود کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟
- ③ علم ہوتے ہوئے کافر کو کافر نہ کہنا کیسا ہے؟

### الجواب

- ① یہ شخص بلاشبہ اسلام سے خارج، کافر مرتد ہے۔ اس کے سارے اعمالِ حسنہ برباد ہو گئے، اس کی

① سنن ابن ماجہ، ص: ۳۱۳، ابواب الزہد، باب ذکر التوبہ، اشرفی بك ڈپو

② قرآن مجید، سورة البقرة، آیت: ۲۲۲

③ مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۱۰، کتاب الحدود، مجلس برکات

ہیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اس پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر توبہ کرے اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نبی تسلیم کرے اور زبان سے اس کا اقرار کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر بالفرض یہ شخص توبہ نہیں کرتا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نبی نہیں مانتا تو مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں اگر اسی حال میں مر جائے تو نہ اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوں، نہ دفن میں۔ ہمیں حکم ہے کہ تمام انبیاء کرام کے نبی ہونے کو مانیں۔ کسی بھی ایک نبی کی نبوت سے انکار کفر ہے۔ ارشاد ہے:

”كُلُّ اٰمَنٍ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكِتٰبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نَقْرِئُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ.“ (۱)

سب کے سب اللہ پر ایمان لائے اور اس کے تمام فرشتوں پر اور اس کی تمام کتابوں پر اور اس کے تمام رسولوں پر وہ کہتے ہیں ایمان لانے میں رسولوں کے مابین ہم کوئی فرق نہیں کرتے۔

جلالین میں اس کے تحت ہے:

”فَنُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ كَمَا فَعَلَ الْيَهُودُ وَالنَّصْرَى.“

ہم ایسا نہیں کرتے کہ کچھ رسولوں کو رسول مانیں اور کچھ کو رسول ماننے سے انکار کریں، جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا۔

قرآن کریم نے، متعدد جگہ ایک رسول کی تکذیب کو تمام رسولوں کی تکذیب قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے:

”كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحٍ الْمُرْسَلِينَ.“

حالانکہ انھوں نے صرف حضور نوح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا، اور فرمایا:

”كَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِينَ.“

حالانکہ انھوں نے صرف حضرت ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تھا۔ اسی طرح قوم لوط، قوم ثمود، اصحاب الایکہ کے بارے میں فرمایا گیا۔ ان لوگوں نے صرف ایک نبی کو جھٹلایا تھا۔ مگر اللہ عزوجل نے ان تمام رسولوں کی تکذیب قرار دیا۔ اسی طرح یہ بد نصیب جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر رہا ہے، تو یہ تمام رسولوں کو جھٹلا رہا ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے نبی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی، بلکہ قرآن مجید کو بھی۔ کیوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں اور قرآن مجید کی کثیر آیات نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی ہونے کو بیان فرمایا۔ اور یہ شخص ان کے نبی ہونے کا انکار کر رہا ہے۔ تو ثابت کہ یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے ماننے سے انکار کر رہا ہے۔ اس لیے یہ شخص بلاشبہ کافر و مرتد ہوا۔ عالم گیری میں ہے:



جس نے کسی نبی کا اقرار نہیں کیا یا ان کی سنتوں میں سے کسی سنت سے راضی نہیں ہوا وہ کافر ہو گیا۔

”من لم یقر ببعض الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اولم یرضی بسنة من سنن المرسلین فقد کفر۔“ (۱) اسی میں ہے:

جو شخص یہ کہے کہ اللہ کے تمام نبیوں پر ایمان لایا اور میں نہیں جانتا کہ حضرت آدم نبی ہیں یا نہیں تو وہ کافر ہو گیا۔

”من یقول امنت بجمیع الانبیاء ولا اعلم ان آدم نبی ام لا یکفر۔“ (۲)

جب اتنی سی بات پر آدمی کافر ہو جاتا ہے تو صراحۃً اس کہنے پر کہ حضرت موسیٰ نبی نہیں ضرور کافر ہو جائے گا یہی نہیں اسی میں یہ بھی ہے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ فلاں نبی ہوتا تو میں اسے پسند نہیں کرتا یا یوں کہا، اگر فلاں پیغمبر ہوتا تو میں اس کی طرف نہیں دیکھتا۔ یعنی اگر فلاں اللہ کا رسول ہوتا تو میں اس پر ایمان نہیں لاتا تو کافر ہو جائے گا۔ عبارت یہ ہے:

”من قال لو کان فلان نبیاً لم ارضی بہ۔ ولو قال۔ اگر فلاں پیغمبر بود من بوی نگر وید فان اراد بہ لو کان رسول اللہ لم اومن بہ کفر۔“ (۳) تو جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی نبوت قطعی، یقینی ہے تو ان کے نبی ہونے سے انکار کرنا بلاشبہ کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② جتنے کفار مرتدین ہیں سب مردود ہیں۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا: ”مَلْعُونِیْنَ اَیْنَمَا تُقْفُوْا۔“ (۴) یہ اللہ کی رحمت سے دور کیے ہوئے ہیں جہاں کہیں بھی رہیں۔

مردود کے معنی بھی یہی ہیں کہ اللہ کی رحمت سے دور کیا ہوا۔ مسلمانوں کو مردود کہنا منع ہے، اگرچہ فاسق و فاجر ہو۔ مردود کا کلمہ کبھی گالی کے لیے استعمال ہوتا ہے اس معنی کو بھی مسلمان کو مردود کہنا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے: ”سباب المسلم فسوق۔“ (۵) واللہ تعالیٰ اعلم۔

③ کافر کو کافر نہ کہنا کفر ہے۔ علما نے فرمایا ہے:

① فتاویٰ عالمگیری ج: ۲، ص: ۲۶۳، احکام المرتدین، مطبع رشیدیہ پاکستان

② فتاویٰ عالمگیری ج: ۲، ص: ۲۶۳، احکام المرتدین، مطبع رشیدیہ پاکستان

③ فتاویٰ عالمگیری ج: ۲، ص: ۲۶۳، احکام المرتدین، مطبع رشیدیہ پاکستان

④ قرآن مجید، سورۃ الاحزاب، آیت: ۶۱

⑤ بخاری شریف، ج: ۲، ص: ۸۹۳، باب اللعن والطعن، مطبع رضا اکیڈمی

”من شک فی کفره وعذابه فقد جو کافر کے کافر ہونے میں شک کرے یا مستحق عذاب ہونے میں شک کرے کافر ہے۔“ (۱)

جس طرح مسلمان کو مسلمان کہنا ضروری ہے اسی طرح کافر کو کافر کہنا ضروری اور ماننا ضروری ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں حکم دیا:

”قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ“ کہہ دواے کافرو۔

قرآن مجید نے کافروں کو کافر کہا۔ ارشاد ہے:

”هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا“ (۲) یہ بلاشبہ کافر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضرت خضر نبی تھے یا ولی؟

مسئلہ: سید فضل رسول حبیبی، ٹیچر، ایس این، ہائی اسکول سواد، اڑیسہ-۶/ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ

﴿مسئلہ﴾ حضرت خضر نبی تھے یا ولی؟ حضرت خضر کو نبی یا غیر نبی ماننے والوں پر کیا حکم ہے؟ حضرت خضر کے نام کے ساتھ علیہ السلام یا رضی اللہ عنہ لکھا جائے۔

### الجواب

اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خضر صرف ولی ہیں یا نبی بھی ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ وہ نبی ہیں۔ عمدۃ القاری میں ہے:

”الجمہور علیٰ انہ نبی و هو الصحیح لأن اشیاء فی قصتہ تدل علی نبوتہ و روی مجاہد عن ابن عباس أنه کان نبیاً، و قیل: کان ولیاً، و عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنه کان عبداً صالحاً، و قیل کان ملکاً بفتح اللام و هذا غریب جداً.“ (۳)

ان کی نبوت پر دلیل یہ آیت کریمہ ہے کہ انھوں نے بچے کو قتل کیا تو اس کے بارے میں فرمایا:

”وما فعلتہ عن امری.“

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ ان کو بذریعہ وحی اس بچے کے قتل کرنے کا حکم ہوا تھا اور وحی نبی ہی پر آتی ہے۔ غیر نبی پر نہیں آتی۔ یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ انھیں اس بچے کے قتل کرنے کا الہام ہوا ہو۔ لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ کسی ولی کو یہ جائز نہیں کہ اگر کسی کے قتل کرنے کا الہام ہو تو اسے قتل کرے اس لیے اس آیت سے یہی ثابت

﴿۱﴾ درمختار، ج: ۲، ص: ۳۷۰، کتاب الجہاد باب المرتد، مطبع ذکریا

﴿۲﴾ قرآن مجید، سورۃ النساء، آیت: ۱۵۱، پ: ۵

﴿۳﴾ عمدۃ القاری، ص: ۱۳۲، ج: ۱۱، باب حدیث الخضر مع موسیٰ۔

ہوتا ہے کہ حضرت خضر نبی تھے۔ اور جب وہ نبی تھے تو ان کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا درست ہے۔ لیکن ان کے نبی ہونے میں اختلاف بھی ہے۔ اس لیے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ بالاستقلال علیہ السلام نہ لکھا جائے، نہ پڑھا جائے۔ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع کر کے لکھا اور پڑھا جائے۔ یوں لکھا جائے اور پڑھا جائے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر کوئی حضرت خضر کو نبی نہ مانے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ امام قشیری کا یہی مذہب ہے کہ وہ صرف والی تھے نبی نہیں تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضرت خضر کے بارے میں تفسیر خزان العرفان اور نزہۃ القاری کے مابین تعارض میں تطبیق

مسئولہ: منظور حسن فریدی، کمال احمد رضوی، شبیر احمد تنی، بدر الحسن اشرفی، بال، ہتھنا ڈھول، پوسٹ پکسا وال، ضلع

ویشالی (بہار) - ۴/ محرم ۱۴۱۰ھ

﴿مسئلہ﴾ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے کلام پاک کے وہ آیات جن میں حضرت خضر موسیٰ علیہما السلام کا واقعہ درج ہے اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کے نبی ہونے میں اختلاف ہے اور ولی ہونے پر جمہور کا اتفاق ہے، اور آپ نے نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد اول میں تحریر فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اس بچے کو وحی خداوندی کی وجہ سے قتل کیا کہ آیا ہے: ”مَا فَعَلْتَهُ عَنْ أَمْرِي.“ کہ میں نے اسے اپنی جانب سے قتل نہیں کیا۔ آپ رقم طراز ہیں کہ کسی کو الہام یا القا کے سبب قتل کرنا جائز نہیں، اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رموز باطنی یا الہام کے سبب سے قتل الخ سوال یہ ہے کہ حضرت والا نے الہام سے قتل کرنا صحیح نہ مانا، اور نبی مانا ہے اور حضرت صدر الافاضل نے اسی کی تائید کی اور ولی ہونے پر اتفاق ظاہر کیا۔ قولین میں راجح کون ہے، اور ظاہر ہے کہ وحی نبی پر ہوتی ہے۔ لہذا حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں۔ (۱۲ غفرلہ)

### الجواب

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے زیر آیت کریمہ:

”وَمَا فَعَلْتَهُ عَنْ أَمْرِي.“ (۱) اور یہ جو کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا۔

تحریر فرمایا ہے اور حضرت خضر نبی ہیں اور اگر ایسا نہ ہو جیسا کہ بعض کا گمان ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی مختار یہی ہے کہ حضرت خضر نبی ہیں، اور واقع میں یہی صحیح بھی ہے۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: ”جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ (حضرت خضر) نبی ہیں (۱) اسی مذہب جمہور کی صحیح کے لیے میں نے وہ دلیل دی ہے جو اپنی جگہ پر حق ہے کہ الہام کی بنا پر کسی کو قتل کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ الہام اہل سنت کے نزدیک اسباب معرفت میں سے نہیں، عقائد نسبی میں ہے:

”والا لہام لیس من اسباب المعرفة بصحة الشئ“ (۲)

اور جب یہ اسباب معرفت ہی میں سے نہیں تو اس کی بنا پر کسی کو قتل کرنا کیسے جائز ہوگا۔ اس کو یوں سمجھئے کہ جب حضرت خضر کے بارے میں دو قول ہیں کہ وہ نبی ہیں اور یہی صحیح ہے تو اس مذہب کے صحیح ہونے کی کوئی دلیل ہونی چاہیے۔ بلا دلیل کسی مذہب کی صحیح صحیح نہیں، اور یہاں جمہور کے مذہب کے صحیح ہونے کی دلیل اور دوسرے مذہب کے غیر صحیح ہونے کی دلیل وہی ہے۔ جو میں نے ذکر کی ہے۔ رہ گیا صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے جو تحریر فرمایا۔ بلکہ بامرالہی والہام خداوندی کیا الہام کی نسبت جب نبی کی طرف ہوتی ہے تو اس سے وحی مراد ہوتی ہے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی نے الہام کے ساتھ یہ قید افادہ کی:

”المفسر بالقاء معنی فی القلب بطریق الفيض“ (۳)

اس پر نبراس میں فرمایا:

”وانما قید الالہام بهذا التفسير لانه قد يكون بمعنى الوحي الالهي الى انبياء الا وهو مفيد اليقين قطعاً“ (۴)

اور یہ خود عقائد کے متن سے ظاہر ہے اس لیے کہ پہلے اسباب علم میں خبر رسول کو شمار کر چکے ہیں۔ اب فرما رہے ہیں اس کے مقابلے میں: ”والا لہام لیس الخ“ اس سے ظاہر ہے کہ علامہ ابوالبرکات کی مراد الہام ہے جو غیر نبی کو ہو تو جب حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختار یہی ہے کہ حضرت خضر نبی ہیں تو الہام سے ان کی مراد وحی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں

مسئلہ مسئلہ: منظور حسین فریدی، جالی، تھنا، مدھول ڈاک خانہ، بکساما، وایا مہوا، ضلع ویشالی (بہار)

مسئلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے تو ان کو اب تک موت آئی ہے یا نہیں؟

المفوظ حصہ چہارم ص: ۵۴

شرح عقائد نسفی، ص: ۴۳، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ۔

شرح عقائد نسفی، ص: ۴۳، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ۔

النبراس، ص: ۷۰



## الجواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہنا کفر ہے

مسئلہ: محمد اسلام، سور نیام، امریکہ

**مسئلہ** مرزائی جو غلام احمد قادیانی کو کافر جانتا ہو، مگر معتقدات میں اس کا پیرو ہے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نامی شخص کا بیٹا بتاتا ہو، آسمان پر اٹھائے جانے کی تکذیب کرتا ہو۔ لہذا ایسے لوگوں کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟

## الجواب

جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم یوسف نجار کے بیٹے تھے وہ شخص کافر و مرتد ہے کہ قرآن مجید کی آیت کریمہ کا انکار کر رہا ہے۔ اسی طرح جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ کہتا ہو کہ وہ زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے اپنی موت سے مرے وہ گمراہ بد دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضرت عیسیٰ و حضرت یحییٰ علیہما السلام کے درمیان کون سا رشتہ ہے

مسئلہ: نور الحسن نوری، امام جامع مسجد پنت نگر، ضلع نینی تال۔ ۲۸/ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ

**مسئلہ** صاحب خزائن العرفان نے زیر آیت: ”وَإِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَأْتِيكِ“ (پ: ۳، رکوع: ۱۲) تحریر فرمایا ہے: ”فا توذا کی دختر ایشاع۔“ جو حضرت یحییٰ کی والدہ ہیں، اور ان کی بہن حنہ جو فا توذا کی دوسری دختر اور حضرت مریم کی والدہ ہیں۔ اس رشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ حضرت یحییٰ علیہما السلام ماموں بھانجے ہیں۔ مگر ایک ہی صفحہ بعد زیر آیت: ”إِنَّ اللَّهَ يَشْرِكُ بِسِحْيٰ“ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام خالہ زاد بھائی تھے۔ تحقیق حق کیا ہے؟

## الجواب

صحیح احادیث میں حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کو ”ابن خالہ“ فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں ہے، اور وہ جو زیر آیت کریمہ: ”وَإِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ“ (۱) فرمایا وہ تفاسیر کی متابعت میں فرمایا اس کی تعبیر یہ ہو سکتی ہے کہ کبھی نواسے پر بھی بیٹے کا اطلاق آتا ہے۔ تو چوں کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کی خالہ حضرت حنہ کے نواسے ہیں۔ اس اعتبار سے ان دونوں کو ”ابن خالہ“ فرمایا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## معجزات انبیاء کرام کے تحت قدرت ہیں

مسئلہ:..... ۴- ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: معجزہ پر انبیاء کرام کا اختیار ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

### الجواب

صحیح یہی ہے کہ معجزات انبیاء کرام کے تحت قدرت ہوتے ہیں۔ علامہ عبدالباقی زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام غزالی کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ”انّ له في نفسه صفة بها تتم الافعال الخارقة للعادة كما ان صفة تتم بها الحركات المقرونة بارادتنا وهي القدرة.“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

انبیاء سابقین کے جو ارشادات و اعمال منسوخ نہ ہوں

وہ ہمارے لیے دلیل ہیں

مسئلہ: جعفر حسین، اسلام نگر، ضلع بریلی (یو. پی.)

مسئلہ: زید انبیاء سابقین کے کسی ایسے اعمال اور فعل سے استدلال کرتا ہے جس کی شریعت محمدیہ میں کوئی مثال و نظیر نہیں، اور کہتا ہے کہ چونکہ زمانہ قدیم میں ایسا ہوتا تھا۔ اس لیے اس کا آج بھی کرنا درست اور باعث خیر و برکت ہے تو کیا زید کا یہ عمل و قول درست ہے یا نہیں؟ مفصل و مدلل۔ بینوا تو جروا۔

### الجواب

انبیاء سابقین کے وہ ارشادات و اعمال جو قرآن و احادیث میں مذکور ہوں اور وہ منسوخ نہ ہوں ہمارے لیے بھی دلیل ہیں۔ علما نے تصریح فرمائی: ”شرائع من قبلنا شرائع لنا اذا قصّ الله ورسوله من غير انكار.“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتنے انبیاء کرام شہید کیے گئے؟

مسئلہ: محمد رضا رضوی، مدرسہ عربیہ اہل سنت ضیاء الاسلام، بیگام، ضلع بھروچ گجرات

مسئلہ: زید کہتا ہے کہ ستر انبیاء کرام علیہم السلام کو جام شہادت نصیب ہوا، کیا زید کا یہ قول صحیح ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

### الجواب

قرآن مجید میں تفصیل صراحتہ نہیں۔ یہودیوں کے بارے میں یہ مذکور ہے:

”وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّ بِغَيْرِ الْحَقِّ.“ (۱) یہودی انبیاء کرام کو ناحق قتل کرتے تھے۔  
صاوی وغیرہ تفاسیر میں ہے کہ ان ظالموں نے ایک دن ستر انبیاء کرام کو شہید کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## اگلے انبیاء کرام کا کلمہ کیا تھا؟

مسئولہ: قادر یا شاہ، لعل محمد، نیا محلہ، گلبرگہ شریف، کرناٹک - ۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

**مسئلہ** اگلے تمام رسولوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی تھا اور ان کی امت جیسا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی امت لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ پڑھتی تھی اور حضرت موسیٰ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے تھے۔ برائے کرم مع دلیل و احادیث کے جواب سے مطلع فرمائیں

### الجواب

ایسی کوئی روایت اب تک میری نظر سے نہیں گزری ہے کہ اگلے رسولوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھا۔ ہاں یہ ثابت ہے کہ اگلے انبیاء کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے تھے اور اپنی امتوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارت اور ایمان لانے کا حکم دیے تھے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ انھوں نے اپنی امت سے فرمایا:

”مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ.“ (۲)

اور فرمایا: ”وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ.“ (۳) سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

لیڈر کی مورتنی کو ہار پہنانا منع ہے،  
یہ کہنا کفر ہے کہ کوئی بھی رشی منی حضور سے کم نہیں

مسئولہ: مرزا محمد ارشاد بیگ، پیوندی، سہرام - ۲۱ ذوقعدہ ۱۳۹۹ھ

**مسئلہ ۱** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ۱۵ اگست کی تقریبات میں گاندھی کی مورت کو ہار پہنایا، تو ایسا شخص از روئے شرع کیا ہے؟ اس پر کیا حکم ہوگا؟

۱۔ قرآن مجید، پارہ: ۱، سورۃ البقر، آیت: ۶۱

۲۔ قرآن مجید، سورۃ الصف، آیت: ۶، پ: ۲۸

۳۔ قرآن مجید، سورۃ البقر، آیت: ۸۹، پ: ۱

② ایک جلسہ میں ایک خطیب نے دورانِ تقریر بیان کیا کہ دنیا میں جتنے رشتی منی ہیں کوئی بھی مصطفیٰ سے کم نہیں ہیں، لہذا خطیب کا کہنا کیسا ہے اور از روئے شرع اس پر کیا حکم عائد ہوگا، نیز جلسہ کا صدر خطیب کے حکم میں آئے گا یا نہیں جب کہ خطیب کی باتوں کی تائید کی ہے۔ جواب مفصل عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

### الجواب

- ① حکم شریعت کے بموجب کسی بھی مورتی کو ہار ڈالنے والا گنہگار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② جس نے یہ کہا کہ کوئی بھی رشتی منی مصطفیٰ سے کم نہیں وہ مسلمان نہ رہا، اسلام سے خارج ہو گیا۔ غیر نبی کو کسی بھی نبی کے برابر کہنا کفر ہے، وہ بھی حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر، وہ بھی اس بد تمیزی کے ساتھ کہ نام نامی کے ساتھ کوئی تعظیمی کلمہ نہیں۔ عام انسانوں کی طرح نام لیا، یہی حکم جلسے کے صدر کا بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### حضور کو اپنی طرح کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: محمد مشتاق احمد برکاتی بریلوی سنی، مدرسہ وحیدیہ فیض العلوم، رہلا، پوسٹ رہوا، وایا وارث نگر، سستی پور (بہار)

① کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری ہی طرح ہیں، دلیل اس کی یہ ہے کہ: ”قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ۔“ ایسی بولی پر زید پر کیا حکم شریعت کا نافذ ہوگا؟ برائے مہربانی مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

یہ کہنا کہ حضور ہماری ہی طرح ہیں تخفیف شان ہے، جو بلاشبہ کفر ہے اور آیت مذکورہ سے استدلال فاسد، اس لیے کہ آیت کریمہ میں تواضعاً مذکورہ بالا قول کہنے کا حکم دیا گیا۔ اگر کوئی بڑا اپنے کو بطور تواضع حقیر و خادم، عاصی کہے تو چھوٹوں کو کسی طرح روا نہیں کہ وہی جملہ اس بزرگ کے لیے استعمال کریں۔ قرآن و حدیث میں کہیں یہ وارد نہیں ہے کہ صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مذکورہ جملہ کہا ہو یا عوام کو اس کا حکم ہوا ہو، بلکہ اس کی صریح نفی مذکور ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”ایکم مثلی۔“ (۱) تم میں کون میرے مثل ہے؟

بلکہ خود آیت مذکورہ میں ”یوحی الیّ“ سے اس عظیم فرق کو بیان فرما دیا گیا جو عام انسانوں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے۔ اس گستاخ کا جواب صرف اتنا ہے کہ اس سے پوچھیے کیا تیرے پاس بھی وحی آتی ہے؟ اگر نہیں، اور ہرگز نہیں، تو یہ کس منہ سے کہتا ہے کہ حضور ہماری طرح ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



## کسی امتی کو کسی نبی سے افضل بتانا کفر ہے۔ ایک شعر کے متعلق سوال۔

مسئولہ: جمال مصطفیٰ قادری، مدرسہ عربیہ فیض العلوم، محمد آباد، گوہنہ، اعظم گڑھ (یو. پی.) - ۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل اشعار میں کہ ۔  
کارے کہ حسین اختیارے کردی در گلشن مصطفیٰ بہارے کردی  
از ہیچ پیمبرے نہ آید ایس کار واللہ کہ اے حسین کارے کردی  
اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ”از ہیچ..... کارے کردی“ یہ شعر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں درست ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو پیمبر کا لفظ مذکورہ بالا شعر میں کون سا معنی رکھتا ہے۔ واضح طور پر جواب جلد عنایت فرما کر اجر عظیم کے مستحق ہوں۔  
نوٹ: ازراہ کرم یہ بھی معین فرمادیں کہ یہ شعر کس کا ہے؟

### الجواب

مجھے نہیں معلوم کہ یہ اشعار کس کے ہیں۔ یہ اشعار کفریہ ہیں، اس میں تمام انبیاء کرام حتیٰ کہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی برتری ظاہر کی گئی ہے اور کسی بھی امتی کو کسی نبی سے افضل بتانا کفر ہے، چہ جائے کہ تمام انبیاء کرام پر۔ اس قائل پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### منکر حدیث کا حکم۔

مسئولہ: محمد بشارت کریم خاں، جنرل سکریٹری انجمن غوثیہ کریمیہ، مانک چوک، سینٹا مڑھی - ۱۷ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک روز درمیان گفتگو برجستہ صاف صاف کہہ دیا کہ میں حدیث پاک مشکوٰۃ کو نہیں مانتا ہوں لوگوں نے توبہ کرانے کی جسارت کی مگر وہ توبہ کرنے سے مجبور رہے اور توبہ نہ کیا۔ شریعت مطہرہ کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ منکر حدیث پاک کافر ہے یا نہیں۔ اگر کافر ہے تو زید کے اوپر کیا لازم ہے؟ صرف توبہ کرے یا تجدید نکاح کرے یا دونوں کرے۔ شریعت مطہرہ کی روشنی میں مفصل و مدلل تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

### الجواب

حدیث کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر ہے۔ مثلاً کوئی یہ کہے کہ میں حدیث نہیں مانتا۔ لیکن اگر کسی نے کسی

خاص حدیث کے بارے میں کہا کہ میں اسے نہیں مانتا اور وہ حدیث مجروح ہے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں، لیکن اگر کسی حدیث صحیح کے بارے میں یہ کہا اور اسے معلوم بھی ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے تو وہ گم راہ ہے اور اگر کسی نے یہ کہا میں پوری مشکوٰۃ میں جو حدیثیں ہیں (یعنی یہ کہا کہ مشکوٰۃ میں جتنی حدیثیں ہیں، ان میں سے کسی کو نہیں مانتا) اس کو نہیں مانتا تو وہ بھی ضرور کافر ہے۔ اس پر توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حدیث کا منکر کافر ہے، آواگون کفر ہے۔

مسئلہ: قاری سید ابوبکر اشرفی، جامعہ دارالاسلام، شیخ پور، گویا پور، جون پور (یو. پی.) - ۳ صفر ۱۴۱۲ھ

❶ اگر کوئی یہ کہے اور اس کا عقیدہ ہو کہ حدیثیں جلا دی گئیں سب یعنی حدیث کا منکر ہو اسے کیا کہیں گے؟

❷ آواگون پر ایمان رکھنا، یعنی ہندو مذہب کے ایک جز کو ماننا جیسے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کو دوسری شکلوں میں پیدا فرماتا ہے، فعل و عمل پر بد جانو ریاکتا، پرندہ یا کیڑا، ایسے شخص کو مسلمان کہیں گے کیا؟

### الجواب

جو یہ کہے کہ حدیثیں جلا دی گئیں وہ جھوٹا ہے اور جو حدیث کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ جس طریقے سے قرآن پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو بھی حق ماننا داخل ایمان ہے۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ فرمایا گیا کہ جو رسول کے فرمان کو نہ مانے وہ مومن نہیں۔ آواگون صریح کفر ہے، صدہا آیات قرآنیہ اور ہزاروں حدیث کا انکار ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ مرنے کے بعد آدمی قیامت کے دن پھر زندہ کیا جائے گا اور اپنے عقیدہ اور عمل کے مطابق یا تو جنت میں جائے گا یا تو دوزخ میں۔ اس شخص کو پہلے سمجھایا جائے۔ اگر مان جائے اور اپنے کفر سے توبہ کر لے فہما، ورنہ اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مطلق علم غیب کا منکر کافر ہے۔

تھانوی کے کفریات پر مطلع ہو کر جو تکفیر نہ کرے وہ بھی کافر ہے

مسئلہ: سید اصغر علی و محبوب علی و احمد علی مقام و پوسٹ رام چندر ایورم ضلع ایسٹ - ۲۹ شوال ۱۳۹۹ھ

❶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:

عبدالرحمن اور حافظ شمس الدین سے مباحثہ ہوا۔ عبدالرحمن نے کہا میں اہل سنت و جماعت سے ہوں،

حالاں کہ اشرف علی تھانوی کی کتاب و مترجم قرآن پڑھتا ہے، اور اسی پر عمل کرتا ہے، اور علم غیب کا انکار کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل نہیں ہے۔ ساتھ ساتھ، مزار پر جانا پسند کرتا ہے اور دوسرے کو روکتا بھی نہیں ہے۔ تو اس پر حافظ شمس الدین نے کہا تمہارا دعویٰ کرنا اہل سنت و جماعت کا غلط ہے۔ اس لیے کہ اہل سنت علم غیب کو حضور کے لیے مانتے ہیں، اور تم علم غیب کا انکار کرتے ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے اور حافظ شمس الدین نے اشرف علی کے بارے میں کہا کہ وہ اہل سنت کے نزدیک کافر ہے۔ تو اس پر عبدالرحمن نے کہا آپ کہیے، میں نہیں کہہ سکتا۔ خدا ہی بہتر جانے۔ لہذا حافظ شمس الدین حق پر ہے یا ناحق پر تحریر فرمائیں۔ ساتھ ساتھ از روئے شرع اشرف علی تھانوی کے کفر پر چند حوالہ جات تحریر فرمائیں۔

### الجواب

عبدالرحمن ہو یا کوئی بھی ہو جو یہ کہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں وہ کافر ہے۔ یوں ہی جو تھانوی کے کفری قول پر مطلع ہو کر بھی اسے کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ عامہ کتب فقہ میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو گستاخی کرے وہ کافر ہے۔ اور ایسا کافر کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ تھانوی نے حفظ الایمان میں ص: ۸ پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی۔ اس لیے یہ گستاخ رسول ہے۔ لہذا اسے کافر ماننا فرض۔ یہ شخص اہل سنت و الجماعت سے ہرگز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**علم غیب کا منکر کافر ہے، یہ کہنا کہ خدا آسمان پر ہے زمین پر نہیں کافر ہے**

مسئلہ: محمود رضوی - ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۲۰ھ

حضور مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ جو شخص دیوبندیوں، تبلیغیوں کا منکر ہو اور جماعت اسلامی والوں سے میل جول رکھتا ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا منکر ہو۔ اللہ کے بارے میں کہتا ہے کہ خدا آسمان پر ہے زمین پر نہیں، وغیرہ وغیرہ۔ ایسا شخص کسی سنی مسجد کا متولی یا رکن ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ایسے عقائد رکھنے والے متولی مسجد کے ساتھ بہ حکم شرع تمام مسلمانوں کو کیسا سلوک کرنا چاہیے؟

### الجواب

جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا منکر ہے وہ اسلام سے خارج کافر اور مرتد ہے۔ اس نے تین تین کفر کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کا انکار کیا، یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے یہ کہا کہ زمین پر نہیں یہ کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کیا اور اس سے انکار کیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے

ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے:

”لو قال بالفارسية نه مكانی ز تو خالی نه تو در هیچ مکانی، فهذا كفر لأن فيه نسبة المكان الى الله تعالى.“<sup>(۱)</sup> اور فرمایا:

”وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطًا.“<sup>(۲)</sup> اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے۔ اور فرمایا:

”وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ.“<sup>(۳)</sup> اور رسول غیب کی بات بتانے پر بخیل نہیں۔ یہ شخص اس لائق ہرگز نہیں کہ کسی مسجد یا دینی ادارہ کا متولی رہے۔ مسلمان فوراً بلا تاخیر اس کو تولیت سے علیحدہ کریں بلکہ اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کے علم غیب کو چیونٹیوں کے علم سے تشبیہ دینا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد اشفاق خاں، بھدولی، اعظم گڑھ (یو. پی.) - ۲۵/رجب ۱۴۱۷ھ

**مسئلہ** ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو چیونٹیوں کے علم سے تشبیہ دیتا ہے۔ یعنی یہ کہتا کہ جس طرح عطائی علم غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اسی طرح سے عطائی علم غیب چیونٹیوں کو بھی حاصل ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا شخص مسلمان رہ گیا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں بالتفصیل جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

### الجواب

یہ شخص جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو چیونٹیوں کے علم سے تشبیہ دی ہے۔ اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے اچھے اعمال اکارت ہو گئے، اس کی بیوی نکاح سے نکل گئی۔ کیوں کہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرے وہ کافر ہے۔ ایسا کہ جو اس کے کفر پر شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ درر، غرر، الاشباہ والنظائر در مختار وغیرہ میں ہے: ”من شک فی کفره وعذابه فقد کفر.“<sup>(۴)</sup> مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں۔ جب تک کہ اس کفری جملے سے توبہ کر کے کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ ہو جائے، میل جول بند رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ، ج: ۱، ص: ۲۰۵

۲۔ قرآن مجید، سورۃ النساء، پارہ: ۵، آیت: ۱۲۶

۳۔ قرآن مجید، سورۃ التکویر، پارہ: ۳۰، آیت: ۲۴

۴۔ در مختار، ج: ۶، ص: ۳۷۰، کتاب الجہاد باب المرتد، مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان



## غیب کا انکار کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: ظہیر الدین احمد نوری، نانوس، واپی، گوا-۲ ربيع الاول ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ ایک جلسہ عام میں دو چار عالموں کی موجودگی میں زید کو جو غیر عالم، فاسق معطن ہے۔ اسے جلسہ کا صدر منتخب کیا گیا۔ اختتام جلسہ پر زید نے اپنی تقریر کے دوران سورہ اعراف کے چار پانچ ورق کا ترجمہ جسے لکھ کر لایا تھا، پڑھنا شروع کیا، آخر میں اس نے پڑھاتے ہوئے رکوع کا ترجمہ یہ پڑھا ”میں غیب نہیں جانتا اگر میں غیب جان لیا کرتا تو اپنے اچھے برے کا خود مختار ہوتا۔“ اس کے بعد زید نے اقرار کیا کہ نبی کو غیب کا علم نہیں۔ غیب جاننے والا صرف اللہ ہے۔ اس بات پر عالموں نے انگلی اٹھائی اور مجمع عام کو توبہ استغفار پڑھایا۔ لہذا زید کا نبی کے بارے میں علم غیب سے انکار کرنا کیسا ہے؟ اس کے علاوہ زید استغفار پڑھواتے وقت خاموش تھا۔ پھر اس کے بعد زید نے ان عالموں کے نام خط تحریر کیا جس کی کاپی میں بھیج رہا ہوں۔ کیسے انداز میں کس طرح لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ لہذا زید کا ایسے انداز میں ان عالموں کے پاس خط بھیجنا کیسا ہے؟ اس شخص کے بارے میں؟

### زید کے خط کی تحریر حسب ذیل ہے

”قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے سچائی کے ساتھ نازل عطا فرمایا ہے۔ تاکہ یہ کتاب مومنوں کو ثابت قدم رکھے اور حکم ماننے والوں کے لیے یہ ایک ہدایت اور بشارت ہے۔ لیکن آپ حضرات نے قالیہ سادو کے استقبالیہ پروگرام میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو غلط تصور کرتے ہوئے، اللہ اور اس کے رسول پر تہمت تراش کر غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہم غریب کے دلوں کو بہت صدمہ پہنچایا ہے۔ اب قرآن شریف کے بعد کون سی بات پر آپ ایمان لائیں گے؟ اور کیوں انکار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکام کا اور کیوں ہٹاتے ہو اللہ کی راہ سے ہم جیسے انجان کو اس طور پر کبھی ڈھونڈتے ہیں۔ اس راہ کے لیے حالاں کہ تم خود بھی اطلاع رکھتے ہو اور جو شخص منکر ہے تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہے۔“

### الجواب

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک فاسق معطن کو جلسہ کا صدر بنانا ہی جائز نہیں۔ صدر بنانا اس کا اعزاز و اکرام ہے اور فاسق کا اعزاز و اکرام جائز نہیں۔ عالم گیری، تبیین الحقائق، رد المحتار وغیرہ میں ہے: ”وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً۔“ (۱) اس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کا انکار کر کے اپنا ایمان کھودیا۔ اسلام سے نکل گیا، کافر و مرتد ہو گیا۔ کسی نبی خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا مطلقاً انکار کفر ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں کا انکار ہے۔ یہ اعتقاد رکھنا کہ ہر نبی

غیب جانتا ہے، ضروریات دین سے ہے۔ کسی نبی سے علم غیب کا انکار کرنا۔ اس نبی کی نبوت سے انکار کرنا ہے۔ نبی کے معنی ہیں ”غیب کی خبر دینے والا“ جیسا کہ عربی لغت کی مشہور کتاب المنجد میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ“ (۱)

اللہ عزوجل کی یہ شان نہیں کہ (اے عوام) تم میں سے ہر کس و ناکس کو غیب پر مطلع کرے، ہاں اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے (اس کے لیے چن لیتا ہے یعنی اسے غیب پر مطلع فرماتا ہے)۔

اور فرمایا:

”عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ“ (۲)

اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر رسول میں سے جسے پسند فرما لیتا ہے۔

یعنی اسے غیب پر مسلط فرما دیتا ہے، اس کے قابو میں کر دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے:

”وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ“

یہ رسول غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

یعنی دوسروں کو بھی غیب بتاتے ہیں۔ اگر غیب نہیں جانتے تو بتاتے کیسے؟ یہ اور اس مضمون کی کثیر آیات ہیں جن سے صراحتہ ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا۔ رہ گیا سورہ اعراف کی آیہ کریمہ: ”لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ السُّوءُ“ (۳) سے یہ سمجھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا ہی نہیں تھا۔ یہ قرآن مجید کی تحریف معنوی ہے۔ یہ معنی لینے کی صورت میں قرآن مجید میں تعارض لازم آئے گا، اور یہ محال ہے۔ قرآن مجید کو تعارض سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ سورہ اعراف کی اس آیت میں غیب سے مراد ذاتی علم غیب لیا جائے، تاکہ قرآن مجید میں تعارض لازم نہ آئے۔ علاوہ ازیں اگر سورہ اعراف کی اس آیت میں علم غیب عطائی مراد لیا جائے تو آیت کا مفہوم بھی درست نہ ہوگا۔ اس لیے کہ ہم اور آپ اگر جان بھی جائیں کہ ہمیں کل کوئی تکلیف پہنچنے والی ہے تو یہ ضروری نہیں کہ بچ جائیں۔ مثلاً ایک قاتل کو پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ تاریخ مقرر ہو گئی کہ فلاں دن پھانسی ہوگی۔ کیا وہ اپنے آپ کو بچا سکتا ہے؟ ایسی صورت میں آیت کریمہ کی شرط و جزاء میں لزوم باقی نہیں رہے گا۔ اور یہ فرمانا غلط ہو جائے گا کہ میں غیب جانتا تو بہت بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی بہ ظاہر اس کا معنی یہ ہے کہ اگر میں غیب جانتا تو مجھے یہ معلوم ہوتا کہ فلاں کام کروں تو مجھے بہت فائدہ ہوگا۔ تو اس کو کرتا اور

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورہ آل عمران، آیت ۱۷۹، پ: ۴

﴿۲﴾ قرآن مجید، سورہ جن، آیت ۲۶، ۲۷، پ: ۲۹

﴿۳﴾ قرآن مجید، سورہ الاعراف، آیت ۱۸۸، پ: ۹

فلاں چیز سے نقصان پہنچنے والا ہے تو اس سے بچنا اور نقصان نہ پہنچنا۔  
 لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ فلاں چیز سے ہم کو فائدہ پہنچے گا، مگر بسا اوقات انہیں فائدہ نہیں پہنچتا، بلکہ اس سے نقصان پہنچتا ہے، اور بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ ہماری سزا ہونے والی ہے، مگر بچ نہیں پاتے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ آئندہ کے نفع و نقصان کے محض علم سے نہ کوئی لازمی طور پر نفع حاصل کر سکتا ہے اور نہ ضرر سے بچ سکتا ہے۔ ہاں! اللہ عز و جل کی یہ شان ہے کہ علم غیب ذاتی جانتا ہے جس کے لیے علم غیب ذاتی لازم ہے، یہ خاصہ خدا ہے۔ جو علم غیب ذاتی جانے کا ضرور خدا ہوگا۔ اب اس آئیہ کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ اگر میں علم غیب ذاتی جانتا (جسے لازم ہے خدا ہونا) تو بہت بھلائی جمع کر لیتا اور کوئی برائی مجھے نہیں چھوٹی، یہ کہنا کہ میں ذاتی علم غیب جانتا ہوں۔ حقیقت میں خدائی کا دعویٰ ہے، اور یہ کہنا کہ میں خدا ہوں۔ اس تقریر پر قرآن مجید کی آیات کے درمیان تعارض نہیں رہے گا۔ تطابق ہو جائے گا۔ جن آیتوں میں اثبات ہے عطائی کا ہے اور اس آیت سے مراد ذاتی ہے۔ ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کا علم عطائی ہے، مخلوق ہے، ممکن ہے، حادث ہے، اور اللہ عز و جل کا علم ذاتی، قدیم، واجب، غیر مخلوق ہے۔ پھر اس نے سورہ اعراف کی آئیہ کریمہ کا ترجمہ بھی غلط کیا جو قرآن مجید کی تحریف معنوی ہے۔ صحیح ترجمہ وہ ہے جو ہم نے کیا۔ اس نے اپنے دل کی بیماری کی وجہ سے ترجمہ یہ کیا۔ ”اگر میں غیب جان لیا کرتا تو اپنے اچھے برے کا خود مختار ہوتا۔“ یہ آیت کے کسی لفظ کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس سے بھی اس پر توبہ فرض ہے۔ پھر خود مختار ہوتا، یہ ترجمہ کر کے خود اپنے قلم سے ذبح ہو گیا۔ اس نے غیب جاننے کے لیے خود مختاری ہونا لازم جانا اور خود مختار ہونا مطلق غیب کے لیے لازم نہیں۔ علم غیب ذاتی کے لیے لازم ہے۔ اس کی بات صحیح اس وقت ہوگی جب غیب سے ذاتی غیب مراد لے کیوں کہ خود مختار ہونا ذاتی غیب کا خاصہ ہے، علم غیب عطائی کا خاصہ نہیں۔ بد مذہبوں کا یہی حال ہے کہ انجانے میں اپنا کہا ہوا خود ہی رد کر جاتے ہیں۔

اس شخص نے اولاً تو توبہ ہی نہیں کی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے پھر اس کے خط نے واضح کر دیا کہ وہ اپنے اسی کفری عقیدے پر قائم ہے۔ نیز اس خط کا مضمون بھی کفر ہی ہے۔ کفر صریح سے توبہ کرانے والے لمحسنین کے خلاف اس نے خط میں جو طنز آمیز الفاظ لکھے ہیں وہ سب کفر ہیں۔ یہ شخص بہر حال مسلمان نہیں، کافر و مرتد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## علم غیب کا انکار کرنا اور حرام کو سنت کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: مظہر علی، آئی. ٹی. آئی. کالونی، بلاس پور، (ایم. پی.) - ۲۱/ محرم ۱۴۱۸ھ

① جو شخص علم غیب مصطفیٰ کا منکر ہو اور نبی پر سلام پڑھنے میں مختلف اعتراض کرتا ہے ایسے شخص کو گستاخ رسول کہنا کیسا ہے، اور ایسے شخص کو وہابی سمجھ کر سلام نہ کرنا اور نہ ہی سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟

- ② زید غیر مقلدوں کو سچا مومن سمجھ کر ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، اور اپنی بیویوں کو بے پردہ گھماتا ہے۔ کالا خضاب لگاتا ہے اور کالے خضاب کو جائز بلکہ سنت رسول کہتا ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کیا زید کو مسلمان سمجھ کر سلام کرنا درست ہے، اور کیا زید کو بھی غیر مقلد وہابی اور گستاخ رسول کہا جاسکتا ہے؟
- ③ زید اعلیٰ حضرت کے نام سے چڑھتا ہے، اور سبھی سنیوں کو بدعتی فتنہ انگیز کہتا ہے اور کبھی کبھی قرآن خوانی، اور غوث پاک کے فاتحہ میں کراہتاً شریک بھی ہو جاتا ہے۔ حدیث ترمذی کے مطابق امت تہتر فرقے میں بٹ جانے اور ایک فرقے کو ناجی فرقہ ماننے کو تیار نہیں۔ اس حدیث کے بیان کرنے والے کو مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے والا، فسادی و فتنہ انگیز کہتا ہے۔ تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں؟

### الجواب

- ① ایسا شخص بلاشبہ وہابی گستاخ رسول ہے، کافر و مرتد ہے۔ مسلمان نہیں رسولوں کے لیے علم غیب ماننا ضروریات دین سے ہے، اس کا انکار کفر ہے۔ جو شخص رسول کے علم غیب کا انکار کرتا ہے وہ رسول کے علم کو گھٹاتا ہے۔ ان کی تنقیص شان کرتا ہے۔ اس سے نہ سلام جائز نہ اس کے سلام کا جواب دینا جائز بندہ نبیوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا: ”فلا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تواکلوہم۔“<sup>(۱)</sup> واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② جب زید غیر مقلدوں کو مسلمان سمجھ کر ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو وہ مسلمان نہیں کم از کم کلی ضرور ہے۔ جب زید مسلمان ہی نہیں تو اس سے اس کی کیا شکایت کہ وہ ہندو اور عیسائی کی طرح عورتوں کو بے پردہ گھماتا ہے یا کالا خضاب لگاتا ہے۔ البتہ وہ جھوٹ بولتا ہے کہ کالا خضاب لگانا سنت ہے، کالا خضاب لگانا حرام ہے۔ حرام کو سنت کہنا کفر کیوں کہ اس کو لازم کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کا ارتکاب کیا۔ جب کہ انبیاء کرام گناہوں سے معصوم ہیں۔ زید سے میل جول، سلام کلام حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ③ یہ شخص نہ ادھر ہے نہ ادھر بیچ میں لٹکا ہوا صلح کلی ہے، یہ مسلمان نہیں کافر و مرتد ہے۔ وہ اپنے آپ کو لاکھ مسلمان کہے لیکن مسلمان نہیں۔ مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### معجزات کا انکار کفر ہے

مسئلہ: رفیق الحسن معرفت شبیر احمد، مبارک پور، اعظم گڑھ، (یو. پی.) - ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۴۱۳ھ

① مسئلہ ایک آدمی ثار احمد نامی کہتا ہے کہ میں معجزہ، کرامات کو نہیں مانتا اب بتایا جائے کہ کیا یہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اور ایسا کرنے کا حکم ہے، اور اگر نہیں ہے تو اس طرح سے جگہ جگہ ہوٹلوں میں اس قسم کی باتوں کا پرچار کر کے مسلمانوں کو پریشان کرنے کا کیا حکم ہے۔ کیا اس کے ساتھ مسلمانوں کی بہن بیٹیوں کا نکاح



جائز ہے؟ کیا ایسے شخص کے مرنے کے بعد نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے؟ ایسے لوگوں کا شریعت میں کیا حکم ہے۔ صاف طور سے بیان کیا جائے۔

### الجواب

یہ شخص بھی مسلمان ہرگز ہرگز نہیں، اسلام سے خارج کافر ہے۔ وہ بھی کافروں کی بدترین قسم مرتد ہے۔ معجزات کا مطلقاً انکار کرنا کفر صریح ہے۔ بیسیوں معجزات قرآن مجید میں صراحۃً موجود ہیں۔ مثلاً چاند ٹکڑے ہونے کا ایرانیوں کے مغلوب ہونے کا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردہ جلانا، مبروص اور مادرزاد اندھے کو شفا دینا وغیرہ وغیرہ۔ اس شخص سے پہلے معجزات کے انکار سے توبہ کرایا جائے۔ پھر کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا جائے، بیوی والا ہو تو بیوی کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا جائے۔ اگر وہ یہ سب کر لے تو مسلمان ہے اور اگر توبہ تجدید ایمان و نکاح کرنے سے انکار کرے تو مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام، بند کر دیں۔ اگر وہ اسی حال پر مر جائے تو اس کی مردار لاش کو چھوانہ جائے۔ جس کا جی چاہے اٹھالے جائے، اور اگر کوئی پوچھنے والا نہ ہو تو اس کی سرانڈی کی بدبو سے بچنے کے لیے مردار کتے کی طرح گھسیٹ کر قبرستان کے علاوہ کسی دوسرے جگہ گڑھا کھود کر اس میں پھینک دیا جائے۔ اور بغیر تختہ وغیرہ دیئے ہوئے اس گڑھے کو پاٹ دیا جائے۔ بہ طریق مسنون اسے غسل و کفن دینا اشد حرام، اس کی نماز جنازہ کفر شامی میں ہے:

”قد علمت ان الصحيح خلافه فالدعاء به كفر لعدم جوازه عقلاً ولا شرعاً ولتكذيبه النصوص القطعية.“ (۱)

درمختار میں ہے: ”اما المرتد فيلقى في حفرة كالكلب.“  
اس کے تحت شامی میں ہے: ”ولا يغسل ولا يكفن.“ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کفر ہے کہ قرآن مجید حضور کی کماحقہ تعریف بیان کرنے سے قاصر ہے

مسئولہ: محمد کرامت علی، مدرسہ جامعہ عربیہ مظہر العلوم، گرسہائے گنج، فرخ آباد (یو. پی.) - ۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

﴿مسئلہ﴾ زید نے دوران تقریر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کماحقہ تعریف سے قرآن قاصر ہے۔ عمر نے کہا کہ یہ جملہ غلط ہے اور قابل گرفت ہے، قرآن تو خدا کا کلام ہے، پھر خالد نے بھی عمر کے قول کی تصدیق کی اور کہا کہ ہاں یہ جملہ واقعی غلط ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسا کہا جاسکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں کہا جاسکتا تو

۱۔ رد المحتار، ج: ۲، ص: ۲۳۷، زکریا بک ڈپو

۲۔ رد المحتار، ج: ۳، ص: ۱۳۴، باب صلاة الجنائز، زکریا بک ڈپو

کیوں اور کہنے والا کس گناہ کا مرتکب ہے، اور اس کے لیے کیا حکم ہے؟ نیز خالد، و عمر کے لیے از روئے شرع کیا حکم ہے؟ بہت ہی وضاحت کے ساتھ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب بہت جلد مرحمت فرمائیں۔ تاکہ زیادہ بات نہ بڑھنے پائے۔ جواب کے لیے لفافہ رکھ دیا ہے۔ حضور کے کرم سے توقع ہے کہ جواب میں تاخیر نہیں فرمائیں گے۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مزار پر سلام عرض ہو۔

### الجواب

یہ کہنا کہ قرآن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے سے قاصر ہے، کلمہ کفر ہے۔ قرآن مجید اللہ عزوجل کا کلام اور اپنے اندر معنی غیر متناہی بالفعل رکھتا ہے۔ حدیث میں ہے: ”واللہ ینقضی عجائبہ۔“ (۱) خود قرآن مجید میں ہے: ”تَبَيَّنَا لِكُلِّ شَيْءٍ (۲) وَتَفْصِيلاً كُلِّ شَيْءٍ.“ (۳) اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف اگرچہ غیر متناہی بمعنی ”لا تقف عند حد“ ہیں مگر بالفعل متناہی ہیں اور کل شئی میں ضرور داخل۔ زید پر اس قول سے توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم۔ خالد و عمرو نے صحیح کہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ اللہ اور رسول میں کوئی فرق نہیں کفر ہے

یہ کہنا کفر ہے کہ حضور اللہ کے جسم سے ہیں

مسئولہ: عبدالرحمن قادری، نازٹیلر، آریٹ پور، جمشید پور (بہار)۔ ۲۷/ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں اگر کسی مسلمان نے یہ کہا کہ اللہ اور رسول میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نعوذ باللہ حضور اللہ کے جسم سے ہیں۔ گویا کہ اللہ کو سجدہ کرنا حضور کو سجدہ کرنا برابر ہے یا کسی نے یہ کہا کہ اللہ کیسے ہیں، اور اس وقت کیا کر رہے ہیں، تو کہنے سے اس کا ایمان خطرے میں ہے یا نہیں؟ یا ایمان چلا گیا؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

### الجواب

یہ شخص اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس نے ایک ساتھ کئی کفریات کئے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کیا، ہر جسم حادث ہے اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے نہ حادث۔ وہ قدیم ازلی ابدی ہے اس نے کہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے جسم سے ہیں، یہ بھی

﴿۱﴾ مشکوٰۃ، ص: ۱۸۶

﴿۲﴾ قرآن مجید، سورۃ النحل، پارہ: ۱۴، آیت: ۸۹

﴿۳﴾ قرآن مجید، سورۃ الانعام، پارہ: ۸، آیت: ۱۵۴

کفر ہے۔ اس نے بکا اللہ کو سجدہ کرنا حضور کو سجدہ کرنا برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ تعبدی کیا جاتا ہے، اور حضور کے لیے سجدہ تعبدی کرنا شرک۔ سجدہ تعبدی تو بڑی چیز ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سجدہ غلطی بھی حرام۔ اس شخص پر فرض ہے کہ فوراً اس کلمات کفریہ سے توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی کو رکھنا چاہے تو اس سے نکاح جدید کرے، اور اگر یہ توبہ، تجدید ایمان و نکاح نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام، بند کر دیں۔ مرجائے تو اس کے غسل و کفن و دفن جنازے میں شریک نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**یہ کہنا کیسا ہے کہ انبیاء کرام بھی جہنم میں جائیں گے**

مسئلہ: مولانا عبدالحکیم رضوی، مدرسہ بحر العلوم، پریسینڈہ پورہ، پوسٹ پریسینڈی سینٹا پور (یو. پی.)

عمر نے بکر سے یہ کہا کہ آپ ان حضرات کی بات کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء کرام بھی دوزخ میں جائیں گے۔ مگر جانے کی نوعیت الگ الگ ہوگی، اس پر بکر نے عمر کو کافر کہا اور دلیل میں یہ آیت پیش کی: لعنة الله على الكاذبين۔ اس پر عمر نے کہا اس آیت کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں، اور جو کسی مسلمان کو بغیر کسی وجہ تکفیر کے کافر کہے وہ خود ہی کافر ہے۔ عمر کا مطلب یہ تھا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صرف دیکھنے کے لیے جائیں گے۔ بلکہ ہر جنتی آدمی کو دوزخ دکھائی جائے گی۔ اگر جانے دیکھنے کی خواہش ہوگی اور آقائے نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج اقدس کی واپسی پر جنت، دوزخ کی سیر فرمائی، اور جب آپ دوزخ میں تشریف لے گئے تو دوزخ کی آگ پناہ مانگ رہی تھی کہ رب العالمین تو اپنے محبوب کو یہاں سے نکال لے نہیں تو دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی، یہ کیوں ہے اور سیر کرنے میں جانا پایا گیا یا نہیں؟ ان سب باتوں کا مدلل جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دے کر قوم مسلم میں خلفشار ہونے سے بچالیں، کرم ہوگا۔

### الجواب

عمر و پر بھی توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے، دوزخ میں جانے کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر قدم رکھنا باہر سے دیکھنے کو دوزخ میں جانا نہیں کہیں گے۔ بکر نے ٹھیک ہی کہا، اور عمر و نے جو کہا کہ شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوزخ میں گئے۔ جس سے دوزخ پناہ مانگنے لگی۔ یہ بھی کذب محض ہے۔ عمرو نائب رسول ہے تو بتائے۔ یہ روایت کس کتاب میں ہے۔ معراج کی حدیث میں صرف اتنا ہے کہ باہر سے دوزخ دیکھی۔ اسی کو واعظین نے سیر سے تعبیر کی۔ البتہ اتنا حق ہے کہ قیامت کے دن جہنم پر پل صراط قائم ہوگا جس پر سب کو گزرنا ہے، حتیٰ کہ انبیاء کرام کو بھی، اس وقت دوزخ مومن سے عرض کرے گی:

”جزء یا مومن فان نور ایمانک یطفی  
نیرانی۔“  
اے مومن جلدی سے پار ہو جا تیرے ایمان کا  
نور میری آگ کو بجھا دے رہا ہے۔

اسی کو سورہ مریم کی آیت میں فرمایا:

”وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا“ (۱)

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔  
امام حسن اور امام قتادہ سے مروی ہے کہ دوزخ پر گزرنے سے مراد پل صراط پر گزرنا ہے جو دوزخ پر ہوگا۔  
خالد نے جو کہا وہ عمرو کی بنیاد پر کہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

انبیاء کرام کو جاسوس کہنا کفر ہے۔ فرشتوں کو گارڈ یا ٹی ٹی کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: اقبال احمد عزیزی، مدرسہ ڈلمیا کریا پور، برسوت، ضلع ہزاری باغ (بہار) - ۴-۲۲-۱۴۱۳ھ

زید نے کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں جاسوسی کا لفظ استعمال کرنا درست ہے۔ نیز  
منکر و نکیر اور دیگر فرشتوں کی شان میں ٹی ٹی یا گارڈ اس جیسے الفاظ استعمال کرنا بھی درست ہے۔

### الجواب

انبیاء کرام کو جاسوس کہنا کفر ہے۔ اسی طرح فرشتوں کو گارڈ یا ٹی ٹی کہنا بھی، اس میں ان حضرات کی  
توہین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا حضرت آدم کے جسد خاکی میں حضور کی روح ڈالی گئی؟  
سبقت لسانی میں کلمہ کفر زبان پر جاری ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ: محمد زاہد الرحمن نوری، غوثیہ مسجد اسلفا، گھاٹ کوپر، بمبئی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں:

- ① کہ زید الحمد للہ عالم اور مسئلہ شرعیہ سے واقف ہے۔ دوران تقریر سبقت لسانی کی بنیاد پر مندرجہ جملہ زبان پرزد  
ہو گیا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے جسد خاکی کو جب تیار کیا گیا اور روح ڈالی گئی تو روح کو قرار نہ آیا۔ جب ہمارے  
نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ڈالی گئی تو قرار آ گیا۔ آیا واقعہ ہمارے پیارے نبی کی روح حضرت سیدنا  
آدم علیہ السلام کے جسد اقدس میں ڈالی گئی یا نہیں؟ اگر نہیں ڈالی گئی تو کیا زید کا قول کفر کی حد تک پہنچ سکتا ہے؟
- ② سامعین میں سے بعض کا کہنا ہے کہ امام مذکور نے اپنی تقریر میں روح کی جگہ نور کا لفظ استعمال کیا ہے۔

قرآن مجید، سورہ مریم، آیت: ۷۱، پ: ۱۶۔



اگر بالفرض روح کا لفظ استعمال کیا ہو تو ایسا کہنا کفر کی حد تک پہنچ سکتا ہے؟

### الجواب

زید کا یہ قول کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح حضرت آدم کے جسد مبارک میں ڈالی گئی۔ کلمہ کفر نہیں خطا ہے۔ اگر بالفرض یہ کلمہ کفر بھی ہوتا تو سبقت لسانی کی وجہ سے بے اختیار نکلنے کی وجہ سے زید کا فرہ نہ ہوتا۔ عالم گیری میں ہے: ”الخاطی ان أجرى على لسانه كلمة الكفر خطأ بان كان يريد ان يتكلم بما ليس بكفر فجرى على لسانه كلمة الكفر خطأ لم يكن ذلك كفرا عند الكل.“<sup>(۱)</sup> واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

## یہ کہنا کفر ہے کہ غوث اعظم کا قدم حضور کے کندھے پر ہے

مسئولہ: اقبال اختر، کتب خانہ مخدومیہ، درگاہ روڈ، ردولی شریف، فیض آباد (یو. پی.)۔ ۲۵/ رجب ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ زید قائل ہے اس بات کا کہ حضور سرکار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کندھے پر ہے اور اس کی تاویل یہ کرتا ہے، سرکار ابد قرار کے کندھے پر غوث اعظم کا قدم اس معنی پر ہے کہ آپ ان کی نسل پاک سے ہیں اور جس طرح سیدنا حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کندھے پر بٹھایا تھا اسی طرح حضور غوث اعظم کا قدم بھی سرکار کے کندھے پر ہے، اور بکر کہتا ہے زید کا یہ کہنا غلط ہے بلکہ چند وجوہ سے کفر بھی ہے۔ کیوں کہ خدا نے غوث اعظم سے جو یہ کہلایا تھا کہ میرا یہ قدم جملہ اولیا کے کندھے پر ہے بہ طور شان فرمایا ہے۔ لہذا قرآن و احادیث وغیرہما کی روشنی میں ارشاد فرمائیں کہ زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا کہنا صحیح ہے، اور دونوں کا حکم عند الشرح کیا ہے؟

### الجواب

زید کا یہ قول کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کندھے پر ہے یقیناً حتماً بلاشبہ یقینی قطعی کفر صریح ہے۔ زید اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ زید پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر اس کفر قطعی سے توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی کو رکھنا چاہے تو تجدید نکاح کرے، یہ جملہ اس بات میں صریح ہے کہ زید نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل بتایا۔ کندھے پر پیر ہونے کا معنی لازم بین غیر منفک ہے بچوں کو کندھے پر بٹھاتے ہیں۔ یہ پیار میں ہوتا ہے اور اس سے کسی کو اس کا وہم بھی نہیں ہوتا کہ بچہ باپ سے

افضل ہے۔ لیکن اس جملہ سے کہ فلاں کا قدم فلاں کے کاندھے پر ہے ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ جس کا قدم کاندھے پر ہے وہ افضل ہے۔ اس سے جس کے کاندھے پر قدم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ داڑھی منڈانے والوں کو حضور ایشیال کوٹے سے بخشوادیں گے  
یہ کہنا کیسا ہے کہ حضور کو نبوت چالیس سال بعد ملی؟

مسئلہ: محمد معصوم، قرارنگ، پوسٹ مہراج گنج، ضلع پلاموں (بہار) - ۲۵/ ذوقعدہ ۱۴۱۳ھ

① مسئلہ علاقہ حیدرنگر ضلع پلاموں کے ایک گاؤں میں ایک جگہ محفل میلاد تھی جس میں چار عالم موجود تھے۔ جو عالم کے پہلے تقریر کے لیے مانگ پر آئے انھوں نے اپنی تقریر میں داڑھی منڈانے والے مسلمان کو داڑھی منڈانے والے فعل بد سے واقعات کے ذریعہ شرمندہ کر کے داڑھی رکھنے کی ترغیب دلائی۔ ان کے بعد دوسرے عالم جو مفتی بھی تھے اور بہار کے مشہور خانقاہ کے فرد ہیں اور پیر بھی (پہلی تقریر کا رد کیا) بایں الفاظ کہ اسی مجلس میں کہ مسلمان داڑھی نہ رکھے۔ بلکہ چوری اور زنا بھی کرے، اپنے ایشیال کوٹے سے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے ضرور بخشوادیں گے۔ یہی مفتی دوراں تقریر فاتحہ چہلم کے ثبوت کے طور پر مسلمانوں کو مخاطب کر کے بتا رہے تھے۔ معلوم ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چالیس سال گزرنے پر نبوت ملی تھی۔ جب کہ: ”كنت نبياً و آدم بين الماء والطين.“ موجود ہے۔ بعد مجلس ختم ہونے کے دوسری جگہ مذکورہ مفتی سے ایک مسلمان نے پوچھا، روزہ اور عید ریڈیو کی خبر پر منانا چاہیے یا چاند دیکھ کر یا شرعی ثبوت ملنے پر؟ تو کئی مسلمانوں کے سامنے انھوں نے جواب دیا کہ جدھر تعداد زیادہ ہو ادھر ہی ہو جایا کریں تاکہ آپس میں جھگڑا نہ ہو۔ ویسے جو لوگ پہلے سے ریڈیو کی خبر پر روزہ اور عید کرتے ہیں ان حضرات کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ ریڈیو کی خبر پر روزہ وعید منایا کریں۔ جو دو مقرر بعد میں آئے اس مجلس میں ان لوگوں نے اگلی تقریروں کا ذکر ہی نہ کیا۔ یا کون ٹھیک ہے کون غلط یا دونوں صحیح اس لیے بعد صلوٰۃ و سلام کے پہلے مقرر مانگ پر آ کر کچھ بولنا چاہتے تھے کہ انا و نسر اور مذکورہ مفتی نے نہ بولنے دیا۔ جس کی وجہ سے مجلس میں شور و غل بھی کافی ہو گیا۔ لہذا صورت مسئلہ میں دو عالم اور ایک مفتی تینوں حضرات کو مسلمان اپنا رہبر مانیں یا ایمان کا رہن سمجھ کر علیحدہ ہو جائیں یا واقعی شریعت کا ایسا فتویٰ ہے کہ جس علاقہ میں مسلمان دس یا بیس ہزار کی تعداد میں ریڈیو کی خبر پر روزہ توڑ کر عید منانے کو آمادہ اور تیار ہو جائیں۔ ویسے نازک وقت میں جو دو یا چار مسلمان جو اچھی طرح سے جان رہے ہوں کہ ریڈیو کی خبر خبر مستفیض نہیں۔ آج کے دن کا روزہ فرض ہے۔ ایسے افراد کو بھی زیادہ تعداد دیکھ کر بلا چون چرا روزہ توڑ کر نماز عید پڑھ لینی چاہیے۔ ورنہ جماعت توڑنے کا الزام انھیں چند کے سر آ جائے گا۔ ایسے

موقعہ پر چند کیا کریں؟ از روئے شرع جواب دیں۔

② مسلمانوں میں کچھ افراد ایسی ذہانت بھی رکھتے ہیں کہ شریعت اسلام کے احکام و مسائل جو دینی کتابوں میں موجود ہیں یا پوسٹر میں چھپتے ہیں یا تحریر سوال پر مفتیان شرع فتویٰ لکھتے ہیں گو سوال و جواب دونوں بالکل صحیح و درست ہوں اس کو پڑھنا اور سن لینا چاہیے، ماننا کوئی ضروری نہیں ہے۔ ایسی ذہانت رکھنے والے حضرات کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ ایک امام جو اپنی زبان سے خالص بریلوی ہے اور قبلہ ازہری میاں کا مرید بھی جیسا کہ کہتا ہے، اس سال پورے رمضان اپنے ہم نواؤں سے کئی بار چند افراد کے درمیان میں بولا کہ بغیر چاند دیکھے یا شرعی ثبوت ملے بغیر نماز عید نہیں پڑھوں گا چاہے یہاں کے کلی مسلمان پڑھ لیں۔ لیکن جب ۲۹ رمضان کی شام کو ریڈیو سے خبر ہوئی تو خود روزہ چھوڑ کر اور لوگوں سے روزہ چھوڑنے کی ترغیب دلا کر خود بہ خوشی نماز عید پڑھتا پڑھاتا نظر آیا ایسے کو کیا سمجھا اور جانا جائے، اور مذکورہ تینوں میں یہ بھی ہے۔

### الجواب

①-② یہ کہنا کہ خواہ مسلمان داڑھی منڈائے یا شراب پیئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اسپیشل کوٹے سے الخ فساق فجار کو گناہ پر رغبت دلانا ہے اور احادیث کریمہ میں گناہوں پر جو وعیدیں آئی ہیں ان سب کو کالعدم قرار دینا ہے۔ شفاعت برحق ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی بدکردار، فاسق، فاجر جہنم میں نہیں جائے گا، کتنے گنہگار، فساق ابتداء جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ مگر سزا کی معیاد پوری ہونے سے پہلے شفاعت المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم سے نکالے جائیں گے۔ اس جاہل مفتی بننے والو کو پتہ نہیں کہ جہنم کا عذاب کتنا سخت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس جاہل گمراہ گرنے جو یہ کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چالیس سال پر نبوت ملی یہ غلط ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت منصب نبوت پر فائز تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر بھی نہیں بنا تھا۔ جیسا کہ ترمذی وغیرہ میں حدیث ہے: ”إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ“ (۱) پھر اس نے جو یہ بکا کہ اگر مسلمانوں کی اکثریت جو عید کرے تو سب کو عید کر لینا چاہیے۔ یہ سراسر گمراہی ہے۔ اس نے شریعت کو شریعت نہیں سمجھا۔ اسمبلی اور پارلیمنٹ سمجھ لیا ہے۔ اس گمراہ گر کے نزدیک اللہ و رسول کا حکم کوئی چیز نہیں۔ بے پڑھے لکھے عوام کی دھاندلی سب کچھ ہے۔ شریعت کے حکم کے خلاف اگر ساری دنیا اتفاق بھی کرے جب بھی اسے بدلائیں جائے گا۔ ریڈیو، ٹیلی فون، کی خبر چاند کے معاملہ میں کالعدم ہے۔ جو لوگ کہ ریڈیو وغیرہ کی خبر پر ۳۰ رمضان کا روزہ چھوڑیں گے اور نماز عید پڑھیں گے وہ چار چار گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔ ایک غیر شرعی طریقے کو شرعی طریقہ مان کر اس پر عمل کیا، دوسرے دن حقیقت میں ۳۰ رمضان

تھی اور اس دن روزہ رکھنا فرض تھا۔ اس دن روزہ نہ رکھا یا رکھ کر توڑا یہ الگ گناہ ہوا۔ ان پر کیا پابندی لگائی جاسکتی ہے، اس سلسلے میں واضح بات یہ ہے کہ ایک عالم کا اعلان صرف اس کے شہر اور شہر سے ملحق دیہات کے لیے کافی ہے۔ دوسرے شہروں کے لیے ناکافی غیر معتبر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کفر ہے کہ میں حضور کو نہیں مانتا، حالت اکراہ میں شراب نوشی کی اجازت ہے، کیا جان بچانے کے لیے خنزیر کا گوشت حلال ہے؟

مسئولہ: عبدالمنان سعی بزرگ، بکھرا بستی - ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

- مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرح متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
- ① زید چند لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ نماز پر گفتگو ہو رہی تھی جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی نہ مانے اس وقت اس کی نماز ہوگی ہی نہیں۔ اتنے میں زید کہتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتا، کیا میری نماز نہیں ہوگی؟ لوگوں نے کہا جب تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتے ہو تو نماز کہاں ہوئی۔ تو بہ کرو تو زید کہتا ہے کہ کیوں تو بہ کروں؟ میں نے کسی مصلحت سے کہا ہے۔ پھر لوگوں نے کہا کہ تم کیوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں انکار کرتے ہو؟ تو پھر زید کہتا ہے کہ تم لوگ مسلمان ہو تم سے میرا درجہ بلند ہو گیا تو ایسی حالت میں زید کافر ہے یا نہیں؟
  - ② زید ایسی جگہ پہنچا جہاں کافروں کی آبادی زیادہ ہے اور زید کو کافروں نے گھیر لیا اور اسے شراب دے رہے ہیں کہ تم اس کو پی لو تو زید کہتا ہے کہ میں شراب نہیں پیوں گا۔ کافروں نے کہا تم شراب نہیں پیو گے تو تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔ ایسی حالت میں زید شراب پی سکتا ہے کہ نہیں؟ اور اگر پی لیا تو کیا کیا جائے؟
  - ③ کس حالت میں جان بچانے کے لیے خنزیر کا گوشت کھانا حلال ہے۔ بنیوا تو جروا۔

### الجواب

- ① زید بلاشبہ کافر و مرتد ہو گیا، اسلام سے خارج ہو گیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر اپنے اس کفری قول سے توبہ کرے۔ پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اس بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو پھر سے نکاح کرے۔ اسلام کا بنیادی رکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا ہے۔ حدیث میں ہے: ”بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله و انی رسول الله.“ (۱)
- زید کی یہ تاویل کہ یہ میں کسی مصلحت کی وجہ سے کہتا ہوں، اس کو کفر سے نہیں بچائے گی، پھر زید کا یہ کہنا کہ تم لوگ مسلمان ہو، تم سے میرا درجہ اور بلند ہو گیا، یہ اس کا دوسرا کفر ہے، اس سے بھی اس پر توبہ



فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷ ایسی صورت میں اگر زید کو اس کا ظن غالب تھا کہ اگر میں شراب نہیں پیوں گا تو واقعی یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے تو اس کو اجازت ہے کہ شراب پی لے۔ قرآن مجید میں ہے: ”فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ۔“ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

❸ جب کہ خنزیر کا گوشت کھائے بغیر جان بچنے کی امید نہ ہو، مثلاً کھانے کے لیے کوئی چیز موجود نہیں، اتنا فاقہ ہو چکا ہے کہ اس کی جان جارہی ہے اور سوائے حرام کے کوئی اور چیز کھانے کی نہیں تو اس صورت میں جان بچانے کی مقدار حرام چیز کھا سکتا ہے۔ اسی طرح اس کو کچھ لوگوں نے گھیر لیا ہے اور اسے دھمکی دے رہے ہیں کہ یہ حرام چیز کھاؤ ورنہ جان سے مار ڈالیں گے اور اسے ظن غالب ہے کہ اگر حرام نہیں کھائے گا تو واقعی یہ لوگ ضرور مار ڈالیں گے، ایسی صورت میں بھی اجازت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کفر ہے کہ ”علی کی ولایت پر رسول اللہ کی نبوت کا انحصار ہے۔“

مسئلہ: رضوان اللہ، خیر آباد، ضلع مٹہ، ۸ صفر ۱۴۲۰ھ

❶ محترم المقام مفتیان کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس شخص کے بارے میں جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ علی کی ولایت پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا انحصار ہے۔ ایسے عقیدہ رکھنے والے لوگوں سے تعلق رکھنا اور ان کی تقاریب میں شریک ہونا کیسا ہے؟  
مندرجہ بالا سوالات کا جواب اسلامی شرع و فقہ اسلامی کی روشنی میں واضح کریں، تاکہ اس کے متعلق شکوک و شبہات رفع ہو سکیں۔

## الجواب

ایسا عقیدہ رکھنے والے مسلمان نہیں، اسلام سے خارج کافر و مرتد ہیں۔ ایسے لوگوں سے میل جول ان کی تقریبات میں شرکت حرام، بد مذہبوں کے بارے میں فرمایا:  
”ولا تجالسوہم، ولا توکلوہم، ولا تناکحوہم۔“ (۳)  
نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرو۔

❶ مسلم شریف، ج: ۱، ص: ۳۲، کتاب الایمان، اصح المطابع

❷ قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۷۳

❸ المستدرک للحاکم، ج: ۳، ص: ۶۳۲، السنۃ لابن عاصم ج: ۲، ص: ۴۸۳

یہ کہنا کہ علی کی ولایت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا انحصار ہے صریح کفر ہے۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کو بشر نہ ماننا کفر ہے، حضور کو عام بشر کی طرح ماننا بھی کفر ہے

مسئلہ: احمد علی قادری، شریفی ٹیلی فون آپریٹر، فیروز آباد، آگرہ۔ ۲۱ ربیع الثانی

زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر نہ جانے تو کفر ہے، اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بار بار بشر کہنا یا کہے تو کافر ہے، تو کیا زید کی یہ بات کچھ حقیقت رکھتی ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

### الجواب

یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں، اور جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر نہ مانے وہ کافر ہے کہ وہ قرآن مجید کے نص قطعی کا انکار کر رہا ہے۔ اس طرح جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانے کی نیت سے بار بار کہے کہ حضور بشر ہی تھے، بشر ہی تھے اس پر بھی ضرور اندیشہ کفر ہے کہ اس سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام بشر کی سطح پر مانتا ہے۔ یہ ضرور کفر ہے ورنہ بار بار بشر کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ قوت نبی نے عاجزی ظاہر کی کفر ہے۔

اولیا کو جو ملتا ہے وہ انبیاء کے ہاتھوں سے ملتا ہے۔

مسئلہ: جملہ مسلمانان رتسر، بلیا، معرفت محمد منزل اللہ صاحب کلرک دفتر اشرفیہ، مبارک پور

زید کا یہ کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو چاند کو دو ٹکڑا کیا اور سورج کو لوٹایا تھا وہ قوت نبوت نہیں تھی۔ بلکہ قوت ولایت تھی، قوت نبوت اپنی عاجزی ظاہر کی، مگر قوت ولایت چاند کو ٹکڑا کرنے اور سورج کو لوٹانے کے لیے تیار ہو گئی۔

### الجواب

اس میں زید نے جو یہ بکا کہ قوت نبوت نے عاجزی ظاہر کی یہ جھوٹ اور افترا بھی ہے اور کفر بھی۔ اس پر امت کا اتفاق ہے کہ اولیاء کرام کو جو کچھ ملتا ہے وہ انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

ہاتھوں ملتا ہے۔ خود حدیث میں ہے:

”انما انا قاسم واللہ يعطی۔“ (۱)

اللہ عطا فرماتا ہے میں بانٹتا ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

## کسی ولی کو نبی سے افضل ماننا کفر ہے

مسئلہ: عبد المجید رضوی قادری، خطیب جامع مسجد، کارنجہ، اکولہ۔ ۲۷/محررم ۱۴۱۴ھ

زید نے دعویٰ کیا اور لکھ کر بھی دیا کہ بعض اولیا کا مقام نبی سے بڑھ کر ہے۔ لہذا زید کا قول صحیح ہے یا غلط؟ جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

زید پر اس قول سے توبہ تجدید ایمان فرض ہے، اور بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی۔ کسی ولی کو کسی نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔ جیسا کہ حدیقہ ندیہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## انبیا کو بڑا بھائی کہنا کفر ہے

مسئلہ: الحاج مفتاح الدین احمد، خطیب محلہ شاہ جمعہ، سہرام، روہتاس (بہار)

① حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مومن آپس میں بھائی ہیں، اس سے کوئی جماعت یا کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جو بہت بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ اس کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرو، خواہ انبیا ہوں یا اولیا ہوں اسی کے مطابق رسول بھی ہمارے بھائی ہیں۔ تو وہ مسلمان رہے گا یا نہیں؟

② مومن کا لفظ قرآن حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے لیے فرمایا ہے۔ ایسی صورت میں جس نے مومن کی حیثیت سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بنایا تو پھر وہ خدا کا بھی بھائی ہو گیا۔ (نعوذ باللہ) ایسا شخص یا جماعت مسلمان رہ سکتی ہے یا نہیں؟

③ کتاب مالا بدمنہ، از افادات قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے ص: ۱۸۸ تا ۱۸۹ میں تحریر ہے ”مسئلہ علام علم الہدیٰ در بحر المحیط گفتہ کہ ہر ملعون کہ در جناب پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دشنام دید یا اہانت کند در اداری امور دین او یا صورت مبارک او یا در وصفی از اوصاف شریفہ او عیب کند خواہ مسلمان بود یا ذمی با حربی اگرچہ از راہ ہزل کردہ باشد آن کا فراست واجب القتل توبہ او مقبول نیست و اجماع امت آنست کہ بی ادبی

واستخفاف ہر کس انبیاء کفرست۔“ مذکورہ تحریر کی روشنی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا اور اس جیسی تعظیم کو حق بتانے والا مسلمان رہے گا یا نہیں؟

تبلیغی جماعت کے لوگ مسلمان ہیں کہ نہیں؟ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے والے ہیں یا نہیں؟

### الجواب

① کسی کو بھائی کہنے میں اس کے ساتھ برابری کا ادعا ہے۔ ہمارے عرف میں ہے کہ اپنے ہم عمروں کو بھائی کہہ کر کے خطاب کرتے ہیں، اور اپنے سے زیادہ معمر اور بوڑھوں کو چچا دادا وغیرہ کہتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ برابری کا اعتقاد رکھنے والا ضرور کافر ہے، اور بھائی کہنے میں برابری کا ادعا ہے۔ اس لیے یہ قول ضرور کفر ہے، اور حدیث کل مومن اخوة یہ امت کے لیے ہے عرف یا شرع میں رسول اور نبی کو مومن نہیں کہا جاتا۔ مومن کا اطلاق امتی پر ہوتا ہے، اور یہ اطلاق قرآن مجید سے مستفاد ہے۔ ارشاد ہے:

”إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَمُؤْمِنٌ وَهِيَ لَوْ هِيَ جِوَاللَّهِ وَأَسَاسُ الرَّسُولِ“ (۱)

ایمان لاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② یقیناً اگر لفظی شرکت کی بنا پر کل مومن اخوة کے تحت رسول کو مومن مان کر بھائی کہنے کا جواز تلاش کیا جائے تو یہ لفظی مشارکت اس لفظ مومن پر ہوئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، پھر ان لوگوں کو لازم ہوگا کہ اللہ عز وجل کو بھی بھائی کہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

③ مالا بدمنہ میں بہت باتیں خلاف ہیں۔ مگر یہ مسئلہ حق ہے کہ جو کوئی کسی نبی یا رسول کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر و مرتد واجب القتل ہے۔ وہ اگر توبہ بھی کر لے جب بھی حاکم اسلام اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ جس گستاخ نے سوال نمبر میں مندرجہ عبارت کہی اگر اس کی نیت اس سے انبیاء کرام کے ساتھ مساوات ہو تو وہ ضرور مرتد واجب القتل اور اس پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح بہر حال لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

④ تبلیغی جماعت والے سب کے سب دیوبندی ہیں، اور ان لوگوں کی دوڑ دھوپ سب دیوبندیت پھیلانے کے لیے ہے۔ اس جماعت کے امیر مولوی الیاس نے کہا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے میں بہ قسم کہتا ہوں یہ تحریک صلوٰۃ نہیں۔ ظہیر الحسن میرا یہ مدعا کوئی پاتا نہیں، مجھے ایک نئی قوم بنانی ہے، یا پیدا کرنی ہے۔ (دینی دعوت) ایک دفعہ انھیں مولوی الیاس نے کہا کہ مولانا تھانوی (اشرف علی) نے بہت کام کیا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ طریقہ کار میرا ہو اور تعلیم ان کی پھیلائی جائے۔ ان عبارتوں سے ظاہر ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کا مقصد نہ لوگوں کو نمازی بنانا ہے، نہ دین دار بلکہ دیوبندی بنانا ہے، اور دیوبندی شان الوہیت و رسالت میں گستاخی



کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ اور سب تبلیغی دیوبندی ہیں اس لیے یہ بھی کافر و مرتد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
یہ کہنا کفر ہے کہ آج کا یہودی، مجوسی اگرچہ حضور پر ایمان نہ لائے،  
عمل صالح کرے تو جنت میں جائے گا۔

مسئلہ: زاہد حسین مصباحی، نوابپورہ، وارانسی (یو. پی.)۔ ۱۸/ صفر ۱۳۹۹ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل بیانات کے بارے میں جواب مدلل و مفصل تحریر فرمائیں۔

- ① سورہ بقرہ کی باسٹھویں آیت، مسلمان ہو، یہودی ہو، نصاریٰ ہو، مجوسی ہو، صابی ہو۔ اگر وہ شرک نہیں کرتا، عامل صالح ہے بے خوف و خطر جنت میں جائے گا؟ آج کا یہودی آج کا نصرانی، آج کا مجوسی، کوئی بھی کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو اگر حضور پر ایمان نہ لائے گا تو بھی جنت میں جائے گا، شرک نہیں کرتا، نیک عمل صالح ہو وہ جنت میں جائے گا چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ ہو، سیرت النبی میں سب حوالہ دیا ہے، آیت کا جواب آیت سے فقہ سے نہیں مانیں گے۔ (بیان ثار احمد ولد دین محمد، ساکن دلی گڑھی)
- ② آج کا یہودی، آج کا نصرانی، آج کا مجوسی کا عمل کتنا ہی اچھا ہو جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ (بیان بشیر احمد ولد امیر اللہ، ساکن اونکاریشور)

### الجواب

ثار احمد، اپنے اس قول کی وجہ سے آج کا یہودی، آج کا نصرانی، آج کا مجوسی کوئی بھی کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا اگر حضور پر ایمان نہ لائے گا تو بھی جنت میں جائے گا، نیک عمل صالح ہو جنت میں جائے گا چاہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہ ہو۔ کافر مرتد اسلام سے خارج ہے، اس لیے کہ وہ انکار کر رہا ہے سیکڑوں قرآن کی آیات کا اور ہزاروں احادیث کا اور اسلام کے بنیادی عقیدے کا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ نجات کے لیے ضروری ہے کہ پورے قرآن پر ایمان لایا جائے۔ قرآن مجید کے ایک لفظ پر بھی جس کا ایمان نہ ہو وہ جہنمی ہے اور قرآن مجید میں فرمایا گیا: ”محمد رسول اللہ و ما محمد الا رسول، یا ایہا النبی انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔“ وغیرہ وغیرہ تو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہے اور بلاشبہ جہنمی ہے۔ دوسری بات یہ کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِیْ۔“ (۱) فرما دو اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔

اور فرمایا:

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی  
اطاعت کی۔

”مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ.“ (۱)

اور فرمایا گیا:

جو تمہیں رسول دیں وہ لو اور جس سے منع کریں  
اس سے باز رہو۔

”مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ  
عَنْهُ فَانْتَهُوا.“ (۲)

اور فرمایا:

جب اللہ اور رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو  
انہیں اپنے معاملہ کا اختیار باقی نہیں رہتا۔

”مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَ  
رَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ عَنْ  
أَمْرِهِمْ.“ (۳)

اور فرمایا:

جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں  
انہیں ڈرنا چاہیے کہ انہیں کوئی فتنہ یا دردناک  
عذاب نہ پہنچے۔

”فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ  
تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ  
أَلِيمٌ.“ (۴)

اور فرمایا:

تیرے رب کی قسم لوگ ہرگز مومن نہیں، یہاں تک  
کہ آپسی جھگڑے میں آپ کو حکم بنائیں اور پھر آپ  
کے فیصلہ پر کوئی دل میں تنگی نہ محسوس کریں اور اسے  
پوری طرح مان لیں۔

”فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ  
فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي  
أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا  
تَسْلِيمًا.“ (۵)

اور صاف صاف فرمایا:

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ النساء، پ: ۵، آیت: ۸۰

﴿۲﴾ قرآن مجید، سورۃ الحشر، پ: ۲۸، آیت: ۷

﴿۳﴾ قرآن مجید، سورۃ الاحزاب، پ: ۲۲، آیت: ۳۶

﴿۴﴾ قرآن مجید، سورۃ النور، پ: ۱۸، آیت: ۶۳

﴿۵﴾ قرآن مجید، سورۃ النساء، پ: ۵، آیت: ۶۵

جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے بڑھ جائے، اللہ اسے جہنم میں ڈالے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

”وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ“ (۱)

قرآن کریم کے جھٹلانے کے بارے میں ہے:  
”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا ط“ (۲)

خاص اہل کتاب سے خطاب ہے:

اے اہل کتاب ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا جو تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے، قبل اس کے کہ ہم منہ بگاڑیں تو انہیں پھیر دیں پیٹھ کے بل یا ان پر لعنت کریں جیسے سینچر والوں پر کی۔

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بَمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ط“ (۳)

ان سب آیات کا مفاد یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانے، ان پر ایمان نہ لائے، قرآن کی کسی آیت کا انکار کرے، وہ ضرور جہنمی ہے، علاوہ ازیں یہود و نصاریٰ، مجوسی ضرور جہنمی یوں بھی ہیں کہ یہ شرک کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: ”نصاریٰ نے کہا عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں، یہود نے کہا عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور مجوسی دو خدا مانتے ہیں ”اہرمن اور یزدان“۔ اور مشرک ضرور جہنمی۔ فرماتا ہے:  
”ان الله لا يغفر ان يشرك به“۔  
اللہ شرک ہرگز نہیں بخشتے گا۔

رہ گئی وہ آیت جس کا سوال میں حوالہ ہے، اس میں صاف ”من امن بالله“ ہے۔ ”ان میں سے جو اللہ پر ایمان لایا“۔ اللہ پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ جو کچھ اس نے فرمایا سب کو مانے، اللہ نے جب حکم دیا کہ قرآن پر ایمان لاؤ، رسول پر ایمان لاؤ۔ تو جو قرآن کو نہ مانے، رسول کو نہ مانے، ان پر ایمان نہ لائے وہ اللہ کو نہیں مانتا، وہ اللہ پر ہرگز ایمان نہیں لایا، لہذا وہ اس آیت کا مصداق نہیں۔ یہ شخص کتنا چالاک ہے۔ خود تو سیرۃ النبی کا حوالہ دیتا ہے اور ہم کو کہتا ہے فقہ سے نہیں مانیں گے، گویا سیرۃ النبی کا درجہ تمام کتب فقہ سے اس کے نزدیک اونچا ہے۔

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ النساء، پ: ۴، آیت: ۱۴

﴿۲﴾ قرآن مجید، سورۃ النساء، پ: ۵، آیت: ۵۶

﴿۳﴾ قرآن مجید، سورۃ النساء، پ: ۵، آیت: ۴۷

ظاہر ہو گیا کہ فقہ کا منکر ہے۔ اس انکار کی وجہ سے بھی اس پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ اگر یہ شخص توبہ، تجدید ایمان اور بیوی والا ہے تو تجدید نکاح نہ کر لے تو اس سے میل جول بند کر دیا جائے۔  
بشیر احمد نے صحیح کہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کفر ہے کہ اس امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیاء کے برابر ہیں

مسئلہ: محبوب علی شمشتی خاں، محلہ ٹیل نگر، قصبہ اترولہ، ضلع گونڈہ (یو. پی.) - ۱۵/ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

زید نے یہ کہا کہ اس امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کے برابر ہیں (علیہم الصلاۃ والسلام)۔  
زید کا یہ قول کس درجہ درست ہے؟ بینوا بالدلیل تو جروا عند الجلیل۔

الجواب

یہ کہنا کہ اس امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کے برابر ہیں، کلمہ کفر ہے۔ قائل پر توبہ، تجدید ایمان اور اگر بیوی والا ہے اور اسی بیوی کو رکھنا چاہتا ہو اور بیوی بھی راضی ہو تو تجدید نکاح بھی فرض ہے۔ اس لیے کہ اس پر قطعی یقینی اجماع ہے کہ انبیاء اولیا سے افضل ہیں۔ کوئی ولی کسی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:  
”ان الولی لا یبلغ درجۃ النبی.“  
ولی کسی نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

اسی میں ہے:

”اجمع العلماء علی ان الانبیاء افضل  
من الاولیاء.“  
علما کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام اولیا سے افضل ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

زید کہتا ہے کہ یہ کہنا کفر ہے کہ علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں

گے۔ علما کو انبیاء کی طرح کہنا کفر ہے یا نہیں؟

مسئلہ: توفیق احمد، امانت رسول، مدرسہ رضویہ مدینۃ الاسلام، ہدایت نگر، بھورے خان، پبلی، بھیت - ۲۶/ رجب ۱۴۱۲ھ

مسئلہ: ایک مفتی صاحب نے فضائل علما کرام میں دورانِ تقریر حدیث پاک پڑھی: ”علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل.“ اور ترجمہ فرمایا: آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔ یعنی نبوت کا دروازہ تو بند ہو گیا، اب نبی تو کوئی آئے گا نہیں، اب نبیوں کا کام علما کرام کریں گے، اچھائیوں کا حکم دیں گے، برائیوں سے بچائیں گے، جو ان کے نائبین و جانشین



ہوں گے۔ اس پر زید نے کہا، مفتی صاحب کو توبہ کرنی چاہیے، نبیوں کی طرح غیر نبی کو کہنا کفر ہے۔ اس حدیث کا ترجمہ غلط کیا اور مفتی صاحب سے کوئی بات نہ کرے۔ لوگوں میں مفتی صاحب کے خلاف بولنے لگا اور مفتی صاحب کی برائی کرنے لگا کہ وہ حدیث کا غلط ترجمہ کرتے ہیں، ان پر توبہ فرض ہے۔ عمرو نے زید کے اعتراض کرنے پر زید سے کہا کہ حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ نے بھی مارہرہ شریف کے عرس میں دوران تقریر یہی حدیث پڑھی تھی اور ترجمہ یہی کیا تھا۔ اس پر زید نے کہا کہ میں مفتی صاحب کی بات نہیں مانتا، لہذا حکم شرع سے آگاہ فرمایا جائے۔ بینواتو جروا۔

### الجواب

حدیث مذکور کا ترجمہ مفتی صاحب نے صحیح کیا، طرح کے معنی مانند کے ہوتے ہیں جو صرف ایک مشابہت چاہتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہاں مثل کہنا منع ہے کیوں کہ اس میں ایہام مساوات ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو ایک صاحب نے لکھا۔۔۔ ”آپ ہم لوگوں میں مثل نبی و رسول کے ہیں۔ اس پر یہ تنبیہ فرمائی، مولانا یہ لفظ بہت ہی سخت ہے۔ لا الہ الا اللہ یہ حقیر فقیر ذلیل، سیاہ کار، نابکار کیا چیز ہے۔۔۔ ہاں اکابر کے لیے یہ لفظ حدیث میں ہے کہ: ”الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ۔“ شیخ اپنی قوم میں مانند نبی کے ہیں اپنی امت میں۔ مگر مثل و مانند میں بہت فرق ہے، مثل معاذ اللہ مساوات کا ایہام کرتا ہے اور مانند صرف ایک مشابہت چاہتا ہے۔ علما فرماتے ہیں اسی لیے سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایمانی کا ایمان جبریل فرمایا نہ مثل ایمان جبریل۔“ (۱)

مجھ بے علم ذلیل و کمین کی کوئی بات نہ مانے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا، لیکن اگر زید نے واقعی یہ کہا ہے کہ ”مفتی صاحب کو توبہ کرنی چاہیے، نبیوں کی طرح غیر نبی کو کہنا کفر ہے۔“ تو زید پر توبہ فرض ہے۔ اس نے ایک کلمہ حق کو کلمہ کفر کہا جو مستلزم کفر ہے۔ اس پر توبہ کے ساتھ ساتھ تجدید ایمان و نکاح بھی لازم ہے۔ نیز بے علم کو فتویٰ دینا حرام۔ حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے ارشاد ہے: ”من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السموات والارض۔“ (۲)

اور فرمایا: ”اجراکم علی الفتیا اجراکم علی النار۔“ (۳)

لیکن اگر زید نے مفتی صاحب کو صرف ٹوکا، نہ ان سے مذکورہ کلمہ کہا نہ مفتی صاحب سے توبہ کا مطالبہ کیا تو جس نے زید پر یہ غلط الزام لگایا وہ سخت مجرم ہوا اور خود اس پر توبہ کے ساتھ ساتھ تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔

۱۔ فتاویٰ رضویہ، ج: پنجم، ص: ۷۹۵

۲۔ جامع صغیر، ج: ۲، ص: ۲۷۲

۳۔ کنز العمال للمتقی، ج: ۱۰، ص: ۱۸۴، جامع صغیر للسيوطی، ج: ۱، ص: ۱۸

یہ کہنا کفر ہے کہ بلی کی پیدائش شیر سے بہ واسطہ حضرت نوح علیہ السلام ہے۔ کیا چوہے کی پیدائش خنزیر سے بہ واسطہ شیطان ہے؟

مسئولہ: نور محمد نوری، کیما رہ، پوسٹ ماگھ پور، ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

**مسئلہ** ملائکہ و جنات کے علاوہ جملہ حیوانات چرند پرند، وحشرات الارض کی تخلیق تخلیق انسان سے قبل کی ہے یا بعد کی۔ اگر قبل کی ہے تو آیا کل کی ہے یا بعض کی؟ اگر کل کی ہے فبہا اور اگر بعض کی تو بقیہ ماندہ کی تخلیق طوفان نوح سے پہلے ہوئی یا بعد میں؟ اگر پہلے ہوئی تو کیا حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے تمام حیوانات مثلاً گائے، بھینس، بکری، طوطا، بچھو، پٹو، سانپ، کھٹل وغیرہم کے جوڑوں کو کشتی پر سوار کیا یا بعض جوڑوں کو۔ اگر کل کو فبہا، اور اگر بعض کو سوار کیا تو باقی ماندہ طوفان سے کس طرح محفوظ رہے، اور جنہیں سوار کیا وہ تعداد میں کتنے جوڑے تھے اور اگر بعض کی تخلیق طوفان نوح کے بعد ہوئی تو کتنے دنوں بعد؟ نیز زید کا یہ قول کہاں تک درست ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام پر چوہے کی پیدائش سور سے بہ واسطہ شیطان ہے، اور بلی کی پیدائش شیر سے بہ واسطہ حضرت نوح علیہ السلام ہے؟

### الجواب

حیوانات کی تخلیق کب ہوئی، یہ مجھے نہیں معلوم اور نہ کوئی ایسی بات ہے کہ جس کا جاننا فرض یا واجب ہو جس میں سرکھپایا جائے۔ قرآن مجید میں اتنا مذکور ہے:

”قُلْنَا اَحْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ“ ہم نے نوح سے فرمایا، کشتی میں ہر جنس سے ایک اثنین۔“ (۱)

”من کل زوجین“ کا استغراق یہ چاہتا ہے کہ اس وقت جتنے جان دار تھے سب کے ایک نر و مادہ کو سوار کرائیں۔ آج کل جتنے حیوانات پائے جاتے ہیں، سب اس وقت تھے یا نہیں، یہ نہیں معلوم۔ زید نے جو کہا وہ کسی کی من گڑھت ہے اور دوسرا جملہ کلمہ کفر جو اس نے بلی کے بارے میں کہا۔ انسان کا حیوانات سے جفتی کرنا حرام اور بے حیائی ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی اور رسول ہیں۔ ان کی طرف ایسی بے حیائی اور حرام کاری کی نسبت کفر ہے۔ زید کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی کو رکھنا چاہے تو اس سے نئے مہر کے ساتھ نیا نکاح کرے۔ اگر یہ سب کر لے فبہا ورنہ مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں۔ مر جائے تو اس کے کفن دفن جنازے میں شریک نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کفر ہے کہ انبیاء سے سابقین نے توحید کی مکمل دلیل نہیں دی

مسئولہ: محمد منیر برکاتی، ہلال منزل، کاغذی بازار، کراچی، پاکستان - ۱۰/۱۰/۱۴۱۷ھ

**مسئلہ** زید اپنی تقریر میں کہتا ہے کہ جتنے نبی آتے رہے وہ اللہ کی توحید کی خبر دیتے رہے، اور اس دعوے کے گواہ آتے رہے۔ مگر جتنے گواہ آئے وہ سب گواہ جو تھے ان کی گواہی نہیں تھی، بلکہ خبر تھی۔ وہ کہہ رہے تھے کہ وہ وحدہ لا شریک ہے۔ اس لیے دعوے کی دلیل مکمل نہیں ہوئی۔ کم از کم ایک ہستی تو ایسی ہونی چاہیے تھی جو یہ کہتا کہ میں خبر نہیں دے رہا ہوں۔ اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ وہ وحدہ لا شریک ہے، ورنہ وہ گواہی نہیں بن سکتی تھی۔ وہ تو خبر ہی خبر چل رہی تھی۔ خبر ہوتی ہے کسی واقعے کو بیان کرنا، گواہی ہوتی ہے کہ کوئی کہے میں نے اپنی آنکھوں سے موجود ہو کر دیکھا، گواہی کے لیے شرط ہے کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر گواہی دے۔ آج تک تو خبر آتی رہی کوئی تو ہو جو گواہی دے۔۔۔ زید کے اس قول پر جب ہم نے زید کو کہا کہ تمہارے اس قول سے انبیاء کی گواہی کی نفی لازم آتی ہے۔ جب کہ انبیاء کی گواہی قرآنی آیات سے ثابت ہے تو زید نے جواب میں یہ کہا کہ میں انبیاء کی گواہی حضور علیہ السلام کی معراج والی گواہی پر مانتا ہوں۔ تو زید کی یہ تاویل قابل قبول ہے یا نہیں؟

ایک اور جگہ پر زید حدیث پاک بیان کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں، تمام انبیاء کی امت کو نصف جنت ملے گی، اور میری امت کو نصف جنت ملے گی۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو کافر و مشرک کہنے پر تلے رہتے ہیں، تو جنت کون بھرے گا۔ جب سارے ہی غیر مسلم ہو گئے تو جنت کون بھرے گا؟ اس کے علاوہ بھی بہت سے مقام پر غلط قسم کی باتیں اور آیات و احادیث کے غلط ترجمے کیے ہیں۔ مثال کے طور پر: ”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“ کا ترجمہ یہ کرتا ہے کہ اور تجھے وہ سب کچھ سکھا دیا جو تو نہیں سیکھ سکتا تھا، اور حدیث بیان کی: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اس کا ترجمہ کرتا ہے کہ ”تم میں مشرک نہیں ہوگا۔“ لہذا صورت مسئلہ میں کیا زید کو توبہ کرنا لازم ہے، اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا ضروری ہے، اور یہ توبہ علانیہ کرنا لازم ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص سے وعظ کرانا یا تقریر کرانا جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

سوال میں زید کی تقریر کا جو مضمون بیان کیا گیا ہے وہ حد درجہ خطرناک ہے اور یقیناً زید پر توبہ اور تجدید ایمان، بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ یہ صلح کلی ہے۔ اس سے تقریر کرنا حرام، اس کی تقریر سننا حرام، یہ بالکل اس حدیث کا مصداق ہے کہ فرمایا:

اخیر زمانے میں بہت بڑے فریب کار، بہت بڑے جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے، تمہیں ایسی بات سنائیں گے جن کو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے، اپنے آپ کو ان سے دور رکھو، اور ان کو اپنے آپ سے دور رکھو، کہیں تم کو گمراہ نہ کر دیں، کہیں تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔

”يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دُجَالُونَ كَذَابُونَ يَاتُونَكُمْ مِنَ الْإِحَادِيثِ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَيَاكُمْ وَيَا هُمْ لَا يَصْلُونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ.“ (۱)

اس نے اپنی تقریر میں یہ بکا ”جتنے نبی آتے رہے وہ اللہ کی توحید کی خبر دیتے رہے۔ (الحی ان قال) اس لیے دعوے کی دلیل مکمل نہیں ہوئی۔“ اس کی اس بکواس کا مطلب یہ ہوا کہ انبیاء سابقین کی تبلیغ نامکمل رہی۔ وہ اللہ کی توحید کی مکمل دلیل نہیں دے سکے، اس سے عاجز رہے، یہ کفر صریح ہے۔ انبیاء سابقین کے بارے میں یہ کہنا کہ انھوں نے توحید کی دلیل مکمل نہیں دی، یا ایسا قول کرنا جس سے لازم آئے کہ ان کی تبلیغ ناقص تھی، کفر ہے۔ اس جاہل نے انبیاء کرام کو اپنے اوپر قیاس کیا ہے۔ انبیاء کرام کا ارشاد بلکہ کسی ایک نبی کا ایک ارشاد تمام دنیا کی چشم دید گواہی پر بھاری ہے۔ انبیاء کی طرف جو وحی آتی ہے اس کی حقانیت اور صداقت اتنی عظیم ہے کہ تمام دنیا کی متفقہ بات بھی اس حد تک نہیں پہنچ سکتی۔ پھر اس جاہل نے درپردہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی ہاتھ صاف کر دیا، اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اللہ عزوجل کو چشم سر سے دیکھا۔ اب معراج سے پہلے جو کچھ حضور نے تبلیغ فرمائی ان سب میں اس جاہل کی جہالت جاری کہ معراج سے پہلے جو کچھ فرمایا تھا وہ اللہ عزوجل کو بغیر دیکھے ہوئے فرمایا تھا۔ اس جاہل کو یہ آیت کریمہ نظر نہیں آئی: ”وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا.“ (۲) اور فرمایا:

”لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ.“ (۳) تاکہ رسول تمہارے گواہ ہوں اور تم لوگوں پر گواہی دو۔

اس کی تفصیل حدیث میں ہے کہ آخرت میں جب تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور اگلے کفار سے فرمایا جائے گا، کیا تمہارے پاس میری طرف سے احکام پہنچانے اور ڈرانے والے نہیں آئے؟ تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کوئی نہیں آیا۔ اس پر انبیاء کرام سے دریافت کیا جائے گا، وہ عرض کریں گے یہ جھوٹے ہیں، ہم نے انھیں تبلیغ کی۔ کفار پر حجت قائم کرنے کے لیے، انبیاء کرام سے ثبوت طلب کیا جائے گا۔ وہ عرض کریں گے امت محمدیہ

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۲۸، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مجلس برکات، اشرافیہ

۲۔ قرآن مجید، سورة البقرة، آیت: ۱۴۳، پ: ۲

۳۔ قرآن مجید، سورة الحج، آیت: ۷۸، پ: ۱۷



ہماری شاہد ہے۔ یہ امت پیغمبروں کے حق میں شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی۔ اس پر اگلی امت کے کفار کہیں گے، انھیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد میں ہوئے۔ اس امت سے پوچھا جائے گا، تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟ یہ امت عرض کرے گی۔ یارب تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھیجا، قرآن نازل فرمایا، جس کے ذریعے ہم قطعی اور یقینی طور پر جانتے ہیں کہ انبیاء کرام نے کما حقہ تبلیغ کے فریضے انجام دیئے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی امت کی نسبت پوچھا جائے گا۔ حضور اپنی امت کی تصدیق فرمائیں گے۔

اس آیت میں بغیر آنکھ سے دیکھی اور کان سے سنی ہوئی بات پر امت گواہی دے گی۔ جب کہ اس نے یہ بات قرآن اور احادیث میں پڑھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر گواہی کے لیے دیکھنا سنا ضروری نہیں۔

بذریعہ وحی یا کسی نبی کے ارشاد سے جو بات معلوم ہو اس پر گواہی دینا صحیح ہے۔ پھر انبیاء کرام کے ارشادات کی صداقت کے لیے گواہ ہونا ضروری نہیں یا انبیاء کرام کا گواہی دینا ضروری نہیں۔ صرف ان کا ارشاد ہزاروں گواہوں کی گواہی پر بھاری ہے۔ حدیث میں ہے کہ ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا، اعرابی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیچھے چلنے کو کہا تا کہ اسے اس کے گھوڑے کی رقم ادا فرمادیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیز چلے اور اعرابی آہستہ آہستہ چلا۔ کچھ لوگ اعرابی کے پاس آئے اور اس کے گھوڑے کی قیمت لگانے لگے، اور انھیں یہ معلوم نہیں تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس گھوڑے کو خریدا ہے۔ اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا اور کہا، اگر آپ اس گھوڑے کو خرید رہے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں اس کو بیچ دوں گا۔ اب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اعرابی کی آواز سنی تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا میں نے تجھ سے اس گھوڑے کو خرید نہیں لیا ہے، تو اعرابی نے کہا نہیں۔ بہ خدا میں نے اس کو آپ کے ہاتھ نہیں بیچا ہے۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں نے اس کو تجھ سے خریدا ہے۔ اعرابی نے کہا گواہ لاؤ، تو خزیمہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تو نے اس کو حضور کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کس بنا پر تم گواہی دیتے ہو؟ تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو سچا جان کر، تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خزیمہ کی ایک گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر کر دیا۔“ (۱)

واضح ہو کہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خریداری کے وقت موجود نہیں تھے۔ مگر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خریدا ہے تو اس پر انھوں نے گواہی دیدی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک نبی کا ارشاد چشم دید سے بڑھ کر ہے۔ زید نے جو تاویل کی ہے وہ تاویل نہیں بلکہ مہمل جملہ ہے۔ جس کا واقعہ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ زید نے بکا کہ ہم ایک دوسرے کو کافر و مرتد کہنے پر تلے رہتے ہیں۔ الخ۔ یہ خالص صلح کلیت ہے، اور ان باطل فرقوں کی تکفیر پر طعن ہے، جنھوں نے صریح کفریات کہے۔ جن کے بارے میں علما نے فرمایا:

”من شک فی کفره وعزابه فقد کفر۔“ (۱) اس کی بنا پر زید ضرور کافر ہو گیا۔  
بجہ تبارک و تعالیٰ قیامت تک کلمہ گو افراد میں مذہب اہل سنت و جماعت کے ماننے والے باقی رہیں گے۔ جو ناجی ہوں گے، یہ جنت بھریں گے۔ آیت کریمہ کا جو اس نے ترجمہ کیا ہے یعنی ”تو نہیں سیکھ سکتا تھا“ یہ تحریف معنوی ہے ”تَعْلَمَ“ کے معنی سیکھنے کے نہیں، جاننے کے ہیں۔ اسی طرح ”قلیل“ کا ترجمہ ”نہیں ہوگا۔“ کرنا تحریف معنوی ہے۔ زید پر فرض ہے کہ ان سب باتوں سے علانیہ توبہ کرے۔ کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ توبہ اور تجدید ایمان کے بعد اس سے تقریر ہرگز نہ کرائیں۔ یہ جاہل بھی ہے اور خدا نارس بھی۔ اس کا خوف بہر حال رہے گا کہ الٹی سیدھی باتیں بکے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کو بڑے بھائی کی طرح سمجھنا کفر ہے

مسئولہ: نظیر احمد خان، ۳۰ سی بنیا پوکھر روڈ، کلکتہ، بنگال۔ ۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

**مسئلہ** محمد بشیر کا باپ محمد بشارت سلام و قیام کا مخالف رہا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر سمجھتا رہا۔ اسماعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم کی تمام عبارت کو حرف بہ حرف صحیح سمجھتا رہا، مولانا عبد الخیر امیر جماعت اہل حدیث کا پیرو رہا۔ اس کے مشن کو آگے بڑھاتا رہا، اور جماعت کی تبلیغ کرتا رہا۔ لوگوں کو بزرگوں کے مزار پر جانے اور قل و فاتحہ چادر و گاگر کی مخالفت کرتا رہا۔ کیا ہم اسے مسلمان سمجھ سکتے ہیں؟

## الجواب

یہ شخص مسلمان ہرگز نہیں وہابی گستاخ رسول ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر سمجھنا کفر ہے۔ صراط مستقیم میں ایک جگہ پر لکھا ہے کہ نماز کے اندر اپنے نیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آنا ہے، یہ بھی کفر ہے۔ اس کے علاوہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں سیکڑوں کفریات بھرے ہیں۔ اس لیے یہ شخص بھی دیگر وہابیوں کی طرح کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## حضور کو ہٹلر یا ڈکٹیٹر کہنا۔

مسئولہ: سراج احمد ٹیلر باریدلی، پوسٹ سہ شراز، ضلع روہتاس۔ ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس جملہ کے متعلق ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مالک نصاب ہو کر قربانی نہ کرے۔ اس سے کہہ دو کہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔“  
کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہٹلر یا ڈکٹیٹر سمجھ لیا گیا ہے؟ جو اس طرح کے رعونت پسند جملہ سے نوازا

جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت پاک میں ایسے ذہن کا ثبوت کہیں نہیں مل پاتا، اور پھر کلام پاک فرماتا ہے کہ دین میں جبر و بردستی نہیں۔ پھر حضور نے کب اور کس طرح اس طرح کا جملہ استعمال کیا ہوگا۔ برائے کرم وضاحت فرمائی جائے تاکہ میرے دین و ایمان کو سکون نصیب ہو۔

### الجواب

آپ نے مندرجہ بالا سوال میں جو گستاخانہ جملے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے استعمال کیے ہیں۔ سب سے پہلے اس سے توبہ کریں۔ الحاح و زاری کے ساتھ اللہ عز و جل اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معافی مانگیں۔ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں، اور بیوی کو رکھنا چاہیں تو اس سے دوبارہ نکاح کریں۔ مسلمان کہلاتے ہوئے اتنی بڑی جرأت اور ایسی گستاخی؟ سنیہ اللہ عز و جل کے ہم پر ان گنت احسانات ہیں۔ ہر شریف انسان اس کو مانتا ہے کہ محسن کے احسان پر شکر ادا کرنا واجب، اور انسان اپنی غفلت کی وجہ سے ناشکرا۔ اس لیے اللہ عز و جل نے اپنے بندوں پر کچھ فرض عائد کیے ہیں، کچھ واجبات ہیں جن میں سے کچھ اللہ عز و جل نے قرآن مجید میں براہ راست بیان فرمائے ہیں، کچھ اپنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے نافذ کیے ہیں۔ رسول حقیقت میں زمین پر اللہ کا نائب ہوتا ہے۔ اس کا حکم حقیقت میں اللہ کا حکم ہوتا ہے، اسی میں قربانی بھی ہے کہ جسے وسعت ہو اس پر واجب ہے، اور جو اس حکم سے نافرمانی کرے وہ سزا کا مستحق ہے۔ اور سزا کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی سرکش سے کہہ دیا جائے کہ ہمارے قریب مت آنا۔ اللہ عز و جل ہمارا خالق ہے، ہمارا مالک ہے، ہمارا رزاق ہے۔ اسے مکمل اختیار حاصل ہے کہ ہمیں جو چاہے حکم دے، اور نافرمانی کی جو چاہے سزا مقرر کرے۔ انسانی سوسائٹی میں وہ شخص انتہائی کمینہ مانا جاتا ہے، جو محسن کے حکم کو نہ مانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کفر ہے کہ پیغمبر نے جوتا کھایا، حضور کو بکری کا چرواہا کہنا منع ہے

مسئولہ: عبدالمصطفیٰ رضوی، مدرسہ عزیز، مظہر العلوم، نچلول بازار، ضلع مہراج گنج، ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۴۱۸ھ



کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

زید کا کسی معتبر عالم دین کے یہ کہنے پر کہ ”مجھ کو کسی اختلافی جگہ پر نہ لے جائیے۔“ یہ کہنا کہ پیغمبر نے جوتا کھایا، پیغمبر نے لاٹھی کھائی (اسی دین کی خاطر) تو کیا یہ انداز خطاب صحیح ہے یا نہیں؟ دونوں صورتوں میں صحیح اور تسلی بخش جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

### الجواب

العیاذ باللہ تعالیٰ! جس دریدہ ذہن گستاخ نے یہ بکا کہ پیغمبر نے جوتا کھایا، لاٹھی کھائی اس پر فرض ہے کہ فوراً

بلاتا خیر اس گستاخی سے توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو اور بیوی والا ہو اور بیوی کو رکھنا چاہتا ہو تو تجدید نکاح کرے۔ اولاً یہ بالکل غلط ہے، جھوٹ ہے کذبِ بحت ہے۔ ظالموں نے پتھر برسائے، گالیاں دیں لیکن کبھی وہ نہیں ہوا جو اس دریدہ دہن نے بکا، اور اگر بالفرض ہوا بھی ہو جیسے اس نے کہا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخفیفِ شان ہے۔ بلکہ توہین ہے۔ علما نے یہاں تک فرمایا کہ بکری کا چرواہا کہنا منع ہے۔ حالاں کہ یہ صحیح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری چرائی مگر چرواہا عرف میں حقیر مانا جاتا ہے۔ اس لیے کہنا منع ہوا۔ یہ کہنا کہ فلاں نے جوتا کھایا، تحقیر کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ جس نے واقعی کہیں جوتا کھایا ہو۔ اس کو اگر کہیں بیان کر دیں گے تو وہ خود جوتا لے کر مارنے کے لیے دوڑے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**نور محمدی کو یہ کہنا کہ جب تک لباسِ بشری ظاہر نہیں ہوا تھا رب العالمین تھا**

مسئولہ: ضمیر حسن خاں، قدوائی نگر، ہلدوانی، نینی تال۔ ۸/ صفر ۱۴۲۰ھ

**مسئلہ** کوئی عالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو اس طرح بیان کرے کہ جب تک یہ نور لباسِ بشریت میں ظاہر نہیں ہوا تھا تو رب العالمین تھا، اور لباسِ بشریت میں یہ نور ظاہر ہوا تو رحمۃ للعالمین ہو گیا۔ کیا اس طرح کا بیان صحیح ہے؟

**الجواب**

یہ کہنا کہ جب تک نور لباسِ بشریت میں ظاہر نہیں ہوا تھا، رب العالمین تھا کفر ہے، اور کہنے والا کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ نماز میں کتے کا خیال آجائے تو نماز ہو جائے گی۔ مگر حضور کا خیال آنے سے نماز نہ ہوگی۔ کیا انگوٹھا چومنا عیسائیوں کا طریقہ ہے؟

مسئولہ: محمد طالب لطیفی، ساکن محی الدین پور، پوسٹ نور پور سرائے، سنبھل، مراد آباد۔ ۱۸/ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ نماز میں کتے کا خیال آجائے تو نماز ہو جائے گی، اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آجائے تو نماز نہیں ہوگی، اور یہ بھی کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر انگوٹھا چومنا عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ بدعت اور ناجائز ہے، وہ کہتا ہے کہ حضور کو علم غیب نہیں تھا۔ زید امامت کرتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، مہربانی ہوگی۔ بیٹو! تو جروا۔



## الجواب

زید جس نے یہ بکا نماز میں کتے کا خیال آجائے تو نماز ہو جائے گی، اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آجائے تو نماز نہ ہوگی۔ الخ۔ اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شدید توہین کی اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ادنیٰ سی گستاخی کرے وہ کافر و مرتد ہے، مسلمان نہیں۔ نیز اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کیا اس کی وجہ سے بھی کافر و مرتد ہو گیا۔ نہ اس کی نماز، نماز ہے، نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز صحیح۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر بلکہ اس سے بدتر ہے۔ اور اس نے جو یہ بکا کہ نام اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر انگوٹھا چومنا عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ زید کو پکڑیں اور اس سے پوچھیں کہ کہاں سے ثابت ہے کہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ یہ انتہائی بدترین خبیث وہابی ہے۔ اس لیے عام دیوبندیوں کی طرح سے یہ بھی جھوٹ بول رہا ہے۔ دیوبندی مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ اور فریب پر ہے نام نامی سن کر انگوٹھے چومنا یہ خالص اسلامی طریقہ ہے اور خاص اہل سنت و جماعت کا شعار ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت کا رسالہ مبارکہ ”منیر العین“ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کیسا ہے کہ ابھی نبوت مکمل نہیں؟

مسئولہ: عبدالغفور، چھپرہ (بہار) - ۲۶ / ذوقعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ: زید کہتا ہے کہ ابھی نبوت مکمل نہیں ہوئی۔ حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آئیں گے۔ یہ کہنا کیسا ہے؟

## الجواب

یہ کہنا کہ ابھی نبوت مکمل نہیں ہوئی، کلمہ کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کیسا ہے کہ جس نے نبی کو نہ دیکھا ہو ہمیں دیکھ لے

مسئولہ: ڈاکٹر کلیم احمد خاں، ۲۵۰، خلیل غربی، شاہ جہان پور (یو. پی.) - ۲۶ / محرم ۱۴۱۹ھ

مسئلہ: ایک نوجوان عالم صاحب جن کی سند دیکھ کر عالم ہونے کی تصدیق نہیں ہو سکی ہے۔ جمعہ کے روز خطبہ ہونے سے پہلے وعظ فرما رہے تھے۔ جس کے دوران جوش خطابت میں فرمانے لگے کہ ”جس نے رسول کو نہ دیکھا ہو وہ ہمیں دیکھے۔ کیوں کہ علماء و ارث انبیاء ہوتے ہیں۔“ اس بیان کو سن کر میرے ذہن میں مندرجہ ذیل سوال ابھرتے ہیں۔ جن کی وضاحت قرآن اور حدیث کی روشنی میں درکار ہے۔

- ① علما کا انبیاء کے وارث ہونے سے کیا مراد ہے، اور اس میں علما کس حد تک اپنے آپ کو انبیاء سے منسلک کر سکتے ہیں، یا مشابہہ کر سکتے ہیں؟
- ② کیا کوئی عالم انبیاء رسول کے مثل ہو سکتا ہے کہ وہ یہ کہنے لگے کہ جس نے رسول کو نہ دیکھا ہو وہ ہمیں دیکھے؟
- ③ کیا ایسا عقیدہ رکھنے والے عالم کو امام بنایا جاسکتا ہے، اور اس کے پیچھے نماز درست ہوگی؟
- ④ اگر ایسے عالم کے پیچھے نماز درست نہیں ہے تو اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا کیا ہوگا؟ کیا اس کو دہرانا ہوگا، اور جمعہ کے بجائے ظہر کی قضا پڑھنی پڑے گی؟
- ⑤ کیا ایسے عالم کو کسی دینی مدرسہ میں بچوں کو تعلیم دینے کے لیے رکھا جاسکتا ہے؟
- ⑥ اگر وہ عالم اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہے، اور اس اصلاح کے بعد اس کو امام بنانا درست ہوگا کہ نہیں؟

### الجواب

یہ امام عالم نہیں، عالم ہوتا تو ایسی غلط بات نہیں کہتا۔ لوگ ہر امام کو عالم سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ عوام کی غلطی ہے۔ کسی مدرسہ کی سند ہونے سے بھی کوئی عالم نہیں ہوتا۔ آج کل چھوٹے چھوٹے مدرسوں کو جانے دیجئے۔ بڑے بڑے مرکزی مدرسوں میں جاہلوں کو سند دے دی جاتی ہے۔ صرف یہ دکھانے کے لیے کہ ہمارے یہاں سے اتنے علما فارغ ہوئے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی صاحب پورے درس نظامی کو سمجھ کر پڑھے ہوں، اور یاد بھی رکھا ہو پھر بھی وہ عالم نہیں۔ درس نظامی کی تحصیل عالم ہونے کا پہلا زینہ ہے۔ عالم ہونے کے لیے درس نظامی کے بعد بہت کچھ پڑھنا اور یاد رکھنا پڑتا ہے۔ بہر حال اس امام کا یہ کہنا اس کی تعلیٰ اور خود ستائی ہے۔ یقیناً اسے اپنے اس جملہ سے رجوع کرنا چاہیے، توبہ کرنا چاہیے، وہ بھی علانیہ۔ اگر وہ علانیہ توبہ نہ کرے تو اسے امامت سے معزول کر دیں، اور جس وقت سے اس نے یہ جملہ کہا ہے اس وقت سے اب تک اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کو دہرایا جائے۔ آج کل کے لوگ حضور جیسے کیا ہوں گے۔ حضور جیسا نہ کوئی نبی ہوا ہے نہ رسول، حضور کا مثل محال بالذات ہے، کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر امام نے مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ ایک حدیث عوام و خواص کی زبان پر جاری ہے۔ جس کی سند مجھے اب تک نہیں ملی ہو سکتا ہے کہ صحیح ہو کہ فرمایا:

”من زار عالمًا فکانما زارنی۔“ جس نے کسی عالم کی زیارت کی گویا اس نے

میری زیارت کی۔

اگر یہ ارشاد صحیح ہے تو یہ سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ مگر اس کی روشنی میں کسی عالم کو یہ کہنا درست نہیں کہ جس نے رسول کو نہ دیکھا وہ ہمیں دیکھے الخ۔ حدیث میں بھی ”کانما“ یعنی ”گویا“ ہے اور یہاں قطعی حکم ہے جس

سے مشیت کا شبہ ہوتا ہے۔ امام اگر عالم ہوتا تو اس نکتہ کو سمجھتا وہ سرکار کا کرم ہے۔ ہمیں جائز نہیں کہ اتنے بڑے بول بولیں۔ علمائے کرام بلاشبہ انبیاء کے وارث ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے: ”علماء میں دین کے تحفظ و بقا اور تبلیغ میں انبیاء کے کرام کے وارث ہیں۔“ اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ان جیسا ہو۔ ہر بیٹا باپ کا وارث ہے، ہر بیٹی اپنے باپ کی وارث ہے۔ کسی وارث کا مورث کے مثل ہونا کیا ضروری ہے؟ ہو سکتا ہے باپ خوب صورت حسین ہو اور بیٹا بد صورت گینڈا، ہو سکتا ہے باپ عالم، فاضل، متقی، پرہیزگار ہو اور بیٹا کافریا فاسق، بدکار۔ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام پیغمبر تھے ان کا بیٹا کنعان کافر، ابو جہل کافر تھا۔ اس کے بیٹے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ عز وجل کے ارشاد کو انبیاء کے کرام سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا، انبیاء کے کرام نے کلام الہی کا جو مطلب سمجھا اسے غلط اور اپنے دل سے سمجھے ہوئے معنی کو صحیح قرار دینا کفر ہے

مسئلہ: محمد ابراہیم رضا نوری، مقام و پوسٹ خیریا، ضلع شہڈول (ایم. بی. پی.)۔ ۲۸/شوال ۱۴۱۲ھ

① ایک ایسے شخص کا انتقال ہوا جس کے اقوال و افعال پورے دیوبندی وہابی جیسے تھے۔ ان اقوال میں سے صرف دو قول نقل کیے جاتے ہیں۔ (۱) اس کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سب سے پیاری چیز کی قربانی طلب فرمائی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند کی قربانی پیش کی۔ حالاں کہ ان کو اپنی جان کی قربانی دینی چاہیے تھی۔ اس لیے کہ ہر انسان کو سب سے زیادہ اپنی جان عزیز ہوتی ہے۔ گویا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے سچی محبت نہ تھی۔ (۲) قول یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ جنگ سے پیچھے رہ گئی تھیں، اور ان پر بہتان لگایا گیا تھا تو اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب تھا تو ان سے سلام و کلام کیوں بند فرمایا تھا؟ اس سے ثابت ہوا کہ رسول خدا کو علم غیب نہیں تھا ایسے آدمی کا انتقال ہو چکا ہے۔ اب اس کے بارے میں اس کا داماد کہتا ہے کہ نہیں وہ سنی تھا۔ بقیہ پورے برادری و گاؤں کا کہنا ہے کہ وہ وہابی تھا اور اس کے نماز جنازہ میں کچھ لوگوں نے شرکت بھی کیا۔ اور جنازہ کی نماز پڑھی تو اب سوال یہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کے لیے کیا حکم ہے، اور اس کے داماد کا قول معتبر ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

② زید سنی صحیح العقیدہ ہے اور اس کی شادی بکر کی لڑکی ہندہ سے ہوئی۔ جب کہ بکر پکا وہابی بد مذہب ہے، اور زید کا نکاح بکر وہابی کی لڑکی سے جب ہوا تو اس میں وکیل وہابی ہے اور قاضی سنی ہے۔ جس کے بارے میں ایک

عالم دین مفتی سے سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر وکیل وہابی ہے تو نکاح درست نہیں ہے۔ لیکن وہ لوگ یہ ماننے کو تیار نہیں ہیں اور نہ ہی دوسرا نکاح پڑھائیں گے۔ تو سوال یہ ہے کہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو ایسے لوگوں سے قطع تعلق کیا جائے یا نہیں؟

### الجواب

① اس شخص کے اقوال و افعال جب وہابیوں جیسے تھے تو یہ شخص ضرور وہابی تھا۔ جن لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ان سب پر تو بہ فرض ہے۔ اس جاہل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی اعتراض کیا اور انھیں فرمان خداوندی سمجھنے میں خاطر سمجھا۔ اللہ عز وجل کے ارشاد کو انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ان کے سمجھے ہوئے معنی کو غلط قرار دینا اور اپنے دل سے سمجھے ہوئے معنی کو صحیح قرار دینا کفر ہے۔ نیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا مطلقاً انکار کفر ہے، اور اہل المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ سے استدلال اس کی خباثت ہے۔ بخاری شریف وغیرہ میں یہ حدیث مفصل مذکور ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ سورہ برات کے نزول سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برسر منبر اعلان فرمادیا تھا:

”واللہ ما علمت فی اہلی الا خیرا۔“ واللہ میں اپنے اہل کے بارے میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتا۔

پھر یہ کہنا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اصل حال کا علم نہیں۔ بے ایمانی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② اگر بکری لڑکی سنیہ ہے تو زید سے اس کا نکاح صحیح ہو گیا، عوام نے نکاح پڑھاتے وقت وکیل کا جو خانہ مقرر کر رکھا ہے وہ لغو ہے اور اگر درست بھی ہو تو، وہابی کو وکیل بنانا درست ہے۔ جس نے یہ کہا کہ وہابی کو وکیل بنانا صحیح نہیں اس نے غلط کہا۔ ہاں بکری یہ لڑکی نکاح کے وقت وہابیہ رہی ہو جیسا کہ عام طور پر یہی ہے کہ جیسے ہندو کی اولاد ہندو ہوتی ہے۔ وہابی کی اولاد بھی وہابی ہوتی ہے۔ تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا تھا۔ کیوں کہ وہابی عورت سے دنیا میں کسی کا بھی نکاح صحیح نہیں، اگر اب بھی یہ لڑکی وہابیہ ہو تو تجدید نکاح لغو ہے۔ اب بھی نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ درمختار میں ہے: ”لا یصلح ان ینکح مرتد او مرتدة احدا من الناس مطلقاً۔“ (۱)

ہاں اگر بکری لڑکی اب سنیہ ہو گئی ہو یا بعد افہام و تفہیم سنیہ ہو جائے تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### شیطان کو نبی کہنا کفر ہے

مسئولہ: مظفر حسین، دارالعلوم ربانیہ، علی گنج، ضلع باندہ (یو. پی.) - ۲۰/محررم ۱۴۱۴ھ

③ مسئلہ ایک مقرر نے دوران تقریر کہا ”شیطان نبی تھا“ جب ان کو اس طرف متوجہ کیا گیا تو انھوں نے کہا

در مختار، ج: ۴، ص: ۳۷۶، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مکتبہ زکریا



ہاں نبی تھا۔ ایک بار نہیں کئی بار بنا۔ آپ اصل تحقیق کیجئے حق کیا ہے اور ان مقرر و حامیوں کے لیے کیا حکم ہے؟ جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔

### الجواب

یہ مقرر اور اس کے حامی اسلام سے خارج کافر و مرتد ہو گئے۔ ان کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، ان سب کی بیویاں ان سب کے نکاح سے نکل گئیں۔ ان سب پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر شیطان کو نبی کہنے سے توبہ کریں، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں، اپنی بیویوں کو رکھنا چاہیں تو ان سے دوبارہ نئے مہر کے ساتھ نکاح کریں۔ شیطان کبھی بھی نبی نہیں تھا۔ نبی کیا فرشتہ بھی نہیں تھا۔ قرآن مجید میں ہے:

”وَكَانَ مِنَ الْجِنَّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ“ (۱)

ابلیس جن میں سے تھا اس نے اپنے پروردگار کے حکم کی نافرمانی کی۔

نبی اور فرشتہ معصوم ہوتا ہے۔ ان سے اللہ عز و جل کے کسی حکم کی نافرمانی محال شرعی اور شیطان لعین سے تو کفر صریح سرزد ہوا۔ اس نے حکم ربانی کے مقابلے میں تکبر سرکشی اور عناد کیا، کیا کسی نبی سے یہ سب ممکن نہیں۔ غیر نبی کو نبی کہنا کفر اور کسی نبی سے نبوت کا سلب جائز جاننا کفر۔ اس طرح اگر کوئی کبھی کافر رہا ہو اس کے بارے میں یہ اعتقاد کہ بعد میں نبی ہو گیا ہو کفر۔ زید نے کفر کیا اور کسی ایمان دار کے ٹوکنے پر ضد اور عناد کے طور پر مزید کفر کیا اگر زید اور اس کے حامی توبہ تجدید ایمان نہ کریں اور بغیر تجدید نکاح بیویوں کو رکھ لیں۔ مسلمان ان سے مکمل بائیکاٹ کر لیں۔ بیمار پڑ جائیں تو عیادت کے لیے نہ جائیں۔ مرجائیں تو ان کے غسل و کفن و دفن اور جنازے میں شریک نہ ہوں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

”فاذ امرضوا فلا تعودوهم اذا ماتوا فلا تشهدوا“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**حضور کی توہین کفر ہے۔ یہ کہنا کیا تم محمد کے باپ ہو کفر ہے۔**

مسئلہ: ارشد، معرفت اسرار احمد، دو گھر، در بھنگہ (بہار) - ۱۲/ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور بکر میں باہم ایک معاملہ میں گفتگو ہوئی اور اس کی نوعیت یہ ہے کہ ”انجمن فلاح قوم“ کا زید ایک اہم رکن زید ہے۔ اس انجمن کی رقم سے خالد کو کچھ روپے دیئے گئے۔ بکر نے زید سے پوچھا کہ خالد کو رقم کیوں دی گئی جب کہ وہ انجمن کا رکن بھی نہیں ہے۔ زید نے جواب دیا کہ آپ کے اس بات کا جواب صدر یا سکریٹری انجمن دیں گے۔ لیکن بکر بہ ضد تھا کہ زید کو ہی جواب دینا ہے۔ بالآخر زید نے کہا کہ صدر انجمن نے کسی مصلحت سے خالد کو روپے دیا ہوگا، اور مصلحت کے پیش نظر بڑے بزرگوں نے بھی کبھی کبھی ایسا کیا ہے۔ خود نبی کریم نے بھی ایک مرتبہ مال غنیمت کا بٹوارہ کیا۔ جس میں مکہ والوں کو زیادہ

دیا۔ اس پر مدینہ والوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے مکہ والوں کو زیادہ دیا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہارے لیے کافی نہیں ہوں؟ تب جا کر مدینہ والوں کو اطمینان ہوا۔ اس بات پر بکرنے کہا کہ میں اس بات کو نہیں مانتا ہوں۔ اب زید نے غصہ میں آ کر بکر سے کہا کہ کیا تو محمد کا باپ ہے جو اس کو نہیں مانتا ہے۔ زید کی اس بات پر بکر نے کہا کہ آپ تو بہ کیچے اور کلمہ پڑھیے زید نے بھی اپنے دل میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہو سکتا ہے غلطی ہو گئی ہو تو بہ کر لیا اور کلمہ پڑھ لیا۔

اب کچھ لڑکوں کا کہنا ہے کہ زید پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح دونوں لازم ہے۔ آپ سے عرض ہے کہ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں کہ زید کے لیے کیا حکم ہے؟

### الجواب

پہلی بات یہ کہ مسائل نے نام نامی پر ۱ لکھا۔ یہ جائز نہیں، نام نامی کے ساتھ پورا درود شریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اور کوئی صیغہ لکھنا چاہیے۔ صرف ۲ لکھنا مہمل ہے۔ آئندہ اس سے احتراز کیا جائے۔ زید پر بلاشبہ تو بہ کے ساتھ تجدید ایمان اور اگر بیوی والا ہے اور اسی کو رکھنا چاہتا ہے تو تجدید نکاح بھی فرض ہے۔ بلاشبہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کی۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا باجماع امت کافر مرتد ہے کفر سے جیسے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس کی بیوی بھی اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔ جیسا کہ علامہ کتب فقہ میں تصریح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرآن مجید پر اعتراض کرنا کفر صریح ہے۔ انبیاء کرام گناہ سے پاک ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تدفین میں تاخیر کی وجہ۔ کیا اعلیٰ حضرت برص میں مبتلا تھے؟

مسئلہ: محمد صابر علی، حافظ کرامت علی، پہلوارہ، ضلع بہرائچ شریف (یو. پی.) - ۳/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۸ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید مندرجہ ذیل کو اس کرتا ہے، ایسے قائل اور اعتقاد رکھنے والے شخص کے بارے میں احکام شرع کیا ہیں؟ زید کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا و حضرت سلیمان و بلقیس کا قصہ قرآن پاک میں کیوں آیا؟ اور اعلیٰ حضرت کو کوڑھی ہو کر مرنے کو کہتا ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ زہر کھا کر مرے، بلکہ ان کو زہر دیا گیا، اور ان کی لاش تین دن کمرے میں بند تھی، خلافت کا جھگڑا چالو رہا۔ بعد میں دفن ہوئے رمضان میں وہ اپنے پیر کے پاس

گیا۔ دراصل حال یہ کہ وہ روزے سے تھا، اس کے پیر نے کہا اگر روزہ قبول کرانا ہے تو آؤ تھوڑا چاول کھا لو۔ علی الاعلان چاول کھانا شروع کر دیا۔ کہتا ہے میرا روزہ نہیں ٹوٹا میں اپنے پیر کے کہنے پر کھایا ہوں جو میرا پیر کہے گا وہی کروں گا۔ ہمارے پیر بھی دن میں حالت روزہ میں چاول کھاتے ہیں۔

### الجواب

زید کفریات بکنے کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس کی بیعت فسخ ہو گئی۔ اس پر فرض ہے کہ ان کفریات سے توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، تجدید نکاح بھی کرے۔ اس نے قرآن مجید پر اعتراض کیا یہ اس کا کفر صریح ہے، یوسف اور زلیخا، حضرت سلیمان اور بلقیس علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جو واقعات قرآن مجید میں مذکور ہیں ان میں بے شمار فائدے ہیں۔ عبرت و موعظت ہے۔ پھر اس پر اعتراض کرنا بد باطنی کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہ بھی بالکل جھوٹ اور افتراء ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زہر کھا کر مرے اور یہ جملہ توہین کا بھی ہے۔ زہر کھا کر مرنا خود کشی ہے۔ خود کشی گناہ وہ بھی گناہ کبیرہ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام انبیاء کرام گناہ سے پاک ہیں، اس پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح اس دریدہ دہن نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جنازے کے بارے میں جو کہا کہ تین دن کمرے میں بند رہا یہ اس کی خباثت بد باطنی کا نتیجہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ صحابہ کرام نے دن پر خلافت کے مسئلہ کا حل مقدم رکھا۔ شرعاً اور عقلاً یہی ضروری تھا، اور آج اس پر اعتراض کرنا سراسر شرارت ہے۔ آج پوری دنیا کا قانون ہے، اگر کسی ملک کا والی مر جائے یا صدر یا وزیر اعظم مر جائے تو سب سے پہلے اس کے جانشین کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس کے بعد کفن و دفن، کریا کرم، پھونک تاپ کا انتظام کرتے ہیں۔ اس جاہل کو کیا پتہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دفن میں تاخیر کے اسباب کیا کیا تھے۔ دوشنبہ کو بعد دو پہر وصال ہوا صحابہ کرام پر بجلی گر گئی، ہوش و حواس قابو میں نہ رہے۔ صبح کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزاج بہت بحال تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحال دیکھ کر عوالی مدینہ چلے گئے۔ وصال کی خبر سن کر وہاں سے آئے مسجد نبوی سے عوالی مدینہ تین میل ہے۔ وہاں سے صدیق اکبر کو آنے میں کم از کم ڈیڑھ گھنٹے لگ گئے ہوں گے۔ کاشانہ اقدس میں پہنچ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مشہور و معروف خطبہ دیا۔ جس سے صحابہ کرام کو ایک گونہ سکون حاصل ہوا۔ اس سے فراغت کے بعد اطلاع ملی کہ انصار کرام ثقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہیں اور خلیفہ کا انتخاب کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لے کر وہاں پہنچے۔ بہت دیر تک بحث کے بعد سب نے باتفاق رائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔ اتنے میں شام ہو گئی۔ یہ بیعت خاص تھی کہ مخصوص لوگوں نے بیعت کی تھی۔ اس لیے ضروری تھا کہ اعلان کر کے بیعت عام لی جائے۔ دوسرے دن سہ شنبہ کو مسجد نبوی میں

بیعت عامہ ہوئی۔ جب اطمینان ہو گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر سب کا اتفاق ہو گیا ہے تو اب یہ مسئلہ کھڑا ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے۔ اس میں کچھ وقت صرف ہوا اس کے بعد غسل دیا گیا پھر نماز جنازہ پڑھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جنازہ اجتماعی طور پر نہیں ہوئی۔ حجرہ مبارکہ میں جنازہ رکھا ہوا تھا۔ حجرے میں جتنے آدمی کی گنجائش تھی جاتے اور نماز جنازہ پڑھ کر واپس آ جاتے، اس طرح رات ہو گئی اور پھر رات ہی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا۔

حضرت شیخ عبدالحق نے فرمایا:

تاخیر کہ در دفن راہ یافت سبب اس بود وفات روز دوشنبہ بود و در روز سہ شنبہ تمام روز گزارشتہ شد سریر وے در بیت وی و نماز گزارند و دفن کردہ شد شب چہار شنبہ۔

اس نے یہاں بھی جھوٹ بولا کہ تین دن جنازہ گھر میں رہا۔ وصال دوشنبہ کو بعد دوپہر ہوا اور سہ شنبہ کا دن گزار کر چہار شنبہ کی رات میں دفن کیے گئے۔ یہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دن ہوتا ہے، ڈیڑھ دن کو اس نے تین دن بتایا۔ چوبیس گھنٹہ، چھتیس گھنٹہ جنازے کو روکنا عام بات ہے۔ یہ گستاخ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر چکا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان باندھ چکا، جس کی وجہ سے مسلمان نہ رہا کافر و مرتد ہو گیا۔ اس سے اس کی کیشاکایت کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو وہ کہا، یہ سفید جھوٹ دیوبندی جماعت کے سرغنہ اور بانی گنگوہی کی ایجاد ہے۔ نیز پھر اس کی کیشاکایت کہ روزے کی حالت میں کھانا پیتا ہے خود بھی کھاتا ہے، اس کا پیہ بھی کھاتا ہے۔ جب مسلمان نہیں رہا تو کیا دارو گیر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ربیع الاول کے جلسے کے بارے میں کہنا کہ اس کا تعلق دین سے نہیں

مسئولہ: محمد نبیہ قصاب بن نصر اللہ، شاہ جہاں پور۔ ۱۵ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

مسئلہ: محترم المقام لائق صدا احترام و افتخار مفتی صاحب سلام و رحمت و مزاج ہمایوں۔

بعد از روئے دست بوسی خدمت بابرکت میں عرض ہے کہ زید اپنے کو سنی صحیح العقیدہ کہتا ہے اور ربیع النور کے اجلاس کے متعلق کہتا ہے کہ اس کا تعلق دین سے نہیں ہے اور نہ جلسے جنت میں لے جائیں گے۔ صرف نماز پڑھو، نماز جنت میں لے جائے گی۔ گڈھے سڑکوں پر مت کھودو۔ اس سے سڑکیں خراب ہو جائیں گی۔ لنگر کرو ہم تعاون کریں گے۔ ایسے امام کا شرعی مقام متعین کریں، اور ہم اس کو کس عقیدہ کا سمجھیں؟ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں، اور پڑھی ہوئی نمازوں کا پھیرنا واجب ہے یا نہیں؟ از روئے شرع۔

الجواب

اس امام کے جملوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اندر اندر وہابی ہے اس لیے سنیوں پر لازم ہے کہ اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں۔ بعض باتیں اگرچہ بذاتہ کفر گمراہی نہیں ہوتیں مگر وہ کفر یا گمراہی کی علامت ہوتی ہیں۔ عید



میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلوس اور سنیوں کے جلسوں کے بارے میں یہ جملہ علامت ہے وہابی ہونے کی ایسی باتیں وہابی ہی کہتے ہیں۔ کوئی سنی ایسی بات نہیں کہتا۔ عید میلا دالنبی کا جلوس، میلا دشریف کی محفل اور دینی اجلاس یقیناً کارثواب ہے اور ہر کارثواب جنت میں جانے کا ذریعہ۔ اس جاہل یا کسی کو کیا معلوم کہ کون سا عمل کس بندہ کا قبول ہو کر جنت میں جانے کا ذریعہ ہو جائے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ اکٹھا ہو کر ذکر الہی کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے اس کو جہنم سے آزاد کیا، اور ان کو جنت دی۔ حتیٰ کہ فرمایا: یہ لوگ ایسے ہیں جو ان کے پاس بیٹھ جاتا ہے، وہ بھی محروم نہیں رہتا اور یہ طے ہے کہ اس جلوس اور دینی اجلاس میں مولیٰ عزوجل کا ذکر ہوتا ہے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بھی حقیقت میں ذکر خدا ہے۔ بہر حال اس امام کے پیچھے کوئی سنی عوام ہرگز ہرگز کوئی نماز نہ پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کفر ہے کہ حضرت آدم نے ایک نادانی کی۔  
انبیا گناہوں سے معصوم ہیں۔

مسئلہ: محمد شمس الباری، مدرسہ انجمن مقام وپوسٹ، بادلو، بھیلواڑہ، راجستھان۔ ۲۵ جمادی الآخرہ ۱۴۱۰ھ

آدم نے کیا ایک نادانی جنت سے اٹھا دانہ پانی  
یہ شعر مجلس عام میں پڑھنا کیسا ہے؟ جب کہ انبیا معصوم عن الخطا ہوتے ہیں، اور اس شعر میں آدم نے کیا ایک نادانی، میں لفظ کیا کیسا ہے؟

الجواب

یہ شعر کفر ہے۔ اس میں حضور آدم علیہ السلام کی صریح توہین ہے۔ اس شعر کو نہ مجمع عام میں پڑھنا جائز، نہ مجمع خاص میں۔ حتیٰ کہ تنہائی میں بھی جائز نہیں۔ پڑھنے والے پر توبہ و تجدید ایمان اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی واجب ہے۔ بلاشبہ انبیاء کرام گناہوں سے پاک و معصوم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کفر ہے کہ سب حاجتیں اللہ سے نہیں رسول سے ہی مانگنی چاہیے  
یہ کہنا کیسا ہے کہ براہ راست حاجتیں حضور سے نہیں مانگنی چاہیے؟

مسئلہ: شمیم احمد قادری، رام نگر منڈی، ضلع نینی تال۔ ۴ ربیع الآخرہ ۱۴۰۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید یہ عقیدہ رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ تمام ہی حاجتیں

جیسے روزی مانگنا، شفا مانگنا، بخشش مانگنا، اولاد مانگنا وغیرہ وغیرہ خدا سے نہیں بلکہ سیدھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی مانگنا چاہیے؟ بکر کہتا ہے کہ اسلام میں ایسا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی اور اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے خدائے تعالیٰ سے مانگنا چاہیے؟ زید نے یہ سن کر بکر کو کہا کہ تم لوگ حضور کو نہیں مانتے ہو، کافر ہو؟ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید و بکر کے عقیدوں میں کس کا عقیدہ صحیح ہے، اور زید و بکر میں کون حق پر ہے؟ نیز زید نے جو بکر کو کافر کہا ہے تو زید کے متعلق کیا حکم ہے؟

### الجواب

زید کا کہنا ہے کہ ساری حاجتیں حضور ہی سے مانگنی چاہئیں، کلمہ کفر ہے۔ زید نے جو خاص کر کے یہ کہا ”حضور ہی سے مانگنا چاہیے“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ عز وجل سے نہیں مانگنی چاہیے۔ یہ بلاشبہ کفر ہے۔ اگر زید نے یہ کہا ہے تو زید پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح فرض ہے۔ لیکن ہمارا ظن غالب یہ ہے کہ زید نے اس طرح ہر گز نہیں کہا ہوگا۔ وہابیوں کی عادت ہے کہ وہ اہل سنت کی باتوں کو توڑ مروڑ کر نقل کرتے ہیں۔ زید نے اگر کہا ہوگا تو یہ کہا ہوگا کہ ہر حاجت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مانگ سکتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ عز وجل کے خلیفہ اعظم اور نائب اکبر ہیں۔ اپنی نعمت کے سارے خزانے اللہ عز وجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبضے میں دے دیئے ہیں۔ حضور جسے چاہیں عطا فرمائیں۔ حضرت علامہ ابن حجر مکی جو ہر منظم میں فرماتے ہیں:

”هو صلي الله تعالى عليه وسلم  
خليفة الله الاعظم جعل خزان  
كرمه وموائد نعمه طوع يديه  
وارادته يؤتي من يشاء.“

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ  
اعظم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے سارے  
خزانے اور اپنی نعمت کے سارے دسترخوان حضور کے  
قبضے میں کر دیئے ہیں۔ جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔

اور یہ مضمون قرآن مجید کی کثیر آیتوں اور سیکڑوں احادیث سے ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے ”الامن والعلی“ کا مطالعہ کریں۔ بکر نے جو یہ کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے براہ راست حاجتیں نہیں مانگنی چاہئے، یہ اس کی غلطی ہے۔ اگر اس کا یہ عقیدہ اس بنا پر ہے کہ وہ وہابیوں کی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی چیز کا مالک و مختار نہیں جانتا، ذرہ ناچیز سے کمتر اور عاجز مانتا ہے تو یقیناً وہ کافر بھی ہے۔ ایسی صورت میں زید کا بکر کو کافر کہنا درست ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے خدا سے مانگنا چاہیے۔ یہ بھی حق و درست ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی اختیار نہیں۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عز وجل مالک حقیقی ہے۔ اس نے اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوبان بارگاہ کو بھی عالم میں تصرف کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔ ہمیں اختیار ہے کہ خواہ ہم براہ راست حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے مانگیں یا اللہ عزوجل سے مانگیں۔ دونوں طرح درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

انبیاء کرام سے گناہ کا صدور نہیں ہو سکتا۔

جو یہ کہے کہ انبیاء کرام سے گناہ کبیرہ کا صدور ہوا اس پر توبہ فرض ہے

مسئولہ: قطب الدین قادری، لیڈی تھانہ، مہاراشٹر۔ ۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید خود کو عالم دین کہتا ہے، اور ایک مسجد کا خطیب و امام بھی ہے۔ اس نے کہا کہ انبیاء کرام سے گناہ کبیرہ کا صدور ہوا ہے، اور یہ بات اسلامی معتقدات کے عین مطابق ہے۔

الجواب

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اعلان نبوت کے بعد کسی بھی گناہ کو صدور نہیں ہوا نہ قصداً نہ سہواً نہ خطاً۔ انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں اور معصوم ہونے کے معنی یہی ہیں کہ ان سے گناہ کا صدور نہ ہو، اس کی تصریح شفا و شرح شفا و کتب عقائد میں موجود ہے۔ زید پر توبہ فرض ہے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو امامت سے علیحدہ کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

توہین رسول کی سزا کیا ہے؟

مسئولہ: نور الدین (بہار)

مسئلہ توہین رسول کرنے والوں کو ایذا پہنچانا، اس کی کھیتی کو مویشی سے چرا دینا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

توہین رسول کرنے والے کی سزا شرعاً یہ ہے کہ حاکم اسلام اسے قتل کر دے۔ اس کی ساری املاک بہ حق گورنمنٹ ضبط کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ انبیاء کرام سے غلطیاں ہوئی ہیں

مسئولہ: عبدالحق شاہ چشتی قادری، مقام سمبھی بازار، اعظم گڑھ (یو. پی.)۔ ۱۹ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص دوران تقریر یہ کہہ گیا کہ حضور سے بھی غلطی ہوئی ہے۔ دوبارہ کہا غلطیاں ہوئی ہیں۔ جب اس کو اس بات پر متنبہ کیا گیا تو کہتا ہے کہہ دیا ہوں گا۔ زبان سے نکل گیا ہوگا۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے، اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا

ہے؟ خدا را ہم لوگوں کی رہنمائی فرمائیں کیوں کہ ہم لوگ اس حادثے کی وجہ سے سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔  
ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص نماز پڑھاتا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ بینوا تو جروا والسلام۔  
نوٹ:- اگر یہ شخص اس حرکت کی وجہ سے خارج از اسلام ہو چکا ہے، تو اس کے توبہ کرنے کی صورت  
ہے، کہ دوبارہ وہ اسلام میں داخل ہو۔

### الجواب

یہ شخص توبہ کرے، توبہ کی صورت ہے کہ وہ صاف صاف اقرار کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے۔ تقریر میں میں نے کہہ دیا تھا۔ اس سے توبہ کرتا ہوں، اور احتیاطاً کلمہ پڑھے اور بیوی  
کے ساتھ نئے مہر کے ساتھ نکاح کرے۔ توبہ کے بعد اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر توبہ نہ  
کرے تو اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آج بتاریخ ۲۹ / ذوقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۹۹ء بروز جمعرات میرے پاس جناب عبدالحق شاہ  
صاحب چشتی قادری اور جناب محمد الیاس صاحب انصاری ساکن موضع سمبھی، پوسٹ گمبیر، ضلع اعظم گڑھ آئے۔  
میں نے دونوں کے بیانات بہ غور سنے۔ جناب عبدالحق شاہ صاحب نے یہ بیان دیا کہ محمد الیاس صاحب ۱۹۹۷ء  
میں جمعۃ الوداع کے دن تقریر میں یہ کہا کہ تمام انبیاء کرام سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں۔ لیکن جناب محمد الیاس صاحب کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے یہ جملہ کہا ہے۔ پھر  
بھی میں نے اسی سال عید گاہ میں مانک سے علانیہ توبہ کر لی ہے کہ اگر مجھ سے یہ جملہ نکل گیا ہو تو میں اس سے توبہ  
کرتا ہوں۔ اس اعلان پر محمد الیاس صاحب پر کوئی مواخذہ نہیں۔ اگر بالفرض انھوں نے کہا بھی ہو تو توبہ کے بعد ختم  
ہو گیا۔ حدیث میں ہے:

”النائب من الذنب کمن لا ذنب له۔“ (۱) گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس کے  
لیے کوئی گناہ نہیں۔

پھر میں نے دونوں صاحبان کو ایک دوسرے سے معافی تلافی کے بعد ملا دیا۔ صرف مسجد کے سامنے  
دروازے کا معاملہ رہ گیا ہے۔ اس کے لیے میں نے عبدالحق صاحب سے کہہ دیا ہے وہ تحقیق کریں کہ اس زمین  
پر کبھی کسی کا مکان تھا یا نہیں؟ اور زمین کس کی ملک ہے اور یہی بات میں نے محمد الیاس صاحب سے کہہ دی ہے۔  
تحقیق کر کے دونوں میرے پاس یہاں آئیں گے تو میں اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا حکم  
بتا دوں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



## حضرت آسی علیہ الرحمہ کے ایک شعر کی توجیہ

مسئلہ: مولانا منظور الحسن، موضع بالی بٹھنہ، مدھول، پوسٹ بکساوا یا مہوا، ویشالی (بہار)

اس شعر کی تکفیر کی جاتی ہے یا نہیں؟

اتر آیا مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

وہی مستوی عرش تھا خدا ہو کر

### الجواب

یہ شعر آپ نے غلط لکھا ہے، شعر صحیح یوں ہے۔

اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر

اس شعر پر تکفیر کسی طرح جائز نہیں۔ اس کا مطلب وہی ہے جو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یا جابر ان اللہ قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره.“ (۱) اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں تحریر فرمایا ہے۔ (اس وقت یاد نہیں پڑ رہا ہے اور آنکھوں میں تکلیف بھی ہے) دیگر انبیاء کرام اللہ عز وجل کے صفات کے مظہر ہیں۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی ذات کے مظہر ہیں۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ پہلے مصرعے میں صاف فرما رہے ہیں۔ ”وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر“ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا اور ہے جو اس وقت بھی مستوی عرش ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہیں جو مدینے میں ہیں، اور وہی کہہ کر اسی مظہریت کو بتا رہے ہیں۔ جسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ سورج کے بالمقابل آئینہ رکھیے آئینے میں صورت کا پورا عکس نظر آئے گا۔ اس کو دیکھ کر اگر کوئی یہ کہہ دے کہ یہ وہی سورج ہے جو آسمان میں ہے تو یہ تعبیر غلط نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی کو مظہر خلق نبوت کہنا کیسا ہے؟

غیر صحابی کے لیے رضی اللہ عنہ کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: محمد شریف اشرفی، پورہ رانی، مبارک پور، اعظم گڑھ (یو. پی.) - ۸/ صفر ۱۴۱۷ھ

مسئلہ: مظہر خلق نبوت کا کیا مطلب ہے، اور کسی عالم کے لیے یہ لفظ لکھنا درست ہے کہ نہیں؟ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور مقدس سے آج تک یہ جملہ کسی کے لیے بولا گیا ہے۔ اس کی کوئی نظیر ہے، اور صحابہ کے علاوہ کسی اور کے لیے رضی اللہ عنہ کا لفظ بولنا کیسا ہے؟ کیا آج کا کوئی عالم انتقال کر جائے تو اس

کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں؟  
اگر مظهر خلق نبوت کوئی کسی کو لکھے یا کہے تو شرعاً اس پر کیا حکم ہے؟

### الجواب

مظهر خلق نبوت کے معنی ہیں جس کی ذات سے انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق کریمہ ظاہر ہوتے ہیں۔ یعنی جس کے اخلاق، اخلاق نبوت کے مطابق ہیں جو عالم تبع شریعت سنت کا پابند ہو اس کے لیے یہ لفظ کہنے میں کوئی حرج نہیں، یہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ جملہ کسی کے لیے بولا گیا ہے کہ نہیں۔ لیکن جب معنی صحیح ہے تو یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ پہلے کسی کے لیے بولا گیا ہے کہ نہیں۔ مثلاً حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو حجۃ الاسلام کہا گیا، ان سے پہلے کسی کو حجۃ الاسلام نہیں کہا گیا، سرکار غوث الاعظم قدس سرہ کو غوث الاعظم کہا گیا اور کہا جاتا ہے۔ حضور سے پہلے کسی کے لیے یہ لفظ استعمال نہیں ہوا۔ ماضی قریب میں حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو محدث اعظم کہا جاتا تھا۔ ان سے پہلے کسی کو محدث اعظم کہنے کی نظیر نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ دیگر علماء و مشائخ کو رضی اللہ عنہ کہنا سلف اور خلف سے چلا آ رہا ہے، اور اس کا جواز قرآن مجید سے ماخوذ ہے۔ سورہ توبہ میں فرمایا:

”وَالسَّبِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ.“<sup>(۱)</sup>  
اور سب میں اگلے اور پہلے مہاجر اور انصار جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

سورہ مائدہ میں فرمایا: ”رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ.“<sup>(۲)</sup> سورہ البینہ میں فرمایا: ”رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ.“<sup>(۳)</sup> سورہ مجادلہ میں فرمایا: ”رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ.“<sup>(۴)</sup> پہلی آیہ کریمہ میں انصار و مہاجرین کے ساتھ ساتھ بھلائی کے ساتھ قیامت تک ان کے تبعین کے لیے فرمایا۔ اور دوسری آیتوں میں مطلقاً ہر نیک و صالح مومن کے لیے فرمایا۔ اس لیے جو یہ کہنا ہے کہ رضی اللہ کا صیغہ صحابہ کرام کے ساتھ خاص ہے۔ وہ قرآن مجید کے خلاف کہہ رہا ہے۔

مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہے کہ ائمہ اعلام، مشائخ عظام نے سیکڑوں غیر صحابہ، علماء و مشائخ کے لیے رضی اللہ عنہ استعمال فرمایا ہے۔ اگر خالی ان سب کو نام لے کر جمع کیا جائے تو کم از کم سو صفحے کی کتاب تیار ہو جائے۔ سائل کی تسکین کے لیے چند حوالہ جات پیش کر دیے جاتے ہیں۔ سند الحافظ امام ابن حجر عسقلانی قدس

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۰۰، پ: ۱۱

﴿۲﴾ قرآن مجید، سورۃ المائدۃ، آیت: ۱۱۹، پ: ۷

﴿۳﴾ قرآن مجید، سورۃ البینۃ، آیت: ۸، پ: ۳۰

﴿۴﴾ قرآن مجید، سورۃ المجادلۃ، آیت: ۲۲، پ: ۲۸

سرہ نے فتح الباری میں لکھا: ”قال البخاری رحمہ اللہ ورضی اللہ عنہ۔“ (۱) محرر مذہب امام شافعی نووی نے شرح مسلم میں امام بخاری امام مسلم دونوں کے لیے فرمایا: ”رضی اللہ عنہما۔“ (۲) ہدایہ میں متعدد جگہ صاحب ہدایہ کے بارے میں لکھا: ”قال رضی اللہ عنہ۔“ قدیم نسخوں میں یہی تھا۔ اب دیوبندی مطبع والوں نے بجائے رضی اللہ عنہ کے ایک مہمل لفظ (رض) لکھ کر چھوڑ دیا ہے۔ حتیٰ کہ دیوبندی مذہب والوں نے اپنے اکابر کے نام کے ساتھ بھی لکھا۔ تذکرۃ الرشید میں قاسم نانوتوی اور گنگوہی صاحبان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہما لکھا۔ فتاویٰ خانہ میں متعدد جگہ ”قال مولانا رضی اللہ عنہ۔“ (۳) ہے۔ اسی لیے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوة میں فرمایا:

” ذکر کردہ شود ماسوا انبیاء از ائمہ  
و غیر ہم بہ غفران و رضا چنان چہ در قول  
وے سبحانہ ربنا اغفر لنا  
والاخواننا الذین سبقونا بالایمان  
بفرمود رضی اللہ عنہم ورضوا  
عنہ۔“ (۴)

انبیاء کے ماسوا ائمہ دین وغیرہ کو غفران و رضا کے ساتھ  
ذکر کیا جائے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ کے قول میں ہے۔  
اے ہمارے رب ہمیں بخش دے، اور ہمارے ان  
بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ ہم سے پہلے گزرے، اور  
فرمایا اللہ ان لوگوں کے لیے راضی ہوا اور وہ اللہ سے  
راضی ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## نماز قضا ہو تو ہو، عشق رسول قضا نہ ہو کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: ابوالخیر سعیدی، مسلم نگر، ڈالٹن گنج۔ ۴ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

﴿مسئلہ﴾ نماز قضا ہو تو ہو عشق قضا نہ ہو کہنے والا شخص کیسا ہے؟ جب کہ مثال حضرت علی کے نماز قضا ہونے کی دی گئی ہو اور رسول نے اس نماز کو بچانے کے لیے آفتاب کو واپس عصر کے وقت پر آسمان پر لا کر ٹھہرا دیا۔ یہاں عشق سے مراد عشق رسول سے ہے۔

### الجواب

عشق قضا ہونے کا مطلب ہے کہ کسی کے دل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو۔ ایسا شخص مسلمان ہی نہیں، لیکن اگر کوئی شامت اعمال کی وجہ سے نماز قضا کر دے تو گنہ گار ضرور ہوگا، مگر کافر نہ ہوگا۔ اس تشریح کے مطابق جملہ مذکورہ صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۱﴾ فتح الباری، ج: ۱، ص: ۸

﴿۲﴾ شرح مسلم، ص: ۸

﴿۳﴾ فتاویٰ خانہ، ج: ۲، ص: ۲۲۶، کتاب الطلاق

﴿۴﴾ مدارج النبوة، ج: ۱، ص: ۳۳۱

## بدھ، کرشن، رام، سقراط، فیثا غورث، وغیرہ نبی تھے یا نہیں؟ ”لکل قوم ہاد“ کی تفسیر، ہادی کے لیے نبی ہونا ضروری نہیں

مسئلہ: محمد حبیب، شیخ لال منصور سائیکل والے، ناسک-۲۸ ربیع الاول، ۱۴۰۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ:

کیا بدھ، کرشن، رام، کنفیوش، دکشت، مان سقراط، فیثا غورث، وغیرہم رسول ہو سکتے ہیں؟ زید ان حضرات کی رسالت و نبوت کے امکان کو قطعی طور پر جھٹلاتا ہے، اور نمبر ۱ تا ۸ ان کو کافر و مشرک خلود فی النار سمجھتا ہے لیکن بکر یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر و رسول پیدا فرمایا، اور ان حضرات کے اسمانہ تو قرآن مجید میں اور نہ احادیث میں اس لیے ممکن ہے کہ یہ حضرات بھی انہیں رسولوں میں سے ہوں، اور قرآن شریف کی یہ آیت دلیل میں لاتا ہے۔ ”لکل قوم ہاد“ یہ دونوں کے اقوال کی صحت و غلط پر شرعی حکم دیا جائے، یہاں مسلمانوں میں دو فریق ہو گئے ہیں۔ اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

بلا دلیل شرعی کسی غیر نبی کو نبی کہنا کفر ہے، اور مذکورہ بالا اشخاص کے نبی ہونے پر کوئی دلیل نہیں، بلکہ سچ یہ ہے کہ جو ان کے حالات معلوم ہیں ان کے پیش نظریہ لوگ نبی ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے۔ ”لکل قوم ہاد“ حقیقت میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت ہے آگے اس کے پہلے ہے۔ ”انما انت منذر لکل قوم ہاد“ اے محبوب تم ڈرانے والے ہو اور قوم کو ہدایت دینے والے، اور اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ عام ہے تو ہادی کے لیے رسول ہونا کیا ضروری ہے۔ کروڑوں غیر نبی ہادی ہوئے ہیں اس طرح ایک دوسری آیت ہے: ”وان من امة الا خلا فيها نذیر۔“ ہر قوم میں ایک ڈرانے والا گزرا، ڈرانے والے کے لیے رسول و نبی ہونا لازم نہیں، کروڑوں غیر نبی نذیر ہوئے اور ہوں گے، اور اگر یہ مان لیا بھی جائے کہ یہ ضروری ہے کہ ہر قوم میں کوئی نہ کوئی نبی آیا ہے تو اس کا جاننا ہمارے لیے کیا ضروری ہے۔ نہ ہم ان کے نام جاننے کے مکلف اور نہ انھیں تلاش کرنے کے مکلف، اس لیے خواہ مخواہ جسے چاہیں اپنے جی سے نبی بنالیں۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ بس ہم اس کے مکلف ہیں کہ قرآن مجید و احادیث میں جن انبیاء کرام کے اسماء مبارکہ مذکور ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ یہ اعتقاد رکھیں یہ نبی تھے اور جن کے اسماء قرآن و حدیث میں مذکور نہیں۔ ان کے بارے میں اجمالی طور پر ایمان رکھیں کہ جتنے بھی نبی و رسول خدا کی طرف سے آئے سب برحق تھے۔ اس سلسلے میں بعض اکابر کا کشف پیش کیا جاتا ہے۔ مگر کشف دلیل شرعی نہیں۔ جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں تصریح ہے۔ علاوہ ازیں بزرگان دین کے



ملفوظات و مکتوبات و تصانیف میں کثیر الحاقات ہیں۔ اس لیے اس بارے میں اصول شریعت کے معارض کسی کا کشف قابل تسلیم نہیں۔ پھر بعض اکابر کا کشف صرف چند کے بارے میں اور جن کے بارے میں ہے، ان کے حالات ایسے ہیں کہ ان حالات کے پیش نظر نبی کہنا تو بہت دور ہے۔ مصلح قوم بھی نہیں کہا جاسکتا۔ ایسی صورت میں اس کشف کو دلیل بنانا درست نہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ ان سب کے وجود پر سوائے ان کے معتقدین کے تو اتر کے کوئی دلیل نہیں، یہ بات کس کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ وجود پر تو معتقدین کا کہنا مان لیا جائے اور ان کے حالات کو نہ مانا جائے۔ یہ خادم تین ماہ سے شدید آنکھ کی تکلیف میں مبتلا ہے علاج کا سلسلہ جاری ہے۔ لکھنا پڑھنا بند ہے۔ اس لیے مزید تفصیل سے معذور ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## رام کو محمد رسول اللہ بتانا کفر ہے

مسئولہ: محمد حسین، شکر پور، محلہ چھاٹی، مدریالی، راجستھان۔ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک مسلمان (جو حاجی بھی ہے) نے بھرے مجمع میں اپنی تقریر میں کہا کہ ہندوستان میں رام راجیہ تھا، ہے، اور رہے گا۔ انھوں نے رام اور اوم کی سندھی اس طرح کی کہ ”ر“ (२) سے رسول اور ”م“ (म) سے محمد بنے اور ”اوم“ کے (अ) سے اللہ اور (म) سے محمد بنے ایک مسلمان کا ایسا کہنا کہاں تک صحیح درست ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت کریں۔ روایت کے لیے اخبار کی کٹنگ بھی پیش کی جا رہی ہے۔

### الجواب

جس شخص نے یہ بکا کہ لفظ رام میں ”را“ سے رسول مراد ہے اور ”م“ سے محمد مراد ہیں، اور اوم میں ”ا“ سے اللہ اور ”م“ سے محمد مراد ہیں۔ وہ اپنے کو چاہے نمازی کہے یا حاجی، وہ مسلمان نہیں رہا۔ اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا۔ رام ہندوؤں کے ایک مخصوص دیوتا کا نام ہے، اور یہ سنسکرت لفظ ہے۔ سنسکرت کے حروف سے عربی کے الفاظ بنانا جہالت بھی ہے، اور گمراہی بھی ہے، اور رام کو محمد رسول کہنا صریح کفر ہے۔ اس جاہل کو یہ بھی تمیز نہیں کہ اوم میں الف کو پیش ہے اور اللہ میں الف کو زبر۔ بہر حال یہ شخص مسلمان نہیں رہا، کافر و مرتد ہو گیا۔ چاہے اپنے کو حاجی کہے یا کچھ کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا رام پچھن نبی تھے؟

مسئولہ: محمد ناظم الدین، مسجد رانی، گرلوٹا، چلسانی، نگر، موضع و جے واڑہ، اندھرا پردیش۔ ۲۹ رشتوال ۱۴۱۲ھ

﴿مسئلہ﴾ زید نے دعویٰ کیا کہ رام، پچھن ہو سکتا ہے نبی ہوں۔ اس لیے کہ ہر نبی کا نام معلوم نہیں، ہو سکتا ہے

نام کچھ اور تھا ہندوؤں نے بدل کر رام کچھن رکھ دیا ہو؟

### الجواب

رام، کچھن ہرگز نبی نہیں تھے۔ ان کے جو احوال خود کتب ہنود سے ثابت ہیں وہ اس کے منافی ہیں کہ وہ نبی ہوں۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں ان کے بارے میں لکھا ہے: ضلوا فاضلوا وہ خود گمراہ تھے۔ اور انھوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کے علاوہ ان کا کوئی ذکر کہیں نہیں ملتا ہے۔ اگر کہیں ہے تو ہندو ہی کی مذہبی کتابوں سے منقول ہو کر۔ یعنی سوائے ہندوؤں کی کتابوں کے اس پر کوئی دلیل نہیں کہ یہ لوگ بھی موجود تھے یا نہیں؟ ان کے وجود کی دلیل صرف تو اتر ہنود ہے۔ اس لیے جو ان کے وجود کا قائل ہو، اس پر لازم کہ جن کتابوں سے ان کے وجود کا ثبوت ہے، ان کتابوں میں ان کے احوال مذکور ہیں، ان کو بھی سچ مانے یہ ہٹ دھرمی ہوگی کہ جن کتابوں سے ان کا وجود ثابت تو معتبر مانے، اور ان کے حالات غیر معتبر۔ جن کتابوں سے ان کا وجود ثابت، انھیں سے ان کے ایسے حالات ثابت جو ان کے نبی ہونے کے منافی۔ کسی کو نبی کہنا اس وقت جائز جب اس کا ثبوت قرآن و احادیث سے ہو، اٹکل پچو سے کسی کو نبی کہنا جائز نہیں، بلکہ منجر الی الکفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### کرشن کا فر تھا۔

مسئولہ: سید دستگیر قادری رضوی - ۱۸ جمادی الآخرہ ۱۴۱۹ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ذیل کے مسائل میں، زید کہتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور کرشنا و تار کے ایک ہونے پر مجھے تعجب ہے۔ دونوں کے کچھ واقعات آپس میں ملتے جلتے ہیں۔

### الجواب

زید پر تو بہ فرض ہے اور تجدید ایمان و نکاح بھی۔ کرشن کے بارے میں سبع سنابل شریف میں تصریح ہے کہ کا فر تھا۔ نیز کرشن کے جو واقعات خود کرشن کے پجاری بیان کرتے ہیں، اس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ حضور سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ اولو العزم رسول و نبی تھے۔ نیز کسی انسان کو اوتار کہنا بھی ہمارے مذہب میں کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### یہ کہنا کہ کرشن نبی تھا، جھوٹ ہے۔

مسئولہ: سید دستگیر قادری رضوی - ۱۸ جمادی الآخرہ ۱۴۱۹ھ

﴿مسئلہ﴾ زید کہتا ہے بہت انبیاء کرام کے نام قرآن نے بیان نہیں کیا۔ جتنے ہندو دھرم کے رہنما ہیں جیسے

رام، کرشنا وغیرہ سب نبی ہیں۔

### الجواب

زید جھوٹا ہے۔ قرآن میں کچھ انبیاء کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی ذکر نہ ہونے سے کہاں لازم کہ فلاں نبی ہے، کسی کا نبی کا ہونا اٹکل بچو سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے لیے قطعی ثبوت اور دلیل چاہیے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

”ضَلُّوا فَأَضَلُّوا“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ کنیش اور ہنومان کا ذکر قرآن میں ہے

مسئلہ: سید دستگیر قادری رضوی - ۱۸ جمادی الآخر ۱۴۱۹ھ

زید کہتا ہے قرآن میں ہاتھی کا ذکر ہے، کنیش کا تذکرہ ہو سکتا ہے، بندر کا ذکر ہے ہنومان کا تذکرہ ہو سکتا ہے۔

### الجواب

قرآن مجید میں صراحۃً ہندوؤں کے دیوتا نہ کنیش کا ذکر ہے اور نہ ہنومان کا اور جس ہاتھی اور بندر کا ذکر ہے وہ ہندوؤں کے اعتقاد کے مطابق ان کے دیوتا نہیں ہو سکتے۔ قرآن پاک میں اصحاب فیل کا ذکر ہے، جو سب ہاتھی کے ساتھ ہلاک ہو گئے، اور جن بندروں کا ذکر ہے وہ بنی اسرائیل کے کچھ مسخ شدہ عذاب الہی میں گرفتار بنی اسرائیل تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کرشنا کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تقابل کرنا

مسئلہ: سید دستگیر قادری رضوی - ۱۸ جمادی الآخر ۱۴۱۹ھ

زید کہتا ہے کہ کرشنا نے سانپ کو قبضہ میں کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا سے سانپ بنا کر معجزہ دکھایا، حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ کرشنا کا ایک اوتا مچھلی ہے۔ مذکورہ عقائد رکھنے والا اور ایسے مضامین کی تائید کرنے والے کا شرعی حکم کیا ہے؟ مفصل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

### الجواب

سانپ کو قبضہ میں کرنا الگ بات ہے، اور عصائے مبارک کا سانپ ہو جانا اور بات ہے، مچھلی میں جانا الگ بات ہے، مچھلی ہونا الگ۔ زید مسلمان نہیں دہریہ صلح کلی ہے۔ جو اس کی تائید کرے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ہندوؤں کے پیشوا نبی نہیں ہو سکتے

مسئولہ: مولوی حکیم نثار احمد، مکتب اسلامیہ، پیگاپور، پلہی پور، ضلع سلطان پور (یو. پی.)

**مسئلہ** دیوبندیوں کے مفتی اعظم کفایت اللہ کی کتاب تعلیم الاسلام جو اکثر دیوبندی مکتب میں چلتی ہے۔ چوتھا حصہ کے ص: ۱۳ پر مندرجہ ذیل تحریر لکھی گئی ہے۔ ”ہندوؤں یا اور قوموں کے پیشواؤں کے متعلق ہم زیادہ سے زیادہ اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان کے عقائد اور اعمال درست ہوں اور ان کی تعلیم آسمانی تعلیم کے خلاف نہ ہو، اور انھوں نے خلق خدا کی رہنمائی کا کام بھی کیا ہو۔ تو ممکن ہے کہ نبی ہو۔“ اب بہ حوالہ مذکورہ بالا عبارت کی روشنی میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

الف کیا ہندوؤں کے پیشوا کا کسی طرح نبی ہونا ممکن ہے؟

ب مذکورہ محولہ عبارت شرعاً کیسی ہے؟

ج مذکورہ عبارت کے مطابق جو مسلمان عقیدہ رکھے، اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

د کیا ہندوؤں کے پیشواؤں کے عقائد و اعمال درست ہو سکتے ہیں؟

ہ جس کی تعلیم آسمانی تعلیم کے خلاف نہ ہو مثلاً ہندوؤں کا کوئی پیشوا، آج سے دو ہزار سال قبل ان کی کتابوں کے مطابق گزرے ہوں اور زندگی بھر یہی تعلیم دیتا ہو کہ دنیا کا مالک ایک ہے اس کے علاوہ کچھ نہ کہے تو ظاہر ہے کہ اس کی یہ تعلیم آسمانی تعلیم کے خلاف نہیں ہے اور عقیدہ بھی درست ہے۔ ایسے شخص کو یہ ماننا کہ نبی ہونا ممکن ہے۔ خود آسمانی تعلیم کے موافق ہے؟

### الجواب

تعلیم الاسلام کی یہ عبارت درست ہے۔ اولاً تو مصنف نے صیغہ شرط کے ساتھ یہ بات ذکر کی ہے۔ قضیہ شرطیہ کے صدق کے لیے۔ اس کے طرفین یعنی شرط و جزا کا صدق ضروری نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا: ”قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ“ فرما دو اگر رحمٰن کی کوئی اولاد ہوتی تو میں اس کی سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوتا۔ (۱)

دوسرے اس نے یہ کہا کہ ممکن ہے کہ نبی ہوں، مذکورہ بالا صفات سے موصوف شخص کو موحد بھی کہیں گے، کافر یا مشرک کہنا درست نہیں، اور اس وقت نبوت کا دروازہ بند بھی نہیں تھا۔ اس لیے اس میں کوئی قباحت نہیں۔ رہ گئے وہ مذہبی پیشوا جن کے بارے میں معلوم ہے کہ ان کا عقیدہ اور کردار ایسا تھا کہ وہ نبی نہیں ہو سکتے۔ ان کو کوئی نبی



مانے تو یقیناً گمراہ ہے۔ جیسا کہ ہمارے ہندوستان کے مذہبی رہنماؤں کے بارے میں معلوم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا ہندو حضرت نوح علیہ السلام کی امت ہیں؟

مسئلہ: عبدالواحد، کمال احمد، محمد توقیر خان، رضوی کتاب گھر، سیونڈیہ، بکاروا سٹیل سٹی، (بہار) ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۲۰ھ

**مسئلہ** ہندو قوم کیا درحقیقت حضرت نوح علیہ السلام کی امت ہے؟ اگر ہے تو واقعی قرآن و احادیث سے ثابت ہے، اگر اثبات میں جواب ہے تو مفصل جواب مع حوالہ تحریر فرمائیں اور اگر نہیں تو جو ہندو کا نبی حضرت نوح علیہ السلام کو مانتا ہے، شریعت مطہرہ کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تحریر فرمائیں۔

### الجواب

یہ بالکل غلط ہے کہ ہندو حضرت نوح علیہ السلام کی امت ہیں اور یہ خود ہندوؤں کے مسلمات کے خلاف ہے۔ ہندو قوم اپنے آپ کو ڈھائی لاکھ سال پہلے سے بتاتے ہیں۔ جب کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا زمانہ مشکل سے چھ ہزار سال پہلے ہے۔ علاوہ ازیں ہندو دھرم کی تعلیمات سراسر کفر و شرک پر مبنی ہے۔ ہندوؤں کے یہاں تینتیس کروڑ (۳۳۰۰۰۰۰۰) دیوتا ہیں، اور بت پرستی پر اس کی بنیاد ہے۔ جب کہ حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم خالص تو حید پر مبنی تھی۔ بت پرستی کے وہ مخالف تھے۔ اس لیے یہ کہنا کہ ہندو حضرت نوح علیہ السلام کی امت ہیں، غلط اور جھوٹ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



## جامع قرآن کون ہے؟

مسئلہ: محبوب گرافر، محلہ پرانی بستی، مبارک پور، اعظم گڑھ (یو. پی.) - ۲۰ ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ

زید کہتا ہے کہ جامع قرآن سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ہیں اور دلائل میں مولانا احسن گیلانی کی تدوین قرآن پیش کرتا ہے، مگر کہتا ہے کہ جامع قرآن سیدنا حضرت عثمان غنی ہیں جو دلیل میں پڑھا جانے والا خطبہ پیش کرتا ہے۔ ان دونوں میں کس کا کہنا درست ہے۔ کتابوں کے حوالے سے جواب مرحمت فرمائیں۔ جتنی جلد ممکن ہو زبانی یا تحریری جواب عنایت فرمائیں، ممنون ہوں گا۔

### الجواب

حقیقت میں قرآن کا جامع اللہ عزوجل ہے، آج قرآن مجید جس ترتیب کے ساتھ موجود ہے اللہ عزوجل نے اسی ترتیب کے ساتھ فرشتوں سے لوح محفوظ میں لکھوایا تھا۔ البتہ اس کا نزول ضرورت و مصلحت کے مطابق متفرق طور پر ہوا ہے۔ لیکن نزول کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بتان وحی کو حکم دیتے کہ اسے فلاں سورت میں فلاں آیت کے پہلے اور فلاں آیت کے بعد لکھو۔ لیکن عہد رسالت میں پورا قرآن مجید اکٹھا کتابی شکل میں نہیں لکھا گیا بلکہ متفرق طور پر مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا۔ لیکن لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو زبانی یاد کرا دیا تھا۔ ہر سال رمضان المبارک میں جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ترتیب کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دور کرتے، یعنی جبریل امین حضور کو پڑھ کر سناتے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اخیر عمر مبارک میں یہ دور دوبار ہوا۔ صحابہ کرام کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ آج اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن کر اسی ترتیب کے ساتھ یاد کیا اسی ترتیب کے مطابق تلاوت کرتے اور اسی ترتیب کے مطابق تعلیم دیتے۔ عہد صدیقی میں مسلمانہ کذاب کے ساتھ ایک بڑی خون ریز جنگ ہوئی جس میں سات سو حفاظ صحابہ شہید ہو گئے، اور آگے مزید طویل جنگوں کا خطرہ تھا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جنگوں میں حفاظ اسی طرح شہید ہوتے رہیں اور قرآن کا کچھ حصہ ضائع ہو جائے۔ انھوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گوش گزار کیا۔ پھر باتفاق رائے یہ طے ہوا کہ پورے قرآن مجید کو اکٹھا لکھ کر ایک مصحف (کتاب) میں جمع کر دیا جائے، اس پر عمل درآمد ہوا اور یہ مصحف تیار ہوا، جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا پھر اس کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا، اور ان کے وصال کے بعد حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تحویل میں رہا۔

قرآن چوں کہ قریش کی لغت کے مطابق نازل ہوا تھا اس لیے اس مصحف میں قریش کی لغت کے مطابق کتابت ہوئی تھی لیکن عرب میں مختلف قبائل کی مختلف لغات تھیں کہ ایک ہی لفظ کو قریش مخصوص زیر و زبر کے ساتھ ادا کرتے تھے اور دوسرے قبیلے والے دوسرے طریقے سے، مگر ہر لغت میں معنی ایک ہی ہوتا۔ مثلاً ایک لفظ ہے ”تعلم“ اس کو قریش تا کے زبر کے ساتھ بولتے اور کچھ قبیلے تا کے زیر کے ساتھ اسی طرح لکھنے میں بھی کچھ فرق تھا۔ مثلاً ”تابوت“ قریش بڑی تا کے ساتھ لکھتے اور کچھ قبیلے والے گول چھوٹی تا کے ساتھ لکھتے تھے۔ پورے اہل عرب کی آسانی کے لیے ہر قبیلے کو اجازت تھی کہ وہ اپنی اپنی لغت کے مطابق قرآن مجید پڑھا کریں۔ لیکن اس آسانی کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں قرآن مجید کی کتابت و تلاوت کے سلسلے میں شدید اختلافات ہوئے حتیٰ کہ لڑائی و مار پیٹ تک کی نوبت آئی اس لیے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے ذمہ دار معتمد حضرات نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ اس فتنے کو دور کرنے کے لیے آپ جلد از جلد کوئی اقدام کریں۔ انھوں نے تمام صحابہ کرام کے اتفاق رائے سے چار ذہین معتمد حضرات کو مقرر فرمایا کہ وہ مصحف صدیقی کے مطابق قرآن مجید کے متعدد نسخے تیار کریں۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ کے ہاں سے وہ مصحف منگایا گیا، اور ان چاروں حضرات نے اسی کے مطابق متعدد مصحف لکھے جسے بڑے بڑے اہم شہروں میں بھیج دیا گیا اور یہ حکم دیدیا گیا کہ سب لوگ اسی کے مطابق قرآن مجید پڑھیں اور لکھیں اس کے علاوہ اگر کسی دوسری ترتیب یا دوسری لغات میں مصاحف لکھے ہوں تو اسے ضائع کر دیا جائے۔

مصحف صدیقی میں آیتوں میں ترتیب تھی یعنی ایک سورۃ کی تمام آیتوں کو اسی ترتیب کے ساتھ لکھا گیا تھا جو لوح محفوظ میں تھی، جس کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو یاد کرایا تھا مگر سورتوں کے درمیان ترتیب نہ تھی، ہر سورہ الگ الگ لکھی ہوئی موجود تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قرآن مجید لکھوایا اس میں سورتوں کے درمیان بھی ترتیب قائم کر دی وہی ترتیب جو لوح محفوظ میں تھی، جس کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تعلیم دی تھی اس تفصیل سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دو اہم کارنامہ ثابت ہوا۔ اول یہ کہ انھوں نے قرآن مجید کی سورتوں کو ترتیب سے لکھوایا۔ دوسرے یہ کہ قریش کی لغت کے مطابق جس لغت میں قرآن نازل ہوا تھا اس کے مطابق لکھوایا۔ مزید برآں یہ کہ پوری امت کو اسی کے مطابق پڑھنے اور لکھنے کا پابند کیا، اور اس کی عام اشاعت کی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورا قرآن مجید ایک مصحف میں لکھوایا ضرور مگر نہ اس کی اشاعت کی اور نہ لوگوں کو صرف اس کا پابند بنایا۔ بلکہ یہ آسانی جو بصورت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد پاک سے تھی باقی رکھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ اب اس میں فتنہ ہے تو صحابہ کرام کے مشورہ کے بعد ان کی



اتفاق رائے سے سب کو ایک مصحف پر جمع فرما دیا۔ ان خصوصیات کی وجہ سے ان کا لقب جامع القرآن رکھا گیا۔ لقب اور خطاب کا مطلب یہ ہوتا ہے جو کسی شخصیت کو اس کے اہم کارنامے پر دیا جائے اس میں یہ لحاظ نہیں ہوتا ہے کہ اس لقب کے جو لغوی معنی ہیں وہ کسی اور میں نہ پائے جائیں۔ بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس لقب کے لغوی معنی بہت سے حضرات میں پائے جاتے ہیں لیکن وہ لقب اسی ایک خاص شخص کا ہوتا ہے۔ جیسے لفظ فاروق ہے اس کے معنی فرق کرنے والا، یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا۔ یہ وصف تمام صحابہ کرام میں پایا جاتا ہے بلکہ امت کے دوسرے ہزاروں افراد میں پایا جاتا ہے مگر یہ لقب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے، اسی طرح جامع القرآن کے لغوی معنی قرآن جمع کرنے والا یہ حقیقت میں وصف اللہ عز و جل کا ہے، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا، پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پھر ان صحابہ کرام کا جنہوں نے بڑی کوشش اور محنت کر کے عہد صدیقی میں قرآن مجید کو ایک مصحف میں جمع کیا۔ مگر ان خصوصیات کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کی ہیں امت نے یہ لقب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیا حتیٰ کہ اب یہ مسلمانوں کا عرف ہو گیا کہ جب جامع القرآن بولا جاتا ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی مراد ہوتے ہیں۔ جیسے صدیق سے حضرت ابوبکر اور لفظ فاروق سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہوتے ہیں۔ آپ مزید تفصیل و تحقیق چاہتے ہوں تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا رسالہ ”جمع القرآن بما عزوہ الی عثمان“، اور علامہ محمد احمد صاحب مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی کتاب ”تدوین قرآن“ کا مطالعہ کریں۔ اس میں آپ کو تفصیل و تحقیق کے ساتھ پوری معلومات ہو جائے گی۔ یہ ساری تفصیل علامہ جلال الدین سیوطی کی اتقان سے لی گئی ہے۔ احسن گیلانی کی تدوین قرآن یہاں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرآن مجید کا نزول حالات و واقعات کے اعتبار سے ہے یا اس کا وجود پہلے تھا؟ کیا حضور کے علاوہ قرآن مجید کا سمجھانے والا کوئی ہے؟ کیا لغات کا وجود قرآن مجید سے پہلے ہے؟ کیا اردو زبان میں یہ صلاحیت بھرپور ہے کہ قرآن کا مفہوم کما حقہ ادا کر سکے؟ مولیٰ اور مولانا کے معانی اور ان کا مصداق۔ کیا عالم کو ”مولانا“ کہنا جائز ہے؟ اپنے آپ کو مولانا کہنا اور لکھنا کیسا ہے؟ کلمات الہیہ کے ایسے معنی بیان کرنا جو ماثور کے خلاف ہو، ناجائز بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہے۔ اپنی آبرو

اور مال کے بچانے میں جو مارا جائے شہید ہے۔ خود سوزی و فاقہ کشی میں مرنے والا شہید نہیں بلکہ حرام موت مرنے والا ہے۔ پوسٹ مارٹم جائز نہیں۔

مسئولہ: محمد اشرف

❶ قرآن کریم جو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا، کیا یہ باعتبار حالات و اوقات بوقت نزول وجود میں آیا یا اس کا وجود پہلے سے ہے؟

❷ قرآن کریم میں محفوظ و موجود منشائے الہی کو کما حقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ بھی سمجھانے کا کیا کوئی اور مدعی ہے؟

❸ کیا یہ لغات جس میں الفاظ کا معنی تلاش کیے جاتے ہیں قرآن کریم سے پہلے کا ہے یا بعد کا اور کیا اردو زبان میں ایسی بھرپور صلاحیت ہے کہ زبان عربی و بالخصوص قرآنی الفاظ کے ترجمہ کما حقہ ادا کر سکے، کیوں کہ اشرف علی تھانوی صاحب لفظ مولانا کا اردو ترجمہ اے ہمارے کارساز تحریر فرماتے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی لفظ مولانا کا ترجمہ اے ہمارے مولیٰ تحریر فرماتے ہیں۔ جب کہ لفظ مولیٰ بھی عربی ہے۔

❹ چند مقرر ”انت مولانا“ کے ضمن میں تشریحی طور پر تقریر فرماتے ہوئے کہہ گئے، مذکورہ بالا قرآنی الفاظ کے مرکز توجہ و مخاطب ہم مولانا لوگ بھی ہیں، اللہ بھی مولانا ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اور حضرت علی بھی اور ہم لوگ بھی دلیل میں وہ لوگ چند احادیث کا سہارا لیتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا مولیٰ میں ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں، ہماری امت کے علماء، بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں ہم علما نائب رسول ہیں۔ آپ وضاحت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

❺ علما جماعت میں خود کو اپنے نام کے ساتھ اپنی ہی قلم سے مولانا لکھنے کے رسم و رواج کیا محمد بن عبد الوہاب نجدی کے زمانے سے شروع ہوا یا اور پہلے سے ہے، اور کیا اکابر محتاط علماء اہل سنن نے بقلم خود اپنے نام کے ساتھ مولانا لکھا ہے؟ اور اگر اپنے لیے نہیں بلکہ اپنے قلم دوسروں کے لیے لکھا ہے تو تحریری جواز کیا ہے؟ اور اکثر لفظ مولانا بریکٹ بند نظر آتا ہے اس کی کیا توضیح ہے؟

❻ کیا قرآنی الفاظ حقیقی معنوں کے بجائے اپنی ضرورت کے مطابق مجازی معنوں میں بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا لفظ مولیٰ اور مولانا دونوں ایک ہی معنی رکھتے ہیں، یا دونوں الفاظ کے معنی مفہوم میں کچھ فرق ہے؟

❼ اپنے والدین اور مالک خانہ و پرورش کنندہ یا سردار و اساتذہ کو مجازی معنوں میں ربنا، سیدنا کہنا، کہلوانا یا

لکھنا یا لکھوانا کیسا ہے؟

⑧ کیا وہ مسلم عوام جو اپنے حالات کی کر بنا کیوں کی وجہ سے کسی مدرسہ میں پڑھ لکھ نہیں سکے مگر ان کے دلوں میں دین اسلام کا پورا پورا احترام ہے۔ اللہ رب العزت کی وحدانیت اور رسول امی خاتم النبیین کی نبوت و رسالت کا خوش عقیدگی کے ساتھ یقین کامل اور قرآن حکیم پر مکمل ایمان اور فرشتوں کے قائل اور شفیع روز جزا کی شفاعت سے جنت الفردوس کی نعمتوں کے امیدوار اور عذاب جہنم سے خوف زدہ اور سرداران کفار بالخصوص ابو لہب۔ ابو جہل کے جماعت کافرین سے خفگی و بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر بھی انھیں وہ مسلم خواص جو مدرسوں میں پڑھے لکھے اور سند یافتہ ہیں عام طور سے جہال اور فردا فردا جاہل کہا کرتے ہیں، کیا ایسا کہنا درست ہے؟

⑨ مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم۔ تا غلام شمس تبریزی نہ شد۔ مذکورہ بالا اشعار میں کیا مولائے روم کے جملے سے مراد روم کا مولانا ہے، یا روم کا غلام؟

⑩ کیا متعصب اکثریت سے متاثرہ جمہوری حکومت کی غیر منصفانہ اور ظالمانہ اور جاہلانہ نظریات سے تنگ آکر مسلمانوں کا بطور احتجاج یعنی خود گرفتاری و خود فاقہ اختیاری و خود سوزی و خود کشی وغیرہ کرنا یا کرنا شریعت اسلامیہ کے نزدیک روا ہے یا ناروا، اور اگر اس سلسلے میں لاٹھی چارج یا گولی کا نڈ سے پولس کے ذریعہ جبر و تشدد سے راستے یا تھانے میں یا جیل میں کسی مسلمان کی موت ہو جائے تو مقتول کو شرعی طور پر شہید کہنے کا حکم ہے یا نہیں؟

⑪ کیا کسی مسلمان کی کسی حادثہ سے موت واقع ہو جانے پر اس کی میت کا پوسٹ مارٹم کرنا شرعاً جائز و درست ہے یا نہیں؟

### الجواب

① قرآن مجید اللہ عز وجل کا کلام قدیم ہے جس کے لیے کوئی ابتدا اور انتہا نہیں۔ اللہ عز وجل اپنے علم قدیم سے آئندہ ہونے والے واقعات کو جانتا تھا اور وہ اس کے ساتھ متکلم تھا۔ یہ مسئلہ عقائد کے انتہائی دقیق اور اہم مسائل میں سے ہے۔ عوام تو دور ہیں آج کل کے اکثر علما بھی اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ حدیث میں فرمایا گیا: ”من قال بخلق القرآن فهو كافر.“ جس نے قرآن کو مخلوق کہا، کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② قرآن مجید کے معانی و مطالب کو مکمل حقہ اللہ عز وجل کی تعلیم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا اور بقدر ظرف و ضرورت و کفایت صحابہ کرام کو سمجھایا، صحابہ کرام نے تابعین کو اور سلسلہ بہ سلسلہ ہر دور کے علما کو ان کے مشائخ نے سمجھایا، اس لیے یہ کہنا صحیح ہے کہ موجودہ دور کے کچھ علما بھی قرآن کریم کے کچھ معانی و مطالب کو سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا: ”وَمَا يَعْزِلُهَا إِلَّا الْعِلْمُونَ (۱)۔“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

③ عربی لغات کی ساری کتابیں نزول قرآن کے بعد لکھی گئی ہیں، اردو زبان میں اتنی صلاحیت نہیں کہ اس

کے ذریعہ قرآن کریم کے معانی کا حلقہ بیان کیے جاسکیں، مگر چوں کہ ہر مسلمان قرآن کریم کے مطابق اعتقاد رکھنے اور عمل کرنے کا مکلف ہے اس لیے عوام کی آگاہی کے لیے قرآن مجید کے معانی یا مطالب اردو زبان میں ضروری ہے اور یہ حق صرف علمائے راہنہ اور متبحرین کا ہے جو دونوں زبانوں پر عبور کامل رکھتے ہوں، خدا ترس اور دین دار ہوں تاکہ اس کا اندیشہ نہ ہو کہ اپنی غرض فاسد کے لیے تحریف معنوی کر دی ہو جو بقدر وسعت قرآن کریم کے معانی و مطالب کو اردو زبان میں بیان کرتے ہیں۔ لفظ مولیٰ الفاظ مشترکہ میں سے ہے، اس کے مندرجہ ذیل معانی ہیں۔ رب، مالک، سید، منعم، معتق، ناصر، محب، تابع، پڑوسی، چچا زاد بھائی، حلیف معاہدہ کرنے والا، داماد، غلام اور جس پر احسان کیا جائے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) (۱)

تھانوی جی نے مولا کے چند معانی میں سے ایک کو متعین کر دیا جو اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے، مگر اس سے لفظ مولیٰ کی جامعیت ختم ہوگئی اور ترجمہ پڑھنے والا یہ تاثر لے گا کہ مولیٰ کا صرف ایک ہی معنی ہے۔ اس کے برعکس مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے اس کو محدود کرنا پسند نہیں فرمایا اور اردو میں کوئی ایسا جامع لفظ نہیں جو اس کے ان معانی کا حامل ہوتا اس لیے مولیٰ کا ترجمہ مولیٰ ہی فرمایا۔ مولیٰ کے مذکورہ بالا معانی میں سے چھ کا صدق اللہ عزوجل پر ہوتا ہے، رب، مالک، سید، منعم، ناصر، محب۔ اگر مولیٰ اردو نہیں تو کارساز بھی اردو نہیں فارسی ہے اور اردو میں جیسے کارساز بولا جاتا ہے مولیٰ بھی بولا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② یہ انتہائی بیہودہ آمیز تقریر ہے۔ اللہ عزوجل کو مولانا نمبر ۳ میں مذکورہ چھ معانی کے اعتبار سے کہا جاتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رب چھوڑ کر بقیہ پانچ معانی کے اعتبار سے کہا جاتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منعم، ناصر، محب کے اعتبار سے کہا جاتا ہے۔ اور علما کو جو مولانا کہا جاتا ہے، ان معانی میں سے کسی ایک کے لحاظ سے نہیں بلکہ عرفی معنی کے لحاظ سے۔ مولانا لفظ مرکب ہے، اس میں لفظ مولیٰ کی ضمیر جمع متکلم کی طرف اضافت ہے۔ اس کا ترجمہ ہوا اے ہمارے مولیٰ۔ اللہ عزوجل ہمارا مولیٰ ہے ان چھ معانی کے اعتبار سے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مولیٰ ہیں پانچ معانی کے اعتبار سے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ ہیں تین معانی کے اعتبار سے۔ اسی طرح ہر عالم ہمارے مولیٰ ہیں اس اعتبار سے کہ وہ ہم پر انعام کرنے والے بھی ہیں، ہمارے مددگار بھی ہیں مگر اس جاہل کی تقریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسی اعتبار سے مولیٰ ہے جس اعتبار سے اللہ عزوجل ہے۔ معاذ اللہ اسی کو حدیث میں فرمایا گیا:

”اتخذ الناس رؤسا جهالا  
فُسِّلُوا بغیر علم فضلو  
واضلو“ (۲)

اس کے بعد لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے۔ جو بغیر علم فتویٰ دیں  
گے۔ جس کی وجہ سے وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

① ۱۶۹ مرقاۃ، ج: ۹، ص: ۱۱۱، باب الأسامی، الفصل الاول۔

② ۲۶۹ مشکوٰۃ، ص: ۳۳، کتاب العلم



حقیقت یہ ہے کہ علما کو جو مولانا کہا جاتا ہے اس میں معانی مذکورہ میں سے کسی ایک کا بھی لحاظ نہیں ہوتا بلکہ یہ مخصوص عہدے کا علم ہے۔ جیسے وکیل اور منصف، وکیل کے لغوی معنی کارساز کے ہیں اور منصف کے معنی انصاف کرنے والے کے، مگر عرف میں یہ ایڈوکیٹ کا علم ہے۔ اگرچہ وہ حقیقت میں کام بگاڑنے والا ہو اسی وجہ سے مخالف کے وکیل کو بھی وکیل کہتے ہیں۔ اسی طرح منصف دیوانی کے نچلے درجے کے حاکم کو کہتے ہیں، اگرچہ وہ ظلم کرے، اس لیے کہ آج عرف میں یہ مخصوص عہدے کا علم ہے اسی طرح مولانا عرف عام میں عالم کا مرادف ہے، جب کسی کو مولانا کہا جاتا ہے تو اس سے لغوی معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ عرفی عالم مراد ہوتا ہے۔ عوام بولتے ہیں وہ بڑا مولانا ہے، وہ کب کا مولانا ہو گیا، بڑا مولانا بننا پھرتا ہے ان جملوں میں مولانا بمعنی عالم ہے۔ جیسے وکیل بمعنی ایڈوکیٹ اور منصف بمعنی حاکم مخصوص۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑤ اپنے قلم سے اپنے آپ کو مولانا لکھنا، یا اپنی زبان سے اپنے آپ کو مولانا کہنا خود ستائی ہے جو سخت معیوب ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

”لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ بِاللّٰهِ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاءُ“ (۱)

اپنے آپ ستمہ نہ بنو بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ستمہ بناتا ہے۔

مجھے اس کی تاریخ نہیں معلوم کب سے یہ بدعت ایجاد ہوئی۔ اکابر علما پہلے بھی اور آج بھی نہ اپنے آپ قلم سے خود کو مولانا لکھتے ہیں نہ کہتے ہیں بلکہ ہمیشہ عجز و تواضع کے طور پر اپنے آپ کو کم علم کہتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑥ قرآن مجید میں جو الفاظ مذکور ہیں ان کے وہی معنی مراد لیے جائیں گے جو خود قرآن مجید اور احادیث اور ائمہ مفسرین نے بیان فرمائے ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر میں اپنے جی سے تلاش کر کلمات الہیہ کے ایسے معانی بتانا جو معنی ماثور کے خلاف ہو جائز نہیں بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہے۔ ہاں قرآن کریم میں جو کلمات آئے ہیں اس کو اپنے روزمرہ کی بول چال میں استعمال کرنا عہد رسالت سے آج تک معمول ہے۔ اسی طرح یہ بھی رائج و معمول ہے کہ ان کلمات کے دوسرے معنی مراد لیے جائیں خواہ حقیقی، خواہ مجازی۔ مثلاً قرآن مجید میں لفظ ”قال“ آیا ہے اس کا معنی ”فرمایا“ کیا ہے مگر خود احادیث میں ”قال“ بمعنی ”اشار“ یعنی ”اشارہ کیا“ آتا ہے۔ مولیٰ کے معانی مذکور ہو چکے اور مولانا کے بھی۔ یہ دونوں دو لفظ ہیں۔ مولیٰ مفرد ہے اور مولانا مرکب اسم مولیٰ کی ”نا“ ضمیر متکلم کی طرف اضافت ہے جس کے معنی ہمارے مولیٰ کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑦ ”ربنا“ کہنا جائز نہیں ”سیدنا“ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا:

”ابو بکر سیدنا و اعتق سیدنا“ (۲) ابو بکر ہمارے سردار ہیں انھوں نے ہمارے سردار

(بلال) کو آزاد کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑧ عرف عام میں جاہل کے معنی ناخواندہ کے ہے، اس لیے جو ناخواندہ ہے اس کو جاہل کہنے میں کوئی گناہ نہیں، البتہ بطور طعن و تحقیر کہنا گناہ ہے۔ ویسے یہ بات ناپسندیدہ ہے کہ کسی صحیح العقیدہ سنی مسلمان کو جاہل کہا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑨ اس شعر میں مولیٰ کے معنی آقا سردار کے ہیں، اور اس سے مراد حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہاں مولیٰ بمعنی آقا سردار ہے۔ اس پر غلام سے تقابل دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑩ ایسا مقتول شہید ہے۔ حدیث میں ہے:

”من قتل دون عرضہ فھو شہید و  
من قتل دون مالہ فھو شہید۔“ (۱)

البتہ صورت مذکورہ میں فاقہ سے مر جانے والا، خود سوزی کرنے والا حرام موت مرا، شہید ہونا تو دور کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑪ پوسٹ مارٹم کرنا کرنا حرام و گناہ ہے۔ حدیث میں ہے:

”کسر عظم المیت ککسرہ حیا۔“ (۲)  
مردہ کی ہڈیاں توڑنا ایسا ہی ہے جیسا زندہ کی ہڈی توڑنا۔  
اور فرمایا گیا:

”المیت یتأذى بما یتأذى به  
الحی۔“ (۳)  
مردے کو اس سے اذیت پہنچتی ہے جس سے زندہ کو  
اذیت پہنچتی ہے۔

مگر غیر فطری موت واقع ہونے کی صورت میں اگر پولیس کو اطلاع نہ دی جائے اور پوسٹ مارٹم نہ کرایا جائے تو میت کے اولیا ماخوذ ہوں گے، گرفتار ہوں گے، مقدمہ چلے گا، جیل جائیں گے۔ اس لیے غیر فطری موت واقع ہونے کی صورت میں پولیس کو اطلاع دے دی جاتی ہے اور پوسٹ مارٹم بھی برداشت کیا جاتا ہے، بلکہ اگر پولیس کو اطلاع ہوگئی، اگرچہ اولیاء میت نے نہ کی ہو کسی اور ذریعہ سے اطلاع ملی ہو اور اولیاء میت یہ چاہیں کہ پوسٹ مارٹم نہ ہو تو بھی پولیس زبردستی پوسٹ مارٹم کرائے گی۔ نیز اگر مقتول کا پوسٹ مارٹم نہ ہو تو قاتل کو قتل کی سزا بھی نہیں مل پائے گی، جس سے فسادِ عظیم پیدا ہوگا۔ غرض کہ قانونی مجبوری کی وجہ سے پوسٹ مارٹم برداشت کیا جاتا ہے، کوئی بخوشی نہیں کراتا، اس لیے ایسی میت کے ورثا گنہگار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

① من قتل دون مالہ فھو شہید: ترمذی، ص: ۲۶۱، باب الدیات

② مشکوٰۃ، ص: ۱۴۹، باب دفن المیت

③ بحوالہ، فتاویٰ رضویہ، جلد: ۴، ص: ۱۱۸

## ایک آیت کی تفسیر

**مسئلہ** آیت سورہ زمر کی قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَرَأَ الْقُرْآنَ مجید میں ہے تو یَعِبَادِيَ الَّذِيْنَ میں ضمیر کیا ہے اور یہ ضمیر کس کی طرف راجع ہے، مدلل جواب مفسرین کرام کی تحقیق کے مطابق عنایت فرمائیں۔ تفسیر کتب کے حوالے سے بھی آگاہ فرمائیں، مہربانی ہوگی۔

### الجواب

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ میں ضمیر متکلم سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس پر قرآن مجید کا اسلوب شاہد ہے کہ قل کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا مقولہ ہے۔ مثلاً:

”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ“ (۱) اور ”قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ“ (۲)

واللہ تعالیٰ اعلم

## قرآن مجید پر اعراب حجاج بن یوسف کے زمانے میں لگا

مسئلہ: سید سلیم چشتی ۲ ربیع الآخر ۱۲۰۳ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ذیل میں کہ ایک صاحب جو اپنے آپ کو سنی صحیح العقیدہ بتاتے ہیں بلکہ عالم ہونے کے دعویدار ہیں۔ انھوں نے قرآن عظیم کے سلسلہ میں اس خیال کا اظہار فرمایا: ”قرآن کریم میں اعراب حجاج بن یوسف نے لگوائے ہیں، اور چوں کہ وہ بنو امیہ کے خاندان سے تھا، اس لیے اس نے آیت مطہرہ میں جان بوجھ کر غلط اعراب لگائے ہیں، اور اسی طرح قرآن کریم میں کئی مقامات پر اعراب کی غلطی ہے۔ ایسا کہنے والے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مطلع فرمائیں۔

### الجواب

یہ صحیح ہے کہ قرآن مجید پر اعراب حجاج بن یوسف کے زمانے میں لگا ہے، اعراب سے مراد زیر، زبر، پیش کے نشانات ہیں۔ یہ اعراب منزل من اللہ کے مطابق ہے۔ یعنی جہاں قرآن میں زبر نازل ہوا تھا زبر کی علامت لگائی، اور جہاں زیر نازل ہوا تھا وہاں زیر کی علامت لگائی گئی ہے۔ اسی طرح بقیہ علامات بھی، یعنی جو اعراب منزل من اللہ تھا اس کا وہاں نشان لگا دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بتواتر منقول تھا اس کے مطابق، ایسا نہیں ہوا ہے کہ بتواتر منقول اعراب کے خلاف کوئی اعراب لگایا گیا ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

۱۔ قرآن مجید، سورہ آل عمران، آیت: ۳۱، پ: ۳

۲۔ قرآن مجید، سورہ الکافرون، آیت: ۲، پ: ۳۰

علیہ وسلم کے عہد ہی سے قرآن مجید کا حفظ کرنا رائج ہے۔ صحابہ کے بعد تابعین میں ہزاروں قرآن مجید کے حافظ موجود تھے۔ حجاج کے زمانے میں بکثرت صحابہ کرام بھی زندہ تھے۔ اگر اعراب کا نشان لگانے میں کوئی غلطی ہوتی تو صحابہ کرام اور تابعین عظام اس کو کبھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ حجاج ظالم جفا کار تھا، اس پر بہترے الزام ہیں۔ مگر کسی نے یہ الزام نہیں لگایا کہ قرآن مجید کے اعراب میں رد و بدل کر دیا۔

سب نے یہ تسلیم کیا کہ یہ اعراب منزل من اللہ کے مطابق ہے۔ علاوہ ازیں ائمہ قراء و ائمہ تفاسیر نے اپنی کتابوں میں ان اعرابوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بتواتر منقول ہے تحریر فرمایا۔ کل اعراب کے نشانات اس کے مطابق ہیں۔ قرآن مجید کی مکمل حفاظت کا وعدہ اللہ عز و جل نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس میں کسی بھی قسم کی ادنیٰ سی تبدیلی شرعاً محال ہے، ارشاد ہے:

”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“ (۱) ہم نے قرآن نازل فرمایا ہم اس کے محافظ ہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن کا موجودہ اعراب منزل من اللہ کے خلاف ہے۔ اگرچہ اس کا یہ قول کسی ایک آیت ہی کے بارے میں ہو وہ کافر مرتد ہے۔ اس لیے کہ وہ قرآن منزل من اللہ کا منکر ہے اور جو قرآن نہیں، اسے قرآن مانتا ہے۔ یعنی مثلاً آیہ تطہیر کا جو اعراب ہے بلاشبہ یہی قرآن ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ یہ غلط ہے قرآن نہیں۔ اور اس کے خلاف کو قرآن بتاتا ہے حالانکہ وہ قرآن نہیں۔ اور جو شخص قرآن کی آیت تو بڑی چیز ہے اگر ایک لفظ کو کہے کہ یہ قرآن نہیں وہ کافر ہے۔ یوں ہی جو قرآن نہیں اسے قرآن بتائے وہ بھی کافر ہے۔ عالم گیری میں ہے:

”اذا انكر الرجل اية من القرآن كفر كذا في التاتار خانية“ (۲) علاوہ ازیں یہ شخص قرآن مجید میں رد و بدل کا قائل ہے۔ جو آیت مذکورہ ”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“ کا انکار ہے، اس طرح یہ بھی کافر ہو گیا۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے، تجدید ایمان کرے، بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## قرآن مجید کا رسم الخط بدلنا حرام ہے

مسئولہ: عبد المجید طالب علم ضیاء العلوم خیر آباد، ضلع اعظم گڑھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں: إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ کا ترجمہ کرتے ہوئے دوران تقریر کوئی کہے کہ اگر انسان گنہگار ہوگا۔ اور جب انسان گنہگار ہوگا تو اس کے ساتھ خدا

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورۃ الحجر، آیت: ۹

﴿۲﴾ عالم گیری، جلد: ۲، ص: ۲۶۶



ہوگا اور جب انسان گنہگار ہوگا تو جہنم میں جائے گا تو کیا اس کے ساتھ خدا بھی جہنم میں جائے گا اور جب خدا جہنم میں جائے گا تو.....

### الجواب

قرآن مجید اسی رسم الخط میں لکھنا فرض ہے جس میں لکھا ہوا ہے۔ رسم الخط بدلنا حرام ہے۔ الصابرین قرآن مجید میں ہر جگہ بے الف کے ہے اس کو اسی طرح لکھنا فرض الف کے ساتھ الصابرین لکھنا حرام ہے۔ آیت تشابہات میں سے ہے اللہ عزوجل کسی کے ساتھ رہنے سے منزہ ہے۔ اس کی تاویل یہ ہے کہ اللہ عزوجل صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## قرآن کی کتنی آیتیں منسوخ ہیں؟

مسئولہ: محمد سعید قریشی، نرولی منوی، بارہ بنکی (یو. پی.) - ۱۳ جمادی الآخرہ ۱۴۰۶ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کچھ عالموں نے مجھ سے زبانی کہا کہ قرآن مجید فرقان حمید میں پانچ آیتیں منسوخ ہیں جن عالموں نے مجھ سے کہا ان علمائے کرام کے اسمائے گرامی تحریر کرتا ہوں: مولانا محمد عثمان صاحب جو کہ تبلیغی نصاب کتاب میں قرآن شریف و حدیث شریف کا ترجمہ کیا ہے، دوسرے مولانا عبدالرشید صاحب اعظمی فارغ شدہ (براؤں شریف) تیسرے مولانا انور صاحب مصباحی فارغ جامعہ اشرفیہ مبارک پور چوتھے ایک تفسیر ہمارے پاس موجود ہے جو کہ مولانا وحید الزماں صاحب اپنے نام تفسیر وحیدی لکھی ہے جس میں ص: ۲۸۸ پر مولانا صاحب نے رقم کیا ہے کہ پورے قرآن مجید میں پانچ آیتیں منسوخ ہیں جن پر مکمل علماء صاحبان کا اتفاق ہے مگر مولانا صاحب پارہ یا کہ سورۃ یا کہ آیت کا کوئی خبر تحریر نہ فرمایا جس کی وجہ سے یہاں آپسی تعلقات میں خلل واقع ہو گیا ہے کوئی کہتا ہے کہ بالکل غلط ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے۔ لہذا آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اگر واقعی آیتیں منسوخ ہیں تو پوری آیت، پوری سورت نام پارہ مکمل لکھ کر روانہ کر کے مسرور و مشکور فرمائیں۔ فقط والسلام، خیر الکلام۔

### الجواب

آپ پر لازم تھا کہ ان علماء میں جو لوگ حیات ہیں ان سے دریافت کرتے وہ اس کی پوری وضاحت کر سکتے تھے۔ قرآن مجید میں کتنی آیتیں منسوخ ہیں اس کے بارے میں علماء کے مابین کافی اختلاف ہے۔ قاضی ابوبکر بن عربی نے فرمایا کہ سورہ براءت کی اس آیت: ”فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ“ (۱) نے ایک سو بیس آیتوں کو منسوخ کر دیا پھر یہ بھی آیت کریمہ: ”حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ أِسْلَمَ“ (۲) نے ایک سو بیس آیتوں کو منسوخ کر دیا پھر یہ بھی آیت کریمہ: ”وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَمَا قَاتَلُوا“ (۳) نے ایک سو بیس آیتوں کو منسوخ کر دیا۔

﴿۱﴾ قرآن مجید، پارہ: ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت: ۵۔

یَدُ وَهُمْ صَلَغُونَ۔<sup>(۱)</sup> سے منسوخ ہے۔ خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی نے الاتقان میں یہ تحقیق فرمائی کہ صرف بیس آیتیں منسوخ ہیں یہ اختلاف اصل میں نسخ کے معنی کے تعین کے بنا پر ہے ہمارے ائمہ احناف تخصیص کو نسخ مانتے ہیں اور حضرات شوافع تخصیص کو نسخ نہیں مانتے۔ علامہ جلال الدین سیوطی چوں کہ شافعی ہیں اس لیے ان کے یہاں اس قاعدے کی بنیاد پر منسوخ آیتوں کی تعداد بہت کم ہو گئی، پھر انھوں نے ہی ان آیتوں کے بارے میں جو آیت سیف سے منسوخ ہوتی ہیں یہ فرمایا کہ وہ سب حالت ضعف کے ساتھ خاص ہیں اور آیت سیف قوت و استطاعت کے ساتھ اس طرح ایک سو بیس منسوخ آیتوں کو انھوں نے کم کر دیا۔ ان سب کی تحقیق و تنقیح کے لیے کافی عرق ریزی اور وقت کی ضرورت ہے، میں کمزور ہو چکا ہوں فرصت بھی نہیں اس لیے اس سے زیادہ کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ پوری تنقیح کے لیے اگر فرصت و قوت ہو لکھا جائے تو ڈھائی تین سو صفحے کا رسالہ ہوگا اور کم از کم سب کام چھوڑ کر اسی کے ہو جائیں تو ایک ماہ صرف ہوں گے مفسرین اور فقہانے جو تفصیلات متیح کر دی ہیں اس پر اعتماد کرنا ہمارے لیے کافی ہے اب اس راہ کی دشواری کا اندازہ اس سے کریں کہ اتقان میں علامہ سیوطی نے یہ تحریر فرمایا کہ صرف بیس آیتیں منسوخ ہیں اور جلالین اٹھا کر دیکھیے تو یہ تعداد کہاں تک پہنچی ہے جب کہ سورہ بنی اسرائیل تک انھیں کی تفسیر ہے نیز جب کہ خطبے میں لکھ چکے ہیں اس تفسیر میں ارنج اقوال پر اعتماد ہے ان سب گتھیوں کو سلجھانے کے لیے کافی مطالعے اور عرق ریزی کی ضرورت ہوگی جس سے میں معذور ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ:- وحید الزماں غیر مقلد تھا اس کی باتوں کا کیا اعتبار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا سورہ توبہ کی پانچویں آیت منسوخ ہے

قرآن پاک کی بہت سی آیتیں منسوخ ہیں مگر تلاوت باقی ہے۔

مسئولہ: شیخ علاء الدین ۴۷۰/۲ گاندھی روڈ چٹیل بازار، پوسٹ و تھانہ نج ۲۴/ پرگنہ بنگال- ۲۵/ ذوقعدہ ۱۴۱۹ھ

① مسئلہ مولوی صاحب نے کہا کہ قرآن کے دسویں پارہ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۵ منسوخ ہو گئی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

② ایک دوسرے عالم نے کہا کہ قرآن کی جو آیت منسوخ کی گئی ہے اسے پڑھا جائے لیکن عمل نہیں کیا جائے کیا انھوں نے صحیح کہا؟

## الجواب

① سورہ توبہ کی پانچویں آیت منسوخ نہیں وہ اب بھی محکم ہے مگر اس پر عمل کرنے کے لیے سلطان اسلام

باقوت شرط ہے۔ شرط کا نہ پایا جانا اور بات ہے اور آیت کا منسوخ ہونا اور بات۔ جس مولوی نے یہ کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے اس پر توبہ فرض ہے اور وہ یقیناً گمراہ بد دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
 ۲ یہ قول صحیح ہے، قرآن مجید کی بہت سی آیتیں منسوخ ہیں مگر ان کی تلاوت باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## آیات متشابہات کا علم اللہ و رسول کے سوا اور کسی کو ہے یا نہیں؟

مسئلہ: محمد عبدالرحمن رضوی، حضرت خواجہ بابا دربار، مقام و پوسٹ ڈڈلہا، ضلع پرلیا، مغربی بنگال

مسئلہ عمر کہتا ہے کہ آیات متشابہات، حروف مقطعات یا غیر مقطعات کا معنی و مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان پوشیدہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی کو بھی اس کا معنی و مراد معلوم نہیں ہے۔ کیا عمر کا کہنا صحیح ہے اور جو شخص یہ کہے کہ آیات متشابہ کا علم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان پوشیدہ نہیں ہے بلکہ اس کا علم مجھے بھی ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

### الجواب

بہت سے عرفا نے فرمایا ہے کہ ہم آیات متشابہات کا معنی جانتے ہیں۔ خود قرآن مجید سے اس کی تائید ہوتی ہے، ارشاد ہے:

”وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ“ (۱)

ایک تفسیر پر اس آیت سے مراد یہ ہے: اور متشابہ کی تاویل اللہ عز وجل اور راہنما فی العلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اس تفسیر کی بنا پر اگر واقعی کوئی راہنما فی العلم ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں اس کا معنی جانتا ہوں تو اس کی تکذیب نہیں کی جاسکتی، لیکن کہنے والا اگر جاہل بے باک ہے تو وہ ضرور جھوٹا ہے، مگر یہ کہ یہ کہے کہ میں نے یہ معنی کسی عالم راہنما فی العلم معتمد سے سنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## سورہ ملک کی فضیلت۔ ایمان امید و یاس کے درمیان ہے۔

مسئلہ: محمد علی، امام مسجد نیچو پانڈے ٹولہ، جلال پور، گویال گنج (بہار)۔ ۳۰ ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ

مسئلہ سورہ ملک کی آیت کریمہ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَفُوْرُ الَّذِي یعنی وہ اور زبردست بخشنے والا ہے، تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ عزیز کے معنی زبردست کے ہیں۔ حقیقت میں وہ ایسا زبردست ہے کہ اس کے علم کے آگے سب زبردست زیر ہیں۔ غفور کے معنی بخشنے والا، حقیقت میں وہ بخشنے والا ایسا ہے کہ ایسے کلمہ گو لوگوں کو جنہوں نے اپنی تمام عمروں میں کوئی نیک کام نہیں کیا دوزخ سے نکال کر جنت میں بھیج دے گا۔ چنانچہ صحیح

بخاری اور مسلم شریف میں ابوسعید خدری کی ایک بہت بڑی حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ اس میں دریافت طلب یہ ہے کہ قیامت کے دن تو یقینی بخش دے گا، مگر قبر کے اندر اللہ تبارک و تعالیٰ کیا معاملہ کرے گا صاف طور سے سمجھایا جائے، جو لوگ سورہ ملک حسب الحکم اپنے پیر مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے بلا ناغہ برابر ہمیشہ سورہ ملک بعد نماز عشا کے اور سونے کے وقت پڑھتے ہیں۔ اس کا معاملہ قبر میں کیسا ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتلایا جائے۔

### الجواب

قبر میں حشر میں کس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اس کو آج کوئی بھی نہیں بتا سکتا۔ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے اور اس کی گرفت بھی بہت سخت ہے، وہ رحم و رحیم بھی ہے، اور جبار و قہار بھی۔ کبھی کبھی بڑے بڑے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور کبھی چھوٹے سے جرم پر سخت گرفت فرماتا ہے اور اعمال پر جو ثواب کا وعدہ ہے وہ ان کے قبول ہونے پر موقوف ہے۔ اعمال صالحہ کا مقبول ہونا کسے معلوم اور مقبول ہونے کے جو شرائط ہیں، اکثر مفقود، اکل حلال، صدق مقال کما حقہ طہارت، حضور قلب آج کتنے کو نصیب ہے۔ سورہ ملک کی یہ فضیلت احادیث میں وارد ہے۔ جو عشا کی نماز کے بعد پڑھے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا یہ بھی اسی پر موقوف ہے کہ یہ پڑھنا مقبول ہو، اس کی امید رکھنی چاہیے کہ ہم جو عمل خیر کریں گے اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اسے قبول فرمائے گا۔ ایمان امید و یاس کے مابین ہے۔ ہر وقت اس کی رحمت سے امید رکھنی چاہیے اور ہر آن اس کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### کلام نفسی کی تشریح

مسئلہ: محمد ابراہیم قادری رضوی، دارالعلوم جماعت شاہ کے آرپورم، بانس، کرناٹک

”الكلام النفسی عبارة عن صفة قديمة قائمة بذات الله تعالى منافية عن السكوت والخرس“ میں ”منافية عن السكوت والخرس“ کی واضح تشریح فرمائیں؟

### الجواب

انسان عادی ہے کہ کلام کرنے کو آواز پیدا ہوا اللہ عزوجل کا کلام آواز سے پاک ہے۔ اسے بتانے کے لیے منافية عن السكوت فرمایا سکوت کو ہر شخص جانتا ہے اور اضداد میں ایک ضد کی انتفاء سے دوسرے ضد کو سمجھنا آسان ہوتا ہے، تو اس عبارت کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ عزوجل کا کلام بغیر آواز کے ہے۔ بغیر آواز کے کلام کیا چیز ہے اس کو یوں سمجھ لیجیے سکوت کی ضد ہے بمعنی مقابل۔ گونگا آواز نکالتا ہے تو اس کی آواز کلام نہیں اس لیے کہ وہ ایسے الفاظ نہیں نکال پاتا جو معنی کے لیے وضع کیے گئے ہوں، گونگے کی آواز بھی سکوت کے منافی ہے مگر وہ کلام نہیں۔ تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ اللہ عزوجل کا کلام بھی اس طرح ہو کہ اس کے کوئی معنی نہ



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ قرآن حکیم

ہوں۔ اس کے ازالے کے لیے والنخس کی قید اضافہ کی گئی، جس کا حاصل یہ ہوا کہ اس کا کلام آواز سے پاک ہوتے ہوئے بھی بامعنی ہے۔ مزید تشریح کی فرصت نہیں۔ اپنے اساتذہ کی طرف رجوع کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

## قرآن پر ایمان لانا فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟

مسئلہ: محمد اعجاز اصغر نوری، سہی پور، کٹیہار (بہار)۔ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۹۹ء

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں فقہائے عظام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں۔  
قرآن مقدس پر تفصیلاً ایمان لانا فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ اور تفصیلی ایمان لانا ہر وقت فرض ہے یا کسی حالت کے پیش نظر؟ نیز قرآن مقدس پر تفصیلاً واجمالاً ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

### الجواب

فرض عین قرآن مجید پر اجمالی ایمان لانا ہے، اجمالی ایمان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ قرآن مجید میں مذکور ہے وہ حق اور صحیح ہے شرط یہ ہے کہ قرآن میں مذکور کسی چیز کا انکار نہ کرتا ہو تفصیلی ایمان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں جو کچھ مذکور ہے ان سب کو تفصیل سے جانے اور سب کو حق مانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ۔

## پہلے قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے یا پہلے حدیث پر؟

مسئلہ: حافظ محمد مقصود عالم رضوی القادری، مدرسہ گلشن بغداد، کرگلی بازار، پوسٹ بر، موضع گریڈیہ، بہار

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ ہمارا ایمان پہلے قرآن پر ہے حدیث پر نہیں اور بکر کا کہنا ہے کہ پہلے قرآن کے لانے والے مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف پر ہے؟ اب غور طلب بات یہ ہے کہ مومن کا ایمان پہلے قرآن پاک پر مانا جائے یا حدیث پاک پر؟ مفصل تحریر فرمائیں تاکہ ایمان محفوظ رہے۔

### الجواب

اس قسم کی موشگافیاں واقعی ایمان کو خطرے میں ڈال دیتی ہیں جس طریقے سے قرآن مجید پر ایمان لانا فرض ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام ارشادات پر ایمان لانا فرض ہے۔ اگر ایک آن بھی ایسا گزرا کہ قرآن پر ایمان ہو اور احادیث پر ایمان نہ ہو تو آدمی کا فر ہو جائے گا، اور پہلے اور بعد کی تشقیق کرنے کو یہ لازم ہے۔ پہلے قرآن پر ایمان لایا بعد میں احادیث پر ایمان لایا تو اس کو لازم کہ پہلے درجہ میں احادیث پر ایمان

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ قرآن حکیم

نہیں تھا۔ اور یہ بھی کفر۔ اسی لیے علمائے یہ فرمایا ہے کہ ایمان نام ہے ان تمام باتوں کو دل سے سچا جاننے اور زبان سے ان کے حق ہونے کے اقرار کرنے کا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی طرف سے لائے۔ جن کا ثبوت قطعی اور ضروری ہے، اس میں قرآن بھی داخل ہے اور احادیث بھی داخل ہیں، اور آگے پیچھے کا وہ اڑنگا نہیں جو لوگ بیکار بیٹھے بیٹھے آگے پیچھے کی شقیں نکالتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا ہر انسان قرآن کے معانی کو سمجھ سکتا ہے؟

مسئلہ: محمد شبیر عالم رضوی خرا دی، محلہ پی بی روڈ، ہسلی، دھارواڑ، کرناٹک

﴿مسئلہ﴾ قرآن و مقطعات قرآن کو ہر انسان سمجھ سکتا ہے یا نہیں؟

### الجواب

مقطعات قرآنیہ کا علم بر بنائے مذہب محقق علمائے راہنہ کو بھی ہے عوام بلکہ آج کل کے خواص اس راز پر مطلع نہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کا سمجھنا عوام کے بس کی بات نہیں صحابہ کرام عربی تھے، ان کی زبان میں قرآن نازل ہوا، مگر وہ بھی اس وقت سمجھے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تعلیم دی قرآن کریم میں ہے: ”وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ“ (۱) اور انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے۔ یہ کہنا کہ عوام قرآن مجید کے معانی کو حتیٰ کہ مقطعات تک کے معانی کو سمجھ سکتے ہیں یہ کفر ہے۔ قرآن مجید کا انکار ہے، اور گمراہی کی جڑ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## قرآن حکیم کا ہم پر کیا حق ہے؟ نماز کا ہم پر کیا حق ہے؟

مسئلہ: رسول بخش یوسف، بلرام پور

﴿مسئلہ﴾ قرآن حکیم و نماز کا حق ہم لوگوں پر کیا ہے؟

### الجواب

قرآن حکیم کا حق ہم لوگوں پر یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے۔ نماز کا حق یہ ہے کہ اس کو اس کے وقت میں جملہ شرائط و ارکان و واجبات، آداب کے ساتھ ادا کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ننگے سر قرآن مجید کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ: حافظ محمد ارشاد انصاری، کالپی شریف، ضلع جالون۔ ۳۰ اگست ۱۹۹۹ء

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کا ملین اس مسئلہ پر۔

کیا قرآن شریف کو ننگے سر جان بوجھ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایک حافظ و قاری استاذ بھی پڑھنے والے بچوں سے قرآن شریف سن سکتا ہے ننگے سر، یہ جائز ہے یا ناجائز؟

### الجواب

ننگے سر قرآن شریف پڑھنا یا سننا بہر حال ممنوع ہے اور اگر معاذ اللہ استخفاف کی نیت سے ہو تو کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۰ جمادی الآخرہ ۱۴۲۰ھ۔

کافروں کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی۔

ایک روایت کے متعلق سوال۔

تخفیف عذاب نار، ابوطالب و ابولہب کی خصوصیت ہے

مسئلہ: حکیم مولوی ثار احمد مکتب اسلامیہ، پیگاپور، ضلع سلطان پور (یو. پی.)

﴿مسئلہ﴾ ایک رسالہ نام ”فضائل قرآن“ مولوی اشرف علی تھانوی میں مندرجہ ذیل عبارت درج ہے۔ ”فقہ ابو الیث سمرقندی نے لکھا ہے۔ یزید بن حبیب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس نے یاد کیا قرآن مجید تخفیف کی جائے گی، اس کے ماں باپ پر عذاب کی اگرچہ ہوں وہ کافر“ قرآن و حدیث کی روشنی میں مذکور عبارت کیسی ہے؟

### الجواب

یہ روایت صحیح نہیں کسی بھی کافر کے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی۔ ارشاد ہے:

”خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ“ ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر عذاب ہلکا ہو اور نہ

انہیں مہلت دی جائے۔

”وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ“ (۱)

تخفیف عذاب نار ابوطالب اور ابولہب کی خصوصیات سے ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

## انہ یرکم ہو و قبیلہ سے حاضر ناظر ہونے پر استدلال صحیح ہے یا نہیں؟

مسئولہ: محمد تسیر الدین، بزم اشرف، دارالعلوم دیوان شاہ بھونڈی - ۲۸/ صفر ۱۴۰۳ھ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

قرآن مجید کے پارہ ۸/ سورۃ اعراف کے رکوع ۱۰/ آیت ۲۷ پر اللہ کا قول ”اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطٰنَ اَوْلِيَاءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ.“ اس میں جب شیطان کا ایک وصف بیان ہے کہ وہ حاضر و ناظر ہے بھی تو وہ مومن کے بھلائی کا ارادہ کرتے ہی بہکانا شروع کر دیتا ہے۔ تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسی آیت کو محبوب الہی کا وصف شمار کر سکتے ہیں اگر کر سکتے ہیں تو پھر کس طور پر محبوب الہی کے وصف پر استدلال پکڑیں گے اور اس استدلال کی تائید کن کے قول سے ہوگی۔ با وضاحت بیان فرمائیں، مع حوالہ جن سے ثابت ہو جائے کہ جو آیت شیطان کے وصف پہ ہو اس سے محبوب الہی کا وصف بھی مستدل ہو سکتا ہے؟

### الجواب

آپ نے آیت غلط لکھی آیت یوں ہے: ”اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطٰنَ اَوْلِيَاءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ.“ (۱) آپ نے ہُو سے پہلے ایک واؤ کا استعمال کیا اور الشیطان کو الشیطن لکھا۔ قرآن مجید کو رد و بدل کر کے لکھنا حرام و گناہ ہے اس لیے پہلے آپ توبہ کریں۔ (۲) کچھ اوصاف محمودہ ایسے ہوتے ہیں جو مومن اور کافر سب میں مشترک ہیں۔ مثلاً زندہ رہنا، دیکھنا، سننا، بولنا یہ مومن میں بھی پائے جاتے ہیں اور کافر میں بھی، اب اگر کوئی یہ کہے کہ دیکھنا، سننا کافر کا وصف ہے۔ لہذا کسی مسلمان میں یہ وصف نہیں ہونا چاہیے یہ کہنے والے کی جہالت ہے۔ مثلاً یہی لے لیجیے کہ شیطان زندہ ہے چلتا ہے، پھرتا ہے، تو کیا زندہ رہنا چلنا پھرنا سب شیطانی وصف ہوں گے، اور مسلمانوں کو زندہ رہنا چلنا پھرنا، حرام و گناہ اور کفر ہوگا۔ اس سے قطع نظر کہ شیطان حاضر و ناظر ہے یا نہیں پہلے یہ طے کر لینا چاہیے کہ یہ وصف محمود ہے یا مذموم اگر مذموم ہے تو اسے شیطانی وصف کہنا درست اور اگر محمود ہے تو اب آپ سوچئے کہ ایک وصف محمود کو آپ نے شیطانی وصف کہہ کر کس جرم کا ارتکاب کیا۔ آپ بتائیے آپ کے اعتقاد کے مطابق اللہ عز و جل حاضر و ناظر ہے یا نہیں، اگر ہے اور آپ حاضر و ناظر کو شیطانی فعل اور وصف مانتے ہیں تو پھر آپ کیا ہوئے میرے علم میں یہ بات نہیں کہ کسی سنی عالم نے اس آیت سے محبوبان خدا کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کیا ہو۔ اگر آپ کے علم میں ہو تو بتائیے،

﴿۱﴾ قرآن مجید، پارہ: ۸، سورۃ الاعراف، آیت: ۱۲۷۔

﴿۲﴾ نوٹ: سائل نے آیت کریمہ غلط تحریر کیا تھا، اس پر شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تنبیہ فرمائی، لیکن ترتیب دیتے وقت سوال میں ہم نے آیت کریمہ صحیح لکھ دیا ہے۔ محمد نسیم مصباحی



ہاں اتنا ضرور ہے کہ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت یہ لکھا ہے۔  
 ”جب رب نے گمراہ کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو سارے جہان کے ہادی ہیں انھیں بھی حاضر و ناظر بنایا، تاکہ دوا بیماری سے کمزور نہ ہو۔“ یہ استدلال نہیں، ایک نکتہ بیان کرنا ہے کہ شیطان کو جب حاضر و ناظر بنایا اور وہ اپنی اس قوت سے عالم کو گمراہ کرتا پھرتا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی حاضر و ناظر بنایا تاکہ گمراہ کرنے والا ہدایت دینے والے سے طاقت میں بڑھا ہوا نہ رہے بلکہ ہدایت دینے والا شیطان کے شر کو دور فرمانے والا طاقت میں اس سے زیادہ رہے شیطان بمنزلہ بیماری ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بمنزلہ دوا۔ دوا اگر بیماری سے کمزور ہوگی تو اس سے نفع نہ پہنچے گا، دوا کو بیماری سے قوی ہونا ضروری ہے۔ اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی حاضر و ناظر بنایا۔

رہ گئی یہ بات کہ یہ کن کن تفسیروں میں لکھا ہوا ہے اس سے اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ قیاس بھی حجت شرعیہ میں سے ایک دلیل ہے اور یہ بھی قیاس ہی ہے اور صحیح قیاس ہے اور صحیح قیاس ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اس قیاس پر کوئی اعتراض ہو تو لکھیں۔ قرآن مجید کی شان یہ ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا: ”لا ینقضی عجائبہ۔“ (۱) اور علمائے فرمایا: ”کم ترک الاولون للآخرین۔“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## قرآن مجید کی تعظیم فرض ہے

### قرآن مجید کے متعلق نازیبا الفاظ کہنا کفر ہے

مسئلہ: انوار الحق، تکیہ آدم شاہ، جے پور-۱۹/ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ۔

سلیمان پدوکڑی برف والے اپنی برادری کے چند اشخاص کے ساتھ برادری کی میٹنگ میں شریک تھے۔ کسی معاملے میں بات بڑھ گئی ان کو سمجھانے کے لیے قرآن شریف کا حوالہ دیا گیا تو سلیمان آپ سے باہر ہو گئے اور انھوں نے قرآن پاک کے متعلق ایسے نازیبا الفاظ کہے جن کو تحریر کرتے ہوئے قلم لرزتا ہے۔ انھوں نے اپنے عضو مخصوص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کو اس پر رکھ دو، ایسے شخص سے رشتے ناتے رکھ سکتے ہیں یا نہیں اور اب ایسے شخص کو برادری میں رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ تشریح فرما کر مشکور فرمائیں۔

## الجواب

یہ سلیمان اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی

اس کے نکاح سے نکل گئی، اس پر فرض ہے کہ فوراً اُلاتا خیر اس کفری گندے کلمے سے توبہ کرے، اور اقرار کرے کہ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے اس کی تعظیم و تکریم فرض ہے۔ کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو۔ نئے مہر کے ساتھ بیوی سے نکاح کرے اگر یہ توبہ، تجدید ایمان و نکاح کر لے نبھا ورنہ مسلمان اس سے بالکلیہ بائیکاٹ کر لیں۔ میل جول، سلام کلام بالکل بند کر دیں۔ بیمار پڑ جائے تو دیکھنے نہ جائیں، مر جائے تو اس کے کفن و دفن جنازہ میں شریک نہ ہوں۔ جو اس سے میل جول رکھے گا، جہنم کا مستحق ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## قرآن کی تحریف کرنے والے کا حکم

### یہ کہنا کہ قرآن مجید میں انگریزی الفاظ ہیں کفر ہے

مسئولہ: شفیع احمد، روم نمبر ۶ بلاراپور، ہبلی، کرناٹک - ۲۵/شوال ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ زید کوئی عالم دین نہیں نہ وہ کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کیا ہے بلکہ علمائے کرام سے سن کر اور کچھ کتابوں کے مطالعہ کے بعد وہ ایک مجلس سے خطاب کرتے ہوئے قرآن کے الفاظ کو انگریزی الفاظ سے تشبیہ دیتے ہوئے غلط بیانی سے کام لیا۔ زید نے کہا قرآن میں ہمیں بہت سارے انگریزی حروف ملتے ہیں۔ مثلاً ”قل هو“ ”هو“ ”Who“ یہ انگریزی لفظ ہے جس کا معنی کون ہے۔ ”اللہ الصمد“ میں ”هص“ نہیں بلکہ ”هوز“ ”Whos“ ہے جس کا معنی کس کا ہے اور سورہ کوثر میں ”وَأَنفَحُوا“ یہ ”Her“ کا لفظ ہے جس کا معنی انگریزی گرامر میں صرف عورت و لڑکی کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کا معنی ہے وہ لڑکی یا وہ عورت اس کے علاوہ اور بہت سارے حروف کو رد و بدل کر کے انگریزی بتا کر اس کا ترجمہ کیا جو کہ بالکل غلط ہے جس طرح مذکورہ بالا حروف میں پتہ چلتا ہے۔ لہذا مذکورہ بالا الفاظ کے رد و بدل سے اور اس کے ترجمہ کے تغیر سے زید پر اور سامعین پر شریعت اسلامیہ کی رو سے توبہ وغیرہ عائد ہوتی ہے یا نہیں؟ اور سننے والے اشخاص میں بے شمار شادی شدہ افراد تھے کسی نے اسے روکا نہیں بلکہ داد و تحسین سے نواز رہے تھے، اور وہ واعظ انگریزی میڈیم سے تعلیم حاصل کیا ہے۔ لہذا زید اور سامعین کا کیا حکم ہے اور کیا ایسا کر سکتے ہیں؟ بینواتو جروا۔

## الجواب

زید اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اسی طرح اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اسی طرح جن لوگوں نے اس کی داد و تحسین کی اسے پسند کیا اسلام سے خارج کافر و مرتد ہو گئے۔ سب کے اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں۔ اس نے پہلا کفر یہ کیا، یہ کہا کہ قرآن مجید میں انگریزی الفاظ ہیں۔ قرآن مجید میں کوئی انگریزی لفظ نہیں۔ یہ کہنا کہ قرآن مجید میں

انگریزی الفاظ ہیں کفر ہے۔ اور قرآن مجید کی متعدد آیتوں کا انکار جن میں صراحت کے ساتھ فرمایا گیا کہ قرآن عربی ہے یہ عربی زبان میں ہے، دوسرا کفر جو اس سے زیادہ اجنبی ہے وہ یہ کہ جو اس نے ”قل ہو“ اور ”اللہ الصمد“ اور ”انحر“ کے معنی میں تحریف کی ہے زید احمق کو یہ بھی ہوش نہیں۔ نیز داد دینے والے سفیہوں کو بھی یہ ہوش نہیں کہ قرآن مجید کے الفاظ کریمہ کے معنی کچھ اور ہیں۔ اور اس نے جو انگریزی الفاظ کے معنی بتائے کچھ اور ہیں پھر دونوں ایک کیسے ہیں۔ تلفظ میں، تشابہ سے لفظ ایک نہیں ہوتا ہے۔ ”قل ہو“ کے معنی یہ ہیں۔ فرما دو وہ یعنی اللہ، اور اس نے جو انگریزی لفظ کا معنی بتایا ”Who“ کون ہے۔

”صمد“ کے معنی بے نیاز کے ہیں، اور یہ لفظ ”ص“ سے ہے۔ اولاً انگریزی میں ”ص“ ہے نہیں صرف ”S“ (ایس) ہے۔ جسے انگریز ”س“ کی طرح ادا کرتے ہیں پھر اس کا جو معنی بتایا وہ بالکل مہمل، جس کا لفظ صمد سے کوئی تعلق نہیں، اور یہی حرکت ”وا نحر“ میں بھی کی ہے۔ انگریزی میں بڑی ”ح“ نہیں صرف ”H“ (ایچ) ہے جسے انگریز چھوٹی ”ہ“ کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ ”انحر“ کے معنی ہیں قربانی کر اور اس نے ”ہز“ کے جو معنی لکھے کہ عورت یا لڑکی کے لیے استعمال ہوتا ہے اس کا ”انحر“ سے کیا تعلق پھر ”انحر“ ”ن“ کے ساتھ ایک لفظ ہے اور اس نے صرف ”ہز“ کو لیا ہے بہر حال یہ قرآن مجید کی تحریف معنوی ہے جو صریح کفر ہے۔ میرا ظن غالب ہے کہ یہ شخص نیم پاگل ہے خدا کرے ایسے ہی ہو کہ کفر سے بچ جائے گا۔ جاہل سے جاہل بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## و وجدک ضالاً میں تھانوی کے ترجمے سے حضور کا خطا وار ہونا

### ثابت ہو رہا ہے؟

مسئلہ: محمد حسین عزیزی مقام مہودا پوسٹ مہودا، ضلع مغربی چمپارن، بہار۔ ۱۹ رجب ۱۴۱۱ھ

﴿مسئلہ﴾ اشرف علی صاحب نے جو سورہ فتح کا ترجمہ کیا ہے کہ بیشک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی اور پچھلی خطائیں معاف کر دے۔ اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے یوں ترجمہ کیا ہے (بیشک ہم نے آپ کو روشن فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے سب سے آپ کے اگلوں کے اور پچھلوں کی خطائیں معاف فرما دے) زید کا کہنا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے حضور بے گناہ ثابت ہو رہے ہیں اور اشرف علی کے ترجمہ سے حضور گنہگار ثابت ہو رہے ہیں۔ کیوں کہ انبیاء معصوم عن الخطا ہوتے ہیں اگر یہ بات صحیح ہے تو از روئے اسلام ایسا ترجمہ کرنے والے کو شریعت اسلامیہ کیا کہتی ہے؟ دلائل کی روشنی میں واضح کیا جائے اور خالد کا کہنا ہے کہ اشرف علی صاحب اور اعلیٰ حضرت کے ترجمے کا ایک ہی مفہوم ہے، اس معاملہ کو لے کر بستی میں کافی طوفان مچا

ہوا ہے۔ لہذا اس کا جواب جلد سے جلد عنایت فرمائیں۔

### الجواب

تھانوی صاحب کے ترجمے سے ہر شخص کو یہی سمجھ میں آئے گا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطا صادر ہوئی، جسے اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا۔ کیوں کہ اگر خطا صادر نہ ہوتی تو پھر معاف فرمانے کا کیا مطلب ہوتا؟ اور یہ بھی صحیح ہے کہ حضرات انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل نبوت اور بعد نبوت ہر گناہ سے معصوم تھے۔ تھانوی صاحب کے ترجمے سے اس عقیدے پر ضرور ضرب پڑتی ہے مگر اس کی ان سے کیا شکایت جب کہ انھوں نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو ہر کس و ناکس بچوں اور یا گلوں کے علم ایسا لکھ دیا۔ ان کی عبارت یہ ہے ”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض علوم غیبیہ ہیں یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا ایسا علم غیب تو ہر زید، عمر، بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوان و بہائم کو بھی حاصل ہے۔“ اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے۔ دیوبندی مذہب کی تو بنیاد ہی اسی پر قائم ہے تفصیل کے لیے منصفانہ جائزہ کتاب کا مطالعہ کریں۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اہل سنت کے عقیدے کو سامنے رکھ کر جو ترجمہ فرمایا ہے وہ صحیح اور حق ہے، اس میں کوئی غبار نہیں۔ واضح ہو کہ یہ ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے اور اردو میں خطا کے معنی گناہ اور غلطی کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا اپنے آپ کو سنی کہہ دینا سنی ہونے کے لیے کافی ہے؟  
اعلیٰ حضرت کے ترجمے پر تھانوی کے ترجمے کو ترجیح دینے والا  
دیوبندی ہے؟ دیوبندیوں سے چند سوالات

مسئلہ: محمد ہاشم القادری، موضع پکری، پکوہی، پوسٹ پکری پکوہی، مظفر پور، بہار

- ① زید پیش امام ہے اور برسر اعلان کہتا رہتا ہے کہ خدا کی قسم ہم سنی ہیں صحیح العقیدہ ہیں۔ بکر زید کے اقوال و افعال کو بحضور قاضی شریعت پیش کرتا ہے اور گزارش کرتا ہے کہ از روئے شریعت کیا حکم ہے؟ مطلع فرمائیں؟
- ② زید اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ترجمہ کیے ہوئے قرآن پر اشرف علی تھانوی کے ترجمہ کو ترجیح دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اشرف علی تھانوی کا ترجمہ اچھا اور بھلا معلوم ہوتا ہے۔
- ③ بکر اور زید دونوں میلاد پڑھ رہے تھے، دوران تقریر بکر نے کہا قبر پر اذان دینا اچھا ہے اور مردے کے



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ قرآن حکیم

لیے بھلائی ہے۔ قبر پر اذان دلوانا چاہیے زید کی جب باری آئی تو زید نے کہا کہ اذان دینا قبر پر کوئی ضروری نہیں۔ چہ جائے کہ ثواب ہے۔ اس پر زور نہیں ڈالنا چاہیے۔ اب ایسی صورت حال میں بحضور قاضی شریعت سے التماس ہے کہ از روئے شریعت حکم سے مطلع فرمایا جائے۔

### الجواب

محض یہ کہہ دینے سے میں سنی ہوں کوئی سنی نہیں ہو جاتا۔ جب کہ اس کے دوسرے احوال اسے جھٹلا رہے ہوں، زید کے بارے میں سوال میں جو کچھ مذکور ہے اس سے یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ کوئی دیوبندی ہے جو سنیوں کو دھوکہ دینے کے لیے اپنے آپ کو سنی بتا رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے ترجمے پر تھانوی کے ترجمہ کو وہی ترجیح دے گا، جو دیوبندی ہوگا تھانوی کے ترجمہ میں ایک دو نہیں سیکڑوں فحش غلطیاں ہیں اس نے ترجمے کے نام سے دیوبندی عقائد کو لکھا ہے۔

اس لیے تھانوی کا ترجمہ اسی کو بھلا معلوم ہوگا جو تھانوی کا پیروار ہم عقیدہ ہوگا اور اذان قبر کے سلسلے میں اس کا یہ کہنا کہ کوئی ضروری نہیں چہ جائے کہ ثواب ہے الخ۔ یہ بھی خالص دیوبندی بولی ہے اہل سنت کے معمولات کو بند کرنے کے لیے جب دیوبندیوں کا کوئی زور نہیں چلتا تو وہ یہی لکھتے ہیں۔ اس سے پوچھیے نماز کے باہر قرآن مجید کی تلاوت کرنا ضروری ہے یا نہیں، تہجد پڑھنا ضروری ہے یا نہیں، نماز اشراق، چاشت وغیرہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر کہے ضروری ہے تو اس سے ثبوت مانگئے قیامت تک ثبوت نہیں دے سکتا اور اگر کہے ضروری نہیں تو اس سے پوچھیے کہ یہ سب کیا جائے یا نہیں؟ یہ اس کی جہالت ہے کوئی بھی اذان قبر کو ضروری نہیں کہتا مگر اس سے مردے کو نفع پہنچتا ہے۔ اس لیے اذان قبر دلائی جاتی ہے جس طرح نماز کے باہر قرآن مجید کی تلاوت یا نماز تہجد وغیرہ وغیرہ ضروری نہیں مگر اس میں ثواب ہے، اس لیے کیا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ قرآن وحدیث کو پھینکیے، جلائیے، کفر ہے۔

مسئولہ: محمد ابراہیم

① مسئلہ محمد ابراہیم موضع پوکھری جان تن سکیا کی مسجد کا امام بھی ہے ۲۹ شعبان کو مسجد کے امام اور محلہ والوں نے بھی چاند تلاش مگر چاند نظر نہیں آیا کل ہو کر مسجد کے سکریٹری عمر نے امام صاحب سے کہا کہ امام صاحب ایک روزہ کے بدلے ساٹھ روزے رکھنے ہوتے ہیں۔ قرآن وحدیث کو پھینکیے، جلائیے ہم نہیں مانتے ہیں روزہ توڑا دیا بعد کل ہو کر معلوم ہوا کہ چاند ہو گیا ہے اسی بنا پر سکریٹری نے کہا کہ انیس تاریخ کے بارے میں جو حدیث ہے انیس کو نظر نہ آئے تو پورے مئی کرلو۔ اسی وجہ سے کہ قرآن وحدیث نے روزہ توڑا دیا از روئے

شرع عمر پر کیا حکم ہوگا۔ بینوا تو جرءا۔

② جامع مسجد کے امام وغیرہ نے چاند دیکھا مگر محلہ پوکھری جان کی طرف اطلاع نہ مل سکی، پوکھری جان والوں کا ایک روزہ چھوٹ گیا اب ایک روزہ کے بدلے میں کتنے روزے رکھیں گے۔ ایک روزہ قضا کریں گے؟ بکر کو معلوم ہو گیا کہ چاند ہو گیا ہے جو کہ محلہ والوں کا ممبر ہے لیکن بکر نے اطلاع نہیں کی اور اٹے امام پر بگڑتا ہے آپ نے تحقیق کیوں نہیں کیا اور سکر یٹری نے امام کو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ منافق ہیں میں نے تو قرآن و حدیث کو پھینکنے کے لیے کہا تھا نہ کہ جلانے کے لیے اب یہ بکر سکر یٹری عمر ہی کا ساتھ دیتا ہے از روئے شرع ساتھ دینے والوں کا کیا حکم ہے، جواب جلد نوازیں نوازش ہوگی۔

### الجواب

① مسجد کا سکر یٹری عمر اپنے اس قول کی وجہ سے قرآن و حدیث کو پھینکنے جلائے اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو گیا مسلمان نہیں رہا، اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی عمر پر فرض ہے کہ فوراً ذرا بھی دیر نہ کرے اس کلمہ کفر سے توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور جب تک اپنی بیوی سے نکاح نہ کرے ہاتھ نہ لگائے، اگر عمر توبہ نہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ ہو اور اپنا نکاح کیے بغیر اپنی بیوی کو رکھے رہے تو اس کو برادری سے خارج کر دیا جائے۔ اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیا جائے۔ اگر اسی حال پر مر جائے تو نہ اسے غسل دیا جائے نہ کفن پہنایا جائے اور نہ مسلمان کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے۔ بلکہ اسی طرح اٹھا کر کسی گڈھے میں پھینک کر دبا دیا جائے، تاکہ اس کی بدبو سے لوگوں کو ایذا نہ ہو۔

شریعت کا حکم یہی ہے کہ ۲۹ کو چاند اگر نظر آئے یا اس پر گواہی گزرے یعنی چاند دیکھنے والوں میں دو مرد یا ایک مرد و عورتیں جو سب کے سب دین دار شریعت کی پابند عادل ہوں، یہ گواہی دیں تو دوسرے دن روزہ نہ رکھا جائے اور نماز عید پڑھی جائے ورنہ ۳۰ کا روزہ نہ چھوڑا جائے اور نہ عید کی نماز پڑھی جائے، جو لوگ نہیں مانیں گے وہ ایک نہیں بلکہ کئی گناہ کے مرتکب ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② جب اس محلہ والوں کو اس کی اطلاع نہ ہوئی کہ ۲۹ شعبان کو چاند ہو گیا ہے اور روزہ نہیں رکھا تو ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں اب بعد اطلاع اس روزے کی قضا کریں۔ امام پر واجب نہیں کہ وہ چاند کھوجتا پھرے اس لیے عمر و بکر کا امام کو الزام دینا غلط ہے۔ بکر کو جب اس کی اطلاع تھی کہ چاند ہو گیا ہے تو اس پر فرض تھا کہ محلے والوں کو خبر کرتا، اس نے خبر نہیں کیا تو وہ گناہ گار ہوا نہ کہ امام، عمر جب اس کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے قرآن و حدیث پھینکنے کو کہا تو بھی اس کا حکم وہی ہے جو نمبر ۱ میں گزرا اتنا کلمہ بھی کفر ہے۔ بکر جو عمر کا ساتھ دیتا ہے اگر عمر کے اقوال مذکورہ کو صحیح سمجھتا ہے تو وہ بھی اسلام سے نکل کر کافر ہو گیا اور اگر بکر عمر کے اس قول کو کفر جانتا ہے مگر کسی وجہ سے عمر کا ساتھ دیتا ہے تو وہ سخت گناہ گار اور فاسق ہے اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور ایک کافر بنام مسلمان کا ساتھ نہ دے

اور اگر توبہ نہ کرے عمر کا ساتھ نہ چھوڑے تو اس کو بھی برادری سے خارج کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## قرآن پاک کے چالیس پارے کہنا کفر ہے

مسئلہ: آل نبی خاں، صدر محبوبیہ انجمن کمیٹی، پٹنہ ضلع سرگوجہ (ایم. پی.) - ۱۶/۱۲/۱۴۰۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے متعلق صورت مسئلہ حسب ذیل ہے:

- ① یہ کہ کسی انسان پر کسی ولی اللہ بزرگ کی سواری آتی ہے یا ان کا سایہ ہر وقت یا وقتاً فوقتاً رہتا ہے جن کی مدد سے وہ انسان جس پر بابا ولی اللہ کا سایہ ہے وہ لوگوں کی حاجت روائی کرے یا غیب کی باتیں بتائے، اگر قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہے جو اوپر لکھا گیا تو حوالہ کے ساتھ جواب دینے کی مہربانی کریں اور اگر قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت نہیں تو جو انسان یہ دعویٰ کرے کہ مجھ پر بابا کی سواری آتی ہے۔ اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور جو انسان بابا ولی اللہ کے سواری آنے کا دعویٰ کرے اور کوئی اس پر یقین کرے اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے، اور جو یہ کہے کہ یہ انسان جھوٹا ہے، چار سو بیس ہے اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟
- ② یہ کہ کلام پاک میں کمی زیادتی بتانے والے کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے، کوئی کہتا ہے کہ کلام پاک میں چالیس پارہ ہے تیس پارہ کو تو عوام جانتی ہے مگر دس پارہ سے سبھی لوگ واقف نہیں صرف ہم خاص لوگ یا ولی اللہ لوگ ہی اس سے واقف ہیں۔

- ③ یہ کہ اسی انسان کا کہنا ہے کہ میں جو کرتا ہوں بابا ہی کے حکم سے کرتا ہوں، بیمار کے پاس جا کر ایک موم بتی جلا کر یہ کہنا کہ اب بابا حاضر ہوں گے اور بیمار انسان کو بتانا کہ تم کو سحر ہے جادو ہے یا یہ جسمانی مرض ہے۔ کپڑے میں لیمو لپیٹ کر سوئی چھو کر ترے کو جادو کیا گیا ہے۔ اس طرح اور بھی کچھ جھوٹی سچی غیب کی باتیں بتانا، کیا کسی ادنیٰ انسان کی طاقت و تصرف کی بات ہے جواب سے آگاہ فرمائیں۔

خلاصہ بیان یہ ہے کہ ہمارے یہاں پٹنہ بستی میں حال ہی میں سنر گڑھ سے ایک آدمی آئے جو صوم و صلوة کے پابند نہیں داڑھی مونچھ بھی صفایا ہے، اور فل پینٹ اور شرٹ ہمیشہ پہنتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمارے سنر گڑھ میں حال ہی میں ایک بابا عرب شاہ عرف شکور شاہ ولی اللہ ظاہر ہوئے ہیں۔ ان کے در کا میں خادم ہوں، بابا کی مجھ پر اتنی مہربانی ہے کہ میں ان کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا اور وہ میرے پاس آتے ہیں چاہے میں جہاں سے ان کو بلاؤں وہ آکر مجھ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور میری نظروں کے سامنے حاضر ہوتے ہیں، اور بیماروں کا کچھ جھوٹا سچا واقعہ بتا کر کہتے ہیں کہ بابا کا حکم ہے کہ چندن کی لکڑی اور زعفران دو، تمہاری بیماری ٹھیک ہو جائے گی۔ اگر وہ مریض چندن کی لکڑی نہ دے سکا تو اس سے پیسے ہی لے لیتے ہیں۔ کسی کے پاس چالیس

روپیہ کے کسی سے پچاس، کسی سے ایک سو پچیس غرض کہ اس طرح وہ بہت سے ناجائز حرکت کرتے ہیں۔ جسے عقل گوارا نہیں کرتی اس کی ان حرکتوں کو دیکھ کر چند لوگ جو تھوڑی بہت اردو عربی کی جانکاری رکھتے ہیں انھوں نے کہا یہ صریح جھوٹ ہے۔ اس پر ایک دو آدمی جو ان سے علاج کر رہے تھے ان کے طرفدار ہو گئے، اور کہنے لگے یہ سچ ہے ہمارا ان پر یقین ہے۔ محرم شریف میں بھی تو کسی کسی کو سواری آتی ہے۔

اسی بات کی بنا پر ہمارے یہاں جماعت میں انتشار پھیلنے کا امکان ہے ہم لوگ اتنا علم نہیں رکھتے کہ قرآن و حدیث کے ذریعہ صحیح بات بتا کر لوگوں کو تسلی بخش جواب دے سکیں۔ آپ بزرگوں کی خدمت میں یہ عریضہ پیش کرتے ہیں کہ جلد از جلد جواب دے کر ہماری اس پریشانی کو آپسی انتشار کو دور فرمائیں، تاکہ ہمارا آپسی اتفاق اتحاد قائم رہے۔ یہی آدمی جس کے بارے میں اوپر تذکرہ کیا گیا اسی کا کہنا ہے کہ کلام پاک چالیس سے زیادہ جو دس پارہ زائد ہے اسی میں یہ تمام باتیں ہیں۔ یہ راز کی باتیں ہیں ہر کسی کو معلوم نہیں۔ لہذا قرآن و حدیث کے مستند حوالے کے ساتھ جواب دے کر ہمیں آگاہ فرمائیں تاکہ ہم آئندہ راہ مستقیم پر چل کر اپنی عاقبت سنوار لیں۔

### الجواب

یہ شخص جس نے یہ کہا کہ قرآن مجید چالیس پارے ہیں دس پارے کو خاص لوگ جانتے ہیں۔ کافر مرتد اسلام سے خارج ہے۔ اس سے میل جول، سلام کلام حرام و گناہ ہے۔ اس سے علاج کرانا اپنے کو فتنے میں ڈالنا ہے، وہ جو کچھ بولتا ہے سب جھوٹ ہے فریب ہے۔ اس کے اوپر نہ کسی بابا کی سواری آتی ہے نہ کوئی بابا اس سے ملاقات کرتا ہے۔ اس فریب کا ردھو کہ باز کو بلاتا خیر بستی سے نکال باہر کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### سورہ اخلاص کو معکوس (الٹا) پڑھنا کیسا ہے؟

مسئولہ: حافظ وقاری محبوب شاہ قادری خطیب و امام مسجد محی الدین، یالم جی روڈ گٹھور (اے. پی.)

۲۴/رجب ۱۴۱۳ھ

مسئلہ سورہ اخلاص باموکل پڑھنا یا معکوس پڑھنا جیسا کہ بعض عاملین ترک حیوانات کے ساتھ چلہ کشی میں پڑھ کر زکوٰۃ نکالتے ہیں، اس طرح پڑھ کر زکوٰۃ نکالنا جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

باموکل پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور معکوس پڑھنا کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



## سورہ اخلاص کو قرآن مجید کی سورۃ نہ ماننا کیسا ہے؟

مسئلہ: رفیق الحسن معرفت حافظ شبیر احمد صاحب، مبارک پور، اعظم گڑھ (یو. پی.) - ۲۴ جمادی الآخرہ ۱۴۱۳ھ

﴿مسئلہ﴾ ①-② ایک شخص عبدالرحمن نامی ایک دوسرے آدمی کا حوالہ دے کر کہتا ہے کہ حدیث میں ہے کہ سورۃ قل هو اللہ یہ کلام پاک کی سورۃ نہیں بلکہ دعا ہے۔ یہی آدمی بغیر کسی حوالہ دیئے یہ بھی کہتا ہے کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا کہ میرا قول جس کے پاس ہے وہ اسے جلا دے یا پھاڑ دے تو لوگوں نے جلا دیا یا پھاڑ دیا اور پھر حدیث تقریباً ڈھائی سو سال بعد لکھی گئی۔

### الجواب

①-② جس شخص نے یہ کہا کہ سورۃ قل هو اللہ قرآن نہیں وہ اسلام سے خارج کافر ہے، وہ بھی کافروں کی بدترین قسم مرتد ہے وہ مسلمان ہرگز نہیں۔ قل هو اللہ شریف کا قرآن مجید سے ہونا متواتر قطعی حتمی یقینی ہے۔ یہ اس کا جھوٹ و فریب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ میرا قول جس کے پاس ہو وہ جلا دے یا پھاڑ کر پھینک دے اور صحابہ کرام نے ایسا کیا یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا دیا۔ حدیث میں ہے:

”من کذب علی متعمدا فلیتبعوا مقعده من النار“ (۱) جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

وہ بھی جھوٹ بولتا ہے کہ حدیثیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ڈھائی سو سال بعد لکھی گئی ہیں۔ حدیثیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے ہی سے لکھی جانے لگی تھیں اور اس کے بعد ہر زمانے میں لکھی گئیں۔ اس کے تفصیلی بیان کے لیے میری شرح بخاری نزہۃ القاری کا مقدمہ دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## قرآن مجید کو گالی دینا کفر ہے

مسئلہ: قطب الدین انصاری، شیخ پور وہ، کنٹور، ضلع بارہ بنکی (یو. پی.) - ۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

﴿مسئلہ﴾ ایک گاؤں موضع علی نگر میں ایک شخص سبحان علی انصاری رہتا ہے۔ نماز بھی پڑھتا ہے اور اسی کے گاؤں میں آگ کسی نے لگا دی تھی تو اس نے دیکھا ہوگا جس کے یہاں آگ لگی تھی تو گاؤں والوں نے پوچھا تھا تو اس نے کہا کہ ہم نے دیکھا ہے تو اس نے رپورٹ کر دی تو اس کا مقدمہ چل رہا ہے۔ لگ بھگ دو سال ہو چکے ہیں تو بدوسرائے میں ایک دوکان پر سبحان علی انصاری آئے تھے تو چند آدمی بیٹھے تھے۔ قطب الدین صاحب

حسرت علی صاحب یہ دونوں آدمی بات چیت کر رہے تھے کہ آپ بزرگ آدمی ہو جھوٹی گواہی نہ دینا عدالت میں تو اس نے کہا کہ ہم نے آگ لگاتے دیکھا ہے ہم غلط گواہی نہیں دیں گے۔ یہ دونوں آدمی نے کہا کہ وہاں پر قرآن کی قسم کھائی جاتی ہے وہاں پر جھوٹ نہیں مانا جاتا تو سبحان علی انصاری نے کہا قرآن پاک کے بارے میں اس نے گالی دی ہے تو وہ لوگ اس کو کھاسنا تو اس نے جواب دیا، ہمارا کیا کرو گے جو کچھ کرنا ہے کرو مسئلہ میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟

### الجواب

ہمیں سبحان علی سے بحث نہیں، جو شخص قرآن مجید کو گالی دے وہ کافر و مرتد ہو گیا۔ اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر اس سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اگر اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہو تو نئے مہر پر پھر سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ ہم قرآن کو نہیں مانتے  
مندر کے سامنے کھڑے ہو کر سلامی دینا کیسا ہے؟  
مندر میں جا کر بھجن گانا کفر ہے

مسئولہ: محمد شفیع، ڈونگلا، ضلع چنور گڑھ، راجستھان-۲۶/ صفر ۱۴۱۲ھ

① گھاسی خان کے گھر چوری ہوئی، چند لوگوں پر ان کا شک تھا، ایک کمیٹی بلائی گئی، ہندو مسلم جمع ہوئے۔ اہل کمیٹی نے گھاسی خان سے دریافت کیا کہ آپ کو جن لوگوں پر شک ہو بتائیں انھوں نے ایک مسلمان و ہندو کا نام بتایا۔ مسلمان نے کہا کہ ہم نے آپ کا مال نہیں لیا ہے اگر آپ کو میرے اوپر شک ہے تو ہم قرآن اٹھا لیتے ہیں۔ کیوں کہ قرآن اصل ہمارا ایمان اس پر گھاسی خان نے کہا کہ قرآن کو نہیں مانتے ہیں۔ یہ کاغذ کی پانڈری ہے اگر تم ٹھا کر باپ جی کی مندر جا کر دروازہ کھولا بیٹے گا تو ہم یقین کر لیں گے تم نے نہیں لیا ہے۔

② ایسے شخص کے لیے قرآن وحدیث کا کیا فیصلہ ہے جو قرآن کو نہیں مانتا ہے ایک مسلمان ہوتے ہوئے۔

③ اس شخص کی بیوی اس کے نکاح میں موجود ہے یا نکاح سے خارج ہو گئی؟

④ مسلمان ہونے کے بعد جو شخص قرآن کا انکار کرے ایسے شخص کو شریعت محمدیہ میں کیا کہتے ہیں؟

⑤ اگر وہ ایمان پر کاش قائم ہو جاتا تو نکاح۔ نکاح ثانی ضروری ہے کہ نہیں؟

- ① اگر کوئی مسلمان مندر کے نزدیک کھڑا ہو کر سلامی دیتا ہے ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟
- ② جو مسلمان مندر میں جا کر ڈھول بجاتا ہے، بھجن گاتا ہے ایسے شخص کو شریعت کے مطابق کیا کہتے ہیں؟
- ③ جو شخص ایمان لانے کے بعد مذہب سے پھر جاتا ہے واجب القتل ہے کہ نہیں؟

### الجواب

- ① تا ⑤ گھاسی خان نے دو کلمہ کفر کا ایک تو اس نے یہ کہا ”ہم قرآن کو نہیں مانتے، دوسرے اس نے مندر میں جانے کو کہا۔ یہ اسلام سے خارج ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اس پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر ان دونوں کلمہ کفر سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو کلمہ کفر بکنے کی وجہ سے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اگر بیوی کو رکھنا چاہتا ہے اور بیوی بھی راضی ہو تو دوبارہ نکاح کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ① یہ شخص کافر و مرتد مشرک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② یہ بھی کافر و مرتد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ③ اسے مرتد کہتے ہیں یہ واجب القتل ہے مگر اسے قتل کرنا عوام کا کام نہیں سلطان اسلام کا کام ہے۔ عوام اس کو برادری سے خارج کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## قرآن مجید پھاڑنا اور جلانا

مسئلہ: محمد جسیم الدین شمسی پلاموی

① زید تقریباً سولہ سال کا لڑکا ہے، یہ مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ بیس روپیہ قرآن شریف میں رکھ کر بازار گیا تھا، اتنے میں اس کے بڑے بھائی صاحب آئے اور دوسرے لڑکے سے اسی قرآن شریف کو پڑھوا کر سننے لگے۔ جب زید بازار سے واپس آیا تو اس کے بڑے بھائی نے پوچھا، یہ قرآن شریف میں روپے کون رکھا ہے۔ یہ بات سن کر زید رونے لگا اور قرآن شریف کو پھاڑنے لگا۔ لوگوں نے منع کیا کہ تم ہمارے سامنے نہ پھاڑو، بہر حال زید نے باہر جا کر قرآن شریف کو جلا ڈالا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے، گاؤں کے لوگ اس سے قطع تعلق کیے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم کافر ہو گئے۔ لہذا دلائل کی روشنی میں مسئلہ مذکورہ کا جواب عام فہم زبان میں تحریر فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

### الجواب

جو قرآن مجید پڑھنے کے لائق ہوا سے پھاڑنا اور جلانا بہ نیت تحقیر ضرور کفر ہے۔ زید کو توبہ و تجدید ایمان اور اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح کا بھی حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## قرآن وحدیث کے منکر کا حکم

مسئلہ: محمد لقمان، حافظ عبد المتین، عبد القدیر، حافظ حشمت علی ودیگر شرکا۔ ۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا ایسے انسان کے ساتھ سلام کلام، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، اس کے مشورہ پر چلنا اور اس کے مشورہ کو ماننا جائز ہے، جو شرابی ہو، زانی ہو اور دوسروں کو شرابی وزانی بنانے کا استاذ ہو اور جو قرآن وحدیث کا منکر ہے اور رسم و رواج کو ترجیح دیتا ہے بہ نسبت قرآن وحدیث کے۔ لہذا مذکورہ سوال کے جوابات، قرآن وحدیث و شریعت کے ٹھوس دلائل کی روشنی میں مع دستخط ومہر کے عنایت فرما کر وضاحت فرمائیں، مہربانی ہوگی۔ فقط۔

### الجواب

کسی شرابی، زانی، وہ بھی ایسا شرابی اور زانی جو دوسروں کو شراب پینے اور زنا کرنے کی ترغیب دے، اس سے میل جول حرام، پھر جب وہ قرآن وحدیث کا منکر ہے تو مسلمان ہی نہیں کافر و مرتد ہے۔ اس سے میل جول، سلام کلام سب حرام و گناہ۔ ایسوں کے بارے میں قرآن وحدیث میں فرمایا گیا ہے:

”فلا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تنالوہم“ (۱)۔  
 نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## قرآن کونہ ماننے والا کافر ہے

مسئلہ: محمد شہاب الدین، مدرسہ فیضانِ مصطفیٰ، مقام قاسمہ، ضلع اورنگ آباد، بہار۔ ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

﴿مسئلہ﴾ گاؤں میں ایک فرقہ ہے جو قرآن کو نہیں مانتا، قصہ کہانی کی کتاب کہتا ہے۔ ایسے شخص سے سلام و کلام، کھانا پینا، اور رشتہ داری قائم کرنا اور رکھنا شریعت کی رو سے کیسا ہے اور جو لوگ ایسے شخص سے تعلقات خواہ دنیاوی اغراض ہی کیوں نہ ہو، رکھتے ہیں، ان کے متعلق کیا حکم ہے۔ براہ کرم تفصیل سے بتایا جائے تاکہ بھولے بھالے مسلمان اس سے سبق حاصل کریں، اگر ایسے شخص کے یہاں میت ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے۔ فقط والسلام۔

### الجواب

یہ فرقہ جو قرآن کو نہیں مانتا فرقہ ناریہ ہے اور اسلام سے خارج کافر و مرتد ہے۔ اس سے نہ سلام کلام جائز،



فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ قرآن حکیم

نہ ان کے ساتھ کھانا پینا جائز اور مرجائیں تو کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ ان کے کفن دفن میں شریک ہوں۔ حدیث میں ایسے گم راہ فرقوں کے بارے میں فرمایا گیا:

”فلا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تواکلوہم ولا تناکحوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم۔“ (۱)  
نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ان سے نکاح کرو، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو

دوسری حدیث میں فرمایا گیا:  
”وان ماتوا فلا تشہدوہم۔“ (۲)

وہ مرجائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو۔  
واللہ تعالیٰ اعلم

## یہ کہنا کیسا ہے کہ قرآن میں قصہ ہے

مسئولہ: محمد نور الدین مدرس مکتب اسلامیہ گنج پور، ضلع گورکھ پور

مسئلہ زید لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ قرآن میں قصہ ہے، یا قرآن قصہ ہے اور حوالہ آیت احسن القصص دیتا ہے، ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

### الجواب

ہمارے عرف میں قصہ فرضی داستان کو بھی کہتے ہیں، اس لیے اردو میں یہ کہنا کہ قرآن قصہ ہے، یا قرآن میں قصہ ہے، مناسب نہیں۔ عربی میں قصہ صحیح واقعہ کو کہتے ہیں، اس لیے قرآن میں جو احسن القصص فرمایا یا فاقصص القصص فرمایا، اسے دلیل بنانا درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## یہ کہنا کہ قرآن وحدیث کا زمانہ چودہ سو سال تک تھا، کفر ہے؟

مسئولہ: عبدالغفور، چھپرہ، بہار-۲۶/۲/۱۴۰۶ھ

مسئلہ زید کہتا ہے کہ قرآن وحدیث کا زمانہ چودہ سو سال تک تھا، اب ختم ہو گیا۔

### الجواب

یہ کہنا کفر ہے، قائل کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ المستدرک للحاکم، ج: ۳، ص: ۶۳۲، السنة لابن عاصم، ج: ۲، ص: ۴۸۳، کنز العمال للمتقی۔

۲۔ ابن ماجہ، ص: ۱۰، باب فی القدر

## قرآن کو بے ادبی کی نیت سے جلانا کفر ہے؟

مسئولہ: حافظ عبدالشکور، کوٹہ، راجستھان

**مسئلہ** زید حافظ قرآن ہے۔ بکرو عمر و نے سوال کیا زید سے کہ اگر قرآنی آیت راستہ میں پڑی ہو، یا نالی میں گری ہو، دیکھنے والے کو کیا کرنا چاہیے۔ زید نے جواب دیا، پہلے تو دفن کر دے، اگر یہ نہ ہو سکے تو جلادے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر زید نے جلانے کے لیے کہا تو از روئے شریعت زید کے لیے کیا حکم ہے؟ زید کا جواب صحیح ہے یا غلط۔ براہ کرم حوالہ سے جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت کریں۔

### الجواب

قرآن مجید کو بے ادبی کی نیت سے جلانا کفر ہے، لیکن اس نیت سے کہ بے ادبی نہ ہو جلایا تو اگرچہ یہ بھی ناپسندیدہ ہے، مگر کفر یا گناہ نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

## بلا قصد قرآن شریف ہاتھ سے چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

مسئولہ: محمد خلیل الرحمن، نیاز احمد، گلشن نگر، گاندھی واڑی، عمر گاہیں، بلساڑ، گجرات

**مسئلہ** زید اور اس کی بیوی ہندہ کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو رہی تھی کہ زید نے کہا کہ اگر تم سچی ہو تو قرآن پاک کو ہاتھ میں لے کر قسمیہ بیان دو۔ اس طرح جب زید نے ہندہ کے ہاتھ میں قرآن دیا تو اس نے خوف کے مارے یا طیش میں آ کر قرآن کریم کو زمین پر گرا دیا۔ بعد میں جب ہندہ سے قرآن کریم کے گرا دینے کے سلسلے میں پوچھا گیا تو وہ رونے لگی، توبہ کرنے لگی اور بتائی کہ مجھے ہوش ہی نہیں رہا کہ میں نے قرآن کریم گرا دیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس صورت حال سے ہندہ ایمان و نکاح سے خارج ہو جائے گی؟ زید اور ہندہ کا تجدید نکاح ضروری ہو جائے گا۔ جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

ہندہ نے جب قصداً قرآن مجید زمین پر نہیں گرایا ہے تو ہندہ پر کوئی الزام نہیں، خصوصاً ایسی صورت میں کہ وہ توبہ بھی کر رہی ہے۔

حدیث میں ہے: ”رفع عن امتی الخطاء و النسیان۔“ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

## قرآن مجید میں تحریف کفر ہے

مسئولہ: غلام امین الدین، برہپور، پوسٹ ہریا، ضلع بستی (یو. پی.)

❶ مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم دین بوقت نماز جماعت میں قصد ایسین و الکتاب الحکیم پڑھتے ہیں، جب کہ قرآن حکیم میں یسین و القرآن الحکیم لکھا ہے۔ تو مجھے شریعت مطہرہ کے مطابق جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

❷ اور وہی مولانا قصد ان اللہ و ملئکتہ کے بجائے ان اللہ و الملئکتہ پڑھتے ہیں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ ان دونوں میں کیا درست ہے اور کیا جرم ہے مقتدیوں کے بارے میں یا امام کے بارے میں گناہ ہے؟

### الجواب

اگر یہ صحیح ہے کہ امام قصد ایسا کرتا ہے یعنی اسے یاد ہے کہ و القرآن الحکیم ہے، اور پڑھتا ہے و الکتاب الحکیم۔ یوں ہی اسے یاد ہے کہ و ملئکتہ ہے اور پڑھتا ہے و الملئکتہ۔ تو وہ کافر و مرتد ہو گیا کہ یہ قرآن مجید کی تحریف ہے، اور قرآن مجید کی قصد تحریف کفر۔ اس کے پیچھے کوئی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ جب یہ کافر و مرتد ہو گیا تو نہ اس کی نماز نماز ہے، نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز صحیح۔ اس طرح پڑھنے کے بعد سے اب تک اس کے پیچھے جتنی نمازیں جن جن لوگوں نے پڑھی ہیں، سب کی قضا پڑھیں اور جب تک یہ شخص توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے اس کے پیچھے ہرگز کوئی نماز نہ پڑھیں، بلکہ اس سے میل جول، سلام کلام بھی جائز نہیں اور اگر بھول کر ایسا پڑھا تو اس پر کوئی الزام نہیں اور جس نماز میں پڑھا وہ نماز بھی ہوگئی۔ حدیث میں ہے: ”رفع عن امتی الخطا و النسیان۔“ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

## جو قرآن پاک حفظ کر کے بھول جائے اس کی اقتدا میں

### نماز جائز ہے یا نہیں؟

مسئولہ: سید نذیر خطیب، میسور، کرناٹک - ۲۹/۲ ذوالقعدہ ۱۳۹۹ھ

❶ مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے جو حافظ قرآن و عالم دین ہے اور جب رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھانے کے لیے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھ کو قرآن پاک یاد نہیں ہے اور حدیث پاک ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو یاد کر کے بھول جائے تو قیامت کے دن

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ قرآن حکیم

وہ کوڑھی ہو کر اٹھے گا، تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل فرمائیں مع حوالہ کے۔

## الجواب

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”ما من امرئ یقرء القرآن ثم ینساہ الا لقی اللہ یوم القیامۃ اجذم۔“ (۱)  
جو قرآن پڑھتا ہو اور بھول جائے یا چھوڑ دے وہ قیامت کے دن اللہ عزوجل کے حضور آئے گا تو کوڑھی ہوگا۔

حدیث میں من حفظ القرآن ثم ینساہ نہیں قرء القرآن ہے۔ ایک تو وہی کہ حفظ کر کے بھول جائے اور ایک یہ کہ تلاوت کا عادی تھا، قرآن پر عمل کرتا تھا پھر عمل اور تلاوت چھوڑ دیا۔ بلاشبہ جو قرآن یاد کر کے بھلا دے، یعنی کبھی اس لیے نہ پڑھے کہ بھول جائے، یعنی بھلانے کے لیے پڑھنا چھوڑ دے اور پھر بھول جائے تو وہ فاسق ہے۔ اسے امام بنانا گناہ ہے۔ لمعات میں ہے:

”ظاہر نسیانہ بعد حفظہ وقد عدّ ذلک من الکبائر۔“ (۲)

غنیۃ میں ہے: ”لو قدموا فاسقاً یا ثمون بناء علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم۔“ (۳)  
لیکن اگر کوئی ایسا ہے کہ معاشی ضرورتوں میں پھنس گیا، بیمار ہو گیا، اور پڑھنا نصیب نہ ہوا، یا نسیان کی بیماری ہو گئی اور بھول گیا، اس پر مواخذہ نہیں اور ایسے بھول جانے والے کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چند اقوال کفریہ۔ یہ کہنا کہ قرآن کو نازل ہوئی کتاب کہنا غلط ہے وہ کسی کی لکھی ہوئی ہے۔ جنت دوزخ کی حقیقت سے انکار کرنا، اسے ڈھکوسلا کہنا کفر ہے

مسئولہ: ڈاکٹر ابراہیم حسن دلوئی رتناگیری - ۲۴/۲/۱۴۱۰ھ

زید کے ان خیالات کے بارے میں زید و بکر کے درمیان قرآن کی شان نزول و جنت و دوزخ،

- ۱۔ الترغیب والترہیب، للمنذری، ج: ۳، ص: ۱۷۶۔ حدیث نمبر ۲۰۹۸  
مشکوۃ المصابیح ص: ۱۹۱، کتاب فضائل القرآن۔ باب الفصل الثانی۔  
۲۔ لمعات، حاشیہ مشکوۃ، ص: ۱۹۱  
۳۔ غنیۃ، ص: ۵۱۳، فصل الامامہ



نماز، روزہ اور سلمان رشدی کی کتاب شیطانی آیات جو اس نے لکھی ہے۔ جنت و دوزخ ڈھکوسلا ہے حقیقت کچھ نہیں ہے، روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے پورے قرآن میں نماز پڑھنے کی تلقین کہیں بھی نہیں ہے۔ صلوٰۃ کا مطلب نماز ہوتا ہی نہیں ہے سلمان رشدی نے اپنی کتاب شیطانی آیات میں جو کچھ بھی لکھا ہے حق لکھا ہے، اور اس کو ایک محرر کی حیثیت سے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا پورا پورا حق ہے۔ لہذا زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ مدلل بیان فرمائیں، اور زید کے ماں باپ، اس کے سگے بھائی بہن اور دیگر رشتہ دار اور جملہ مسلمانوں کو زید کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے۔ کیا زید کے ماں باپ اور بھائی بہن وغیرہ زید کے ساتھ پہلے جیسی محبت رکھ سکتے ہیں؟ اور اگر محبت رکھتے ہیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا وہ مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں۔ جذبات کے تحت بکرنے کہا کہ اگر اس دشمن خدا اور رسول سے اس کے ماں باپ اور بھائی بہن وغیرہ پہلے جیسی محبت برقرار رکھتے ہیں تو وہ بھی مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ لہذا زید و بکر کے مذکورہ خیالات کے بارے میں قرآن و حدیث سے مدلل جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

### الجواب

زید اپنے ان اقوال و خیالات کی وجہ سے بلاشبہ کافر و مرتد ہے۔ اس سے میل جول، سلام کلام رکھنا حرام و گناہ ہے اس پر فرض ہے کہ وہ فوراً ان تمام باطل اور کفری عقائد سے توبہ کرے۔ قرآن مجید اور تمام ضروریات دین کو دل سے سچ مانے، اور زبان سے ان کے حق ہونے کا یقین کرے۔ اس شخص کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اگر بیوی کو رکھنا چاہتا ہے اور بیوی راضی ہو تو دوبارہ نکاح کرے۔ زید اگر توبہ تجدید ایمان و نکاح کر لے فہا ورنہ تمام مسلمانوں پر فرض ہے حتیٰ کہ اس کے والدین، بھائی، بہن تمام رشتہ داروں پر حتیٰ کہ اس کی بیوی پر بھی کہ اس سے بالکل قطع تعلق کر لیں۔ اگر اسی حال میں مر جائے تو نہ اس کو غسل دیں، نہ کفن، مردار کی طرح گھسیٹ کر کسی گڑھے میں پھینک دیں اور مٹی میں دبا دیں تاکہ اس کی لاش کے لعفن سے ایذا نہ ہو ہرگز ہرگز نماز جنازہ نہ پڑھیں، اس کی نماز جنازہ پڑھنی سخت حرام منجر الی الکفر ہے۔ ماں باپ بھائی بہن کسی رشتہ دار یا کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ اس سے ذرہ برابر محبت کرے۔ جو محبت کرے گا، گنہگار مستحق نار ہوگا۔ ارشاد ہے:

”فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ

الظَّالِمِينَ“ (۱)

اور فرمایا:

یاد آنے پر کسی ظالم کے پاس مت بیٹھو۔

”وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّتَّ أَبَدًا  
وَلَا تُقُمْ عَلَى قَبْرِهٖ“ (۱)

اور فرمایا:

”لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ  
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ  
وَرَسُولَهُ“ (۲)

درمختار میں ہے:

”اما المرتد فيلقى في حفرة كالكلب.“ (۳)

اس کے تحت شامی میں ہے:

”ای ولا يغسل ولا يكفن ولا يرفع الى من انتقل الى دينهم.“ (۴)

جس نے یہ کہا کہ جو اس مرتد دہریہ سے اس کے ماں، باپ یا رشتہ دار اگر پہلے جیسی محبت کریں گے تو وہ کافر ہو جائیں۔ اس نے غلط کہا اسے دھوکہ ہوا۔ ایسے لوگوں سے اگر ان کے کفریات کی وجہ سے کوئی محبت کرے گا تو وہ ضرور کافر ہوگا۔ یہ حقیقت میں کفر سے محبت ہوئی، اور کفر کو پسند کرنا ہوا اور اگر اس کے کفر و گمراہی سے بیزار ہوں اور رشتہ وغیرہ کی وجہ سے محبت کریں تو گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا قرآن پاک کی بعض آیت کو دوسری آیت سے کاٹ دیا گیا ہے؟

مسئولہ: شیخ علاء الدین ۴۷۰/مہاتما گاندھی روڈ چٹیل بازار، پوسٹ و تھانہ پنج ضلع جنوبی پرگنہ بنگال

۲۵/ذو قعدہ ۱۴۱۹ھ

مسئلہ ایک عالم صاحب کہتے ہیں کہ قرآن کی بعض آیت دوسری آیت سے کاٹ دی گئی ہے تو کیا قرآن کی آیت سے آیت کاٹ دیا گیا ہے؟

الجواب

یہ کہنا کہ قرآن کی بعض آیت سے دوسری آیت کو کاٹ دیا گیا ہے یہ قرآن مجید کی بے ادبی ہے کہنے والے

﴿۱﴾ قرآن مجید، سورة التوبة، آیت: ۸۴-پ: ۱۰۔

﴿۲﴾ قرآن مجید، سورة المجادلة، آیت: ۲۲-۵: ۲۸۔

﴿۳﴾ در مختار، ج: ۳، ص: ۱۳۴، کتاب الصلوة / باب صلاة الجنابة، مطبع ذکر یا۔

﴿۴﴾ رد المحتار، ج: ۳، ص: ۱۳۴، کتاب الصلوة / باب صلاة الجنابة، مطبع ذکر یا۔

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول عقائد متعلقہ قرآن حکیم

پراس قول سے توبہ فرض ہے۔ قرآن مجید کا ایک ایک لفظ اللہ عزوجل کا کلام اور اس کی صفت قدیمہ ہے۔ کثرتی وہ چیز ہے جو حادث ہو۔ اللہ عزوجل عالم نماجاہلوں کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## غیر مسلموں کو قرآن مجید دینے کا حکم

مسئلہ: سکریٹری انجمن بارہ پورہ، دیوان گنج پھولپور الہ آباد (یو. پی.) ۱۲- جمادی الاول ۱۴۱۲ھ

**مسئلہ** مکرم و محترم سلام و رحمت بدہدیہ سلام رحمت کے عرض ہے کہ میرے یہاں جماعت اسلامی ہند کا ایک بہت ہی سرگرم رکن ڈاکٹر سراج الدین اور اسی جماعت سے متاثر کئی لوگ ہیں۔ جن کا شیوہ بھولے بھالے مسلمانوں یا دین سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لانے کے لیے تبلیغ کرنا ہے۔ اور انھیں کے بیچ بہت سے غیر مسلم بھی بیٹھتے ہیں جن کو ہم لوگ ہندو کہتے ہیں۔ یہ لوگ ان ہندوؤں میں بھی دین کی تبلیغ کرتے ہیں اور ان ہندوؤں کو دینی کتب ہندی میں یہاں تک کہ کلام اللہ بھی پڑھنے کو دیتے ہیں۔ جس پر تقریباً اسی فیصد لوگوں کو اعتراض ہے اور جماعت اسلامی کے ممبروں یا اس سے متاثر افراد سے کہتے ہیں کہ یہ نہایت ہی غلط طریقہ ہے۔ کیوں کہ ہندو یا کہ غیر مسلم عام طور سے پاک نہیں ہوتا۔ بھلے ہی روز نہاتا ہو لیکن اسے طریقہ غسل معلوم نہیں ہے۔ اس لیے نہانے کے بعد بھی پاک نہیں ہوتا، انھیں قرآن پاک پڑھنے کے لیے دینا گناہ ہی نہیں بلکہ گناہ عظیم ہے اور یوں بھی کہ کلام اللہ کی حرمت جتنا ایک مسلمان کرے گا ایک غیر مسلم سے توقع بھی نہیں کی جاسکتی مگر چند نام نہاد لوگ اس بات کو ماننے کو تیار نہیں اوپر سے طرح طرح کی دلیلیں پیش کرتے اور اپنے اس فعل کو صحیح ثابت کرتے ہیں۔ لہذا میں آپ سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ آپ شرعی لحاظ سے اسی کے متعلق فتویٰ دیں کہ آیا ان غیر مسلموں کو کلام اللہ پڑھنے کے لیے دینا کیسا ہے؟ دینا چاہیے یا نہیں؟ کلام پاک کو ان غیر مسلموں کو دینا گناہ ہے۔ یا ثواب جو بھی ہو آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی جواب دے کر انجمن کے سبھی ممبروں کو ممنون ومشکور بنائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

نوٹ:- آپس میں میل جول کی وجہ سے یہ ہندو لوگ کلام پاک پڑھنے کے لیے طلب بھی کرتے ہیں۔ لہذا آپ برائے کرم تفصیل سے جواب دینے کی زحمت کریں کہ انھیں کتاب دینا کیسا ہے؟

## الجواب

ہندو یا غیر مسلم کو قرآن مجید دینا جائز نہیں خود قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:  
”لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ“ (۱) اسے نہ چھویں مگر با وضو۔

کفار و مشرکین نجس ہیں یہ خود قرآن مجید نے فرمایا:  
”إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ.“ (۱) مشرکین نجس ہیں۔

غیر مسلم تو غیر مسلم جو مسلمان ایسا ہو جس پر غسل واجب ہو یا بے وضو ہو اسے بھی قرآن مجید کا چھونا جائز نہیں، اگر وہ قرآن مجید پڑھنے کے لیے مانگتے ہیں تو ان سے صاف کہہ دینا چاہیے کہ تم کو ہم نہیں دے سکتے، ہم پڑھتے ہیں تم سن لو یا پھر اس کا اہتمام کیا جائے کہ بغیر عربی متن کے صرف ترجمہ چھپوا دیا جائے وہ ان کو دیدیا جائے۔ مودودیوں کو دین سے کوئی غرض نہیں ہوتی وہ صرف شوبازی کرتے ہیں، ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ جو دین سے ناواقف ہیں وہ یہ سمجھیں یہ بڑے دین کے خیر خواہ ہیں۔ اسی قبیل سے یہ بھی ہے ورنہ مودودی خود داڑھیاں منڈاتے ہیں یا کترا کر ایک مشت سے کم رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ کے پیسے وصول کر کے جہاں چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں۔ تبلیغ کے لیے قرآن مجید دینا کیا ضروری، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام نے کسی غیر مسلم کو قرآن مجید نہیں دیا۔ البتہ پڑھ کر سنایا، اسلام کی خوبیاں بیان کیں یہی تبلیغ کا اصل ذریعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مورتیوں کے جشن میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا

مسئلہ: امتیاز احمد، جلالی پور، بنارس - ۸/ربیع الآخر ۱۴۱۰ھ

غیر مسلموں کے دھارمک جلسہ مورتی کا جشن منایا جا رہا ہو ان کے دھارمک گیت پڑھے جا رہے ہوں جس میں بتوں کی تعریف ہو ایسے جلسوں میں شریک ہونا اور اس میں تلاوت قرآن کریم کرنا کیسا ہے؟ تلاوت کرنے والے کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اس کو کسی مسلم تنظیم کا عہدہ دار بنانا جائز ہے یا نہیں؟ مسلمانوں کو ایسے شخص کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے، مدلل جواب عنایت فرمائیں، ہم مسلمانوں پر کرم ہوگا۔

### الجواب

جہاں کہیں مورتی رکھی ہو اور وہاں مشرکانہ اشلوک پڑھے جاتے ہوں، جسے سائل گیت گانے سے تعبیر کیا ہے۔ وہ جگہ مندر کے حکم میں ہے۔ وہ جگہ مجمع شیطین اور لعنت ہے۔ وہاں جانا حرام و گناہ ہے، اور وہاں قرآن مجید پڑھنا سخت گناہ۔ ایسا شخص بدترین فاسق معلن ہے۔ اسے امام بنانا گناہ، اس کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھی جائیں سب کو دوبارہ پڑھنا واجب، ایسے شخص کو کسی دینی ادارے کا عہدہ دار یا ممبر بنانا حرام۔ اور اگر پہلے سے ہو تو اسے علیحدہ کر دینا واجب۔ درمختار میں ہے: ”وینزع وجوباً لولا لواقف فغیرہ اولیٰ غیر مامون او



عاجزاً او ظہر بہ فسق۔“ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کسی بزرگ کے نام پر بھیک مانگنا کیسا ہے؟ ڈھول یا جھانجھ پر قرآن پڑھنا کیسا ہے؟

مسئلہ: حافظ محمد یلین، کرلا ممبئی نمبر ۷۰-۲۵/جمادی الاولیٰ ۱۳۸۲ھ/۲۷/۸/۱۹۶۲ء

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی کے نام پر بھیک مانگنا وہ بھی ڈھول اور جھانجھ دار دف کے ساتھ جائز ہے یا نہیں۔ ہندوستان کی ایک برادری جسے دفالی کہتے ہیں وہ حضرت سالار مسعود غازی کے نام پر بھیک مانگنا جائز سمجھتے ہیں اور اپنے کو مسعودی لکھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو دیکھا گیا کہ قرآن کی کچھ آیتیں اور سورتیں ڈھول اور دف پر پڑھتے ہیں ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

جو لوگ ڈھول یا جھانجھ پر قرآن مجید پڑھتے ہیں ان پر توبہ اور تجدید ایمان اور اگر بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ کسی بزرگ کے نام پر بھیک نہیں مانگنی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
محمد شریف الحق امجدی، رضوی دارالافتاء، بریلی شریف

## گاندھی جینتی کے موقع پر قرآن پڑھنے والے کا حکم

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

ہمارے یہاں گاندھی جینتی کے موقع پر ہر مذہب کے ذمہ داروں کو سرکاری طور پر بلایا جاتا ہے اور مساجد کے اماموں کو مدعو کیا جاتا ہے سبھی لوگ اپنے اپنے مذہب کی کتاب پڑھتے ہیں امام صاحبان بھی قرآن پاک کی تلاوت گاندھی کے پتلے کے پاس مجبوراً پڑھتے ہیں اس لئے کہ نہ پڑھیں تو مسجد کمیٹی والے امامت سے ہٹا دیں گے ایسی صورت میں امام حضرات کیا کریں۔

### الجواب

جو امام گاندھی کی مورتی کے پاس جا کر قرآن مجید پڑھتے ہیں وہ بدترین فاسق ہیں انھیں اپنا امام بنانا گناہ ان کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا دوا ہرانا واجب کسی بھی مورتی کے پاس قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں اور گاندھی جیسے مسلم دشمن کی مورتی کے پاس قرآن مجید پڑھنا حرام ہونے کے ساتھ بے غیرتی بھی ہے جو ائمہ مساجد اس

کے مرتکب ہوئے وہ علانیہ تو بہ کریں ورنہ مسلمان ان کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھیں رہ گیا یہ عذر لنگ کہ اگر گاندھی کی مورتی کے پاس قرآن مجید پڑھنے نہ جائیں گے تو مسجد کمیٹی والے نکال دیں گے ناقابل مسموع ہے کمیٹی والے نکال دیں نکال دیں رزاق کمیٹی والے نہیں اللہ عز وجل ہے جو ارکان مساجد ایسے بے غیرت ہوں اور بے باک کہ ایک حرام کام کے لئے اماموں کو مجبور کریں وہ اس لائق نہیں کہ انھیں مسجد کمیٹی کا ممبر رکھا جائے۔ تمام مسلمانوں پر بقدر وسعت واجب ہے کہ ایسے خدا نترس بے غیرت کمیٹی والوں کو مسجد کمیٹی سے نکال باہر کریں یہ کسی طرح جائز نہیں کہ ایسے لوگوں کو مسجد کمیٹی میں رکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کفار کے کارخانے میں تلاوت کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ: مولوی محمد خلیل الرحمن، نیاز احمد گلشن نگر، گاندھی واڑی، عمر گاؤں، بلساڑ، گجرات۔ ۲۶/محررم ۱۴۱۹ھ

**مسئلہ** غیر مسلم کی فیکٹریوں میں قرآن کریم کی تلاوت کے جائز اور ناجائز ہونے کے سلسلے میں دو عالم خالد اور بکر بحث کر رہے تھے۔ خالد ناجائز ہونے پر دلیل پیش کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کافر کی فیکٹری میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا اس کو گناہ پر مدد دینا ہے۔ اس لیے کہ جہاں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے وہاں اللہ کی رحمت و نعمت نازل ہوتی ہے، اس لیے یہ حرام ہے۔ جیسا کہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا: ”وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ“ (۱) جب کہ بکر کا کہنا تھا کہ کافر کے یہاں قرآن کریم کی تلاوت تبلیغ قرآن و اسلام کی نیت سے جائز اور درست ہے جیسا کہ مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ نے مرآۃ المناجیح جلد سوم باب آداب تلاوت ص: ۲۶۷ میں (حدیث) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو متفق علیہ۔ کے تحت اخیر میں یہ تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ لہذا اب قرآن کریم کے پارسل کفار کے ملک میں بھیجنے یا خود کفار کے ہاتھ قرآن کریم کا فروخت کرنا یا کفار کے خط میں قرآنی آیات کا لکھنا یا اسے قرآن سنانا یہ سب جائز ہے کہ یہ تبلیغ ہے۔ اب رہا یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت سے ان کے یہاں اللہ کی رحمت و نعمت نازل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم کی تلاوت حرام ہو جائے گی۔ یہ کوئی نقلی یا عقلی بات نہیں ہے۔ اس لیے کہ متعدد قرآنی آیات و احادیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اللہ کی رحمت عامہ سے کفار بلکہ ابو جہل، ابولہب، فرعون و ہامان جیسا کافر بھی مستحق و مستفیض ہو رہا ہے۔ اس طرح کی علمی بحث کرتے ہوئے جب خالد سے کوئی جواب نہیں بنا تو اس نے جھنجھلا کر بکر سے کہا کہ تم مرتد ہو گئے واضح ہو کہ یہ سب باتیں کھلے عام عوام کے بیچ میں ہو رہی تھیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کفار کی فیکٹری میں جائز ہے یا ناجائز؟ بکر کو مرتد کہنے والا خالد کیا اپنے

قول کی روشنی میں خود مرتد نہیں ہو گیا؟ اس مدت میں اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟ اگر وہ کسی مفتی کے دارالافتاء میں خفیہ طریقہ سے توبہ کر لیتا ہے تو کیا وہ توبہ عند الشرع مقبول ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

### الجواب

غیر مسلم کی فیکٹری میں بنیت عبادت تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بحث کے دوران خالد اور بکر دونوں بہکے، خالد نے اسے ناجائز کہا یہ اس کی غلطی تھی اور بکر نے جو کہا کہ اللہ کی رحمت عامہ سے کفار بلکہ ابو جہل، ابولہب اور ہامان بھی مستحق و مستفیض ہو رہے ہیں۔ بکر بتائے کہ کس آیت اور کس حدیث سے ثابت ہے کہ یہ کفار آج بھی اللہ کی رحمت سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ حیات ظاہری میں توبہ کہنا ایک طرح ٹھیک ہے مگر مرنے کے بعد کوئی کافر اللہ کی کسی نعمت یا رحمت کا کوئی حصہ نہیں پائے گا۔ قرآن میں ہے:

”لا خلاق لهم فی الآخرة۔“ (۱) آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔

بکر پر اس جملہ سے توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان و نکاح بھی۔

بکر کے شبہ کا اصل جواب یہ ہے کہ اس سے پوچھا جائے کہ کافر کی فیکٹری میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نماز پڑھتے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے یا نہیں۔ اللہ کی رحمت خاصہ جو ذکر و عبادت سے نازل ہوتی ہے یا کسی خاص مقام پر نازل ہوتی ہے۔ اس سے حصہ صرف ذاکر مسلمان پاتا ہے، کافروں کو حصہ نہیں ملتا۔ بیت المقدس میں یہودی گھومتے پھرتے ہیں انھیں ان رحمتوں سے کیا حصہ ہے، جو بیت المقدس میں ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہے۔ وہابی، رافضی، حرمین طہیین جاتے ہیں اپنے طور پر حج کرتے ہیں۔ انھیں ان رحمتوں سے کیا تعلق جو تبرک مقامات پر اور حجاج پر نازل ہوتی رہتی ہیں۔ سب جانے دیجئے ہماری بد قسمتی سے حرمین طہیین پر نجدی قابض ہیں وہ اس میں گھسے پڑے ہیں، مگر جب ان کے اندر ایمان نہیں تو انھیں ان رحمتوں سے کیا واسطہ جو رات دن وہاں برستی رہتی ہیں۔ اسی طرح خالد نے بکر کو مرتد کہا اس کی بھی دوشق ہے اگر خالد نے اس بنا پر بکر کو مرتد کہا کہ بکر غیر مسلم کی فیکٹری میں تلاوت کرنے کو جائز کہتا ہے تو خود کافر ہو گیا۔ حدیث میں ہے: ”فقد باء بها احدهما۔“ (۲) ہاں اگر شدت غضب میں گالی کے طور پر کہا تو کافر نہیں فاسق ضرور ہوا، جیسا کہ گزرا۔ دونوں صورتوں میں خالد پر فرض ہے کہ توبہ بھی کرے اور بکر سے معافی مانگے۔ اور پہلی صورت میں تجدید ایمان و نکاح بھی کرے اور اگر خالد نے بکر کو اس بنا پر مرتد کہا کہ اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ قارون، ابو جہل وغیرہ اللہ کی رحمت سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں تو خالد نے ایک حد تک ٹھیک کہا، اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ جملہ اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے کفر ہے اور جمہور فقہاء ایسا جملہ کہنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ بہر حال مسئلہ نازک ہے اسے کسی ماہر مفتی سے فیصلہ کرایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ مسلم شریف کتاب الایمان / باب بیان خال ایمان من قال لأخيه المسلم یا کافر، ص: ۵۷، ج: ۱۔

۲۔ الصحيح للبخاری ج: ۱، ص: ۳، باب کیف بدؤ الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔





## نبی اور رسول کی تعریف رسل بشر کی جو تعریف کی جاتی ہے کیا وہی تعریف رسل ملائکہ کی بھی ہے؟

مسئلہ: محمد ادریس، صفی عالم، خطیب ہیل باورلی مسجد ناسک - ۲۰/ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ

- ﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے ملت اسلامیہ مسئلہ ذیل سے متعلق۔
- ① رسل بشر کی جو تعریف ہے یعنی وہی تعریف رسل ملائکہ کی بھی ہے یا نہیں اگر دونوں کی تعریف ایک ہی ہے تو رسل ملائکہ کون سی شریعت جدیدہ لے کر اور کس قوم کے لیے اور کہاں مبعوث ہوئے؟
  - ② ہر رسول کے لیے نبی ہونا لازم ہے یا نہیں؟ اگر لازمی ہے تو کیا رسل ملائکہ بھی نبی ہیں اس صورت میں ان کے لیے قدیم شریعت کی اقتدا بھی لازم آتی ہے یا نہیں۔ ان دونوں سوالوں کا جواب مفصل طور پر عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔ بنیاد تو جروا۔

### الجواب

نبی اور رسول کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں۔ دونوں مرادف ہیں۔ نبی عام ہے اور رسول خاص ہے۔ مطلقاً نبی اور رسول میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ جو لوگ تساوی کے قائل ہیں وہ نبی کی یہ تعریف کرتے ہیں، جس کی جانب وحی کی جائے، اور وحی سے مراد شرعی ہے لغوی نہیں، اور جو لوگ عام خاص مطلق مانتے ہیں وہ رسول کی تعریف میں کتاب اور بعض شرع جدید کی قید لگاتے ہیں۔ اور نبی کو انسان کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور جو عموم خصوص مطلق مانتے ہیں۔ وہ نبی کی تعریف یہ کرتے ہیں وہ بشر جس کی جانب وحی کی گئی ہو اور رسول وہ ہے جو مامور بالتبلیغ ہو عام اس سے کہ بشر ہو یا نہ ہو۔ اس تقدیر پر ملائکہ میں جو رسول ہیں وہ شرعی معنی کے لحاظ سے ہیں۔ اسی کو المعتقد المنتقد میں راجح فرمایا: البتہ بہار شریعت کے مطالعہ سے ایک قول کا اور پتہ چلا۔ بہار شریعت میں فرمایا: نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔ اس سے بظاہر متبادر ہوتا ہے کہ رسول عام ہے اور نبی خاص۔ لیکن مجھے کہیں اس کی تفصیل نہیں ملی۔ ویسے اس کو تیسرے قول کی طرف راجع کیا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ صدیق اکبر جبرئیل امین سے افضل ہیں کفر ہے۔ رسل ملائکہ کا عام انسانوں سے افضل ہونا ضروریات دین سے ہے۔

مسئلہ: جناب ڈاکٹر محمد مستقیم انصاری گلزار پور، پوسٹ سونڈھو، ضلع ویشالی (بہار) - ۱۴/ربیع الآخر ۱۴۰۸ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔  
جو حضرات حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل مانتے اور بتاتے ہیں وہ حضرات عند اللہ کافر ہیں کہ نہیں؟ اگر ہیں تو کیوں؟

### الجواب

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ:

”رسل البشر افضل من رسل الملائكة و رسل الملائكة افضل من عامة البشر و عامة البشر افضل من عامة الملائكة اما تفضيل رسل الملائكة على عامة البشر فبالاجماع بل بالضرورة.“ (۱)

حضرت جبرئیل امین رسل ملائکہ میں سے ہیں اور اس عبارت میں عامہ بشر سے مراد ہر انسان ہیں۔ انبیاء کرام کے علاوہ۔ اگرچہ وہ صحابی ہو جب رسل ملائکہ کا عامہ بشر سے افضل ہونا ضروریات دین سے ہے۔ اور جبرئیل امین رسل ملائکہ میں سے ہیں تو یہ کہنا کہ حضرت صدیق اکبر جبرئیل امین سے افضل ہیں کفر ہوا۔ اس لیے کہ ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت جبرئیل و صدیق اکبر میں کون افضل؟ رسل بشر، رسل ملائکہ سے

افضل ہیں؟ رسل ملائکہ عام انسانوں سے افضل ہیں؟

مسئلہ: شاہ عبدالحکیم قادری غفرلہ سرگپہ ضلع بلاری، کرناٹک - ۱۰/محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

﴿مسئلہ﴾ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت جبرئیل علیہ السلام؟

### الجواب

اہل سنت کے اجماعی عقیدے کے مطابق حضرت جبرئیل، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں۔

عقیدہ یہ ہے کہ رسل بشر، رسل ملائکہ سے افضل اور رسل ملائکہ عام انسانوں سے افضل۔ عقائد نسفی میں ہے: ”ورسل الملائكة افضل من عامة البشر.“<sup>(۱)</sup> واللہ تعالیٰ اعلم۔

## فرشتوں کی توہین کفر ہے۔

یہ کہنا جبرئیل و اسرافیل میرے خوف سے تھراتے ہیں کفر ہے

مسئلہ: محمد حشمت رضا باڑا مہور با، پر بہار، ضلع سیتا مڑھی (بہار) - ۱۲ جمادی الآخرہ

**مسئلہ** زید سنی بریلوی عالم و مفتی ہیں جس کا علی الاعلان کہنا ہے کہ میں جبرئیل و اسرافیل کا بھی خلیفہ ہوں۔ میرے خوف سے وہ بھی تھراتے ہیں جب تک میں ہوں وہ صور نہیں پھونک سکتے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا دعویٰ درست ہے؟ جب کہ دیگر علما اس دعوے کے خلاف ہیں۔ باعتبار شرع مفصل بیان فرما کر فتنے سے قوم کو بچائیں۔ کرم ہوگا۔

## الجواب

صورت مذکورہ میں زید کے یہ دونوں جملے کہ میرے خوف سے وہ بھی تھراتے ہیں اور جب تک میں ہوں وہ صور نہیں پھونک سکتے کفر یہ ہیں۔ پہلے جملے میں دونوں فرشتے علیہما السلام کی شان میں توہین اور گستاخی ہے اور ملائکہ کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ”قال ابوذر الاستخفاف بالملک کفر.“<sup>(۲)</sup> اور دوسرے جملے میں: ”ان الحکم الا للہ.“ کے خلاف اپنا حکم جاری کرنا ہے اور حکم خدا کے بالمقابل اپنا حکم جاری کرنا حکم خدا کا انکار ہے جو کفر ہے۔ ملائکہ وہی کرتے ہیں جو حکم الہی ہے۔ حکم خدا کے خلاف کچھ نہیں کرتے۔ نہ قصداً نہ سہواً نہ خطاً زید ان جملوں کی وجہ سے کافر خارج از اسلام ہو گیا۔ اگر بیوی والا ہے تو بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے اس پر فرض ہے کہ ان جملوں سے توبہ کر کے تجدید ایمان و نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## فرشتے داڑھی والے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ: محمد نعیم شیخ قادری نزد میمن مسجد چاکی پاڑہ، شہد اپورہ، ساگھڑ سندھ (پاکستان)

**مسئلہ** فرشتے داڑھی والے ہیں یا نہیں؟

[۱] شرح العقائد، ص: ۱۶۶، رسل البشر أفضل من رسل الملائكة. مجلس برکات۔

[۲] عالم گیری، ج: ۲، ص: ۲۸۳۔

### الجواب

فرشتوں کا جسم انسان کے جسم سے علیحدہ ہے ان کے جسم نورانی ہیں ان کی شکلیں کیا ہیں کہیں نظر سے نہیں گزرا، البتہ انھیں یہ قدرت ہے کہ جو شکل چاہیں اختیار کر لیں۔ داڑھی والے انسان کی بھی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ مسلم وغیرہ میں حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی ملکوتی شکل میں دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے ان سے موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے، اتنے عظیم تھے کہ آسمان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھیلے ہوئے تھے اور متعدد احادیث میں وارد ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام عموماً حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں حاضر ہوتے تھے ہم اس کے مکلف نہیں کہ یہ بھی ایمان رکھیں کہ فرشتوں کی کیا شکل ہے انھیں داڑھی ہے یا نہیں، اس لیے اس کے کرید میں رہنا مناسب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### فرشتے ہماری شریعت کے مکلف نہیں۔

مسئولہ: محمد احسان الحق، دارالعلوم اہل سنت انوار ملت، چھترپارہ، بلراپور (یو. پی.) - ۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

مسئلہ ملائکہ شرعی احکام کے مکلف ہیں یا نہیں اگر ہیں تو انسانوں کی طرح یا کچھ فرق ہے؟

### الجواب

ملائکہ ہماری شریعت کے مکلف نہیں، لیکن وہ مکلف ہیں اللہ عزوجل نے انھیں جس کام میں لگا دیا ہے اس میں وہ مشغول ہیں۔







## جنات ہماری شریعت کے مکلف نہیں، جنوں میں کوئی نبی و رسل نہیں ہوا، ملائکہ و جنات جنت میں جائیں گے یا نہیں؟

مسئولہ: محمد احسان الحق، دارالعلوم اہل سنت انوار ملت، چھتر پارہ، بلرامپور (یو. پی.) - ۲۶ ربيع الاول ۱۴۱۹ھ

- ① مسئلہ جن شرعی احکام کے مکلف ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو انسانوں کی طرح یا کچھ فرق ہے؟ نیز جنات کی اقتدا میں نماز پڑھنا اور جہنہ سے انسان کا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟
- ② جنوں کی آبادی زمین کے اندر ہے یا اوپر اگر اندر ہے تو کس زمین پر ہے زید کہتا ہے کہ زمین کے دوسرے طبقے پر ہے کیا یہ بات درست ہے؟
- ③ جنوں میں نبی اور رسول ہوتے ہیں یا نہیں؟
- ④ کیا جنات انسان کی طرح کھاتے پیتے ہیں یا نہیں، اگر کھاتے پیتے ہیں تو غلہ وغیرہ کہاں سے لاتے ہیں، انسانوں کی کھیتوں یا گھروں سے چوری کر کے یا انسانوں کے غلوں میں ان کا مقرر ہے۔ نیز حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ جنوں کی خوراک ہڈی اور گوبر ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟
- ⑤ ملائکہ اور جنات جنت میں جائیں گے یا نہیں رائج قول کیا ہے؟ جواب کتب معتبرہ سے دیں۔

### الجواب

- ① جن ہماری شریعت کے مکلف ہیں مجھے کہیں یہ نہیں ملا کہ جن کچھ احکام میں انسانوں سے مستثنیٰ ہوں اس لیے وہ انسانوں ہی کی طرح مکلف مانے جائیں گے۔ اور جن کی امامت صحیح ہے جب کہ انسانی شکل میں آکر امامت کرے۔ درمختار میں ہے: ”و تصح امامة الجنی اشباہ.“<sup>(۱)</sup> اس کے تحت شامی میں ہے: ”اوجاءها علی صورة ادمی کذا فی الحلیة و کذا یقال فی امامة الجنی.“<sup>(۲)</sup> جن زریا مادہ سے انسان مرد یا عورت کا نکاح صحیح نہیں۔ شامی میں ہے: ”فی الاشباہ عن السراجیة لا تجوز المناکحة بین بنی آدم والجن و انسان الماء.“<sup>(۳)</sup>
- ② اس بارے میں کوئی تصریح نہیں۔ البتہ زمین کے اوپر بھی بکثرت جنات رہتے ہیں زمین کے نیچے رہتے ہیں یا نہیں یہ معلوم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

① در مختار کتاب الصلوٰۃ باب الامامة، ص: ۲۹۰، ج: ۲، لبنان۔

② در مختار کتاب الصلوٰۃ باب الامامة، ص: ۲۹۰، ج: ۲، لبنان۔

③ ص: ۶۱، ج: ۴، کتاب النکاح، دارالکتب العلمیة لبنان۔

﴿۳﴾ جنوں میں کوئی نبی و رسول نہیں ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے، نبی ہونے کے لیے بشر ہونا شرط ہے۔ رسول انسان کے علاوہ ملائکہ بھی ہیں۔ جنوں میں کوئی رسول نہیں ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۴﴾ جن کھاتے پیتے ہیں، خوراک کہاں سے لاتے ہیں معلوم نہیں اور حدیث میں جو فرمایا کہ ہڈی اور گوبر جنوں کی خوراک ہے اس کی تفصیل دوسری حدیثوں میں یہ ہے کہ جس ہڈی کو وہ لیتے ہیں اس پر گوشت آجاتا ہے اور گوبر کے بجائے دانا ہو جاتا ہے۔ پوری تفصیل کے لیے نزہۃ القاری شرح بخاری جلد ثانی کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۵﴾ جنات کے بارے میں المفلوظ حصہ چہارم پر ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ جنت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے۔ جنت میں سیر کو آیا کریں گے۔ جنت تو جاگیر ہے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ ان کی اولاد میں تقسیم ہوگی۔ جن ملائکہ کی جنت میں ڈیوٹی ہے وہ جنت میں جائیں گے، رہیں گے۔ یہ بھی بطور جزا نہیں۔ بقیہ فرشتے جنت میں جائیں گے کہ نہیں کہاں رہیں گے کچھ معلوم نہیں، اور نہ اس کے جاننے کے ہم مکلف اور نہ اس سلسلے میں کچھ اعتقاد رکھنا فرض۔ اس لیے اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے۔ علما نے ایسے سوالات کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جن پر اعتقاد رکھنا ضروری نہیں اور نہ جن پر عمل کرنے کے ہم مامور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**کیا جن مختلف صورت اختیار کر سکتے ہیں؟ کیا جن کسی پر سوار ہو سکتے ہیں؟ مدینہ کے بعض جن مسلمان ہو چکے تھے۔**

مسئلہ: غلام رسول رضوی، محلہ پورہ خواجہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یو. پی.) - ۱۶/ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ جن اپنی شکل و صورت بدل سکتے ہیں یا نہیں اور انسان کے اوپر سوار ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور کسی انسان نے جن کو دیکھا ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو اتنی قدرت نہیں دی ہے کہ وہ اپنی شکل و صورت تبدیل کر سکیں، اور نہ آج تک کسی نے جن کو دیکھا ہے، اور نہ وہ کسی کے اوپر سوار ہو سکتے ہیں۔ عرصہ سے زید عوام کو اس مسئلہ میں الجھائے ہوئے ہے۔ برائے کرم جواب قرآن کا قرآن سے حدیث کا حدیث سے، اقوال کا اقوال سے بحوالہ مفصل و مدلل ارشاد فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

**الجواب**

اس سوال کا جواب آپ کو پہلے بھی دے چکا ہوں، مجھے اتنی فرصت کہاں ہے کہ ایک ہی سوال بار بار دوں۔ وہ بھی سوال کا جواب کتاب سے لکھوں۔ احادیث سے ثابت ہے کہ جنوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا، اور دین کی تعلیم حاصل کی۔ حضور نے انہیں دیکھا۔ اتنا تو احادیث سے ثابت ہے۔ تفسیر



صاوی میں ہے: ”الجن اجسام نارية هوائية لها قدرة على التشكلات بالصور الشريفة والخسيسة.“<sup>(۱)</sup> مسلم میں ہے کہ: ایک جوان غزوہ خندک میں تھے وہ روز آنہ دوپہر بعد اجازت لے کر اپنے گھر جاتے تھے ایک دن وہ اجازت لے کر جانے لگے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہتھیار لے لو، بنی قریظہ کہیں تم کو نقصان نہ پہنچا دیں۔ یہ جوان ہتھیار لے کر گھر پہنچے تو دیکھا کہ ان کی زوجہ جو ابھی دہن تھیں دروازہ کے درمیان کھڑی ہیں۔ انھیں غیرت آئی اور چاہا کہ انھیں تیزی سے ماردیں۔ ان کی دہن نے کہا نیزہ روک لو گھر کے اندر جاؤ تو تمھیں معلوم ہوگا کہ میں کیوں باہر نکلی ہوں۔

یہ جوان جب گھر کے اندر گئے تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ بستر پر کٹڈلی مارے بیٹھا ہے۔ انھوں نے نیزے میں سانپ کو پرو لیا اور پیچ گھر میں اسے رکھ کر نیزہ اسے چھو دیا۔ سانپ ان پر تڑپا۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ پہلے سانپ مرایا پہلے جوان مرا، ہم نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر قصہ گوش گزار کیا تو حضور نے فرمایا ان گھروں میں کچھ بسنے والے ہیں۔ جب انھیں دیکھو تو تین بار انھیں خبردار کرو۔ اگر چلا جائے تو بہتر ہے، ورنہ اسے قتل کر دو۔ مدینے میں کچھ ایسے جن ہیں جو مسلمان ہو چکے ہیں۔ حدیث کے اصلی الفاظ یہ ہیں: ”ان لهذه البيوت عوامر.“<sup>(۲)</sup> اس کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں: ”اراد بعوامر البيت سكانها من الجن أى انها جنيا تتشكل بشكل الحيات.“<sup>(۳)</sup> اس سے ظاہر ہو گیا کہ جنوں کو یہ قوت حاصل ہے کہ وہ سانپ کی شکل اختیار کر لیں۔ جنوں کے سوار ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ گھوڑے سوار ہونے والے کی طرح سوار ہوتا ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ انسان کے حواس کو بے کار کر کے اپنے قبضے میں لے لیتا ہے۔ اتنا قرآن مجید سے ثابت ہے، سورہ بقرہ میں ہے: ”الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَخْبِطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ.“<sup>(۴)</sup> سود خور قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا جیسے وہ اٹھتا ہے جسے شیطان نے مخبوط الحواس بنا دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان انسان کے حواس کو بے کار کر دیتا ہے۔ اور شیطان سرکش جن کو کہتے ہیں۔ صاوی میں ہے: ”ان المتمرّد منهم يسمّى شيطانا.“<sup>(۵)</sup> اسی حدیث کے اخیر میں ہے: ”فان بدأ لكم فاقتلوه فانما هو شيطان.“ اگر تین بار خبردار کرنے کے بعد بھی دکھائی دے تو اسے قتل کر دو اس لیے کہ یہ شیطان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین، ج: ۴، ص: ۲۵۳، مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

۲۔ مشکوٰۃ، ص: ۳۶۰۔

۳۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ، ج: ۸، ص: ۱۳۷۔

۴۔ قرآن مجید، سورۃ البقرہ، آیت: ۲۷۵۔

۵۔ حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین، ج: ۴، ص: ۲۵۳، مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

## شیطان سرکش جنوں کو کہتے ہیں؟

مسئولہ: محمد اسرار نیل اردو مکتب، فرصت پور، پوسٹ فرصت پور، ضلع سارن، چھپرہ (بہار)

۱۵ جمادی الآخرہ ۱۴۱۲ھ

﴿مسئلہ﴾ یہ بتایا جائے کہ شیطان کہاں سے پیدا ہوتے ہیں، کیا وہی تو نہیں جو کہ جادو سے مر جاتے ہیں۔ جو لوگوں کو پکڑ کر پریشان کرتے ہیں۔ جواب عنایت فرمائیں۔

### الجواب

شیطان سرکش جنوں کو کہتے ہیں ان میں نر و مادہ ہوتے ہیں ان کی شادیاں ہوتی ہیں۔ ان کی اولاد ہوتی ہیں۔ جو مسلمان جادو سے مرتا ہے وہ شہید ہے وہ شیطان کیوں ہونے لگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## شیاطین کس جنس سے ہیں؟ جنات غیب نہیں جانتے۔

مسئولہ: محمد اسرار نیل اردو مکتب، فرصت پور، پوسٹ فرصت پور، ضلع سارن، چھپرہ (بہار)۔ ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۴۱۲ھ

﴿مسئلہ﴾ شیطان کس جنس سے ہیں کہ اگر کسی کو پکڑتے ہیں تو ہونے والے یا کرنے والے کام کو وہ سمجھاتے ہیں اور ہمارے دلوں کی باتوں کو بتانا شروع کر دیتے ہیں۔ تو یہ بتایا جائے کہ اس کو کیا کہیں گے؟ کیوں کہ نبی کے سوا کوئی غیب کی باتوں کو نہیں بتا سکتا ہے۔ جواب عنایت فرمائیں

### الجواب

شیطان جنوں سے ہیں یہ صحیح ہے کہ شیاطین اور اجنہ غیب نہیں جانتے اور جسے لوگ دل کی بات بتانا کہتے ہیں وہ حقیقت میں قرائن اور انسان کے حالات کے پیش نظر انکل پچو سے بتاتا ہے۔ جو اکثر غلط بھی ہوتا ہے۔ اور غیب کی باتیں صاحب کشف اولیاء کرام بھی جانتے ہیں اور بتاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## انتقال کے بعد ہمزاد قید کر دیا جاتا ہے یا آزاد کر دیا جاتا ہے؟

مسئولہ: محمد طیب علی رضوی، موضع چھپا بازار، پوسٹ سمرا، چندولی، گورکھپور۔ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

﴿مسئلہ﴾ ۱ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ہمزاد بھی پیدا کرتا ہے۔ آیا اس کے انتقال کے بعد وہ ہمزاد قید کر دیا جاتا ہے یا آزاد کر دیا جاتا ہے؟

﴿مسئلہ﴾ ۲ مومن اور کافر دونوں کے ہمزاد ہوتے ہیں تو قید اور آزاد کے بارے میں ان دونوں کا ایک ہی حکم ہے یا

الگ الگ مفصل اور حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں، کرم ہوگا۔

### الجواب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے المملوہ صوم ص: ۳۰ پر فرمایا مسلمان کا ہمزاد مقید کر لیا جاتا ہے۔ اور کافر کا بھوت ہو جاتا ہے۔ (یعنی وہ آزاد رہتا ہے۔) جب لوگ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ کراماً کا تبین اور شیاطین ہوتے ہیں۔ انتہی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کافر ہو یا مسلمان سب کے ساتھ ہمزاد ہوتے ہیں۔ مرنے کے بعد مسلمان کا ہمزاد قید کر لیا جاتا ہے اور کافر کا آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ کہاں سے لیا ہے معلوم نہیں۔ اور یہ عقیدہ فرائض یا واجبات میں سے نہیں۔ کفر و ایمان فرائض و واجبات بتانے ہی سے فرصت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### دیو، پری جنوں کی قسم سے ہیں؟

مسئولہ: محمد امیر الحسن، یتیم خانہ کرنیل گنج، ضلع گونڈی (یو. پی.)۔ ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

﴿مسئلہ﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسائل ذیل میں جن اور جنات نیز دیو، پری اور خبیث میں کیا فرق ہے؟ زید نے ان پانچوں کے بارے میں بڑی بحث کی اور کہا کہ کافی فرق ہے۔ خبیث کی اس طرح توضیح کی کہ حافظ مولوی وغیرہ جب ناپاکی میں انتقال کر جاتے ہیں تو وہ خبیث بن جاتے ہیں۔

### الجواب

یہ زید کی خباثت نفس ہے کہ اس نے وہ کہا۔ خبیث انسانوں کا ہمزاد ہے جو لوگ بدکردار ہوتے ہیں ان کا ہمزاد ان کے مرنے کے بعد لوگوں کو ستاتا ہے اس کو عرف میں خبیث کہتے ہیں۔ جن اور جنات ایک ہی چیز ہیں۔ جنوں ہی کی ایک قسم کو دیو کہتے ہیں۔ جنوں کی عورتوں کو پری کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

روح جب علین یا تجین میں چلی جاتی ہے تو مردہ کیسے سنتا ہے؟

جسم جب ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے تو قیامت کے دن کیسے اٹھے گا؟

مسئولہ: محمد رشید، سنتان پریس بیکری سیٹ جان باب ٹسٹ روڈ باندہ، ممبئی۔ ۲۱/ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

﴿مسئلہ﴾ ۱۔ جب علین و تجین میں روحیں چلی جاتی ہیں پھر صاحب قبر کیسے سنتے اور دیکھتے ہیں؟ کوئی خبیث یا بھوت ہو جاتا ہے؟ وہ کیسے ایک دوسرے پر سوار ہو جاتا ہے؟ جب کہ اس کی روح تجین میں ہوتی ہے، اگر کوئی مرتا ہے قتل سے یا شہید ہو کر آدھا دھڑ نہیں ہے یا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، آدھا جسم کا پتہ نہیں، آدھا فلاں جگہ

دفن کیا گیا، آدھا فلاں جگہ دفن کیا گیا جب کہ ایک لاش کی دو قبریں ہو گئیں پھر قیامت کے روز کیسے اٹھیں گے، کیا ایک آدمی کی لاش دونوں قبروں سے اٹھیں گی؟

۲ اگر دریا میں مچھلی نگل گئی، پیٹ میں گل گیا پھر قیامت کے دن کیسے اٹھایا جائے گا جب کہ اس کی لاش کا نام و نشان مٹ گیا؟

### الجواب

۱ جن کی ارواح اعلیٰ علین میں ہوتی ہیں ان کی روحوں کا تعلق ان کے جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اعلیٰ علین میں مومنوں کی روحوں کے رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ وہاں مقید ہیں بلکہ اعلیٰ علین ان کا مسکن ہے جہاں چاہیں جا آ سکتی ہیں۔ بدن کے ساتھ ان کا تعلق رہتے رہتے ایسا باقی رہتا ہے کہ قبر پر آنے والے کو پہچانتی ہیں، ان کی باتیں سنتی ہیں۔ تفصیل کے لیے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ حیات الممات کا مطالعہ کریں، پھر نزہۃ القاری جلد رابع کا۔ جن کی ارواح خبیثہ تجہین وغیرہ میں رہتی ہیں وہ وہاں مقید رہتی ہیں وہ کہیں جا نہیں سکتی ہیں مگر ان کا بھی تعلق قبر یا مرگھٹ سے اتنا باقی رہتا ہے کہ قبر یا مرگھٹ پر آنے والے کو پہچانتی ہیں اور ان کی آوازیں بھی سنتی ہیں، اور یہ جو بعض مرنے والے خبیث ہو جاتے ہیں یہ ان کا ہمزاد شیطان ہے جو آزاد رہتا ہے۔ انسان کے اعضا جہاں جہاں دفن ہیں وہاں وہاں سے قیامت کے دن اتنے اعضا قبر سے اٹھیں گے پورا جسم نہیں اٹھے گا۔ پھر سب اجزا اکٹھے ہو کر اس شخص کا سراپا بن کر خداوندی بنے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ آپ کا یہ اعتراض مچھلی ہی کے ساتھ کیوں ہے قبر میں بھی مردہ سڑ کر مٹی ہو جاتا ہے، ہڈیاں بھی گل سڑ کر مٹی ہو جاتی ہیں تو قبر سے کیسے اٹھے گا۔ علاوہ ازیں پہلی بار صور پھونکنے پر تمام عالم اور عالم میں جو کچھ ہے سب بالکل فنا ہو جائے گا، پھر دوبارہ عالم کیسے پیدا کیا جائے گا؟ جس قدر مطلق نے عدم سے وجود بخشا وہی دوبارہ ان کو اسی ہیئت پر پیدا فرمائے گا کیفیت کیا ہوگی نہ ہم جانتے ہیں نہ بتا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### کفار کے بچے مومن ہیں یا کافر؟

مسئلہ: عزیز الرحمن، گاؤں بڑسرا، بازار والی مسجد، غازی پور۔ ۲۸ نومبر ۱۹۹۲ء

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کافر کے لڑکے کو یعنی بچہ کو کیا کہیں گے؟ کافر کہنا کیسا ہے، سات سال سے پہلے؟



### الجواب

اگر ان کے ماں باپ کافر ہیں تو کافر کہا جائے گا، اور اگر ان دونوں میں ایک مسلمان ہے تو مسلمان۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

## جنات و موکلات کو قابو میں کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد رشید سنتان پریس بیکری سینٹ جان باب ٹیٹ روڈ باندہ، ممبئی۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ  
جنات و موکلات کو اپنے قابو میں کرنا شرک ہے یا نہیں؟

### الجواب

شرک نہیں بلکہ جائز و مباح ہے اور تمام امت میں رائج معمول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## جن جنت میں جائیں گے یا نہیں؟

مسئولہ: جلال الدین نوری، دارالعلوم قادریہ سمرقندیہ، رحم گنج، دربھنگہ (بہار)

مسئلہ جن جنت میں جائے گا یا نہیں؟ مولانا احمد یار خاں اپنی کتاب انوار القرآن میں لکھتے ہیں کہ وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ کیوں کہ اس کے پاس عقل نہیں۔ بہار شریعت میں ہے جن ذی عقل ہے۔ صحیح مسئلہ کیا ہے؟

### الجواب

جن جنت میں نہیں جائیں گے۔ جنت حضرت آدم علیہ السلام کی میراث ہے۔ ان کی اولاد کو ملے گی۔ صحیح یہی ہے کہ جن کو عقل ہوتی ہے، اسی بنا پر وہ مکلف ہیں۔ جنت میں جانا نہ جانا عقل ہونے نہ ہونے پر موقوف نہیں۔ بلکہ یہ محض عطیہ ربانی ہے جسے چاہے عطا فرمائے، رہ گیا جنوں کا مکلف ہونا وہ اس لیے نہیں کہ اس کے عوض جنت دی جائے گی۔ بلکہ اللہ عز وجل کے جو احسانات ان پر ہیں ان کے شکر کی ادائیگی کے لیے انھیں مکلف بنایا گیا۔ انسان بھی اس شکر کی ادائیگی کے لیے مکلف ہے اللہ عز وجل کا فضل خاص ہے کہ مومنین کو بہ طور انعام جنت بھی عطا فرمائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فہرست

۳	انتساب	۱
۴	تہدیہ	۲
۵	عرض مرتب	۳
۱۱	تقریب	۴
۱۴	شارح بخاری اور آپ کے فتاویٰ	۵
۶۵	حضرت شارح بخاری کی فتویٰ نویسی	۶
۷۲	شارح بخاری حیات و خدمات	۷
۱۰۸	شارح بخاری - ماہ و سال کے آئینے میں	۸

فتاویٰ شارح بخاری

عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی

صفحہ نمبر	عناوین	فتویٰ نمبر
۱۱۳	خدا کو ہر جگہ موجود کہنا	۱
۱۱۳	اللہ عز وجل ہر جگہ موجود ہے، یہ قول کفر ہے مگر قائل کی تکفیر نہ کی جائے کہ محتمل تاویل ہے	۲
۱۱۴	کیا اللہ کا ذکر بند ہو جائے گا اور رسول کا ذکر جاری رہے گا؟	۳
۱۱۵	یہ کہنا کہ اللہ ہر جگہ پایا جاتا ہے	۴

۱۱۸	ایک شعر کا حکم	۵
۱۱۹	رأیت ربی فی سبک المدینة کی توجیہ	۶
۱۲۱	یہ کہنا کہ اگر اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے تو حضور نے کیسے دیکھا؟ یا یہ کہنا کفر ہے کہ امام مہدی نے قرآن میں ترمیم کیا ہے؟	۷
۱۲۲	پیر کے لیے رحیم، عطوف، کریم، قیوم کا اطلاق جائز ہے یا نہیں؟	۸
۱۲۳	یہ کہنا کہ خدا پر بھروسہ نہیں، کفر ہے	۹
۱۲۴	یہ کہنا کہ اللہ عزوجل سے غلطی ہو سکتی ہے، کفر ہے	۱۰
۱۲۶	کیا اللہ تعالیٰ کسی کو میرے لال کہہ سکتا ہے؟	۱۱
۱۲۶	اللہ تعالیٰ کو سلام کرنا ممنوع ہے	۱۲
۱۲۷	اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا ممنوع ہے	۱۳
۱۲۸	یہ کہنا کہ اگر آپ لوگ اپنی عبادت سے اللہ کا پیٹ بھر لیں گے	۱۴
۱۲۹	سب انسان اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہیں	۱۵
۱۳۰	یہ کہنا کیسا ہے کہ پروردگار عالم تمام مسلمانوں کے گناہ معاف کر دے اور ان کا مواخذہ مجھ سے کرے	۱۶
۱۳۱	کیا حضور اللہ کے بھید کو جانتے ہیں؟	۱۷
۱۳۱	اللہ عزوجل صورت سے پاک ہے	۱۸
۱۳۱	اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ”آپ“ کا استعمال جائز ہے	۱۹
۱۳۲	یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ مار سکتا ہے، صحیح ہے	۲۰
۱۳۲	اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ماننا کفر ہے۔ یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟	۲۱
۱۳۳	اللہ تعالیٰ کے لیے ”رب الارباب“ کا اطلاق درست ہے یا نہیں؟	۲۲
۱۳۴	اللہ تعالیٰ کے لیے ”فرماتے ہیں“ استعمال کرنا کیسا ہے؟	۲۳
۱۳۵	ایک شعر کی توضیح	۲۴
۱۳۶	کیا اللہ کے سوا کوئی اور حامی و ناصر ہے	۲۵

۱۳۷	اللہ تعالیٰ کو 'میاں' کہنے کی اجازت نہیں	۲۶
۱۳۸	اللہ تعالیٰ کے لیے 'تاسف کرنا، افسوس کرنا وغیرہ' کا استعمال کرنا کیسا ہے؟	۲۷
۱۳۹	اللہ تعالیٰ کو 'میاں' کہنا کیا ناجائز و گناہ ہے؟	۲۸
۱۴۰	یہ کہنا کفر ہے کہ جہاں دس وہیں خدا ہے	۲۹
۱۴۱	اللہ تعالیٰ کو فدائے محمد کہنا کیسا ہے؟	۳۰
۱۴۱	کلمہ حق کو کفر سمجھنا کفر ہے	۳۱
۱۴۱	حضور محدث اعظم ہند کے ایک شعر کی توضیح	۳۲
۱۴۲	'پیارے اللہ' کہنا کیسا ہے؟	۳۳
۱۴۲	اللہ عز وجل مخلوق نہیں خالق ہے	۳۴
۱۴۲	اللہ عز وجل کے لیے تساہل و تغافل کا استعمال	۳۵
۱۴۴	یہ کہنا کہ جب ہر کام اللہ کے حکم سے ہوتا ہے تو بندہ مستحق سزا کیوں	۳۶
۱۴۴	بہار شریعت کی عبارت کی توضیح، اہل کتاب کسے کہتے ہیں؟	۳۷
۱۴۵	تمہیدات عین القضاۃ کی عبارت کی توضیح	۳۸
۱۴۶	لفظ اللہ، معبود برحق کا علم ہے کسی بندے پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔ حکم شرعی بنانے والے علماء کی توہین کرنے کا حکم	۳۹
۱۴۹	کسی بندے کو اللہ میاں کہنا کیسا ہے؟	۴۰
۱۵۰	کسی بندے کو اللہ میاں کہنا کیسا ہے؟ کسی بندے کو آلِ رحمٰن کہنا کیسا ہے؟	۴۱
۱۵۵	حضور مفتی اعظم ہند کے نام پر اعتراض کا جواب	۴۲
۱۵۸	کسی شخص کو اللہ کہنا کفر و شرک ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا کفر ہے۔	۴۳
۱۶۲	یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دل میں سوچتا ہوگا کہ کیا ہو گیا، کفر ہے	۴۴
۱۶۳	یہ کہنا کفر ہے کہ تم خدا کے باپ ہو	۴۵
۱۶۳	یہ کہنا کفر ہے کہ اللہ سوچ میں پڑ گیا۔ یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ کو سچی بات پسند نہ آئی؟	۴۶
۱۶۴	خدا کو ظالم کہنا کفر ہے	۴۷



۱۶۵	یہ کہنا کہ اگر خدا تر کر آوے تب بھی نہ مانوں گا۔ یہ کہنا کہ میں خدا سے بڑھ کر ہوں، کفر ہے	۴۸
۱۶۶	یہ کہنا کفر ہے کہ جو رب ہے وہی رام ہے/ رام کو اپنا مربی سمجھنا کفر ہے	۴۹
۱۷۱	اللہ عز وجل کو بھگوان یا رام کہنا کفر ہے	۵۰
۱۷۲	اللہ عز وجل کو رام کہنا کفر ہے۔ حافظ شیرازی کی طرف منسوب ایک شعر کے متعلق سوال	۵۱
۱۷۳	اللہ تعالیٰ کو ایشور، پر بھو، پر ماتما، پر میثور اور گاڈ کہنا کیسا ہے؟	۵۲
۱۷۳	یہ کہنا کہ اللہ و رسول و قرآن کچھ بھی نہیں، یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے	۵۳
۱۷۴	ٹی وی پر مہابھارت دیکھنا۔ یہ کہنا کہ مہابھارت میں خدا نظر آتا ہے کفر ہے۔ رام اور کرشن نبی نہیں	۵۴
۱۷۵	یہ کہنا کہ اللہ سے بھی غلطی ہوتی ہے، کفر ہے	۵۵
۱۷۵	جان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کفر ہے	۵۶
۱۷۶	اپنی آواز کو اللہ و رسول کی آواز کہنا کیسا ہے	۵۷
۱۷۶	یہ کہنا کہ میں اللہ و رسول کو نہیں جانتا	۵۸
۱۷۷	ولی کو خدا کہنا کفر ہے	۵۹
۱۷۷	اللہ عز وجل کو نا سمجھ کہنا کفر ہے	۶۰
۱۷۸	اللہ عز وجل کی شان میں گالی بکنا کفر ہے	۶۱
۱۷۸	یہ کہنا کہ صرف اللہ کو مانیں گے کفر ہے۔ کیا جس کا پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے	۶۲
۱۷۹	کسی بندے کو جل جلالہ و عم نوالہ کہنا کفر ہے	۶۳
۱۷۹	اللہ عز وجل کو مجسم بتانا اور اس کے لیے غم ثابت کرنا کفر ہے	۶۴
۱۸۰	یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ نے ہم کو ٹھوکر مار دیا ہے	۶۵
۱۸۱	بارش دیکھ کر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آرہے ہیں کفر ہے۔ اللہ عز وجل کو دیو بابا بولنا کفر ہے	۶۶
۱۸۲	یہ کہنا کفر ہے کہ جب میں ڈوب رہا تھا تو اللہ کہاں تھا	۶۷
۱۸۲	ولی کو خدا کہنا کفر ہے	۶۸
۱۸۴	اللہ عز وجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا کافر ہے	۶۹
۱۸۵	اللہ تعالیٰ کو گالی دینے والے کا حکم	۷۰

۱۸۶	خشیت اللہ کی صفت نہیں ہو سکتی۔ یہ کہنا کہ کسی کے دل میں اللہ کا ڈر ہے، کفر ہے۔	۷۱
۱۸۷	یہ کہنا کہ مجھے اللہ پر غصہ آتا ہے	۷۲
۱۸۸	اپنے کو اللہ کا سالا بتانا کفر ہے، مسجد کو اللہ کی بہن کا گھر بتانا کفر ہے۔ کفری لطیفہ گڑھ کر بیان کرنا کیسا ہے؟	۷۳
۱۸۸	یہ کہنا کفر ہے کہ ہم سب اللہ کے بیٹے ہیں	۷۴
۱۸۸	کسی کو اللہ عز وجل کا بیٹا کہنا کفر ہے	۷۵
۱۸۹	یہ کہنا کہ حضور اللہ سے معاف کرنے گئے تھے، کفر ہے	۷۶
۱۸۹	یہ کہنا کیسا ہے کہ جب خدا کا ڈر نہیں تو انسان کا کیا ڈر	۷۷
۱۸۹	اپنے کو اللہ مالک کہنا کفر ہے	۷۸
۱۹۰	ایک شعر کی توضیح	۷۹
۱۹۱	حضور کو اللہ کے مرتبے کے برابر سمجھنا کفر ہے	۸۰
۱۹۱	یہ کہنا کہ کیا اللہ دیکھنے کو آتا ہے، کفر ہے	۸۱
۱۹۲	یہ کہنا کہ رام ورجیم ایک ہیں کفر ہیں۔ مسجد و مندر کو خدا کا گھر بتانا کفر ہے	۸۲
۱۹۳	یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی رحم کر سکتا ہے، کفر ہے	۸۳
۱۹۳	تم اپنا خدا لے کر ڈھوؤ، کہنا کفر ہے	۸۴
۱۹۴	محالات شرعی کو تحت قدرت ماننا مستلزم کفر ہے	۸۵
۱۹۴	محالات تحت قدرت نہیں۔ یہ کہنا کہ اللہ چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کر سکتا ہے۔ حضور کی نظیر محال ہے۔ مسافر مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیرے یا نہیں؟ مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟	۸۶
۱۹۵	کیا اللہ عز وجل حضور کا مثل پیدا کر سکتا ہے یا نہیں؟ قدرت خداوندی	۸۷
۲۰۰	یہ کہنا کہ میں مسلمان نہیں۔ اور روزہ وہ رکھے جس کے یہاں کھانے پینے کا ٹھکانہ نہ ہو۔ رمضان اللہ عز وجل کی صفت خاصہ ہے۔ اپنے کو رمضان کہنا کفر ہے	۸۸
۲۰۱	یہ کہنا کہ اللہ و رسول میں کوئی فرق نہیں۔ یہ کہنا کہ اللہ کو سجدہ کرنا گویا حضور کو سجدہ کرنا۔ مرتد کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟	۸۹

۲۰۱	لا حول ولا قوۃ الا باللہ کو ماننے سے انکار کرنا۔ مرتد کا حکم	۹۰
۲۰۲	یہ کہنا کیسا ہے کہ عشق الہی میں بندہ گمراہ بھی ہو سکتا ہے؟	۹۱
۲۰۲	یہ کہنا کفر ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنا صحیح نہیں	۹۲
۲۰۳	یہ کہنا کہ خدا سے مانگنا جرم ہے، کفر ہے	۹۳
۲۰۳	اللہ وارث کہنا کیسا ہے؟	۹۴
۲۰۳	اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت ماننا کفر ہے	۹۵
۲۰۷	کیا عبادت کی جگہ لفظ پوجا استعمال کرنا ممنوع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عز وجل کہنا ممنوع ہے	۹۶
۲۰۸	لا الہ الا اللہ کو کلمہ طیبہ کیوں کہا جاتا ہے؟	۹۷
۲۰۹	ایمان مرکب ہے یا بسیط	۹۸
۲۱۰	پیر کو اللہ کہنا کفر و شرک ہے؟ نقل کفر، کفر نہیں۔ مسلمانوں پر کفر کا بہتان باندھنا کفر ہے	۹۹
۲۱۱	اللہ کو انگوٹھی کہنا کفر ہے	۱۰۰
۲۱۲	لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں۔ کوئی کلمہ ایسا ہو جس کا ظاہری معنی کفر ہے تو قائل کی تکفیر ہوگی یا نہیں؟	۱۰۱
۲۱۵	اللہ عز وجل پر حاضر و ناظر کا اطلاق، یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا اور سنتا نہیں، کفر ہے	۱۰۲
۲۱۶	اللہ عز وجل کے لیے ”ہوس“ کا استعمال کفر ہے	۱۰۳
۲۱۷	”اگر اللہ تعالیٰ کہے تب بھی ہماری والدہ شریک نہیں ہوں گی“ کہنا کفر ہے۔	۱۰۴
۲۱۸	اللہ تعالیٰ کو ظالم کہنا کفر ہے۔	۱۰۵
۲۱۸	یہ کہنا کیسا ہے کہ ”تم اپنے اللہ کو بلاؤ، کہاں ہے تمہارا اللہ؟“	۱۰۶
۲۱۹	اللہ کے سوا کسی اور کے نام کا روزہ رکھنا اور جانور ذبح کرنا۔ یا اللہ کے سوا کسی اور کے نام جانور چھوڑنا	۱۰۷
۲۲۰	الرحمن علی العرش استوی کی تفسیر	۱۰۸
۲۲۴	وحدة الوجود کی بحث۔ اللہ عز وجل کے لیے لفظ شید اور راعنا کا اطلاق درست نہیں	۱۰۹
۲۲۸	یہ کہنا کہ میں اپنے طور پر اللہ کو یاد کرتی ہوں یہی میری نماز ہے۔ یہ کہنا کیسا ہے کہ تم اپنے مسئلہ مسائل اپنے پاس رکھو	۱۱۰

۲۳۰	غیر خدا کو قیوم، قدوس، رحمن کہنا کیسا ہے؟ مکتوبات امام ربانی میں کچھ باتیں سکرا آمیز ہیں	۱۱۱
۲۳۱	اللہ عزوجل کو حضور کا مدحت سرا کہنا کیسا ہے؟ اللہ عزوجل کے لیے الچا نا کا استعمال کیسا ہے؟	۱۱۲
۲۳۲	اللہ عزوجل کو میاں کہنا کیوں منع ہے؟	۱۱۳
۲۳۳	یہ کہنا کہ خدا کو بھی حضور کی ضرورت پڑی، کفر ہے	۱۱۴
۲۳۴	اللہ عزوجل کو گالی دینا کفر ہے، مرتد کے احکام	۱۱۵
۲۳۴	اللہ عزوجل کی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔ کلمہ کفر کہنے والے پر تجدید ایمان و نکاح فرض ہے۔ تجدید نکاح میں نئے نکاح کا مہر بھی واجب ہے	۱۱۶
۲۳۵	آیات متشابہات کو استخواں پیش سگاں کہنا کیسا ہے؟ قرآن کریم کی تحریف کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ سارے جہاں کا بھی مالک ہے اور جہاں والوں کا بھی	۱۱۷
۲۳۶	صفات باری تعالیٰ عین ذات ہیں۔ صفات باری تعالیٰ کو مخلوق کہنا کفر ہے	۱۱۸
۲۳۷	نام الہی کی توہین کفر ہے	۱۱۹
۲۳۷	یہ کہنا کہ احد کب سے ہے، کیسا ہے؟	۱۲۰
۲۳۸	اللہ اکبر کا صحیح ترجمہ	۱۲۱
۲۳۹	حضور کو خدا کا لاڈلا کہنا کیسا ہے؟	۱۲۲
۲۴۰	اللہ عزوجل کو میرا پروردگار عالم میرا محبوب ہے کہنا کیسا ہے؟	۱۲۳
۲۴۰	اللہ عزوجل کی شان میں ایک لفظ کے استعمال کے متعلق سوال ایک مقرر کی تقریر پر اعتراض اور اس کا جواب	۱۲۴
۲۴۱	اللہ عزوجل کے لیے لفظ ”تھا“ کا استعمال کرنا کیسا ہے؟	۱۲۵
۲۴۲	یہ کہنا کہ اللہ حاضر و ناظر ہے؟ اللہ ذرہ ذرہ میں موجود ہے؟	۱۲۶
۲۴۴	اللہ تعالیٰ کی طرف ستانے کی نسبت کرنا کفر ہے۔ یہ کہنا کفر ہے کہ اگر اللہ نے انصاف نہ کیا تو اس کی خدائی میں فرق ہے	۱۲۷
۲۴۵	اللہ تعالیٰ کے لیے بھول جانے کی نسبت کفر ہے۔ معنی سوء کا ایہام بھی ممانعت کے لیے کافی ہے	۱۲۸
۲۴۵	خدا کو حاضر و ناظر نہ ماننے والے کے لیے کیا حکم ہے؟	۱۲۹
۲۴۶	اللہ عزوجل کو جھگوان کہنا کفر ہے	۱۳۰



۱۳۱	بندے کی بیداری کو جاننے کے لیے اللہ تعالیٰ کو اذان کا محتاج بتانا کفر ہے	۲۴۶
۱۳۲	پیر کو خدا کہنا، خدا کو اپنے اندر سرایت ماننا	۲۴۷
۱۳۳	یہ کہنا کہ تمہارے مرض کو اللہ بھی ٹھیک نہیں کر سکتا	۲۴۷
۱۳۴	اللہ عز وجل کی شان میں گستاخی کفر ہے	۲۴۸
۱۳۵	یہ کہنا کہ خدا نہیں ہے، کفر ہے	۲۴۸
۱۳۶	یہ کہنا کہ جب خودی مٹ گئی خدا ہو گیا	۲۴۹
۱۳۷	اللہ تعالیٰ کے لیے دل آزاری کا استعمال	۲۴۹
۱۳۸	اللہ عز وجل کفر و شرک سے سوا ہر گناہ بخشنے والا ہے	۲۵۰
۱۳۹	اللہ تعالیٰ کو ہری اوم کہنا کیسا ہے؟ گنہگار کے توبہ میں چندہ دینا کیسا ہے؟	۲۵۱
۱۴۰	اللہ کے وجود کا انکار کفر ہے، نماز و روزے کی فرضیت کا انکار کفر ہے۔ کفر یہ عقائد پر مطلع ہو کر مرید ہونا کفر ہے۔ یہ کہنا کفر ہے کہ پہلے پیر کے حکم کو مانیں گے بعد میں قرآن وحدیث کا	۲۵۲
۱۴۱	پیر کو خدا کہنا کفر صریح ہے۔ اپنے کو لامذہب کہنے والا کافر ہے۔ حضرت آسی علیہ الرحمہ کے شعر کی توضیح	۲۵۳
۱۴۲	ایک کفری شعر کے متعلق سوال، اللہ عز وجل وحدہ لا شریک ہے اس کے مثل کوئی شے نہیں، اس کی جملہ صفات واجب قدیم غیر مخلوق ہے، حضرت جبریل عارف باللہ بھی ہیں عارف بالرسول بھی، یہ کہنا کیسا ہے کہ جبریل حیرت میں تھے کہ مصطفیٰ کون ہے اور خدا کون ہے؟	۲۵۵
۱۴۳	یہ کہنا کہ اللہ سے کم نہیں عز و شان دیں کے سلطان کا، کفر ہے۔ ”اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے“ کفری شعر ہے	۲۵۶
۱۴۴	چند فلمی اشعار کے بارے میں سوال، یہ کہنا کہ ”خدا بھی نہ جانے“ کفر ہے، یہ کہنا کہ ”خدا سوچتا ہوگا“ کفر ہے، اللہ تعالیٰ کو ظالم کہنا یا یہ کہنا کہ قدرت نے فرصت سے بنایا ہے، کفر ہے	۲۵۷
۱۴۵	اوپر والا جانے کہنا کیسا ہے؟	۲۵۹
۱۴۶	فتاویٰ فیض الرسول کے ایک جواب کے متعلق استفتا	۲۶۰
۱۴۷	یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ بات کرنے کے لیے بیٹھا ہوا ہے، کفر ہے؟	۲۶۱
۱۴۸	یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے؟ رام ورجیم کو ایک کہنا مسجد و مندر کو خدا کا گھر کہنا کیسا ہے؟	۲۶۲

فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد جلد اول فہرست

۱۴۹	دو خدا کا اعتقاد شرک ہے، ایک شعر کے متعلق سوال	۲۶۳
۱۵۰	مُوسَل کو خدا کہنا کفر	۲۶۴
۱۵۱	یہ کہنا کہ خدا اور رسول کی اطاعت سے کوئی فائدہ نہیں؟ مرتد کے احکام	۲۶۴
۱۵۲	یہ کہنا کہ نماز روزے میں کیا رکھا ہے؟ یا ”اللہ تعالیٰ کرسی سے ہٹ گیا“ یا ”اللہ کی جگہ کرسی پر کوئی دوسرا بیٹھا ہے“ کفر ہے۔	۲۶۵
۱۵۳	اللہ تعالیٰ کے لیے ”مزاج“ کا استعمال کیسا ہے؟	۲۶۶
۱۵۴	یہ کہنا کہ اگر خدا بھی آئے تو فیصلہ نہ ہو سکے گا	۲۶۷
۱۵۵	یہ کہنا کہ ہم لوگ اللہ کے وجود میں گھسے ہیں، کفر ہے۔ یہ کہنا کہ اللہ کی صورت آگ کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ کو رحمت کے دریا میں غوطہ لگانے والا کہنا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے منصور کو انا الحق کہنے کا حکم دیا تھا؟	۲۶۷
۱۵۶	اللہ تعالیٰ کے نام کی تصغیر کا کیا حکم ہے؟ امانت کے روپے خرچ کرنے کا حکم	۲۶۹
۱۵۷	خدا کو گالی دینے والے سے میل جول رکھنے والوں پر توبہ لازم ہے۔	۲۶۹
۱۵۸	وحدة الوجود وحدۃ الشہود مقاماتِ حال ہیں۔	۲۷۰
۱۵۹	قبل کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنے پر ہنود کا ایک مغالطہ اور شارح بخاری علیہ الرحمہ کا مسکت جواب۔	۲۷۱
۱۶۰	پیر کو خدا کہنا کفر ہے۔ پیر کی تصویر کو سلام کرنا کیسا ہے؟	۲۷۲

عقائد متعلقہ نبوت

۱۶۱	کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک سے افضل ہیں؟	۲۷۵
۱۶۲	یہ کہنا کیسا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باطن میں خدا ہیں ظاہر میں رسول؟ منکر حدیث کا حکم، کیا نمازِ مغرب سے پہلے افطار کرنا غلط ہے؟	۲۷۶
۱۶۳	حضور کے آبا و اجداد مومن تھے یا موحد، والدہ محترمہ کے لیے استغفار کرنے سے حضور کو کیوں منع کیا گیا تھا؟	۲۷۷
۱۶۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مسلمان موحد تھے	۲۷۹

۲۸۰	حضور کے والدین مومن درجہ صحابیت پر فائز تھے	۱۶۵
۲۸۰	ایمان ابوین کریمین کا منکر کا فرہیں خاٹی ہے	۱۶۶
۲۸۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دل بر، دل ربا اور معشوق کا لفظ استعمال کرنا کیسا ہے؟	۱۶۷
۲۸۲	حضور کی شان میں ”غلطی کرنا“ استعمال کرنے والے کا حکم	۱۶۸
۲۸۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ”میرے محبوب“ کہنا کیسا ہے؟	۱۶۹
۲۸۲	یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ کہنا جائز ہے	۱۷۰
۲۸۳	وصال کے بعد حضور کو ندا کرنا کیسا ہے؟	۱۷۱
۲۸۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنا کیسا ہے؟	۱۷۲
۲۸۵	یا رسول اللہ المدد، یا محمد المدد کہنا جائز ہے یا نہیں؟	۱۷۳
۲۸۵	یا رسول اللہ کہنا جائز و مستحسن ہے اسلاف کرام کے اقوال سے اس پر چند دلائل اور اس کو ناجائز کہنے والوں کا حکم	۱۷۴
۲۸۷	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نام یا کنیت کے ساتھ پکارنا منع ہے	۱۷۵
۲۸۸	یا محمد کہنا ممنوع ہے	۱۷۶
۲۹۰	یا محمد کہنا عند الشریع جائز ہے یا نہیں؟	۱۷۷
۲۹۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت جائز ہے	۱۷۸
۲۹۵	انبیاء کرام و اولیا سے استمداد جائز ہے یا نہیں؟ فلا تدعوا مع اللہ احدا کی تفسیر	۱۷۹
۳۰۰	وسیلہ کا معنی کیا ہے؟ وسیلہ لینے کا طریقہ کیا ہے؟	۱۸۰
۳۰۲	یہ کہنا کیسا ہے جو کچھ کہوں گا حاضر و ناظر جان کر کہوں گا	۱۸۱
۳۰۳	حضور کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا	۱۸۲
۳۰۴	اللہ عز وجل حاضر و ناظر کہنا کیسا ہے۔ ایک حکایت کے متعلق سوال	۱۸۳
۳۰۶	حضور کو معراج میں دودھ اور شراب دیا گیا، حضور نے دودھ پی لیا اور شراب چھوڑ دیا۔ قصص الانبیاء نامی کتاب غیر معتبر ہے	۱۸۴
۳۰۶	کیا معراج میں نعلین اقدس پہن کر حضور عرش پر تشریف لے گئے تھے؟	۱۸۵
۳۰۷	شب معراج عرش پر حضور نعلین شریف پہننے تشریف لے گئے یا نہیں؟	۱۸۶

۳۰۷	حضور نے جنت میں بلال کے کھڑاؤں کی آواز سنایا قدم کی؟	۱۸۷
۳۰۸	ایک روایت کے متعلق سوال	۱۸۸
۳۰۹	کیا حضور نے معراج میں اللہ عزوجل کا دیدار کیا ہے؟	۱۸۹
۳۱۰	معراج سے متعلق ایک روایت	۱۹۰
۳۱۱	کیا شب معراج حضور نے براق پر سوار ہوتے وقت غوث اعظم کے کندھے پر قدم مبارک رکھا تھا؟	۱۹۱
۳۱۲	شب معراج غوث اعظم نے پائے اقدس کو اپنے کندھے پر رکھا	۱۹۲
۳۱۳	یہ کہنا کیسا ہے کہ نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں؟ رزق کی نسبت بندوں کی طرف کرنا کیسا ہے؟ علقمہ کا معنی	۱۹۳
۳۱۴	موضوع روایت فضائل میں بھی بیان کرنا حرام ہے۔	۱۹۴
۳۱۴	کیا حضور نے شب معراج اللہ عزوجل کا دیدار فرمایا؟ مسئلہ علم غیب	۱۹۵
۳۱۵	حضور کو سید نہ کہنے والے کا حکم	۱۹۶
۳۱۸	انبیاء کرام کے مراتب میں فرق ہے	۱۹۷
۳۱۹	باب عقائد میں بہت سی چیزیں ہیں جن پر ہمارا ایمان ہے مگر کیفیت معلوم نہیں	۱۹۸
۳۲۰	حضور کو اللہ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا	۱۹۹
۳۲۲	حضور کے نور ہونے پر ایک تفصیلی فتویٰ	۲۰۰
۳۲۰	کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرح بشر ہیں؟	۲۰۱
۳۲۱	انبیاء کرام کی بشریت کا انکار کفر ہے۔ مکتوبات امام ربانی میں بہت سی باتیں سکر آمیز ہیں۔ صحوا و سکر کا مطلب۔	۲۰۲
۳۲۲	حضور نور بھی ہیں، بشر بھی	۲۰۳
۳۲۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں یا بشر؟ مودودی جماعت نیو ماڈل وہابی جماعت ہے	۲۰۴
۳۲۵	یہ کہنا کیسا ہے کہ ظاہری شکل میں حضور ہماری طرح ہیں	۲۰۵
۳۲۶	حضور کو اپنی طرح بشر کہنا کیسا ہے؟	۲۰۶
۳۲۷	کیا فرشتوں نے حضور کو بھائی کہا؟	۲۰۷



فہرست	جلداول	فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد
۳۴۷	۲۰۸	حضور کی شان میں لفظ ”تھے“ استعمال کرنا کیسا ہے؟ حضور حقیقی حیات کے ساتھ اب بھی زندہ ہیں اور منصب رسالت پر فائز ہیں
۳۴۸	۲۰۹	یہ کہنا کہ حضور نے ساری جنگیں حکومت کے لیے کی تھیں نہ کہ دین کے لیے
۳۴۹	۲۱۰	یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ کے علم کے سامنے ساری مخلوق ذرہ ناچیز سے کم تر ہے؟ ذرہ ناچیز سے کیا مراد ہے؟ معجزہ و کرامت میں کیا فرق ہے؟
۳۵۰	۲۱۱	رسلانِ عظام کی تعداد ۱۳۱۳ اور آسمانی صحائف ۱۰۴ تو ہر رسول صاحب کتاب کیسے ہوئے
۳۵۱	۲۱۲	مخلوق میں کسی کو بلا واسطہ حضور کچھ نہیں مل سکتا
۳۵۲	۲۱۳	تخلیقِ آدم سے پہلے بھی حضور نبی تھے
۳۵۲	۲۱۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم کہنا کیسا ہے
۳۵۳	۲۱۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں
۳۵۳	۲۱۶	کیا کفار نے حضور کی تکذیب کی یا نہیں
۳۵۴	۲۱۷	ابو جہل حضور کا چچا نہیں
۳۵۵	۲۱۸	انجیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فارقلیط کہا گیا بنیادی عقائد سارے پیغمبروں کے ایک تھے
۳۵۶	۲۱۹	یہ کہنا کیسا ہے کہ حضور کو نبوت ۳۵ سال بعد ملی؟ حضور کو اپنے نبی ہونے کا علم کب ہوا؟ یہ کہنا کہ حضور اعلانِ نبوت سے پہلے کچھ نہیں تھے۔ بلا عذر شرعی بیعت توڑ کر دوسرے سے مرید ہونا؟ کیا عورت کو چہرہ چھپانا ضروری ہے؟
۳۵۷	۲۲۰	کیا انبیاء اولیا کو تصرف کا اختیار ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب اکبر ہیں؟
۳۵۹	۲۲۱	کیا یہ حدیث ہے کہ جب تک امت محمدیہ کو نبیوں کا درجہ نہ مل جائے انھیں نہیں اٹھایا جائے گا؟ واستغفر لذنبک کی تفسیر
۳۶۳	۲۲۲	تمام انبیاء کرام معصوم ہیں، حضور کے لیے لفظ توبہ کا استعمال کیسا ہے؟
۳۶۳	۲۲۳	کیا انبیاء کرام کو توبہ کا حکم دیا گیا؟
۳۶۶	۲۲۴	کیا حضور اللہ عز وجل کے محتاج ہیں؟
۳۶۷	۲۲۵	سرکار کے دیدار کے لیے کیا عالم و حافظ ہونا ضروری ہے؟
۳۶۸	۲۲۶	یہ کہنا کیسا ہے کہ تمام اشرف المخلوقات گنہگار ہوئے؟ زوجہ کی نس بندی کرنا کیسا ہے؟

۲۲۷	حدیث تفتیق امتی کو ضعیف کہنا کیسا ہے؟ وَوَجَدَکَ صَلَّالًا مِیْن صَلَّالًا کا معنی گم راہ، بے خبر بتانا غلط۔ ضال کا صحیح معنی۔ تمام انبیاء کرام قبل نبوت ہدایت پر تھے۔ حضور روز اول سے منصب نبوت پر فائز تھے۔	۳۶۸
۲۲۸	کیا حضور نے فرمایا ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی؟	۳۶۹
۲۲۹	کیا تہتر فرقے سب کے سب مسلمان ہوں گے؟	۳۷۰
۲۳۰	حضور کی ہر بات وحی الہی ہے	۳۷۱
۲۳۱	یہ کہنا غلط ہے کہ انتقال کے بعد انبیاء اولیا کی طاقت ختم ہو جاتی ہے	۳۷۱
۲۳۲	کیا انبیاء اولیا بعد حساب جنت میں جائیں گے؟ تبلیغی جماعت کی حقیقت۔ کیا حضور نے یہ فرمایا ہے کہ فرقوں میں نہ بٹ جانا؟ نماز عیدین عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے۔ وہابی امام کے پیچھے نماز عیدین صحیح نہیں۔	۳۷۲
۲۳۳	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم کی تخلیق سے پہلے ہی منصب نبوت پر فائز تھے۔ انبیاء کرام سے قبل اعلان نبوت گناہ صغیرہ سہواً بھی صادر نہیں ہو سکتا	۳۷۵
۲۳۴	نعرہ رسالت کے جواب میں لا الہ الا اللہ کہنا	۳۷۶
۲۳۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء نہ ماننا گمراہی ہے	۳۷۷
۲۳۶	کیا نبی رسول ہو سکتا ہے؟	۳۷۹
۲۳۷	کیا جبریل حضور کے استاد تھے؟	۳۸۰
۲۳۸	جبریل امین وحی پہنچانے کا واسطہ تھے	۳۸۱
۲۳۹	کیا حضرت ابراہیم حضور سے افضل ہیں؟	۳۸۳
۲۴۰	ماہ صفر کے آخری بدھ کی حقیقت، حضور کے مرض کی ابتدا آخری بدھ سے ہوئی، حضور پر جھوٹ باندھنا جہنم کا مستحق ہونا ہے۔	۳۸۵
۲۴۱	کیا پیغمبر اسلام کچھ نہیں دے سکتے؟	۳۸۶
۲۴۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک ارض و سما ہیں۔	۳۸۷
۲۴۳	بہار شریعت حصہ اول میں رسول اللہ کی عظمت یا تو ہیں؟ وہابی مکتب فکر کے ایک اشتہار کا تحقیقی جواب۔ وہابیوں سے چند سوال۔	۳۸۸

۳۹۶	حضور کی عظمت، اسلام کی روح ہے۔ وہابی کے کھڑے ہونے سے صف منقطع ہوگی۔ اللہ اکبر کا معنی۔	۲۴۴
۳۹۷	حضور کو بولتا قرآن کہنا کیسا ہے؟	۲۴۵
۳۹۸	حضور نے آخری نماز کس طرح پڑھی ہے؟ حضور سے آمین بالجہر و آمین بالسر دونوں طرح پڑھنا مروی ہے۔ غیر مقلدین سے بنیادی اختلافات کیا ہیں؟	۲۴۶
۳۹۸	خاتم النبیین کا معنی	۲۴۷
۴۰۰	یہ کہنا کیسا ہے کہ حضرت یوسف وزلیخا، حضرت سلیمان و بلقیس کا واقعہ قرآن میں کیوں آیا؟ کیا حضور کا وصال زہر کھانے سے ہوا؟ کیا حضور کا جنازہ تین دن تک کمرے میں بند تھا؟ تدفین میں تاخیر کی وجہ کیا تھی؟	۲۴۸
۴۰۲	یہ کہنا کیسا ہے کہ ”حضور قطرہ ناپاک سے پیدا ہوئے“؟ امام معین کے بعد دوبارہ نماز عیدین پڑھنا کیسا ہے؟	۲۴۹
۴۰۳	انبیاء کرام سے سہو و نسیان ممکن ہے یا نہیں؟ گاندھی کو مہاتما کہنا کیسا ہے؟	۲۵۰
۴۰۵	نکیرین کے سوال کے وقت قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں، یا ان کی شبیہ پیش کی جاتی ہے؟	۲۵۱
۴۰۷	سرکار کے جسم کا سایہ نہیں تھا۔ ایک حدیث چند سندوں سے مروی ہو، تو اگر کسی سند پر کلام ہو تو بھی حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا	۲۵۲
۴۰۸	نام پاک کے ساتھ ”یا صلعم“ اور صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ ”ؓ“ لکھنا کیسا ہے؟	۲۵۳
۴۱۰	کلمہ طیبہ میں لفظ رسول اللہ پر الف، لام لانا کیسا ہے؟	۲۵۴
۴۱۰	من رآنی فقد رآ الحق کی تشریح	۲۵۵
۴۱۱	ابو جہل حضور کا چچا نہیں۔ حضور کے بول و براز کو زمین نکل جاتی۔ بہت سے لوگوں نے حضور کے پیشاب کو نوش کیا۔ بول و براز کے متعلق علامہ عینی کا عقیدہ۔	۲۵۶
۴۱۴	الصلاة والسلام علیک یا مکی اللہ پڑھنا کیسا ہے؟	۲۵۷
۴۱۵	حالت نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اوجھڑی ڈالی گئی	۲۵۸
۴۱۵	حضور اعلان نبوت سے پہلے نبی تھے، اعلان نبوت کا اذن چالیس سال بعد ملا۔	۲۵۹

۴۱۶	۲۶۰	حضور کو نبوت تخلیق آدم سے پہلے ملی۔ اعلان نبوت کے وقت حضرت علی کی عمر کتنی تھی؟
۴۱۶	۲۶۱	حضور نے اعلان نبوت کب کیا؟ کیا اب کوئی عثمان و علی ہو سکتا ہے؟
۴۱۷	۲۶۲	یہ کہنا غلط ہے کہ حضور کفار پر ہمیشہ سختی فرماتے
۴۱۷	۲۶۳	حضرت ابراہیم علیہ السلام کو افضل الانبیا کہنا گمراہی ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ حضور کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی۔ فاسق ملعن کو دینی انجمن کا صدر بنانا۔
۴۲۰	۲۶۴	چالیس سال کی عمر میں حضور پر وحی آنی شروع ہوئی تھی۔ کیا بخاری و مسلم میں ضعیف حدیثیں بھی ہیں؟
۴۲۱	۲۶۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا
۴۲۱	۲۶۶	بد مذہبوں کا رد فرض ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کافروں کی ایذاؤں پر صبر فرمایا؟ حضور نے دشمنوں کے لیے دعاے ہلاکت بھی کی ہے۔ بنو عرینہ کو کیسی سزائیں دی گئیں؟ کس کافر کو مطاف میں قتل کیا گیا؟
۴۲۳	۲۶۷	لا تسمع الموتی کی تفسیر۔ حضور کو حضرت عائشہ کی پاک دامنی کا علم پہلے ہی سے تھا۔ ابن عبد الوہاب نے روضہ اقدس کو صنم اکبر کہا، کافر مرتد سے جو میل جول رکھیں ان کا بھی بایکٹ کر دیں
۴۲۹	۲۶۸	کیا حضور محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں؟ کیا حضور کو اپنی تعظیم پسند ہے۔
۴۲۹	۲۶۹	اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام و اولیاء عظام کو عالم میں تصرف کا اختیار دیا ہے
۴۳۳	۲۷۰	یہ کہنا کیسا ہے کہ ہماری نجات و ترقی درجات کے لیے رسول پاک کا حکم کافی ہے
۴۳۴	۲۷۱	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنے عقد کیے؟
۴۳۴	۲۷۲	حضور کے وصال کے بعد انگوٹھی مبارک کس کے پاس گئی، اور اب کہاں ہے؟
۴۳۵	۲۷۳	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سید ہیں یا نہیں؟
۴۳۶	۲۷۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں
۴۳۷	۲۷۵	کیا درود و سلام کے لیے طہارت شرط ہے؟ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کیسا ہے؟
۴۳۹	۲۷۶	کیا نبی امتی کے حال سے باخبر رہتے ہیں؟ اٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا جائز ہے۔
۴۴۰	۲۷۷	انبیاء کرام زندہ ہیں۔ غیر مقلدوں سے چند سوالات
۴۴۴	۲۷۸	حضور کے حاضر و ناظر ہونے پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ امام حسین کی شہادت کے وقت حضور کربلا میں موجود تھے۔



۲۷۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک مومنوں کے گھر میں حاضر ہے	۴۴۵
۲۸۰	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کیا دیگر انبیاء بھی حاضر و ناظر ہیں؟	۴۴۶
۲۸۱	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ بلاشبہ حضور کو غیب حاصل ہے۔	۴۴۷
۲۸۲	حضور کو عالم الغیب کہنا منع ہے۔	۴۴۸
۲۸۳	کیا انبیاء کرام جب چاہیں غیب جان لیتے ہیں، یا جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے انہیں باخبر کرتا ہے؟	۴۴۸
۲۸۴	حضور غیب داں ہیں مگر عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔ حضور کو رحمن کہنا جائز نہیں۔ منکر شفاعت کا حکم۔ برزخی زندگی دنیاوی زندگی سے مختلف ہے۔ کتاب قصص الانبیاء کی حکایت کے بارے میں سوال کا جواب۔ کتاب قصص الانبیاء غیر معتبر ہے۔	۴۵۰
۲۸۵	حضور کو عالم الغیب کہنا کیسا ہے؟	۴۵۲
۲۸۶	حضور کے علم غیب کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟	۴۵۵
۲۸۷	حضور اللہ کی عطا سے غیب جانتے تھے، حضور کو عالم الغیب کہنا منع ہے، کیا حضور مجلس میلاد میں تشریف لاتے ہیں؟ سلام میلاد کے آخر میں کیوں پڑھا جاتا ہے؟	۴۵۶
۲۸۸	علم غیب کا معنی۔ کیا حضرت عائشہ نے علم غیب کا انکار کیا ہے؟ حضور نور ہیں یا بشر؟	۴۵۸
۲۸۹	کیا مقطعات کا علم حضور کے سوا کسی اور کو ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کل غیب حاصل ہے یا بعض؟ ماکان ویکون کا مطلب۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ کی تفسیر۔ اللہ عزوجل کی ذات و صفات کا احاطہ کوئی نہیں کر سکتا۔ ایک مرید کیا کسی دوسرے پیر سے مرید ہو سکتا ہے؟	۴۶۱
۲۹۰	حضور کے علم غیب کا انکار کفر ہے	۴۶۲
۲۹۱	بلاشبہ حضور کو علم غیب تھا	۴۶۵
۲۹۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع ماکان و ما یکون کا علم ہے	۴۶۵
۲۹۳	علم غیب سے متعلق شرح فقہ اکبر کی عبارت سے معارضہ کا جواب	۴۶۸
۲۹۴	حضور کو علم غیب مکمل کب دیا گیا؟ حضرت عائشہ کے گم شدہ ہار کا علم حضور کو تھا یا نہیں؟	۴۶۹
۲۹۵	نبی کا معنی کیا ہے؟ کیا حضور کو ماکان و ما یکون کا علم ہے؟	۴۷۰
۲۹۶	امور خمسہ کا علم حضور کو تھا یا نہیں	۴۷۲

فہرست	جلداول	فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد
۲۹۷	علم غیب پر دیوبندی اعتراض کا تفصیلی جواب۔ و ما علمناہ الشعر و ما ینبغی لہ کی تفسیر۔	۲۹۷
۲۹۸	آج کل ایک طغریٰ نکلا ہے جس میں حضور کے جبہ، عمامہ شریف اور عصا مبارکہ کی تصویر ہوتی ہے، اس کی تعظیم کرنا کیسا ہے؟	۲۹۸
۲۹۹	سرکار کے جبہ و عمامہ و عصا مبارک کے جو طغرے بک رہے ہیں کیا وہ صحیح ہیں؟	۲۹۹
۳۰۰	سرکار کے جبہ و عمامے کے عکس کے متعلق شبہات کا جواب	۳۰۰
۳۰۱	حضور کے بول و براز پاک تھے، بعض صحابہ نے حضور کے خون اور پیشاب اور غسالہ کو پیا	۳۰۱
۳۰۲	حضور کے فضلات مبارکہ پاک ہیں۔	۳۰۲
۳۰۳	موئے مبارک کو حرام کہنا، فضلات مبارکہ طیب و طاہر ہیں۔ کس صحابی نے جسم اطہر کے بہتے ہوئے خون کو نوش کیا؟ کس صحابیہ نے بول مبارک نوش کیا؟	۳۰۳
۳۰۴	انبیاء کرام کے خون اور بول و براز طیب و طاہر ہیں۔	۳۰۴
۳۰۵	”محمد سر وحدت ہے، کوئی رمزا اس کی کیا جانے؟“ یہ شعر کیسا ہے؟	۳۰۵
۳۰۶	یہ کہنا کیسا ہے ”جلوہ روئے محمد جلوہ رحمن ہے؟“ ”من رانی فقد رأى الحق“ میں ”حق“ سے کیا مراد ہے؟	۳۰۶
۳۰۷	نعت مصطفیٰ حقیقت میں حمد خدا ہے۔ حضور نے دنیا میں کسی سے پڑھا لکھا نہیں۔	۳۰۷
۳۰۸	ایک شعر کے متعلق سوال۔	۳۰۸
۳۰۹	حضور کو خاکساروں کا خاکسار کہنا کیسا ہے؟	۳۰۹
۳۱۰	ایک شعر کی توجیہ۔	۳۱۰
۳۱۱	چند نعتیہ اشعار کے متعلق سوال۔	۳۱۱
۳۱۲	جو بات حضور نے نہ فرمائی ہو اسے حضور کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔ کوہ صفا سے عام کفار کے لیے حضور سے دعا کرنا ثابت نہیں، یہ کہنا کیسا ہے کہ خداے تعالیٰ بتوں سے برتر و بالا ہے	۳۱۲
۳۱۳	چند اشعار کے متعلق سوال۔ خدا و رسول کو ایک کہنا کفر ہے۔	۳۱۳
۳۱۴	ایک شعر کے متعلق سوال کا جواب	۳۱۴
۳۱۵	”لولاک لما خلقت الافلاک“ حدیث ہے یا نہیں؟	۳۱۵
۳۱۶	کیا حضور نے اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کیا تھا کہ تو نے کیوں آدم کو جنت میں بھیجا اور مجھے زمین میں؟	۳۱۶

فہرست	جلداول	فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد
۴۹۵	”علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل“ حدیث ہے	۳۱۷
۴۹۶	ایک حدیث کے متعلق سوال	۳۱۸
۴۹۶	حدیث غلط بیان کرنے والے پر توبہ فرض ہے۔ یہ روایت کیسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کو اپنے نور سے پیدا فرمایا	۳۱۹
۴۹۷	کیا امام بخاری نے ساری حدیثیں حضور سے دریافت کر کے لکھی ہیں؟ الہام حجت نہیں	۳۲۰
۴۹۸	میری امت تہتر مذہب میں بٹ جائے گی، اس حدیث میں مذہب سے کیا مراد ہے؟ ائمہ اربعہ کا عقائد میں کوئی اختلاف نہیں؟	۳۲۱
۴۹۸	مطلقاً احادیث کے بارے میں تذبذب رکھنے والا شخص گمراہ ہے	۳۲۲
۴۹۹	حضور سید عالم ﷺ کے معجزات کا مطلق انکار کفر ہے	۳۲۳
۴۹۹	ابوطالب کے ایمان لانے کی دعا قبول نہیں ہوئی	۳۲۴
۴۹۹	ایک موضوع روایت، کیا امام حسین نے مسجد نبوی کے اندر قرآن کے پاروں پر قدم رکھا؟	۳۲۵
۵۰۱	دو موضوع روایتوں سے متعلق سوال۔	۳۲۶
۵۰۲	ایک حدیث کے متعلق سوال	۳۲۷
۵۰۴	رمضان المبارک میں جمعہ کے دن کوئی ہیبت آنے کا ذکر حدیث میں ہے	۳۲۸
۵۰۴	حضور پر جھوٹ باندھنا	۳۲۹
۵۰۵	جنت میں کھانے پینے سے پیشاب پاخانہ کی حاجت نہیں۔ ایک غلط روایت	۳۳۰
۵۰۵	جھوٹی حدیث بیان کرنا کیسا ہے؟	۳۳۱
۵۰۶	میرے صحابہ ستاروں کے مثل ہیں جس کی بھی اقتدا کرو گے کامیاب رہو گے۔	۳۳۲
۵۰۶	مقام صہبا میں سورج لوٹانے والی روایت کس کتاب میں ہے؟	۳۳۳
۵۰۷	”کلہم فی النار“ کی توضیح	۳۳۴
۵۰۸	منافقین کو مسجد سے نکالنے والا واقعہ کس کتاب میں ہے؟	۳۳۵
۵۰۹	چند موضوع روایتیں	۳۳۶
۵۱۰	کیا کسی صحابی نے خودکشی کی ہے؟	۳۳۷

۵۱۱	یہ کہنا کیسا ہے ”حضور گناہ کو پسند فرمائیں تو وہ نیکی ہو جائے“؟	۳۳۸
۵۱۳	یہ کہنا کہ ”اللہ تعالیٰ نے جو کچھ علم تھا سب حضور کو دے دیا“ کیسا ہے؟ اللہ عز وجل کا علم غیر متناہی بالفعل ہے، شئی کے تین معانی ہیں	۳۳۹
۵۱۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گنہگار کہنا کفر ہے۔	۳۴۰
۵۱۷	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”سانوریا“ کہنا کیسا ہے؟	۳۴۱
۵۱۹	حضور کو ڈکٹیٹر لکھنا کیسا ہے؟	۳۴۲
۵۲۰	نعت شریف پڑھنے سے پہلے درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟	۳۴۳
۵۲۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باء اسلام کہنا صحیح ہے	۳۴۴
۵۲۱	یہ کہنا کہ حضور نے مذہب اسلام کو جنم دیا	۳۴۵
۵۲۲	سارے انبیاء کرام کا دین اسلام تھا۔ یہ کہنا کہ ”نبی نے اسلام کے علاوہ اور مذہب کی تبلیغ کی“ کفر ہے۔	۳۴۶
۵۲۵	نبوت منسوخ نہیں ہوتی ہے، یہ کہنا کہ نبی کی نبوت سلب ہو گئی کفر ہے	۳۴۷
۵۲۶	کیا لفظ ”انیس الغربا“ حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ خاص ہے؟	۳۴۸
۵۲۶	کیا شب ولادت شب قدر سے افضل ہے؟	۳۴۹
۵۲۸	کیا اجودھیا میں حضرت شیث، حضرت نوح اور حضرت ایوب علیہم السلام کے مزار ہیں؟	۳۵۰
۵۲۹	صلح حدیبیہ سیاسی تھی یا مذہبی؟ اسلام میں مذہب و سیاست الگ الگ نہیں۔ کیا اس زمانے میں بد مذہبوں سے اتحاد ہو سکتا ہے؟ کافر اصلی اور مرتد کے احکام جدا گانہ ہیں	۳۵۱
۵۳۱	بد مذہبوں سے اتحاد جائز ہے یا نہیں؟ ہجرت سے قبل یہودیوں سے معاہدے کو بد مذہبوں سے اتحاد کے جواز کی دلیل بنانا کیسا ہے؟ ابتدائے اسلام کے تمام معاہدے منسوخ ہیں۔ منسوخ پر عمل جائز نہیں۔	۳۵۲
۵۳۳	مسلمان جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک کے جائز قوانین کی پابندی لازم ہے۔ ہندوستانی غیر مسلموں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے؟	۳۵۳
۵۳۵	دینی تعلیمی کونسل، جماعت کیا ہے اور اس میں شرکت کا کیا حکم ہے؟	۳۵۴
۵۳۵	حضور کے لیے لفظ ”کملی“ کا استعمال	۳۵۵



۵۳۶	حضور کے لیے لفظ کملی، مکھڑا اور قریشی کا اطلاق کیسا ہے؟ دیوبندیوں کے یہاں جاگیر کھانا اور قرآن خوانی میں جانا کیسا ہے؟	۳۵۶
۵۳۸	حضور کو خدا کا دلبر کہنا کیسا ہے؟	۳۵۷
۵۳۹	لفظ کملی اور کملیا کا استعمال جائز نہیں	۳۵۸
۵۴۱	کیا باری نبوت کو نبی کے علاوہ کوئی اور برداشت کر سکتا ہے؟	۳۵۹
۵۴۱	حضور نے کسی کو اپنا جانشین مقرر فرمایا یا نہیں؟	۳۶۰
۵۴۲	یہ کہنا کہ نماز میں حضور کا خیال بار بار آنے سے نماز نہیں ہوتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ہودہ شے سے تشبیہ دینے والے کا حکم	۳۶۱
۵۴۳	انبیا کی تعداد کتنی ہے؟ جو جامعیت ہمارے حضور میں ہے وہ کسی میں نہیں۔	۳۶۲
۵۴۴	دنیا میں رسول کتنے ہیں؟	۳۶۳
۵۴۴	جن کا کفر معلوم نہ ہو ان کے بارے میں سکوت لازم۔ ہر قوم میں ہادی آئے ہیں	۳۶۴
۵۴۵	خانہ کعبہ کو حضرت آدم کا مزار کہنا، کیا حجر اسود حضرت آدم علیہ السلام کی انگوٹھی کا نگینہ ہے؟	۳۶۵
۵۴۶	کعبہ کے اندر حضرت آدم کا مزار بتانا کفر نہیں	۳۶۶
۵۴۷	حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟	۳۶۷
۵۴۷	حضرت آدم علیہ السلام کو شکر جی اور حضرت حوا کو پاربتی کہنا کیسا ہے؟	۳۶۸
۵۴۷	حضرت ابراہیم نے کیا ستارے کو ”ہذا ربی“ کہا ہے	۳۶۹
۵۴۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کون تھے؟	۳۷۰
۵۵۰	حضرت ابراہیم علیہ السلام پر افترا۔	۳۷۱
۵۵۱	جب حضرت اسماعیل کی قربانی خدا کو پسند تھی تو حضرت ابراہیم نے گائے، اونٹ کی قربانی کیوں کی؟	۳۷۲
۵۵۲	حضرت یونس علیہ السلام کی توہین کفر ہے۔	۳۷۳
۵۵۲	کیا حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے؟	۳۷۴
۵۵۳	حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش کا ایک واقعہ	۳۷۵
۵۵۳	زلینا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوا	۳۷۶

فہرست	جلداول	فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد
۵۵۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرنا کفر ہے۔ کافر کو کافر نہ ماننا کفر ہے۔ مسلمان کو مردود کہنا منع ہے، اگرچہ وہ فاسق فاجر ہو	۳۷۷
۵۵۷	حضرت خضر نبی تھے یا ولی؟	۳۷۸
۵۵۸	حضرت خضر کے بارے میں تفسیر خزائن العرفان اور نزہۃ القاری کے مابین تعارض میں تطبیق	۳۷۹
۵۵۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں	۳۸۰
۵۶۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہنا کفر ہے	۳۸۱
۵۶۰	حضرت عیسیٰ و حضرت یحییٰ علیہما السلام کے درمیان کون سا رشتہ ہے	۳۸۲
۵۶۱	معجزات انبیاء کرام کے تحت قدرت ہیں	۳۸۳
۵۶۱	انبیاء سابقین کے جوارشات و اعمال منسوخ نہ ہوں وہ ہمارے لیے دلیل ہیں	۳۸۴
۵۶۱	کتنے انبیاء کرام شہید کیے گئے؟	۳۸۵
۵۶۲	اگلے انبیاء کرام کا کلمہ کیا تھا؟	۳۸۶
۵۶۲	لیڈر کی مورقی کو ہار پہنانا منع ہے، یہ کہنا کفر ہے کہ کوئی بھی رشی منی حضور سے کم نہیں	۳۸۷
۵۶۳	حضور کو اپنی طرح کہنا کیسا ہے؟	۳۸۸
۵۶۴	کسی امتی کو کسی نبی سے افضل بتانا کفر ہے۔ ایک شعر کے متعلق سوال۔	۳۸۹
۵۶۴	منکر حدیث کا حکم۔	۳۹۰
۵۶۵	حدیث کا منکر کافر ہے، آواگون کفر ہے۔	۳۹۱
۵۶۵	مطلق علم غیب کا منکر کافر ہے۔ تھانوی کے کفریات پر مطلع ہو کر جو تکفیر نہ کرے وہ بھی کافر ہے	۳۹۲
۵۶۶	علم غیب کا منکر کافر ہے، یہ کہنا کہ خدا آسمان پر ہے زمین پر نہیں کفر ہے	۳۹۳
۵۶۷	حضور کے علم غیب کو چیونٹیوں کے علم سے تشبیہ دینا کیسا ہے؟	۳۹۴
۵۶۸	غیب کا انکار کرنا کیسا ہے؟	۳۹۵
۵۷۰	علم غیب کا انکار کرنا اور حرام کو سنت کہنا کیسا ہے؟	۳۹۶
۵۷۱	معجزات کا انکار کفر ہے	۳۹۷
۵۷۲	یہ کہنا کفر ہے کہ قرآن مجید حضور کی کما حقہ تعریف بیان کرنے سے قاصر ہے	۳۹۸

۳۹۹	یہ کہنا کہ اللہ اور رسول میں کوئی فرق نہیں کفر ہے۔ یہ کہنا کفر ہے کہ حضور اللہ کے جسم سے ہیں۔	۵۷۳
۴۰۰	یہ کہنا کیسا ہے کہ انبیاء کرام بھی جہنم میں جائیں گے	۵۷۴
۴۰۱	انبیاء کرام کو جاسوس کہنا کفر ہے۔ فرشتوں کو گارڈ یا ٹی ٹی کہنا کیسا ہے؟	۵۷۵
۴۰۲	کیا حضرت آدم کے جسد خاکی میں حضور کی روح ڈالی گئی؟ سبقت لسانی میں کلمہ کفر زبان پر جاری ہو جائے تو کیا حکم ہے؟	۵۷۵
۴۰۳	یہ کہنا کفر ہے کہ غوث اعظم کا قدم حضور کے کندھے پر ہے	۵۷۶
۴۰۴	یہ کہنا کہ داڑھی منڈانے والوں کو حضور اسپیشل کوٹے سے بخشوا دیں گے یہ کہنا کیسا ہے کہ حضور کو نبوت چالیس سال بعد ملی؟	۵۷۷
۴۰۵	یہ کہنا کفر ہے کہ میں حضور کو نہیں مانتا، حالت اکراہ میں شراب نوشی کی اجازت ہے، کیا جان بچانے کے لیے خنزیر کا گوشت حلال ہے؟	۵۷۹
۴۰۶	یہ کہنا کفر ہے کہ ”علی کی ولایت پر رسول اللہ کی نبوت کا انحصار ہے۔“	۵۸۰
۴۰۷	حضور کو بشر نہ ماننا کفر ہے، حضور کو عام بشر کی طرح ماننا بھی کفر ہے	۵۸۱
۴۰۸	یہ کہنا کہ قوت نبی نے عاجزی ظاہر کی کفر ہے۔ اولیا کو جو ملتا ہے وہ انبیاء کے ہاتھوں سے ملتا ہے۔	۵۸۱
۴۰۹	کسی ولی کو نبی سے افضل ماننا کفر ہے	۵۸۲
۴۱۰	انبیاء کو بڑا بھائی کہنا کفر ہے	۵۸۲
۴۱۱	یہ کہنا کفر ہے کہ آج کا یہودی، مجوسی اگرچہ حضور پر ایمان نہ لائے، عمل صالح کرے تو جنت میں جائے گا۔	۵۸۳
۴۱۲	یہ کہنا کفر ہے کہ اس امت کے علمائے اسرائیل کے انبیاء کے برابر ہیں	۵۸۷
۴۱۳	زید کہتا ہے کہ یہ کہنا کفر ہے کہ علمائے اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔ علمائے انبیاء کی طرح کہنا کفر ہے یا نہیں؟	۵۸۷
۴۱۴	یہ کہنا کفر ہے کہ بلی کی پیدائش شیر سے بہ واسطہ حضرت نوح علیہ السلام ہے۔ کیا چوہے کی پیدائش خنزیر سے بہ واسطہ شیطان ہے؟	۵۸۹
۴۱۵	یہ کہنا کفر ہے کہ انبیاء سابقین نے توحید کی مکمل دلیل نہیں دی	۵۹۰

۵۹۳	حضور کو بڑے بھائی کی طرح سمجھنا کفر ہے	۴۱۶
۵۹۳	حضور کو ہٹلریا ڈکٹیٹر کہنا۔	۴۱۷
۵۹۴	یہ کہنا کفر ہے کہ پیغمبر نے جوتا کھایا، حضور کو بکری کا چرواہا کہنا منع ہے	۴۱۸
۵۹۵	نور محمدی کو یہ کہنا کہ جب تک لباس بشری ظاہر نہیں ہوا تھا رب العالمین تھا	۴۱۹
۵۹۵	یہ کہنا کہ نماز میں کتے کا خیال آجائے تو نماز ہو جائے گی۔ مگر حضور کا خیال آنے سے نماز نہ ہوگی۔ کیا انگوٹھا چومنا عیسائیوں کا طریقہ ہے؟	۴۲۰
۵۹۶	یہ کہنا کیسا ہے کہ ابھی نبوت مکمل نہیں؟	۴۲۱
۵۹۶	یہ کہنا کیسا ہے کہ جس نے نبی کو نہ دیکھا ہو ہمیں دیکھ لے	۴۲۲
۵۹۸	اللہ عزوجل کے ارشاد کو انبیاء کرام سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا، انبیاء کرام نے کلام الہی کا جو مطلب سمجھا اسے غلط اور اپنے دل سے سمجھے ہوئے معنی کو صحیح قرار دینا کفر ہے	۴۲۳
۵۹۹	شیطان کو نبی کہنا کفر ہے	۴۲۴
۶۰۰	حضور کی توہین کفر ہے۔ یہ کہنا کیا تم محمد کے باپ ہو کفر ہے۔	۴۲۵
۶۰۱	قرآن مجید پر اعتراض کرنا کفر صریح ہے۔ انبیاء کرام گناہ سے پاک ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں تاخیر کی وجہ۔ کیا اعلیٰ حضرت برص میں مبتلا تھے؟	۴۲۶
۶۰۳	ربیع الاول کے جلسے کے بارے میں کہنا کہ اس کا تعلق دین سے نہیں	۴۲۷
۶۰۴	یہ کہنا کفر ہے کہ حضرت آدم نے ایک نادانی کی۔ انبیاء گناہوں سے معصوم ہیں۔	۴۲۸
۶۰۴	یہ کہنا کفر ہے کہ سب حاجتیں اللہ سے نہیں رسول سے ہی مانگنی چاہیے یہ کہنا کیسا ہے کہ براہ راست حاجتیں حضور سے نہیں مانگنی چاہیے؟	۴۲۹
۶۰۶	انبیاء کرام سے گناہ کا صدور نہیں ہو سکتا۔ جو یہ کہے کہ انبیاء کرام سے گناہ کبیرہ کا صدور ہوا اس پر تو بہ فرض ہے	۴۳۰
۶۰۶	توہین رسول کی سزا کیا ہے؟	۴۳۱
۶۰۶	یہ کہنا کہ انبیاء کرام سے غلطیاں ہوئی ہیں	۴۳۲
۶۰۸	حضرت آسی علیہ الرحمہ کے ایک شعر کی توجیہ	۴۳۳
۶۰۸	کسی کو مظہر خلق نبوت کہنا کیسا ہے؟ غیر صحابی کے لیے رضی اللہ عنہ کہنا کیسا ہے؟	۴۳۴



۶۱۰	نماز قضا ہو تو ہو، عشق رسول قضا نہ ہو کہنا کیسا ہے؟	۴۳۵
۶۱۱	بدھ، کرشن، رام، سقراط، فیثا غورث، وغیرہ نبی تھے یا نہیں؟ ”لکل قوم ہاد“ کی تفسیر، ہادی کے لیے نبی ہونا ضروری نہیں	۴۳۶
۶۱۲	رام کو محمد رسول اللہ بتانا کفر ہے	۴۳۷
۶۱۲	کیا رام کچھن نبی تھے؟	۴۳۸
۶۱۳	کرشن کا فر تھا۔	۴۳۹
۶۱۳	یہ کہنا کہ کرشن نبی تھا، جھوٹ ہے۔	۴۴۰
۶۱۴	یہ کہنا کہ گنیش اور ہنومان کا ذکر قرآن میں ہے	۴۴۱
۶۱۴	کرشنا کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تقابل کرنا	۴۴۲
۶۱۵	ہندوؤں کے پیشوا نبی نہیں ہو سکتے	۴۴۳
۶۱۶	کیا ہندو حضرت نوح علیہ السلام کی امت ہیں؟	۴۴۴

## عقائد متعلقہ قرآن حکیم

۶۱۸	جامع قرآن کون ہے؟	۴۴۵
۶۲۰	قرآن مجید کا نزول حالات و واقعات کے اعتبار سے ہے یا اس کا وجود پہلے تھا؟ کیا حضور کے علاوہ قرآن مجید کا سمجھانے والا کوئی ہے؟ کیا لغات کا وجود قرآن مجید سے پہلے ہے؟ کیا اردو زبان میں یہ صلاحیت بھرپور ہے کہ قرآن کا مفہوم مکمل ادا کر سکے؟ مولیٰ اور مولانا کے معانی اور ان کا مصداق۔ کیا عالم کو ”مولانا“ کہنا جائز ہے؟ اپنے آپ کو مولانا کہنا اور لکھنا کیسا ہے؟ کلمات الہیہ کے ایسے معنی بیان کرنا جو ماثور کے خلاف ہو، ناجائز بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہے۔ اپنی آبرو اور مال کے بچانے میں جو مارا جائے شہید ہے۔ خود سوزی و فاقہ کشی میں مرنے والا شہید نہیں بلکہ حرام موت مرنے والا ہے۔ پوسٹ مارٹم جائز نہیں۔	۴۴۶
۶۲۶	ایک آیت کی تفسیر	۴۴۷
۶۲۶	قرآن مجید پر اعراب حجاج بن یوسف کے زمانے میں لگا	۴۴۸
۶۲۷	قرآن مجید کا رسم الخط بدلنا حرام ہے	۴۴۹

۶۲۸	قرآن کی کتنی آیتیں منسوخ ہیں؟	۴۵۰
۶۲۹	کیا سورہ توبہ کی پانچویں آیت منسوخ ہے؟ قرآن پاک کی بہت سی آیتیں منسوخ ہیں مگر تلاوت باقی ہے۔	۴۵۱
۶۳۰	آیات متشابہات کا علم اللہ و رسول کے سوا اور کسی کو ہے یا نہیں؟	۴۵۲
۶۳۰	سورہ ملک کی فضیلت۔ ایمان امید و یاس کے درمیان ہے۔	۴۵۳
۶۳۱	کلام نفسی کی تشریح	۴۵۴
۶۳۲	قرآن پر ایمان لانا فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟	۴۵۵
۶۳۲	پہلے قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے یا پہلے حدیث پر؟	۴۵۶
۶۳۳	کیا ہر انسان قرآن کے معانی کو سمجھ سکتا ہے؟	۴۵۷
۶۳۳	قرآن حکیم کا ہم پر کیا حق ہے؟ نماز کا ہم پر کیا حق ہے؟	۴۵۸
۶۳۴	ننگے سر قرآن مجید کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟	۴۵۹
۶۳۴	کافروں کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی۔ ایک روایت کے متعلق سوال۔ تخفیف عذاب نار، ابوطالب و ابولہب کی خصوصیت ہے	۴۶۰
۶۳۵	انہیز کم ہو و قبیلہ سے حاضر ناظر ہونے پر استدلال صحیح ہے یا نہیں؟	۴۶۱
۶۳۶	قرآن مجید کی تعظیم فرض ہے۔ قرآن مجید کے متعلق نازیبا الفاظ کہنا کفر ہے	۴۶۲
۶۳۷	قرآن کی تحریف کرنے والے کا حکم۔ یہ کہنا کہ قرآن مجید میں انگریزی الفاظ ہیں کفر ہے	۴۶۳
۶۳۸	و وجدک ضالاً میں تھانوی کے ترجمے سے حضور کا خطا وار ہونا ثابت ہو رہا ہے؟	۴۶۴
۶۳۹	کیا اپنے آپ کو سنی کہہ دینا سنی ہونے کے لیے کافی ہے؟ اعلیٰ حضرت کے ترجمے پر تھانوی کے ترجمے کو ترجیح دینے والا دیوبندی ہے؟ دیوبندیوں سے چند سوالات	۴۶۵
۶۴۰	یہ کہنا کہ قرآن وحدیث کو پھینکیے، جلائیے، کفر ہے۔	۴۶۶
۶۴۲	قرآن پاک کے چالیس پارے کہنا کفر ہے	۴۶۷
۶۴۳	سورہ اخلاص کو معکوس (الٹا) پڑھنا کیسا ہے؟	۴۶۸
۶۴۴	سورہ اخلاص کو قرآن مجید کی سورۃ نہ ماننا کیسا ہے؟	۴۶۹
۶۴۴	قرآن مجید کو گالی دینا کفر ہے	۴۷۰

۶۴۵	یہ کہنا کہ ہم قرآن کو نہیں مانتے۔ مندر کے سامنے کھڑے ہو کر سلامی دینا کیسا ہے؟ مندر میں جا کر بھجن گانا کفر ہے	۴۷۱
۶۴۶	قرآن مجید پھاڑنا اور جلانا	۴۷۲
۶۴۷	قرآن وحدیث کے منکر کا حکم	۴۷۳
۶۴۷	قرآن کو نہ ماننے والا کافر ہے	۴۷۴
۶۴۸	یہ کہنا کیسا ہے کہ قرآن میں قصہ ہے	۴۷۵
۶۴۸	یہ کہنا کہ قرآن وحدیث کا زمانہ چودہ سو سال تک تھا، کفر ہے؟	۴۷۶
۶۴۹	قرآن کو بے ادبی کی نیت سے جلانا کفر ہے؟	۴۷۷
۶۴۹	بلا قصد قرآن شریف ہاتھ سے چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟	۴۷۸
۶۵۰	قرآن مجید میں تحریف کفر ہے	۴۷۹
۶۵۰	جو قرآن پاک حفظ کر کے بھول جائے اس کی اقتدا میں نماز جائز ہے یا نہیں؟	۴۸۰
۶۵۱	چند اقوال کفریہ۔ یہ کہنا کہ قرآن کو نازل ہوئی کتاب کہنا غلط ہے وہ کسی کی لکھی ہوئی ہے۔ جنت دوزخ کی حقیقت سے انکار کرنا، اسے ڈھکوسلا کہنا کفر ہے	۴۸۱
۶۵۳	کیا قرآن پاک کی بعض آیت کو دوسری آیت سے کاٹ دیا گیا ہے؟	۴۸۲
۶۵۴	غیر مسلموں کو قرآن مجید دینے کا حکم	۴۸۳
۶۵۵	مورتیوں کے جشن میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا	۴۸۴
۶۵۶	کسی بزرگ کے نام پر بھیک مانگنا کیسا ہے؟ ڈھول یا جھانجھ پر قرآن پڑھنا کیسا ہے؟	۴۸۵
۶۵۶	گاندھی جینتی کے موقع پر قرآن پڑھنے والے کا حکم	۴۸۶
۶۵۷	کفار کے کارخانے میں تلاوت کرنا کیسا ہے؟	۴۸۷

## عقائد متعلقہ ملائکہ

۶۶۰	نبی اور رسول کی تعریف۔ رسل بشر کی جو تعریف کی جاتی ہے کیا وہی تعریف رسل ملائکہ کی بھی ہے؟	۴۸۸
۶۶۱	یہ کہنا کہ صدیق اکبر جبریل امین سے افضل ہیں کفر ہے۔ رسل ملائکہ کا عام انسانوں سے افضل ہونا ضروریات دین سے ہے۔	۴۸۹

۶۶۱	حضرت جبریل و صدیق اکبر میں کون افضل؟ رسل بشر، رسل ملائکہ سے افضل ہیں؟ رسل ملائکہ عام انسانوں سے افضل ہیں؟	۴۹۰
۶۶۲	فرشتوں کی توہین کفر ہے۔ یہ کہنا جبریل و اسرافیل میرے خوف سے تھراتے ہیں کفر ہے	۴۹۱
۶۶۲	فرشتے داڑھی والے ہیں یا نہیں؟	۴۹۲
۶۶۳	فرشتے ہماری شریعت کے مکلف نہیں۔	۴۹۳

## عقائد متعلقہ جنات و شیاطین

۶۶۵	جنات ہماری شریعت کے مکلف نہیں، جنوں میں کوئی نبی و رسل نہیں ہوا، ملائکہ و جنات جنت میں جائیں گے یا نہیں؟	۴۹۴
۶۶۶	کیا جن مختلف صورت اختیار کر سکتے ہیں؟ کیا جن کسی پر سوار ہو سکتے ہیں؟ مدینہ کے بعض جن مسلمان ہو چکے تھے۔	۴۹۵
۶۶۸	شیطان سرکش جنوں کو کہتے ہیں؟	۴۹۶
۶۶۸	شیاطین کس جنس سے ہیں؟ جنات غیب نہیں جانتے۔	۴۹۷
۶۶۸	انتقال کے بعد ہمراہ قید کر دیا جاتا ہے یا آزاد کر دیا جاتا ہے؟	۴۹۸
۶۶۹	دیو، پری جنوں کی قسم سے ہیں؟	۴۹۹
۶۶۹	روح جب علین یا سحین میں چلی جاتی ہے تو مردہ کیسے سنتا ہے؟ جسم جب ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے تو قیامت کے دن کیسے اٹھے گا؟	۵۰۰
۶۷۰	کفار کے بچے مومن ہیں یا کافر؟	۵۰۱
۶۷۱	جنات و موکلات کو قابو میں کرنا کیسا ہے؟	۵۰۲
۶۷۱	جن جنت میں جائیں گے یا نہیں؟	۵۰۳

تمت



